حب ناولز
حب الممنوع
بقلم مصطفیٰ احمد
(میت عشق)

خلاصہ

یہ ناول انسانی جذبات کی پیچیدگیوں اور رشتوں کی نزاکتوں کو بیان کرتا ہے۔ یہ کہانی محبت کی دو دھاری تلوار کی مانند ہے، جو نعمت بھی ہے اور لعنت بھی۔ اس میں حسد کی وہ تلخی ہے جو خون کے رشتوں کو بھی زہریلا بنا دیتی ہے، جو اپنوں کو دشمن بنا دیتی ہے۔ یہ کہانی ان لوگوں کی ہے جو بے گناہ ہوتے ہوئے بھی سزا بھگتتے ہیں، جو اپنوں کے ہاتھوں زخم کھاتے ہیں۔

یہ ناول ایک ایسے سفر کی داستان ہے جہاں ایک انسان کیسے اچھائی سے برائی کی طرف مائل ہوتا ہے، اور یہ کہ کیسے ایک خوبصورت سیرت، صورت کی چمک دمک سے کہیں زیادہ اہم ہے۔ یہ کہانی ہمیں یہ سکھاتی ہے کہ اگر دل سیاہ ہو تو دنیا کی تمام خوبصورتی بے معنی ہو جاتی ہے۔ ناول کے کرداروں کے ذریعے، یہ پیغام دیا ہے کہ حقیقی خوبصورتی دل کی پاکیزگی میں ہے، نہ کہ صرف چہرے کی خوبصورتی میں۔

اس ناول کو پڑھتے ہوئے قاری کو اپنی عقل کو وسیع کرنے کی ضرورت ہے، کیونکہ یہ صرف ایک کہانی نہیں بلکہ ایک تلخ حقیقت ہے جو ہمارے اطراف میں روز بروز پیش آ رہی ہے۔ یہ ناول ہمیں یہ سکھاتا ہے کہ ہمیں اپنے دل کو خوبصورت بنانا چاہیے، کیونکہ یہی ہماری اصل خوبصورتی ہے۔

مکمل ناول

حُب الممنوع (میتِ عشق)

از مصطفی احمد

عشق ایک عجیب اور طاقتور قوت ہے یہ خوشی اور غم، امید اور مایوسی، زندگی اور موت لا سکتی ہے۔ یہ ہمیں وہ کام کرنے پر مجبور کر سکتی ہے جو ہم نے کبھی ممکن نہیں سوچا تھا، اور ان چیزوں کو برداشت کرنے کی قوت دے سکتی ہے جنہیں ہم نے کبھی قابل برداشت نہیں سوچا تھا۔

یہ سب سے بڑی نعمت یا بدترین لعنت ہو سکتی ہے۔ کچھ عشق کی کہانیاں اس دنیا میں خوشی سے ختم ہوتی ہیں، جب عشق کرنے والے ایک دوسرے کو ڈھونڈتے ہیں اور ہم آہنگی کے ساتھ رہتے ہیں۔

کچھ عشق کی کہانیاں اس دنیا میں المناک طور پر ختم ہوتی ہیں، جب عشق کرنے والے ایک ساتھ مر جاتے ہیں اور ان کے عشق کو قبر میں بند کر دیا جاتا ہے۔ کچھ عشق کی کہانیاں اس دنیا سے آگے بھی جاری رہتی ہیں، جب عشق کرنے والے ایک دوسرے کا قیامت تک انتظار کرتے ہیں۔

اور کچھ عشق کی کہانیاں کبھی ختم نہیں ہوتیں، جب عشق کرنے والوں کا ہمیشہ کے لیے الگ رہنا مقدر ہوتا ہے۔ یہ انتظار قیامت میں بھی ختم نہیں ہوتا لیکن اگر عشق حسد سے خراب ہو جائے تو کیا ہو گا؟ عشق تباہی کا ہتھیار بن جائے تو کیا ہو گا؟ اگر عشق درد اور نفرت کا ذریعہ بن جائے تو کیا ہو گا؟ کیا ہو گا اگر عشق ایک آگ بن جائے جو اپنے راستے میں آنے والی ہر چیز کو بھسم کر دے؟ یہ عشق کی کہانی نہیں ہے۔

یہ عشق کی شدت کی کہانی ہے۔ یہ عشق کی میت کی کہانی ہے یہ کفن میں لپٹے عشق کی کہانی ہے یہ پانچ لوگوں کی کہانی ہے جنہوں نے بہت زیادہ، بہت کم، یا بہت دیر سے پیار کیا۔

کچھ کو ملتا ملتا عشق رہ گیا کچھ عشق میں تباہ ہوئے کچھ نے خود کو خود ہی تباہ کیا یہ اس کی کہانی ہے کہ کس طرح انہوں نے اپنے آپ کو اور ایک دوسرے کو اپنے جذبے کے شعلوں میں جلایا۔

یہ اس کی کہانی ہے کہ کس طرح انہوں نے مشکل طریقے سے سیکھا کہ محبت کافی نہیں ہے۔ چہرے کی رنگت کوئی معنی نہیں رکھتی، انسانی دل کے معنی ہوتے ہیں لیکن ہم اسے نہیں سمجھتے۔

چہرہ ایک لمحہ بہ لمحہ وہم ہے، ایک نقاب ہے جو حقیقی نفس کو چھپاتا ہے۔ چہرہ اللہ کی طرف سے ایک تحفہ ہے، بلکہ ہمارے ایمان اور کردار کا امتحان بھی ہے۔ چہرہ فخر اور بغض کا باعث ہے، بلکہ طنز اور جبر کا بھی۔ چہرہ ہمارے جذبات کا عکاس ہے، بلکہ ہمارے تعصبات اور فیصلوں کا بھی۔

لیکن کردار ابدی حقیقت ہے، ہم کون ہیں اس کا جوہر۔ کردار ہمارے انتخاب اور اعمال کا نتیجہ ہے، بلکہ ہماری آزمائشوں اور مصیبتوں کا بھی۔

کردار ہماری خوبیوں اور اقدار کا پیمانہ ہے، لیکن ہماری خامیوں اور خوبیوں کا بھی۔ کردار ہماری محبت اور ہمدردی کا مظہر ہے، بلکہ ہماری نفرت اور غصے کا بھی۔ ہم کتنے بے وقوف ہیں کہ کسی شخص کو اس کے کردار سے نہیں بلکہ اس کے چہرے سے اسکو پرکھتے ہیں ہم کتنے اندھے ہیں کہ دل کی خوبصورتی کو نظر انداز کر دیتے ہیں مگر، جلد کی رنگت کو نہیں۔

ہم کس قدر ظالم ہیں کہ کسی شخص کا مذاق اڑائیں اور اس کے چہرے کو تکلیف دیں اور اس کے خوبصورت کردار کی عزت اور مدد نہ کریں۔

ہمیں یاد رکھنا چاہیے کہ اللہ سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے، لیکن سب سے زیادہ سخت بھی ہے وہ الرحیم ہے تو الجبار بھی وہ الکریم ہے تو القہار بھی۔ وہ وہی ہے جس نے ہمیں مختلف چہروں سے پیدا کیا، بلکہ ایک ہی روح کے ساتھ۔ وہ وہی ہے جو ہمیں ہمارے کردار کا بدلہ دے گا، لیکن ہمارے اعمال کی سزا بھی دے

گا۔ وہ وہی ہے جو ہمیں ہم سے بہتر جانتا ہے، اور جو ہمارے چہروں سے پرے دیکھتا ہے۔ چہرہ تو قبر کی مٹی میں مٹ جائے گا لیکن کردار آخرت میں زندہ رہے گا۔

ہم انسان کتنی محنت کرتے ہیں نا اپنے چہرے کو خوبصورت بنانے کے لیے اتنی محنت کوئی انسان اپنی روح اور کردار کو خوبصورت بنانے کے لیے کیوں نہیں کرتا؟

ہم اپنے کردار اور اپنی روح کو کیوں نہیں خوبصورت کرتے کہ جس پر ہمارا حق ہے جسکو چننے کا حق ہمیں اللہ نے دیا ہے کہ ہم سیدھا راستہ چن لیں یا راستے سے بھٹک جائیں اگر ہم اپنے کرداروں کو خوبصورت بنالیں تو اس کا نور اور چمک خود بہ خود ہمارے چہروں پر ظاہر ہو جائے اور یہ دنیا بھی خوبصورت ہو جائے۔۔ لوگ صورت کو دیکھتے ہیں سیرت کو نہیں۔۔۔۔۔۔ دنیا کا جوہر یہ ہے کہ اللہ نے سب کچھ الگ بنایا ہے دنیا کی خوبصورتی اس میں ہی ہے کہ ہر انسان ایک دوسرے سے مختلف ہے کوئی سیاہ ہے تو کوئی گندمی کوئی سفید ہے تو کوئی پیلی جلد والا کسی کی آنکھیں چھوٹی ہیں تو کسی کی آنکھیں بڑی بل فرض سب سفید ہوں سب کی آنکھیں بلی ہوں سب ایک جیسے ہوں تو دنیا کی خوبصورتی اس میں ہو گی؟ یا اس میں کہ سب ایک دوسرے سے مختلف ہوں۔۔۔

یہ چیز دنیا کی خوبصورتی ہے کہ ہماری مختلف رنگت اور چہرے کی بناوٹ ہمیں رئیر بناتی ہے۔۔ ایک دوسرے سے۔۔

اگر سیاہ رنگ بدصورت ہوتا تو یاد رکھیں آج اسلام کی پہلی شہید ایک سیاہ ابیسینیائی

خاتون نہ ہوتیں جن کا نام حضرت سُمیہ تھا

اگر سیاہ رنگ بد صورت ہوتا تو پہلا موذن اسلام ایک سیاہ حبشی حضرتِ بلال (رضہ) نہ ہوتے

اور سب سے بڑھ کر خانہ کعبہ سیاہ ہو کر آنکھوں کی ٹھنڈک نہ ہوتا۔۔۔

میں یہاں یہ نہیں کہتا کہ سیاہ رنگ اچھا تو باقی رنگت والے برے ہر۔ رنگ ہر نسل ہر چہرے کی بناوٹ کا اپنا رتبہ اور اپنا جوہر ہے جسکو ہم نے سمجھنا ہے۔۔۔ چہرہ و جسم فانی ہے کردار ابدی ہے اور روح ازلی ہے

•••••

میں اللہ کا بے حد شکر گزار ہوں جس نے مجھے میرا تیسرا ناول "حب الممنوع (میتِ عشق)" لکھنے کا موقع دیا۔

وہ تمام تر الہام اور تخلیقی صلاحیتوں کا منبع ہے، اور میں اس کام کو اس کے لیے وقف کرتا ہوں۔

میں اپنے آپ کا بھی شکر گزار ہوں جس نے میری صلاحیتوں پر بھروسہ کیا اور میرے شکوک و شبہات کو دور کیا۔

میں اپنے جذبے اور وژن سے دستبردار نہیں ہوا اور جو کچھ میں نے حاصل کیا ہے اس پر مجھے فخر ہے۔

میں اللہ کا شکر گزار ہوں جس نے میرے ذہن میں مختلف کہانیاں ڈالیں اور مجھے ان کو الفاظ میں بیان کرنے کی ہمت اور ہنر بخشا۔ حب الممنوع (میتِ عشق) صرف ایک ناول نہیں بلکہ دریافت اور عکاسی کا سفر ہے۔

یہ محبت، حسد اور دھوکہ دہی کی کہانی ہے، بلکہ ایمان، امید اور چھٹکارے کی بھی۔

یہ پانچ لوگوں کی کہانی ہے جنہوں نے بہت زیادہ، بہت کم، یا بہت دیر سے پیار کیا، اور انہیں اپنے اعمال کے نتائج کا سامنا کیسے کرنا پڑا۔

یہ ایک کہانی ہے کہ عشق کس طرح ایک نعمت یا لعنت ہو سکتی ہے، اس پر منحصر ہے کہ ہم اسے کیسے استعمال کرتے ہیں۔ میں آپ کو دعوت دیتا ہوں کہ کھلے ذہن اور دل سے حب الممنوع کو پڑھیں اور اس کے اسباق اور پیغامات سے سیکھیں۔

مجھے امید ہے کہ یہ ناول آپ کے جذبات کو چھوئے گا، آپ کے خیالات کو چیلنج کرے گا، اور آپ کے اعمال کو متاثر کرے گا۔ مجھے امید ہے کہ یہ ناول آپ کو اس بارے میں سوچنے پر مجبور کرے گا کہ آپ

محبت سے کیا سمجھتے ہیں، اور ایک عاشق کے طور پر آپ کیا بننا چاہتے ہیں۔ مجھے امید ہے کہ یہ ناول آپ کو ایک بہتر انسان، اور ایک بہتر مومن بنائے گا۔ آپ کے تعاون اور دلچسپی کے لیے آپ کا شکریہ۔ اللہ آپ کو سلامت رکھے اور آپ کو ہدایت دے اللہ مجھے سلامت رکھے مجھے ہدایت دے اللہ ہم سب کو سلامت رکھے ہم سب کو ہدایت دے اور ہمیں وہ زندگی گزارنے کی نعمت دے جو ہمیں اس کے پسندیدہ لوگوں میں شامل کر دے۔ آپ کا لکھاری (مصطفی احمد)

**** قارئین کے لیے انتباہ:****

اس ناول میں قتل و غارت اور خونریزی کی تصویر کشی کے مناظر شامل ہو سکتے ہیں۔ قارئین کو صوابدید کا مشورہ دیا جاتا ہے۔ جو لوگ اس طرح کے مواد کے بارے میں حساس ہیں وہ ان مناظر کو چھوڑ کر اپنی ترجیحات کے لیے زیادہ موزوں حصوں پر توجہ مرکوز کر سکتے ہیں۔

آغاز عشق سے حسد کی داستان۔۔

نفرت کی داستان۔۔۔۔۔

حُب الممنوع (میتِ عشق)

•••°•••

اس نے اپنی ہیوی بائیک کو بلیو ایریا، اسلام آباد کی مصروف سڑکوں سے گزارا۔ اس نے شہر میں اپنی پسندیدہ بیکری تہذیب بیکرز سے ابھی کچھ پیسٹریز خریدیں تھیں۔ اس نے سفید ٹی شرٹ اور نیلے رنگ کی جینس اور سر کی حفاظت کے لیے ہیلمٹ پہن رکھا تھا۔ وہ بائیک سے لطف اندوز ہوتا تھا، خاص طور پر شام کے وقت جب موسم خوشگوار ہوتا تھا اور ٹریفک کم ہوتی تھی۔۔ بہر حال آج صبح کے یارہ بجے ہی وہ وہ سڑک پر قطار میں لگی دکانوں اور دفاتر کے پاس سے گزرا اور آنے جانے والے لوگوں کا مشاہدہ کیا۔ کچھ جلدی میں تھے، کچھ پر سکون تھے، کچھ مسکرا رہے تھے، کچھ جھنجھلا رہے تھے۔ وہ سوچتا تھا کہ ان کی کہانیاں کیا ہیں، ان کے خواب اور پریشانیاں کیا ہیں۔ اسے ان کے لیے تجسس اور ہمدردی کا احساس ہوا۔

اگلے سگنل پر وہ بائیں جانب مڑنے ہی والا تھا کہ اس نے کچھ دیکھا جس کی وجہ سے وہ سڑک کے کنارے رک گیا۔ فٹ پاتھ پر ایک سایہ دار درخت کے نیچے ایک لڑکا بیٹھا رو رہا تھا۔ وہ لگ بھگ پانچ سال کا لگ رہا تھا، اور اس نے گندی اور پھٹی ہوئی قمیض اور شلوار پہن رکھی تھیں۔ اس کا چہرہ دھول اور آنسوؤں سے ڈھکا ہوا تھا اور پاؤں سے خون بہہ رہا تھا۔ وہ زور زور سے رو رہا تھا لیکن کسی کو پرواہ نہیں تھی۔ سب اسے نظر انداز کر رہے تھے، جیسے وہ پوشیدہ ہو۔ سوائے ایک آدمی کے، جو اس کے اوپر کھڑا اسے ڈانٹ رہا تھا۔ اس نے ٹی شرٹ اور جینز پہن رکھی تھی اور اس نے قریب ہی ایک موٹر سائیکل کھڑی کر رکھی تھی۔ وہ غصے اور غضب کی آمیزش میں بھڑکتا نظر آرہا تھا، اور وہ اس لڑکے پر چلا رہا تھا۔ "پاگل بھکاری! تو میرے موٹر سائیکل کے ٹائر کے نیچے آگیا، اور اب پیسے مانگنے کے لیے رو رہا ہے ڈرامے باز"

ہیوی بائیک والے نوجوان نے ترس اور غصے کی لہر محسوس کی۔ وہ ہیوی بائیک سے اترا اور اس شخص کی طرف چل دیا۔ وہ دھیمی اور معصوم آواز میں اسے پر سکون کرنے کی امید میں بولا۔ "کیا حال ہے بھائی؟ کیسے ہو؟"۔

وہ شخص اس کی طرف متوجہ ہوا اور اس پر ایک سخت نظر ڈالی۔ "تم کون ہو؟ کیا چاہتے ہو؟"۔

ہیوی بائیک والے لڑکے نے بچے کی طرف اشارہ کیا۔ "میں نے اس بچے کو روتے دیکھا۔ اسے کیا ہوا؟"۔

آدمی چیخا۔ "یہ بچہ بھکاری ہے، یہ میری موٹر سائیکل کے ٹائر کے نیچے آگیا، اب پیسے بٹورنے کے لیے ٹسوے بہا رہا ہے،"۔

ہیوی بائیک والے شخص نے اداسی کی شدت محسوس کی۔ وہ لڑکے کے پاس گیا اور اس کے پاس گھٹنے ٹیک دیے۔ اس نے آہستگی سے اس کا پاؤں اٹھایا اور دیکھا کہ اس پر زخم اور سوجن ہے۔ اس نے جیب سے ٹشو نکال کر اس کے آنسو پونچھے۔

اس نے مسکرا کر اسے تسلی دینے کی کوشش کی۔ "ارے رو مت۔ یہ ٹھیک ہے۔ تم اکیلے نہیں ہو میں تمہاری مدد کے لیے حاضر ہوں۔"

اس نے آدمی کی طرف دیکھا اور پوچھا۔ "تم اس بچے کو کیوں ڈانٹ رہے ہو؟ اسے تکلیف ہے، اسے تمہاری مدد کی ضرورت ہے۔"۔

آدمی نے سختی سے کہا۔

"میں اس کی مدد کیوں کروں؟ یہ ڈرامے کر رہا ہے، بل فرض اگر یہ مر جاتا تو کیا ہوتا سب مجھے برا کہتے رونے دو اسے تاکہ اس کو پتا چلے کہ ڈرامے بازی کا کیا انجام ہوتا ہے" ہیوی بائیک والے نوجوان نے صدمے اور نفرت کی لہر محسوس کی۔ اس نے کہا۔ "ٹھیک ہے، تم ٹھیک کہتے ہو۔ وہ بھکاری ہے، اس نے ڈراما کیا ہو گا لیکن وہ بچہ بھی ہے، انسان بھی ہے۔ اس کے جذبات ہیں، اس کے حقوق ہیں، تم اسے بعد میں پیار اور مہربانی سے سمجھا سکتے تھے۔ تم اسے کچھ رحم اور شفقت دکھا سکتے تھے۔"

اس نے کندھے اچکائے۔ وہ اس آدمی سے بحث نہیں کرنا چاہتا تھا۔ وہ اس پر اپنا وقت اور توانائی ضائع نہیں کرنا چاہتا تھا۔ وہ ان جیسے لوگوں سے ڈرتا تھا۔ وہ لڑائی اور تشدد سے ڈرتا تھا۔ اس نے لڑکے کو اپنے ساتھ لے جانے کا فیصلہ کیا۔ اس نے اسے اپنی بانہوں میں اٹھایا، اور اسے اپنی ہیوی بائیک تک لے گیا۔ اس نے اپنی ہیوی بائیک کے ہینڈل بار سے کچھ شاپنگ بیگ لٹکائے ہوئے تھے جن میں بیکری کا وہ ہی سامان تھا۔ اس نے ان کی طرف دیکھا اور سوچا۔ "یہ چیزیں خراب نہیں ہوں گی۔ وہ لوگ انتظار کر لیں گے۔"۔

وہ واپس بیکری میں گیا اور تھیلے وہیں چھوڑ دیے۔ اس نے باورچی سے کہا کہ وہ بعد میں واپس آکر انہیں لے جائے گا۔ اس نے اپنی خریداری کے ثبوت کے طور پر اس سے ایک ٹوکن لیا۔ اس کے بعد وہ لڑکے کو قریبی اسپتال لے گئے جو کلثوم اسپتال تھا۔ یہ تہذیب سے زیادہ دور نہیں تھا، بائیک سے چند منٹ کی مسافت تھی۔۔۔

••°••

اس نے اپنی ہیوی بائیک کو جتنی تیز رفتاری سے چلایا تو چلایا اور اسپتال پہنچا۔ اس نے محسوس کیا کہ بچہ درد سے سسک رہا ہے۔ اس نے اللہ سے دعا کی کہ وہ اسے بچائے، اسے شفا دے،۔ وہ اسپتال پہنچا اور ہجوم میں سے اپنا راستہ دھکیلتے ہوئے ایمرجنسی روم کی طرف بھاگا۔ اس نے مدد کے لیے، ڈاکٹر کے لیے، کسی کے لیے چیخا۔ اس نے بچے کو اسٹریچر پر بٹھایا اور ان سے گزارش کی کہ اس کا خیال رکھیں۔ وہ ایمرجنسی روم کے باہر

انتظار کر رہا تھا، آگے پیچھے چلتا ہوا، ناخن کاٹتا، آنسو پونچھتا رہا۔ وہ خود کو مجرم، غصہ، بے بس محسوس کر رہا تھا۔

اس نے سوچا کہ ایسا کیوں ہوا، اس بچے کو کیوں تکلیف ہوئی، یہ دنیا اتنی ظالم کیوں ہے۔ اس نے سوچا کہ وہ کیا کر سکتا ہے، اسے کیا کرنا چاہیے، اللہ اس سے کیا چاہتا ہے۔ اس نے اس بچے سے اسکے والدین میں سے کسی ایک کا نمبر لیا تھا اس نمبر کا استعمال کرتے ہوئے بچے کے والدین کو فون کیا۔ اس نے انہیں بتایا کہ کیا ہوا تھا، وہ کہاں تھا، کون تھا۔ اس نے امید کی کہ وہ فکر مند ہوں گے، شکر گزار ہوں گے، راحت حاصل کریں گے۔ اس نے توقع کی کہ وہ آئیں گے اور اپنے بیٹے کو دیکھیں گے، اسے گلے لگائیں گے اور بوسہ دیں گے، اسے گھر لے جائیں گے۔ اسے امید تھی کہ وہ اس کے والدین ہوں گے۔ وہ اس بچے کے پاس بیٹھا، جو ایک بستر پر لیٹا تھا، پٹی باندھی ہوئی تھی۔ اس نے مسکرا کر اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرا۔ اس نے اس سے کہا۔ "تمہارے امی اور بابا کو بلایا گیا ہے۔ وہ آئیں گے اور تمہیں لے جائیں گے۔ وہ تم سے پیار کریں گے اور تمہاری حفاظت کریں گے۔" اس نے یہ بات کچھ خوف کے ساتھ کہی، اس امید پر کہ بچے کو برا نہ لگے۔ اس نے امید ظاہر کی کہ بچہ سمجھ جائے گا کہ وہ اس کی بھلائی کے لیے ایسا کہہ رہا ہے۔

اس نے اسے گلے لگایا اور اس کی پیشانی پر بوسہ دیا۔ اس نے اس سے کہا۔ ”بھیک مانگنا اچھا نہیں ہے بچے۔ تم اس سے بہتر ہو۔ تمہارے سامنے ایک روشن مستقبل ہے۔ تمہارے پاس بہت زیادہ صلاحیت ہے۔ تمہارے پاس بہت سارے خواب اور امیدیں ہیں۔۔"

اس نے یہ بات کچھ اداسی کے ساتھ کہی، یہ جانتے ہوئے کہ بچہ اس پر یقین نہیں کرے گا۔ وہ محسوس کر سکتا تھا کہ بچہ کافی عرصے سے بھیک مانگ رہا تھا، اور اس کے پاس کوئی دوسرا راستہ نہیں تھا۔ وہ جانتا تھا کہ بچے کا کوئی مستقبل نہیں، کوئی صلاحیت نہیں، کوئی ہنر نہیں۔

وہ جانتا تھا کہ بچے کے پاس کوئی خواب نہیں، کوئی امید نہیں، کوئی پیار نہیں۔ وہ جانتا تھا کہ بچے کے پاس صرف اللہ ہے۔

اس نے اپنے آنسو چھپاتے ہوئے بچے کی طرف منہ کیا۔ وہ اسپتال کے کمرے میں تھا، مشینوں اور ادویات سے گھرا ہوا تھا۔ یہ نیک دل شخص نیم واضح تھا اس کی پشت صرف نظر میں تھی اس نے اس سے کچھ محبت سے کہا۔ جیسے اپنی پچھلی بات کی تردید کر رہا ہو "ٹھیک ہے، یہ تمہاری اپنی زندگی ہے، تم جو بھی کرتے ہو محتاط رہو. تم نہیں جانتے کہ تمہارے آگے کیا ہے۔ تم نہیں جانتے کہ تم کس پر بھروسہ کر سکتے ہو۔ تم نہیں جانتے کہ تم کیا توقع کر سکتے ہو۔ تم نہیں جانتے کہ اللہ نے تمہارے لیے کیا منصوبہ بنایا ہے۔"

اس نے یہ بات کچھ افسوس کے ساتھ کہی، خواہش تھی کہ وہ اس کے لیے مزید کچھ کر سکے۔ اس کی خواہش تھی کہ وہ اسے ایک بہتر زندگی، ایک بہتر خاندان، ایک بہتر دوست دے سکے۔ اس کی خواہش تھی کہ وہ اس کے ساتھ رہے، اور اسے جانے نہ دے۔ اس کی خواہش تھی کہ وہ اپنی اور اس کی تقدیر بدل سکے

بچہ ہنوز خاموش تھا بس اپنے والدین کا منتظر تھا اس کے چہرے سے میسنے پن کی جھانکی جھلک رہی تھی۔۔ اسے معلوم تھا کہ اسے ایک بے وُقُوف انسان مل گیا ہے جسکو۔ آسانی سے بے وُقُوف بنایا جا سکتا ہے۔۔ وہ بے

وُقُوف جسکے ساتھ برا ہوا ہے اسکو لگتا ہے باقیوں کے ساتھ بھی برا ہوا ہے تو وہ آؤٹ اوف دی وے جا کر انکی مدد کرے گا کیونکہ مصیبت ماروں میں اسے اپنا آپ نظر آتا ہے۔۔۔ یہ بے وُقوفیی کی پہلی حد اور آخری انتہا۔۔۔ مدد کرو یہ نہیں کہ نہ کرو مگر آؤٹ اوف دی وے بھی مت جاؤ یعنی ہاتھ اپنے گردن سے باندھ ہی نہ لو، کہ کچھ دو ہی نہ اور کھول بھی، نہ دو کہ سب کچھ ہی دے ڈالو۔۔

___••°••___

۔وہ اسپتال کے باہر گیا، جہاں اس کی ہیوی بائیک کھڑی تھی۔ اس نے بچے کے والدین کو دیکھا، جو کرولا کار میں آئے تھے۔ وہ امیر اور خوش لباس تھے، اور وہ خوش اور مطمئن نظر آتے تھے۔ انہوں نے اسے سلام کیا اور اس کی مہربانی اور سخاوت کا شکریہ ادا کیا۔ انہوں نے بچے کو بازوؤں سے اٹھا کر گاڑی میں بٹھا دیا۔

امیر بھکاریوں کی گاڑی دوڑی اور دھول اڑاتی اسے گند و غبار میں لپٹا چھوڑ گئی وہ حیرانگی سے انکو دیکھ رہا تھا۔۔ کہ اتنے امیر لوگ اور بھکاری۔۔۔۔

وہ مبہوت تھا وہ متحیّر رہ گیا تھا ہکا بکا یک ٹک وہ ان کی گاڑی کو دور ہوتا دیکھ رہا تھا وہ سوچ میں تھا کہ دنیا میں ایسا بھی ہوتا ہے اس نے تو اسپتال کا بِل بھی پے کیا تھا اور پانچ ہزار اس بچے کو دیے تھے

وہ نہیں جانتا تھا کہ بھکاری سب سے زیادہ کماتے ہیں، اور یہ ایک ایسا کاروبار ہے جو ٹیکس سے پاک ہے۔ وہ نہیں جانتا تھا کہ اسلام آباد میں یہ کاروبار بہت بڑا اور پھیلا ہوا ہے اور اس میں ان جیسے ہزاروں بچے شامل

ہیں۔ وہ نہیں جانتا تھا کہ پاکستان سے بھکاری دبئی اور سعودی عرب بھیک مانگنے جاتے ہیں اور انہوں نے پاکستان کا نام خراب کیا ہے۔ وہ نہیں جانتا تھا کہ یہ حکومت کا قصور ہے کہ انہوں نے مستحق لوگوں کو ویزے اور پاسپورٹ فراہم نہیں کیے، تاکہ یہ سمجھدار لوگ ملک کا نام روشن کر سکیں۔ وہ نہیں جانتا تھا کہ ملک کا نام روشن ہے، لیکن برے طریقے سے۔

وہ اس میں سے کچھ نہیں جانتا تھا، اور وہ جاننا نہیں چاہتا تھا۔ وہ بس بھولنا چاہتا تھا، اس نے سر کو۔ جھٹکا دیا جیسے ان سب باتوں کو بھولنا چاہتا ہو اس نے ایک گہرا سانس لیا اور بائیک پر بیٹھ گیا۔ اس کے سامنے میٹرو بس کا سٹیشن تھا اور لال میٹرو بس اس کے سامنے سے گزر رہی تھی۔۔ اس نے انجن اسٹارٹ کیا اور اسپتال کو پیچھے چھوڑ کر بھاگ گیا۔ اس نے پیچھے مڑ کر نہیں دیکھا، اس نے اپنی ہیوی بائیک کو بلیو ایریا، اسلام آباد کی مصروف سڑکوں سے گزاری۔ اس کے بائیں جانب میٹرو کی روڈ تھی جس پر سے بس رواں دواں تھی وہ سڑک کے دائیں جانب قطار میں کھڑی دکانوں اور دفاتر کے پاس سے گزرا۔ اس نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو آتے جاتے تھے، گاڑیاں جو چل رہی تھیں اور ہارن بجا رہی تھیں، روشنیاں جو چمک رہی تھیں اور بدل رہی تھیں۔ اس نے خوبصورتی اور بدصورتی، امیری اور غربت، خوشی اور غمی نہیں دیکھی۔

اس نے نہ کچھ دیکھا، نہ کچھ محسوس کیا، نہ کچھ سوچا۔ وہ بس اپنی موٹر سائیکل پر، جتنی تیزی سے ہو سکتا تھا، اپنے گھر چلا گیا۔ ان کا گھر بحریہ ٹاؤن میں تھا جو بلیو ایریا سے دور تھا۔ یہ ایک گیٹڈ کمیونٹی تھی، جہاں گھر بڑے اور عالیشان تھے، باغات سرسبز و شاداب تھے، گلیاں صاف ستھری اور محفوظ تھیں۔ یہ وہ جگہ تھی جہاں اس

کے پاس وہ سب کچھ تھا جو وہ چاہتا تھا، وہ سب کچھ تھا جس کی اسے ضرورت تھی، وہ سب کچھ تھا جس کا وہ مستحق تھا۔ یہ وہ جگہ تھی جہاں وہ خوش اور شکر گزار تھا۔۔۔۔۔

•••••

یہ گرمیوں کے وسط میں ایک دھوپ والی دوپہر تھی۔ یہ ایک سفید حویلی ہے خاموش اور عظیم الشان۔ حویلی کا گیٹ خود بخود کھل گیا جب ایک ہیوی بائیک ڈرائیو وے میں داخل ہوئی۔ درمیانی ڈرائیو وے کے دونوں طرف سبز گھاس اور درختوں سے بھرے باغات تھے۔ گیٹ بڑا اور شاندار تھا، دیواروں کے ساتھ لائٹس لگائی گئی تھیں۔ دور ایک فوراہ اوپر کی جانب اچھلتا سورج کی روشنی میں اس کے زرات۔ چمک رہے تھے۔ ہیوی بائیک سے اترتے ہی گارڈز نے سوار کو سلام کیا اس نے بھی جواباً منسکرال مزاجی کے ساتھ انہیں سلام کیا اس نے ہینڈلز سے شاپر بیگز اتارے اور اندر چلا گیا۔ وہ کچن میں داخل ہوا، جہاں نوکرانیاں کھانا بنانے میں مصروف تھیں۔

اس نے شاپرز کو شیلف پر رکھ دیا، احتیاط سے۔ اس نے مڑ کر دیکھا تو اس کی سوتیلی ماں اس کے پیچھے کھڑی تھی۔ وہ گرمجوشی سے مسکراتے ہوئے بولی، "شکریہ معراج، ویسے تم تھے کہاں پر اتنی دیر ہو گئی"

معراج نے اپنی بڑی گہری بھوری آنکھوں سے اسے دیکھا، لمبی پلکوں اور موٹی بھنویں جو درمیان میں ملتی تھیں۔ اس کی ناک تکونی تھی اور اس کے بال سیاہ اور ریشمی تھے، پیشانی پر چپٹے گر رہے تھے۔ اس کے ہونٹ چھوٹے اور گردن لمبی تھی۔

اُس کی رنگت سانولی تھی اس کی جسامت، نہ زیادہ موٹی اور نہ ہی زیادہ پتلی۔ اس کا چہرہ معصوم اور نرم تھا، اس کی ہلکی ہلکی ڈاڑھی تھی جو اسے ایک بالغ نظر دیتی تھی۔

اس کے دانت سیدھے تھے مگر ایک نوکدار دانت اس کے دانت پر چڑھا تھا۔۔ مگر جب وہ مسکراتا تھا تو خوبصورت لگتا تھا اس کی مسکان بہت معصوم اور خوبصورت تھی ۔

وہ اس کی طرف دیکھ کر مسکرایا اور بولا، "کسی کام کی وجہ سے لیٹ ہو گیا۔ مجھے امید ہے کہ مجھے وہ سب مل گیا جو آپ چاہتی تھیں۔"

وہ اثبات میں سر ہلاتے ہوئے بولی "معراج تم نے بہت اچھا کام کیا ہے آج کوئی کمی نہیں ہونی چاہیے۔"۔

اس نے اس کے دائیں شانے کو تھپتھپایا معراج نے اس کی گرمجوشی اور محبت کو محسوس کیا، اور سوچا کہ وہ اس کے ساتھ اتنی مہربان کیوں ہے۔ وہ اس کا حقیقی بیٹا نہیں تھا۔

اس سارے ہنگامے کی وجہ اس کا سوتیلا بھائی تھا۔ وہ مانچسٹر سے بزنس ڈگری مکمل کرنے کے بعد آج پاکستان واپس آرہا تھا۔ وہ چار سال سے دور تھا اور ہر کوئی اسے دیکھنے کے لیے بے تاب تھا۔ وہ خاندان کا فخر، کاروباری سلطنت کا وارث، سنہری لڑکا تھا۔ معراج نے ہمیشہ اس کی تعریف کی تھی لیکن اسے حسد کی تکلیف بھی محسوس ہوتی تھی۔

اس کی خواہش تھی کہ وہ اس جیسا ہوشیار، کامیاب اور خوبصورت ہو۔ اس کی خواہش تھی کہ اس کے والد اس پر بھی فخر کر سکے۔ لیکن وہ جانتا تھا کہ وہ مختلف ہے۔

وہ چاہتا تھا کہ وہ اپنے سوتیلے بھائی کی طرح ہو خوش شکل بہادر اور آگ لگا دینے والا، اس کے بھائی کا نام بدر تھا اور خاندان والوں کے لیے وہ بدر کی طرح چمکدار تھا آنکھوں کی ٹھنڈک تھا بدر جبرائیل سکندر سب اس کو مانتے تھے اسے محبت کرتے تھے اور معراج اسے تو ہمیشہ دیوار سے لگا کوئی بے مول شہ سمجھا جاتا تھا۔ اس کے رنگ اور قد کاٹھ کو لے کر اس کا ہمشیہ مذاق ہی بنایا جاتا اسے جبرائیل سے حسد بھی تھی مگر وہ معصوم تھا وہ بس اپنے آپ میں رہتا تھا وہ انٹر وورٹ پر سنیلٹی کا مالک تھا

۔ وہ چاہتا تھا کہ وہ خاندانی کاروبار میں شامل ہو جائے اور اپنی میراث کو آگے بڑھائے۔ معراج نے آہ بھری اور بیورچی خانے

سے باہر نکل گیا۔۔۔

•°•

وہ اپنے کمرے میں آیا، وہ کمرہ جہاں وہ ہمیشہ رہتا تھا۔ اسے اکیلے رہنے کی عادت تھی۔ شروع سے ہی وہ مسکراتے لوگوں سے ڈرتا تھا، ڈرتا تھا کہ وہ اس کے چہرے کا مذاق اڑائیں گے۔ اس کا کمرہ آرٹسٹک تھا، جیسے

کسی پینٹر کے اسٹوڈیو کا۔ یہ کشادہ اور بڑا تھا، جس میں ایک بستر اور ایک صوفہ تھا۔ سامنے کی دیوار پر ایک ایکویریم تھا جس میں ایک Rhinoceros snake تھا جو جامنی اور سیاہ چمک رہا تھا۔

یہ سانپ غیر زہریلا سانپ کی ایک قسم ہے جو شمالی ویتنام اور جنوبی چین میں رہتا ہے۔ اس کی تھوتھنی کی نوک پر ایک مخصوص پیمانے سے ڈھکا ہوا پروٹیبرنس ہے، جو اسے اس کا نام دیتا ہے۔ اس ہارن جیسی خصوصیت کا کام معلوم نہیں ہے، لیکن کچھ مطالعات سے پتہ چلتا ہے کہ اسے ملن کے ڈسپلے یا علاقائی تنازعات کے لیے استعمال کیا جا سکتا ہے۔ گینڈے کا سانپ عام طور پر ۱۰۰-۱۶۰ سینٹی میٹر (۳۹-۶۳ انچ) لمبا ہوتا ہے، جس کے درمیانی حصے میں پشتی ترازو کی ۱۹ قطاریں ہوتی ہیں۔ یہ بڑھتے ہی رنگ بدلتا ہے، بھورے رنگ سے سٹیل گرے اور پھر نیلا یا سبز ہو جاتا ہے۔ کچھ سانپ زندگی بھر اسٹیل گرے رہ سکتے ہیں۔ یہ ایک آبی اور روزمرہ سانپ ہے، جو چھوٹے فقاری جانوروں جیسے کہ چوہوں اور پرندوں کا ذیلی اشنکٹبندیی برساتی جنگلات میں شکار کرتا ہے۔

۔ مگر یہ سانپ غیر معمولی اور خوبصورت نظر آتا تھا۔

معراج کو ہمیشہ دوسروں سے الگ محسوس ہوتا تھا۔ وہ ایک حساس روح، تخلیقی ذہن اور نرم دل تھا۔ اس نے چھوٹی چھوٹی چیزوں میں خوبصورتی دیکھی، اور گہرے زخموں میں درد محسوس کیا۔ اسے کتابیں پڑھنا، تصویریں بنانا اور موسیقی بجانا پسند تھا۔ اسے ان سرگرمیوں میں خوشی ملی، کیونکہ انہوں نے اسے اپنے آپ

کو اظہار کرنے اور دنیا کی تلخ حقیقت سے فرار ہونے کی اجازت دی۔ لیکن اس نے خود کو بھی تنہا محسوس کیا۔ وہ کسی ایسے شخص کی خواہش رکھتا تھا جو اسے سمجھ سکے، جو اس کی تعریف کر سکے، جو اس سے محبت کر سکے۔

وہ اپنے خیالات اور احساسات، اپنے خواب اور خوف، اپنی امیدیں اور خواہشات بانٹنا چاہتا تھا۔ وہ ایک دوست، ایک ساتھی، ایک خاندان چاہتا تھا. وہ تعلق رکھنا چاہتا تھا۔ اس نے فٹ ہونے، سماجی بنانے، دوست بنانے کی کوشش کی تھی۔

لیکن اس نے ہمیشہ اپنی جگہ سے ہٹ کر محسوس کیا، غلط سمجھا، مسترد کیا گیا۔ اس نے محسوس کیا کہ لوگ اسے اس کی ظاہری شکل کو برا بھلا بھول کر اسے نیچا دیکھائیں گے

حلانکہ وہ خوبصورت تھا پیارا تھا نین نکش خوبصورت تھے چہرہ معصوم تھا۔ مگر پھر بھی لوگوں کی باتوں نے اسے خود کو نیچا دیکھنے پر مجبور کیا تھا میرے خیال میں دوسرے لوگوں کی باتوں پر کان نہیں دھرنے چاہئے آپ جو ہیں خوبصورت ہیں آپ کو خود پر اعتماد ہونا چاہیے اگر خود پر نہیں تو کم از کم اپنے خالق پر اعتماد ہونا چاہیے اس نے آپ کو جیسا بنایا ہے خوب بنایا ہے۔

اگر آپ پر اعتماد ہوں گے تو کسی کی ہمت نہیں ہو گی آپ کے ظاہری پر انگلی اٹھائیں آپ کسی کو اجازت ہی نہ دیں اپنی ایک شخصیت بنائیں رعب دار شخصیت یا دوسرے لوگوں کی باتوں پر غور ہی نہ کریں کیونکہ جتنے منہ اتنی باتیں آپ جو ہیں جیسے ہیں خوبصورت ہیں خود پر اعتماد رکھیں

خیر جو بھی ہے معراج ایسا نہ تھا وہ حساس تھا اور وہ لوگوں کی باتوں پر خود کو قوستا تھا۔

اس نے محسوس کیا کہ لوگ اس کی شخصیت، اس کی صلاحیتوں، اس کے جذبات کی پرواہ نہیں کرتے تھے۔ اس نے محسوس کیا کہ لوگوں نے اسے اس لیے نہیں دیکھا کہ وہ واقعی کون ہے۔ اس نے اپنے والد کو خوش کرنے، ان کی توقعات پر عمل کرنے، ان کے کاروبار میں شامل ہونے کی کوشش بھی کی تھی۔ لیکن وہ ہمیشہ ناکافی، نااہل، کمتر محسوس کرتا تھا۔ اس نے محسوس کیا کہ اس کے والد نے اس کا موازنہ اس کے سوتیلے بھائی سے، اس کے حریفوں سے، اس کے معیارات سے کیا۔

اس نے محسوس کیا کہ اس کے والد نے اس کی عزت نہیں کی، اس کا ساتھ نہیں دیا، اس سے محبت نہیں کی۔

اس نے محسوس کیا کہ اس کے والد نے اسے اس لیے قبول نہیں کیا کہ وہ واقعی کون ہے۔ اس نے انسانی روابط میں خوشی تلاش کرنا چھوڑ دیا تھا۔ وہ انٹروورشن کی قید میں پیچھے ہٹ گیا تھا۔ اس نے اپنی ایک دنیا بنائی تھی، ایک ایسی دنیا جہاں وہ محفوظ اور آرام دہ محسوس کرتا تھا، ایک ایسی دنیا جہاں وہ آزاد اور خوش محسوس کرتا تھا۔ اس نے اپنے آپ کو بے جان چیزوں سے گھیر لیا تھا، ایسی چیزیں جنہوں نے اس کا فیصلہ نہیں کیا، اسے تکلیف نہیں دی، اسے نہیں چھوڑا۔

اس نے اپنے آپ کو وقت کے گزرنے میں غرق کر دیا تھا، اپنے ہاتھوں اور دماغ کو مصروف کرنے میں سکون پا رہا تھا۔ اس کا اپنا ایک کمرہ تھا، ایک کمرہ جہاں وہ ہمیشہ رہتا تھا۔ یہ اس کی پناہ گاہ تھی،، اس کی جنت تھی۔

یہ کشادہ اور بڑا کمرہ تھا، جس میں ایک بستر اور ایک صوفہ تھا۔ یہ فنکارانہ اور رنگین تھا، پینٹنگز اور خاکوں کے ساتھ۔ یہ ایک گٹار اور ریڈیو کے ساتھ موسیقی اور جاندار تھا۔

یہ قدرتی اور غیر معمولی تھا، ایکویریم اور ایک سانپ کے ساتھ۔ اسے اپنے کمرے سے پیار تھا، اور اسے اپنی چیزوں سے پیار تھا۔ اسے اپنی کتابیں، اپنے پینٹ برش، اپنے گٹار سے محبت تھی۔ اسے اپنے ایکویریم، اپنے سانپ، اپنے پودوں سے پیار تھا۔

اس نے ان کے ساتھ اپنے دوست، اپنے ساتھی، اپنے خاندان کی طرح سلوک کیا۔ وہ ان سے بات کرتا تھا، وہ ان کے ساتھ کھیلتا تھا، وہ ان کا خیال رکھتا تھا۔ اس نے ان کی موجودگی، ان کی گرمجوشی، ان کی محبت کو محسوس کیا۔ لیکن اس نے ایک اداسی، ایک آرزو، ایک خالی پن بھی محسوس کیا۔ وہ جانتا تھا کہ اس کی چیزیں کافی نہیں ہیں، اس کا کمرہ کافی نہیں ہے، اس کی دنیا کافی نہیں ہے۔ وہ جانتا تھا کہ اسے مزید ضرورت ہے، وہ مزید چاہتا ہے، کہ وہ زیادہ مستحق ہے۔

وہ جانتا تھا کہ اسے انسانی تعلق کی ضرورت ہے، وہ انسانی پیار چاہتا ہے، کہ وہ انسانی خوشی کا مستحق ہے۔ وہ جانتا تھا کہ اس کا سفر ختم نہیں ہوا، اس کی کہانی ختم نہیں ہوئی، کہ اس کی زندگی مکمل نہیں ہوئی۔ وہ جانتا تھا کہ اسے اپنے خوف کا سامنا کرنا ہے، اپنے چیلنجوں پر قابو پانا ہے، اپنے خوابوں کا تعاقب کرنا ہے۔ وہ جانتا تھا کہ اسے اپنا دل کھولنا ہے، اپنے جذبات پر بھروسہ کرنا ہے، خود سے پیار کرنا ہے۔ وہ جانتا تھا کہ اسے اپنی جگہ تلاش کرنی ہے، اپنا نشان بنانا ہے، اپنی زندگی گزارنی ہے۔

۔وہ ایکویریم کے پاس گیا اور ڈھکن کھولا۔ اس نے آہستہ سے سانپ کو اٹھایا اور اپنی بانہوں میں پکڑ لیا۔ اور اسکے سر کو پیار سے مَس کیا" کچھ لوگوں کے لیے نعمتیں ختم نہیں ہوتیں، اور میرے لیے، زحمتیں ۔ اب میں کہاں جاؤں؟ وہ آئے گا، اور پھر سب میرا موازنہ اس سے کریں گے۔ وہ کہیں گے کہ میں کالا ہوں اور وہ گورا ہے، وہ کہیں گے کہ میں بدصورت ہوں اور وہ خوبصورت ہے، وہ کہیں گے کہ میں نالائق ہوں اور وہ انمول ہے۔"

آنسو اس کے گالوں پر بہہ رہے تھے، سانپ کی کھال کو گیلا کر رہے تھے۔ اس نے گیلی ناک سے گہرا سانس لیا ، "بچپن سے ایسا ہی ہے،

میں نے جو چاہا وہ مجھے نہیں ملا، میرے ہاتھوں میں آئی چیز جبرائیل کو دے دی جاتی تھی۔۔ مجھے

دکھ اس بات کا نہیں ہے کہ مجھے کچھ نہیں ملا دکھ اس بات کا ہے ہاتھوں میں آئی چیز جب آپ کے ہاتھ سے چلی جائے اور اسی وقت کسی اور کو آپ کی آنکھوں کے سامنے دی جائے تو کیسا لگتا ہے دکھ تو اس بات کا ہے مجھے کسی لائق نہیں سمجھا گیا"

اس نے جبڑہ بھینچ لیا لفظ سختی سے بہہ رہے تھے اس نے دوبارہ لب آزاد کئے اور روندھی آواز میں بولا"

، میں پڑھائی میں بھی اچھا تھا، لیکن مجھے مانچسٹر نہیں بھیجا گیا، کیونکہ نہ میری ماں اور نہ ہی میرے والد۔ میرا خیال رکھتے ہیں، انہیں صرف اپنے بچوں کی پرواہ ہے، ان کے حقیقی بیٹے، ان کے کامل بیٹے۔" اس نے آہ بھری اور سانپ کو واپس ایکویریم کے اندر لکڑی پر رکھ دیا۔

اور لفظ سختی سے ادا کئے "بدر جبرائیل سکندر اور مہمت چنگیز"

وہ پیچھے ہوا اور بیڈ پر جا کر بیٹھ گیا۔ اس کے پاؤں زمین پر لٹک رہے تھے۔ اس نے اپنا سر ہاتھوں میں دبوچا اور سسک کر بولا "کیا کروں اس دماغ کا کیا کروں اسے آرام کی ضرورت ہے جسم کی تھکاوٹ نیند سے دور ہو جاتی ہے لیکن اس دماغ کا کیا کروں میں کیسے ان سوچوں کو دور کروں؟ اس دماغ کو کیسے سکون دوں؟ میں اسے خود کو تکلیف دینے سے کیسے روک سکتا ہوں؟" اس نے سر اٹھا کر کمرے کا جائزہ لیا۔

دیواروں پر پینٹنگز تھیں، پینٹنگز جو اس نے بنائی تھیں۔ میز پر خاکے پڑے تھے، خاکے جو اس نے کھینچے تھے۔ فرش پر ایک گٹار پڑا تھا، ایک گٹار جو اس نے بجایا تھا۔ اسے فن اور موسیقی کا جنون تھا لیکن کسی کو یہ بات کبھی سمجھ نہیں آئی۔ انہوں نے کبھی اس کی صلاحیتوں، اس کی تخلیقی صلاحیتوں، اس کے اظہار کی تعریف نہیں کی۔ وہ صرف یہ چاہتا تھا کہ وہ اپنے سوتیلے بھائیوں کی طرح خوش شکل اور رعب دار شخصیت کا مالک بنے۔ وہ صرف یہ چاہتا تھا کہ وہ خاندانی کاروبار میں شامل ہو جائے اور اپنی میراث کو آگے بڑھائے۔

وہ اٹھ کر کھڑکی کی طرف چل دیا۔ اس نے پردہ کھینچ کر باہر دیکھا۔ کھڑکی کے سامنے ایک درخت تھا جس میں سبز پتے اور ٹہنیوں سے لٹکتے لوکاٹ کے گچھے تھے لوکاٹ پیلے اور پکے تھے سامنے ٹہنی پر ایک چھوٹی سیاہ

چڑیا بیٹھی تھی جو جامنی سبز چمکتی تھی جب اس پر روشنی پڑتی تھی وہ مسلسل برق رفتاری سے حرکت کر رہی تھی ادھر سے ادھر ہو رہی تھی۔

۔ کھڑکی کے نیچے ایک فوارا تھا جس میں پانی اوپر پھوٹتا سورج کی روشنی میں چمکتا تھا۔ اس نے ایک کار کو گھر میں داخل ہوتے دیکھا، ایک گاڑی جسے اس نے پہچان لیا۔۔ اس نے جذبات کی ایک لہر، تعریف، خوشی، محبت کا مرکب محسوس کیا۔۔ وہ مسکرایا اور آہستہ سے بولا، ''عفاف'' یہ، وہ نام تھا جو اسے ہمیشہ پسند تھا۔ یہ ایک ہی شخصیت کا نام تھا جسے دیکھ کر معراج خوش ہوتا تھا معراج کی دنیا تو اس کے گرد ہی گھومتی تھی وہ دل سے مسکرایا تھا۔۔۔ جیسے عید کا چاند دیکھ لیا ہو۔۔۔۔۔۔۔

___•°•___

جڑواں بہنیں ابرش اور عفاف اپنے قدموں سے خوشی خوشی گھر میں داخل ہوئیں۔ وہ ابھی اپنے کانووکیشن کی تقریب سے واپس آئیں تھیں، جہاں انہوں نے بزنس میں اپنی ڈگریاں حاصل کی تھیں۔ وہ خوبصورت لباس پہنے ہوئے تھیں جو ان کی شخصیت اور خصوصیات کے مطابق تھے ان کا استقبال ان کی سوتیلی ماں انجلینا نے کیا، جس نے ایک روشن مسکراہٹ کے ساتھ ان دونوں کو گلے لگایا۔ انجلینا ایک خالص اطالوی خاتون تھی، جو مغربی طرز کا لباس پہنتی تھی لیکن مکمل اس نے اپنے بالوں کو جوڑے میں بنایا تھا۔ وہ جوان اور خوبصورت تھی، صاف جلد اور سبز آنکھوں والی۔ ان کا نام انجلینا تھا، اور وہ ایک عیسائی تھی۔ انہوں نے

اسلام قبول نہیں کیا تھا اور نہ ہی ان کے شوہر نے انہوں کبھی مجبور کیا تھا۔ ان کا اپنی دونوں سوتیلی بیٹیوں کے ساتھ اچھا رشتہ تھا، اور ان کے ساتھ اچھا سلوک کرتی تھی۔

گھر کے داخلی دروازے کا علاقہ پر تعیش اور خوبصورت تھا، جس میں کیوب کی شکل میں بارہ لٹکی ہوئی روشنیاں ایک شاندار اثر پیدا کرتی تھیں جو اونچی چھت سے لٹکیں اوندھی ہوتی نیچے کو آرہی تھیں۔ بہنوں نے اپنی سوتیلی ماں کی آغوش سے پیچھے ہٹ کر اسے تشکر اور پیار سے دیکھا۔ انجلینا روانی سے اردو میں بولی، "آپ کا کانووکیشن کیسا رہا، میری پیاری بیٹیوں؟"

ابرش نے مسکرا کر خوشی سے کہا، "بہت اچھا تھا، بہت خوبصورت۔ ہماری ڈگری مکمل کرنے میں ہمارا ساتھ دینے کا شکریہ۔"

پھر اس نے آہ بھری اور بشاشت سے اس نے اپنے ہاتھ جوڑ کر اپنے چہرے پر اٹھا کر ہاتھ گھمایا گویا۔ اللہ کا شکریہ ادا کیا ہو اس کی آنکھیں بھی خوشی سے چمک اٹھیں۔ اس کی رنگت سانولی رنگ کی تھی، بھوری آنکھوں کے ساتھ جو فوکس آئیس تھیں، اس کی ناک چھوٹی اور سیدھی تھی اور اس کے ہونٹ بولڈ اور بھورے تھے۔ اس کے بال چاکلیٹ براؤن تھے اور وہ اپنے والد سے مشابہت رکھتی تھی۔ اس نے اپنا سر ہلکا سا جھکا کر اپنی سوتیلی ماں کو گرم جوشی سے دیکھا۔

عفاف نے مسکرا کر کہا، "بہت اچھا تھا موم۔ ہر چیز کا شکریہ۔"

اس نے انجلینا کے ہاتھوں پر اپنا ہاتھ رکھا اور تھپکا پھر اس نے متلاشی نظروں کو اِدھر اُدھر دوڑایا اور پوچھا

""جبرائیل کب آئے گا؟

وہ شرمیلی تھی، کیوں کہ اسے جبرائیل سے محبت تھی جبرائیل جو معراج کا سوتیلا بھائی اور ان دونوں کا چچازاد تھا ان دونوں بہنوں کے والد اور مہمت کے والد اور معراج اور جبرائیل کے والد تینوں بھائی تھے جو اپنی فیملی کے ساتھ ہی اس ایک گھر میں رہتے تھے تینوں بھائی ٹرا ایلیٹس تھے۔

عفاف اس کے چہرہ کی شیپ ڈائیمنٹ فیس شیپ تھی، اس کی رخسار کی ہڈیاں ابھری ہوئی تھیں جبڑہ سخت اور۔ چھنا ہوا تھا بڑی بڑی آسمانی نیلی آنکھیں جو نیلے ہیرے کی طرح چمک رہی تھیں، معصومیت اور حیرت سے بھری ہوئی تھیں۔ اس کی ناک چھوٹی اور خوبصورت تھی اور اس کے ہونٹ بولڈ اور اسٹرابیری گلابی تھے۔

اس کے بال شہد کے رنگ کے تھے اور وہ اپنی مرحوم والدہ سے مشابہت رکھتی تھی۔ اس نے گھبرا کر اپنا نچلا ہونٹ کاٹا اور اپنی پلکیں نیچے کیں، اس امید پر کہ اس کی سوتیلی ماں اس کے جذبات کو محسوس نہیں کرے گی۔

انجلینا نے مسکرا کر کہا "میں نہیں جانتی، میری پیاری بچی، تم دونوں جاؤ اور فریش ہو جاؤ، جب وہ آئے گا تو میں تمہیں بتادوں گی۔"

اس نے ان کی پیشانی چومی ابرش فوراً بولی "ہمارا بھائی مرات کہاں ہے؟"

مرات ان کا سوتیلا بھائی تھا، جو انجلینا سے تھا وہ اپنے والد اور بہنوں کی طرح مسلمان تھا جو تقریباً پندرہ سال کا تھا۔

انجلینا نے مدھم سے شانے اچکائے۔ "وہ جبرائیل کے استقبال کی تیاریوں میں مصروف ہے۔ وہ اسے دیکھنے کے لیے بہت پرجوش ہے۔ اس نے اسے بہت یاد کیا ہے۔" وہ اپنے بیٹے کے بارے میں سوچ کر پیار سے مسکرادی۔ اس نے ہاتھ ہلا کر انہیں اوپر جانے کا اشارہ کیا۔ عفاف بھی مسکرادی۔ وہ خوش تھی کہ جس سے وہ پیار کرتی تھی وہ واپس آرہا تھا۔ اسے امید تھی کہ وہ اسے دیکھے گا، کہ وہ اسے یاد رکھے گا، کہ وہ اس سے پیار کرے گا۔ وہ جبرائیل کے خواب میں اپنی بہن کے پیچھے لفٹ کی جانب بڑھ گئی لفٹ کے اندر داخل ہوتے ہی لفٹ کا دروازہ بند ہو گیا اور لفٹ اوپر جانے لگی۔

—•°•—

جبرائیل اور اس کے کزنز کا خاندانی شجرہ الجھ گیا اور مڑا ہوا، رازوں اور جھوٹوں سے بھرا ہوا۔ جبرائیل کے والد سکندر اسفندیار نے ایک درمیانے طبقے سے تعلق رکھنے والی خوبصورت خاتون نازش سے شادی کی تھی لیکن اس نے اپنی کزن نورین کے ساتھ ایک بیٹے معراج کو بھی جنم دیا تھا جو اس کی سابقہ شادی سے لاعلم تھی۔ سکندر نے نورین کو اس وقت طلاق دے دی تھی جب معراج کی پیدائش ہوئی تھی، پھر اس کا دل ٹوٹا ہوا اور وہ اکیلی رہ گئی۔ اس کے بعد نورین کی شادی دوسرے نمبر پر موجود چنگیز اسفندیار سے ہوئی،

جس نے اپنی بیوی کھو دی تھی اور اس کا ایک بیٹا مہمت تھا۔ نورین نے اپنے پہلوٹھے بیٹے معراج کو نظر انداز کرتے ہوئے مہمت کی پرورش کی، معراج ناپسندیدہ اور تلخ محسوس کرتے ہوئے بڑا ہوا۔ عفاف اور ابرش کے بابا یوسف تیسرے نمبر پر تھے اور سب سے چھوٹے تھے چھوٹے یعنی چنگیز سے پانچ سیکنڈ کا فرق تھا اور سکندر سے پندرہ سیکنڈ کا۔ مہمت اور جبرائیل ایک ہی عمر کے تھے اور گہرے دوست بن گئے، جبکہ معراج کو چھوڑ دیا گیا اور الگ تھلگ رکھا گیا۔ مہمت اور جبرائیل معراج سے تین سال بڑے تھے۔۔ اس دوران یوسف اسفندیار نے ایک اطالوی پینٹر انجلینا سے شادی کی تھی جو طلاق کے بعد پاکستان آئی تھی۔

انجلینا کا یوسف کے ساتھ ایک بیٹا مرات تھا۔ وہ اپنے تمام بچوں سے یکساں محبت کرتی تھی، اور اپنی سوتیلی بیٹیوں ابرش اور عفاف کے ساتھ اچھا سلوک کرتی تھی مانو وہ دونوں اس کی سگی بیٹیاں ہوں، اپنی ماں کو پانچ سال کی عمر میں کھو دینے کے بعد دونوں بہت حساس تھیں مگر پھر بھی انہوں نے انجلینا کو۔ جلد ہی قبول کر لیا ابرش اور عفاف یوسف اور ان کی پہلی بیوی فاطمہ کی بیٹیاں تھیں، فاطمہ جن کا انتقال کینسر کے مرض میں کم عمری میں ہوا تھا۔ ابرش اپنے باپ کی طرح لگتی تھی، جب کہ عفاف اپنی ماں جیسی لگتی تھی کیونکہ فاطمہ کشمیری تھیں اور یوسف پنجابی۔

عفاف کو جبرائیل سے محبت تھی جو کاروبار کی تعلیم حاصل کرنے کے لیے مانچسٹر گیا تھا۔ فیروزہ بی بی خاندان کی مادری اور سکندر، یوسف اور چنگیز کی والدہ تھیں۔

وہ نورین کی خالہ بھی تھیں، کیونکہ نورین فیروزہ بی بی کی جڑواں بہن کی بیٹی تھی، نورین کے والدین بد قسمتی سے ایک حادثے میں مارے گئے تھے۔۔ فیروزہ بی بی نے نورین کو اپنا کر اپنی بیٹی کی طرح پالا تھا، لیکن انہوں نے سکندر کا نازش کے ساتھ افیئر کے بارے میں جانے بغیر، سکندر سے نورین کی شادی بھی طے کر دی تھی۔ جب نورین کو پتہ چلا تو وہ غصے میں آگئی اور اس وجہ سے سکندر نے نورین کو طلاق دے دی حقیقت کیا تھی وہ الجھی ہوئی تھی۔ دنیا کے سامنے ایسا ہی تھا۔ اس کے بعد انہوں نے نورین کی شادی چنگیز سے کر دی، اس امید پر کہ اسے بہتر زندگی ملے گی۔ فیروزہ بی بی نورین سے محبت کرتی تھیں لیکن وہ اپنے بیٹوں سے بھی پیار کرتی تھیں اور انہوں نے دونوں کے درمیان صلح برقرار رکھنے کی کوشش کی۔ وہ خاص طور پر جبرائیل اور مہت کو پسند کرتی تھیں، جو انہیں اپنے مرحوم شوہر کی یاد دلاتے تھے۔ وہ جبرائیل کے لیے عفاف کے جذبات سے باخبر تھیں، اور انہیں امید تھی کہ انہیں جلد ہی ایک مناسب وقت مل جائے گا ان دونوں کے رشتوں کو پکا کرنے کے لیے۔۔

بہر حال جو بھی تھا وہ معراج سے نفرت کرتی تھیں اس وجہ سے کہ انکو لگتا تھا معراج ایک منحوس پیدائش ہے جس نے سب درھم بھرم کر دیا اس کی رنگت۔ کو لے کر وہ اسے نفرت کرتی تھیں جس دن وہ پیدا ہوا تھا اس دن فیروزہ بی بی کے بھائی (لے پالک) کی موت ہوئی تھی ہاں اور اس موت کی زمہ داری معراج کی پیدائش پر ڈالی گئی تھی کیونکہ فیروزہ بی بی کے بھائی کو دل کا دورہ

پڑا تھا اور معراج کی پہلی کلکاری کے ساتھ فیروزہ بی بی کے بھائی نور الدین بیگ نے موت کی پہلی ہچکی لی تھی دوسری کلکاری پر دوسری ہچکی اور تیسری کلکاری پر

)اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیہِ رَاجِعُونَ,(

اتفاق سے جس اسپتال میں معراج کی پیدائش ہوئی تھی اسی اسپتال میں، فیروزہ بی بی کے بھائی تھے۔۔

اس کے بعد تو معراج کے نام کی تجویز دادی جان نے دی کہ معراج کا نام بدل کر کالی پوت یا کرم جلار کھ دیا جائے

معراج کو اس کے گھر والوں نے کبھی پیار یا قبول نہیں کیا تھا۔ وہ ایک خفیہ معاملہ، ایک غلطی، ایک لعنت کی پیداوار تھا۔ اس کے والد سکندر نے اسے اس وقت چھوڑ دیا تھا جب وہ بچہ تھا، اپنی بیوی نازش اور اپنے بیٹے جبرائیل کے پاس واپس جانے کے لیے۔ اس کی ماں نے اس کے چچا چنگیز سے شادی کر لی تھی، اور اس کے بیٹے مہمت کے لیے خود کو وقف کر دیا تھا، اور معراج کو اس طرح نظر انداز کر دیا تھا جیسے وہ موجود ہی نہ ہو۔ دادا جان نے معراج کی پرورش کے لیے ایک نینی کا انتظام بھی کیا تھا۔

مگر وہ نینی دو نمبر جسم کے اعضاء بیچنے والی نکلی۔۔ اس بات کا علم تب ہوا جب دادا جان کے دوست کا بیٹا گھر آیا اور اس عورت کو پہچان لیا۔۔ کیونکہ وہ پولیس کی ہٹ لسٹ میں تھی وہ اور اس کا گینگ۔۔۔۔۔ بس اللہ کے

حکم سے معراج بچ گیا ورنہ آج معراج کے نام کی قبر تک نہ ہوتی اس کی کھال سے کریم بنالی گئی ہوتی اور اس کے اعضاء بیچ دیے گئے ہوتے۔۔

پھر دادا جان نے اپنے ضبط پر سے قابو کھو دیا تھا اور نورین اور سکندر کی اچھی خاصی بے عزتی کی تھی مگر پھر بھی ان دو کے کانوں میں جوں تک نہ رینگی کچھ دن معراج کی دیکھ بھال کی پھر نورین، نے مہمت کی وجہ سے دوبارہ معراج کو نظر انداز کرنا شروع کر دیا اور سکندر تو خیر سے معراج کو کوئی بھولی بسری یاد سمجھتا تھا۔۔۔ ۔اور رہی سہی قصر بی جان پوری کر دیتی تھیں

وہ،، اس سے نفرت کرتی تھیں اور خاندان میں ہونے والی ہر خرابی کے لیے اسے مورد الزام ٹھہراتی تھیں۔ انہوں نے اسے چڑیل، جن، بدکار منحوس مارانہ جانے کیا کیا کہا تھا اور اس کے بارے میں جھوٹ اور افواہیں پھیلائی تھیں۔ یہاں تک کہ بڑی بی نے اس پر انکے شوہر کی موت کا الزام بھی لگایا تھا، جو آج سے ایک سال پہلے انتقال کر گئے تھے۔۔ کیونکہ دادا جان ہی تھے جنہوں نے اسے کچھ مہربانی اور پیار دکھایا تھا۔

معراج اپنے دادا سے پیار کرتا تھا، وہ اپنے دادا کے ساتھ رہتا کھاتا پیتا سوتا وہ ہر کام ساتھ کرتے۔۔۔ آج سے ایک سال پہلے جس رات انکی موت ہوئی تھی معراج انکے ساتھ سویا تھا، اس امید پر کہ ان کے درد میں وہ انہیں تسلی دے گا۔ لیکن اس کی دادی نے اسے ایک مذموم حرکت میں موڑ دیا تھا، اور سب کو یقین دلایا تھا کہ معراج اپنی شیطانی طاقتوں سے دادا جان کی موت کا سبب بنا ہے۔

جو بھی تھا سب اتنے بے وُقوف نہیں تھے کہ دادی جان کی باتوں پر کان دھریں اور یقین کر بیٹھیں۔۔۔

کیونکہ سب پڑھے لکھے تھے۔۔ وہ جانتے تھے ہر کام پر اللہ قدرت رکھتا ہے کوئی انسان کسی کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔۔۔ جب تک کہ کسی دوسرے انسان کی قسمت میں کچھ برا نہ لکھا ہو۔۔ بس بی جان کی باتوں میں ہامی بھر دیتے کیونکہ وہ بڑی تھیں اگر بڑی بی کہتیں کہ دنیا سورج کے علاوہ کسی اور تارے کے گرد چکر لگا رہی ہے تو سب کہتے ہاں بالکل ایسا ہی ہے اگر بی جان کہتیں کہ چاند کے ساتھ ایک اور چاند دنیا کا چکر لگا رہا ہے تو سب یہ بھی مان لیتے مگر منہ زبانی دل سے نہیں اتنے بے وُقوف بھی نہیں تھے وہ۔ بس بڑی بی کی عزت تھی۔۔

بس معراج کو کہا جاتا کہ وہ بڑی بی کی باتوں کو نظر انداز کرے وہ انکی باتوں کو دل پر مت لے۔ مگر معراج کیا کچھ نظر انداز کرتا

بچپن میں اسے دھتکارے جانا بچپن کی اس کی محرومیاں یا پھر اس کی خواہشات کو پورا نہ کرنا یا پھر ماں باپ کے پیار کو ترسنا وہ انسان تھا فرشتہ نہیں مگر وہ خاموش تھا وہ چپ تھا

کچھ ایسے زخم بھی ہوتے ہیں جو جسم پر کبھی ظاہر نہیں ہوتے جو خون بہنے والی ہر زخم سے زیادہ گہرے اور دل دوز ہوتے ہیں

اس کے زخموں اس کے دردوں کو کبھی کسی نے جانا ہی نہیں اس کے زخموں کو کبھی کسی نے محبت یا احساس کی نظر سے دیکھا ہی نہیں وہ، یہ سب اکیلے سہتا رہا اپنے زخموں کا مرحم اس نے جانواروں اور پینٹنگز میں ڈھونڈا اسے اکیلے کمرے میں سکون، ملتا تھا وہ اکیلا رہنا پسند کرتا تھا۔۔ ویرانی اس کے دل میں تھی اور بے رنگ وہ

دنیا کو سمجھتا تھا کیونکہ اس دنیا کے لوگوں کی باتوں اور رویوں نے ہی اس کی زندگی سے خوشیوں کے رنگ کو مٹا دیا تھا۔۔

اس کی زندگی بے رنگ تھی۔۔ کیونکہ زندگی رنگین تب ہوتی ہے جب انسان ذہنی پر سکون ہو اور وہ خوش ہو۔۔ جب ایسا کچھ زندگی میں ہو ہی نہ تو زندگی میں رنگینی کیسی؟؟۔۔

معراج اکیلے، ناپسندیدہ اور غلط فہمی کے احساس میں بڑا ہو گیا تھا۔ اس کا کوئی دوست، کوئی حلیف، کوئی سہارا نہیں تھا۔

اس کے پاس صرف اپنی طاقت اور ہمت تھی کہ وہ اپنے خاندان کے ظلم اور غفلت سے بچ سکے۔

اس نے اپنے جذبات کو چھپانا، اپنی دادی کے غصے سے بچنے کے لیے، اپنی ماں کی بے حسی کو برداشت کرنا، اپنے باپ کے رد کا مقابلہ کرنا سیکھ لیا تھا۔

اس نے خواب دیکھنا، امید کرنا، اپنے لیے بہتر زندگی کا تصور کرنا بھی سیکھا تھا۔ اس نے کتابیں پڑھی تھیں، موسیقی سنی اور سیکھی تھی، اور آرٹ اور کہانیوں میں سکون پایا تھا۔ اس نے گہری ذہانت، تیز عقل اور تخلیقی جذبہ پیدا کیا تھا۔

معراج کے پاس یہ استعداد تھی کہ وہ اپنے لیے کچھ بھی کر سکتا تھا، اپنے حق کے لیے لڑ سکتا تھا، دوسروں کو خاموش کروا سکتا تھا۔ یہ صلاحیت اسے ان مظالم سے بچا سکتی تھی، مگر وہ صرف عفاف کے لیے خاموش تھا، صرف اس کے لیے وہ یہ سب برداشت کر رہا تھا۔

معراج نے کبھی کسی کو نقصان پہنچانے کے لیے اپنی صلاحیتوں کا استعمال نہیں کیا تھا، حالانکہ اس کے پاس ایسا کرنے کی کافی وجوہات تھیں۔ اس نے اسے صرف اپنی حفاظت، دوسروں کی مدد، اپنی زندگی کو آسان بنانے کے لیے استعمال کیا تھا۔ اس نے اسے اپنی محبت، اپنی آرزو، اپنی خواہش کے اظہار کے لیے بھی استعمال کیا تھا۔ وہ خفیہ طور پر جبرائیل، اپنے سوتیلے بھائی، اپنے حریف، سے محبت کرتا تھا جو بھی تھا اس میں بھی اس کے باپ کا خون دوڑتا تھا وہ معراج کا بڑا بھائی تھا۔ وہ اس کی تعریف کرتا تھا، لیکن کہیں نہ کہیں اسے حسد کرتا تھا، مگر وہ اسے چاہتا تھا وہ اس کا رال ماڈل تھا معراج جبرائیل جیسا بننا چاہتا تھا۔

نفرت یا صدمے کو نظر انداز کر دینے سے کبھی یہ غائب نہیں ہوتے بس انسان اپنی اچھائی کو برقرار رکھنا چاہتا ہے اور وہ نفرت کے وسوسوں سے بچانا چاہتا ہے تاکہ اس انسان کی اپنی زندگی اور کسی اور کی زندگی میں کڑواہٹ پیدا نہ ہو وہ دوسروں کو تو بچا لیتا ہے مگر اس انسان کی اپنی زندگی میں پہلے سے ہی کڑواہٹ اور سختیاں موجود ہوتی ہیں، وہ ان سختیوں کو اندر ہی اندر برداشت کرتا ہے اور ساتھ ہی ساتھ ختم ہو رہا ہوتا ہے۔ اور وہ آخر میں ایک کھوکھلا جسم بن جاتا ہے جس میں احساسات کا گھاٹا ہو جاتا ہے۔ یا وہ ذہنی

مریض بن جاتا ہے۔ جو بھی تھا معراج سے کبھی کسی کو کوئی نقصان نہیں تھا ہاں مگر دوسروں کے لفظی تیروں سے معراج کو ذہنی نقصان تھا وہ ذہنی طور پر لوگوں سے ڈرتا تھا وہ کانپتا تھا وہ ہجوم میں گھبراتا تھا

معراج ہر کسی کو خوش رکھنے کی کوشش کرتا تھا مگر اس کو کیا چیز خوشی دیتی ہے اس کی قدر کبھی کسی نے نہیں کی تھی۔

وہ اس کمرے میں قید ایک انمول ہیرا تھا جس کی قدر کسی کو نہیں تھی۔

معراج دنیا والوں کے لیے کمزور تھا وہ نرم تھا مگر میرے زاویے سے دیکھا جائے تو وہ مضبوط تھا اداسی اس کو بے بس کرتی تھی مگر وہ کسی کی توجہ نہ مانگتا تھا وہ اپنے حالات سے اکیلے لڑتا تھا مگر

بعض اوقات ایسے حالات زندگی میں آجاتے ہیں کہ انسان جب تک اپنا دل ہلکا نہ کرے وہ اداس ہی رہتا ہے

تو اس وقت اپنے جذبات ان لوگوں کے ساتھ بانٹ لینے چاہئے جو واقعی آپ کے دکھ سننے کے اہلیت رکھتے ہیں۔ دنیا میں ایسے انسان تو بہت کم ہوتے ہیں مگر ہم اپنے دکھ اللہ کو سنا سکتے ہیں اس ذات کو دکھ سنا کر کم از کم ہمارا دل پر سکون رہتا ہے۔

°•••°••

وہ ٹی وی لاؤنج میں تھے، ایک کشادہ کمرہ جس میں دیوار پر ایک خوبصورت ایل ای ڈی ٹی وی تھا۔

سکرین پر ایک ڈراما چل رہا تھا لیکن صرف فیروزہ بی بی ہی اس پر توجہ دے رہی تھیں۔ وہ صوفے پر بیٹھی پان کے پتے چبا رہی تھیں اور ایک ڈبے میں لال تھوک تھوک رہی تھیں۔

نورین ان کے پاس بیٹھی پلیٹ میں سے چاول چن رہی تھی نورین جوان اور خوبصورت تھی، اس کے چہرے پر خوشی کی مسکراہٹ تھی۔ اس نے نظر اٹھا کر فیروزہ بی بی کی مکروہ عادت کو دیکھا۔ ”امی، پان کھانا بند کر دیں۔“ اس نے کہا۔

فیروزہ بی بی نے اپنی زبان اپنے منہ کے اندر پھیری اور پھر اپنے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر ہونٹوں پر سے لال چپکا گند صاف کیا اور پھر اس انگلی کو سفید کپڑے سے صاف کیا

وہ پرانے انداز میں بات کرتی تھیں اردو کے الفاظ اتنے دقیق ہوتے کہ بمشکل ہی بات سمجھ آتی شاعرانہ اور لکھاریوں والا انداز اور اسی کی دھائی کی اردو ”

ہائے میری گُل قند یہ لت تو چھوٹنے سے نہ چھوٹے یہ لت تو تربت کی غبار میں ساتھ ہی جائے ہمارے ہاں ”ہاتھوں کو ہلکا سا جنبش دے کر لہرایا

۔

نورین مسکرائی ”، اللہ آپ کو لمبی عمر دے“۔

فیروزہ بی بی نے اس کی طرف دیکھا سخت تیوریوں کے ساتھ ناک چٹک چٹک کر جواب دیا" اس کال پوت مُوے کی منحوسیت ہم پر نہ پڑے بس تب ہی ایسا ممکن ہے ورنہ تو دانت گردن کے اندر اور جان ملک ال موت کے ساتھ"

انہوں نے ہاتھوں کو گھمایا اور اوپر دیکھا" آر پار فرشتوں کے ساتھ ہوائی پرواز جان جائے ہاتھوں ہاتھ ہاں"

انہوں نے ہاتھ کو لعنتاً حرکت دیتے کہا

پھر ناک بڑے ہی انداز میں بی جان نے پھیلائی اور درشتی سے بولی

"جب نہ پیٹ میں آگ تھی نہ جبڑے میں دانت جب تھی جناب کی کلکاری کی آواز تب سے ہی حضور نے چٹیا پکڑ کر منہ زمین پر رگڑ ڈالا تھا ارے پوتے تو نواب بن کر آتے ہیں وہ حضور جان کا عذاب بن کر ہماری زندگیوں پر نازل ہو گئے اللہ جانے کونسا"

روانی سے بولتے بولتے انکے الفاظوں کو ایک دھکا سا لگا اور بی جان نے اپنے الفاظوں پر ایک نقطہ

لگایا کیونکہ معراج شب معراج کو پیدا ہوا تھا۔ شب معراج کی رات کو۔ پھر فیروزہ بی نے منہ بنایا "بس ایک ہی اچھا کام ہوا کہ جناب شب معراج کی رات کو پیدا ہوئے"

نورین نے ہلکا سا سر ہلایا اور اپنے چاولوں پر واپس چلی گئی۔

فیروزہ بی بی نے ٹی وی سے نظریں ہٹا کر کنکھیوں سے، نورین کو دیکھا پھر اپنی توجہ نورین کی جانب مرکوز کی،

"ہائے معلوم تو ہم کو یہ ہی پڑھتا ہے گُل بدن کہ تمہارا اور سکندر کا جوڑ ہی منحوس تھا تب ہی کالک لگا وہ مُوا جان کا عذاب بن کر ہم پر نازل ہوا ہائے صدقے مولا کے نام کے واری جاؤں میں کہ اچھا ہی ہوا تمہاری شادی چنگیز سے ہو گئی"

پھر افسوس سے بولیں "ہائے مگر میرا پوتا مہمت ایک سال کی عمر میں اپنی ماں کی ممتا سے محروم رہ گیا بس اللہ جنت میں جگہ دے میری نیلم سی پکھراج کو ہائے ایسے اہلی گہلی سے چہلی کرتے سامنے سے گزرتی تھی ہائے کیسا چکر چلا دیکھو وقت کا میری بخت میری گل قند کو سرطان ہو گیا اور پیاری ہو گئی اللہ کو ہائے!! میرے رب کے کام نیرالے"

نہ جانے بڑی بی کو یہ بات کیوں نظر نہ آئی کہ مہمت کی پیدائش کے بعد ہی بخت کو کینسر ہو گیا اور سال کے اندر اندر یہ بیماری بخت کو کھا گئی نہ جانے منحوسیت کا ڈول گلے میں ڈال کر معراج کی باری ہی کیوں بجتا تھا۔

شائید بڑی بی کو معراج اس وجہ سے ناپسند تھا کہ وہ سانولا تھا اور اسکو قوسنے کا بہانا انکو اپنے بھائی کی موت مل گئی۔

نورین نے اس بات کو نظر انداز کیا اور چاول چننے میں مصروف رہی۔ نورین کو خاموش پا کر بی جان نے سوال کا ایک اور ڈھول بجایا "ہمارے مہمت کی باخیر واپسی کب کی ہے؟ ہماری تو زمرد کی ریشم سی اَبصار اس کے لقا کو ترس رہی ہیں۔"

زمرد بھی اور ریشم بھی بائی واہ بی جان کے کیا کہنے۔ نورین کام میں مصروف سی بس مسکرائی "امی جانتی تو ہیں آپ پائیلٹ کی جوب کیسی ہوتی ہے کہہ رہا تھا کہ جلد ہی آئے گا"

فیروزہ بی نے چاول کو مٹھی بھر اٹھائے اور منہ میں بھر لیے اور چبھا، چبھا کر کھانے لگیں کہ انکے دانت کی چٹکاہٹ اور کچے چاولوں کی کچ کچ ہوا میں گونجی اس عمر میں بھی بی جان کے دانت ماشاء اللہ پورے تھے گاؤں کے لوگ تو خیر سے انکو خالا خر گوشنی بھی کہتے تھے کیونکہ بی جان کے دانت لمبے تھے اور صاف، سفید بالوں کا جوڑا اور قمیض شلوار اور آنکھوں میں عینک اور چہرے پر ہلکا پھلکا میک اپ فل ٹپ ٹاپ میم بن کر رہتی تھیں

"ہائے بڑی راہ دکھائی ہے میرے بونٹ پلاؤ نے"

بونٹ پلاؤ خیر سے بی جان کا پسندیدہ پکوان تھا اور وہ مہمت کو بونٹ پلاؤ کہہ کر ہی بلاتی تھیں کچے چاولوں کی پھکی بھر بھر کر چبھاتے بی جان دوبارہ بولیں "ماشاء اللہ اللہ برکت دے اپنا کارخانہ اپنا کاروبار ہے۔ ہیں! باپ تاجر اور کیا چاہئے موصوف کو اپنا کاروبار کی بھاگ دوڑ سنبھالے انہوں نے ہی سنبھالنا ہے سب اور کون سنبھالے گا اب ہم تو چوکی پر براجنے سے رہے کہ جناب ہم سب کچھ سنبھالیں گے۔۔ دیکھو تو دادا کے انتقال کے تین دن بعد جناب پدھارے تھے. ہیں دادا کا منہ تک نہ دیکھا اب ایسی، بھی کیا موت آن پڑی تھی قطر والوں کو کہ پوتے کو بھیج نہ سکیں کہ ایک بار دادا کا چہرہ ہی دیکھ لے بائی میں تو کہتی ہوں اسکو کہو استعفیٰ دے اور ادھر آکر کاروبار کی بھاگ دوڑ سنبھالے خیر سے گھر کا دوسرا بڑا بچہ ہے"

پھر مسکرائی اور تازگی کا احساس ہوا

"اب تو خیر سے میرا میمنا بھی آرہا ہے میچکسٹر سے ہاں"

نورین بمشکل ہنسی روک کر بولی

"مانچسٹر"

فیروزہ بی بی نے ہاتھ جھلایا جیسے کہہ رہیں ہوں بھاڑ میں جائے جو بھی ہو پھر دونوں کان کی لو کو انگلی لگاتے زبان دانتوں تلے دباتے پھر زبان کو آخر کار آزاد کرتے لب کھول پائیں "ارے ہاں ہاں ان فرنگیوں کے نام اور کام اللہ بچائے ہماری جان"۔۔

مہمت قطر ایئرویز میں پائلٹ تھا اور چنگیز اور بخت کا بیٹا تھا۔ نورین اور چنگیز کا کافی عرصے تک باہمی اولاد کوئی نہ تھی۔ نورین کو دل کی تکلیف تھی اور وہ زیادہ عرصے تک بچہ پیدا نہیں کر سکتی تھی۔ دل کی سرجری کے بعد، اس نے ایک بار حاملہ ہونے کی کوشش کی تھی لیکن اس کا اسقاط حمل ہو گیا تھا۔

دوسری بار، اس نے بہزاد کو جنم دیا تھا۔ جو نورین کی درمیانی عمر کی پیدائش تھی وہ اسے بہت پیار کرتی تھی وہ کیا سب ہی اسے پیار کرتے تھے وہ گھر کا چھوٹا بچہ تھا وہ نورین اور چنگیز کا بیٹا تھا اس خاندان کا خاندانی شجرہ کافی دقیق تھا سمجھ سے بالاتر مگر بس تھا جو تھا ایسا ہی تھا۔

وہ دونوں باتوں میں مصروف تھیں کہ تبھی نورین کا چھوٹا بیٹا بہزاد کمرے میں آیا اور بھاگتے نورین کو گلے لگا لیا۔ وہ پانچ سال کا تھا اور ابھی سکول سے واپس آیا تھا۔ اس نے نورین کو چوما نورین سے پیچھے ہوا تو وہ بی جان کے پاس گیا اور انکو گلے لگا لیا بی جان نے اسے چوما اور نورین چاول چنتے ہی اسے بولی

ٹیسٹ کیسا رہا؟

چاولوں کی مقدار حد سے کافی زیادہ تھی کہ چننے سے بھی ختم نہ ہو رہے تھے۔۔

وہ مسکرایا اور دادی سے مل کر پیچھے ہوا "معراج بھائی نے میری تیاری کروائی تھی تو یقیناً، میرا ٹیسٹ اچھا ہی ہوا ہے"

معراج کا نام سن کر فیروزہ بی بی نے ناک جھاڑی اور ہاتھ رگڑے۔ وہ اس سے نفرت کرتی تھی اور اسے ہمیشہ بری نظر دیتی تھی۔

انہوں نے اپنی نظریں دوبارہ ٹی وی پر مرکوز کر لیں۔ نورین نے ایک نظر اٹھا کر اسے دیکھا اور دوبارہ چاولوں پر اپنی توجہ مرکوز کی "اچھا چلو جاؤ کپڑے بدلو پھر آؤ میں تمہیں کھانا دے دوں گی"۔ اس نے اسے معراج بھائی کا شکریہ ادا کرنے کو نہیں کہا تھا۔ وہ جانتی تھی کہ فیروزہ بی بی اسے پسند نہیں کریں گی۔

اس نے اسے سیدھے اپنے کمرے میں جانے کو کہا۔۔۔

وہ گیا تو فیروزہ بی نے ٹی وی بند کیا اور ریموٹ صوفے کی ہتھی پر رکھا بچے کچے چاولوں کو دوبارہ برابر موجود خالی تھالی میں ڈالا اور ہاتھوں کو جھاڑا

چوکسی سے وہ نورین کی جانب متوجہ ہوئیں اور اس کے جانب رخ کئے چوکٹ مارلی "ہائے گل قند میں کیا کہہ رہی تھی یہ اپنا میمنا اور بونٹ پلاؤ ان دو کی شادی نہ رچادی جائے مدت ہوگئی آسمانوں میں شریانوں کی آواز سنے اب تو کان ترس گئے ہیں"

نورین نے انہیں نظر اٹھا کر دیکھا اور نہ سمجھی سے بولی "ان دو کی شادی"

بی جان نے اس کی شانے کو ہلکا سا جھاڑا "ہائے ہائے کم عقل میں ان دو کی شادی کی بات کر رہی ہوں کسی دوشیزہ سے"

نورین مسکرائی اس بات سے اس کے قلب کو تقویت پہنچی تھی ورنہ تو وہ یہ ہی سوچ رہی تھی کہ عمر کا تکازہ ہے کہ بی جان سٹھیا گئیں ہیں۔۔۔ وہ دوبارہ چاول چننے لگی نہ جانے چاول تھا یا برج خلیفہ کی تعمیر جو اتنا وقت مانگ رہا تھا یہ کام۔۔۔ "وہ آزاد روحیں ہیں امی جان ۔۔جب انکا دل ہو گا تب کریں گے شادی اب زور زبردستی تو نہیں نا کر سکتے ہم ظاہری بات ہے کہ آج کل کے بچوں کی ذہنیت الگ ہے"

بی جان چونکیں "ہائے کیا مطلب کہ نئی پوت ہے بہن ہمارے زمانے میں بھی ایسا ہی کام تھا ہیں ۔۔اب زرا دیکھو ہمارے ابا جان لاہور کے مشہور حلوائی تھے اب میری مثال لے لو بالوں پر گجرا لگا کر پراندہ باندھ کر

پھولوں کو اپنے بالوں کی چٹیا میں سجا کر ہم باہر جاتے تھے کیا تھا کہ وہاں کہ ایک مشہور لکھار اسفندیار کا ہم پر دل آ گیا اور اپنا دل انہوں نے ہمیں تفویض کر دیا یہ تو بعد میں جا کر راز طشت از بام ہوا کہ وہ پنجاب کے سردار کے، بیٹے ہیں پھر کیا تھا یہ تو میری انا کا مسلہ بن گیا کہ فیروزہ بائی کو کوئی انکار کرے صرف اس وجہ سے کہ فیروزہ بائی کا باپ ہے حلوائی یہ تو فیروزہ بائی کی توہین ہے میرے بھائی!! فیروزہ بائی انکار کر سکتی ہے مگر فیروزہ بائی کو کوئی انکار کرے اس کی ایسی کی تیسی ایسا تمہارے سسر کو ہم نے اپنا دیوانہ بنایا کہ ان سا دیوانہ پورے لاہور کی گلیوں میں نہ تھا فیروزہ بائی جھوٹ نہ بولے آخر کر سردار صاحب کے عقل کی سوئیاں چلیں اور بچے کے باولے اور دیوانے پن پر انکا دھیان گیا تب جا کر سردار صاحب نے ہماری شادی اپنے سپوت سے کروائی۔ تب جا کر"

انہوں نے تازگی محسوس کرتے دل پر ہاتھ رکھا آنکھیں چند ثانیے بند کیں اور ایک بشاشت سے آہ بھری اور آنکھیں کھولتے گویا ہوئیں"

قلب کو بشاشت پہنچی تھی ورنہ تو بہن دل جہنم کی پھپھوپڑوں میں جل رہا تھا" پھپھوپڑوں بی جان نے اپنا ہی کوئی لفظ ایجاد کیا تھا نہ تو سنا نہ تو جانا بی جان کا بہانہ

انہوں نے داستان کو شروع رکھا" شروع شروع میں تو ہمارے سسر کی کھینچا تانی تھی ہم سے بڑی رکھائی سے ملتے تھے مگر ہم بھی فیروزہ بائی تھے ہار کیسے مان لیتے ایسے ہاتھوں میں گھمایا کہ سسر صاحب کی سرداری گئی کھڈوں میں اس کے بعد تو سسر صاحب کی فیروزہ بائی کہتے زبان نہ تھکتی تھی وہ کہتے ہیں نا بہن کہ مرد کے دل

تک پہنچنا ہے تو پیٹ سے راستہ بناؤ بس وہ ہی کام ہم نے پکڑا دائیں ہاتھ میں ڈوئیاں گھماتی تھی پورا محلہ مہک مہک جاتا تھا ہائے کیا دور تھا وہ"

انہوں نے سوچ کر کہیں کھوئی سی خلاں کو دیکھتے گہرا سانس اندر کھینچا جیسے دل کو تازگی پہنچی ہو پرانی باتیں یاد کر کے "ہائے موٹی موٹی آنکھیں ریشم سے بال انارکلی بازار میں ہوتی تھی میں تو بال موچی گیٹ کی گردونواح میں لہرا رہے ہوتے تھے"

وہ اپنی ہتھیلیوں کو لہرانے والے انداز میں جنبش دیتے بولیں تھیں پھر مزید گویا ہوئیں اپنی تعریفوں کے پُل بناتے"

یہ گلاب کی پنکھڑیوں سے لب تمہارے سسر تو مجھے یہ کہتے تھے کہ میرے لبوں کی مٹھاس گل قند سی ہے ہائے کیا دن تھے وہ ۔۔کاش وقت کا پہیہ گھوم جائے اور فیروزہ بائی دوبارہ اسفندیار کے ہمراہ پیار کی پینگڑیاں بجائے ہائے ہائے یاد بہاراں خوش زمانہ کیا وقت تھا یارہ"

نورین بولی "اور ساس "فیروزہ بی کا۔ چہرہ ایسا ہو گیا کہ ناپسندیدگی انکے چہرے پر واضح تھی "ہائے بہن نہ ہی پوچھو یہ تو تم شکر کرو کہ ہم تمہیں ملے ہیں ورنہ ہماری ساس ہائے وہ تو قید و لنگڑا تھیں میری زندگی کی" بلکل جیسے فیروزہ بائی معراج کی زندگی میں قید و لنگڑا بن کر چھائی ہیں۔۔ "ہائے جانتی ہو کیا کہتی تھیں کہ بہن اگر ساسیں بہوؤں سے خوش ہونا شروع ہو جائیں تو کمبخت بہویں ساسوں کو خوش کرنا۔ چھوڑ دیتی ہیں"

پھر ہاتھ کو اشارا تاًنا پسندیدگی سے نفی میں جنبش دی "ہماری تو شروع سے ہی جوڑ نہ بنی بہن آخری وقت بھی چٹیا پکڑ کر میرا لقا زمین پر رگڑ ڈالا تھا ہماری ساس نے اپنا پورا پورا حساب چھٹا کیا تھا تب جا کر انکے دل کو تسکین پہنچی تھی اور آخری ہچکی بھری تھی ورنہ تو ہمارے دل کو یہ ہی ڈرستاتا تھا کہ یہ بڑھیا ہم سب کا انجام دیکھ کر ہی آخری سانس بھرے گی ویسے بڑی پکی تھی قسم خدا کی یکمشت سارے حساب زیر زبر کرنا جانتی تھیں زندگی کے کھیلوں کی استاد تھیں لوگ تو گھی کے ڈبے میں انگلی ڈال کر گھی نکالتے ہیں وہ پورا ڈبا ہی گرم کر ڈالتی تھیں اللہ جنت میں جگہ دے مرحوما کو ورنہ تو جیسے انکے کرتوت تھے جہنم میں جگہ مل جائے تو وہ بھی رب العزت کی غنیمت۔۔۔"

انہوں نے اپنی پیشانی پر ہلکا سا ہاتھ مارا "ہائے کونسی بات شروع کر دی ہم نے دیکھو زرا تم بتاؤ"

نورین نے تھال ایک طرف رکھ دی شکر کہ چاول صاف ہو گئے تھے ورنہ تو یہ قیامت تک کا انتظار بن گئے تھے۔۔ ایسا ہی محسوس ہو رہا تھا کہ قیامت آجائے گی مگر چاول صاف نہ ہوں گے "امی آپ ان سے پوچھ لیں انکو کوئی پسند ہے یا نہیں"

انہوں نے نورین کو اوپر سے نیچے دیکھا اور مصنوعی چونکیں "آئیں گھر میں دو گلاب کِھلے ہیں ماشاء اللہ اب ہم وہ شہد کی مکھیاں تو نہیں کہ باہر کے گلابوں میں بھنبھنائیں ہائے کیا معلوم کونسا کالا ڈہار پھولوں میں چھپا بیٹھا ہو اور حملہ کر بیٹھے یا مانو گلاب ہی زہریلا نکل آئے ہائے اپنی دو نازک نازک سی پھلڑیاں ہیں۔۔ ہیں سامنے کِھلیں ہیں پتا ہے کیسے نشو نما پایا ہے کونسا کھاد استعمال ہوا ہے ماشاء اللہ باہر کیوں جائیں"۔۔۔

پھر ناپسندیدگی سے بولیں شائید ہی بی جان کو۔ خوش ہونا آتا تھا پتہ نہیں کون کون سی باتیں نکال کر آجاتی تھیں اور اپنا نوحہ سنانے شروع ہو جاتی تھیں۔۔

"وہ تو شکر خدا کا کہ بچیوں کی پرورش میں نے اپنی نظروں کے سامنے کروائی ورنہ تو جو وہ گوری میم کر کے لایا تھا یوسف اسفندیار۔۔ ہائے مجھے تو یہ ہی ڈر ستاتا تھا کہ کہیں انگور کی بیلیں انگور بن کر اپنا رس گلاس میں نہ نکال دیں اور نشہ بن کر تری مورتیوں کو پوجنا نہ شروع کر دیں اور گلا پھاڑ کر آآآآ کرتی رہیں۔۔"

نورین نے بی جان کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا "انجلینا بہت اچھی ہے امی دیکھیں کیسے ہماری ثقافت کو اپنا لیا ورنہ کوئی ایسا کرتا ہے گورے تو خیر سے الگ تھلک اپنے گھروں میں رہتے ہیں اگر چاہتی تو وہ بھی الگ ہو جاتی مگر اس نے ایسا نہ کیا ہماری خوشیوں میں شریک ہوتی ہے وہ واقعی اچھی خاتون ہے"

بی جان نے ہاتھ جھلایا "اچھائی کو چاٹنا ہے کیا ہم نے کونسا شہد ہے اچھائی۔۔ اچھائی کر کر کے دیکھ لیا ہے فیروزہ بائی نے یہ اچھائی زہر بن کر ہی گلے پڑی ہے کہتے ہیں نا بچوں کے ساتھ اچھائی کرو تو وہ بھول جاتے ہیں جوانوں کے ساتھ اچھائی کرو تو وہ ڈس ڈالتے ہیں بزرگوں کے ساتھ اچھائی کرو تو وہ مر جاتے ہیں"

ہاتھ دوبارہ جھلایا "چھوڑو بہن بس تم اس بارے میں سوچو کہ مہت کا جوڑا برش سے بنا دیا جائے اور جبرائیل کا جوڑا اپنی عفاف سے"

پھر چہرے پر کڑواہٹ آئی اور آنکھیں گھمائیں "اور منحوسیت کا ایک تمغہ بہت ہے بہن۔۔اس کالی پوت کو بغیر شادی کے ہی رہنے دیا جائے ورنہ نسل در نسل خاندان پر منحوسیت کی بجلیاں گریں گی۔۔پہلے بڑی توڑ پھوڑ ہو رکھی ہے بڑی مدتوں اور حسرتوں کے بعد سکون اسفندیار خاندان میں آیا ہے سکون بحال رہنے دو ہاں"

انہوں نے ہاتھ مضبوطی سے جوڑا اور پھر چھوڑا اور ہاتھوں کو ایسے حرکت دی جیسے دفع دور۔۔۔۔

نورین اپنی جگہ سے اٹھی اور تھال اٹھائی "یہ تو آپ نے سوچا ہے، نا امی اب ایک بار آپ بچوں کی بھی مرضی پوچھ لیں رہی بات جبرائیل کی تو نازش کی بھی ہامی ہونی چاہیے نا" بی جان مسکرائی "بہن یہ بال ہم نے سفید پوٹین کھوپڑی پر پود کر نہیں رنگے جانتی ہوں میں سب تب ہی یہ بات تمہارے گوش گزار کر رہی ہوں خیر سے تم جاؤ کام نپٹاؤ ہیں ماشاء اللہ سے میرا میمنا واپس آرہا ہے مزے کریں گے ہم۔۔تم جاؤ یہ بات بھی دیکھ لیں گے ہم انشاء اللہ"

۔نورین مسکراتے وہاں سے پلٹ گئی اور ٹی وی لاؤنج سے باہر چلی گئی بی جان نے ایک نظر اسے پیچھے پلٹ کر، دیکھا اور دوبارہ ٹی وی چلا کر اپنی توجہ ڈرامے پر مرکوز کی۔۔۔ ٹھوڑی تلے ہاتھ رکھ کر کسی بچے کی طرح وہ ڈراما دیکھ رہی تھیں۔ ویسے اس خاندان کا بڑا ڈراما تو بی جان بھی تھی جس کی باتوں اور پرانے زمانے کی اردو سے سب بہت محظوظ ہوتے تھے۔

•°•

باورچی خانہ گھر کا دل تھا، ایک کشادہ اور آرام دہ جگہ جہاں خاندان کھانے اور بات چیت کے لیے جمع ہوتے تھے۔ ایک سادہ کیوبک فانوس لکڑی کی میز کے اوپر لٹکا ہوا تھا، جو برتنوں پر گرم روشنی ڈال رہا تھا۔ کھانے کی خوشبو نے فضا کو بھر دیا، کیوں کہ نازش اور گھر کے کچھ مددگار چکن ملائی بوٹی کو پکانے میں مصروف تھیں، جو جبرائیل کی پسندیدہ ڈش تھی۔

ابرش بہزاد کے لیے گلاس میں پانی ڈال رہی تھی جو ابھی اسکول سے واپس آیا تھا۔ وہ ایک ذہین اور پر اعتماد لڑکی تھی، ۔ اس کے بال اونچی پونی ٹیل میں بنا رکھے تھے۔۔اسے، ٹیبل پر غلطی سے پانی گر گیا وہ فوراً بولی "افوہ، معذرت۔" اس نے اسے رومال سے صاف کیا، اور گلاس بہزاد کو دے دیا۔

"یہ لو چھوٹے بھائی۔" وہ اسے دیکھ کر مسکرائی، اور اس کے بالوں کو جھنجھوڑا۔

بہزاد ایک پیارا اور زندہ دل لڑکا تھا، جو اپنی ماں جیسا لگتا تھا۔ اس نے گلاس لیا اور پانی پیا اور پھر میز پر رکھ دیا۔

اس نے کہا، "شکریہ، بڑی بہن۔"

وہ اسے دیکھ کر مسکرایا، اور اسے گلے لگا لیا۔

وہ اپنے کزنز سے پیار کرتا تھا، خاص طور پر ابرش، جو ہمیشہ اس کا خیال رکھتی تھی۔ عفاف چاول کا کاٹا کھا رہی تھی اور نازش کو تعریفی نظروں سے دیکھ رہی تھی۔ وہ ایک شرمیلی اور پیاری لڑکی تھی۔

اس نے بال کھلے چھوڑ رکھے تھے اور وہ گھر کے سادہ کپڑوں میں تھی

نازش چاچی انکل ولید گاؤں سے کب واپس آئیں گے ؟

وہ ولید اور اس کے خاندان کو یاد کرتی تھی، جو ان کے گھریلو ملازم اور دوست تھے۔ وہ اپنے گاؤں کی شادی میں شرکت کے لیے گئے ہوئے تھے۔

ولید کی ایک بہن فائقہ تھی جس کا شوہر فوت ہو چکا تھا اس کا جبرائیل کی عمر کا بیٹا تصور تھا۔

فائقہ اور تصور ولید اور اس کی بیوی جاسمین اور اپنی بیٹی چمن آرا کے ساتھ اپنے کوارٹر میں رہتے تھے جو بڑا اور کشادہ تھا۔ ان کے ساتھ ملازمین جیسا سلوک نہیں کیا گیا بلکہ خاندان جیسا سلوک کیا گیا۔ وہ مہربان اور وفادار تھے، اور گھر کے کاموں میں ہمیشہ مدد کرتے تھے۔

نازش نے چولہے سے پلٹ کر عفاف کو دیکھا۔ وہ ایک ڈش میں چکن کڑی سے بھرا چمچا ڈال رہی تھی،،

"وہ جلد ہی واپس آجائیں گے، میری جان۔ فکر نہ کرو۔"

اس نے اس کی طرف آنکھ ماری اور کہا، "بالکل میرے بیٹے کی طرح، جو شام تک یہاں آئے گا، انشاء اللہ۔"

وہ جانتی تھی کہ عفاف کو جبرائیل سے پیار ہے، جو بزنس کی تعلیم حاصل کرنے مانچسٹر گیا تھا۔

وہ عفاف کو پسند کرتی تھی، اور امید کرتی تھی کہ جبرائیل اس کے بارے میں بھی ایسا ہی محسوس کرے گا۔ وہ ڈش میز پر لے گئی، اور بچوں کے سامنے رکھ دی۔ ،"لطف اندوز ہو. یہ جبرائیل کی پسندیدہ ڈش ہے۔ جب وہ آئے گا تو اسے دیکھ کر خوش ہو گا۔"

وہ مسکرا کر واپس چولہے کے پاس چلی گئی۔ عفاف شرما گئی، اور اپنی پلیٹ کی طرف دیکھا۔ اس نے جبرائیل کے بارے میں سوچتے ہوئے خوشی اور گھبراہٹ کا ایک طوفان محسوس کیا۔

وہ ایک عرصے سے اس سے چھپ چھپ کر پیار کرتی تھی، لیکن وہ نہیں جانتی تھی کہ وہ اس سے پیار کرتا ہے یا نہیں۔ اس نے اسے پیغامات، تحائف اور نشانات بھیجے تھے، اس امید پر کہ وہ اسے دیکھے گا، اسے یاد کرے گا، اس سے پیار کرے گا۔

اس نے اس کی سلامتی، کامیابی اور خوشی کے لیے دعا بھی کی تھی۔

اس نے یہ سب کچھ بدلے میں کسی توقع کے بغیر، اپنے حقیقی جذبات کو ظاہر کیے بغیر، کسی کو اپنا راز بتائے بغیر کیا تھا۔

ابرش نے عفاف کی شرمیلی دیکھی، اور اسے آنکھ ماری۔ وہ جبرائیل کے لیے عفاف کے جذبات کے بارے میں جانتی تھی، اور اس نے اس کی حمایت کی۔ اس نے سوچا کہ وہ ایک بہترین جوڑا بنیں گے۔ چہلی کرنے والے انداز میں ابرش بولی، "عفاف تم آج بہت خوبصورت لگ رہی ہو۔ کیا تم نے کچھ مختلف کیا ہے؟" اس

نے اسے چھیڑا، اور کہنی سے اسے ٹکا دیا۔ اس نے کہا، "شاید تم کو یہ لباس زیادہ بار پہننا چاہیے۔ یہ تم پر اچھا لگتا ہے۔"

عفاف کا سادہ سیاہ فراک اور گلے میں اس کا ڈالا دوپٹہ۔۔

ابرش مسکرائی، اور پھر آنکھ ماری۔ عفاف نے مزید شرمندگی محسوس کی، اور ابرش کو خاموش رہنے کو کہا۔ اس نے اِدھر اُدھر کنکھیوں سے دیکھا، کوئی دیکھ رہا ہے یا نہیں۔ اس نے دیکھا کہ نازش اور ہاؤس ہیلپر کچن میں مصروف ہیں اور کوئی ان کی طرف دھیان نہیں دے رہا ہے۔ اس نے آرام کیا، اور کھانا شروع کیا۔ وہ مسکرائی اور جبرائیل کے بارے میں سوچا۔ اسے امید تھی کہ وہ جلد آئے گا، اور وہ اپنی محبت کا اظہار اسے کرے گی۔۔۔۔

••••°••••

نیم روشن کمرے میں معراج نے آئینے میں اپنے عکس کو گھورتے ہوئے خود سے نفرت کی لہر محسوس کی۔ آئینے کے اطراف کے بلب ٹمٹماتے رہے تھے، اس کے چہرے پر ایک مدھم روشنی پڑ رہی تھی۔ اس نے اپنے گالوں، اپنی ناک، اپنے ہونٹوں کو چھوا، جیسے انہیں مٹانے کی کوشش کر رہا ہو۔ اس نے ٹوٹی ہوئی آواز میں سرگوشی کی، "مجھے اس چہرے سے نفرت ہے۔"

اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے، انگلیاں بھیگ رہی تھیں۔ اس نے اپنا جبڑا بھینچ لیا، اور اپنے آپ سے پوچھا، "کیا میں کسی لڑکی کے لائق ہوں؟"

اس نے سختی سے نگلا، اپنے گلے میں گانٹھ محسوس کی۔

اس نے کہا، "میں بھی جبرائیل جیسا بننا چاہتا ہوں، بالکل ویسا ہی۔"

اس نے اپنے سوتیلے بھائی کی تعریف کی، جو خوبصورت، ہوشیار اور مقبول تھا۔ وہ اس سے حسد کرتا تھا کیونکہ معراج کو لوگوں نے ایسا محسوس کروایا تھا کہ اس کے پاس ہر چیز کی کمی ہے۔۔۔

اسے وہ تمام ظالمانہ الفاظ یاد تھے جو لوگوں نے اس سے کہے تھے، اس کی شکل، اس کے قد، اس کی جلد کے رنگ کا مذاق اڑاتے ہوئے۔ اس نے سوچا کہ لوگ اس قدر چہرے کی خوبصورتی میں کیوں مبتلا ہیں اور اس کے کردار کی خوبصورتی کو کیوں نظر انداز کرتے ہیں۔ وہ ویسے ہی اپنے چہرے کو دیکھتے دکھی انداز میں بولا "ہم کسی کے کردار کی قدر کیوں نہیں کرتے؟ ہم ہمیشہ چہروں کی قدر کیوں کرتے ہیں؟ کردار اہم ہے یا چہرہ؟

اسے اپنا دل ٹوٹتا ہوا محسوس ہوا، اس کی روح بکھر رہی تھی۔ اس کے لب کانپ گئے اس نے نیچے دیکھا پھر سامنے اس نے آنسو اپنے ہاتھ کی پشت سے صاف کئے اور ہاتھوں سے اپنی گیلی ناک، "میں بدصورت ہوں، مجھے لوگوں سے ڈر لگتا ہے۔" اس نے دنیا سے نفرت کی، اور دنیا نے اس سے نفرت کی۔

اس نے لوگوں کا موازنہ درندوں سے کیا، جو اپنی زبانوں کو ہتھیار کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔ ”دورِ حاضر کے لوگ درندوں کی طرح ہیں۔ پہلے لوگ درندوں سے اس لیے ڈرتے تھے کہ ان کے تیز دانت انسانوں کو نقصان پہنچا سکتے ہیں لیکن آج کل لوگ زبانوں سے ڈرتے ہیں کیونکہ انسانی زبان درندوں کے دانتوں سے زیادہ تیز اور خطرناک ہوتی ہے۔“

وہ ان کی زبانی بدسلوکی، ان کی توہین، ان کے جھوٹ کا شکار تھا۔ اس کے ذہن میں بہت سے الفاظ تھے لیکن اس نے انہیں اپنے پاس رکھا۔

۔ اس کا کردار ایک کتاب کی مانند تھا اور کتاب کے صفحات پر بہت سے الفاظ تھے لیکن وہ کتابوں کی طرح خاموش تھا لیکن جب ٹوٹے گا تو آواز بلند ہو گی۔

اس نے اپنی کزن عفاف کے بارے میں سوچا جس سے وہ چھپ چھپ کر محبت کرتا تھا۔ "میں عفاف کے لائق نہیں ہوں۔ صرف جبرائیل جیسا لڑکا ہی ان کا مستحق ہے۔ میں ایک بری بیڑی کا مالک ہوں۔" وہ اس کی محبت، اس کی توجہ، اس کی مہربانی کے لائق نہیں تھا۔

اسے شک تھا کہ وہ اسے واپس پسند کرتی ہے، یا اس نے اسے دیکھنا پسند بھی کیا ہو گا، "وہ میرے ساتھ اچھی ہیں، وہ میرے ساتھ اچھا سلوک کرتی ہیں، لیکن ضروری نہیں کہ وہ مجھے بھی پسند کرتی ہوں گیں، مجھ جیسے چھوٹے آدمی کو کون پسند کرے گا؟"۔

وہ اپنی خوبصورتی، اپنی قدر کو دیکھنے میں ناکام رہا۔ اسے احساس نہیں تھا کہ وہ اندر اور باہر خوبصورت ہے۔ اسے صرف اپنی تعریف کرنے کی ضرورت تھی، خود کو سنوارنے کی، خود سے پیار کرنے کی ضرورت تھی۔

وہ تلخی سے مسکرایا، اور اپنے آنسو صاف کئے۔ "اب میرا موازنہ کیا جائے گا اور میں پھر وہی باتیں سنوں گا کہ میں بدصورت اور کالا ہوں"۔

وہ اس لمحے سے خوفزدہ تھا جب وہ اپنے خاندان، اپنے ناقدین، اپنے حریفوں کا سامنا کرے گا۔

اس نے ایک گہرا سانس لیا اور پوچھا، "خدایا، میں کیا کروں، کہاں جاؤں؟"

اس نے یہ کہہ کر خود کو تسلی دینے کی کوشش کی "عزت مہنگی چیز ہے، سستے لوگوں سے اس کی امید نہیں رکھنی چاہیے۔" اس نے ایک حکیمانہ کہاوت کا حوالہ دیا، امید ہے کہ اس میں کچھ سکون ملے گا، اسے کچھ طاقت، کچھ ہمت، کچھ امید ملنے کی امید تھی۔

سچی خوبصورتی بے داغ چہروں سے نہیں

بلکہ شکست سے آشنا دلوں سے ابھرتی ہے،

وہ روحیں جنہوں نے مصائب، جدوجہد اور نقصانات کا سامنا کیا ہے، پھر بھی پاتال سے راستہ تلاش کیا ہے۔ یہ افراد زندگی کی تعریف، حساسیت اور سمجھ بوجھ رکھتے ہیں جو پھولوں میں پھنس جاتی ہے۔ ہمدردی، نرمی،

اور گہری محبت بھری تشویش۔ حقیقی خوبصورتی کوئی موقع نہیں ہے؛ یہ زندگی کی آزمائشوں کے مصداق سے مجسم ہے۔۔۔۔

____•••••°•••••____

نازش دار الطعام میں دستر خوانی میز پر، برتنوں اور کٹلری کو احتیاط سے ترتیب دینے میں مصروف تھی۔ اس نے اس موقع کے لیے نیلے رنگ کی ریشمی ساڑھی اور میچنگ جیولری پہن رکھی تھی۔ وہ اپنے بیٹے جبرائیل کو متاثر کرنا چاہتی تھی جو مانچسٹر سے اپنی بزنس ڈگری مکمل کر کے واپس آ رہا تھا۔ اسے اس پر فخر تھا، اور اسے دیکھنے کے لیے بے چین تھی۔ معراج سفید قمیض اور شلوار پہنے دارلطعام میں داخل ہوا۔ اس نے آس پاس دیکھا، بیٹھنے کی جگہ مل جائے گی۔ وہ جانتا تھا کہ یہاں اس کا استقبال نہیں کیا جائے گا، خاص طور پر اس کی دادی، بڑی بی ایک کرسی پر بیٹھیں پان کے پتے چبا رہیں تھیں اور ایک ڈبے میں لال تھوک تھوک رہیں تھیں۔ انہوں نے معراج کو دیکھا ترخ کر بولیں "مدتوں بعد ہمارا پوتا آ رہا ہے۔ اور خوشیوں نے اس قصر پر ن ظر ثانی کی ہے اب ہم سے نہ سہا جائے گا" وہ طنزیہ انداز میں گویا ہوئیں۔ انہوں نے اپنے ہاتھ جوڑے اور حکارت آمیز انداز اپنایا۔ "ہاتھ بندھے ہیں ہمارے" انہوں نے ہاتھ ہلاتے ہوئے کہا۔ انہوں نے اسے جانے کا اشارہ کیا، جیسے وہ کوئی کیڑا ہو۔ معراج نے نظریں جھکا لیں اور غصے سے پریشان ہو گیا۔ وہ کچھ کہنا چاہتا تھا، اپنے دفاع کے لیے، اپنی دادی کے سامنے کھڑا ہونا چاہتا تھا۔ لیکن وہ جانتا تھا کہ یہ بیکار ہے۔ وہ ان کے خیالات اپنے بارے میں کبھی نہیں بدل سکتا تھا۔

وہ اسے کبھی بھی خاندان کا حصہ نہیں مانے گیں۔ وہ اس سے کبھی پیار نہیں کریں گی۔ اس نے معصومیت سے کہا، "دادی جان، میں..."

اس کے الفاظ کو نقطہ لگا جب نورین نے اسے روکا جو کچن سے کھانے کی ٹرے لے کر آئی تھی۔

نورین اس کی ماں تھی، لیکن اس نے کبھی ایک جیسا کام نہیں کیا تھا۔ اس نے اسے نظر انداز کیا تھا، اسے بھلا دیا تھا۔ کہنے لگی "معراج جو دادی کہہ رہی ہیں وہ کرو۔"

اس نے نہ اس کی طرف دیکھا، نہ کوئی جذبات ظاہر کیا۔ وہ صرف یہ چاہتی تھی کہ وہ کسی پریشانی کو پیدا کئے بغیر یہاں سے چلا جائے۔ معراج نے دھیمے سے اثبات میں سر ہلایا۔ "اوکے میں جاؤں گا لیکن یوسف چچا نے مجھے کال کی تھی اور کہا کہ دادی کی شوگر چیک کر لوں"

یوسف نے معراج کو بی جان کے شوگر لیول کی نگرانی کرنے کو کہا تھا، کیونکہ انہیں ذیابیطس تھا۔ پھر بھی پان بھر بھر کر چبھاتی تھیں اور اب تک ہشاش بشاش تھیں ماشااللہ۔

بی جان نے ناک نچوڑ کر سخت تیوریوں سے کہا "۔فُعاں ہے ہماری تم سے ایسا نہ کرو سہانہ جائے گا ہم سے، پلٹے وار لینے کے دینے پڑھ جائیں گے"۔

وہ اس کا مذاق اڑا رہی تھیں، ان کا مطلب یہ ہے کہ معراج کی نحوست سے انکا شوگر لیول بڑھ جائے گا، یا یہ کہ وہ نااہل ہے۔ دیدنہ شنید معراج نے بی جان کے پاس جا کر ان کا ہاتھ تھام لیا تھا۔ اس نے ان کی نفرت انگیز چکاچوند کو نظر انداز کرنے کی کوشش کی، اور اپنے کام پر توجہ مرکوز کی۔ اس نے ان کا انگوٹھا پکڑا اور

گلوکومیٹر کی سوئی چبا کر خون کا ایک قطرہ کھینچا۔ بی جان سسکی اور اس کا ہاتھ ہلا کر اسے ہٹانے کی کوشش کی۔ انہوں نے اس پر لعنت بھیجی، اور اسے ناموں سے پکارا۔ معراج نے اس ڈیوائس پر ان کا بلڈ شوگر لیول چیک کیا۔ اس نے ایک تلخ مسکراہٹ کے ساتھ کہا "شوگر نارمل ہے شکر کہ میری نحوست سے آپ کا شوگر لیول نہیں بڑھا"۔

جو کام کر رہے تھے سب نے ایک ایک بار کنکھیوں سے دیکھا تھا کیونکہ معراج پہلی بار طنزیہ انداز اپنائے ہوئے تھا۔

بڑی بی نے دائیں بائیں آنکھیں کیں انکو انکا جواب مل گیا تھا انہوں نے معراج کو اس طرح مسترد کر دیا جیسے وہ کچھ بھی نہ ہو۔

معراج اداس اور اکیلا محسوس کرتے ہوئے دارلطعام سے باہر نکل گیا۔ اس کی خواہش تھی کہ اس کا کوئی ایسا خاندان ہو جو اس سے پیار کرتا ہو، جو اس کی دیکھ بھال کرتا ہو، جو اس کی تعریف کرتا ہو۔ اس کی خواہش تھی کہ اس کے پاس رہنے کے لیے، محفوظ و محسوس کرنے، اور خوش رہنے کے لیے کوئی جگہ ہو۔ اس کی خواہش تھی کہ اس کے پاس کوئی محبت کرنے والا ہو، کوئی اس سے پیار کرنے والا ہو۔۔۔۔۔

°•°•°•°

رات کا آسمان تاریک اور ستاروں سے خالی تھا، جس نے حویلی کی روشن روشنیوں کے ساتھ بالکل تضاد پیدا کیا۔ کار پورچ اور باغ کو لالٹینوں سے جگمگا کر ایک تہوار کا ماحول بنا دیا گیا تھا۔

محافظ چوکس تھے، کسی بھی مصیبت کی نشانی کے لیے گیٹ کو دیکھ رہے تھے۔ وہ جانتے تھے کہ آج کی رات ایک خاص رات ہے۔

وہ کھڑکی کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھا جذبات کی آمیزش سے اس منظر کو دیکھ رہا تھا۔ اس نے بے چین، پرجوش، گھبراہٹ اور خوف محسوس کیا۔ اسے معلوم تھا کہ اس کا بھائی چار سال بیرون ملک تعلیم حاصل کرنے کے بعد واپس آرہا ہے۔ وہ اس کے رد عمل سے ڈرتا تھا. اس نے سوچا کہ کیا وہ بدل گیا ہے،۔ اس نے خاموشی کو توڑتے ہوئے گاڑیوں کے آنے کی آواز سنی۔ اس نے کرسی کی ہتھی کو مضبوطی سے پکڑا، اور جب تک اس کی کنپٹی کی رگیں باہر نہ نکل آئیں۔ اس نے آنکھیں بھینچیں، اور ایک گہرا سانس لیا۔

وہ اسے دیکھنا نہیں چاہتا تھا، اس کا دل کر رہا تھا کہ قیامت آجائے اور سب تباہ ہو جائے یا یہ وقت یہاں ساکت رہ جائے یا کوئی جادوئی جھونکا اسے اپنے ہمراہ لے جائے۔

اسے نفرت کا احساس ہو رہا تھا اس کی کنپٹی کی رگیں پھول گئیں تھیں اس نے گہرا سانس لیا "میں یہ سب برداشت نہیں کر سکتا تم واپس کیوں آئے تم واپس کیوں آئے"

وہ کرب غضب نفرت کی ملی جلی کیفیت میں بولا تھا کمرہ اندھیر تھا بس لیمپ کی سبک سی روشنی تھی جو اس کے سخت تاثرات کو دیکھا رہی تھی اسے اپنے کانوں سے دھواں نکلتا محسوس ہو رہا تھا اس کا چہرہ لال ہو گیا تھا اور آنکھوں سے اس کے ایک تنہا آنسو ٹپکا تھا۔۔

جبرائیل اس کے لیے زہر کی مانند تھا۔

نیچے، سب جبرائیل کے استقبال کے لیے باہر نکل آئے۔ وہ سب پر جوش اور خوش تھے، مسکرا رہے تھے اور تالیاں بجا رہے تھے۔ وہ اس کے خاندان تھے، لیکن اس کے نہیں تھے۔ وہ اسفندیار تھے، پاکستان کا سب سے امیر اور طاقتور قبیلہ۔۔ وہ با اثر اور قابل احترام، قابل تعریف اور متمول گھرانے سے تعلق رکھتے تھے۔ وہ سب کچھ تھے۔۔ معراج کے پاس بھی پیسہ تھا مگر ذہنی سکون نہ تھا۔ اس نے اسے گاڑی سے باہر نکلتے دیکھا، اور اس کا دل دھڑکنے لگا۔

وہ جبرائیل تھا، اس کا سوتیلا بھائی، اس کا حریف، اس کا دشمن۔ وہ خوبصورت، سمارٹ اور مقبول تھا، وہ سب کچھ جو وہ بننا چاہتا تھا۔

اس کے گھوبگھرالی بادامی رنگ کے بال تھے جو اس کی پیشانی پر گرے تھے، اور ایک سخت جبڑا جو اس کے گالوں کی ہڈیوں کو تیز کرتا تھا۔ اس کی ایک پتلی آکٹونل ناک تھی، اور شکاری کی آنکھیں جو سمندر کی طرح نیلی تھیں۔ اسے یہ آنکھیں اپنے دادا سے وراثت میں ملی تھیں جو صرف ایک ہی شخص تھا جس نے معراج کو کچھ شفقت اور محبت دکھائی تھی۔

معراج اکثر سوچتا تھا اس کے کزنز کو وراثت میں سب کچھ اچھا ملا ہے مگر معراج کو کیا ملا ہر وہ چیز جو بری تھی اس کے پر دادا کا رنگ سانولہ تھا اس کو سانولی رنگت وراثت میں ملی اس کے دادا کی ناک کچھ موٹی تھی وہ ناک معراج کو وراثت میں ملی اس کو وراثت میں بیماریاں ملیں ایستھما اور موسمی بیماریاں۔۔۔ اس کا ایسا نصیب کیوں تھا وہ یہ اکثر سوچتا تھا۔۔۔

جبرائیل خوش قامت تھا اس نے شرٹ کے اوپر ڈینم جیکٹ پہن رکھی تھی، اور ہمراہ جینس اور سنیکرس جس میں وہ آرام دہ پر سکون، سجیلا محسوس ہو رہا تھا۔ اس کا دبلا پتلا اور عضلاتی جسم تھا، اس کے بازوؤں اور گردن پر رگیں ابھری ہوئی تھیں۔ اس کے ہاتھ کی پشت پر تلوار کا ٹیٹو تھا، اور انگلیاں صاف شفاف پتلی اور لمبی تھیں اور درمیانی تین انگلیوں پر ٹیٹوز درمیانی انگلی پر تلوار اور درمیانی انگلی کے برابر دائیں انگلی پر سورج اور برابر بائیں انگلی پر چاند جو مہینے میں بدلتے چاندوں کی صورت کی مانند تھا یعنی سات چاند درمیان میں پورا چاند اور دائیں بائیں مہینے کے بدلتے چاند کی صورتیں جو چھوٹی چھوٹی تھیں کہ یہ تصویریں اسکی انگلی پر پوری بیٹھیں۔

دائیں کان پر سیاہ چپٹا موتی تھا۔ جب وہ مانچسٹر میں کاروبار کا مطالعہ کر رہا تھا تو اس نے اسے چھید دیا تھا۔ اس نے آنرز کے ساتھ گریجویشن کیا تھا، اور خاندانی کاروبار میں شامل ہونے کے لیے واپس آیا تھا۔ وہ خطرہ مول لینے والا، پاکستان کا بادشاہ، اسفندیاروں کا فخر تھا۔ اس نے اپنی دادی بڑی بی کو گلے لگایا جو معراج سے نفرت کرتی تھیں۔ ”ہمارے دل کی ٹھنڈک ہمارا میمنا واپس آگیا تم نے تو ہمیں ترسا ہی دیا تھا بَرُخُورُدار آنکھیں

ترس گئیں تھیں ہماری تمہاری متبسم کو دیکھنے۔۔ تمہارے لِقا کی بشاشت و غیر معمولی خدوخال دیکھنے کے واسطے دل ترس۔ اٹھا تھا شکر میرے اللہ کا کہ اس نے تمہارا دیدار ہمیں نصیب فرمایا"

انہوں نے اسکو چوما اس کی پیشانی اس کی آنکھ اس کی ناک اس کے دونوں ہاتھوں کی پشت معراج نے نفرت سے جبڑے کو بھینچ لیا تھا کہ اس کے دانتوں کے چٹکاہٹ کی آواز باہر تک آئی تھی

دادی جان وہ ہی تھیں جنکو سکندر کی بیوی یعنی نازش سے کچھ مسائل تھے مگر جب انکو علم ہوا کہ جبرائیل ان کا پہلا پوتا ہے تو انکے دل میں نرم گوشہ پیدا ہوا حالانکہ مہمت اور جبرائیل ہم عمر تھے مگر مہمت جبرائیل سے دو مہینے چھوٹا تھا مگر جلد ہی Aviation کی ڈگری لے چکا تھا۔۔۔ اور فل وقت قطر آئیر ویز میں پائیلٹ تھا۔۔

۔جبرائیل نے سختی سے دادی کو اپنی باہوں میں جکڑ لیا اور سکون کا احساس، محسوس کیا

"میری بیوٹی کوئین" اس نے دادی کے دائیں گال کو چوما۔

جبرائیل کے پیچھے اس کے والد سکندر اور اس کے چچا یوسف اور چنگیز تھے۔

وہ سب خوبصورت تھے اور اپنی عمر سے زیادہ جوان لگ رہے تھے۔ ان کے سیاہ بال، مضبوط جبڑے اور بھوری بلی آنکھیں تھیں۔ وہ سوٹ اور ٹائیوں میں ملبوس تھے، خوبصورت اور پیشہ ور نظر آرہے تھے۔

وہ اسفندیاروں کے رہنما، بحریہ ٹاؤن کے ستون، پاکستان کے آقا تھے۔ جبرائیل باری باری باہر موجود حضرات سے مِلا۔ اپنی ماں سے پھر نورین سے انجلینا فل وقت اندر کام میں مصروف تھی۔۔۔۔ اور پھر جا کر

وہ مرات سے مِلا جو عفاف اور ابرش کا سوتیلا بھائی تھا مگر ان دو کا اس کے ساتھ رویہ سگوں سے بڑھ کر تھا اور اس کا بھی۔۔ مرات اپنی ماں پر گیا تھا یعنی اس کے چہرے کے خدوخال اطالوی طرز کے تھے وہ انجلینا سے میل کھاتا تھا جبرائیل اسے دیکھ پرجوش انداز میں مسکرایا "اوو۔ چیمپئن" اس نے اس کے بالوں کو تیزی سے سہلایا اور اسے گلے لگا لیا مرات مسکراتے بولا "بہت یاد کیا تھا آپ کو میں نے"

وہ دونوں گلے مل کر پیچھے ہٹے اور جبرائیل نے اس کے گردن کے گرد اپنے بازو۔ مائل کئے اور دونوں ہم قدم چلنے لگے۔۔۔

جبرائیل کو اندر لے جانے پر سب خوش تھے سوائے معراج کے اس نے ہمیشہ کی طرح خود کو چھوڑا ہوا اور الگ تھلگ محسوس کیا۔ عفاف کو دارال طعام کے اندر جبرائیل کا انتظار تھا۔

ابرش نے عفاف کے قریب جھک کر اس کے کان میں سرگوشی کی، "شرماؤ مت عفاف۔ تمہیں قدم اٹھانا پڑے گا، ورنہ کوئی اور ایسا کر لے گا۔ تم جانتی ہو اس کے پیچھے کتنی لڑکیاں ہیں؟

اس نے ابرو اٹھائی اور اسے معنی خیز نظر دی۔

"تمہیں اسے دکھانا ہو گا کہ تمہیں اس میں دلچسپی ہے، کہ وہ تمہارے لیے خاص ہے" وہ مسکرائی، اور اسے سمجھاتے بولی "مجھ پر بھروسہ کرو، میں جانتی ہوں کہ میں کس کے بارے میں بات کر رہی ہوں۔ میں نے

بہت سارے رومانوی ناول پڑھے ہیں، اور میں نے بہت سی فلمیں دیکھیں ہیں۔ میں جانتی ہوں کہ لڑکے کو کیسے پیار کرنا ہے اسکو کیسے اپنا دیوانہ بنانا ہے۔"

عفاف اور بھی شرما گئی، اور سر ہلا دیا۔

اس نے کہا، "ابرش، تم پاگل ہو. تم کچھ نہیں جانتی۔ تم صرف ایک بچی ہو." اس نے مسترد کرنے کی کوشش کی، لیکن وہ چپکے سے متجسس تھی۔ وہ یکدم سیدھی ہوئی اور اسے سوالیہ دیکھتے بولی، "تمہارا کیا مطلب ہے، ایک حرکت کرو؟ کیسی حرکت؟ میں یہ کیسے کروں؟"۔ اسے عدم تحفظ کا احساس، اور امید کی ایک چنگاری محسوس ہوئی۔ مگر پھر وہ کچھ سوچتے بولی تو اس کے تاثرات رنجیدہ انداز میں پل بھر میں پلٹے ۔

"وہ میری لیگ سے باہر ہے، ابرش۔ میں اس کے لیے اچھی ہوں مگر وہ ہے یا نہیں پتہ نہیں۔ وہ مجھے ویسے دیکھتا بھی ہے یا نہیں، مجھے چپکے سے ہی اسے پیار کرنے دو۔"۔

ابرش نے آنکھیں گھما کر کہا، "عفاف تم بے وقوف ہو رہی ہو۔ تم خوبصورت، ہوشیار، مہربان اور پیاری ہو باؤلی مت بنو تم میں وہ سب کچھ ہے جس کا وہ کبھی تصور بھی نہیں کر سکتا ہے۔ تمہیں صرف اسے یہ دکھانا ہے."۔

وہ مسکرائی اور کہا، "اور میرے پاس اس کے لیے ایک منصوبہ ہے۔ ایک شاندار منصوبہ۔ ایک فُل پروف منصوبہ۔ ایک ایسا منصوبہ جو اسے تمہارے لیے ایڑیوں کے بل گرا دے گا۔" اس نے آنکھ ماری، اور کہا،

"لیکن تم کو مجھ پر بھروسہ کرنا پڑے گا، عفاف۔ تمہیں میری نصیحت پر عمل کرنا ہو گا، اور وہی کرنا ہے جو میں کہتی ہوں۔ کیا تم میرے ساتھ ہو عفاف؟ کیا تم جبرائیل کا دل جیتنے کے لیے تیار ہو؟"۔

عفاف کچھ کہتی اسے قدموں کی چاپ سنائی دی دوسری طرف سے انجلینا نکل کر باہر آئی اور چہرے پر مسکراہٹ ڈالی اور پر جوش انداز میں ہاتھ ہوا میں پھیلائے سیدھی بڑھی جبرائیل نے اسے گلے لگایا۔

عفاف کو اس کا بائیاں رخ نظر آرہا تھا اس کے سامنے وہ دہلیز کے پار اسے دیکھ سکتی وہ دونوں دار الطعام میں تھے اور جبرائیل اور اس کے گھر والے دار الطعام سے باہر۔۔

انجلینا سے گلے ملتے جبرائیل بولا "آپ کا پیزا بہت یاد کیا چاچی قسم۔ سے آپ کے ہاتھوں کا۔ جو پیزا ہے وہ پوری دنیا میں نہیں مانچسٹر میں اگر ہزار پیزیریا بھی کھل جائیں مگر۔ آپ کے ہاتھوں کا پیزا ویسا پیزا کوئی نہیں بنا سکتا میں نے آپ کے ہاتھوں کے بنے پیزا کی اتنی تعریفیں کی ہے کہ میرے ہم جماعتوں کو آپ کے ہاتھوں کا پیزا کھانے کا بہت دل ہے "

انجلینا اسے گلے مل کر پیچھے ہٹی اور مسکراتے بولی "اب میں آپ کے ہم جماعتوں، کے بارے میں تو کچھ نہیں کہہ سکتی مگر آپ کو میں اب ہر روز پیزا کھیلاؤں گی وہ بھی اپنے ہاتھوں سے بنا ہوا"

جبرائیل نے ڈائننگ روم کی طرف رخ کیا تو وہاں عفاف اور ابرش کو کھڑے پایا۔ ابرش نے چنچل انداز میں اپنا ہاتھ ہلایا، اپنی پانچ انگلیاں ہلاتے ہوئے، اس کا مسکراتا چہرہ اس کے گالوں کو ہلا رہا تھا۔ جبرائیل کی طرف دیکھتے ہی اس کی آنکھوں میں شرارتی چمک تھی۔

جبرائیل اپنے قدم بڑھاتا ان کے قریب جا رہا تھا اور اسکو قریب آتا دیکھ عفاف شرما گئی، چھیڑ چھاڑ کرتے ہوئے جبرائیل بولا، "کتنا بدل گئی ہو عفاف؟" اس نے ابرو اٹھائے اور سر جھکا کر اس کا مطالعہ کیا۔ وہ دھیمے سے مسکرائی اور جواباً رسانیت سے بولی "میں نہیں جانتی، شائید۔"۔

اس کی آنکھیں نیچی ہوئیں، اور اس نے اپنے بالوں کا ایک ٹکڑا اپنے کان کے پیچھے باندھ لیا۔

ابرش نے بے تابی سے مشورہ دیا، "جبرائیل، اب جب کہ تم یہاں ہو، کیا ہم کل اپنی ڈگری کا جشن منائیں؟" وہ ہاتھ جوڑ کر آگے جھک گئی، اس کی آواز جوش سے بھری ہوئی تھی۔

جبرائیل نے ہاتھ پھیلاتے ہوئے اعلان کیا، "رِسک ٹیکر جبرائیل آ گیا، اب پارٹی سمیت سب کچھ ہو گا۔"

اس نے مسکرا کر اس کی طرف آنکھ ماری، اسکا اعتماد قابلِ دید تھا

ابرش نے، پرجوش، زور دیا، "چلو کل پارٹی کر لیتے ہیں پھر!" اس نے تالیاں بجائیں اور انگلیوں پر اچھال دی، اس کی توانائی متعدی تھی۔

جبرائیل نے انگوٹھے کے ساتھ یہ کہتے ہوئے منظوری دے دی، "ڈن۔" اس نے سر ہلایا اور مسکراتے ہوئے مزے کا انتظار کیا۔

سکندر نے نظریں گھماتے ہوئے نازش کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے پوچھا، "معراج کہاں ہے؟ اسے نہیں معلوم اس کا بھائی آ گیا ہے۔" اس کا لہجہ سخت تھا، اس کے ہونٹ ایک ساتھ دبائے ہوئے تھے اور اس کی آنکھیں تنگ تھیں۔

اس نے اپنی ناراضگی ظاہر کرتے ہوئے اپنے بازو سینے پر پھیرے۔

نازش نے بڑی بی کی طرف اشارہ کیا، جو ایک صوفے پر چہرے پر طمانچہ لیے بیٹھی تھیں

ہاتھ جھلاتے مَتانَت سے، گویا ہوئیں "اس موصوف کے طَلعَت پر، گہری نظر سے اپنی توجہ مرکوز کیجئے گا جناب عالی پَیہم نخوست ٹپکتی ہے اور ہمارے قلب میں اتنا زور نہیں کہ سب برداشت کریں مَبادا ہمیں دل کا دورہ پڑے اور خوشیاں نظر آتش ہو جائیں ہمیں تو ابھی سے اپنے قلب میں کَسَک محسوس ہو رہی ہے اس کی نحوست کا تو کوئی دَرماں بھی نہیں"۔

وہ معراج کو ہر بات میں برا ثابت کرنے کی خُوگر تھیں

اتنا برا تو شائید کوئی عاصی بھی اللہ کی نظر میں نہ ہو۔

جتنا بڑا عاصی معراج بڑی بی کی نظروں کے آگے تھا

۔ سکندر نے قہقہہ لگایا، "ماں، آپ اس بچے کو ڈرا رہی ہیں۔"

بڑی بی نے سر ہلایا اور آنکھیں گھما کر موڈ ہلکا کرنے کی کوشش کی۔ جبرائیل نے موضوع بدلتے ہوئے نورین سے پوچھا، "بہزاد کہاں ہے؟" اس نے اپنے چھوٹے کزن گھرانے کا لاڈلہ کو دیکھنے کی امید میں کمرے میں چاروں طرف دیکھا۔

نورین نے مسکرا کر کہا، "اسے نیند آ رہی تھی، صبح سے انتظار کر رہا تھا وہ، اور آخر کار سو گیا، چلو کھانا کھاتے ہیں۔" اس نے کندھے اچکا کر اس کی مایوسی کو سمجھ کر ہمدردانہ نظر ڈالی۔

اس نے میز کی طرف اشارہ کیا، جہاں ایک دعوت رکھی گئی تھی جبرائیل نے اپنے ہاتھ آپس میں رگڑتے ہوئے کہا، "مجھے واقعی بھوک لگی ہے۔ میں کل اسے مل لوں گا"۔

جواب دیا اس کا پیٹ گڑگڑا رہا تھا۔

وہ سب میز کی طرف بڑھے۔ ان سب نے اپنی پلیٹ کھانے سے بھری، جبکہ جبرائیل کی بھوک اس کی اداسی پر قابو پا رہی تھی۔ اس نے اپنے دوستوں اور کنبہ والوں کے ساتھ بات چیت کی، ان کی صحبت کا لطف اٹھایا۔

نہ سنے، کچھ دل خاموش اذیت سہتے ہیں، ان کے درد کا بوجھ سائے میں چھپا ہوتا ہے مثال معراج۔

شائید اس کے بارے میں اس گھر میں کم ہی سوچا جاتا تھا وہ کھائے یا نہ کھائے کسی کو کوئی فرق نہ پڑھتا تھا وہ ایک عاصی تھا جو قَفس میں قید تھا نہ کردہ تقصیر کی سزا کاٹ رہا تھا۔۔

اس کی خواہش تو یہ ہی تھی کہ وہ ایک ساحر ہوتا اور اپنے بارے میں سب کے اندازوں کو بدل دیتا سب کو مجبور کرتا کہ وہ اسے محبت سے پیش آئیں۔۔ مگر۔ وہ خوش تھا کہ اس کی موجودگی جن لوگوں کو کھٹکتی ہے وہ ہی لوگ اس کی غیر موجودگی میں پر سکون محسوس کرتے ہیں۔ چلو کسی طرح سے تو وہ اسے خوش ہیں ورنہ تو انسان وہ مخلوق ہے جسکو خوش کرنا اتنا ہی مشکل ہے جتنا پل صراط کو گناہوں کے ساتھ پار کرنا۔

جب ہی کہا جاتا ہے اللہ کو خوش رکھو دنیا و آخرت میں فلاح پالو گے۔۔۔ انسانوں کے ساتھ برا نہ کرو اور اگر اچھا کر رہے ہو تو بہت اچھی ہی نہ کرو کہ ملامت۔ زدہ اور درماندہ ہو کر بیٹھ جاؤ اور انجام یہ ہو کہ اپنی غلطیوں کو قوسو۔ غلطیاں یاد تو رہ جاتی ہیں مگر غلطیوں کو درست کرنے کے لیے ہم گھڑی کی سوئی پیچھے کو گھما کر واپس نہیں جاسکتے۔۔۔۔۔۔

°°•°°

وہ مرغ کے بانگ کی آواز پر بیدار ہوا اور ایک اور صبح کی آمد کا اعلان کیا۔ وہ دیوار سے ٹکرا گیا تھا، سخت سطح سے اس کی کمر میں درد ہو رہا تھا۔ وہ زمین پر ہی بیٹھا ویسے ہی نڈھال سا سو گیا تھا اب اٹھا تو سر سے کمر کی ہڈی تک درد تھا مگر اس نے اس درد کو نظر انداز کیا اسے بھوک اور نیند سے محروم محسوس ہوا، اس کی آنکھیں بھاری اور مدھم تھیں۔

کھڑکی سے روشنی اندر داخل ہوئی، دھول بھرے کمرے پر ایک گرم چمک ڈال رہی تھی۔

اس نے اداس آنکھوں سے کمرے کا جائزہ لیا، اس کا پیٹ کل رات سے کھانے کی کمی سے بڑھ رہا تھا۔

اس کے پاس آگے دیکھنے کے لیے کچھ نہیں تھا، اسے حوصلہ دینے کے لیے کچھ بھی نہیں تھا۔

اس نے اپنا سر اپنے ہاتھوں میں گرا دیا، اس کی انگلیاں اس کے کنپٹی میں کھود رہی ہیں۔

اس نے اپنے چہرے کی مالش کی، تناؤ اور درد کو کم کرنے کی کوشش کی۔ اس نے آہ بھری اور نیچے سے اٹھ کر پاؤں گھسیٹتے ہوئے واش روم کی طرف بڑھا۔

وہ کچھ دیر بعد ابھرا، اس کے گیلے بال اس کی پیشانی سے چمٹے ہوئے تھے، اس کی شرٹ پر پانی ٹپک رہا تھا۔ لپٹے ہوئے کف جو پتلی جینز والی شرٹ کی تھی اس نے جینز کی پینٹ پہن رکھی تھی۔۔، وہ آئینے کے قریب آیا، اس کا عکس اسے گھور رہا تھا۔ اس نے اپنے ہونٹوں کے دونوں طرف دو انگلیاں رکھ کر انہیں اوپر کی طرف مڑنے پر مجبور کیا۔

اس نے ایک مسکراہٹ کی نقل کرنے کی کوشش کی، لیکن یہ ایک درد بھری مسکراہٹ کی طرح لگ رہا تھا.
اس نے گہرا سانس لیا، چند ثانیے کے لیے سانس روکے رکھا۔

اس نے اپنی جعلی مسکراہٹ کو چھوڑتے ہوئے دھیرے سے سانس لیا۔

اس نے ایک مسکراہٹ کا سہارا لیا، ایک متضاد اظہار۔ وہ خوش نہیں تھا، لیکن وہ بننا چاہتا تھا۔ وہ یقین کرنا چاہتا تھا کہ حالات بہتر ہو جائیں گے، کہ اسے جینے کی کوئی وجہ مل جائے گی۔

وہ جبرائیل کی آمد سے خوش نہ تھا مگر خیر اسے ملنا بھی ضروری تھا اب وہ ادھر ہی رہے گا اس کے سامنے ایک ہی گھر میں آمنا سامنا تو ہوتا ہی رہے گا اس نے گردن جھٹکی اور دروازے کے جانب بڑھا دروازہ کھول کر وہ باہر نکلا اور دروازہ بند کر دیا۔

••°••

صبح گیارہ بجے کھانے کی میز ناشتے کے لیے رکھی گئی تھی۔ اتوار کا دن تھا، اور سب دیر سے جاگ چکے تھے، اپنی فرصت سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔ وہ میز کے ارد گرد جمع ہوئے، گپ شپ اور ہنستے ہوئے، اپنے دن کی شروعات کے لیے تیار تھے۔ جبرائیل بہزاد کے ساتھ بیٹھا کھلونا گاڑی سے کھیل رہا تھا اور انجن کی آوازیں نکال رہا تھا۔ نوکر انڈے، روٹی، پنیر، پھل اور چائے کی ٹرے لے کر میز پر ناشتہ رکھ رہے تھے۔

ناشتے کی مہک منہ کو ترس رہی تھی اور سب نے خادموں کی محنت کا شکریہ ادا کیا۔ سکندر نے کہا،

"کیٹررز باہر کام کر رہے ہیں اور مہمانوں کو بھی بلایا گیا ہے۔"

وہ پر جوش لگ رہا تھا، اس دن کے بعد پارٹی کا منتظر تھا۔ اس نے سجاوٹ اور انتظامات کو سراہتے ہوئے کھڑکی سے باہر دیکھا۔

وہ مسکرایا، فخر اور خوشی محسوس کر رہا تھا۔

معراج اندر آیا، اس کی مٹھیاں بھینچی ہوئی تھیں، اس کا جسم تناؤ تھا۔ وہ خوف سے کانپ رہا تھا، ایک متعصب شخص جو ہجوم اور شور سے ڈرتا تھا۔

اس نے اپنی جگہ سے باہر محسوس کیا، غیر آرام دہ، ناپسندیدہ. اس کا دل دوڑ رہا تھا اور تیز دھڑک رہا تھا، اس کی سانسیں ہلکی اور تیز تھیں۔

اس نے ایک گہرا سانس لیا اور خود کو پرسکون کرنے کی کوشش کی۔ اس نے زبردستی اپنے چہرے پر مسکراہٹ سجائی لیکن اس کے ہونٹ کانپ گئے۔ وہ جانتا تھا کہ کوئی بھی ایک انٹروورٹ پیدا نہیں ہوتا، لیکن اس کا ماحول اسے ایسا بنا دیتا ہے۔

اس نے اپنی زندگی میں بہت سی مشکلات اور ردوں کا سامنا کیا تھا، اور اس نے اپنے آپ کو برقرار رکھنا سیکھ لیا تھا۔

وہ میز کی طرف بڑھا، اس امید میں کہ کوئی نشست مل جائے اور وہ گھل مل جائے، لیکن جبرائیل اس کے سامنے تھا، اس کا راستہ روک رہا تھا۔

اس نے سرد اور حقارت بھرے لہجے میں اس کی طرف دیکھا جس سے معراج کو اور بھی ناپسندیدہ محسوس ہوا۔ دادی جان نے بھی معراج کی طرف دیکھا اور اسے ایک خوفناک نظر دی۔ انہوں نے اپنی ناراضگی اور

حقارت کا اظہار کرتے ہوئے ہچکولے کھائے۔ معراج کو اپنا دل ڈوبتا ہوا محسوس ہوا اور اس نے چاہا کہ وہ غائب ہو جائے۔ وہ جبرائیل کے پاس گیا، مسکراتے اور دوستانہ۔ اس نے دھیمی آواز میں کہا، "خوش آمدید۔" اس نے شائستہ اور احترام کرنے کی کوشش کی، لیکن وہ گھبراہٹ اور عجیب بھی محسوس کرتا تھا۔ جبرائیل نے اسے دیکھا اور بس رکھائی سے بولا "شکریہ۔" اس کا لہجہ سیدھا اور سرد تھا جس کا مطلب تھا کہ وہ معراج کو بھی پسند نہیں کرتا تھا۔ اس نے صرف یہ لفظ کہا اور پھر اسے نظر انداز کرتے ہوئے منہ پھیر لیا۔ معراج کو ان کی کشیدہ بات چیت کا وزن محسوس ہوا اور وہ جا کر اپنی کرسی پر بیٹھ گیا۔

وہ اپنے خاندان کے درمیان بھی الگ تھلگ اور تنہا محسوس کرتا تھا۔

یوسف نے معراج سے کہا""معراج تم کل رات جلدی کیوں سو گئے تھے؟ وہ متجسس اور پریشان لگ رہا تھا، سوچ رہا تھا کہ کیا معراج کی طبیعت ٹھیک ہے؟ اس نے اسے نرمی اور خیال رکھنے والے تاثرات سے دیکھا، اسے آرام دہ محسوس کرنے کی کوشش کی۔

نازش، انجلینا اور نورین تینوں نے اپنی اپنی نشست سنبھال لی، گرم مسکراہٹوں کے ساتھ سب کا استقبال کیا۔

دفعتاً عفاف نے تھرماس سے کپ میں چائے ڈالی اور نرم مسکراہٹ پہنے معراج کو پیش کی۔ معراج نے اس کی منسکر المزاجی اور مہربانی کا مظاہرہ کرتے ہوئے مسکرا کر سر ہلایا۔ معراج نے دادی کی طرف دیکھا اور پھر یوسف کی طرف۔ اس نے ان کے ہمدرد اور معاون و سخت نظروں کو دیکھا، مگر یوسف کے تاثرات کو

محسوس کرتے اس نے تھوڑا بہتر محسوس کیا اس نے سنجیدہ لہجے میں کہا، "میں جلدی سو گیا، تھا دراصل تھکاوٹ بہت تھی اور میری طبعیت بھی خراب تھی۔"

وہ انہیں سچ نہیں بتانا چاہتا تھا، کہ وہ خود کو اداس اور ناامید محسوس کرتے ہوئے سونے کے لیے رویا تھا۔ وہ ان پر اپنی پریشانیوں کا بوجھ نہیں ڈالنا چاہتا تھا، یا انہیں اپنے بارے میں پریشان نہیں کرنا چاہتا تھا۔

وہ مضبوط اور نارمل ظاہر ہونا چاہتا تھا، حالانکہ وہ نہیں تھا۔ یوسف نے مسکرا کر کہا "میں تمہارے لیے کھانا لایا تھا، لیکن تمہارا دروازہ بند تھا، اس لیے میں واپس آ گیا۔" اس نے یہ بات اتفاق سے کہی، اس سے کوئی بڑا سودا نہیں کرنا چاہتا تھا۔

وہ معراج کو دکھانا چاہتا تھا کہ اسے اس کی پرواہ ہے، وہ اس کے لیے موجود ہے، کہ وہ اس کا دوست ہے۔ معراج مسکرایا، "چاچو، آپ نے بہت محنت کی، لیکن شکریہ۔" اس نے خلوص دل سے، یوسف کے اشارے سے شکر گزار اور چھو کر کہا۔

وہ جانتا تھا کہ دادا کے بعد معراج کے بارے میں یوسف نے سوچا تھا، جس نے اسے بیٹے جیسا سلوک کیا، جس نے اسے امید اور محبت دی۔

یوسف مسکرایا، "کھانے کا خیال رکھو خوراک ضروری ہے، چلو ناشتہ کرتے ہیں۔" اس نے یہ بات خوش دلی سے کہی، موضوع بدلتے ہوئے اور موڈ ہلکا کیا۔

وہ معراج کو شامل اور خوش محسوس کرنا چاہتا تھا، اس دن کی خوشی اس کے ساتھ بانٹنا چاہتا تھا۔ معراج کچھ زیادہ ہی سکون اور بھوک محسوس کرتے ہوئے مسکرایا۔

ابرش فوراً چہک کر بولی "تم جانتے ہو معراج آج ہم پارٹی کر رہے ہیں اور تمہیں مجھے شاپنگ کے لیے لے جانا ہے۔" اس نے بے تابی سے یہ کہا، اس کی آنکھیں چمک رہی تھیں اور اس کی آواز اونچی تھی۔

وہ پارٹی اور شاپنگ کا بے صبری سے انتظار کر رہی تھی اور وہ چاہتی تھی کہ معراج بھی اس کے ساتھ شامل ہو جائے۔

معراج مسکرایا "ٹھیک ہے۔" اس نے یہ بات شائستگی سے کہی، لیکن وہ گھبراہٹ اور ہچکچاہٹ محسوس کر رہا تھا۔

اسے پارٹیاں اور خریداری پسند نہیں تھی جبرائیل فوراً جوس کا گلاس ٹیبل سے اٹھاتے بولا " میں اور عفاف جا رہے ہیں، تم ہمارے ساتھ چلو، مرات بھی ہمارے ساتھ ہے اور بہزاد بھی اگر تم معراج کے ساتھ رہو گی تو بے ہوش ہو جاؤ گی یہ اتنا بورینگ ہے"۔

اس نے یہ بات معراج اور اس کے انٹروورشن کا مذاق اڑاتے ہوئے کہا۔

وہ معراج کو پسند نہیں کرتا تھا اور وہ اسے بے چین اور نااہل محسوس کرانا چاہتا تھا۔ اس نے مسکرا کر آنکھیں گھما کر اپنی حقارت اور تضحیک کا اظہار کیا۔

اس نے معراج کی طرف اس طرح اشارہ کیا جیسے وہ ایک لطیفہ ہو اور پھر جبرائیل نے اپنی طرف، گویا وہ ہیرو ہو۔ وہ معراج کو کمتر اور حسد کا احساس دلانا چاہتا تھا، اسے دکھانا چاہتا تھا کہ وہ ان کے گروپ میں خوش آمدید نہیں ہے۔

خوشی کے دن کو سوگ میں بدلنے کے خلاف احتیاط کرتے ہوئے دادی نے مداخلت کی۔ وہ معراج اور اس کی موجودگی کو ڈانٹتے ہوئے سختی سے بولیں۔ وہ معراج کو پسند نہیں کرتیں تھیں اور وہ اسے احساس جرم اور شرم دلانا چاہتی تھیں انہوں نے آواز اٹھائی اور انگلی ہلا کر اپنا غصہ اور ناراضگی ظاہر کی۔ انہوں نے معراج کو اس طرح دیکھا جیسے وہ لعنت ہو اور پھر جبرائیل کی طرف، جیسے وہ ایک نعمت ہو۔ وہ معراج کو کم تر اور ناپسندیدہ محسوس کرانا چاہتی تھیں، تاکہ اسے یہ دکھا سکیں کہ وہ ان کے خاندان کا حصہ نہیں ہے "نحوست کا پَرتَو اس کے لقا پر

واضح ہے خَر کا تو مانو یہ عَدُو ہے مُکَرَّر نحوست ۔۔ ہم سے برداشت نہ ہو پائے گا ۔۔ یہ اس کی سَرشت ہے خوشیوں کو نِگلنا ہم تم پر ہُویدّا کر دیں نِسیان جاؤ کہ تم اس کے ہمراہ جاؤ گی نہ کک قطعاً نہیں" انہوں نے شہادت کی انگلی کو نفی میں جنبش دیا "ہم نے مَنشا کر لیا ہے تم میمنے کے ہمراہ ہی جاؤ گی بس" انہوں نے ایک تلخ نظر معراج پر ڈالی۔

"اور اس کے ہمراہ رہنے سے حَزر کرو۔۔ بعد میں گِریہ نہ کرنا کہ اطلاع نہ کیا تھا۔ سبز باغ و متبسموں کا غَنِیم ہے یہ"۔

آدھے سے زیادہ الفاظ تو ابرش کے ذہن کے اوپر سے گزرے تھے وہ منہ کھولے دادی کو دیکھ رہی تھی کہ دادی بول کیا رہی ہیں جو کچھ سمجھ میں آیا وہ یہ کہ اس کا معراج کے ساتھ جانا ممنوع ہے

ابرش نے احتجاج کرنے کی کوشش کی تو یوسف نے اپنی ماں کی خواہش کا احترام کرتے ہوئے ابرش کو خاموش کرا دیا۔

اس نے گہری نظروں سے ابرش کو دیکھا، تنازعہ سے بچنے اور ہم آہنگی برقرار رکھنے کی کوشش کی۔ اس نے سر ہلاتے ہوئے اسے خاموش رہنے اور فرمانبردار رہنے کو کہا۔

اس نے اپنی ماں کی طرف دیکھا اور سر ہلایا اور عزت و احترام کا اظہار کیا۔

وہ ابرش اور اس کی دادی کو پر سکون اور مطمئن محسوس کرانا چاہتا تھا، تاکہ انہیں یہ دکھا سکے کہ وہ ایک اچھا اور وفادار بیٹا اور باپ ہے۔

ابرش ڈھیلی ہوئی اور خجالت آمیز نظریں معراج، پر ڈالیں اور پشیمانی سے نظریں جھکا لیں اور پلیٹ پر توجہ مرکوز کرتے اپنے خاصے سے لطف اندوز ہونے لگی

معراج نے نظریں نیچی کر لیں اس کی دادی اسے یوں ڈانٹتی تھیں۔ جیسے وہ کوئی اسیر ہو اس نے کچھ نہیں کہا، لیکن اسے تکلیف اور ذلت محسوس ہوئی۔

وہ اپنی دادی کی ڈانٹ کا عادی تھا، اور اس نے اسے برداشت کرنا اور اس سب کو نظر انداز کرنا سیکھ لیا تھا۔ وہ بحث یا شکایت نہیں کرنا چاہتا تھا، یا چیزوں کو مزید خراب نہیں کرنا چاہتا تھا۔

وہ پوشیدہ اور خاموش رہنا چاہتا تھا، ان کو دکھانا چاہتا تھا کہ وہ ایک اچھا اور فرمانبردار لڑکا ہے۔ پھر سب نے ناشتہ کرنا شروع کر دیا اور خاموشی چھا گئی، صرف پکوان اٹھانے یا نیچے رکھ کر وقتاً فوقتاً ٹپکنے سے وقفہ ہوا۔ خاموشی عجیب اور کشیدہ تھی، بے ساختہ جذبات اور خیالات سے بھری ہوئی تھی۔ سب نے اپنا ناشتہ کھایا، لیکن وہ اس سے لطف اندوز نہیں ہوئے۔ انہوں نے آنکھوں سے ملنے اور گفتگو سے گریز کرتے ہوئے اپنی پلیٹوں کو دیکھا۔ وہ اپنا ناشتہ ختم کر کے میز سے باہر نکلنا چاہتے تھے، تاکہ غیر آرام دہ اور ناخوشگوار صورتحال سے بچ سکیں۔ انہوں نے مایوس اور ناخوش محسوس کیا، خواہش کی کہ دن کا آغاز مختلف طریقے سے ہوتا۔

••°••

جبرائیل تحفے سب کو تقسیم کر رہا تھا، ایک بڑا سا تھیلا جو ڈبوں اور پیکٹوں سے بھرا ہوا تھا۔ اس نے مسکرا کر سب کا شکریہ ادا کیا، اپنی شکر گزاری اور سخاوت کا مظاہرہ کیا۔ اس نے ایک ایک کر کے تحائف اپنے خاندان والوں کو دے کر انہیں خوش اور حیران کر دیا۔

وہ ان کے رد عمل، ان کی مسکراہٹوں اور گلے ملنے، ان کی تعریفیں اور مسکراہٹیں دیکھ کر لطف اندوز ہوا۔ اس نے فخر اور اطمینان محسوس کیا، یہ جان کر کہ اس نے ان کے لیے صحیح تحائف کا انتخاب کیا ہے۔ معراج باہر جانے کے لیے وہاں سے گزرا تو اس نے اس کی نظر پکڑ کر اسے روکا۔

“”Miraj, wait. I have something for you.”

(معراج ٹھہرو میرے پاس تمہارے لیے کچھ ہے۔)

اس نے سب کی توجہ معراج کی طرف مبذول کراتے ہوئے اونچی آواز میں کہا۔

وہ دوستانہ اور آرام دہ لگ رہا تھا، لیکن اس کی آواز میں طنز اور غرور کا اشارہ بھی تھا۔ وہ معراج کو شرمندہ کرانا چاہتا تھا، اسے بے چینی اور ناپسندیدہ محسوس کرانا چاہتا تھا۔ اس نے ایک ڈبیا معراج کو دور سے دیکھائی "یہ تمہارے لیے ہے۔" وہ مسکرایا، لیکن یہ حقیقی مسکراہٹ نہیں تھی۔

یہ ایک جعلی اور ظالمانہ مسکراہٹ تھی جس نے اپنی حقارت اور نفرت کو چھپا رکھا تھا۔ وہ معراج کی تذلیل کرنا چاہتا تھا، اسے کمتر اور غیر مستحق محسوس کرانا چاہتا تھا۔ اس نے باکس اس کی طرف اچھال دیا ، اس کی پرواہ نہیں کی کہ اس نے اسے پکڑایا نہیں۔ معراج کو اکیلا چھوڑ کر وہ الجھ کر واپس مڑا۔ ابرش جو صوفے پر بیٹھی تھی فوراً بولی۔ "دیکھاؤ کیا تحفہ ہے!" اس نے پرجوش انداز میں یہ کہا، اس کی آنکھیں پھیلی ہوئی اور متجسس تھیں۔ وہ دیکھنا چاہتی تھی کہ جبرائیل نے معراج کو کیا دیا تھا، اس امید پر کہ یہ کچھ اچھا اور سوچنے والا ہے۔

وہ معراج کو پسند کرتی تھی، اور وہ چاہتی تھی کہ وہ خوش اور تعریف محسوس کرے۔ وہ باکس کا بہتر نظارہ کرنے کی کوشش کر کے آگے جھک گئی۔ وہ اپنی دلچسپی اور جوش کا اظہار کرتے ہوئے مسکرائی جبرائیل دادی

اماں کو تحفہ دیتے ہوئے مسکرایا جو سویٹر بُن رہی تھیں۔ دادی نے بھی معنی خیز مسکراہٹ دی۔ انہوں نے ایک نظر، افہام و تفہیم اور معاہدے کا اشتراک کیا۔ وہ دونوں جانتے تھے کہ جبرائیل کیا کر رہا ہے، اور دونوں نے اس کی منظوری دی۔

وہ دونوں معراج کو ناپسند کرتے تھے اور وہ دونوں اسے برا بھلا کہنا چاہتے تھے۔ وہ دونوں اپنے اطمینان اور بدتمیزی کا مظاہرہ کرتے ہوئے مسکرائے۔

معراج نے معصومیت سے کندھے اچکا کر ابرش کے کہنے پر گفٹ کھولا۔ وہ نہیں جانتا تھا کہ کیا توقع کرے، لیکن اسے امید تھی کہ یہ کوئی اچھی اور مفید چیز تھی۔ وہ اس بات پر یقین کرنا چاہتا تھا کہ جبرائیل نے اسے احسان اور فراخدلی سے تحفہ دیا ہے، نفرت سے نہیں۔ وہ اسے شک کا فائدہ دینا چاہتا تھا، اس کے بارے میں بہتر سوچنا چاہتا تھا، اسے معاف کرنا چاہتا تھا۔ اس نے گھبراہٹ اور تجسس محسوس کرتے ہوئے، احتیاط سے اور آہستہ سے ڈبہ کھولا۔

اس نے ڈبے میں دیکھا تو دیکھا کہ سفید کرنے والی کریمیں اور فیس واش موجود تھے اور معراج کا دل ایک دھڑکن کو چھوڑ گیا۔

اس نے جھٹکے اور درد کی شدت محسوس کی، اس کا سینہ جکڑ رہا ہے اور اس کا گلا بند ہو رہا ہے۔ اسے یقین نہیں آرہا تھا کہ وہ کیا دیکھ رہا ہے، جبرائیل نے اسے کیا دیا ہے۔ اسے اپنی توہین اور تکلیف محسوس ہوئی، اس کی عزت نفس اور وقار ٹوٹ گیا۔ اسے احساس ہوا کہ جبرائیل نے اسے یہ تحفہ اس کا اور اس کے رنگت کا مذاق

اڑانے کے لیے دیا تھا، تاکہ اسے بدصورت اور ناپسندیدہ محسوس کروایا جاسکے۔ اسے غصہ اور غم محسوس ہوا، اس کے جذبات اس پر غالب آگئے۔ اس نے جبرائیل کی طرف دیکھا، اس کی آنکھیں پھیلی ہوئی تھیں اور چوٹ لگی تھی۔

اس نے آہستہ سے جبرائیل سے کہا""اس کا کیا کروں میں ؟ اس نے دھیمی اور کانپتی آواز میں یہ کہا، جو بمشکل سنائی دے رہا تھا۔

وہ اس سے پوچھنا چاہتا تھا کہ اس نے ایسا کیوں کیا، اس نے اسے کیوں تکلیف دی، وہ اس سے نفرت کیوں کرتا تھا۔ وہ اس کا مقابلہ کرنا چاہتا تھا، اسے للکارنا چاہتا تھا، اپنا دفاع کرنا چاہتا تھا۔ لیکن وہ خوفزدہ بھی تھا، اس کے رد عمل سے ڈرتا تھا، اس کی طاقت سے ڈرتا تھا، اس کے غضب سے ڈرتا تھا۔ وہ چھپنا چاہتا تھا، بھاگنا چاہتا تھا۔

جبرائیل اس کے پاس گیا اور تَنَفُّر سے گویا ہوا"تمہارا رنگ کالا ہے، میں نے سوچا کہ یہ کریم لے آؤں تاکہ تم ہماری فیملی کا حصہ لگ سکو خیر کریم سے گریس، تو نہیں آسکتی مگر ہم تمہاری شکل کی وجہ سے لوگوں کے سامنے شرمندہ تو نہیں ہوں گے"

اس نے یہ بات اونچی آواز میں اور واضح طور پر کہی، اس بات کو یقینی بناتے ہوئے کہ سب نے اسے سنا ہے۔ وہ اپنے تحفے کی وضاحت کرنا چاہتا تھا، اپنے عمل کو درست ثابت کرنا چاہتا تھا، اپنی چالاکی پر فخر کرنا چاہتا تھا۔ وہ معراج اور اس کی رنگت کا مذاق اڑانا چاہتا تھا، اسے شرمندہ اور الگ تھلگ محسوس کرانا چاہتا تھا۔

وہ مسکرایا، لیکن یہ دوستانہ مسکراہٹ نہیں تھی۔ یہ ایک گھٹیا اور شریر مسکراہٹ تھی، جو اس کی تفریح اور ظلم کو ظاہر کرتی تھی۔ اس نے باکس کی طرف اشارہ کیا اور پھر معراج کے چہرے کی طرف متضاد اور موازنہ کیا۔

وہ سب کو فرق، خامی، مسئلہ دکھانا چاہتا تھا۔ معراج کا دل اندر ہی اندر ڈوب گیا، چہرہ پیلا اور ٹھنڈا پڑ گیا۔

اس نے مایوسی اور ناامیدی کی لہر محسوس کی، اس کی روح ٹوٹ رہی ہے اور اس کی خواہش ختم ہو رہی ہے۔ اسے یقین نہیں آرہا تھا کہ جبرائیل نے کیا کہا، اس نے کیا کیا، اس کا کیا مطلب تھا۔ اس نے ذلیل اور دھوکہ دہی محسوس کی، اسکو اپنے اندر اس کے لیے نفرت محسوس ہوئی۔۔ اس نے جبرائیل کی طرف دیکھا، اس کی آنکھیں تنگ اور غصے میں تھیں۔ اس نے کچھ نہیں کہا، لیکن اس نے بہت کچھ محسوس کیا۔

وہ کچھ کہنا چاہتا تھا، جواب دینا چاہتا تھا، لیکن اس نے بھی بے حسی محسوس کی، درد سے بے حس، صدمے سے بے حس، غم سے بے حس۔ وہ رونا چاہتا تھا، چیخنا چاہتا تھا، رہائی چاہتا تھا۔ نورین نے کچھ نہیں کہا، وہ بس مسکرا رہی تھی اور بہزاد کو پیار کر رہی تھی۔ وہ بہزاد کو بانہوں میں پکڑے پاس بیٹھی تھی۔ وہ اس بات سے غافل تھی کہ کیا ہو رہا ہے، جبرائیل نے معراج کو کیا دیا تھا، جبرائیل نے اس سے کیا کہا تھا۔ وہ اپنے بیٹے، اس کی خوشی، اس کے فخر پر مرکوز تھی۔ وہ اپنی خوشی اور محبت کا اظہار کرتے ہوئے مسکرائی۔ اس نے بہزاد کی طرف دیکھا، اس کی آنکھیں نرم و ملائم تھیں۔

سکندر مسکراتے ہوئے جبرائیل کو دیکھ رہا تھا۔ معراج نے ایک ایک کر کے سب کو دیکھا، ابرش کے چہرے پر غصہ اور عفاف کا چہرہ اداس تھا۔ اس نے ان کے رد عمل، ان کے تاثرات، ان کے احساسات کو دیکھا۔ اس نے دیکھا کہ وہ اس کے بارے میں، جبرائیل کے بارے میں، صورتحال کے بارے میں کیسا محسوس کرتے ہیں۔ اس نے سچائی، حقیقت، نتیجہ دیکھا۔ ابرش کا چہرہ غصے میں تھا، اس کی آنکھیں سرخ اور غصے سے بھری ہوئی تھیں۔ وہ عفاف کا ہاتھ پکڑے

اس کے پاس بیٹھی تھی۔ جبرائیل نے معراج کو کیا دیا، جبرائیل نے اس سے کیا کہا، اس کے ساتھ کیا سلوک کیا، اس پر وہ غصے میں تھیں۔ اس نے اپنا غصہ اور مایوسی ظاہر کرتے ہوئے سر جھکایا۔ اس نے جبرائیل کی طرف دیکھا، اس کی آنکھیں تیز اور مخالف تھیں۔

اس نے کچھ نہیں کہا، لیکن اس نے بہت کچھ محسوس کیا. وہ کچھ کہنا چاہتی تھی، اسے ڈانٹنا چاہتی تھی، معراج کا دفاع کرنا چاہتی تھی۔ لیکن وہ خود کو بھی بے اختیار محسوس کرتی تھی، کچھ بھی بدلنے سے بے بس، اسے روکنے کے لیے بے اختیار، معراج کی مدد کرنے سے بے بس تھی۔

. وہ اسے تسلی دینا، اس کے ساتھ کھڑا ہونا چاہتی تھی۔ عفاف کا چہرہ اداس، آنکھیں نیلی اور اداس تھیں۔ وہ ابرش کے پاس بیٹھی اس کی گرفت کو محسوس کر رہی تھی۔

جبرائیل نے معراج کو کیا دیا، جبرائیل نے اس سے کیا کہا، ان کے ساتھ کیا سلوک کیا، اس پر وہ غمگین تھی۔

اسے معراج، اپنے دوست اپنے کزن سے ہمدردی تھی۔ اس نے اپنی اداسی اور ندامت ظاہر کرتے ہوئے آہ بھری۔

اس نے معراج کی طرف دیکھا، اس کی آنکھیں نرم اور شفقت بھری تھیں۔ اس نے کچھ نہیں کہا، لیکن اس نے بہت کچھ محسوس کیا.

معراج مسکرایا "شکریہ لیکن یہ ضروری نہیں تھا میں اپنے رنگ سے خوش ہوں" اس نے اپنا درد اور غصہ چھپانے کی کوشش کرتے ہوئے سکون اور شائستگی سے یہ کہا۔

وہ اسے دکھانا چاہتا تھا کہ وہ اس کے تحفے اور اس کی باتوں سے متاثر نہیں ہوا، کہ وہ اپنے آپ اور اپنے رنگ سے پر اعتماد اور خوش ہے۔

وہ نارمل اور بالغ اداکاری کرنا چاہتا تھا، حالات کو سنبھالنا چاہتا تھا اور ڈراما ختم کرنا چاہتا تھا۔ وہ انہیں غلط ثابت کرنا چاہتا تھا، ان کے دقیانوسی تصورات کو چیلنج کرنا چاہتا تھا، اپنی شناخت پر زور دینا چاہتا تھا۔

وہ مسکرایا، لیکن یہ حقیقی مسکراہٹ نہیں تھی۔ یہ ایک زبردستی اور تلخ مسکراہٹ تھی، جو اس کی تکلیف اور ناراضگی کو چھپا رہی تھی۔

اس نے جبرائیل کو دیکھا، معراج کی آنکھیں صاف اور مضبوط تھیں۔

اس نے یہ کہا، لیکن اس نے کچھ اور محسوس کیا۔ اسے تکلیف اور غصہ محسوس ہوا، اس کے تحفے اور اس کے الفاظ سے تکلیف ہوئی، اس کے طنز اور اس کی نفرت پر غصہ آیا۔ اس نے خود کو غیر محفوظ اور ناخوش محسوس کیا،

جبرائیل سخت مسکراہٹ پہنے تھا اس نے نظریں نیچے کیں پھر طنزیہ مسکراتے اس نے نفی میں سر کو جنبش دی اور اسے بولا "مگر لوگ نہ خوش ہیں۔۔۔ تمہاری وجہ سے ہمارے پورے گھر کو کتنی شرمندگی ہوتی ہے تمہیں پتا ہے بس تم آج پارٹی میں شرکت مت کرنا میں نہیں چاہتا تمہاری وجہ سے میں اپنے دوستوں کے آگے شرمندہ ہوں"۔

معراج نے اپنے درد اور غصے کو چھپانے کی کوشش کرتے ہوئے سکون اور شائستگی سے کہا۔ "ٹھیک ہے" کہہ کر اس نے ہلکے سے سر ہلایا۔ اس نے یہ بات خاموشی سے کہی اور استعفیٰ دے دیا، ان کے انکار اور ان کی توہین کو قبول کیا۔

وہ اس کو چھوڑنا چاہتا تھا، اس کے مذاق اور اس کی نفرت سے دور ہونا چاہتا تھا۔ وہ تنازعہ سے بچنا چاہتا تھا، امن قائم رکھنا چاہتا تھا، اپنے آپ کو مزید ذلت سے بچانا چاہتا تھا۔ وہ انہیں بھولنا چاہتا تھا، آگے بڑھنا چاہتا تھا، وہ پلٹ کر اپنے کمرے کی طرف چل دیا۔ وہ آہستہ اور سختی سے چل رہا تھا، اس کے کندھے پھسل گئے اور اس کا سر نیچے تھا۔ اس نے تھکن اور شکست محسوس کی، اس کی توانائی اور روح ختم ہو گئی۔ اس نے پیچھے سے اپنی دادی کی آواز سنی

""""تمنا ہے ہماری کہ نحوست کو ختم کرنے کے واسطے بھی کوئی پوڈر ہوتا"

لعنتی اور طعنہ دینے والے تحفے پر اسکی گرفت مضبوط ہوئی

اس نے اپنے کانوں اور دلوں کو چھیدتے ہوئے یہ بات صاف اور تیزی سے سنی۔ اس نے جھٹکے اور درد کی شدت محسوس کی، اس کا سینہ جکڑ رہا ہے اور اس کا گلا بند ہو رہا ہے۔ وہ اس بات پر یقین نہیں کر سکتا تھا کہ اس کی دادی نے کیا کہا، وہ کیا چاہتی تھیں۔ اس نے اپنی توہین اور لعنت محسوس کی، اس کی عزت نفس اور وقار بکھر گیا۔

••°••

معراج اپنے کمرے میں تھا، وہ دیوار سے ٹیک لگا کر بیٹھا تھا، اس کی ٹانگیں جھکی ہوئی تھیں اور اس کے بازو ان کے گرد لپٹے ہوئے تھے۔

اس نے کھڑکی کے باہر سے جبرائیل، مرات، بہزاد اور عفاف کی آوازیں سنی، ہنستے اور باتیں کرتے ہوئے، اس کے بعد گاڑی کے انجن اور ٹائروں کے چیخنے کی آواز آئی۔

وہ خریداری کے لیے جا رہے تھے، اس پارٹی کے لیے جس میں اسے مدعو نہیں کیا گیا تھا، وہ پارٹی جس میں وہ جانا نہیں چاہتا تھا۔

اس کا سینہ جکڑ رہا ہے اور اس کا منہ خشک ہے۔ اس نے روشنی اور شور سے بچتے ہوئے نیچے زمین کی طرف دیکھا۔

اس نے اپنے سانپ کو محسوس کیا، اس کا واحد دوست، اس کا واحد ساتھی، اس کی گردن کے گرد چکر لگا رہا ہے، اس کا ترازو ہموار اور ٹھنڈا ہے۔ اس نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا، اس کی زبان کو ٹمٹماتے محسوس کیا اور اس کی آنکھیں جھپک رہی تھیں۔ اس نے سنجیدگی سے کہا، ”میں خاموش ہوں، اگر میں بولوں گا تو آفت پھیل جائے گی۔“ اس نے یہ بات خاموشی اور سنجیدگی سے کہی، گویا کوئی منتر، کوئی انتباہ، کوئی پیشین گوئی پڑھ رہا ہو۔

وہ جانتا تھا کہ اس کے الفاظ میں طاقت، چوٹ پہنچانے کی طاقت، تباہ کرنے کی طاقت، تبدیلی کی طاقت ہے۔ وہ جانتا تھا کہ اسے ہوشیار رہنا ہے، خود پر قابو رکھنا ہے، خود کو روکنا ہے۔ وہ جانتا تھا کہ اس کا ایک تاریک پہلو، ایک پرتشدد پہلو، ایک خطرناک پہلو ہے۔ اس نے اپنی رگوں میں سوجن محسوس کی، اس کا خون ابل رہا ہے، اس کا غصہ بڑھ رہا ہے۔ اسے اپنے نوعمری کے سال یاد آئے، جب وہ ساتویں جماعت میں تھا، جب اس نے اپنے تاریک پہلو کو کھولا تھا، جب اس نے ایک تباہی مچائی تھی۔۔۔

(مواد کی انتباہ: اس منظر میں حساس مواد شامل ہے۔ اگر غور کرنے پر مواد پریشانی کا باعث بن سکتا ہے، تو اسے پڑھنے کے ساتھ آگے نہ بڑھنے کا مشورہ دیا جاتا ہے)۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جو روحیں سکون کے اگلے حصے میں نیند کی طرح چپ ہیں، ان کے دل کے نیچے ایک طوفان چھپا ہوا ہے، جو بیدار ہونے کا انتظار کر رہا ہے۔ خبر دار! ان کی خاموشی، ایک بھسم کرنے والی آگ بن سکتی ہے، جو ان کے راستے میں موجود، ہر چیز کو جھلسا دے گی۔

معراج کلاس میں آخری بینچ پر اکیلا بیٹھا تھا، وہ کتاب پر قلم سے تصویریں بنا رہا تھا، اس کی نظریں مرکوز اور ہاتھ ساکن تھے۔ وہ، کنگ کوبرا، بنا رہا تھا۔ وہ سانپوں سے محبت کرتا تھا، وہ ان کی تعریف کرتا تھا، وہ ان سے تعلق رکھتا تھا۔ اس نے ان کے ساتھ ایک تعلق، ایک رشتہ، ایک بندھن محسوس کیا۔ وہ باقی کلاس،، طالب علم، سے غافل تھا۔ وہ اپنی ہی دنیا، اپنے بلبلے، اپنی پناہ گاہ میں تھا۔ وہ خوش اور پر امن، پر سکون اور مطمئن تھا۔ اس نے یہ نہیں دیکھا کہ کب کلاس کے تین لڑکے اسے تنگ کرنے، اسے دھمکانے، اسے اکسانے کے لیے آئے۔ وہ غضب ناک اور بے چین، گھٹیا اور ظالم، احمق اور جاہل تھے۔ وہ معراج کو پسند نہیں کرتے تھے، وہ اس سے نفرت کرتے تھے، وہ اس سے ڈرانے آئے تھے اپنی دھاگ بیٹھانے۔ انہوں نے اسے ایک ہدف، شکار، کے طور پر دیکھا۔

وہ تفریح کرنا چاہتے تھے، مذاق کرنا چاہتے تھے، مصیبت پیدا کرنا چاہتے تھے۔ وہ چپکے چپکے اس کے پاس پہنچے، منصوبہ بندی کرتے ہوئے اور منصوبہ بندی کرتے رہے۔ ان میں سے ایک نے اس کے سر پر زور سے تھپڑ مارا جس سے معراج کا قلم پھسل گیا اور کتاب گر گئی۔ معراج نے اس کی طرف دیکھا، اس کی آنکھیں سرد تھیں۔ اس نے ایک جھٹکا محسوس کیا، اس کے کان بج رہے تھے۔۔ اسے غصہ اور غم محسوس ہوا، اس کے جذبات اس پر غالب آ گئے۔ اس نے انہیں نظر انداز کیا، اس نے اپنی کتاب اور قلم کو اٹھایا، وہ واپس اپنے کام پر چلا گیا۔ وہ ان سے بچنا چاہتا تھا، انہیں نظر انداز کرنا چاہتا تھا، وہ لڑائی یا کسی اور خطرے سے بچنا چاہتا تھا۔۔

وہ اپنی ڈرائنگ جاری رکھنا چاہتا تھا، اپنے سانپ کو ختم کرنا چاہتا تھا، اپنے امن کا دعویٰ کرنا چاہتا تھا۔

اسے امید تھی کہ وہ اسے اکیلا چھوڑ دیں گے، وہ مایوس ہو جائیں گے، کہ وہ رک جائیں گے۔ لیکن انہوں نے ایسا نہیں کیا۔ لڑکے نے معراج کو ایک بار پھر زور سے مارا اور اس کا قلم ٹوڑ دیا گیا اور کتاب پھاڑ دی۔ اس نے کہا، "کالا چمگادڑ کیا کر رہا ہے؟" اس نے یہ بات طنزیہ اور بلند آواز سے کہی، اس بات کو یقینی بناتے ہوئے کہ سب نے اسے سنا ہے۔ وہ معراج اور اس کی رنگت کی توہین کرنا چاہتا تھا، اسے شرمندہ اور الگ تھلگ محسوس کرانا چاہتا تھا۔ وہ معراج اور اس کی ڈرائنگ کا مذاق اڑانا چاہتا تھا، اسے بے وقوف اور بیکار محسوس کرانا چاہتا تھا۔

وہ سب کو اس پر ہنسانا چاہتا تھا، اس نے معراج کو گردن سے پکڑ کر ہلایا اور ہانپنے لگا۔ وہ مسکرایا، لیکن یہ دوستانہ مسکراہٹ نہیں تھی۔ یہ ایک گھٹیا اور شریر مسکراہٹ تھی، جو اس کی تفریح اور ظلم کو ظاہر کرتی تھی۔

اس نے معراج کی طرف دیکھا اس کی آنکھیں ٹھنڈی اور سخت تھیں۔ معراج نے اس کی طرف دیکھا اور سنجیدگی سے بولا "کیا تم مجھ سے لڑنا چاہتے ہو؟" اس نے یہ بات سکون سے اور خاموشی سے کہی، بلکہ مضبوطی اور سرکشی سے کہی۔

وہ اسے اور اس کے دوستوں کو خبردار کرنا چاہتا تھا، انہیں ڈرانا چاہتا تھا، انہیں روکنا چاہتا تھا۔ وہ انہیں دکھانا چاہتا تھا کہ وہ خوفزدہ نہیں ہے، وہ کمزور نہیں ہے، کہ وہ آسان نہیں ہے۔ وہ انہیں چیلنج کرنا چاہتا تھا، اس نے اپنا ہاتھ صاف کیا اور اپنا کام دوبارہ چاک کتاب پر شروع کیا، اس کی آنکھیں مرکوز تھیں اور اس کا ہاتھ مستحکم تھا۔

وہ اپنی ڈرائنگ جاری رکھنا چاہتا تھا، اپنے سانپ کو ختم کرنا چاہتا تھا، اپنے امن کا دعویٰ کرنا چاہتا تھا۔ اسے امید تھی کہ وہ اسے اکیلا چھوڑ دیں گے، وہ ڈر جائیں گے، کہ وہ رک جائیں گے۔ لیکن انہوں نے ایسا نہیں کیا۔

لڑکے نے معراج کا ہاتھ پکڑنے کی کوشش کی، اس کا قلم اٹھانے کی، اس کی ڈرائنگ خراب کرنے کی کوشش کی۔

وہ اس کے ہاتھ تک پہنچا، اس کی انگلیاں گھمائی ہوئی اور اس کے ناخن تیز تھے۔ وہ معراج اور اس کے ہاتھ کو چوٹ پہنچانا چاہتا تھا، اس کا خون بہانا اور اس کی چیخیں سننا چاہتا تھا۔ وہ معراج اور اس کی ڈرائنگ کو تباہ کرنا چاہتا تھا، اسے رُلانا اور ہار منوانا چاہتا تھا۔

وہ سب کو دکھانا چاہتا تھا کہ وہ مضبوط ہے، وہ بہتر ہے، کہ وہ برتر ہے۔ لیکن معراج تیز تھا، وہ زیادہ ہوشیار تھا، وہ مضبوط تھا۔ اس نے اس کا ہاتھ تھاما، اس کی گرفت مضبوط اور اس کی ہتھیلی پسینے سے تر تھی۔ اس نے اس کا ہاتھ بینچ کی میز پر رکھا، اس کی حرکت تیز اور اس کا مقصد بالکل درست تھا۔ اس نے اپنا قلم اس کے ہتھیلی کی پشت میں گھسایا، اس کی طاقت مضبوط اور اس کا ہدف درست۔ یکدم ہی خون کا دھارا پھوٹا تھا اور برابر موجود کتاب کے اوپر آدھ بنا سانپ لال مائع سے رنگ گیا قطرہ آنسو کی صورت سانپ کے اوپر سے نیچے کو ہوا۔ ساتھ ہی اسیر زوردار چیخا، معراج نے اسے رونے اور ہار ماننے پر مجبور کیا۔

اس نے سب کو دکھایا کہ وہ مضبوط ہے، وہ ہوشیار ہے، کہ وہ برتر ہے۔ اس نے کچھ نہیں کہا، لیکن اس نے بہت کچھ کیا۔ وہ اسے تکلیف دینا چاہتا تھا، اسے سزا دینا چاہتا تھا، اسے سکھانا چاہتا تھا۔

وہ اپنا دفاع کرنا چاہتا تھا، اپنی ڈرائنگ کی حفاظت کرنا چاہتا تھا، اپنی شناخت ظاہر کرنا چاہتا تھا۔ غنڈہ گردی ختم کرنا چاہتا تھا، مصیبت کو ختم کرنا چاہتا تھا۔

اس نے اسے دیکھا، اس کی آنکھیں ٹھنڈی اور سخت تھیں۔ معراج نے بائیں طرف کھڑے لڑکے کے چہرے پر ہاتھ مارا، اس کی مٹھی بھینچی اور بازو جھول گیا۔

اس نے اسے اتنا زور سے مارا کہ اس کا سر بینچ کے سرے سے ٹکرا گیا، اس کی کھوپڑی پھٹ گئی اور اس کا دماغ ہل گیا۔ اس نے اسے بے ہوش اور گرا دیا، اس نے اسے خاموش اور ساکت کر دیا۔ اس نے سب کو دکھایا کہ وہ خوفزدہ نہیں ہے، وہ کمزور نہیں ہے، کہ وہ آسان نہیں ہے۔ اس نے کچھ نہیں کہا، لیکن اس نے بہت کچھ کیا۔ وہ اسے تکلیف دینا چاہتے تھے اسے سزا دینا چاہتے تھے، اسے سکھانا چاہتا تھا۔ کہ وہ برتر ہیں مگر وہ اپنا دفاع کرنا جانتا تھا، اپنی ڈرائنگ کی حفاظت کرنا جانتا تھا،

۔وہ دائیں جانب دوسرے لڑکے پر جھپٹا۔۔۔اس نے اس لڑکے کے سر کے گرد کھڑکی کا پردہ لپیٹا اور اس کا سر سخت اور عذاب دینے والی دیوار پر مارا بار بار مارا کہ سفید جالی دار پردہ لال مائع سے تر ہو گیا۔۔اس لڑکے کی دبی دبی مزاحمتوں کی آوازیں تھیں۔ وہ خود کو آزاد کرنے کی کوشش کر رہا تھا، فرار ہونے کے لیے، زندہ رہنے کے لیے۔ اس نے بہت منتیں کیں۔ وہ اسے روکنا چاہتا تھا، اس سے بھیک مانگنا چاہتا تھا، اس سے استدلال کرنا چاہتا تھا۔ وہ لڑائی سے بچنا چاہتا تھا، درد سے بچنا چاہتا تھا، موت سے بچنا چاہتا تھا۔۔۔ مگر ان مزاحمتوں سے معراج کو کوئی فرق نہ پڑا وہ عذاب دینا جاری رکھے ہوئے تھا اب تو خون کی چھینٹیں سفید دیوار پر بھی نشان چھوڑنا شروع ہو گئیں تھیں اور آواز بند ہوتی گئی تھی

معراج نے اس کا سر پردے سے آزاد کیا تو پیشانی پھٹی ہوئی تھی اور اندر کا گوشت باہر جھانک رہا تھا۔۔خون رس رہا تھا اس کا چہرہ خون سے تر تھا کلاس میں ہانپوں کی آواز گونجیں ”سر کو بُلا کر لاؤ جلدی کرو“

معراج نے اسے بالوں سے پکڑ کر کھڑکی کی طرف کھینچا۔ اس نے اس کا سر شیشے سے ٹکرایا، جس س شیشے کا کانچ ٹوٹا اور کرچی کرچی بکھر گیا۔ معراج اس کے بے جان جسم پر ترس تک نہ کھا رہا تھا۔۔۔ خیر معراج نے اس کو چھوڑ دیا اور زمین پر کانچ کے اوپر پھینک دیا وہ پلٹا اور اس کی جانب بڑھا جس کے ہاتھ کی پشت پر معراج نے پین پیوست کیا تھا۔۔۔ معراج لمبے لمبے ڈگ بھرتا اس کی جانب بڑھا اسیر ڈرتا نفی میں سر ہلا رہا تھا مگر۔ معراج کو کیا معراج اپنے اوسان کھو چکا تھا وہ اپنے آپے سے باہر تھا اسے کچھ سمجھ نہیں آ رہی مانو اس پر جن سوار ہو اس پر کسی نے کالا جادو کیا ہو کوئی عصیب ہو جو بھی تھا معراج نے اس لڑکے کے بالوں کو دبوچا اور اسکو پیچھے کی جانب کھینچا کہ پین جب باہر کی طرف کھینچا۔۔ تو خون اور شدت سے ابل پڑا۔۔ اور کلاس کے فرش کو رنگ دیا۔۔ وہ چلایا معراج اس کے جتھوں کو دبوچے اسے کھڑکی کی جانب لے کر جا رہا تھا۔۔ اور پل بھر میں

اس نے اسے کھڑکی سے باہر پھینک دیا، اس کا جسم لنگڑا اور بے جان تھا۔ وہ زمین پر گرا، اس کی ہڈیاں ٹوٹ گئیں اور اس کا خون بہنے لگا۔

اُس نے اُسے مرنے اور سڑنے پر مجبور کر دیا، اُس نے اُسے مٹایا اور بھلا دیا۔ اس نے سب کو دکھایا کہ وہ طاقتور ہے، کہ وہ فاتح ہے، کہ وہ مہلک ہے۔ اس نے کمرے میں چاروں طرف دیکھا، اس کی آنکھیں ٹھنڈی اور سخت تھیں کہ تب ہی دروازے سے اندر ٹیچر اور پرنسپل آئے۔۔۔ اس نے اپنے ہم جماعت۔۔، اپنے استاد، اپنے پرنسپل کے چہرے دیکھے۔ وہ سب اسے گھور رہے تھے، ان کا منہ کھلا اور آنکھیں پھیلی ہوئی

تھیں۔ وہ سب حیران اور خوفزدہ تھے، ان کے دل دھڑک رہے تھے اور ان کی سانسیں اتھل پتھل تھیں۔ انہوں نے کچھ نہیں کہا، لیکن انہوں نے بہت کچھ محسوس کیا. وہ یکدم پلٹے اور باہر کی جانب بھاگے۔۔۔اس لڑکے کو بچانے کے لیے۔۔پرنسپل کی آواز گونجی "ایمبولینس کو بلاؤ"۔۔

معراج ٹھنڈی مسکراہٹ مسکرایا اور پلٹ کر آخری بینچ کی طرف بڑھا کچھ لڑکے جو کلاس میں رہ گئے تھے وہ خوف کی نگاہ سے معراج کو دیکھ رہے انہوں نے پہلے معراج کو دیکھا پھر ایک دوسرے کو۔ اور یکدم وہ بھی کلاس سے باہر کھسک گئے۔

اکیلے کلاس میں موجود معراج نے اپنی کتاب اور قلم اٹھایا، اس کا ہاتھ ساکت اور آنکھیں مرکوز تھیں۔ اس نے اپنی ڈرائنگ دوبارہ شروع کی، اس نے خون کو سیاہی کی صورت استعمال کیا اس نے خون کے اوپر پین کی نپ گھومائی۔ اس کا سانپ تقریباً ختم ہو گیا، اس کا بادشاہ تقریباً تاج پہن گیا۔ اس نے کچھ نہیں کہا، لیکن اس نے بہت کچھ محسوس کیا۔ اس نے غصہ اور غمگین محسوس کیا، اکیلا و تنہا محسوس کیا۔ اس نے طاقتور اور فاتح، مضبوط اور قابل فخر، آزاد اور زندہ محسوس کیا۔ اور سب کچھ، بے حس اور مغلوب، پر سکون اور افراتفری۔ اس نے اپنی ڈرائنگ کو دیکھا، اس کی آنکھیں نرم و ملائم تھیں۔ وہ مسکرایا، لیکن یہ حقیقی مسکراہٹ نہیں تھی۔ یہ ایک اداس اور تلخ مسکراہٹ تھی جس میں اس کا درد اور غصہ چھپا ہوا تھا۔ وہ مسکرایا، اس نے بہت کچھ کیا۔ اس نے لڑائی ختم کی، اس نے غنڈہ گردی ختم کی، اس نے مصیبت کو ختم کیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

•••ΔΔΔ•••

دروازے پر دستک سے وہ اپنی سوچوں سے باہر نکل گیا۔ وہ کچھ دیر دروازے کی طرف دیکھتا رہا، اس امید پر کہ جو بھی ہو گا کوئی جواب نہ ملنے پر چلا جائے گا۔ لیکن دروازہ کھلا اور ابرش اندر چلی آئی اس نے اسے دیوار سے ٹیک لگائے فرش پر بیٹھے دیکھا۔ وہ مسکراتی ہوئی اس کے پاس آئی۔ وہ اس کے سامنے ٹانگیں عبور کر کے بیٹھ گئی۔ اس نے سر جھکا کر اس کی آنکھوں میں دیکھا۔ وہ اس کی طرف دیکھ کر مسکرایا، ایک مدھم اور تھکی ہوئی مسکراہٹ۔ ”تم ان کے ساتھ نہیں گئی“۔

وہ حیران اور متجسس لگ رہا تھا، سوچ رہا تھا کہ وہ کیوں پیچھے رہ گئی ہے۔ وہ مسکرائی، ایک روشن اور گرم مسکراہٹ۔ ”میں تمہارے ساتھ رہنا چاہتی تھی۔“ وہ مخلص اور پیاری لگ رہی تھی، یہ ظاہر کرتی تھی کہ وہ اس کی پرواہ کرتی ہے۔

اس نے آگے بڑھ کر اس کے ہاتھ کو چھوا اور اسے آہستہ سے دبایا۔ وہ اٹھا اور اسے اپنے ساتھ کھینچ لیا۔ اس نے اسے بیڈ پر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ اس کی وجہ سے کوئی نیچے بیٹھے یا کسی کو کوئی تکلیف ہو

۔ وہ سر ہلا کر اس کے پیچھے چل پڑی۔ وہ بیڈ کے کنارے پر بیٹھ گئی، اس کی پیٹھ سیدھی اور اس کے ہاتھ اس کی گود میں۔ وہ ایکویریم کی جانب بڑھا اور اس میں اس سانپ کو ڈال دیا۔ اس نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کچھ کہا۔ وہ مڑ کر ایک کونے میں چلا گیا۔ اس نے ایک اسٹول اٹھایا اور ابرش کے سامنے رکھ دیا۔ وہ اس کی طرف منہ کر کے بیٹھ گیا۔ اس نے بازو جوڑ کر اسے دیکھا۔ وہ اسے گہری نظروں سے دیکھتی بولی ”

معراج تم اکیلے کیوں رہتے ہو تم لوگوں کو پسند نہیں کرتے کیا؟ وہ فکر مند اور پریشان لگ رہی تھی، اسے سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی۔ وہ آگے جھک کر اسے دیکھنے لگی۔ اس نے دھیمے سے مسکرا کر سر ہلایا۔

"ایسا نہیں ہے میں صرف ذہنی سکون کے لیے لوگوں سے اجتناب برتتا ہوں۔" وہ پر سکون دکھائی دیا اور اپنی پسند کی وضاحت کرتے ہوئے استعفیٰ دے دیا۔ اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا۔ وہ تلخی سے مسکرائی اور بولی، "لیکن کچھ اچھے لوگ بھی ہوتے ہیں۔" وہ پر امید اور قائل لگ رہی تھی، اسے قائل کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔ اس نے آگے بڑھ کر اس کی توجہ مبذول کراتے ہوئے اس کے بازو کو چھوا۔ اس نے اس کی طرف دیکھا اور کہا

، "تب ہی میں تم سے مرات سے عفاف سے بہزاد اور یوسف چاچا سے بات کرتا ہوں۔ میں اکثر ان لوگوں سے بات کرتا ہوں جن کے ساتھ مجھے سکون ملتا ہے۔" وہ اس کی دوستی کو تسلیم کرتے ہوئے شکر گزار اور دیانت دار لگ رہا تھا۔

اس نے مسکرا کر اس کا ہاتھ تھپتھپایا ۔ اس نے ہاتھ جوڑ کر آنکھیں نیچی کر لیں۔ وہ مسکرائی اور پھر اس کی طرف دیکھا۔ "تمہارا دل نہیں چاہتا کہ تم لوگوں کے دلوں میں اپنی محبت پیدا کرو۔" وہ تعریف کرنے والی اور رومانوی لگ رہی تھی، اس کی شخصیت کی تعریف کرتی تھی۔

اس نے شرمندہ ہو کر اس کی آنکھوں میں دیکھا، اس کی نظریں نرم اور پر جوش تھیں۔ وہ مسکرایا اور بولا" نہیں ابرش، لوگوں کے دل جنت نہیں جس میں، میں رہنے کی کوشش کروں۔" اس نے اس کی تعریف کو مسترد کرتے ہوئے شائستہ اور حقیقت پسندانہ آواز دی۔

اس نے ایک گہرا سانس لیا اور مزید بولا"، میں نے تو شاید جنت میں رہنے کے لیے بھی اتنی کوشش نہیں کی اب جہنم میں رہنے کی عادت سی ہو گئی ہے"۔

وہ افسردہ نظر آیا اور اپنی امید کی کمی کا اظہار کرتے ہوئے استعفیٰ دے دیا۔ اس نے آہ بھری اور نیچے دیکھا، اس کی آنکھیں سیاہ اور دور تھیں۔ وہ مسکرا کر بولی""معراج تم بہت گہری بات کرتے ہو تمہاری باتیں بہت خوبصورت ہوتی ہیں"۔

وہ اس کی حکمت کی تعریف کرتے ہوئے متاثر اور مسحور دکھائی دے رہی تھی۔ وہ مسکرایا، ایک مدھم اور تھکی ہوئی مسکراہٹ۔

"ابرش تمہارا دل اچھا ہے تبھی تمہیں میری باتیں اچھی لگتی ہیں۔" وہ شکر گزار اور مخلص لگ رہا تھا، اس کی مہربانی کی تعریف کرتا تھا۔ ابرش کھل کھلائی پھر سیدھی ہوئی اور اسے بولی "ٹھیک ہے، چلو باہر چلتے ہیں، ہم گھوم پھر کر خریداری کریں گے، ٹھیک ہے؟" وہ خوش اور پر جوش لگ رہی تھی، ایک منصوبہ تجویز کرتی تھی۔۔ اس نے اس کی طرف دیکھا، جیسے وہ کچھ کہنا ہی نہیں چاہتا۔۔۔ وہ اسے نفی میں جواب دینا۔ چاہتا تھا لیکن اس کی خوشی دیکھ کر وہ مسکرایا، ایک روشن اور گرم مسکراہٹ۔ "ٹھیک ہے چلو۔" وہ راضی اور پر جوش

لگ رہا تھا، اس کے منصوبے کو قبول کرتا تھا۔ وہ مسکرایا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر سٹول سے اتر گیا۔ وہ اپنی پریشانیوں کو پیچھے چھوڑ کر مسکراتے اور باتیں کرتے کمرے سے باہر نکل گئے۔۔۔

•••••••°•••••••

مرات اور بہزاد بازار میں اکٹھے چہل قدمی کر رہے تھے، سٹالز اور دکانوں کا جائزہ لے رہے تھے۔ وہ کچھ کپڑے اور لوازمات تلاش کر رہے تھے، آج شام میں پارٹی کے لیے پہننے کے لیے۔ وہ گپ شپ اور مذاق کر رہے تھے، اچھا وقت گزار رہے تھے۔

انہوں نے آرام دہ اور پرسکون کپڑے، جینز اور ٹی شرٹ، سلیپرس اور پی کیپ پہن رکھی تھیں۔ وہ پر سکون اور خوش دکھائی دے رہے تھے، ان کے کندھے ڈھیلے اور ان کی مسکراہٹ چوڑی تھی۔ وہ کبھی کبھار کسی ایسی چیز کو دیکھنے کے لیے رک جاتے ہیں جس سے ان کی آنکھ لگ جاتی ہے، یا کسی دکاندار سے سودا کرنے کے لیے۔ انہوں نے اپنی خریداری اور اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے کچھ بیگ اٹھا رکھے تھے۔ عفاف اور جبرائیل بھی بازار میں تھے لیکن مرات اور بہزاد کی طرح خوش مزاج اور زندہ دل نہیں تھے۔ وہ ان کے پیچھے پیچھے چل رہے تھے، ایک فاصلہ اور خاموشی. وہ کسی خاص چیز کی تلاش نہیں کر رہے تھے، وہ صرف دوسروں کے پیچھے چل رہے تھے۔ وہ زیادہ رسمی اور فیشن کے کپڑے، پہنے ہوئے تھے۔ وہ تناؤ اور ناخوش دکھائی دے رہے تھے، ان کے بھنویں پھٹی ہوئی اور ہونٹ تنگ تھے۔ وہ شاذ و نادر ہی کسی چیز کو دیکھنے، یا کسی سے بات کرنے کے لیے رکتے تھے۔ انہوں نے اپنی بوریت اور بے حسی ظاہر کرتے ہوئے کچھ بھی

نہیں اٹھایا۔ جبرائیل نے کالی ٹی شرٹ اور ڈینم جیکٹ پہن رکھی تھی، جو اس کی جینز اور جوتے سے ملتی تھی۔ اس کے گلے میں ایک چین تھی اور اس کی انگلیوں میں انگوٹھیاں تھیں، جس سے اس کے لباس میں کچھ چمک اور نفاست شامل تھی۔ اس کے پاس ایک شاپر تھا جس میں اپنی دادی کے لیے تحفہ تھا۔ اس نے مسکرا کر عفاف سے کہا، "عفاف تم اتنی بدل کیوں گئی ہو؟ تم اتنی باتیں کرتی تھی اب خاموش رہتی ہو"۔ اس نے اس کی طرف سے رد عمل حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہوئے چھیڑ چھاڑ اور اونچی آواز میں کہا۔

وہ اس سے بات کرنا چاہتا تھا، اسے ہنسانا چاہتا تھا، اسے خوش کرنا چاہتا تھا۔ وہ اس کے قریب جھکا، اس کی آنکھیں چمک رہی تھیں اور منہ ٹیڑھا تھا۔ اس نے اپنی کہنی سے اسے دھکا دے کر اس کی توجہ حاصل کرنے کی کوشش کی۔

عفاف نے اس کائی بلیو شفان کا فراک اور گلے میں دوپٹہ پہن رکھا تھا، جو اس کے دودھیا رنگ اور ریشمی بالوں کی تکمیل کر رہا تھا۔ وہ ایک سادہ اور خوبصورت انداز رکھتی تھی، کم سے کم اور لطیف لوازمات کو ترجیح دیتی تھی۔ اس کے پاس پرس کے علاوہ کچھ نہیں تھا۔ اس نے جبرائیل کی طرف سنجیدہ نگاہ سے دیکھا

"جبرائیل معراج تمہارا بھائی ہے، اس کے ساتھ اچھا سلوک کرو"۔

اس نے اپنی تشویش اور اپنی رائے کا اظہار کرتے ہوئے سنجیدگی اور نرمی سے کہا۔ وہ اسے سمجھانا چاہتی تھی، اس کی دیکھ بھال کرنا چاہتی تھی، اسے بدلنا چاہتی تھی۔۔

۔وہ مزید اسے سمجھاتے بمشکل بولی تھی سوچ سمجھ کر کہ کوئی لفظ اس کو برا نہ لگ جائے کسی بات سے اس کا دل نہ توٹ جائے" مرات میرا اور ابرش کا سوتیلا بھائی ہے۔ ہم ایک ساتھ کیسے رہتے ہیں، کتنی محبت اور اتفاق سے ماشااللہ، اور مہمت کو دیکھو، وہ بہزاد سے کتنا پیار کرتا ہے۔اس کی جان تو بہزاد میں ہے" جبرائیل نے مسکراتے ہوئے کہا، سخت مسکان جیسے وہ مشکل سے مسکرایا ہو اور اپنے انداز سے عفاف کا دل نہ دکھانا چاہتا ہو"مجھے معراج سے منفی توانائی ملتی ہے اور میں اسے شروع سے ہی پسند نہیں کرتا۔ شروع سے ہی میرا مذاق اُس کی وجہ سے بنتا ہے، میں اُس کی شکل سے چڑچڑا ہوں۔"

اس نے اپنے جذبات اور اس کی اپنی وجوہات کو ظاہر کرتے ہوئے ایمانداری سے یہ کہا۔ اس نے اپنے کندھے اچکاتے ہوئے اپنی لاتعلقی اور اپنی نفرت کا اظہار کیا۔ عفاف نے اسے دیکھا جھجھک کر بولی"جبرائیل یہ نفرت تم میں دادی نے ڈالی ہے کیونکہ تم نے شروع سے انکو معراج کے ساتھ ایسا کرتے دیکھا ہے۔ تم بچپن سے ان کے ساتھ رہے ہو اور تم وہی کر رہے ہو جو انہوں نے کیا"۔

اس نے اس کے اثر ورسوخ اور اس کے اعمال کو بے نقاب کرتے ہوئے سنجیدگی اور نرمی سے کہا۔ وہ اسے احساس دلانا چاہتی تھی، اس سے سوال کرنا چاہتی تھی، اسے بدلنا چاہتی تھی۔ اس نے اپنے خلوص اور ہمدردی کا مظاہرہ کیا

جبرائیل رک گیا مرات اور بہزاد بھی انکو اپنے ہمراہ آتے نہ دیکھ رک گئے اور انکو دیکھنے لگے۔ وہ اس کی طرف دیکھتے ہوئے نرم انداز میں مگر درمیان میں ایسا انداز تھا جیسے اسے کہہ رہا ہو کہ وہ معراج کے ٹوپک

سے تنگ آگیا ہے "تم یہاں شاپنگ کے لیے آئی ہو یا معراج نامہ سنانے آئی ہو کائینڈلی اپنے بارے میں بات کرو یہ میرا اور معراج کا معاملہ ہے عفاف تم زیادہ مت سوچو" وہ مسکرایا اور اس کے سر پر ہلکا سا ہاتھ مارا کہ عفاف کا سر ہلکا سا ڈھلکا وہ ماحول کے تناؤ کو کم کرنا چاہتا تھا

عفاف نے دوبارہ کچھ بولنا چاہا تو جبرائیل کی تنبیہہ آنکھیں دیکھ کر وہ خاموش ہو گئ۔ اس نے اس کی آنکھیں، ٹھنڈی اور سخت دیکھی، اسے خاموش اور فرمانبردار رہنے کو کہا۔ اس نے اس کی آنکھوں کو چھیدنے اور دھمکیاں دیتے ہوئے اسے خوفزدہ اور تابعدار بنا دیا وہ کچھ نہیں بولی لیکن بہت کچھ سوچتی رہی۔ پھر بمشکل وہ بول ہی پڑی۔ "میں صرف یہ چاہتی ہوں کہ کسی کا نہ دل ٹوٹے اور گھر میں سکون ہو۔ خاموش رہنے والوں کے ساتھ گڑبڑ نہیں کرنا چاہیئے اگر وہ بولتے ہیں تو انکی آواز سونامی کی گرج سے زیادہ خطرناک ہوتی ہے اور تباہی قیامت سے زیادہ کرب ناک۔۔۔ کیا تمہیں یاد نہیں کہ معراج نے اپنے ہم جماعت کو کھڑکی سے باہر کیسے پھینکا تھا؟ شکر ہے کلاس میں کیمرے لگے ہوئے تھے۔ معراج بچ گیا۔ کہ وہ لڑکے اسے تنگ کر رہے تھے اور شکر ہے وہ تین لڑکے بھی۔ زندہ بچ گئے ورنہ جس بے دردی سے معراج نے انکو جھاڑا تھا کتنا کرب ناک تھا" اس نے بہادری اور نرمی سے اسے معراج کے ماضی اور اس کے اعمال کی یاد دلاتے ہوئے کہا۔

جبرائیل نے ہنستے ہوئے کہا، "پلیز عفاف، وہ میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتا، وہ میرے ہاتھوں کی گرد کے برابر ہے یا۔ شائید وہ میرے ہاتھوں کی دھول کے برابر بھی نہیں ہے۔" اس نے یہ بات طنزیہ اور تلخ آواز میں کہی،

اس کی باتوں اور اس کی تنبیہ کو مسترد کر دیا۔ وہ اسے ہنسانا چاہتا تھا، وہ ہنسا، اس کی آنکھیں چمک رہی تھیں اور اس کا منہ ٹیڑھا تھا۔ کہ اس کے بائیں گال پر گڑھا بنا اس کے سیدھے سفید موتیوں سے چمکتے دانت تھے وہ آگے بڑھتے ہوئے بولا "ٹھیک ہے چلو۔ تمہاری شاپنگ کریں اب ہم بوئس کی تو شاپنگ ہو گئی" اس نے یہ بات خوش دلی سے کہی، موضوع اور موڈ بدلتے ہوئے

۔۔۔ عفاف نے مدھم مسکراتے اثبات میں سر ہلایا اور وہ سیدھے چل دیے۔۔۔۔۔

•••••••••°•••••••••

عفاف اور جبرائیل سینٹورس مال کے ہلچل سے بھرپور راہداریوں میں ہاتھ ملا کر ٹہل رہے تھے، ۔ مرات اور بہزاد ایک آرام دہ کیفے کی طرف لے گئے، جہاں انہوں نے ایک دوسرے کی کمپنی میں کچھ اسنیکس اور مشروبات بانٹنے کا ارادہ کیا۔

عفاف، آسمانی نیلے رنگ کے فراک میں مزین تھی جو اس کی چاندی سے بندھی ایڑیوں کو خوبصورتی سے پورا کرتی تھی، ایک شہزادی کی طرح محسوس ہوتی تھی، جو ہر قدم کے ساتھ خوبصورتی پھیلاتی تھی۔

اس کی ایڑی کی ٹک ٹک کی آواز اطراف میں تھی۔ تاہم، اس ٹک ٹک کے ماحول کے درمیان، عفاف کی مسحور کن واک نے ایک غیر متوقع موڑ لیا۔ ایک غلطی کی وجہ سے اس کا ٹخنہ مڑ گیا، اور اس کے اندر گھبراہٹ پھیل گئی۔ ایک اضطراری لمحے میں، وہ جبرائیل کی جیکٹ سے لپٹ گئی، اس کے ناخن اس کی

گردن میں کھود رہے تھے، اس امید پر کہ وہ اسے آنے والی شرمندگی سے بچالے گا۔ فرش پر ان کا اترنا، جبرائیل کا اس کے اوپر ختم ہونا، ایک دلکش لمحہ بنا۔

ایک دوسرے کی نظروں میں بند، ان کی آنکھیں بول رہی تھیں – سمندری نیلی آنکھوں اور آسمانی نیلی آنکھوں کے ایک مسحور کن اِنتِساب میں۔ وقت ساکت کھڑا تھا جب ان کے ارد گرد کی دنیا بے قدری میں دھندلی ہوئی تھی، صرف ان کی مشترکہ نظر کا جادو رہ گیا تھا۔ جیسے سمندر کی نیلی لہریں نیلے آسمان سے ملی ہوں اور ایک ٹکراؤ ایک احساس پیدا ہوا ہو۔۔ جیسے اس ٹکراؤ سے کُل کائنات ساکت رہ گئی ہو مانو دنیا مدار میں گھومنا بھول گئی ہو ۔۔ وہ ایک دوسرے کی نظروں میں ڈوبے ہوئے تھے جیسے کوئی سمندر میں ڈوب رہا ہو اور بچنے کی کوئی راہ نہ ہو وہ تو بس اس کو تکتا رہ گیا تھا۔۔ اب اس نے اپنا دل عفاف کو تفویض کیا تھا تو آنے والی مشکلات کو بھی اسے، جھیلنا ہو گا جو مشکلات اس کی خود کی بنائی ہوں گی جو انتظار اس کا خود کا گھڑا ہو گا۔۔ جو انتظار شائید ابدیت تک ہو گا۔۔۔۔۔۔۔ عفاف کے گلے کی گلٹی ابھری اور جبرائیل تو جیسے خود کو بھول گیا تھا دنیا و مافیہا سے بے خبر وہ بس اس کی آنکھوں میں قید اپنا عکس دیکھ رہا تھا۔ آسمانی نیلی آنکھوں میں ہچکچاہٹ پیدا ہوئی تو سمندری نیلی آنکھیں اس ہچکچاہٹ کو سمجھ نہ سکیں۔۔

مرات کی چنچل مداخلت نے جادو کو توڑ دیا، انہیں حقیقت میں واپس لایا۔ وہ کھنکارہ "اہمم، حقیقت میں واپس آجایئے۔"

اس نے چھیڑا، اس کی آنکھوں میں ایک چمک، موڈ کو ہلکا کرنے کی کوشش کی۔ تماشائیوں سے آگاہ، عفاف اور جبرائیل نے جلد بازی میں اپنا سکون بحال کیا، شرمندگی اور عجیب و غریب کیفیت کے ساتھ اس واقعے کو ختم کیا۔ ماحول ایک محسور کن لمحے سے عوامی تماشے میں بدل گیا۔

جب وہ کھڑے ہوئے اور اپنے کپڑوں کو جھاڑا تو عفاف کی ٹوٹی ہوئی ایڑی نے جبرائیل کی توجہ اپنی طرف کھینچ لی۔ "تمہاری جوتی کی سول ٹوٹ گئی ہے،"

اس نے مشاہدہ کیا، حقیقی پریشانی اس کے چہرے پر نقش تھی۔ اسے ایک بینچ کی طرف اشارہ کرتے اس نے اسے یقین دلایا، "تم یہاں بیٹھو، میں تمہارے لیے نئی سینڈل لے آتا ہوں۔" کچھ دیر بعد جبرائیل شاندار سفید کرسٹل ہیلس کے ایک جوڑے کے ساتھ واپس آیا، ایک سوچا سمجھا اور غور کرنے والا اشارہ۔

۔۔

عفاف کے قریب پہنچ وہ نیچے زمین پر بیٹھا ایک زانو زمین پر ٹیکے اور اپنی ایڑی کو زمین پر جمائے وہ کہیں کا شہزادہ لگ رہا تھا اپنی شہزادی کے سامنے جھکا شہزادہ۔۔، اس نے چمکتا ہوا جوتا نرمی سے اس کے پاؤں میں رکھا، اس کی حرکتیں دلکش اور پیار سے بھری ہوئی تھیں۔ ایک گرم مسکراہٹ کے ساتھ، اس نے ریمارکس دیے، "اس لباس، میں تم سنڈریلا لگ رہی ہو اور اب یہ کرسٹیلائیز سینڈل۔۔" وہ جانی پہچانی مسکراہٹ مسکایا"، لیکن فکر نہ کرو؛ میں تمہیں یہ سینڈل کھونے نہیں دوں گا۔" عفاف بس نظریں نیچے کر کے مسکرائی، اس کی چنچل پن سے دلکش ہو گئی، اور ان کے آس پاس کا مال پس منظر میں ڈھل گیا، صرف

اس لمحے کا جادو باقی رہ گیا جو انہوں نے بانٹا وہ کھڑا ہوا اور عفاف بھی.... عفاف اسے ستائشی انداز میں بولی "تمہارا Taste بہت اچھا ہے شاپنگ کے معاملے میں یہ سینڈل بہت خوبصورت ہے۔ اور جو لباس تم نے میرے لیے چنا ہے وہ بھی بہت خوبصورت ہے"۔

جبرائیل نے اثبات میں سر ہلایا

"جب تم اس لباس کو زینت بخشو گی تو قسم سے" جبرائیل کی آواز دھیمی ہوئی، "ایسا ہو گا جیسے سرخ چاند کے گرد ستارے چمک رہے ہوں، اور اس چاند کا آئینہ دار ایک نیلا سمندر ہو گا"

نیلے سمندر سے مراد شائید اس کی آنکھیں، تھیں اس کے الفاظ، ایک گہرے پیار سے متاثر، ہوا میں ڈھل رہے تھے، جس سے وہ ایک کمزوری کو ظاہر کرتے تھے جس کا اظہار کرنے میں وہ ہچکچاتے تھے۔ اس کے بعد کے دل چھو جانے والے انداز کے وقفے میں، جبرائیل کی آنکھیں، رات کے صاف آسمان کے وسیع و عریض پھیلاؤ کی یاد دلاتی ہوئی، عفاف سے ملیں۔ تاہم، جیسے اسے اچانک احساس ہوا، اس کے خدوخال پر ایک لمحاتی جھٹکا دھل گیا۔ یہ ایسا ہی تھا جیسے اس نے بہت ذاتی، بہت کچے جذبات کا انکشاف کیا تھا۔ تیزی سے ٹیک بدلتے ہوئے اس نے گفتگو کو ری ڈائریکٹ کیا، "ٹھیک ہے، چلو کیفے کی طرف چلتے ہیں۔"

عفاف نے اگرچہ خاموشی سے اس کی باریک تبدیلی کو تسلیم کرتے ہوئے اتفاق میں سر ہلایا۔ چلتے چلتے ٹوٹی سینڈل کی باقیات کو کوڑے دان میں جگہ مل گئی۔ یہ صرف ٹوٹے ہوئے کو ترک کرنے کے بارے میں نہیں تھا، بلکہ عفاف کے اصول کی عکاسی تھی—وہ مکمل اور کمال سے کم کسی چیز پر اکتفا نہیں کرے گی۔ ان کہے

ہوئے جذبات اور نہ کہے گئے الفاظ ان کے درمیان رہ گئے، جس نے کیفے کی طرف قدم بڑھاتے ہوئے ان کے تعلق میں گہرائی کا اضافہ کیا، اس لمحے کے نشانات کو پیچھے چھوڑ دیا جو بے ساختہ جذبات سے گونجتا تھا۔

.....°°°.....

معراج اور ابرش نے خود کو جناح سپر میں جیولری شاپ کی سنہری چمک میں ڈوبے پایا۔ جب انہوں نے شاندار کرسٹل کے ڈھیر کی تعریف کی تو ان کی توجہ شلوار قمیض اور دوپٹہ میں ملبوس ایک بوڑھی خاتون کے داخلی دروازے سے ہٹ گئی۔ تینوں ایک ہی کرسی کے گرد اکٹھے ہوئے، چمکتے ہوئے خزانوں کے درمیان ایک لمحہ بانٹ رہے ہیں۔ دکاندار نے بوڑھی عورت کے ارادے کو بھانپتے ہوئے اس کے پاس آکر شائستہ استفسار کیا، جی آنٹی، میں آپ کی مدد کیسے کر سکتا ہوں؟"

عورت، اس کے ہاتھ ان کہی کہانیوں سے مزین تھے، نازک انداز میں اپنے بیگ سے سونے کی چین نکال لی۔ "بیٹا تول کر جتنے پیسے بنے دے دو۔"

اس نے درخواست کی، اس کی آواز میں عاجزی کا احساس تھا۔ کاؤنٹر کے پیچھے کھڑا لڑکا، جو شاید اس سے زیادہ تجربہ کار نظر آرہا تھا، دوستانہ مسکراہٹ کے ساتھ چین لے گیا۔ بوڑھی خاتون سے ناواقف، اس نے چپکے سے چین کی صداقت کا اندازہ لگایا، ابتدا میں یہ دعویٰ کیا کہ یہ حقیقی سونا ہے۔ اسی دوران معراج نے ابرش کے برابر بیٹھے ہوئے اس ڈرامے کو بڑی دلچسپی سے دیکھا۔ جیسے ہی لڑکے نے چین کا اندازہ لگایا، عورت متضاد دکھائی دی، اس کے ہاتھ ہل رہے تھے اور انگلیاں گھبراہٹ کی وجہ سے جھلس رہی تھیں۔ جب لڑکے

نے تولنے کے، بعد اپنا اندازہ پیش کیا۔ "آنٹی، ڈیڑھ لاکھ"۔ تو اسے جذبات کی آمیزش کے ساتھ فیصلہ موصول ہوا۔ لڑکے نے چین اسے، دی۔۔ چین کو اپنے ہاتھوں میں پکڑتے ہوئے، اس نے ایک دھیمی نگاہوں سے اس کا جائزہ لیا، جو اس کے پاس موجود یادوں کا ایک خاموش ثبوت تھا۔

ابرش اپنے ہی زیورات میں مگن عورت کی اندرونی کشمکش سے غافل رہی۔ ”یہ لو بیٹا مجھے پیسے دے دو۔“

اس نے زنجیر کو ٹیبل پر رکھا اور لفافہ قبول کرتے ہوئے کہا۔

اس کی آنکھوں میں آنسو رواں تھے، اس کے ماضی کے ایک ٹکڑے کے ساتھ جدائی کا ایک پُرجوش لمحہ۔ ۔۔ دکان دار نے خاکی اینویلیپ میں پیسے ڈالے اور عورت کے حوالے اس اینویلیپ کو۔ کیا۔ عورت نے اس لفافے کو تھاما۔۔ اور اس خاکی اینویلیپ پر ہاتھ پھیرا۔۔ جیسے پیسوں کا لمس محسوس کر رہی ہو شائید پیسوں کا لمس اس کے دل کو۔ اتنی طاقت دے کہ وہ اپنے دل کو منا لے اور اس چین کی وابستگی سے وہ دستبردار ہو جائے۔۔

پیسوں کو کانچ کے ٹیبل پر رکھا جسکے نیچے سے زیور۔ نظر آرہے تھے ”بیٹا برا نہ مانو تو چین ایک مرتبہ دوبارہ دیکھا دو“

وہ، لڑکا اس عورت کو نہ سمجھی سے دیکھ رہا تھا خیر اس نے چین نکال کر اس عورت کو دی اس عورت نے چین کو دیکھا اور اس چین کو۔ چوما۔۔۔چند ثانیے وہ یک ٹک چین کو دیکھتی رہی۔۔اس نے گہرا سانس لیا اور نظریں نیچے کر لیں۔۔کچھ وقت

کے توقف کے بعد اس نے چین اس لڑکے کو دی اور اینو یلیپ اٹھا کر بیگ میں رکھ دیا اور بیگ دائیں شانے پر لٹکاتے کھڑی ہوئی اور باہر چل دی۔۔۔۔۔

غربت ایک انوکھا اور دل ہلا دینے والا واقعہ ہے، ہے نا؟ یہ افراد کو ان کاموں میں مشغول ہونے پر مجبور کرتا ہے جن سے وہ بصورت دیگر پرہیز کریں گے، ایسے اعمال جو ان کے اخلاق اور اقدار کے خلاف ہوں، ایسے اعمال جو ان کے وقار اور شناخت کو چھین لیں۔ ضرورت کے ہاتھ، جو بیرونی قوتوں کے ذریعے چلائے جاتے ہیں، اکثر انہیں ان پہلوؤں سے الگ کرنے پر مجبور کرتے ہیں جو ان کی روح کی طرح ہیں، وہ پہلو جو انہیں بناتے ہیں کہ وہ کون ہیں اور وہ کیا بننا چاہتے ہیں۔ خالی پیٹ کی ظالمانہ حقیقت اس حالت زار کو مزید بڑھا دیتی ہے، اس مایوسی کی نقاب کشائی کرتی ہے جو ایک فرد پر چھائی ہوئی ہے۔ یہ ایک زبردست طاقت ہے جو انسان ہونے کی عیش و آرام، انتخاب اور ترجیحات کی عیش و آرام، زندگی سے لطف اندوز ہونے اور اس کی لذتوں سے بے رحمی سے انکار کرتی ہے۔ اندر کی خالی پن کی وجہ سے پیدا ہونے والا خوف ایک شخص کو بے شمار ناپسندیدہ اعمال پر مجبور کرتا ہے، ایسے اعمال جو انتخاب سے نہیں، بلکہ بقا کی مسلسل کوشش سے، ایسے اعمال جو خود کو یا دوسروں کو نقصان پہنچا سکتے ہیں، ایسے اعمال جو انہیں اپنے باقی حصوں کے لیے پریشان کر

سکتے ہیں۔ زندگی مصیبت کے گھمبیر رقص میں، افراد اپنے آپ کو الجھائے ہوئے پاتے ہیں، رزق کے انتھک جستجو میں اپنے جوہر سے رشتہ منقطع کرنے پر مجبور ہوتے ہیں۔ بھوک کی خوفناک بازگشت ایک انتھک راہنُما بن جاتی ہے، جو سمجھوتہ اور قربانی کی ہم آہنگی کو

ترتیب دیتی ہے، زندگیوں کو ایک اداسی کی کیفیت میں ڈھالتی ہے۔ ہر فیصلہ، خالی پیٹ کے ظالمانہ وسوسوں کے سامنے ہچکچاتے ہوئے ہتھیار ڈالنا، انسانی جدوجہد کی تاریخوں میں لکھی ہوئی دلکش کہانیوں کا پگڈنڈی چھوڑ کر، ایسی کہانیاں جو درد اور ہمت، ہار اور امید، مایوسی اور لچک کی عکاسی کرتی ہیں۔ ان لوگوں میں سے جو ہر روز غربت کا سامنا کرتے ہیں۔

معراج کو اس منظر نے بہت متاثر کیا، ایک تیز فیصلہ کیا۔ وہ چین خریدنے کا ارادہ ظاہر کرتے ہوئے عزم کے ساتھ دکاندار کے پاس پہنچا۔ ابرش نے گھبرا کر اس کی اچانک عجلت پر سوال کیا۔ معراج نے اپنا کریڈٹ کارڈ حوالے کرتے ہوئے کہا، "مجھے وہ چین چاہیئے اور جو کچھ۔ میڈم پسند کریں اس کے پیسے بھی اس کارڈ سے کاٹ لیں"، لین دین کھلتے ہی معراج نے جلدی سے دکاندار سے لاکٹ لیا اور دروازے کی طرف بڑھا۔ ابرش نے حیران ہو کر اس کی حرکتوں پر سوال کیا۔ "کیا ہوا معراج؟" معراج نے ایک لمحہ ضائع کیے بغیر جواب دیا "میں بعد میں سمجھاتا ہوں۔"" جب وہ ہلچل مچاتے جناح سپر کے باہر پہنچا تو اس نے عورت کو ٹیکسی میں داخل ہوتے دیکھا۔ معراج نے مایوسی سے پکارا، "آنٹی پلیز سنیں!" اس عورت نے تو نہ سنا مگر۔

ٹیکسی ڈرائیور نے معراج کو۔ دیکھ لیا اور اس عورت کو۔ اشارہ کیا عورت رکی اور پلٹی معراج تیزی سے اس کی طرف بڑھا" آپ دکان میں کچھ بھول گئی تھیں"

وہ مسکراہٹ لبوں پر سجائے بولا, عورت نہ سمجھی سے بولی "میں کیا بھول گئی ہوں "معراج دل سے مسکرایا اور

اس نے ہاتھ بڑھا کر ایک چھوٹا لاکٹ اس عورت کو پیش کیا۔ الجھن میں، عورت نے سوال کیا، "لیکن یہ؟"

معراج گرمجوشی سے مسکرایا "ہاں آپ نے یہ بیچ دی تھی لیکن محبت اور خلوص سے دی ہوئی چیزیں نہیں بیچتے کچھ چیزیں انمول ہوتی ہیں۔۔ انکو خود سے جدا نہیں کرنا۔ چاہئے جو آپ کے لیے آپ کی روح کے جتنی قیمتی ہوں۔ جو آپ کے دل کو سکون پہنچاتی ہوں۔۔ جو ہر مشکل حالات میں آپ کو سکون دیتی ہوں"

عورت نے حیران ہو کر بولنا شروع کر دیا، وہ انکاری تھی مگر پھر بھی معراج نے بات جاری رکھی، "یہ رکھیں، اور بس مجھے اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں، میں آپ کے لیے دعا کروں گا کہ آپ کو جو بھی مشکل درپیش ہے وہ آسان ہو جائے۔ آپ میرے لیے دعا کریئے گا جو روح مجھے خوشی دیتی ہے وہ مجھے مل جائے کیا پتا ہم دونوں کی دعا ایک دوسرے کے حق میں قبول ہو جائے"

اس عورت نے معراج کی پیشانی کو چوما اس کی آنکھیں گیلی تھیں وہ گیلی ناک سے سانس لیتی بولی "بیٹا میں تمہارا احسان"

معراج فوراً بولا کہ اس عورت کے الفاظوں کو ایک سکتہ لگا معراج اپنایت سے بولا "یہ میرا احسان نہیں ہے آنٹی ایک دوسرے کی مدد کرنے سے ہی دنیا خوبصورت بنتی ہے"

اس عورت نے معراج کے سر پر ہاتھ رکھا "اللہ تمہیں خوش رکھے بیٹا اور تمہاری جو بھی خواہش ہے وہ پوری ہو" وہ مسکرائی اور گاڑی میں بیٹھی گاڑی جو گڑ گڑا رہی تھی یکدم آگے کو بڑھ گئی۔

معراج نے احسن طریقے سے پیچھے ہٹتے ہی ابرش کو دیکھا۔۔ابرش نے تعریفی نظریں اس پر ڈالیں۔نازک قدموں کے ساتھ وہ قریب پہنچی اور اپنے سینے پر ہاتھ لپیٹنے اسے بولی، "آپ کی سخاوت چمک رہی ہے، میرے لیے ڈیڑھ لاکھ کی یہ پائل خرید کر۔" اس کی نظریں کرسٹلائزڈ پائل پر جمی،جو اس نے ہوا میں لٹکا رکھی تھی جو انکے درمیان حائل ہوا میں دائیں بائیں جھول رہی تھی اس نے اس کا کریڈٹ کارڈ معراج کو دے دیا،اور خریداری ہوا میں جھوم گئی۔ معراج کے ہونٹوں پر مسکراہٹ کھیلتے ہوئے اس نے جواب دیا،

"میں ان کے لیے سخی ہوں جو میرے ساتھ اچھے ہیں۔"

ابرش نے پائل نیچے کی اور اسے دوبارہ ڈبیا میں ڈال کر بیگ میں رکھ دیا۔اس نے معراج کو۔دیکھا ابرش کی آنکھوں میں تجسس چھلک پڑا جب اس نے سوال کیا، "یہ پیسے تمہیں کہاں سے ملے؟"

معراج نے اپنے پر سکون انداز کو بر قرار رکھتے ہوئے جواب دیا، "کسی ایسے شخص پر غور کریں جس کی گریجویشن اس کے اٹھارویں سال میں مکمل ہو گئی، کیا وہ گھر میں بیکار بیٹھے گا؟ میں ایک بینک میں منیجر ہوں، اور میرے پاس دو ریستوران ہیں، جو کرائے پر دیے گئے ہیں جو میری آمدنی میں حصہ ڈالتے ہیں۔"

ابرش نے چونک کر کہا، "یہ بات تم نے کسی کو کیوں نہیں بتائی؟"

معراج نے لاپرواہی سے کندھے اچکائے "ابھی بتا رہا ہوں۔ وہ بھی تمہیں۔۔"

ابرش کے لہجے میں جھنجھلاہٹ چھا گئی، "تم نے بابا کو اطلاع بھی نہیں دی۔"

معراج نے پھر بھی مسکراتے ہوئے واضح کیا "وہ باخبر ہیں۔"

ابرش نے مایوسی کے عالم میں جواب دیا، "اب مجھے ایک ٹریٹ دو۔"

معراج نے واقعی حیران ہوتے ہوئے جواب دیا، "آپ کو ڈیڑھ لاکھ کی پائل کا جوڑا تحفے میں دینے کے بعد، بھی میں آپ کو ٹریٹ دوں؟" اس کا کفر ہوا میں لٹک گیا، واقعات کے غیر متوقع موڑ میں حقیقت پسندی کا ایک لمس۔۔۔۔ وہ جن لوگوں کے ساتھ پر سکون محسوس کرتا تھا ان لوگوں کے ساتھ بالکل الگ ہوتا تھا اس کا انداز، اس کی بات وہ ایک الگ ہی معراج ہوتا تھا جس کو پہچاننا۔ مشکل ہوتا تھا۔۔۔

معراج، ایک محنتی اس کالر، نے آسانی کے ساتھ تعلیمی درجہ بندی کے ذریعے پہلی، دوسری اور تیسری جماعت کے امتحانات میں کامیابی حاصل کی۔ چوتھے، پانچویں اور چھٹی جماعت کے امتحانات کے ذریعے پیش

کیے گئے چیلنجوں پر فتح حاصل کرتے ہوئے، اس کی صلاحیت جاری رہی، بالآخر پورے اسکول میں مائشٹھیت اعلیٰ پوزیشن کا دعویٰ کیا۔ چڑھائی جاری رہی جب اس نے ساتویں اور آٹھویں جماعت کے پرچوں کو جیت لیا، اس کامیابی کو ان ساتھیوں کے ساتھ بانٹ دیا جن کے ساتھ وہ کبھی علمی دشمنی میں مصروف تھا۔ پھر بھی، معراج کی کامیابی اس کے چیلنجوں کے بغیر نہیں تھی۔ وہ تعریفیں جنہوں نے اسے سجایا وہ کچھ لوگوں کے لیے حسد کا باعث بن گئے، جس سے اسے ہراساں کرنے کی کوشش کی گئی۔

تاہم، معراج، اس طرح کے حالات سے نمٹنے میں ماہر تھا، وہ جانتا تھا کہ ان ناقدین کو اپنے جوتوں کے تلے کیسے استعاراتی طور پر کچلنا ہے۔

اس کا تعلیمی سفر اس وقت عروج پر پہنچ گیا جب اس نے تیزی سے اپنی تعلیم مکمل کی، جس نے ایم بی بی اے کی توجہ حاصل کی، جس نے اس کی غیر معمولی صلاحیتوں کو پہچانا۔ اس پہچان نے معراج کو ایک انتظامی کردار میں شامل کیا، جو کہ بشریات کا پس منظر رکھنے والے شخص کے لیے ایک قابل ذکر کارنامہ ہے۔ کچھ حلقوں کی طرف سے بے ساختہ شکوک وشبہات کے باوجود، معراج نے اپنی پیشہ ورانہ زندگی میں خوب ترقی کی، اور واضح اعتراضات کا سامنا کیے بغیر مہارت سے رہنمائی کی۔

اس کی علمی کامیابیوں اور پیشہ ورانہ کامیابیوں کے اختلاف نے معراج کی زندگی کی داستان میں گہرائی کا اضافہ کیا۔۔۔

ابرش نے مسکراہٹ سجائے معراج کی طرف دیکھا اور استفسار کیا، "معراج اپنی دولت کا خیال کرتے ہوئے، تمہارا اپنا گھر کیوں نہیں ہے؟ خود کو اس جگہ کے تابع کیوں کیا ہے؟ تم اپنا گھر بنا کر سکون میں رہ سکتے ہو"

معراج نے اپنی مسکراہٹ واپس کرتے ہوئے جواب دیا" میں کسی خاص وجہ سے یہاں پر ہوں وقت آنے پر روانہ ہو جاؤں گا"۔

ابرش، تفصیلات کے لیے دباؤ نہ ڈالنے کی عادی تھی کیونکہ اس کی ایسی عادت نہ تھی اگر معراج نہیں بتانا چاہتا نہ بتائے۔۔۔

معراج نے آرام سے ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے کہا، "آپ ساتھ چلیں میڈم، میں آپ کو تہزیب بیکری لے چلوں، آپ کو ان کے پیزا کا شوق ہے، ہم وہاں انجوائے کریں گے، ویسے بھی ہم نے آپ کا لباس لے لیا ہے۔"

ابرش نے مسکراتے ہوئے تعریف کی، "لباس میں تمہارا ذائقہ بے عیب ہے۔"

معراج نے مسکراتے ہوئے کہا، "میں تصور کرتا ہوں کہ تم اس لباس میں شاندار لگو گی جیسے کوئی گلاب کِھل گیا ہو۔"

ان کا تبادلہ، لطیف اشاروں اور تاثرات کے ساتھ، دوستی اور مشترکہ لمحات کا منظر پیش کرتا ہے۔ ہم آہنگ حرکتوں کے ساتھ، وہ اپنی بائیک کے جانب چل پڑے ماحول امید سے رنگا ہوا تھا اور خوشگوار صحبت کا وعدہ۔۔۔

••°••

وہ لان میں تھے جسے پارٹی کے لیے خوبصورتی سے سجایا گیا تھا۔ موتی نما جھالڑ جھول رہے تھے جو درخت کی شاخوں پر لٹکے تھے، سفید موتی اور قمقمے ٹمٹمارہے تھے۔ شام کا وقت تھا اور سب باہر کھڑے تھے۔ یوسف بار بار ابرش کو کال کر رہا تھا لیکن وہ کال نہیں اٹھا رہی تھی۔

اس نے مایوسی اور پریشانی سے اپنے فون کی طرف دیکھا۔ عفاف نے تسلی دیتے ہوئے اس کے قریب پہنچی اور اس کے شانے پر ہاتھ رکھا" بابا آپ فکر نہ کریں وہ آجائیں گے "۔

اس نے تسلی بخش مسکراہٹ دی مگر اندر سے اس کا دل بھی ڈوب رہا تھا۔ اس سے پہلے کہ یوسف کچھ کہتا گیٹ کھلا اور ایک گاڑی اندر آئی ابرش اور معراج اس گاڑی سے اترے۔۔ معراج کے دائیں ہاتھ پر پٹی بندھی ہوئی تھی سفید کپڑے پر لال دھبا نظر آرہا تھا۔ وہ پیلا اور تھکا ہوا لگ رہا تھا گاڑی انکو اتار کر چل دی۔ سب چونک کر ان کی طرف بھاگے۔ "کیا ہوا ہے؟" یوسف نے ابرش کو بازوؤں سے پکڑ کر تشویش سے

دیکھتے ہوئے پوچھا۔ ابرش نے ایک نظر سب کی طرف دیکھا اور پھر معراج کی طرف دیکھا جو ایک مدھم سی مسکراہٹ کے ساتھ اس کی نظروں سے ملا تھا۔ لگتا تھا کہ وہ درد میں ہے لیکن راحت میں بھی۔۔

معراج، ایک خاموش طاقت کا پیکر، اپنے درد کا دوسروں پر بوجھ ڈالنے سے شدید نفرت کرتا تھا۔ اس کا یقین پختہ تھا— یہ یقین کہ کسی کو اپنے آس پاس کے لوگوں پر ذاتی تکلیف کا بوجھ نہیں ڈالنا چاہیئے۔ یہ اس کی اپنی پریشانی نہیں تھی جس نے اس کے خیالات کو گھیر لیا تھا، بلکہ ایک گہری تشویش تھی کہ ابرش اس کی بدولت پریشان نہ ہو۔

معراج کو اپنے اعمال کی وجہ سے کسی کو دکھ پہنچانے سے شدید نفرت تھی۔ اس کی فطرت ایسی تھی۔ اس نے اپنے دل کے قریبی لوگوں کے لیے گہری تعریف کی، اپنی آخری سانس تک ان کے لیے بہت زیادہ کوشش کی۔ اس کی زندگی کی رفتار ایک ایسے راستے سے نشان زد تھی جہاں دوسروں کی مدد کرنے کو فوقیت حاصل تھی، ایک ایسا سفر جہاں اس کا وجود ان لوگوں کے ساتھ جڑا ہوا تھا جو اس کے دل میں ایک خاص مقام رکھتے تھے۔

معراج کی محبت اور قدر ان لوگوں کو دی گئی جنہوں نے اس کے پیار کا بدلہ دیا۔ ان لوگوں کی خاطر جن کی وہ پرواہ کرتا تھا خود کو ختم کرنے کی اس کی صلاحیت اس کی عقیدت کی گہرائی کا ثبوت تھا۔

معراج کی زندگی میں محبت کے دائرے میں، ایک نایاب کرنسی، اس نے چند چنندہ لوگوں کے ساتھ بنائے گئے بندھن کو پالا تھا۔ ان لوگوں کے لیے جنہوں نے اس کے ساتھ محبت کا برتاؤ کیا، وہ ایک اٹل ستون بن

گیا، جو ان کی خوشی کو یقینی بنانے کے لیے کوئی بھی کوشش کرنے کے لیے تیار ہے۔ ان لوگوں کو دیکھ کر جن کی اس نے تکلیف میں دیکھ بھال کی، معراج کے اندر ایک گہرا درد پیدا ہوا، اور اسے مجبور کیا کہ وہ ان کے دکھوں کو کم کرنے کے لیے اپنی طاقت میں ہر ممکن کوشش کرے۔ معراج کی ہمدردی، ایک ایسی طاقت جس نے اسے غیر معمولی طوالت کی طرف راغب کیا، ایک ایسے شخص کا مجسمہ ترتیب دیا جس کے وجود کا مقصد اپنے پیاروں کی خدمت اور خوشی میں پایا۔۔۔

دادی کا کیا تھا انکو موقع مل گیا۔ معراج کو کوسنے کا دادی نے درشتی سے کہا اپنے دانت کچکچاتے "ہم نے بولا نہ تھا کہ مت جاؤ اس نہنگ کے ہمراہ مگر ہمارے فضیحت پر کان دھرتا کون ہے۔۔ تنبیہ نہ کی تھی ہم نے تم کو کہ پاکستان گیر اس سا ملعُون کوئی نہ ہے"

ابرش کا دل تو بہت تھا کہ دادی کو کچھ بول دے مگر اس نے بمشکل ضبط کیا تھا ورنہ اس کے الفاظ اس کی زبان کے آخری حصہ پر تھے جو اس نے واپس بھیج دیے تھے معراج بس خاموشی سے دادی کو سن رہا تھا اور نورین پیچھے کھڑی تھی وہ کچھ نہیں بول رہی تھی نہ جانے کیوں وہ معراج کے ساتھ ایسا برتاؤ کرتی تھی سمجھ سے پرے تھا۔۔۔

دادی نے حقارت سے معراج کی طرف اشارہ کرتے ہوئے سر ہلایا۔ یوسف نے فلوقت دادی کی فضول گوئی کو نظر انداز کیا اور ابرش سے سوال کیا "بیٹا کیا ہوا؟ وہ اس کو کرسی تک لے گیا اور بیٹھایا۔

معراج ان کے پیچھے آکر ابرش کے برابر والی کرسی پر بیٹھ گیا۔ ابرش نے ساری کتھا زیر، زبر کر ڈالی "بابا ہم راجا بازار سے واپس آرہے تھے، وہ جگہ سنسان تھی، وہاں ڈاکو ملے، انہوں نے ہمارے پیسے اور موٹر سائیکل چھیننے کی کوشش کی"۔ اس نے اپنے ہاتھوں سے اشارہ کرتے ہوئے دکھایا کہ ڈاکو ان کے قریب کیسے پہنچے۔ اس نے بولنا بند کر دیا، اس کی آواز کانپ رہی تھی۔ یوسف سمجھ گیا اور اسے گلے لگالیا۔ ابرش نے بات جاری رکھی، "اگر معراج نہ ہوتا تو پتہ نہیں کیا ہوتا۔ اس نے ان کا بہادری سے مقابلہ کیا۔ اس نے مجھے بچایا، بابا، اس نے مجھے بچایا۔" اس نے تشکر اور تعریف سے معراج کی طرف دیکھا۔ معراج نے نرمی سے کندھے اچکاتے ہوئے کہا""ایسا کچھ نہیں ہے۔۔بس مجھے خوشی ہے کہ تم ٹھیک ہو"۔

ابرش یوسف کے سینے سے لگی ہوئی تھی یوسف کو اپنا سینا اس کے آنسوؤں سے تر ہوتا۔ محسوس ہو رہا تھا"شکر کہ پولیس آگئی بابا۔۔وہ ہی ہمیں گھر چھوڑ گئے ہیں"۔

اس نے معراج کی پٹی بند بازو کو چھوا اور جھنجھوڑا۔ "لڑائی کے دوران معراج کو گولی لگی، لیکن اللہ کا شکر ہے کہ گولی اس کے اہم اعضاء سے چھوٹ گئی۔ اسے آرام کرنے کی ضرورت ہے"۔

ابرش نے التجا بھرے لہجے میں یوسف کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

یوسف نے اثبات میں سر ہلایا اور کہا" ایسا ہی ہے معراج ہمارا ہیرو ہے"اس نے معراج کے سر پر ہاتھ رکھا اور گرمجوشی سے مسکرایا۔ معراج بھی جواباً مسکرا پڑا دادی نے نظریں جھکالیں، اب وہ کس پر الزام لگائیں گیں اور کس کو برا کہیں گیں۔ وہ منہ پھیرے اور سانس کے نیچے کچھ بڑبڑائیں۔ جبرائیل نے بے صبری سے

نظریں ہٹا کر دیکھا اسے بھی معراج پسند نہیں تھا۔ اس نے سوچا کہ وہ ایک مصیبت ساز ہے اور ابرش پر برا اثر ڈالتا ہے۔ اس نے اپنے بازوؤں کو پار کر کے جھکایا۔

عفاف نے مسکراتے کہا "معراج تم فرشتہ ہو"۔ وہ دھیمے سے مسکرائی اور اسے تعریفی نظروں سے دیکھا

عفاف کی زبان سے اپنے لیے تعریف سن معراج کو خوشی ہوئی اس کا دل دھڑک اٹھا اور وہ نظریں نیچے کر گیا

۔۔۔ معراج نے جھک کر دیکھا اسے سمجھ نہیں آرہا تھا کہ وہ کیسے جواب دے۔ اسے عجیب اور شرم محسوس ہوئی۔ اسے تعریفیں یا شکریہ بٹورنے کی عادت نہیں تھی۔ اس نے بس وہی کیا جو اسے کرنا تھا۔ جو۔ اسے ٹھیک لگا تھا۔۔ مگر عفاف کی زبان سے اپنے لیے تعریف سن اس کا چہرہ سرخ پڑھ گیا تھا۔

یوسف نے سر اثبات میں ہلایا "تمہارا احسان ہے ہم پر معراج تمہارا احسان ہے ہم پر"

دادی یکدم چونکی اور نفرین زدہ انداز میں انہوں نے سینے پر ہاتھ پھیر لیے اور ناروا انداز میں ناراضگی سے گویا ہوئیں کہ انکی ناک کے نتھنے پھول گئے "اِلتِفات ہے کہے کا" انہوں نے طنزیہ سر کو جھاڑا" احسان ہے "پھر تن فن کرتیں ہاتھ جھلا جھلا کر بولیں "برخوردار اپنے عقل کے، پہیوں کو دوڑایئے یہ انہی کی نحوست ہے۔ وہ تو شکر میرے اللہ کا کہ ہماری گلاب بچ گئی ورنہ کیا ہوتا"

انہوں نے سختی سے ابرش کو دیکھا تو ابرش نے بیزاری سے نظریں گھمائیں "ہم نے تو بدرجہا بولا تھا کہ اس ہیچ موے کے ہمراہ مت روانہ ہو مگر نیچلہ نہ بیٹھا, ہمارا تو من نہیں کر رہا مانو اس کا کلّا ہی توڑ دیں"

انہوں نے سختی سے ہاتھ کا اشارہ معراج کے جبڑے کی جانب کیا "فی البدیہ بوال ہم پر ٹوٹا ہے اب اس کانٹرے دجال کو لے جایئے یہ نہ ہو اس کاشانہ میں نایاکر شمہ انقلاب ہو کہ آسمان پر تھوکا لقا پر آگرے اور جشن نظر آتش ہو جائے"۔۔۔

نورین سب سن کر کافی وقت بعد بولی تھی "معراج جب دادی نے کہا تھا کہ تم ابرش کو کہیں نہیں لے کر جاؤ گے تو تم کیوں لے کر گئے"

اس کا انداز سرد تھا۔۔ ایک تو معراج نے اپنی زندگی پر کھیل کر ابرش کو بچایا اور سب اسی پر دوڑ پڑے تھے۔۔۔ یوسف اسے اپنے شائستہ و نرم۔ انداز میں بولا "ٹھیک ہے نورین بھابھی جو ہونا تھا ہو گیا شکر کہ ہمارے بچے بچ گئے اور کیا چاہیئے"

انہوں نے معراج کو پکڑا اور سہارا دیا" چلو بیٹا کمرے میں چلو میں تمہارے لیے دودھ بھجواتا ہوں" ابرش کو دیکھتے بولے "بچے تم دوائیاں لائی ہو"

ابرش فوراً اپنے ہمراہ۔ موجود بیگ کے جانب بڑھی اور اس بیگ سے ایک فارمیسی کا شاپر نکالا "اس میں دوائیاں ہیں بابا"

یوسف نے اثبات میں سر ہلایا شاپر پکڑتے وہ رکا پھر کچھ یاد آنے پھر وہ دوبارہ اس کے جانب متوجہ ہوا کہ اس کی آنکھیں چھوٹی ہو گئیں "ان چوروں کا کیا ہوا"

ابرش کی نظریں معراج سے ملیں پھر اس کے گلے کی گلٹی ابھر کر معدوم ہوئی "بابا جیل میں"

کچھ وقت کے توقف کے بات یہ ہی جواب اسے بن پڑا یوسف نے اثبات میں سر ہلایا اور معراج کو اپنے ساتھ سہارا دیتے اسے لے جانے لگا اب پارٹی شروع ہونے میں صرف تیس منٹ رہ گئے۔تھے۔۔۔اور تیار بھی ہونا تھا۔۔۔

°°•°°

معراج کے کمرے میں واحد روشنی سائیڈ ٹیبل پر لگے لیمپ سے آئی تھی۔اس کا ہاتھ ایک پٹی میں لپٹا ہوا تھا جسکا پٹا اس کے گلے کے گرد گھوما لٹکا ہوا تھا۔اس نے دروازے پر دستک سنی اور مصروف سے انداز میں بولا " آجایئے"۔

دروازہ کھلا اور ابرش وہ لباس پہن کر اندر داخل ہوئی جو معراج نے اس کے لیے خریدا تھا۔یہ ایک گہرے میرون رنگ کا فراک تھا جس میں کف اور لمبی بازوؤں پر سیاہ اور سرمئی موتی ٹانکے گئے تھے۔تانے بانے نے اس کے بازوؤں کو گلے لگایا اور چمک کے ساتھ چمکا۔ا

س نے سیاہ اور سرمئی چمکدار فلیٹ جوتی ور اپنی کمر کے گرد ایک سیاہ کرسٹل بیلٹ پہن رکھی تھی۔اس کے فراک کے کناروں کے گرد سیاہ گرے موتی پھرے ہوئے تھے۔۔اس کے بال سیدھے تھے اور کندھوں پر گرتے نیچے سے کنڈل تھے۔اس کی آنکھوں کو آئی شیڈو اور لائنر سے اکسایا گیا تھا،جو اس کی فوکس آئیس پر

اور نکھار پیدا کر رہا تھا اس نے بولڈ رنگ کی لپ اسٹک لبوں پر سجائی تھی جس کے ساتھ اس نے اپنی شکل مکمل کی جو اس کے سانولی رنگ سے مماثل تھی۔ وہ خوبصورتی سے چلی، اس کی ایڑیاں فرش پر ٹک رہی تھیں۔ معراج اسے دیکھ کر مسکرایا اور کتاب ایک طرف رکھ دی۔ وہ ہاتھ میں ٹرے لیے آئی اور اسے دیکھ کر مسکرا دی۔ اس نے ٹرے سنگھار میز پر سرسری سے وقت کے لیے رکھتے ہوئے کہا""معراج تمہیں سخت آرام کرنے کی ضرورت ہے اور کھانے کی ضرورت ہے"

وہ ایک کونے پر گئی اور آور بیڈ ٹیبل کو اٹھائے وہ معراج کے جانب بڑھی اس نے اس کی لمبی کی گئی ٹانگوں کے اوپر اس ٹیبل کو رکھا اور پھر اس ٹرے کو ٹیبل پر۔۔ وہ اسٹول کھینچ کر اس کے سامنے بیٹھ گئی۔ "دیکھو میں تمہارے لیے سیخ کباب کی ملائی والی بریانی اور کھیر لائی ہوں اور گلاب جامن اور گول گپے بھی۔" اس نے ٹرے پر رکھے برتنوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

اس کے منہ میں پانی آ گیا۔ اس نے ہونٹوں کے گرد زبان پھیری اور ایک چٹکی بھری آواز نکالی۔ ابرش نے آنکھیں موند لیں۔

معراج ہنسا اور بولا "گول گپے؟ تم انہیں میرے لیے لائی ہو؟ مجھے یہ پسند نہیں۔"۔

ابرش نے اعتراف کیا، "ہاں، میں جانتی ہوں۔ میں انہیں اپنے لیے لائی ہوں۔ میں نے سوچا کہ میں انہیں تمہارے ساتھ شیئر کروں گی۔" پھر اس نے اس کتاب پر نظر ڈالی جو معراج نے نیچے رکھی تھی اور بولی، "ارے، یہ لف ریسیپی ہے، ہیں نا؟ یہ راویا بتول

کا ناول ہے میرا پسندیدہ ناول۔ اس میں لڑکی خود کو نیلم منیر سمجھتی ہے اور ہر وقت اپنی اماں سے بے عزت ہوتی ہے۔۔ کیونکہ ناول پڑھنے کے علاوہ یہ کوئی کام کرتی ہی نہیں ہے "(

(مستقبل میں شائع ہونے والے میرے ناول کا ایک اہم کردار ہے راویا بتول، جس نے اپنی زندگی کی داستان اپنے ناول میں بیان کی ہے۔ ناول کا ممکنہ نام "لو ریسپی" ہو سکتا ہے۔ کردار اور اس کی کہانی کی جھلکیاں آپ کو معراج اور ابرش کے مکالمے کے ذریعے پیش کی جارہی ہیں۔ براہ کرم نوٹ کریں کہ راویا بتول ایک فرضی کردار ہے، جو میرے ناول کی مرکزی شخصیت ہے۔۔)

معراج نے قہقہہ لگایا" ہاں میں نے ابھی پڑھنا شروع کیا ہے یہ فلسطین کے بارے میں ہے اس لیے مجھے تجسس ہوا۔" ابرش نے گول گپے کو چٹنی میں ڈوباتے ہوئے پوچھا،" کیا فائیدہ اینڈ میں ہیرو اسرائیلی فوج کے ہاتھوں مارا جائے گا ؟" اس نے گول گپا منہ میں بھرا اور کچھ چٹنی اس کے لبوں سے باہر نکلی اور دوسرے ہاتھوں میں تھامی کہولی میں جا ٹپکی اس نے منہ پر ہاتھ رکھا ایک چٹاک کی آواز نکالتے جھر جھری لی۔۔

معراج اس ادا سے بے نیاز نے اثبات میں سر ہلایا" ای بک میں اس کی کچھ ایسی ہی اینڈ ینگ ہے شائید لیکن ہارڈ کاپی میں اس کا اختتام کچھ اور ہوا ہے۔"

"ابرش نے چونک کر کہا، "کیا؟ واقعی؟۔۔یہ کتاب ختم کرنے کے بعد مجھے دے دو، میں اسے دوبارہ پڑھنا چاہتی ہوں۔"۔

اس نے دوبارہ گول گپا منہ میں ڈالا اور ویسے ہی کرراری آواز منہ سے آئی جب وہ گول گپا چبھا رہی تھی اس نے کچ کچ کرتے گول گپا کھایا اور آخر میں ٹھنڈی آہ بھری اور چٹاک کی آواز نکالی جسے اس کی آنکھیں چھوٹی ہو گئیں معراج نے مسکراتے ہوئے کہا""ٹھیک ہے۔۔"اس نے اپنے چہرے پر مسکراہٹ کے ساتھ کچھ چاول کا نوالہ کھایا، پھر نظر اٹھا کر دیکھا تو ابرش اسے گھور رہی تھی ابرش اب گول گپا کھانا بھول گئی تھی وہ جلدی سے نظریں ہٹا کر خاموش ہو گئی۔

"کیا بات ہے، یہ منہ کیوں بنا رہی ہو؟" معراج نے متعجب ہو کر استفہامیہ ابرو۔ اچکائی ابرش کچھ سوچتی رہی پھر خفگی سے نظریں اٹھا کر اسکو دیکھنے لگی اور بولی۔"تم بہت بد تمیز ہو، تم نے میری تعریف نہیں کی۔"

معراج مسکرایا"کوئی نوکر اپنے مالک کی تعریف کیسے کر سکتا ہے جو پہلے ہی اپنے آپ سے بھرا ہوا ہے"

اس نے مزید کہا، "اس کے علاوہ، میں نہیں جانتا کہ آپ کی خوبصورتی کو کیسے بیان کروں کیونکہ میرے الفاظ آپ کے لیے کافی نہیں ہیں۔"اس نے دوستانہ انداز میں اسکو یہ کہا۔۔

ابرش نے شرما کر ہاتھ جھلایا، "اوہ بس کرو، تم بھی نا ایک ہی پیس ہو۔" معراج نے کھڑکی سے آنے والی موسیقی سن کر قہقہہ لگایا۔ "چلو، پارٹی میں جاؤ، کچھ مزہ کرو، یہ پارٹی تمہارے لیے ہے۔"

ابرش نے سر ہلایا اور اٹھ گئی "تمہارے بغیر پارٹی بورنگ ہو گی۔" معراج نے بائیں ابرو اٹھا کر کہا، "اور میں پارٹی میں جگہ سے باہر اور ناپسندیدہ محسوس کرتا تم آگے بڑھو۔ اینجیو کرو"۔

ابرش مسکرائی "میں دوسروں کے بارے میں نہیں جانتی، لیکن تم میرے لیے اہمیت رکھتے ہو۔" اس نے ایک شرمیلی نظر اس پر ڈالتے ہوئے کہا اور پھر کمرے سے نکل گئی۔

معراج اس کی باتوں سے الجھ گیا تھا۔ وہ چند ثانیے تک خاموش اور سوالیہ نظروں سے دروازے کی طرف دیکھتا رہا، پھر کندھے اچکا کر کھانا کھانے لگا۔۔۔۔

•••••••••••°•••••••••••

ابرش نے باہر قدم رکھا اور پارٹی کو زوروں پر دیکھا۔ گھر کی تمام خواتین اپنے بہترین لباس میں ملبوس تھیں۔ نورین نے کالی ریشمی ساڑھی پہنی اور اپنے بالوں کو ڈھیلا چھوڑ دیا۔

نازش نے اپنی پتلی شخصیت پر نیوی بلیو اور کالی ساڑھی اوڑھ لی۔ انجلینا نے ایک میکسی لباس پہنا جو اس کی حرکتوں کے ساتھ بہتا تھا۔

مردوں نے تھری پیس سوٹ پہنا تھا جس کی وجہ سے وہ تیز اور خوبصورت نظر آتے تھے۔

مہمانوں کی آمد اور مسکراہٹوں اور گلے مل کر ایک دوسرے کا استقبال کیا گیا۔ موسیقی کی آواز نے فضا کو ایک میلے کے راگ سے بھر دیا۔ ابرش چلتی ہوئی ایک درخت کے نیچے کرسی پر بیٹھ گئی درخت کو بوتلوں

سے سجایا گیا تھا جس میں چمکتے ہوئے فلاسکس تھے، جو ایک جادوئی اثر پیدا کر رہے تھے۔ میز سفید اور سبز پھولوں سے مزین تھی جو کرسیوں سے ملتے تھے۔ ابرش نے آرام سے بیٹھ کر ادھر ادھر دیکھا۔ اس کے برابر کرسی پر عفاف نے سرخ فراک پہن رکھا تھا جو چاندی کے موتیوں سے جگمگا رہا تھا۔ اس کے گلے میں چھوٹے موتی تھے اور اس کی لمبی چوڑی بازوؤں پر چاندی کی چمک تھی۔ فراک میں گہری فیتے کی سلائی تھی جو اس کی دلکشی میں اضافہ کرتی تھی۔ اس نے اپنے بالوں کو ڈھیلے ڈھالے جوڑے میں باندھ رکھا تھا اور اس کی کلائی پر ایک بریسلٹ تھا۔ جبرائیل ٹھیک کہہ رہا تھا، وہ سرخ چاند جو جگ مگاتے ستاروں میں پھنسا تھا لگ رہی تھی اس کی نیلی آنکھیں لمبی پلکوں سے بنی ہوئی تھیں اور اس کے ہونٹ اسٹرابیری پنک کے چمک سے لپٹے ہوئے تھے۔ اس نے ابرش کو مسکراتے ہوئے دیکھا سوال کئے بغیر نہ رہ سکی "تم اتنا مسکرا کیوں رہی ہو؟".

ابرش نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا" ہم لڑکیاں بہت معصوم ہوتی ہیں جب ہمارا پسندیدہ شخص ہمیں دو میٹھے بول کہتا ہے تو ہم خوش ہو جاتی ہیں"۔

عفاف نے سر ہلایا اور مسکرا دی "یہ تو ایسا ہی ہے۔" سیاہ شلوار قمیض اور سیاہ پشاوری کھیڑیوں میں ملبوس سامنے سے جبرائیل آرہا تھا۔ اس نے اپنی کلائی میں سٹیل کا کڑا، انگلیوں میں انگوٹھیاں اور گلے میں چین پہن رکھی تھی۔ وہ پر اعتماد اور سجیلا لگ رہا تھا۔ ابرش نے اسے دیکھا اور منہ بنایا۔ وہ اس کے کہے پر اس پر پاگل تھی۔

جبرائیل نے پہلو سے ایک کرسی کھینچ کر اسے گھمایا۔ اس نے اسے عفاف کے سامنے رکھا اور پیچھے کی طرف اس پر بیٹھ گیا۔ اُس نے اپنے پاؤں اِدھر اُدھر پھیلاتے زمین پر ٹیکے اور اپنی ٹھوڑی اپنے ہاتھوں پر رکھ دی، جو کرسی کی پشت پر تھی اس نے چنچل مسکراہٹ کے ساتھ عفاف کی طرف دیکھا۔ چمکدار سرخ چاند کا عکس اب خوبصورتی سے نیلے سمندر کے اوپر چمک رہا تھا۔۔۔ سمندر نے اس چاند کی چمک کو پوری طرح خود میں سمو لیا تھا۔۔۔

اس نے کھوئے ہوئے تاثرات سے عفاف کی طرف دیکھا لیکن وہ اس کی نظروں سے بچ گئی۔ ابرش نے اس کی طرف دیکھا اور بولی، "اپنی نظروں سے میری بہن کو کھانے کا ارادہ ہے پلکیں بھی جھپک لو پانی خشک ہو گیا تو اندھے ہوئے پھرتے رہنا"۔

جبرائیل نے سر کو ہلکا سا خم دیا اور ابرش کو دیکھا اور بھویں اکھاٹیں کرتا بولا، "اچھا، تم بھی یہاں ہو؟" ابرش نے آنکھیں گھما کر میز پر رکھے پھولوں کی پنکھڑیوں سے کھیلنے لگی۔ عفاف نے اپنی انگلیوں کو نیچے دیکھا اور پھر جبرائیل کی طرف دیکھا۔ "تم پاکستانی لباس میں اچھے لگ رہے ہو،" اس نے کچھ شرما کر کہا۔

جبرائیل مسکرایا۔ "اب میں ہمیشہ پاکستانی لباس پہنوں گا۔" ابرش نے ناپسندیدگی سے اسے دیکھا۔ اس کا چہرہ برا بن گیا اس نے بیزاری سے سر ہلایا۔

جبرائیل نے ایک بار پھر ابرش کی طرف دیکھا۔ "تمہارا مسئلہ کیا ہے؟"۔

ابرش اس سے خفگی سے بولی "مجھ سے بات مت کرو۔"۔

جبرائیل نے کندھے اچکائے۔ "اوکے" عفاف بس مسکرادی۔ ابرش جیسے تلملا گئی وہ سیدھی ہوئی اور اسے بولی "اگر تمہیں کچھ کہنا ہوتا ہے تو تم اکیلے میں بتاسکتے ہو، تم معراج کو سب کے سامنے کالا کیسے کہہ سکتے ہو یہ بہت غلط تھا"۔

جبرائیل نے معصومیت سے کہا""لیکن میں سچ کہہ رہا تھا۔"۔

ابرش نے کہا، "تمہارا لہجہ غلط تھا، ۔ یہ سب رویے کے بارے میں ہے۔ اپنا رویہ بدلو جبرائیل، ورنہ پشتاؤ (پچھتاؤ) گے۔" ۔

جبرائیل اسے دیکھتا مسکرایا جیسے اس کی بات کوئی لطیفہ ہو "میں کیوں افسوس کروں گا؟ ابرش نے نظریں جھکالیں اور واپس کرسی پر ٹیک لگالی۔ اس نے اپنے بازوؤں کو پار کیا اور آگے دیکھا۔ جبرائیل نے ہاتھ کو اشارہ تاً جنبش دی گویا کہہ رہا ہو بس ختم کرو یہ سب ،۔ وہ اتفاقاً اٹھا اور چلا گیا۔ ابرش نے پلٹ کر غصے سے اسے دیکھا۔ "اپنی باری کیسے اسکو مرچیں لگیں ہیں؟" وہ بڑبڑائی. عفاف نے کہا، "ٹھیک ہے ابرش۔ وہ اس کا بھائی ہے۔ وہ جو چاہے کہہ سکتا ہے۔" ابرش نے غصہ بھری نظروں سے عفاف کی طرف دیکھا اور پھر دور درخت کے ساتھ اونچائی پر ویران کھڑکی کی طرف دیکھا جو معراج کے کمرے کی کھڑکی تھی فوارے کا پانی اوپر کو اٹھا اس میں سے رنگ برنگی روشنی باہر کو ظاہر ہوئی۔۔۔۔۔۔۔ جیسے وہ روشنی معراج کی ویرانی کا نوحہ

پڑھ رہی ہو۔۔ ابرش کو یہاں رکنا ناگزیر گزرا وہ اپنی جگہ سے اٹھی اور کچھ کہے بغیر پیر پٹخ کر چل پڑی عفاف اس کی ادا کو دیکھ بس اسے دیکھتی رہی۔۔ اس نے سر جھٹکا اور سامنے موجود گلاس تھام کر لبوں سے لگا لیا۔

••°••

چاندنی کھڑکی سے چھان کر کھڑکی کے قریب لوکاٹ، کے درخت پر ہلکی سی چمک ڈال رہی تھی۔ وہ دیوار سے ٹیک لگائے اس کی نظریں زمین پر جمی ہوئی تھیں۔ وہ مسکرا رہا تھا، لیکن یہ ایک اداس مسکراہٹ تھی۔ اس کا چہرہ روشنی سے منور تھا، لیکن اس کا دل اندھیرے میں تھا۔ عفاف جوس پی رہی تھی اور ادھر ادھر دیکھ رہی تھی۔ اس نے سرخ فراک پہنا ہوا تھا جس سے وہ شاندار لگ رہی تھی۔ وہ اس گلاب کی مانند تھی جو کھلا تھا یا دل جو زندہ ہو گیا تھا۔ اس کی خواہش تھی کہ وہ اسے پوری دنیا دے سکتا، لیکن وہ جانتا تھا کہ اس کے پاس دینے کے لیے کچھ نہیں ہے۔

اس کی اتنی بساط نہ تھی ورنہ وہ یہ کائنات اس پر وار دیتا۔۔ یا اگر اس کی نظر عفاف کو لگ جاتی تو۔۔ وہ اپنے لہو سے اس کی نظر اتار دیتا۔۔ اسے عفاف لال رنگ میں بہت خوبصورت لگتی تھی۔۔ اور آج بھی وہ بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔۔ مگر معراج ایک احمق تھا جس نے کھوئے ہوئے مقصد کا پیچھا کیا تھا اور ایک قیمتی تحفہ کو نظر انداز کیا تھا۔ اس نے اپنے جذبات کو چھپانے کی کوشش کرتے ہوئے نیچے دیکھا۔ پھر اس نے کسی کو اس کا نام پکارتے سنا۔ وہ اٹھ کر چلی گئی۔ اس نے اسے جاتے دیکھا، اس کی آنکھیں غصے سے جھکی ہوئی تھیں۔ اس نے حسد اور ناراضگی کی لہر محسوس کی۔ اس نے سر ہلایا اور اپنے سامنے رکھی راکنگ چیئر پر بیٹھ

گیا۔ وہ خود کو پر سکون کرنے کی کوشش کر کے چیئر سے ٹیک لگائے خود کو جھولاتا آگے پیچھے ہو۔ رہا تھا چیئر کی، چرچراہٹ کی آواز تھی جو کمرے میں گونج رہی تھی۔۔

•••°•••

مہمان اپنے کھانے سے لطف اندوز ہو رہے تھے اور خاندان اسفندیار ایک بڑی اور کشادہ میز کے گرد جمع تھے۔ ٹیبل پر لذیذ پکوانوں کی پلیٹیں بھری ہوئی تھیں اور کھانوں اور پھولوں کی مہک سے ہوا بھری ہوئی تھی۔ دادی اماں جو ابرش اور عفاف کے ساتھ بیٹھیں تھیں، ابرش کو خاموش دیکھ کر وہ بولیں "کہے چپی لگ گئی ہے تمہارے منہ کو۔ جن کی بہن کی مانند منہ بند کر رکھا ہے ۔۔ کیا ہو گیا کوئی آفت توٹ پڑی ہے تم پر" ابرش نے انہیں کوئی جواب نہیں دیا اور اپنے برابر موجود بہزاد کو کھانا کھیلانے لگی۔۔ یوسف نے ابرش کو خاموش پا کر اسے کہا"، ابرش، دادی تم سے کچھ پوچھ رہی ہیں، تم جواب کیوں نہیں دے رہی بیٹا؟ انکا انداز نرم تھا

۔ابرش نے یوسف کی طرف دیکھا اور پھر اس چمچے کی طرف جو اس نے پکڑ رکھا تھا۔ جو درمیانی ہوا میں معلق تھا اور بہزاد کا منہ کھلا ہوا تھا، کھانے کے انتظار میں۔ ابرش نے پھر دادی کی طرف دیکھا اور کہا" کچھ نہیں ہوا۔ اس نے پلیٹ میں چمچہ مارا اور بہزاد کو دوبارہ کھانا کھیلانے شروع ہو گئی۔

ایک ویٹر ٹرے لے کر آیا اور ابرش سے کہا، "میڈم، میں ٹرے کہاں رکھوں؟" ابرش نے اس سے خفگی سے کہا"میرے سر پر رکھ دو۔"""سامنے ٹیبل نظر آرہا تھا پھر بھی اس نے ایسی بات کی خیر وہ جو کوئی بھی تھا وہ خوش نوا تھا اس کی آواز بھاری تھی جس کو انگریزی میں انگریز لوگ ہسکی وائیس کہتے ہیں۔۔

ویٹر نے اس کے حکم کی تعمیل کی اور ٹرے اس کے سر پر رکھ دی۔ ابرش سمیت سب اس کے اس عمل سے چونک گئے۔ سب نے نظریں اٹھا کر دیکھا کہ ٹرے اس کے سر پر بیلنس کر رہی ہے پھر ٹرے رکھنے والے کو دیکھا۔ حیرت سے ان کے منہ کھلے کے کھلے رہ گئے۔ ان کے چہرے چمک اٹھے۔ وہ سب اپنی نشستوں سے اٹھ کھڑے ہوئے اور ہیجان میں آکر کہا، "مہمت، میرے بچے!" چنگیز نے کہا۔ نورین بھی اٹھ کھڑی ہوئی اور بھاگتی ہوئی مہمت کے پاس آئی اور اسے گلے لگا لیا۔ "میرا بچہ!" ابرش نے بھی اوپر دیکھا اور مدھم کھڑی ہوئی اس نے پہلے ہی خالی ٹرے، ٹیبل پر رکھ دی تھی وہ نورین کو انہماک سے دیکھ رہی تھی کہ اپنے سگے بیٹے سے خفگی ور کھائی سے پیش آنے والی کیسے اپنے سوتیلے بیٹے کو گلے لگائے ہوئی تھی۔

. مہمت نے اس کی پیشانی کو چوما اور کہا، "ہلیو ماما۔" بہزاد نے فوراً کہا"مہمت بھائی! مہمت نے اسے اپنی بانہوں میں اٹھایا اور ہوا میں جھول دیا۔ پھر اسے اپنے سینے سے لگا کر اس کی پیشانی چوم لی۔ "چیمپیئن!" پھر مرات اٹھ کھڑا ہوا اور اسے گلے ملا۔۔ جبرائیل ہاتھ بڑھاتے ہوئے اسے بَغَل گیر ہوا اور اس کی پشت کو دو بار تھپکا"واٹ آ سرپرائز!"ا. اس نے اسے گرمجوشی اور پیار سے گلے لگایا۔ اور پیچھے ہٹا پھر مہمت کے والد چنگیز نے اسے گلے لگایا۔ "گھر میں خوش آمدید بیٹا"۔ مہمت کی شکاری سبز آنکھیں تھیں جو واقعی نمایاں تھیں۔ اس

کی بھنویں اچھی طرح سے تیار اور اچھی طرح سے بنائی گئی تھیں، جو اس کی خوبصورت شکل میں اضافہ کرتی تھیں۔ اس کی ایک متعین ناک اور ایک جوڑا خوش کن ہونٹ تھا۔ اس کے چہرے پر قدرتی رنگت اور ہلکی سی دھنک تھی۔ اس کے بالوں کا رنگ گہرا بھورا تھا اور اس کے بالوں کا انداز درمیانی لمبائی کا تھا اور کچھ موس کے ساتھ اسٹائل کیا گیا تھا۔ اس کے چہرے کی شکل قدرے گول تھی جس میں جبڑے کی لکیر تھی۔ اس کی خوبصورت لمبی گردن اور دبلا ٹانٹا صلابتی جسم تھا۔ اس نے سفید قمیض اور شلوار پہنی ہوئی تھی اس کے بازو کے کف لپٹے ہوئے تھے جسے اس کے لمبے کسرتی

رگ دار بازووں کو ظاہر کر رہا تھا۔ اس کی انگلیاں لمبی تھیں اور ناخن چمکدار تھے۔ وہ دلکش اور پر کشش لگ رہا تھا۔

دادی نے سینے پر ہاتھ رکھا انکو دیکھ کر مہمت انکے جانب گیا اور انکو گلے لگایا دادی رُندھی ہوئی آواز میں بولیں کیونکہ وہ اپنے پوتے کو دیکھ اپنے جذبات کو قابو نہ کر پا رہی تھیں "ہائے قلب مطمئنہ اس وضع کو دیکھنے کے واسطے آنکھیں ترس گئیں تھیں یُورش اتنا بڑا تحفہ دیا تم نے تم کو دیکھ تو آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچ گئی ہمارا بونٹ پلاؤ اور ہمارا میمنا شکر کہ ہمارے ساتھ ہیں دونوں, ہماری کشت ہمارے ہمراہ ہے میرے اللہ کا کرم ہے۔ اب تو موت بھی آجائے تو کوئی افسوس نہیں ہم کو"۔

مہمت ناراض سا پیچھے ہوا "کیوں ابھی تو آپ کو ہماری شادی بھی دیکھنی ہے پوتوں کے پوتوں کو دیکھنا ہے اتنی جلدی اوپر جانے کی باتیں" ابرش تلخ مسکرائی اور دل میں بولی "یہ بڑھیا تب تک نہیں پھڑکے گی جب تک

معراج کو نہ مار دے اور ان جیسے لوگوں کو اللہ مارتا بھی نہیں ہے اللہ بھی جانتا ہے ایسے لوگ جہنم کو گندا ہی کریں گے پتہ نہیں دادا کو اس لاہور کی لفنٹر عورت میں کیا نظر آیا تھا کاش وقت کی سوئی گھوم جائے اور میں پیچھے جا کر دادا کو یہ غلطی کرنے سے روک دوں لاہور کے لوگ بھی اس بڑھیا سے تنگ تھے کہ اسکو لاتیں مار کر باہر نکال دیا اب اس نے ہمارا جینا حرام کیا ہوا ہے خاص کر معراج کا میرا بس نہیں چلتا اس کو دودھ میں چھپکلی ابال کر دے دوں"

اس نے کرب میں آنکھیں مینچیں۔۔دفعتاً دادی مہمت کے ہاتھ کے پشت کو چومتے بولیں "اب بچے کہیں نہ جانا ہمارا قلب یہ برداشت نہ کر سکے گا،"مہمت نے انکے ہاتھ کو چوما" دادی میں نے استعفی دے دیا ہے میں ادھر ہی رہوں گا آپ کے ساتھ اب کہیں نہیں جاؤں گا ہوائی سفر کر لیا اب کچھ زمینی سفر کرنا ہے اب میں بزنس کو جوائن کروں گا اور بزنس کو بلندیوں تک لے جاؤں گا" اس نے چنگیز کو دیکھا اور مسکراہٹ دی تو چنگیز بھی مسکرا دیا۔۔۔۔۔مہمت نے ابرش کو دیکھا تو اسے بولا "کیسی ہو ابرش" ابرش جو اپنے خیالات میں تھی وہ اس کی آواز پر چونکی اور اسے دیکھا "ہمم۔۔ہاں میں ٹھیک ہوں نائیس ٹو سی یو" مہمت دل سے مسکرایا اور پلک جھپکی "می ٹو" اس نے عفاف کو دیکھا وہ ہی سوال کیا جو ابرش سے کیا تھا عفاف کا بھی وہ ہی جواب تھا جو ابرش کا پتہ نہیں اس گھر کے لوگوں کو معراج یاد بھی تھا یا نہیں اس کا نہ جانے کیوں کوئی نہیں پوچھتا تھا وہ تو شائید اس قصر کے مکینوں کے لیے بھولی بسری یاد کی مانند تھا۔۔یاد آ گیا تو چلو ستا لو نہ آیا تو دیوار سے لگا رہنے

دووہ تو شائید اس گھر کے لوگوں کے لیے اچھوت تھا یا دالِت خیر معراج کو کیا تھا وہ تو اِنٹر ووورٹ تھا اور اکیلے رہنا اس کے لیے غنیمت۔۔۔۔

معراج نے کھڑکی سے انہیں دیکھا، اس کا دل سینے میں دھڑک رہا تھا۔ اس نے اپنے ایک اور حریف کو نیچے دیکھا۔ اس نے غصے اور حسد کی لہر محسوس کی اور کانچ کا گلاس اپنے ہاتھ میں بھینچ لیا گلاس بکھر گیا، اس کی جلد کو کاٹ کر خون نکالا۔ اس نے مٹھیاں آزاد کیں تو کانچ کی کرچیاں تکڑے تکڑے زمین پر گر گئیں اور لال مائع قطرہ قطرہ ٹپ ٹپ کر تا زمین پر بہہ گیا

اس نے پرواہ نہیں کی۔ وہ دبے دبے غضب میں بولا """تم کیوں آئے ہو تمہاری کمی تھی اب تم بھی آکر مجھے ستاؤ گے۔۔" اس نے ٹوٹے ہوئے کانچ کو سامنے دیوار پر مارا۔ لیکن شیشہ اچھل پڑا، صرف ایک چھوٹی شگاف رہ گئی۔ اس نے گالی دی اور دیوار پر گھونسہ مارا، اپنی انگلیوں میں زیادہ درد محسوس کیا۔ اس نے پرواہ نہیں کی۔ وہ مڑا اور سائیڈ ٹیبل کے جانب دھاوا بولا، جہاں اس نے دوسرا گلاس پکڑا اور دیوار کے جانب اچھال دیا اور دیوار سے لگتا کانچ جھماکے سے کرچی کرچی بکھر گیا۔ آواز بلند تھی، لیکن اتنی بلند نہیں تھی کہ ان تک پہنچ سکے۔ اس نے دوبارہ بد دعا کی اور شیشے کے ٹکڑوں کو فرش پر پھینک دیا۔ "لعنت تم پر، اب تم ہمیشہ یہیں رہو گے۔ موت کیوں نہیں آئی؟ تم مر کیوں نہیں گئے؟" وہ رو پڑا۔ وہ بھاگ کر غسل خانے گیا اور اپنے پیچھے دروازہ بند کر لیا۔ اس نے شاور آن کیا اور پانی اپنے جسم پر بہنے دیا۔ اسے امید تھی کہ یہ اس کے زخموں اور اس کے آنسوؤں کو دھو دے گا، لیکن ایسا نہیں ہوا۔ اس نے روتے ہوئے کہا، "تم کیوں

آئے ہو؟ میں تم دونوں سے نفرت کرتا ہوں، میرا صبر مت آزماؤ، اگر میں ٹوٹ گیا تو میں اپنے ٹکڑوں کو تم سب کے خلاف ہتھیار کے طور پر استعمال کروں گا، ؟"۔

وہ دیوار سے نیچے کھسک گیا اور گھٹنوں سے گلے مل کر فرش پر بیٹھ گیا۔ اس نے نالے کی طرف دیکھا، جہاں اس کا خون پانی میں ملا ہوا تھا۔ "تم سب اب میرے چہرے کا مذاق اڑاؤ گے تمہاری وجہ سے لوگ میرے چہرے کا مذاق اڑائیں گے " اس نے اپنے بال جکڑے اور پاؤں زمین پر رگڑے۔ وہ چلایا، وہ رویا۔ اس کی خواہش تھی کہ وہ مر جائے۔۔ یا وہ مہمت اور جبرائیل نامی بھوتوں کو مار ڈالے۔۔۔۔

اس نے نظریں اٹھائیں اس کی آنکھیں زخمی تھیں اور خطرناک اس کی آنکھوں کی سفیدی لال تھی وہ زخمی انداز میں بپھرتا بولا "عفاف میری ہے اور وہ صرف میری ہو گی بس وہ میری ہو جائے اس کے ہمراہ میں یہاں سے، کہیں دور چلا۔ جاؤں گا اور کبھی واپس نہیں آؤں گا"

کچھ سوچتے اس کا انداز نرم ہوا تو وہ مسکرایا مگر پھر بھی آنسو اس کی آنکھوں سے ٹپکے اس کی۔ سفید شلوار دھارے کی مانند لال ہو چکی تھی "میری ایک بیٹی ہو گی جو۔ عفاف کی طرح ہو گی خوبصورت پیاری دلکش وہ میری طرح کالی اور بدصورت نہیں ہو گی سب اس کی تعریفیں کریں گے اسکو چاہیں گے وہ اپنے باپ کی طرح بدقسمت نہیں ہو گی میں اپنی بیٹی کو یا۔ بیٹا جو بھی۔ ہوا اسکو بہت پیار۔ کروں گا میں اپنی فیملی کے لیے اپنی جان تک دے دوں گا بس عفاف میری ہو جائے مجھے اس دنیا اور۔ زندگی سے کچھ نہیں چاہیئے۔ نہ میں کچھ مانگوں گا"۔۔۔

اس نے اوپر دیکھا جیسے سوال کر رہا۔ ہو "عفاف میری ہو گی نا" ایک امید ایک خواہش ایک سوال جس کا جواب اسکو بھی معلوم نہ تھا اس کا مستقبل تھا بھی یا نہیں وہ خود ایک سوالیہ نشان تھا۔۔ جس مستقبل کے بارے میں وہ سوچ رہا ہے اس مستقبل میں وہ ہو گا بھی یا نہیں یہ بھی ایک سوال تھا سوال کہیں تھے مگر جواب کچھ نہ تھا۔

امیدیں تھی تو نا امیدی کے بھی سائے ساتھ تھے۔۔ خواہش تھی مگر یہ بھی معلوم تھا کہ ہر خواہش پوری نہیں ہوتی۔ کبھی کبھی زندگی کے سکون کے لیے خواہشوں سے دستبردار ہونا پڑتا ہے۔

اگر دستبردار نہ ہو تو اس کے حصول کے لیے انسان برباد ہو جاتا ہے نہ حاصل خواہشوں کی خواہش نہیں کرنی چاہیے جس کا علم ہو کہ نہ پا کر انسان برباد ہو گا۔

کسی شہ کے حصول کے لیے انسان اتنا مگن ہوتا ہے اور ایسے ایسے گناہ کر بیٹھتا ہے کہ وہ یہ بھول جاتا ہے کہ موت اس کا مقدر ہے اور حساب اٹل۔۔۔۔

.....°.....

گزشتہ لمحات کی بازگشت

معراج صرف دس سال کا تھا جب اس نے مہمت جیسا لباس پہننے اور اس جیسا بننے کی کوشش کی۔ اس نے مہمت کی شخصیت اور مقبولیت کی تعریف کی۔ اس نے جبرائیل کے جوتے اور اس کی جیسی گھڑیاں جو وہ پہنتا تھا ویسی گھڑی معراج نے پہنی تھی وہ ان دو سا لگنا چاہتا تھا کہ سب اس کی تعریف کریں۔

اسے امید تھی کہ وہ اسے اپنا دوست مان لیں گے۔ جب وہ ان کی طرف بڑھا تو مہمت اور جبرائیل نے اوپر سے نیچے تک اس کی طرف دیکھا اور مسکرائے۔ دونوں کی عمر تقریباً تیرہ یا بارہ سال تھی اور وہ معراج کو دھونس دینا پسند کرتے تھے۔ وہ گیٹ کے پاس کھڑے تھے پڑوس کے بچے کی سالگرہ کی خوشیوں میں شامل ہونے کے لیے۔۔ معراج نے گھبرا کر مسکراتے ہوئے کہا""" دیکھو میں نے تمھارے جیسے کپڑے پہن رکھے ہیں اب سب مجھ سے اسی طرح پیار کریں گے جیسے تم سے کرتے ہیں۔"۔

مہمت نے ایک قہقہہ دبایا اور اپنے سینے پر بازو پھیرے۔ "ہمارے جیسا لباس تو پہن لیا ہے، اب ہماری جیسی شکل کہاں سے لاؤ گے"۔

جبرائیل طنزیہ انداز میں ہنسا۔ "تم ہماری طرح نہیں ہو سکتے معراج۔ دادی جان کہتی ہیں تم ہمارے جوتوں کی خاک ہو۔"۔

معراج نے یہ بات بچپن سے سنی تھی۔ وہ جانتا تھا کہ وہ اس سے نفرت کرتے ہیں۔ جبرائیل اور مہمت اس کا مذاق اڑاتے ہوئے زور زور سے ہنسنے لگے بمشکل ہنسی روکتے۔ مہمت بول پایا، "اگر تم چلنا چاہتے ہو تو بتاؤ، ورنہ ہم سالگرہ کی تقریب میں جا رہے ہیں۔"۔

معراج بس مسکرایا تھا اسے کسی کے سامنے رونا پسند نہیں تھا۔ اس نے اپنے آنسو روکتے ہوئے کہا" تم لوگ جاؤ اور مزے کرو"۔

وہ مڑا اور اپنے کمرے کی طرف بھاگا۔ وہ کمرے میں اکیلا تھا، دیوار سے ٹیک لگا کر، گھٹنوں پر سر رکھے۔ وہ ہچکیوں سے رو رہا تھا، بے کار اور تنہا محسوس کر رہا تھا۔ اس کی خواہش تھی کہ اس کے دوست ہوں جو اسے پسند کرتے ہوں کہ وہ کون ہے۔ اس کی خواہش تھی کہ اس کا کوئی ایسا خاندان ہو جو اس کی دیکھ بھال کرے۔ اس کی خواہش تھی کہ اس کے پاس ایسی زندگی ہو جو جینے کے قابل ہو۔ اس نے دروازے پر کسی کی دستک کی آواز سنی۔ اس نے سر اٹھایا اور دیکھا کہ یہ اس کے دادا ہیں۔ دادا دروازہ کھول کر اندر آئے اور اپنے پیچھے دروازہ بند کیا وہ ویسے ہی اس کے برابر زمین پر بیٹھ گئے اس کا چہرہ اٹھا کر اس کے آنسو پونچھے۔" معراج اپنے آپ کو اتنا کمزور مت بناؤ کہ دوسروں کی چھوٹی چھوٹی باتوں پر آنسو بہانا شروع کر دو، دوسروں کی زبان سے خود کو زخمی نہ ہونے دو، اپنا موازنہ دوسروں سے مت کرو، کوشش نہ کرو۔ ان کی طرح بننے کی ۔اس دنیا میں تمہارا اپنا کردار ہے جو صرف تم ادا کر سکتے ہو اور کوئی نہیں۔" انہوں نے اسے گلے لگایا اور اس کی پیشانی چوم لی۔ "تم میرے پوتے ہو، اور میں تم سے ہر چیز سے زیادہ پیار کرتا ہوں۔ تم ہوشیار، مہربان اور بہادر ہو۔ تمہارا دل خوبصورت اور روشن مستقبل ہے۔ تمہیں کسی کے لیے اپنے آپ کو بدلنے کی ضرورت نہیں ہے۔ تمہیں بس ضرورت ہے۔ اپنے آپ پر اور اپنے خوابوں پر یقین رکھنے کی۔ تم ان کے جوتوں کی دھول نہیں ہو، تم آسمان کا ستارہ ہو۔ تم میری زندگی کو روشن کرتے ہو"

معراج اب بھی ہچکیوں سے رو رہا۔ تھا وہ زبان کی لرزش پر بمشکل قابو پاتے بولا "دادی کہتی ہیں میں انکی زندگی کا چاند گرہن ہوں جس نے انکی خوشیاں کھالی ہیں" دادا نے اسے خود سے پیچھے کیا اور اس کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں لیا"تمہاری دادی ٹھیک کہتی ہیں"۔

معراج نے ایک نظر چونک کر دادا کو دیکھا دادا مسکرائے "تم چاند ہو جو آنکھوں کی ٹھنڈک ہے جو رات کے اندھیرے کی ہیبت کو ختم کرتا ہے تم چاند ہو جو چمک دیتا ہے جو دنیا کو خوبصورت بناتا ہے"۔۔۔

انہوں نے معراج کے کندھوں پر ہاتھ رکھا اور پیار سے اسے سمجھاتے بولے"

کتابوں کی محبت بھری بانہوں میں اور فنون کی دلکش دنیا میں خود کو محفوظ پاؤ، جہاں زیادہ سوچ بچار کی وجہ سے جنم لینے والی اداسی کا علاج موجود ہے۔ اپنی باطنی قوت کو مضبوط کرو، کیونکہ اسی میں تمہارے سفر کی بلندیوں کی جانب رہنمائی کی کنجی چھپی ہے۔ اور وہ صفحات جو تمہارے دل کی نرمیوں کو بے نقاب کرتے ہیں، انہیں پیچھے چھوڑ دو۔"۔

معراج نے اثبات میں سر ہلایا اور آنسو روک لیے اس نے دادا کو دیکھا جیسے اس کی نظروں میں لوگوں سے کہیں زیادہ گلے شکوے ہیں "مجھے کبھی کبھی لگتا ہے کہ میں لوگوں سے نفرت کرتا ہوں جب ہی میں پینٹنگز اور کہانیوں میں خود کو غرق پاتا ہوں پھر مجھے یاد آتا ہے کہ میں لوگوں سے نفرت نہیں کرتا بس میں یہ پسند نہیں کرتا کہ وہ میرے آس پاس ہوں،،

دادا مسکرائے "بچے ہم لوگوں سے بھاگ تو نہیں سکتے بس لوگوں کی باتوں کو نظر انداز کرنا سیکھو ہم جب تک اس دنیا میں ہیں اچھے برے لوگوں سے ہمارا سامنا ہوتا رہے گا" انہوں نے اپنی انکھوں میں تنبیہ سجائی "تم نے خود کو مضبوط کرنا ہے سمجھے تم نے عفاف سے شادی کرنی ہے "معراج نے نظریں نیچے کرلیں اور مسکرادیا اس کا چہرہ لال ہوگیا تھا "ہاں وہ میرے ساتھ اچھی ہیں میرا خیال رکھتیں ہیں ابرش کی طرح نہیں ہے ابرش بہت بری ہے دادا"

ان کی کہانی کے ابتدائی ابواب میں، ابرش نے خود کو اپنی مضبوط دادی کے سائے میں پھنسا ہوا پایا، کہ وہ معراج سے سختی سے پیش آتی تھی جیسے باقی سب۔ تاہم، اسکول میں ایک اہم لمحہ سامنے آیا جب ابرش کلاس کے لڑکوں کی ریگینگ کا نشانہ بنی۔ معراج، ایک سرپرست کی طرح لمبا کھڑا تھا، اسے نقصان سے بچانے کے لیے اندر داخل ہوا، ایک بہادری کا مظاہرہ کرتے ہوئے جس نے ابرش کی توجہ مبذول کرلی۔ ابرش، معراج کی حفاظتی طبیعت سے متاثر ہوئی اس کی طرف نرمی اختیار کرتے ہوئے، اس کی جرات مندانہ مداخلت کو سراہا۔ پھر بھی، جیسے ہی پیار کی کڑیاں بُننے لگیں، قسمت نے اپنا راستہ طے کرلیا تھا۔ دادا کے اثر ورسوخ نے معراج کے ذہن میں یہ تصور بٹھا دیا تھا کہ عفاف اس کا مقدر ہے۔ معراج نے غیر متزلزل وفاداری کے ساتھ، عفاف کو اپنا مان لیا، کسی اور رومانوی امکان کو سمجھنے سے قاصر تھا۔ جیسا کہ معراج کے ارد گرد کی دنیا سخت اور تنگ لگ رہی تھی، عفاف کی حقیقی تعریف اور نرم گوشہ اس کے لیے گرمجوشی کی روشنی بن گئی۔ عفاف کے حسن سلوک کو اپنے لیے دیکھ کر معراج کا دل نرم ہوگیا، اور اس نے اسے ایک پیارے رشتے

کے طور پر خوش آمدید کہا۔ پیچیدہ جذبات کی اس گنجل ڈور میں، معراج کے لیے رکھا ہوا نرم گوشہ عفاف اس کی اپنی تبدیلی کا محرک بن گئی اور اس نے اس کی تعریف کو اپنے سفر کا ایک قیمتی حصہ سمجھ کر قبول کیا۔ مگر وہ کم ہی جانتا تھا کہ عفاف جبرائیل کو پسند کرتی ہے ابرش معراج کو اور مہمت ابرش کو اور جبرائیل اس کا کچھ علم نہ تھا کہ وہ کس کو پسند کرتا ہے۔ وہ جذبات کی ڈور میں الجھا ہوا تھا اسکو علم نہ تھا کہ مشرق کی طرف جائے یا مغرب کی۔۔۔۔۔۔۔ جو بھی تھا اس کہانی کا انجام کیا تھا وہ ایک سوالیہ نشان تھا مستقبل نے انکے لیے کیا رکھا تھا وہ بھی دھند میں چھپا تھا۔۔ یا سفید کپڑے میں لپٹا تھا۔

••°••

وقت گزرتا گیا اور سال گزرتے گئے۔ دادا موت کے قریب تھے۔ انہیں دل کا دورہ پڑا اور چند سالوں کے بعد انہیں دماغی فالج ہو گیا۔ وہ دو ماہ سے بستر پر تھے۔ وہ چھوٹے چھوٹے کاموں کے محتاج تھے وہ نہ اٹھ سکتے تھے نہ کھڑے ہو سکتے تھے وہ سخت علالت کے شکار تھے ضعیفی اتنی تھی کہ انکو بزرگوں کے لیے استعمال ہونے والے ڈائیپرز پہنائے جاتے تھے۔۔ انکا خیال صرف معراج ہی رکھتا تھا باقی انکے بیٹوں نے دادا جان، کے لیے ملازم رکھے ہوئے تھے مگر پھر بھی معراج انکے تمام کام خود کرتا تھا۔۔

۔ مسلسل ایک ہی طرف سیدھا سونے کی وجہ سے انکی پشت پر۔ زخم ہو گئے تھے یہاں تک کہ انکے زخموں میں کیڑے پڑھ گئے تھے علاج کے بعد زخم مندمل ہو گئے تھے مگر پوری طرح ختم نہیں ہوئے تھے۔ وہ ابھی تک گندگی اور غلاظت میں ڈوبے ہوئے تھے جب معراج کمرے میں داخل ہوا تو چونک گیا۔ دادا کے ہاتھ

اور جسم گندے تھے۔ دادا کے دائیں جانب کانچ کی کشادہ کھڑکی سے سورج کی روشنی اندر آرہی تھی۔ اس نے چلا کر ملازمہ کو بلایا۔ نوکرانی دوڑتی ہوئی آئی اس نے ناک پر دوپٹہ رکھ لیا کہ غلاظت کی بو اس کی ناک تک نہ جا پائے معراج نے سخت لہجے میں کہا" مدثر کہاں ہے؟ ملازمہ ہڑبڑا گئی ملازمہ کو خاموش پا کر معراج نے اس کی طرف دیکھا اور غصے سے بولا" میں نے کہا مدثر کہاں ہے؟ نوکرانی نے کانپتے ہوئے کہا،" صاحب وہ کام پر گیا ہے اور صبح سے واپس نہیں آیا۔ اور دادا جی اس طرح کے گڑبڑ میں ہیں۔" معراج نے جبڑا بھینچ لیا" مدثر اگر یہاں نہیں تھا تو میں تھا۔ تم مجھے فون کر کے بتا نہیں سکتی تھی؟ مدثر کے ساتھ دادا کو کون صاف کرتا ہے؟ نوکرانی نے ڈر کر معراج کو دیکھنے کے لیے دیکھا۔ اس کی آنکھوں میں غصہ دیکھ کر اس نے آنکھیں نیچی کر لیں

معراج نے کمر کے دونوں گرد ہاتھ رکھا اور خود کو پر سکون کرنے کی کوشش کی" باقی سب کہاں ہیں؟ نوکرانی نے کہا" صاحب وہ سب شادی میں گئے ہیں"۔ معراج کو بیزاری اور ناراضگی کا احساس ہوا۔ ایسا ہی تھا کہ جب آپ بوڑھے ہو جائیں تو کوئی آپ کی قدر نہیں کرتا۔ یہ گھر والے بھی دادا کو بھول گئے۔ لیکن دادا جو معراج کے ساتھ شفقت سے پیش آتے تھے معراج ان کو نہیں بھولا تھا معراج نے دانت پیس کر کلائی پر ٹائم دیکھا۔" دادا جان نے، یقیناً کچھ نہیں کھایا ہو گا۔ دوپہر کے تقریباً دو بج رہے ہیں۔" نوکرانی نے نظریں نیچی کر لیں۔" صاحب وہ گند میں لدے ہوئے ہیں کمرے میں کیسے کوئی آسکتا ہے اتنی گندی بو ہر طرف پھیلی ہے" نقاہت زدہ چہرہ بنایا

معراج نے اپنی پیشانی پر ہاتھ رکھا اور پیشانی مسلی خود کو پر سکون رکھنا تھا اس نے آنکھیں مینچیں گہرا سانس لیا" جا کر دادا کے لیے دودھ میں رسک لے آؤ" ملازمہ نے اثبات میں سر ہلایا۔ وہ فوراً کمرے سے چل پڑی۔ معراج نے دروازہ بند کیا اور الماری کی طرف چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ واش روم سے باہر آیا۔ اس نے ٹی شرٹ اور ٹراوزر پہن رکھا تھا۔ معراج نے ماسک اور ہینڈ گلوز پہن رکھے تھے۔ اس نے جا کر دادا کے سر پر تھپکی دی۔ دادا کمزور نظر آرہے تھے۔ پیری کی کمزوری اور محتاجی جسے اللہ سب کو بچائے

معراج کو دکھ اور افسوس کا احساس ہوا۔ اس نے جھک کر ان کی پیشانی چوم لی۔ اس نے آہستہ سے کہا، "دادا جان، میں حاضر ہوں۔ مجھے افسوس ہے کہ میں جلد نہیں آسکا۔"

دادا کو اس نے یہ بولا تو مگر وہ جانتا تھا اسے، دادا کا، جواب نہیں ملے گا دادا سب بھول چکے تھے وہ نہ بول سکتے تھے نہ حرکت کر سکتے فالج کا اثر شدید تھا

معراج کے آنسو گرے تھے۔ اس کے پاس اسے تسلی دینے والا کوئی نہیں تھا، اس سے محبت کرنے والا کوئی نہیں تھا، اس کی حفاظت کرنے والا کوئی نہیں تھا، اس کے آنسو پونچھنے والا کوئی نہیں تھا۔ اس کے پاس اس سے پیار کرنے والا کوئی نہیں تھا۔ دادا جان بیمار تھے اور انہوں نے معراج کو گلے سے نہیں لگایا۔ تھا معراج روندھی آواز میں بمشکل بول پایا، "دادا جان، میں آپ سے پیار کرتا ہوں آپ میرے دادا، میرے والد، میرے دوست ہیں آپ میرے لیے سب کچھ ہیں. آپ نے مجھے بہت کچھ سکھایا۔ آپ نے مجھے بہت کچھ

دیا۔ آپ میرے لیے اللہ کی طرف سے نعمت ہیں "معراج نے گہرا سانس لیا اور مسکراتے ہوئے اپنا دکھ چھپانے کی کوشش کی۔

اس نے پیچھے جھک کر اپنے آنسو صاف کیے، بمشکل اپنی زبان کی تھرتھراہٹ پر قابو پایا۔ وہ اپنی طاقت و ہمت جمع کرتے بولا "ٹھیک ہے اب میں آپ کو صاف کروں گا، آپ پہلے کی طرح صاف ہو جائیں گے"۔

وہ اٹھا، الماری کی جانب لپکا، اور کچھ ڈائپر اور وائپس نکالے۔ وہ دادا کے پاس گیا آہستہ سے انکے گندے کپڑے اور پیمپر ہٹائے۔ اس نے ڈائیپرز کو شاپر میں ڈالا اور گندے کپڑوں کو ایک ٹوکری میں ڈالا اور سامنے کے دروازے تک لے گیا۔ پہلے اس نے دادا کی غلاضت صاف۔ کی بعد ازاں اس نے ایک مل مل کے کپڑے کو ایک پانی کے مگ میں ڈالا اور پانی کو نچوڑا اور اس کپڑے سے دادا کو صاف کیا اس بات کو یقینی بنایا گیا کہ دادا کا زخم بچا رہے دادا صاف ہو گئے تو اس نے دادا۔ کو ڈائیپر پہنایا اور بعد میں

اس نے روئی کا ایک بال لیا اور اسے عرق گلاب میں بھگو دیا۔ اس نے دادا کے چہرے اور جسم کو اس سے صاف کیا، اس بات کو یقینی بناتے ہوئے کہ ان کے زخموں سے بچ جائے بعد ازاں اس نے دادا کو دائیں کروٹ پر کیا اور انکی پشت پر موجود زخموں پر اس نے ٹیوب لگائی جب تک دوائی خشک نہ ہو گئی اس نے دادا کو دائیں کروٹ پر ہی رکھی رکھا اس کے بعد ایک پلتا لگایا جو میڈ ایکٹیڈ تھا۔ اس کے بعد دادا کو سیدھا لٹا کر۔ اس نے دادا کو صاف ستھرے سفید کپڑے پہنائے اور ان پر عطر لگا دیا۔ یہ سب مشکل۔ ہے مگر معراج کے لیے آسان تھا۔ وہ اپنے دادا سے پیار کرتا تھا اور چاہتا تھا کہ وہ آرام دہ ہوں۔ اس نے دادا کو کپڑے سے

ڈھانپ لیا اور واش روم چلا گیا۔ اس نے دادا کے گندے کپڑے دھوئے اور باہر بالکونی میں لٹکا دیئے۔ اس نے ہاتھ دھوئے اور کچن سے ٹرے لے آیا۔ وہ دودھ کا گلاس اور رسک لے کر دادا کے پاس واپس چلا گیا۔ دادا اپنے ہونٹوں کو حرکت نہ دے سکتے تھے کھانا نگلنا مشکل تھا۔۔ معراج نے رسک کو چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں توڑ کر دودھ میں ڈبو کر رسک کو نرم کیا اور انکے ہونٹوں کو کھول کر انکو کھلانا شروع کیا۔ اسے دادا کے گلے کی مالش کر کے نگلنے میں مدد کرنی تھی۔ اس نے یہ سب صبر اور احتیاط سے کیا۔ اس نے دادا کو کھانا کھلایا اور ٹرے ایک طرف رکھ دی۔ اس نے دادا سے بات کی، لیکن دادا اسے سن نہ سکے۔ وہ اپنے ارد گرد کے ماحول سے بالکل بے خبر تھے۔ "اب میں نہانے جا رہا ہوں دادا جان۔" معراج نے انکی پیشانی کو۔ چومتے کہا اس نے دادا کی دونوں آنکھوں کو چوما اور۔ دادا کی ناک کو چوما اس نے دادا کے دونوں ہاتھوں کو انکے سینے پر رکھا۔ اور ٹشو سے انکے لب صاف کئے اس نے برتنوں کو پیچھے میز پر رکھا اور کچھ بخور جلایا۔ اس نے کمرے میں اودھ کا دھواں چھوڑا، جس سے ہوا ایک خوشگوار خوشبو سے معطر ہو گئی۔ اس نے کمرے کی صفائی کی اور برتن لے کر باہر نکل گیا۔ اس نے دروازہ ہلکا سا کھلا چھوڑ دیا تاکہ باہر سے ہوا اندر آئے۔۔۔۔۔

•••°•••

رات کا وقت تھا، اس نے کھڑکی کے سامنے کا پردہ بند کر دیا۔ اس نے لیمپ آن کیا اور دادا کے پاس کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس نے قرآن کھولا اور سورہ رحمان کی تلاوت کی۔ چراغ نے اس کے چہرے اور کتاب پر ہلکی سی

چمک ڈالی۔ وہ اونچی آواز میں سورہ رحمان کی تلاوت کر رہا تھا اس امید پر کہ دادا اسے سنیں گے اور کچھ سکون محسوس کریں گے۔

۔ دادا جان حلق میں سے عجیب سی آوازیں نکال رہے تھے جیسے گڑگڑا رہے ہوں۔ انکا منہ ہلکا سا کھلا ہوا تھا۔۔ معراج کو محسوس ہوا شائید یہ عام بات ہو کھانا ہضم کر رہے ہوں۔۔ معراج نے قرآن پاک بند کیا اور شیلف کی طرف چل دیا۔ اس نے قرآن کو شیلف پر رکھا اور واپس دادا کے پاس چلا گیا۔ وہ واپس دادا کے پاس آیا اور ان پر آہستہ سے پھونک ماری۔ اسے امید تھی کہ اس کی تلاوت سے اس کے دادا کو کچھ سکون اور شفا ملے گی۔۔ صبح فجر کا وقت تھا اور اذان ہو رہی تھی۔ معراج نے موذن کی آواز سنی وہ نیم خواب آور تھا وہ کوئی حرکت نہیں کر سکتا تھا اس نے دادا کی آواز سنی وہ کلمہ پڑھ رہے تھے مگر اسکو یہ سب معلوم ہو رہا تھا کہ یہ ایک خواب ہے

اچانک آواز بند ہو گئی۔ معراج ابھی تک دادا کے پاس ہی ہاتھ پکڑے تھا۔ وہ طویل رات سے تھکا ہوا تھا اس کا سر دادا کے سینے پر ٹک گیا۔ کچھ دیر بعد اس نے اپنے چہرے پر ایک چمکیلی روشنی محسوس کی۔ وہ چہرہ نہیں دیکھ سکتا تھا، لیکن اس نے ایک جانی پہچانی خوشبو سونگھی۔ اس نے دادا کی آواز سنی "اٹھو معراج" معراج چونکا اسکو اپنی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ محسوس ہوئی۔ وہ الجھا ہوا تھا۔ اسے لگا کہ دادا نے بات شروع کر دی ہے۔ اس نے اپنے دائیں طرف دیکھا تو کوئی نظر نہیں آیا۔ اس نے اپنے سامنے دیکھا تو دادا ساکت

پڑے ہوئے تھے۔ اس نے گھڑی کی طرف دیکھا تو صبح ہو رہی تھی اس نے کھڑکی کی جانب دیکھا جالی دار پردے سے اندر روشنی آرہی تھی آسمان نیلا ہو رہا تھا۔

اسے احساس ہوا کہ وہ خواب دیکھ رہا ہے۔ وہ کھڑا ہوا اور دادا کو آہستہ سے ہلایا۔ "دادا اٹھیں کیا آپ بات کر رہے تھے۔"۔ اس نے دادا کی طرف سے کسی قسم کے جواب کا انتظار کیا، لیکن کوئی نہیں تھا۔ کیونکہ اسے پہلے جب بھی وہ دادا کے پاس ہوتا تھا تو دادا کی آنکھیں کھلی ہوتی تھیں یا کوئی ہلکی سی حرکت وہ محسوس کر سکتا تھا۔۔ گڑگڑاہٹ کی آواز بھی کچھ پل رہی تھی اور آہستہ آہستہ ختم ہو گئی تھی اس کے گلے کی گلٹی ابھر کر معدوم ہوئی اور چہرے پر بے چینی کی کیفیت نمودار ہوئی وہ مدھم مدھم آگے بڑھا کچھ جھکتا

اس نے دادا کے سینے پر کان رکھ کر ان کے دل کی دھڑکن سننے کی کوشش کی اس کی آنکھیں پھیل گئیں تھیں اور بے یقینی چہرے پر اومٹ گئی تھی دادا کے دل کی دھڑکن ساکت تھی۔ اسے مانو جھٹکا لگا وہ صدمے اور خوف سے پیچھے ہٹ گیا۔۔ وہ کانپ رہا تھا وہ بے یقین تھا دادا نہیں مر سکتے تھے وہ اس کے دادا تھے اسے شفقت سے پیش آنے والے۔ اس کے گلے کی گلٹی چند ثانیے اٹکی رہی بعد میں معدوم ہوئی یقین کرنے کے لیے، اس نے دادا کی نبض چیک کی تو کچھ محسوس نہیں ہوا۔ اسکو بجلی کا۔ جھٹکا لگا تھا اس کے آنسو اندر ہی اندر گھٹ رہے تھے اس نے اپنے چہرے پر اضطراب سی کیفیت میں ہاتھ پھیرا بے یقینی کی حد نہیں تھی وہ اس حقیقت پر یقین نہیں کرنا چاہتا تھا کہ دادا وفات پا چکے ہیں ایک آخری کاوش امید ہے دادا کی سانس چل رہی ہو گی۔۔

اس نے دادا کی ناک کے آگے انگلی رکھ دی سانس نہیں آرہی تھی۔اب اس کڑوی حقیقت پر یقین کرنے کے علاوہ کوئی چارہ نہیں تھا اس نے یقین کر لیا تھا اور اس کا بے یمان دل مان چکا تھا۔۔۔

کُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْت

وہ بے حسی اور سردی محسوس کرتے ہوئے کرسی پر گر پڑا۔اسکو اپنا دل بند ہوتا محسوس ہو رہا تھا۔مانو رگ میں خون گردش کرنا رک گیا ہو یا دادا کے ساتھ اس کی سانسیں بھی رک گئیں ہوں۔۔

وہ خاموش تھا چہرے کے زاویے اب تک بے یقینی میں ڈوبے تھے اس کی آنکھیں منجمد دادا کی لاش کو تک رہی تھیں۔

۔وہ رونا بھول گیا تھا آنکھوں کے پپوٹوں کے گرد کھرا پانی جمع تو تھا مگر وہ پانی باہر نہیں آرہا تھا جیسے باہر نکلنے کا راستہ بھول گیا ہو۔

معراج کی آنکھوں کا پانی شائید پہلا پانی تھا جو اپنا راستہ بنانا بھول گیا تھا۔۔

اس پانی سے اسکو اپنی آنکھیں دھندلاتی محسوس ہو رہی تھیں۔اس نے گیلی ناک سے سانس اندر کھینچا ہچکی لی اور پلکیں جھپکیں آنسو قطروں کی مانند اس کی جھولی میں گر گئے۔سکوت چھا گیا۔۔اسکو دادا کا واضع واضح ہوا پھر دادا کا بے حیات بھاری لوتھ

۔اسکو۔ ہوش آیا۔۔اس نے اچانک چیخ ماری اور مدد کے لیے پکار اٹھا اور پہلی آواز اس نے سکندر کو دی۔،
"بابا!اس کی آواز کانپ گئی تھی اچانک اس کے جسم میں طاقت پیدا ہوئی وہ کرسی کو پیچھے دھکیلتے کھڑا ہوا کرسی نیچے گری اور لوہا جب زمین سے لگا تو ایک کھنکھناتی دھاتی آواز پیدا ہوئی وہ کمرہ پیچھے چھوڑ کر دادا کے بے جان جسم کو پیچھے چھوڑ کر باہر بھاگا، آنسو اس کے چہرے پر بہہ رہے تھے۔ اس نے مدد کے لیے پکارا، لیکن کسی نے جواب نہیں دیا۔

کچھ دیر بعد سب کمرے میں آگئے۔ انہوں نے بستر پر دادا کی بے جان لاش دیکھی۔ انہوں نے معراج کا آنسوؤں سے بھرا چہرہ دیکھا۔ وہ سمجھ گئے کہ کیا ہوا ہے۔ اچانک ماتم چھا گیا۔ سب رونے لگے، دھاڑیں مار مار کر رونے لگے۔ دادی نے اپنا سر پیٹنا شروع کر دیا اور اپنے شوہر کو گلے لگا لیا۔ عجیب بات تھی کہ جب سے ان کا شوہر بیمار تھا وہ ان کے قریب بھی نہیں آئی تھی۔ اور اب جب وہ مر گئے تھے تو وہ یوں رونے لگی جیسے انہوں نے سب کچھ کھو دیا ہو۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

دادی جان کے اس غیر معقول عقیدے کے زیر سایہ دادا جان کی موت کا خوف طاری تھا کہ معراج کی مبینہ غفلت اس کی نحوست دادا جان کی موت کا باعث بنی تھی۔ ہر بد قسمتی کے لیے معراج کی دہلیز پر الزام لگانے کے ناقابل فہم رجحان نے آس پاس کے لوگوں کو حیران کر دیا۔ حال میں بھی معراج نے اپنے آپ کو دادا کی قسمت سے وابستہ ہونے کی غیر ضروری لعنت سے بوجھل پایا۔ دادی کی ناراضگی کی جڑ دادا کی معراج کے لیے

ناقابل تردید پیار سے نکلی لگتی تھی، ایک ایسا پیار جس نے ان کی ناراضگی کو مزید بڑھا دیا۔ اس تلخی کی وجہ سے وہ خود دادا کی بے عزتی کرنے لگی، صرف اس وجہ سے کہ وہ معراج سے محبت کرتے تھے۔ اس کشیدہ تعلقات کے اثرات خاندانی حرکیات میں گونجنے لگے، جس سے ایک ایسا ماحول پیدا ہوا جہاں معراج کے خلاف الزامات ایک بدقسمت اضطراری صورت اختیار کر گئے۔ اب، جیسا کہ بحث معراج اور وراثت کے معاملات کے گرد گھومتی تھی، دادا کی غیر موجودگی کا مطلب یہ تھا کہ معراج پر لگائے گئے غیر منصفانہ الزامات کو روکنے یا غلط ثابت کرنے یا انکی تردید کرنے والا کوئی نہیں تھا۔ دادا کے انتقال سے جو خلا چھوڑا گیا تھا وہ تناؤ کو بڑھا رہا تھا، جس نے خاندانی تنازعات اور حل نہ ہونے والی شکایات سے بھری داستان کے لیے مرحلہ طے کیا تھا۔۔۔۔۔...

اِمروز

(حال)

پارٹی ختم ہوئی تو عفاف اور ابرش اپنے پر تعیش اور جدید بیڈ روم میں واپس چلیں آئیں۔

کمرے نے ایک نفیس ڈیزائن کی نمائش کی، جس میں ایک بڑا، گول بیڈ مرکزی نقطہ کے طور پر تھا۔

بیڈ پر آلیشان جامنی رنگ کے بستر اور متعدد تکیے تھے جو ایک آرام دہ اور مدعو کرنے والا ماحول بنا رہے تھے۔

بستر کو بھی خوبصورت پردوں سے گھرا ہوا تھا جو ایک دیوار سے نیچے لپٹے ہوئے تھے، جس سے کمرے کی رونق میں اضافہ ہوا تھا۔

کمرے کی چھت کو منحنی خطوط اور کناروں کے ساتھ سرایت شدہ روشنیوں کے ساتھ منفرد انداز میں ڈیزائن کیا گیا تھا۔

چھت کی سب سے نمایاں خصوصیت روشنی کا پیچیدہ فکسچر تھا جس نے رات کے آسمان میں ستاروں کی ظاہری شکل کی نقل کی۔ ستارے جیسی روشنیوں نے کمرے کے لیے ایک رومانوی اور جادوئی ماحول پیدا کیا۔ کمرے کا فرش چمکدار لکڑی یا اسی طرح کے مواد سے بنا ہوا دکھائی دیتا تھا، جو کمرے کی مجموعی جمالیات کو پورا کرتا ہے۔ پھولوں کے گلدان کے ساتھ ایک چھوٹی سی میز بستر کے ساتھ رکھی گئی تھی، جس نے خلا میں فطرت کا ایک لمس شامل کیا تھا۔

کمرے میں ایک بڑی کھڑکی بھی تھی جس سے قدرتی روشنی آتی تھی اور شہر کے منظر کی تصویر پیش ہوتی تھی۔ یہ کمرہ بیڈ روم کے ڈیزائن میں عیش و عشرت اور جدیدیت کو یکجا کرنے کی بہترین مثال تھا۔ کمرہ خوبصورتی، نفاست اور سکون سے بھرا ہوا ہے، جو اسے آرام کرنے کے لیے ایک بہترین جگہ بناتا ہے۔ عفاف نے بستر پر بیٹھ کر اپنے پیروں پر پیٹرولیم جیلی لگائی، اپنے نیچے سپرنگ میٹرس کی نرمی کو محسوس کیا۔ اس نے لیموں کے رنگ کی سادہ پٹیالہ شلوار اور لیلن کی چھوٹی قمیض پہن رکھی تھی۔ اس کے بال ایک

صاف ستھرے جوڑے میں بندھے ہوئے تھے، جو اس کی نازک خصوصیات کو ظاہر کرتے تھے۔ ابرش آئینے کے سامنے بیٹھی اور اپنا میک اپ ہٹا کر رات کے نشانات مٹا رہی تھی۔ اس نے سادہ گہرے دار شرارہ کے ساتھ لمبی قمیض پہن رکھی تھی، جو اس کے میلے رنگ سے متصادم تھی۔ اس کے بال ڈھیلے جوڑے میں تھے، جو اسے ایک آرام دہ نظر دے رہے تھے۔

ابرش نے وائیپ سے اپنی آنکھیں صاف کرتے ہوئے کہا، "میں نہیں جانتی عفاف، کبھی کبھی مجھے لگتا ہے کہ معراج نازش چاچی کا بیٹا نہیں ہے، وہ اپنے سگے بیٹے کے ساتھ سوتیلے بیٹے جیسا سلوک کرتی ہیں اور سوتیلے کے ساتھ سگے جیسا"

اس نے گردن موڑ کر عفاف کو سوالیہ دیکھا"ایسا۔ کیوں؟."اس نے دوبارہ چہرہ شیشے کی جانب کیا اس نے ایک پونچھ لیا اور اپنے چہرے سے میک اپ صاف کیا۔

اس نے وائپ کو ڈسٹ بن میں پھینکا اور کرسی سے اٹھ گئی۔ وہ چلتی ہوئی عفاف کے پاس گئی جو بیڈ پر بیٹھی تھی۔

عفاف نے اس کی طرف دیکھا اور اپنے پاؤں پر پیٹرولیم جیلی لگانے لگی۔"میں کیا کہوں؟

ابرش نے الجھن بھرے لہجے میں اسے دیکھا، پھر سیدھی ہو کر کندھے اچکائے وہ بیڈ پر آلتی پالتی کئے بیٹھی ۔ اپنے گود میں ہاتھ رکھ کر سسک رہی تھی۔ عفاف کو کچھ یاد آیا اور جیلی لگانا چھوڑ دیا۔ اس نے ٹشو سے اپنے

ہاتھ اور انگلیاں صاف کیں اور ٹشو کو کوڑے دان میں پھینک دیا۔ اس نے تشویش بھرے انداز میں کہا"ابرش تم بچ کیسے گئے تھے؟ آخر ہوا کیا تھا تم نے کچھ نہیں بتایا"۔ ابرش نے ہونٹ کاٹا اور پھر عفاف کی طرف دیکھا۔ وہ ایک لمحے کے لیے ہچکچائی اور پھر بولی "مجھ سے وعدہ کرو تم کسی کو نہیں بتاؤ گی۔" عفاف نے مسکرا کر کہا"میں رازوں کی حفاظت کرنا جانتی ہوں"۔

اس نے اپنا ہاتھ ابرش کے ہاتھ پر رکھا اور اسے آہستہ سے دبایا۔ "میرے پاس راز ایسے محفوظ ہیں جیسے۔ اندیکھے غار میں ایک مفوق الفطرت کرئیچر کی حفاظت میں خزانہ۔"۔

ابرش نے اپنا دوسرا ہاتھ عفاف کے ہاتھ پر رکھا اور کہا"، اللہ کا پکا وعدہ، تم کسی کو نہ بتانے کی قسم کھاتی ہو"۔ اس نے پہلا کلمہ پڑھ کر اس کے ہاتھوں پر پھونک ماری۔ عفاف نے تسلی دیتے ہوئے سر ہلایا اور کہا""کیا اسے پہلے میں نے کسی کو کوئی راز بتائے ہیں یا وعدہ توڑا ہے؟ ابرش نے سر ہلاتے ہوئے کہا""نہیں تم نے نہیں کیا لیکن یہ معراج کا راز ہے اور اس نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ میں کسی کو نہ بتاؤں"۔۔

عفاف نے اداس چہرہ بنا کر کہا"اچھا مت بتاؤ تم نے وعدہ کیا ہے"۔

ابرش نے اسے شرارتی نظر دیتے ہوئے کہا""میں نے وعدہ کیا تھا کہ میں کسی کو نہیں بتاؤں گی لیکن تم میری بہن ہو کسی نہیں"۔۔وہ کسی زور دے کر بولی تھی۔۔۔اس نے جلدی سے اس کے جانب اپنی شہادت کی انگلی سے تنبیہی انداز میں اشارہ کرتے کہا، "لیکن تم جبرائیل، یا مہمت، یا گھر میں کسی کو یا باہر کسی کو کچھ نہیں بتاؤ گی۔" اس نے یہ بات عجلت میں کہی تاکہ عفاف کو اپنا ارادہ بدلنے کا موقع نہ ملے۔ عفاف نے اپنا

دھیان اس کی طرف پھیرتے ہوئے کہا""مجھے بتاؤ۔" ابرش نے آواز دھیمی کرتے ہوئے کہا"میرا خیال ہے کہ معراج تھوڑا سا سائیکو ہے اس کا مطلب ہے کہ اسے پرسنالٹی سپلٹنگ کا مسئلہ ہے۔" عفاف نے ہانپتے ہوئے آنکھیں پھیلائیں۔ اسے یقین نہیں آرہا تھا کہ وہ کیا سن رہی ہے۔

ابرش نے سر ہلایا اور کہا، "یہ میری رائے ہے، لیکن عفاف تم جانتی ہو کہ وہ باہر سے جتنا خاموش ہے، اس کے اندر اتنی تباہی ہے، اور جو باہر سے خاموش ہوتے ہیں، انہیں زیادہ تنگ نہیں کرنا چاہیے۔ میں نے دیکھا۔ آج معراج کا وہ پہلو جس نے میری روح پر کپکپی طاری کر دی"

اس نے ایک گہرا سانس لیا اور کہا، "ہم جناح سپر سے تہزیب جا رہے تھے، لیکن مجھے چُل مچی تھی کہ ہم پنڈی جائیں گے اور کسی ڈھابے پر کچھ کھائیں گے۔ پنڈی سے واپسی پر کچھ چوروں سے آمنا سامنا ہوا اور یہ سب کچھ ہو گیا۔" اس نے سر جھکا کر اپنی انگلیوں کو دیکھا، جیسے تفصیلات یاد کرنے کی کوشش کر رہی ہو۔ وہ کہانی سنانے لگی۔۔۔۔۔

سابقہ منظر کی بازگشت۔

وہ ایک سنسان سڑک پر ہیوی بائیک پر سوار راولپنڈی سے بحریہ ٹاؤن اسلام آباد واپس جا رہے تھے۔ سڑک کے دونوں طرف گھنے درخت لگے ہوئے تھے، ان کی کچھ شاخیں باہر نکل رہی تھیں۔

شام ڈھل رہی تھی اور آسمان سیاہ ہو رہا تھا۔ اچانک پانچ آدمی ان کا راستہ روکتے ہوئے ان کے سامنے نمودار ہوئے۔

معراج نے بریک ماری اور ایک حرکت سے وہ بائیک سے اترا اس کی دیکھا دیکھی ابرش بھی اتری اس نے ابرش کو اپنے قریب کیا۔

اس نے اس کے کان میں سرگوشی کی، "میرے آگے رہو۔"

وہ خوفزدہ نہیں تھا، وہ اسے پیچھے سے کسی بھی ممکنہ حملے سے بچا رہا تھا۔

وہ جانتا تھا کہ یہ لوگ یہاں بات کرنے کے لیے نہیں ہیں۔ ابرش نے اپنے سینے میں خوف کی لہر محسوس کی۔ وہ پولیس کو کال کرنے کی امید میں اپنے بیگ کے جانب ہاتھ بڑھا رہی تھی جب وہ رک گئی۔ معراج نے سرسری نظروں سے اسے روکا۔ "اپنا موبائل مت نکالو، وہ گولی مار دیں گے۔" اس نے دھیمی آواز میں کہا۔ ایک آدمی بولا، "جو کچھ تمہارے پاس ہے ہمیں دے دو۔" معراج نے ان کی طرف دیکھا اور تمسخرانہ بولا "تمہاری ماں نے اپنا سامان ہمارے پاس نہیں رکھوایا اگر ہاں اپنے باپ سے سامان لینے کی تم میں ہمت ہے تو آکر لے لو"

وہ زہریلا مسکرایا اور پھر بعد میں اس نے قہقہہ لگایا۔

ابرش نے چونک کر اسے دیکھا "پاگل ہو گئے ہو کیا؟"۔

ڈاکو ہنسا، "اب یہ لڑکی لوٹے کے ساتھ جائے گی۔"۔

معراج بھی ہنس دیا وہ زور سے ہنسا "ٹھیک ہے چلو۔" اس نے ہاتھ سے اشارہ کیا۔ اس نے اپنی آستینیں لپیٹ لیں، جیسے لڑائی کے لیے تیار ہو رہا ہو۔ مردوں نے اپنی بندوقیں نکال کر معراج کو نشانہ بنایا۔ معراج نہ جھکا۔ اس نے اپنی پتلون کے پیچھے پہنچ کر اپنی بندوق نکالی۔ ابرش ہانپتے ہوئے خوف سے چیخی اس کے ہلک سے ایک خوفزدہ آواز نکلی تھی اور اس کی آنکھیں پھیل گئیں تھی اس نے بے یقینی سے اپنے منہ پر ہاتھ رکھا "معراج، تمہارے پاس بندوق ہے؟"۔

معراج شرارت سے مسکرایا، "ہاں، میرے پاس ہے، یہ ان جیسے کتوں کے لیے ہے۔ جب یہ بھونکے تو انہیں خاموش کروانے کے لیے۔"۔

وہ گھسپیٹیوں کے جانب متوجہ ہوا "میرے پاس بھی بندوق ہے، چلو موت موت کھیلتے ہیں"۔

ایک آدمی نے گولی چلائی لیکن معراج تیز تھا۔ اس نے ابرش کو جھاڑی میں دھکیل دیا اور گولی سے بچا دیا۔ مگر معراج نہ بچ پایا شکر کہ گولی اسکو چھو کر گزر گئی معراج نے درد کو نظر انداز کیا جیسے دادی معراج کو نظر انداز کرتی تھیں معراج اس درد کو کھاتے میں نہ لایا اس کے سر پر اب صرف ایک بھوت سوار۔ تھا ان

کھسپیٹیوں سے بدلہ۔۔۔وہ ویسے ہی سینا تانے کھڑا تھا اس کی آنکھوں میں جوالہ گول گول گھوم رہا تھا اور کانوں سے دھواں باہر نکل رہا تھا آنکھوں کی سفیدی پوری طرح لال ہو چکی تھی ابرش کو کچھ خراشیں آئیں لیکن وہ محفوظ رہی۔

معراج کو غصہ آیا، اس کا چہرہ لال ہو گیا، وہ ایک الگ انسان بن گیا تھا۔

اس نے جبڑا بھینچ لیا اور دانت پیسے۔

ڈاکوؤں میں سے ایک نے ابرش کے قریب جانے کی کوشش کی۔ لیکن معراج نے اسے دیکھ کر اس کی گردن کے پچھلے حصے میں گولی مار دی۔

آدمی منہ کے بل زمین پر گر کر تل ملاتے مر گیا۔ باقی چار ہکا بکا رہ گئے کچھ دیر بعد جب انکو ہوش آیا تو۔ سب کا غضب عود کر باہر آیا اور انہوں نے اپنی بندوقوں کا رخ معراج کی طرف کر دیا تھا مگر معراج تیز تھا۔ اس نے ان پر ان سے پہلے گھات لگا دیا اور گولی چلائی، ان کے سینے، ٹانگ اور بازو میں سے خون کا دھارا پھوٹا اور وہ درد سے کراہے اور بندوقیں ہاتھ سے پھسل پڑیں اس نے انہیں جوابی فائرنگ کرنے کا موقع نہیں دیا۔ ابرش ایک درخت کے پیچھے چھپ کر اس قتل عام کو دیکھ رہی تھی۔ اسے یقین نہیں آرہا تھا کہ وہ کیا دیکھ رہی ہے۔ معراج کی بندوق سے گولیاں اڑتی رہیں اور ڈاکو ایک ایک کر کے گرتے چلے گئے۔ اور جب ان میں سے ایک نے بھاگنے کی کوشش کی تو معراج نے اس کے دونوں پیروں میں گولی ماری کہ وہ منہ کے بل گر پڑا معراج بڑے بڑے ڈگ بھرتا ان کی طرف بڑھا۔

اس نے قاتلانہ نظروں سے ان کی طرف دیکھا اور بپھرتے بولا "تمہاری ہمت کیسے ہوئی لڑکی کو بری نظر سے دیکھنے کی؟ جانتے ہو جو لڑکیوں کو بری نظر سے دیکھتے ہیں انکے ساتھ معراج کیا کرتا ہے"

اس نے اس شخص کی دونوں آنکھوں کی جانب بندوق کا رخ کیا جس نے کہا تھا کہ سامان کہ ساتھ لڑکی لُوٹی جائے گی ساتھ ہی ہوا میں دو بار فائیرینگ کی گونج ہوئی کہ اس شخص کی آنکھیں پھٹ گئیں اور پیچھے کھوکھلے گیلے ساکٹ رہ گئے جن سے خون نہر کی طرح بہہ رہا تھا۔ وہ زمین پر پیر سٹپٹاتا مر پڑا

۔پیچھے بچے دو۔

ڈاکوؤں نے رحم کی بھیک مانگی مگر معراج کے پاس بھیک دینے کو نہ تھی اس نے ان میں سے ایک کو بالوں سے پکڑا جس نے بھاگنے کی کوشش کی تھی اسکو زمین پر رگڑتے وہ ایک درخت کے قریب لے کر گیا درخت کی نوکدار شاخ باہر کو آرہی تھی تو کیا ہوا اس نے اس شخص کو زبردستی جتھوں سے جکڑے اوپر کھڑا کیا اس شخص کی آنکھوں میں موت کا خوف تھا اور معراج کی آنکھوں میں بدلے کی جنونیت معراج نے اسے زہریلے انداز میں دیکھا اور اس کا منہ اس نوکیلی شاخ کے اندر تیزی سے ڈال دیا جس سے اس کی کھوپڑی ٹوٹ گئی۔

اور شاخ اس کی کھوپڑی کے آر پار ہوگئی جسے اس ڈاکو کے منہ سے خون کا فوارا پھوٹا اور ہلک سے عجیب و غریب آوازیں نکالتے ادھر ہی اس کا جسم ڈھیلا پڑھ گیا اور اس کی گردن ڈھیلی ہوگئی اور آدھ کھلے منہ سے خون ٹپکنے لگا وہ اس آخری اسیر کی طرف متوجہ ہوا اور ایسا ہی کیا۔

وہ اس وقت تک نہیں رکا جب تک وہ سب مر نہ گئے وہ اس کے قریب دوزانوں بیٹھا کہ وہ شخص خوف سے لرزتا اپنی پشت زمین پر گھسیٹتے پیچھے ہونے لگا معراج نے روڈ پر بندوق گول گول گھمائی اور وہ مسکرایا ایک شریر مسکراہٹ جیسے وہ اس کی اس ادا سے لطف اندوز ہوا ہو اس نے اس شخص کو دیکھا کہ اس کی بھویں تنگ ہو گئیں اور وہ محظوظ انداز میں بولا "موت سے کوئی آج تک بچا ہے موت تو سمندر کی گہرائیوں میں، بھی آجاتی ہے یہ تو پھر کھلا آسمان ہے اور آسمان تلے زمین پر آپ"۔

معراج نے افسوس سے نیچے زمین پر دیکھا اور تَاَسُّفاً اس نے لبوں سے "چچ" کی آواز نکالی اس نے گہرا سانس لیا اور بولا "اللہ تمہاری مغفرت کرے دوست میں چاہتا ہوں میرا خوبصورت سر سبز پہاڑوں سے گہرا اسلا آباد تم جیسے کتوں سے صاف رہے"۔

اس نے بڑی ادا سے اس شخص کے بالوں کو پشت سے جکڑا اور اس کا منہ اوپر۔ کرتے پیچھے کے جانب کیا شدت اتنی تھی کہ اس شخص کا منہ کھل گیا معراج نے اس شخص کے منہ میں بندوق ڈالی اور ٹریگر پر انگلی رکھی اس شخص کی آنکھیں پھیل گئیں اور اس کا جسم ٹھنڈا ہو گیا وہ دل کے دورے سے مر پڑا تھا مگر پھر بھی معراج نے رحم نہ دیکھایا معراج نے (اِنَّاللّٰہِ وَاِنَّا اِلَیہِ رَاجِعُونَ) پڑھا اور بندوق کی گرج ہوا میں گونجی اور درختوں سے کوے پر پھڑ پھڑاتے اڑ پڑے اس شخص کی کھوپڑی کی پشت کے پرخچے اڑ گئے اور خون بہتا گیا کچھ خون کی چھینٹیں معراج کے منہ پر گریں کہ معراج نے نقاہت زدہ چہرہ بنایا اور اسکو زمین پر چھوڑ دیا کہ وہ دھم کرتے زمین پر ڈھہ گیا "ہمم ہم گندا پانی سوری خون سارا منہ گندا ہو گیا چچ"۔

اس نے اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرا اور خون کو صاف کیا اور بیزاری سے سر کو جھٹکا اور آنکھیں گھمائیں "

ایک تو انسان حرام اوپر سے اس کا ایسا گندا انجام چچ اللہ بچائے"

۔ وہ خون میں لت پت تھا، لیکن اس نے پرواہ نہیں کی۔۔ اس نے ابرو اچکائی اسے اب یاد آیا یہاں پر تو ابرش بھی موجود ہے وہ پلٹتا مدھم قدموں سے اس کے پاس بڑھا

آخر کار اس کے پاس پہنچ گیا جو درخت کے پیچھے کانپ رہی تھی وہ اسے دیکھ کر مسکرایا اور بولا، "کیا تم ٹھیک ہو، ؟" اس نے اس کی مدد کے لیے ہاتھ بڑھایا۔ ابرش نے وحشت اور خوف سے اسے دیکھا۔ ابرش کی روح کانپ گئی تھی، اور اس کا جسم لرز اٹھا تھا اس نے اس کے کپڑوں، چہرے، ہاتھوں پر خون دیکھا۔

اس نے ڈاکوؤں کی بے دردی سے مسخ شدہ لاشیں دیکھیں۔

اس نے اس کے ہاتھ میں بندوق دیکھی، ۔ اسے احساس ہوا کہ وہ وہ آدمی نہیں ہے جسے وہ معصوم سمجھتی تھی۔ وہ ایک سائیکو پیتھ تھا، ایک قاتل تھا، ایک عفریت تھا۔...

ابرش بے یقینی سے اسکو دیکھ رہی تھی اسے سمجھ نہیں آرہی تھی کہ کیا کرے اس کا تنافس پھولا ہوا تھا اور وہ بٹی ہوئی تھی آیا کہ وہ اس پر یقین کرے یا نہیں معراج اسے سوالیہ دیکھتا رہا اور گردن کو سوالیہ جنبش دی ابرش نے گہرا سانس لیا اور نیچے کھڈے سے باہر نکلی اور معراج کے سہارے سے اوپر روڈ پر اس کے ہمراہ کھڑی ہوئی "تم پاگل ہو معراج یہ کیا کیا ہے" وہ سوکھے گلے سے تھوک نگلتے بولی معراج مسکرایا اور اس کے

خوف کی تردید کی "فکر مت کرو ابرش تمہیں ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے وہ برے تھے اس لیے انکے ساتھ ایسا کیا ہے بروں کے ساتھ اس دنیا میں ہی برا ہو جائے تو آخرت میں حساب ہلکا رہتا ہے"

اس نے چہلی والے انداز میں ابرش کو آنکھ ماری ابرش کی آنکھیں نم ہو گئیں وہ سب بھول گئی تھی کہ معراج کیا ہے اس نے کیا کیا ہے اسے کچھ سمجھ نہیں آئی وہ جذبات کی آمیزش میں اسے لپٹ گئی اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔۔ "اگر تمہیں کچھ ہو جاتا تو" معراج کو اپنی شرٹ گیلی محسوس ہو رہی تھی۔۔اس نے ابرش کی پشت کو اپنے ہاتھوں سے گہرنا چاہا اسے تسلی دینی چاہی مگر اس نے اپنا ہاتھ نیچے کر لیا وہ جھجھک گیا اس کے چہرے پر وہ معصومیت واپس آئی معراج کے چہرے کے زاویے بدلے وہ بٹا ہوا تھا گہرا سانس لے کر وہ اسے پیچھے ہوا

ابرش بھی پیچھے ہوئی اور اپنی شہادت کی انگلویں سے اپنی دونوں آنکھوں کے بھیگے پپوٹوں کو صاف کیا معراج نے نظریں نیچے کر لیں پھر اس نے نظریں اٹھا کر ابرش کو التجائیہ دیکھا۔ "ابرش میری تم سے ایک گزارش ہے اس حوالے سے گھر میں کسی کو کچھ مت بتانا میں نے جو بھی کیا تمہاری حفاظت کے لیے کیا ہے تم میرے ساتھ تھی میری زمہ داری تھی اگر تمہیں کچھ ہو جاتا تو میں ساری زندگی گِلٹ میں رہتا اب تم پولیس کو کال کر لو ہم بے گناہ ہیں وہ ہمیں چھوڑ دیں گے"۔

ابرش نے اسے گھورا اور اس کے ہاتھ پر کمزور سا اپنا پنجا مارا" چھوڑ دیں گے پھوپھی کا جیل ہے نا تم چپ کرو تم نے جو کیا ہے کر لیا اب مجھے کرنے دو جو مجھے کرنا ہے بے وقوف باؤلا انسان "معراج ہنسا اس نے بندوق کو الٹ پلٹ کر دیکھا تو ابرش اسے بولی "مجھے ڈرا رہے ہو"

معراج چونکا "• پاگل ہو کیا میں تو خود تم سے ڈرتا ہوں" اس کی شخصیت لحاظہ بھر میں بدل چکی تھی اور غضب جو عود کر آیا تھا وہ واپس کہیں چلا گیا تھا ابرش نے ناک پھولا کر اسے تیر چھی نظروں سے دیکھا پھر بائیک کے جانب گئی اور نیچے گرا اپنا پرس اٹھایا اس نے اس میں سے موبائل نکالا اور کانوں سے لگایا اس نے دور کھڑے معراج کو دیکھا جو۔ ایسا تھا کہ اسکو درد محسوس نہیں ہو رہا تھا اسکو گولی چھو کر گزری تھی اور ٹھسے سے وہاں پر کھڑا تھا جیسے جام شیری اس کی شرٹ پر گر گئی ہو۔۔۔ ابرش کی کال پک کر لی گئی تھی ابرش پھر ساری کتھا زیر زبر کرنے لگی اور معراج اسے دور سے سوالیہ دیکھنے لگا وہ سمجھ نہ سکا۔ کہ اس کے دماغ میں کیا چل رہا ہے اور اس نے کس کو کال کی ہے۔۔

....

یوسف کی دوستیاں اعلیٰ سرکاری عہدوں پر فائز افراد سے تھیں، جن میں ایک پنڈی کے اسسٹنٹ کمشنر اور دوسرا اسٹیشن ہاؤس آفیسر تھا۔ جب معراج پر حملہ ہوا، تو وہ علاقہ نگرانی کے کیمروں سے محفوظ تھا، جس نے واقعے کی پیچیدگی کو بڑھا دیا۔ ابرش اور یوسف کی مرتب کردہ منصوبہ بندی کے مطابق، یوسف نے خود کو بے خبر ظاہر کیا، جبکہ حقیقت میں وہ واقعات سے آگاہ تھا۔ معراج نے بڑی مشکلات کے باوجود حملے کا مقابلہ کیا

اور بچ نکلا۔ یوسف نے گھر میں ایک منظر نامہ ترتیب دیا، جس سے قانونی مضمرات غیر واضح ہو گئے، کیونکہ معراج نے خود دفاع میں کارروائی کی تھی۔ گھر والے اس بات سے بے خبر تھے کہ حقیقت میں حملہ آور اب اس دنیا میں نہیں تھے۔ یوسف نے فیصلہ کیا کہ وہ معراج کو نفسیاتی معائنے کے لیے لازمی لے کر جائے گا۔

••••

اِمروز

صدمے سے عفاف کا منہ کھل گیا تھا اس کی آنکھیں پھیل گئی تھیں اور وہ یک سوئی سے ابرش کو سنتے اس کہانی کے اندر خود کو پھنسا محسوس کر رہی تھی اس کی نیلی آنکھوں میں صدمے کا ایک رنگ تھا اس نے بے یقینی سے دائیں بائیں دیکھا اور اپنا چہرہ ہتھیلیوں میں گرالیا "اللہ" وہ لرزتے بولی

ابرش نے لبوں پر زبان گھمائی جیسے کسی صحرا میں پیاسہ اسیر لبوں کو تر کرنے کے لیے لبوں پر زباں پھیر رہا ہو ابرش نے سائیڈ ٹیبل سے جگ اٹھایا اور گلاس میں پانی انڈیلا بہت بڑا کارنامہ انجام دیا تھا ابرش تھک چکی تھی اس کا حلق خشک ہو گیا تھا اس نے جگ سائیڈ ٹیبل پر رکھا اور گھونٹ گھونٹ پانی گٹکا پھر گلاس عفاف کو بڑھاتے بولی "یہ لو بہن پانی پی لو تھک گئی ہو گی" وہ پانی پی کر تازگی کے احساس سے بولی۔

عفاف اب بھی بے یقین تھی اس نے کھوئے ہوئے انداز میں ہوا میں معلق گلاس کو دیکھا پھر گلاس تھاما اور سامنے خلاں کو دیکھتے پانی پینے لگی پھر گلاس ابرش کو تھامیا یک بارگی اس نے سوال دوبارہ گڑھا"یعنی بابا سب جانتے تھے" ابرش نے بیزاری سے آنکھیں گھمائیں "ہاں تو بہن اتنی دیر سے کیا کتھا کھول کر بیٹھی ہوں یہ ہی تو بول رہی ہوں کہ بابا جانتے تھے وہ تو شکر اللہ کا ہم امیر ہیں بابا کے دوست اچھی پوسٹس پر ہیں ورنہ نہ کردہ گناہ کی سزا میرا معراج کاٹ رہا ہوتا بیچارہ میرا کالا میری آنکھوں کی ٹھنڈک,,وہ تیر چھی نگاہ کرتی خلاں کو دیکھتے سینے پر ہاتھ رکھتے بولی پھر۔بشاشت سے سیدھی ہوئی اور چلبلے انداز میں بولی "اللہ کا شکر کہ دادی کو پتا نہ چلا بس دادی کی وجہ سے ہی ہم نے جھوٹ بولا تھا اور سب سے چھپایا تھا اگر دادی کو پتا چل جاتا ابھی تو منحوس مارا کہتی ہیں پھر قاتل آوارہ کہتیں"

عفاف اسے صدمے میں گھورتے بولی "تم پاگل ہو گئی ہو ایک قاتل کو ڈیفینڈ کر رہی ہو" ابرش چونکی اور اس کی پتلیاں سُکڑ گئیں "آئیں کیا قاتل بہن باؤلی تو نہیں ہو گئی اس نے جان بچائی ہے ہماری تم کیا چاہتی ہو کہ وہ یہ سب نہ کرتا۔اور روڈ کے درمیان میں کھڑا ہو کر ننگے بندروں کی طرح اچھل کر انکا منور نجن کرتا پاگل شاگل تو نہیں ہو گئی ہیں اگر وہ یہ نہ کرتا تو آج تم پارٹی نہ کر رہے ہوتے ہمارے جنازوں کے لیے باہر راؤٹی لگا رہے ہوتے اور سینے پیٹ پیٹ کر گلا پھاڑتے بین کر رہے ہوتے" وہ مبالغہ آمیز تاثرات کے ساتھ خاندان کی ان۔عورتوں کی نقل اتارتے بولی جو ہر میت کے سامنے بیٹھ کر گلا پھاڑ رہی ہوتی ہیں وہ اپنے ہاتھ کو ایسے جنبش دے رہی تھی جیسے مکھیاں اڑا رہی ہو اور۔ساتھ رونے والے تاثرات

"ہائے بہت چنگے سن دوویں، ہائے اللہ اینی جلدی توں۔

ایہہ دوگلاباں نوں مرجھاد تاہائے، ابھی تاں ایناں دے کھیڈن کودن دے دن سن،

"اے ربا کی کر دتا توں ہائے۔

(ہائے وہ دونوں بہت اچھے تھے، ہائے اللہ تونے اتنی جلدی۔

ان دوگلابوں کو مرجھادیاہائے، ابھی توان کے کھیلنے کودنے کے دن تھے،

ہائے ربا تونے کیا کر دیا۔)

عفاف کا جو رنگ اڑا ہوا تھا فوراًوہ قہقہیں لگانے لگی اس نے ابرش کو ہلکا ہاتھ مارا کہ ابرش بھی ہنس پڑی اور دونوں نے تالی ماری عفاف ہنستے بولی "خاندان ایک الگ۔ انٹرٹینمنٹ ہے قسم سے انکے اوارڈز۔ ہونے چاہئے "ابرش بمشکل ہنسی روک پائی۔۔ اور تائید میں سر کو جنبش دی "ایسا ہی ہے "وہ بولتے دوبارہ کمزور سا ہنسی۔۔

عفاف اسکو گہری نظروں سے دیکھ رہی تھی اس کی نظریں خود پر پا کر ابرش نے اسے سوالیہ دیکھا "ایسے کیا دیکھ رہی ہو "عفاف اسے صاف گوئی۔ سے، بولی "تمہارے لیے مہمت ہے ابرش معراج تمہارے لیے نہیں بنا اور دادی ایسا کبھی نہیں ہونے دیں گیں "ابرش ترخ کر بولی "عیویں دادی کونسا جن زاد ناگن ہے جو ہزاروں سالوں تک ہمارے سر پر مسلط رہیں گیں اور دادی کو اس کی شکل کا مسلہ ہے تو جہاں تک شکل کی

بات ہے تو معراج سب سے زیادہ پیارا ہے اس کی موٹی بڑی آنکھیں سموسے سی ناک ڈریکولے جیسا دانت۔ "وہ کھوئی۔ سی بولی "جب ہنستا ہے تو کتنا معصوم لگتا ہے ہائے میں واری جاؤں ۔پورا پاکستان پورا ایشیاء اس کی مسکراہٹ پر وارا جائے"

پھر وہ سیدھی ہوئی ناک پھولا کر اس نے خفگی سے عفاف کو دیکھا عفاف نے دفاع میں ہاتھ اٹھا لیے ابرش کچھ سوچتے۔ رنجیدہ ہو گئی "تمہیں یاد نہیں ہے چاچی جان معراج کو گیارہ سال کی عمر میں ڈاکٹر کے پاس لے گئیں تھیں اور ڈاکٹر نے معراج کو وائیٹنینگ کے انجیکشن لگا دیے تھے اور دو۔ ہفتوں بعد اس کے دونوں گردے فیل ہو گئے تھے وہ تو شکر ہے ہم متمول خاندان سے تعلق رکھتے ہیں کہ کچھ عرصے میں ٹرانسپلانٹ کے لیے گردے مل گئے ورنہ تو بیچارہ جنت کی وادیوں میں ہوتا ابھی۔ آج کل کے تو ڈاکٹر بھی نیم حکیم ہیں قسم سے "اس نے نظریں جھکا لیں اور کرب میں اس نے سر کو جنبش دی "پتہ نہیں دنیا ہمیشہ صورت کو کیوں دیکھتی ہے سیرت کو کیوں نہیں دیکھتی میرے نزدیک تو معراج دنیا کا سب سے خوبصورت انسان ہے"

عفاف مسکرائی اور اس نے اسے سوالیہ دیکھا "کیا وہ تم سے محبت کرتا ہے"

ابرش نے ہتھیلیاں بیڈ پر رکھیں اور پیچھے ہوتے وہ لیٹ گئی اس نے سرہانے کو جکڑ لیا اور اوپر دیکھنے لگی اس کے ہمراہ عفاف بھی لیٹ گئی اور دائیں کروٹ پر اسے دیکھنے لگی ابرش نے گہرا سانس لیا "انسان کو پیار شادی کے بعد ہوتا ہے,, عفاف نے آنکھیں چھوٹی کر لیں اور استفہامیہ ابرو اچکائی "تو تمہیں اسے ابھی کیسے محبت ہو گئی "ابرش نے بے نیازی سے شانے اچکائے۔ "کیونکہ میں فیوچر میں اس کی بیوی ہوں اس لیے"

اس نے بھی کروٹ بدلی اور اپنا رخ عفاف کی جانب کیا"عفاف تم کہتی ہو نا کہ اللہ نے سب کو ایک دوسرے سے الگ بنایا ہے کوئی کالا ہے کوئی سفید کوئی پیلی جلد والا یہ چیزیں ہمیں ایک دوسرے سے الگ اور رئیر بناتی ہیں اور یہ ہی دنیا کی خوبصورتی ہے اگر دنیا میں سب ایک جیسے ہوں تو کیا دنیا کی کوئی خوبصورتی ہو؟"عفاف مسکرائی ابرش مزید بولی"اب دیکھو ہم جڑواں ہیں مگر ہمارے رنگ مختلف ہیں جبکہ ہماری شکل ایک جیسی ہے۔۔یہ ہوتی ہے رئیر نیس"

عفاف کچھ غور و فکر کے بعد گویا ہوئی، "ابرش، ایک بات ہے۔ دادی کو معراج پر ہمیشہ غصہ آتا ہے، مگر ان کا وہ مخصوص بھوجپوری انداز جو غصے میں آتا ہے، وہ کیوں نہیں آتا؟"۔

ابرش مسکرائی اور بولی، "دادی تو ہر وقت ہی اس پر غصہ ہوتی ہیں، اب وہ اپنا خاص انداز اس کے لیے تو نہیں بدلیں گی۔"

وہ چہلی والے انداز میں بولی"ہوت جاوت کروت۔۔ایک دم ہی شاعرانہ اردو سے بھوجپوری، پر آجاتی ہیں وہ جیسے گرگٹ رنگ بدلتا ہے"۔

اس نے گہرا سانس لیا"خیر سو جاؤ جو ہو گا دیکھا جائے گا اللہ اچھا ہی کرے گا"

عفاف مسکرائی اور اس نے اپنی بہن کو گلے لگا لیا اور وہ دونوں ایک دوسرے سے لپٹ کر سو گئیں۔۔۔۔۔

••°••

صبح کا سورج دارال طعام کی کھڑکیوں سے چمک رہا تھا، جہاں خاندان ناشتے کے لیے جمع تھا۔ دادی میز کے سرے سربراہی کرسی پر بیٹھی تھیں، ان کے ہمراہ ان کے دو پسندیدہ پوتے، مہمت اور جبرائیل تھے۔ وہ دونوں کاروباری لباس میں ملبوس تھے، یعنی آج انکا۔ پہلا دن تھا اپنے بزنس کی بھاگ دوڑ سنبھالنے کا۔ جبرائیل نے گہرے سیاہ رنگ کا کوٹ اور ہم رنگ ڈریس پینٹ پہن رکھی تھی اور گہرے سرمائی رنگ کی شرٹ جو کہ پتلون میں اچھے طرز سے ٹک کی گئی تھی اور مہنگی بیلٹ۔۔اس کی شرٹ کے اوپری دو بٹن اتفاقاً کھلے تھے

اس کے بال سلیکے سے بنے تھے اس کی تیز خصوصیات کو واضح کرتے ہوئے. مہمت نے ایک ڈارک چاکلیٹ براؤن ڈریس کوٹ اور پینٹ پہن رکھی تھی ہما سیاہ ڈریس شرٹ کے ساتھ اس کے سفید رنگ سے متصادم تھی۔ اس کے بال سلیکے سے اس نے جمائے رکھے تھے، جس سے اسے ایک بہتر شکل دی گئی تھی۔ وہ دونوں مہنگی گھڑیاں پہنے ہوئے تھے اور مہنگے پرفیوم نے دار الطعام کو معطر کر رکھا تھا ولید کا خاندان، جو ایک رات پہلے گاؤں سے واپس آئے تھے، ابھی تک اپنے کمروں میں آرام کر رہے تھے، اس لیے عارضی نوکرانیوں نے کھانے پینے کی چیزیں پیش کیں۔ میز پر انکا خاصہ موجود تھا۔۔ دادی نے مہمت اور جبرائیل سے بات کی، ان سے ان کے کام اور دن کے منصوبوں کے بارے میں پوچھا۔

انہوں نے شائستگی سے جواب دیا، لیکن ان کی نظریں دروازے پر گھومتی رہیں، کسی کے آنے کا انتظار کر رہی تھیں۔ پھر، ہمہ وقت ہیلز کی ٹک ٹک دارالطعام میں گونجیں انہوں نے توجہ ادھر مرکوز کی عفاف

کھانے کے کمرے میں داخل ہوئی، اس کے پیچھے اس کی بہن ابرش آئی۔ وہ دونوں شاندار تھیں، لیکن مختلف طریقوں سے۔ عفاف نے ایک سمارٹ اور خوبصورت لباس پہنا تھا جو اس کے پیشہ ورانہ کردار کے مطابق تھا۔ ایک ڈھیلے سفید بلاؤز کو اس نے زینت بخشی تھی جس میں معمولی وی نیک کا ڈیزائن تھا اور کھلی ڈلی لمبی پفڈ سلیویس تھیں۔ اس نے اسے سیاہ چپٹی پینٹ کے ساتھ جوڑا جو اسے اچھی طرح سے فٹ بیٹھتا تھا۔ اس نے ایک لمبا، پتلا لاکٹ پہنا جو اس کے بلاؤز سے نیچے جھولتا چمک رہا تھا۔ اس کے پاس ایک سیاہ چمڑے کا بیگ تھا جس میں اس کے لیپ ٹاپ، نوٹ بک اور دیگر ضروری چیزوں کے لیے کافی جگہ تھی۔ اس نے اپنے لباس کو چیتے کی پرنٹ ہیلس کے جوڑے کے ساتھ مکمل کیا جس نے اس کی شکل میں کچھ ذائقہ اور شخصیت کا اضافہ کیا۔ اس کے بال سیدھے اور کھلے تھے، اس کے چہرے کو ڈھانپ رہے تھے۔

اس نے اپنے ہاتھ میں سن گلاسز کو اہلی گہلی سے پکڑ رکھا تھا ، جیسے اپنا مینیکیور دکھا رہی ہو۔ جبرائیل نے حیرت سے اسے دیکھا، اس سے نظریں ہٹانے سے قاصر تھا۔ اس نے اسے اس قدر رسمی لباس پہنے کبھی نہیں دیکھا تھا، اور اسے تعریف اور کشش کا احساس ہوا اس کی نظریں اس پر ٹھہر گئیں دنیا و مافیہا سے بے خبر مانو وقت ساکت رہ گیا ہو وہ یک ٹک اس کو دیکھ رہا تھا کچھ یاد آیا تو اس نے خود کو مدھم سا جھنجھوڑا اور اس کشش کو نظر انداز کیا

دوسری طرف ابرش نے ایک آرام دہ اور وضع دار لباس پہنے تھی جو اس کی چنچل فطرت کے مطابق تھا۔

اس کے لباس کی منحنی وی نیک شیپ تھی- لمبی بٹر فلائے سلیویس جسکا ایک لمبا کپڑا۔ نیچے کو جھول رہا تھا اس سب کے ساتھ ایک ڈھیلا فٹنگ سفید بلاؤز تھا۔

اس نے اسے کالی پتلی جینز کے ساتھ جوڑا جس نے اس کے منحنی خطوط کو گلے لگایا اور اس کی ٹانگیں لمبی کر دیں۔ اس نے ایک لٹکن ہار کے ساتھ رسائی حاصل کی جو اس کے بلاؤز سے مماثل تھی۔ اس نے گولڈ رنگ کی زنجیر کے ہینڈلز کے ساتھ ایک چھوٹا، سیاہ ہینڈ بیگ اٹھایا۔ اس نے اپنے لباس کو سیاہ رنگ کے مماثل اسٹرپی، کھلی انگلیوں والی ایڑیوں کے جوڑے کے ساتھ مکمل کیا۔ اس کے بال گھنگریالے اور ڈھیلے تھے، کندھوں پر گر رہے تھے۔ اس نے ایک چمکدار مسکراہٹ پہن رکھی تھی، جیسے اپنا موڈ دکھا رہی ہو۔ مہت نے حیرت سے اسے دیکھا، اس سے نظریں ہٹانے سے قاصر تھا۔ وہ ہمیشہ سے اسے پسند کرتا تھا، لیکن اس نے خواہش اور تعریف کی ایک لہر محسوس کی۔

وہ بھی اسے یک سوئی سے دیکھ رہا تھا پلک جھپکنا بھول گیا تھا ملازمائیں آجا رہی تھیں اور وہ اطراف کے نقل و حمل سے بے خبر دکھائی دیتا تھا جب تک ابرش عفاف کے ہمراہ اور اس کے سامنے نہ بیٹھ گئی اس کو ہوش نہ آیا جب اس کو ہوش۔ آیا تو اپنے تاثرات کو چھپاتے اس نے گردن کی پشت پر ہاتھ رکھا اور گردن کو کچھ دائیں جانب جھکا کر پھیر لیا جیسے اسے کوئی فرق نہیں پڑتا

دونوں لڑکیوں کو دیکھ کر دادی نے ہانپ لیا۔ ان کے چہرے کا رنگ اترا ہوا تھا اور ان کی آنکھیں صدمے سے پھیل گئی تھیں۔ انہوں نے انہیں اوپر نیچے دیکھا

”آری او ای کیا جہنم کی داروغوں کی پھوپھیاں بنی ہر زہ گردی

کر رہی ہو کس رنگ ڈھنگ کا قبا زیب تن کر رکھا ہے؟“ دونوں کانوں کی لو کو انگلیوں تلے دباتے بولیں

”استغفر اللہ“

عفاف گھبرا کر اپنے چمڑے کے تھیلے کو نیچے رکھتے اوپر ہوئی اور آگے بڑھی۔ اور کپ میں کیٹلی سے چائے ڈالی وہ جانتی تھی کہ دادی اس کے لباس کو منظور نہیں کریں گیں، لیکن اس کے پاس کوئی چارہ نہیں تھا۔ اسے پیشہ ورانہ لباس پہننا تھا۔ ابرش نے دادی کے سوال کو نظر انداز کرتے ہوئے لاپرواہی سے کندھے اچکائے۔ اس نے اپنی کہنی کو میز پر رکھ کر گول سٹیل کی بالیوں کے ساتھ ہلچل مچادی۔ اسے اپنے لباس پر فخر تھا، اور اسے کوئی پرواہ نہیں تھی کہ کوئی کیا سوچتا ہے۔ عفاف نے دادی کی طرف دیکھا جو میز کے سرہانے بیٹھیں تھیں۔ اس نے انہیں ایک اداس مسکراہٹ دی، کسی سہارے کی امید میں۔ دادی نے حیرت سے ان کی طرف دیکھا، لیکن غصے سے نہیں۔ وہ ان کے انتخاب کے بارے میں متجسس تھیں، لیکن وہ انہیں ڈانٹنا نہیں چاہتی تھیں۔

جبرائیل اور مہت نے ایک نظر دادی پر ڈالی، پھر لڑکیوں کی طرف متوجہ ہوئے۔ وہ دونوں ان کی خوبصورتی سے متاثر تھے لیکن ان کی دلیری سے بھی پریشان تھے۔ وہ حیران تھے کہ دادی اماں کیسا ردعمل ظاہر کریں گیں، اور وہ دو کس مصیبت میں پڑ سکتی ہیں۔

ابرش نے اپنے بیگ سے ایئر پوڈز کا ایک ڈبہ نکال کر ائیر پوڈز باہر نکالے اور دادی کو نظر انداز کرتے اس نے ٹھسے سے دونوں ائیر پوڈز کانوں میں ڈال دیے وہ دادی سے ناگزیر لیکچر کو ٹیون کرنا چاہتی تھی۔

وہ دھیمے سے مسکرائی، جیسے کسی کو کچھ کہنے کا چیلنج دے رہی ہو۔ آہستہ آہستہ گھر کے افراد اپنی اپنی نشستوں پر براجمان ہوتے گئے اور ایک ایک سوالیہ نظروں سے دادی کو دیکھا انہوں نے ہوا میں تناؤ محسوس کیا، اور دادی کے بولنے کا انتظار کیا۔

عفاف نے کہا، "دادی، آج آفس میں ہمارا پہلا دن ہے، اس لیے ہمیں یہ کپڑے پہننے ہوں گے۔"۔

اس نے پر اعتماد ہونے کی کوشش کی، لیکن اس کی آواز نے اس کے خوف کو دھوکہ دیا۔ دادی نے ہاتھ ہلاتے ہوئے کہا، "ہاں ہاں رستہ ذہن پر چڑھ رہا ہے ہمارے ولے پاس تمہارے کا کوئی پاکستانی خوکا قبانہ تھا ای کیا گوری میم کے قبا میں لدی ہو"

انہوں نے ان کے بلاؤز اور ٹراؤزر کی طرف اشارہ کیا، اور نامنظور میں سر ہلایا۔ پھر انجلینا کو دیکھا جو گلاس میں جوس بھرتے مرات کو دے رہی تھی انجلینا انکی نظر خود پر محسوس کر کے ایک نظر جھجکتے انکو دیکھا پھر اپنے ناشتہ کے جانب اپنی توجہ مرکوز کی اور چھری کانٹا چلاتے ناشتہ کرنے لگی

عفاف کو اپنے ہونٹ پھڑ پھڑاتے محسوس ہو رہے تھے اس نے لبوں کی پھڑ پھڑاہٹ پر قابو پایا اور چائے کی چسکی لیتے جواب سوچنے لگی چائے کی چسکی بھر وہ کھنکاری اور کپ ٹیبل پر رکھا، "دادی، ہمارے پاس کوئی

بزنس اسٹائل پاکستانی کپڑے نہیں ہیں۔ آپ کو معلوم ہے کہ ہم یونیورسٹی میں ہلکے کپڑے پہنتی تھیں، لیکن اب ہم ایسا نہیں کر سکتیں۔ ہمیں آفس کلچر کے مطابق کپڑے پہننے ہوں گے۔" اسے امید تھی کہ دادی سمجھ جائیں گی، لیکن وہ جانتی تھی کہ اس کا کوئی امکان نہیں۔

دفعتاً سب اپنا ناشتہ کرتے دادی کی باتوں کو سن رہے تھے۔۔ یوسف بھی بس خاموش تھا وہ جانتا تھا اپنی امی کی طبعیت کو اور اس کے لیے یہ حسب معمول تھا۔۔ کیونکہ اپنی امی کو اس نے بچپن سے ایسے ہی دیکھا تھا۔

دادی نے آہ بھری اور کہا، "ہاں ہاں، ماشااللہ، عمدہ ذوق و شوق سے. کام کرو ہیں اپنے کاروبار کا نام عالم میں نیک ناک کرو مگر اپنی جڑوں سے دستبردار مت ہو ہاں"

۔وہ گرمجوشی سے مسکرائیں، اور مزید کہا، "چلو اب کھاؤ۔"۔ انہوں نے پیار سے لبوں کو سُکیڑا۔۔

عفاف نے مسکراہٹ کے ساتھ اثبات میں سر ہلایا اور کہا، "جی، دادی، آپ کا شکریہ۔ ہم آج شاپنگ کرنے جائیں گیں اور کچھ پاکستانی طرز کے کپڑے خریدیں گیں"

دادی نے مسکرا کر کہا، "اعلیٰ!!۔ خاصے سے لطف اندوز ہو میری بچی۔"۔

ابرش نے ائیر پوڈز نکال کر واپس باکس میں رکھ دیں۔ وہ بڑبڑائی، "اللہ کا شکر ہے، پوچھ گچھ ختم ہو گئی۔" اس نے آنکھیں گھما کر دادی کو ایک جعلی مسکراہٹ دی۔ اس نے کہا، "دادی، براہ مہربانی، ہمیں تھوڑا ناشتہ

کرنے دیں پھر ہم مزید بات کر سکتے ہیں." اسے امید تھی کہ دادی انہیں اکیلا چھوڑ دیں گی، لیکن وہ جانتی تھی کہ اس کا کوئی امکان نہیں۔۔۔۔

ابرش کا گستاخانہ تبصرہ سن کر دادی کی آنکھیں بے اعتباری سے پھیل گئیں۔

نورین جو آخری کونے میں بیٹھی بہزاد کو ناشتہ کروا رہی تھی اس نے کنکھیوں سے ابرش کو دیکھا

عفاف نے شرمندگی سے گردن جھکالی دادی ابرش کو ڈانٹنے ہی والی تھیں لیکن سکندر نے اپنا گلا صاف کیا تو دادی بولتے بولتے رک گئیں سکندر نے میز پر اپنے۔ دونوں ہاتھ رکھے اور مسکرا دیا۔ "تو، آپ سب جانتے ہیں کہ، ماشاءاللہ، جبرائیل گریجویشن کر چکا ہے اور مہمت واپس آ گیا ہے۔ آپ یہ بھی جانتے ہیں کہ مہمت کے پاس ایوی ایشن میں ڈگری ہے، لیکن جو چیز زیادہ اہمیت رکھتی ہے وہ تجربہ ہے، ڈگری نہیں۔ اور مہمت نے اپنے والد چنگیز سے بہت کچھ سیکھا ہے۔ میرا بیٹا جبرائیل بھی انشااللہ ایک اچھا بزنس مین بنے گا، وہ میرے نقش قدم پر چل کر میرا فخر بنے گا" اس نے عفاف اور ابرش کی طرف دیکھا اور کہا، "اور ہماری دونوں بیٹیاں بھی ہمارے ساتھ کاروبار میں شامل ہوں گیں۔ دونوں ہوشیار اور قابل ہیں، اور دونوں بزنس کو بوسٹ کرنے کے لیئے نئے آئیڈیاز اور نقطہ نظر لائیں گیں۔" اس نے مسکراتے ہوئے کہا "ہمارا سارا کاروبار ہمارے بچوں کا ہے اور انشاء اللہ ہمارے بعد وہ اس کاروبار کو نئی بلندیوں پر لے جائیں گے۔ سب نے ہم آواز "آمین" کہا اور مسکرائے۔ وہ سکندر کی تعریف اور حوصلہ افزائی کے کلمات سن کر خوش ہوئے۔

"اب ناشتہ کریئے" سکندر نے میز پر رکھے خاصے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

••••°••••

ہمیشہ کی طرح معراج آج بھی بھولا دیا گیا تھا جسے، ہمیشہ نظر انداز کیا گیا تھا، جسے ہمیشہ اکیلا چھوڑا گیا تھا سب کا نام لیا گیا مگر معراج کو بھولا دیا گیا.. کیا اس بزنس پر معراج کا حق نہ تھا؟ کیا معراج اس بزنس پر اتنا حق نہ رکھتا تھا جتنا گھر کے بقیا بچے رکھتے تھے۔۔ وہ ناشتے کی میز پر کبھی شامل نہیں ہوا اور نہ ہی کسی نے اس کی غیر موجودگی پر توجہ دی وہ اپنے ہی گھر میں اجنبی تھا، ایسا گھر جو کبھی گھر جیسا محسوس نہیں ہوتا تھا۔ کسی نے اس کی پرواہ نہیں کی، کسی نے اس پر مہربانی نہیں کی۔ اس کے ساتھ ایسا سلوک کیا گیا جیسے وہ اچھوت ہو، جیسے وہ کوئی گندا کیڑا ہو۔ وہ نہیں جانتا تھا کہ اسے یہ سب کیوں جھیلنا پڑا، جب وہ سب کے جذبات کی قدر کرتا تھا تو کسی نے اس کی تعریف کیوں نہیں کی، جب وہ سب کے ساتھ اچھا تھا تو کوئی اس کے ساتھ اچھا کیوں نہیں تھا۔

۔۔

اپنی تھوڑی تلے ہاتھ رکھے ابرش نوالہ چبھا رہی تھی اور وہ یہ سب سوچ رہی تھی کہ اس کی سوچ کی بازگشت اس کے والد نے کی جیسے انہوں نے ابرش کے دل کی بات سن لی ہو۔۔ یوسف انجلینا کو جوس کا گلاس تھماتے پیچھے ہوا اس نے کہنیوں کو ٹیبل پر رکھا دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو۔ باہم پھنسا لیا اور محتاط انداز میں سکندر کو بولا "یہ تو اچھی بات ہے سکندر مگر تم بھول رہے ہو تمہارا ایک اور بھی بیٹا ہے جسکا نام معراج ہے" ماحول میں سکوت چھا گیا۔ سب نے پر اسرار اور معنی خیز نظروں کا تبادلہ کیا

ابرش مدھم مسکرائی اسے اپنے باپ پر فخر ہوا۔

سکندر نے اسے گہری نظروں سے دیکھا اور اٹل لہجے میں بولا "میری بیوی، نازش ہے اور نازش سے میرا بیٹا جبرائیل ہے اور جو کچھ بھی میرا ہے وہ، جبرائیل کا ہے"۔

یہ بات نئی پیڑھی کو کچھ ٹھٹکی ابرش کی پتلیاں سکڑ گئیں اور اس نے عفاف سے نہ سمجھ نظروں کا تبادلہ کیا عفاف بس شانے اچکا پائی۔۔

یوسف تلخ مسکرایا "دو لوگوں کی غلطی کی سزا کوئی۔ تیسرا کاٹ رہا ہے"۔

نورین نے نظریں جھکا لیں اور بہزاد کو کھانا کھیلانے لگی۔۔ سکندر بھی مسکرایا اس نے گردن کچھ ہلکا سا نیچے کیا پھر یوسف کو دیکھا "اس کا نصیب" وہ ڈِھٹائی سے بولا۔۔

دادی نے جھجکتے نئی پشت کو دیکھا اور کچھ سمجھتے فوراً بولیں

"ارے بھائی اچھا ہی ہے اس موئے کو کاروبار سے دور ہی رکھو ورنہ کاروبار کی لکیر جو بلندیوں کو پہنچ رہی ہے وہ سیدھا نیچے کو گرے گی سوائے پشیمانیوں کے کچھ بھی نہ ہو گا"

ابرش، اس کے سامنے بڑھتے ہوئے دشواری سے نمٹ رہی تھی، اس نے اپنا سکون پھسلتا ہوا پایا۔ جیسے جیسے حالات کا وزن کم ہوتا گیا، اس کے صبر کا پیمانہ لبریز ہوتا گیا۔ اس کے چہرے پر مایوسی چھائی ہوئی تھی، اس نے اپنی شہادت کی دو انگلیاں اپنی کنپٹی کے دونوں طرف رکھ کر سکون حاصل کیا، تھکن کا ایک خاموش

اشارہ اور اپنے خیالات کو جمع کرنے کی ضرورت۔ اس عمل کے بعد اس کی کرنسی کو پر عزم سیدھا کیا گیا، ایک خاموش اعلان کہ چیلنجوں کے باوجود، اسے آزمائش کا سامنا کرنا پڑے گا۔۔۔۔

آنکھوں میں غصے کی آگ کے ساتھ، ابرش نے اپنی دادی کی طرف ایک شدید نظر ڈالتے ہوئے ڈھٹائی سے کہا، "وہ آپ لوگوں کے کاروبار پر لعنت بھیجتا ہے۔" اس کے الفاظ کمرے میں گونجنے لگے جب اس نے وہاں موجود لوگوں کے چہروں کو سکین کیا، یہ ایک جرات مندانہ عمل تھا جس نے سب کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ تناؤ کو محسوس کرتے ہوئے، ایک اجتماعی بے چینی ختم ہو گئی، اور سب کی نظریں اس پر جم گئیں۔

آنے والے طوفان سے واقف یوسف نے ابرش کا سختی سے نام لیا "ابرش" اور اسے خبر دار کیا۔

ساتھ ہی ساتھ بیٹھی عفاف نے کشمکش کو بھانپ لیا۔ اس نے آگے بڑھ کر ابرش کا ہاتھ مضبوطی سے پکڑا اور آنے والے اشتعال کو روکنے کی کوشش کی۔ ہاتھ کی حرکت نے عفاف کی تحمل کی درخواست، ممکنہ تصادم کو ٹالنے کی خاموش کوشش کی، جبکہ اس کے چہرے کے تاثرات بڑھتے ہوئے حالات پر تشویش کی عکاسی کرتے ہیں۔

عفاف نے ایک ثابت قدم نگاہ ابرش پر جمائی، اس کا سر نامنظور حرکت میں ہلکے سے ہل رہا تھا۔

اس کے ہونٹ ہلے، خاموش الفاظ بول رہے تھے جو ایک التجا کا جوہر رکھتے تھے، ابرش کو رکنے کی التجا کرنے کی ایک بے چین کوشش۔ اس کی التجا کی باریک بینی میں ایک نازک عجلت تھی، اس کا انداز خاموش التجا کا

مجسمہ تھا۔ عفاف کی مداخلت کی بھرپور کوشش کے باوجود، ابرش اپنی حرکتوں سے باز رہنے کی خاموش درخواست سے غافل رہی اس

نے عفاف کو دیکھا اور وہ اپنی جگہ سے کھڑی ہوئی۔

"اسکو ضرورت نہیں ہے آپ لوگوں کے بزنس کی یا خیرات کی نہ ہی اس کی انا کو یہ گوارا ہے ماشااللہ سے اپنی محنت سے وہ پڑھا ہے سب کچھ اس نے خود کیا ہے اور اب بھی اپنا مستقبل اس نے خود بنایا ہے وہ ایک بینک میں منیجر ہے اور ماشااللہ سے اس کے دو ریستوران ہیں جس کو اس نے کرائے پر دیا ہوا ہے اسکو ضرورت نہیں ہے آپ لوگوں کے ان پیسوں کی"۔

دادی کے تو مانو ۔۔ سر میں آگ لگی اور تلووں میں بجھی ۔ معراج کی ترقی شائید انسے ہضم نہ ہوئی مُتَعَجِّبانَہ انداز میں انہوں نے اوپر۔سے نیچے ابرش کو دیکھا

اپنے چھوٹے سے بیگ کو سختی سے پکڑے، اس نے مقصد کے ساتھ اپنے قدموں کو دروازے کی طرف موڑ دیا، اور وسیع و عریض راستے سے گزری تماشائیوں کے درمیان نظروں کا تبادلہ ہوتے ہی کمرے میں ایک شدید خاموشی چھاگئی۔ مہمت اور جبرائیل نے نظروں کا تبادلہ کیا۔

واقعات کے غیر متوقع موڑ کو درج کرتے ہوئے بڑی بی کا منہ بے اعتباری سے لٹک گیا۔

دریں اثنا، عفاف معزرت خوانہ تاثرات لیے ایک ایک نظر سکندر اور بڑی بی کو۔ دیکھتے بولی اس کی ہمدردی واضح تھی۔ "مجھے افسوس ہے، تایا ابو اور دادی،"۔

عفاف خلا کو پر کرنے کی کوشش کرتے ہوئے مزید بولی "دراصل، وہ معراج کا بہت خیال رکھتی ہے۔ وہ اس کا دوست ہے، اور وہ اس کے بارے میں کوئی منفی بات سننا برداشت نہیں کر سکتی۔"۔

سکندر نے انکشاف کو تسلیم کرتے ہوئے سر موڑ لیا۔ رازداری کی ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے یوسف نے عفاف کو آنکھوں سے اشارہ کیا بے ساختہ بات کو سمجھ کر عفاف نے کرسی کو پیچھے کے جانب سرکا جسے ایک آواز پیدا ہوئی اس نے سر ہلایا اور اپنی سیٹ سے اٹھ گئی۔ جیسے ہی وہ کمرے سے باہر نکلی، واضح تناؤ پیچھے رہ گیا، جو دیواروں کے اندر اس کے پیچھے رہ گیا تھا۔۔۔۔۔

••°••

ابرش چیکنا بی ایم ڈبلیو سیون کی سیریز کے دروازے کے ساتھ ٹیک لگائے ہاتھ سینے سے لپیٹے کھڑی تھی اس کی

خصوصیات میں غصے کا ایک منظر تھا۔ لگژری کار سے ٹیک لگا کر اسے چوکس محافظوں نے گھیر لیا۔ ایک سبز چھتری اس کے سر پر سجی ہوئی تھی، دائیں طرف ایک شاندار مور فخر سے کھڑا تھا، اس کے پنکھ ہوا میں پھیلے

تھے اور وہ گول گول گھومتا رقص کر رہا تھا۔ گلاب اور موتیے نے ہوا کو معطر کر دیا۔ ایک مصنوعی نہر نے دور زمین کی تزئین کو اپنی طرف متوجہ کیا، اور ایک جھولا ہلکی ہوا کے جھونکے میں آہستہ سے ڈول رہا تھا۔

ابرش کے کنڈل تالے ہوا کے جھونکے میں رقص کر رہے تھے، اس نے اپنے کانوں کے پیچھے چند لٹوں کو ٹکاتے ہوئے دوبارہ سامنے خلا کو دیکھا وہ کسی گہرے تخیل میں کھوئی سی لگ رہی تھی۔

ایک مسکراہٹ کے ساتھ اس کے قریب آتے ہوئے، مہمت، کا کوٹ گرمیوں کی ہلکی ہلکی بادِ صرصر میں پھڑ پھڑا رہا تھا، وہ سن گلاسز پہنے تھا جو اس کی آنکھوں کو دھوپ کی خطرناک کرنوں سے بچاتا تھا۔ ابرش اپنے خیالوں میں گم تھی کہ وہ کب آیا۔ "چلو، غصے کی ملکہ،" مہمت کی آواز نے لمحہ بھر کے لیے اس کے غصے کو دور کرتے ہوئے اس کے جذبات کو توڑ دیا۔ اس نے جواب میں ہلکی سی مسکراہٹ پیش کی۔ "اگر عفاف اور جبرائیل آئیں تو چلتے ہیں"۔

فرنٹ سیٹ کا دروازہ پھل پھول کر کھولتے ہوئے، مہمت نے ابرش کو بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ "وہ لوگ پہلے ہی پچھلے گیٹ سے گزر چکے ہیں،"۔

ابرش سیدھی ہوئی اور شانے اچکائے۔ وہ کھلے دروازے سے اندر۔ جاتی کچھ دیر رکی اور مہمت کو دیکھا۔ "، مجھے اس کی ضرورت نہیں تھی، میں اسے کھول دیتی۔" پھر اس نے مسکراہٹ دبائی اور اندر بیٹھی گئی مہمت نے دروازہ بند کیا اور گول چکر لگاتے ڈرائیونگ سیٹ پر جا کر بیٹھا۔

جیسے ہی گاڑی حرکت میں آئی، مہمت، جو اب ڈرائیور کی سیٹ پر ہے، نے ریمارکس دیے، "مہمت نہیں چاہتا کہ ابرش اپنے لیے گاڑی کا دروازہ کھولے جب مہمت موجود ہو۔"۔

ابرش نے اسے دیکھا، اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ کھیل رہی تھی۔ "کیا یہ خاص احسان صرف میرے لیے ہے؟"۔ اس نے استفسار کیا۔

مہمت نے لاپرواہی سے کندھے اچکائے، "تم پہلی لڑکی ہو جس کے بارے میں میں اتنا سوچتا ہوں۔"۔

ابرش، ابہام سے دوچار، حقیقت کو نہیں سمجھ سکی یا شاید نہ سمجھنے کا انتخاب کیا۔ گاڑی گیٹ سے گزری، گارڈز نے سلامی دی گیٹ ایٹومیٹکلی کھل گیا مور، اپنے شاہانہ موقف پر بیٹھا ہوا، اُڑان بھری اس کے شاندار دم کے پنکھ ہوا میں اڑ رہے تھے۔ "تو، میں خوش قسمت ہوں،" ابرش نے چونک کر اس کی نظریں باہر رکھی۔ گرتے ہوئے مکانوں کو پیچھے چھوڑ کر، وہ بڑے درختوں کے سائے کے نیچے اترتے ہوئے آگے بڑھے۔ جیسے ہی وہ درختوں والے راستے سے نکلے، ابرش کا چہرہ چمک اٹھا، اس کی خوبصورت بھوری آنکھیں چمک رہی تھیں۔

اس کی آنکھوں کی چمک کو ایک بار دیکھتے، مہمت نے دل ہی دل میں سوچا، "کاش تم میری خاموشی کو سمجھ سکتی، ابرش، تمہیں معلوم ہوتا کہ تم میرے دل میں کیا مقام رکھتی ہو۔" انسان کی اکثر زندگی لفظ "کاش" سے بھری ہوتی ہے انسان کی کہیں خواہشات ہوتی ہیں مگر ضروری نہیں کہ ہر خواہش پوری ہو۔۔

۔۔اس نے اپنی توجہ سامنے مرکوز کی۔۔اور گاڑی شاہراہ پر دوڑ پڑی۔۔۔۔

•••••••••••°•••••••••••

جبرائیل کی اسپورٹس کار اسلام آباد کی سرسبز و شاداب سڑکوں کو کاٹتی ہوئی ایک اچھی طرح سے دیکھ بھال کرنے والی سڑک پر گشت کرتی ہوئی ایک دلکش منظر سے گزری۔ سڑک، احتیاط سے تیار کیے گئے لان اور درختوں سے ڈھکی ہوئی، سرمئی اسفالٹ کے لیے ایک تازگی کنٹراسٹ فراہم کرتی ہے۔

افق کی طرف بڑھتے ہوئے، اس نے ایک صاف آسمان کے خلاف بلند و بالا شاندار پہاڑوں کی قیادت کی، جس نے زمین کی تزئین کی گہرائی اور شان و شوکت کا حصہ ڈالا۔

دور سے نظر آتی نقطہ برابر فیصل مسجد۔۔خوبصورتی کا پیکر تھی۔۔۔اس تصویر نے ایک پرسکون ماحول کا اظہار کیا، صبح سویرے یا دیر سے دوپہر کے سکون کو اپنی گرفت میں لے لیا۔

اسفالٹ روڈ، اسٹریٹ لائٹس کے ساتھ قطار میں، مسافروں کے لیے حفاظت اور سہولت کو یقینی بنانے کے لیے فعالیت اور رسائی کا مشورہ دیتی ہے۔

جبرائیل، اپنی اسپورٹس کار میں آرام سے بیٹھے ہوئے تھا، اپنا کوٹ اتار کر ڈرائیونگ سیٹ کی پشت سے لٹکا چکا تھا اور اپنی شرٹ کی آستینیں لپیٹ چکا تھا جسے اس کی کسرتی رگدار بازو واضح تھے اس کی ساعِد پر ایک

ورائیر سوارڈ کا ٹیٹو تھا۔ سن گلاسز لگاتے ہوئے، اس نے دھیان سے گاڑی چلائی۔ سن گلاسز میں عفاف بھی اس کے ساتھ تھی۔

اس کے برابر بیٹھی اسے استغراق سے دیکھ رہی تھی اس کے چہرے پر مسکان تھی

ایک لمحہ قربت میں عفاف اپنے دل میں اپنے جذبات بولی، "اگر یہ مجھ پر منحصر ہوتا تو میں یہ دنیا تمہارے لیے قربان کر دیتی لیکن دنیا اس کے لیے کیا قربان ہو جو خود دنیا ہو۔"

جبرائیل کی نظریں آگے مرکوز تھیں، وہ یکدم بولا "اب میں تمہاری ان نظروں کا عادی ہو گیا ہوں، کیا میرے چہرے پر کچھ خاص لکھا ہے؟"۔

عفاف چونک گئی کہ اس نے اس کی نظروں کو دیکھا، اپنی نظریں ہٹانے سے پہلے ہچکچائی۔۔وہ کیا بے وُقوف تھی یا وہ یہ جانتی نہیں تھی کہ انسان کے پاس محسوس کرنے کی بھی حس ہوتی ہے۔۔جبرائیل نے اسٹیئرنگ سنبھالتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔ بغیر کسی بہانے کے، عفاف نے اعتراف کیا، "مجھے تمہارا ڈمپل پسند ہے میں صرف وہ دیکھ رہی تھی۔" معصومیت سے اس نے نظریں جھکا لیں۔

جس کی مسکراہٹ عفاف کی تعریف کو اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہے، صرف اس کا تصور ہی کر سکتے ہیں کہ وہ اس لذت آمیز تاثرات کو ظاہر کرتے ہوئے کس نا قابل تلافی دلکشی کا اظہار کرتا ہو گا۔۔۔

جبرائیل نے مسکراتے ہوئے تسلیم کیا، "اگر مجھے اپنے جبڑے میں درد ہونے کا خوف نہ ہوتا تو میں سارا دن تمہارے سامنے مسکراتا بیٹھا رہتا۔"۔

جیسے ہی سورج کی تیز شعاعیں ڈھل رہی تھیں، عفاف نے شرماتے ہوئے اپنے ناخنوں کو ایک تیز حرکت میں حرکت دی، اس کے ہونٹوں پر ایک مدھم مسکراہٹ کھیل رہی تھی۔ جبرائیل نے اس کی تعریف کرتے ہوئے کہا، "تم شرماتے ہوئے اتنی خوبصورت لگ رہی ہو، جیسے کسی پھول کی پنکھڑیاں کرسٹل صاف پانی پر گرتی ہوں۔"۔ عفاف اپنی نظریں برقرار رکھتے ہوئے مسکرائی اور پھر اپنی توجہ باہر کی طرف موڑ لی، ایک لمحے کے جوہر کو قدرتی حسن اور لطیف رابطوں سے بھرا ہوا تھا۔۔۔

۔۔۔۔۔۔

دفتر کی ایک بلند عمارت نے توجہ کا حکم دیا، اس کا اگواڑا چمکتے نیلے شیشے سے مزین ہے جو سورج کی چمک کو ظاہر کرتا ہے۔ چوکس محافظوں اور سرسبز و شاداب ہریالی کے سائے میں ڈھانپے ہوئے دائرے نے اختیار کی فضا کو جنم دیا۔ اس کے دل میں، ایک فوارا منظر کو آراستہ کر رہا تھا، اس کا جھرنا پانی ایک مسحور کن رقص کر رہا تھا جب سورج کی روشنی اس پانی سے منعکس ہوتی تو پانی کے قطرے موتیوں کی طرح چمکتے۔ جبرائیل کی گاڑی بائیں طرف سے اور مہمت کی دائیں طرف سے قریب آئی تو ایک ہم آہنگی رک گئی۔ اپنی گاڑیوں سے باہر نکلتے ہوئے، مہمت اور ابرش عفاف اور جبرائیل شامل ہوئے۔ نگاہوں کے تبادلے اور نظروں کے تبادلے نے امید کو مزید بڑھا دیا۔ جبرائیل نے اپنا اعتماد کی ہوا کے ساتھ، وہ آگے بڑھے، ساعِد پر کوٹ

ڈالے ہوئے تھے، شرٹ کے کف خوبصورتی سے لپٹے ہوئے تھے، جو سورج کی روشنی میں چمکتے ہوئے عضلاتی، رگوں والے بازوؤں کو ظاہر کرتے تھے

جیسا کہ عفاف اور ابرش مہمت اور جبرائیل کے ساتھ مل کر آگے بڑھیں ان کی ہر حرکت فضل اور اعتماد کا ایک دلکش امتزاج پیدا کرتی تھی۔

ان کی ایڑیوں کی تال کی تال کمانڈنگ سٹرائڈ کے ساتھ ہم آہنگی میں گونج رہی تھی۔

عفاف نے اپنے سن گلاسز کے ساتھ آسانی سے اپنے سر پر بیٹھتے ہوئے اپنے ہاتھ کو اپنے بہتے ہوئے لباس کے کنارے کو ہلکے سے چرانے دیا۔

اس کی انگلیوں نے باریک بینی سے ایک غیر مرئی لکیر کا سراغ لگایا، جس سے اس کے چلنے میں نفاست کا ایک لمس شامل ہوا۔ اس کے ہاتھ اہلی گہلی سے مٹکتے ایک نازک جھلک اس کے قدموں کی فطری رفتار کو واضح کر رہی تھی۔

دوسری طرف ابرش نے خود کو پر سکون طاقت کی ہوا سے آراستہ کیا۔ اس کے ہاتھ خوبصورتی سے اس کے سامنے جکڑے ہوئے تھے، کبھی کبھار لطیف حرکات کے ساتھ اشارہ کرتے تھے۔ ہر قدم بامقصد لگ رہا تھا، جیسے نیچے فرش پر اس کی موجودگی کا تاثر چھوڑ رہا ہو۔ اُن کے چہروں سے ایک ایسا اعتماد جھلک رہا تھا جو عام سے بڑھ کر تھا۔ عفاف کی مسکراہٹ، ایک لطیف منحنی خطوط، ایک اندرونی سکون کی طرف اشارہ کرتی

تھی۔ ابرش کی پر عزم نگاہیں بول رہی تھیں، اس کی نگاہیں غیر متزلزل عزم کے ساتھ منزل پر مرکوز تھیں۔ ایک ساتھ، ان کا چہل قدمی محض ایک تحریک نہیں تھی۔ یہ طاقت اور نفاست کی کوریوگرافی تھی۔ کیونکہ لڑکیوں نے ہر قدم کے ساتھ اپنی موجودگی کو خوش اسلوبی سے ظاہر کیا۔

اسفندیار خندن کے ورثے میں، یہ چار افراد بصیرت کے شاندار مجسمہ بن کر ابھرے۔ ان کی اجتماعی صلاحیت نے خاندانی کاروبار کو بے مثال بلندیوں تک لے جانے کے لیے محرک قوت کا کام کریں گے اسفندیار خاندان نے انہیں ان آنکھوں کے طور پر دیکھا جو انٹرپرائز کے مستقبل کو دیکھ رہے تھے۔

ان کی ہم آہنگی کی کوششوں نے آگے کا راستہ روشن کیا، خوشحالی اور خاندان کی معزز میراث کی مسلسل کامیابی کو یقینی بنائیں گے۔

ان کا عزم اور لگن وہ بنیاد ہو گی جس پر اسفندیار خاندان کی خواہشات کو ٹھوس بنیاد ملے گی۔

یہ چاروں، اپنی مخصوص خصوصیات اور اٹل عزم کے ساتھ، محض ساتھی نہیں ہوں گے۔ یہ وہ تابناک روشنی بنے گے جو اسفندیار خاندان کو بے مثال وقار اور فخر سے آراستہ کریں گے ان کے کارناموں کا مقدر فتح کی داستان رقم کرنا ہو گا جس میں اسفندیار خاندان کا نام کامیابی کی تاریخوں میں شامل کیا جائے گا۔۔

چاروں کے گرد ہوشیار محافظوں کا ایک تحفظی ڈھال بن گیا تھا جو ان کی پیش قدمی میں مدد گار ثابت ہوا۔ دفتر کے عظیم الشان داخلے کا منظر ان کے سامنے ایک ایک کر کے کھلتا گیا جب بڑے بڑے دروازے کھل گئے اور ان کو ایک وسیع، ہوائی کنڈیشن شدہ جگہ میں داخل ہونے کی اجازت دی جس نے ان کی اختیار کو زور دیا اور ان کے داخلے کو دیکھنے والوں پر ایک ناقابل مٹنے والا اثر چھوڑا۔

دفتر، وسیع اور خوبصورت، دائیں طرف ایک نمایاں سٹینڈ پر مشتمل تھا جو اسفندیار خاندان کی دولتمند وراثت کو بیان کرنے والے عمدہ فنون لطیفہ کی نمائش کا موقع فراہم کرتا تھا۔ سائڈ پر ایلیویٹرز اور سیڑھیاں اوپر کی منزل تک رسائی کا ذریعہ تھیں جبکہ اوپر سے ایک شاندار چاندنی لٹک رہی تھی جو ارد گرد کی چیزوں پر ایک گرم روشنی ڈالتی تھی۔

ریسپشن پر ایک متوازن لڑکی فوراً اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی اور دفتر کے ملازمین، چاروں کی اہمیت کو پہچانتے ہوئے، ان کا احترام کرتے ہوئے کھڑے ہو گئے۔ عفاف اور ابرش نرمی سے ملازمین کو مشاہدہ کرتی رہیں جبکہ جبرائیل اور مہمت نے اپنی توجہ عفاف اور ابرش کی طرف موڑی۔ اور مسکرا دیے۔۔

جب وہ ایک کمرے کی طرف بڑھتے گئے تو ہموار۔ چیکنا فرش پر ان کے ہر قدم کی گونج انتہائی محنت سے منتخب کی گئی آرائش کے ساتھ ہم آہنگ تھی۔

جدیدیت اور نفاست کا ایک مکمل مجموعہ اس خوبصورتی سے تیار کردہ جگہ میں نظر آتا تھا، چاہے وہ ریسپشن کے علاقے میں ہموار کاؤنٹرز اور جدید فرنیچر ہوں یا ذائقہ دار آرائش سے سجے ہوئے کیوبیکلز۔

۔۔ایک کمرہ جو بالکل سامنے تھا اس کے باہر ایک ملازم مودب انداز میں ہاتھ باندھے کھڑا تھا جیسے ہی وہ چار دروازے کے جانب بڑھے اس ملازم نے اس دروازے کو انکے لیے کھول دیا۔۔

اس کمرے میں داخل ہوتے ہوئے چاروں نے ماحول پر ایک ناقابل مٹنے والا اثر چھوڑا جہاں محافظ باہر نگرانی کر رہے تھے۔ دفتر، شان اور کامیابی کا ایک علامت تھا جو اسلوب، کارکردگی اور ثقافتی دولت کا ایک کامل مجموعہ بن گیا۔۔۔۔

•••••••°•••••••

ان کے سامنے دفتر کا منظر پھیلا ہوا تھا، جدید عیش و عشرت کا ایک شاندار ثبوت۔ وسیع کمرے میں قدرتی روشنی کی نرم جھلک نے شاندار فرنیچر اور انتہائی محنت سے منتخب کی گئی فنکاری کے عناصر پر ایک روحانی ماحول ڈالا۔ ایک بڑی خد نما کھڑکی نے شاندار پہاڑوں کا ایک پر اسرار منظر فریم کیا، جس نے کمرے میں قدرت کی شاہانہ شان کا ایک جھلک دی۔

کمرے کے مرکز میں ایک بڑی میز کھڑی تھی، جس کے دونوں طرف دو آرام دہ کرسیاں تھیں، جو کام کرنے یا عزیز مہمانوں کی میزبانی کرنے کی دعوت دیتی تھیں۔ ایک مجسمہ نما شاہکار نے میز کو سجایا تھا، جو تخلیقیت اور شخصیت کا ایک اظہار تھا اور ماحول میں ایک منفرد انداز لاتا تھا۔ میز کے پیچھے ایک تصویر لٹکی ہوئی تھی جس میں ایک پر سکون منظر نظارہ دکھایا گیا تھا، جو کھڑکی سے دکھائی دینے والے پہاڑوں کی تیزی اور کشش کے ساتھ ایک تیز تضاد پیدا کرتا تھا۔

میز کے بائیں طرف ایک ذائقہ دار طور پر ترتیب دی گئی بیٹھنے کی جگہ تھی، ۔اور سامنے میز۔ صوفوں کا سیاہ سرمئی رنگ کمرے کے رنگ کے ساتھ بہترین طور پر ملتا جلتا تھا، جبکہ پاؤں کے نیچے بچھی ہوئی پیچیدہ قالین نے کمرے میں گرمی اور بناوٹ کا ایک عنصر متعارف کرایا۔ قالین کا جیومیٹریائی نمونہ، جو سرمئی، سفید اور کالے رنگوں میں تھا، دیواروں پر لگی ہوئی لکڑی کی چھتری کے ساتھ ہم آہنگ تھا۔

دیواریں، جو چمکیلی لکڑی کی چھتری سے سجی ہوئی تھیں، ایک عیش و عشرت کا ماحول پیدا کرتی تھیں، جو کھڑکی سے آنے والی روشنی کو عکاسی کرتی تھیں۔ یہ بہت بڑی کھڑکی، ایک دلکش خصوصیت، صرف سانس لینے والے پہاڑوں کی وسیع جگہ کو نہیں کھولتی تھی بلکہ کمرے میں ایک روشن جھلک بھی ڈالتی تھی، جو ایک روشن اور ہوادار ماحول کو فروغ دیتی تھی۔

کمرے میں ہر جگہ سوچ سمجھ کر رکھے گئے آرائشی اشیاء—گلدان، مجسمے اور پودے—رنگ اور زندگی کے چھینٹے ڈالتے تھے۔ ایک دھاتی بورڈ، جس پر بہادری سے "کرسٹل" لکھا ہوا تھا، کمپنی یا مالک کی شناخت کا اشارہ کرتا تھا۔ اس بورڈ کی جدید اور ہموار ڈیزائن کمرے کے کل انداز کے ساتھ بہترین طور پر ملتی جلتی تھی۔

یہ دفتر ایک جدید عیش و عشرت کا دلکش سرگرم تھا، جہاں مالک کام، ملاقاتوں اور آرام کے درمیان بے جوڑی سے منتقل ہو سکتا تھا۔ ہر تفصیل ان کے ذائقے، شخصیت اور کامیابیوں کا بیان کرتی تھی، جو کمپنی کی

تصویر اور اقدار کے ساتھ ہم آہنگ تھی۔ کمرے میں فنکاری اور قدرتی عناصروں کا مل جل ایک خوبصورت ہم آہنگی پیدا کرتا تھا جو ہوا میں ایک باریکی سے ترتیب دیے گئے سرود کی طرح ٹھہرتا تھا۔

۔کمرے میں میز کے ارد گرد ایک امید کی ہوا لٹکی ہوئی تھی جہاں سکندر، یوسف اور چنگیز بامعنی بحث میں مصروف تھے، ایک اہم فائل پر چھیڑ چھاڑ کر رہے تھے۔ دریں اثنا، جبرائیل اور مہمت نے اعتماد کے ساتھ قیادت سنبھالی، عفاف اور ابرش کے ساتھ۔ جبرائیل کے فوری استفسار نے بحث کو ختم کر دیا، "اب مجھے میٹنگ کے بارے میں بتایئے"۔

سکندر نے اپنے بیٹے کو سر سے پاؤں تک دیکھتے ہوئے کہا، "تم نے آج آفس جوائن کیا ہے، اور تم بغیر کسی تیاری کے فوراً میٹنگ میں جانا چاہتے ہو؟"۔ جبرائیل، جو ہمیشہ خطرہ مول لینے والا تھا، نے جواب میں آنکھیں گھما کر کہا،"

"Dad I am a risk taker" اس نے دونوں ہاتھ ہوا میں پھیلاتے کہا

اپنی نگاہیں مہمت، عفاف اور ابرش کی طرف موڑتے ہوئے، جبرائیل نے زور دے کر کہا، "یہ گروپ کچھ بھی سنبھال سکتا ہے۔ ہمیں کچھ وقت دیں ہم سلائیڈز کا جائزہ لیں گے، اور باقی ہم پر چھوڑ دیں آپ۔"۔

مہمت مسکراتے ہوئے بولا، "فکر نہ کریں تایا جان، ہم اسفندیار ہیں۔ ہم کچھ بھی کر سکتے ہیں۔ ہم دنیا کو اپنی انگلیوں پر گھومنے کا فن جانتے ہیں۔"۔

اونچائیوں اور ہواؤں سے مہمت کی وابستگی واضح تھی، ہواؤں کے بادشاہ کی طرح اونچا کھڑا تھا، وہ جب بولتا تھا توسب اس کو سنتے تھے۔ عفاف مسکراتے بولی "جی چچا، ہمیں ایک موقع دیں۔"۔

سکندر نے جیسے ہی بولنا شروع کیا، ابرش، بظاہر لاتعلق دکھائی دے رہی تھی، صوفے پر بیٹھ گئی، اتفاق سے اپنے ناخنوں سے گند نکالنے والے انداز میں لاپرواہی سے گویا ہوئی۔

"ٹھیک ہے، میں اتنے بڑے کام نہیں کروں گی۔ نہ ہی میں رِسک ٹیکر ہوں اور نہ ہی مجھے ہواؤں میں رہنے آتا ہے مجھے سیکھنے کے لیے کچھ وقت چاہیے۔"۔ اس کی دلیری کے باوجود، یوسف نے آنکھیں بند کرنے کا انتخاب کیا، اور چنگیز نے مسکراتے ہوئے جواب دیا، "تو، آپ نے کس چیز میں ڈگری حاصل کی ہے جب آپ میں اتنا کونفیڈینس ہی نہیں کہ آپ لوگوں کا سامنا نہیں کر سکتیں۔؟"۔

ابرش نے آنکھیں گھماتے ہوئے جواب دیا، "آپ نے تجربہ کے بارے میں سنا ہے، تجربہ اور ڈگری میں بڑا فرق ہوتا ہے۔"۔

سب کی نظریں اس پر جمی ہوئی تھیں، جو قہقہے لگا رہی تھی۔ یوسف نے مداخلت کرتے ہوئے ابرش کو گھورا "ابرش"۔

ابرش جواباً لاپرواہ بولی "آپ لوگ جائیں، میں دفتر میں رہوں گی۔"۔

یوسف نے ابرش کو اپنے ساتھ جانے کا اشارہ کیا تو وہ یہ کہتے ہوئے اٹھ کھڑی ہوئی، "ٹھیک ہے بابا، چلتے ہیں۔"۔

جب وہ باہر نکلی تو یوسف نے سکندر کے ساتھ ایک نظر ڈالی، گویا کہہ رہا ہو، میں اس سے کیا کہہ سکتا ہوں اس جاندار تبادلے میں ہر اشارہ اور اظہار نے ہلچل سے بھرے دفتر کی جگہ میں ان کی حرکیات کا ایک وشد جھانکی تیار کی۔۔۔

•••••••°•••••••

میٹینگ۔ روم توقع سے تناؤ کا شکار تھا۔ دائیں طرف، جبرائیل اور اس کے کزنز اپنے فولڈرز اور لیپ ٹاپس کو پکڑے ایک قطار میں بیٹھے تھے بائیں طرف، ان کی حریف کمپنی نے تجسس اور حقارت کی آمیزش سے انہیں دیکھا۔

درمیان میں، حکومتی اہلکار پاکستان کی مارگلہ پہاڑیوں میں اعلیٰ سطحی عمارت کی تجاویز کا فیصلہ کرنے کے لیے تیار، سخت تاثرات کے ساتھ انتظار کر رہے تھے۔ جبرائیل نے اپنے کزنز کی طرف ایک پر سکون نظر سے دیکھا یعنی وہ یہ سب کر سکتے ہیں انہوں نے اس ایک گھنٹے میں سخت محنت کی تھی، اور وہ جانتا تھا کہ پینل کو متاثر کرنے کے لیے ان کے پاس کیا ہے۔ اس نے انہیں ایک تسلی بخش مسکراہٹ دی اور سر ہلایا۔ انہوں نے سر ہلایا، ان کے چہروں سے عزم اور اعتماد ظاہر ہو رہا تھا۔

وہ کھڑے ہوئے اور سٹیج پر گئے، جہاں ایک پروجیکٹر اسکرین اور ایک پوڈیم ان کا انتظار کر رہا تھا۔ جبرائیل نے اپنا لیپ ٹاپ لگایا اور مائکروفون آن کیا۔ اس نے گلا صاف کیا اور شروع کیا۔ "گڈ آفٹر نون لیڈیز اینڈ جینٹل مین، ہم یہاں آپ کو مارگلہ ہلز پروجیکٹ کے لیے اپنا وژن پیش کرنے کے لیے حاضر ہیں، ایک ایسی عمارت جو نہ صرف آپ کی ضروریات کو پورا کرے گی بلکہ آپ کی توقعات سے بھی زیادہ ہو گی۔ ایک ایسی عمارت جو پہاڑیوں کی قدرتی خوبصورتی کے ساتھ گھل مل جائے گی، جبکہ جدت اور عمدگی کی علامت کے طور پر بھی کھڑی ہو گی۔ ایک ایسی عمارت جو پاکستان کے لیے باعث فخر اور دنیا کے لیے ایک سنگ میل ثابت ہو گی۔"۔

اس نے روانی سے اردو بولی جسکو سن ابرش متعجب تھی کیونکہ اتنی روانی سے اردو اس نے پاکستان میں رہ کر نہ بولی تھی۔۔ جبرائیل نے رک کر کمرے میں چاروں طرف دیکھا۔ اس نے اہلکاروں کو آگے جھکتے دیکھا، ان کی نظریں اس پر جمی ہوئی تھیں۔ اس نے حریف کمپنی کو جھنجھوڑتے ہوئے دیکھا، ان کا اعتماد متزلزل ہو گیا۔ اس نے پیچھے بیٹھے اپنے والد سکندر اپنے چچاؤں کو دیکھا جو فخر سے مسکرا رہے تھے

۔۔ اس نے مہمت کے جانب اشارہ کیا۔۔ مہمت نے تسلیم میں سر خم کیا اور۔ گرم مسکراہٹ۔ پیش کی وہ بولا "ہماری تجویز تین اہم اصولوں پر مبنی ہے: پائیداری، فعالیت، اور جمالیات۔ ہم نے ایک عمارت ڈیزائن کی ہے جو اس کے ماحولیاتی اثرات کو کم سے کم کرے گی، اس کی افادیت کو زیادہ سے زیادہ بنائے گی، اور اس کی ظاہری شکل کو بہتر بنائے گی۔ میں آپ کو دکھاتا ہوں کہ کیسے۔"۔

۔۔ ابرش ان دو کو ایک ایک نظر دیکھ رہی تھی اس نے اپنی پیشانی پر انگلی رگڑی اتنی صاف اردو۔۔۔ اسے محسوس ہو رہا تھا کہ یہ تو بیرون ملک اتنے عرصے رہائش پزیر رہے ہیں تو انکی اردو بس ٹھیک ٹھاک ہو گی مگر یہاں پر دونوں موصوف روانی سے اردو بول رہے تھے۔۔ اور جہاں تک بات ہے کہ مہمت کے پاس اویشن کی ڈگری ہے تو ڈگری کسی بات کی ضامن نہیں اصل بھار آپ کے تجربہ اور شخصیت کا ہوتا ہے۔۔۔

مہمت اور جبرائیل کی قدرتی پر اثر شخصیت تھی جس کی وجہ سے وہ کسی بھی ہجوم میں نمایاں نظر آتے تھے۔ جب وہ بولتے تھے تو ہر کوئی بڑی توجہ سے سنتا تھا، کوئی بھی ان کو روکنے یا ان پر سے اپنی توجہ ہٹانے کی جرات نہیں کرتا تھا۔ ان کے پاس ایک مقناطیسی کشش تھی جو لوگوں کو اپنی طرف کھینچتی تھی، چاہے وہ مداح ہوں، حلیف ہوں یا حریف۔-

اس نے ایک بٹن دبایا اور سکرین پر عمارت کی ایک شاندار تصویر سے روشن ہو گئی۔

یہ ایک چیکنا، خم دار ڈھانچہ تھا جو پہاڑیوں کی شکلوں کے پیچھے چلتا تھا، شیشے کی کھڑکیاں جو آسمان اور ہریالی کی عکاسی کرتی تھیں۔

یہ ایک مستقبل کے مجسمے کی طرح لگ رہا تھا، خوبصورت اور دلکش۔ کمرے میں ہانپ کی آواز گونجی۔ مہمت نے مسکرا کر مائیکروفون عفاف کے حوالے کیا، جس نے ڈیزائن کے تکنیکی پہلوؤں، جیسے مواد، توانائی کی کارکردگی، اور حفاظتی خصوصیات کی وضاحت کی۔ عفاف نے اپنے نکات کو واضح کرنے کے لیے خاکوں اور چارٹس کا استعمال کرتے ہوئے وضاحت اور اختیار کے ساتھ بات کی۔ ان چاروں نے پینل کے سوالات کا

جواب آسانی اور اعتماد کے ساتھ دیا۔ اس کے بعد، ابرش نے ڈور کو سنبھال لیا اور ڈیزائن کے فعال پہلوؤں، جیسے کہ ترتیب، سہولیات اور خدمات کے بارے میں بات کی۔ ابرش نے جوش اور جذبے سے بات کی، عمارت کے فوائد کو ظاہر کرنے کے لیے مثالیں اور تعریفیں استعمال کیں۔

اس نے سب کی ہمدردی اور ایمانداری کے ساتھ پینل کے خدشات کو دور کیا۔ آخر میں، مہمت نے دوبارہ قدم بڑھایا اور ڈیزائن کے جمالیاتی پہلوؤں، جیسے کہ انداز، رنگ اور روشنی کے بارے میں بات کی۔ مہمت نے عمارت کی خوبصورتی کو بیان کرنے کے لیے استعارے اور تشبیہات کا استعمال کرتے ہوئے خوش مزاجی اور تخلیقی صلاحیتوں کے ساتھ بات کی۔ اس نے مزاح اور خلوص کے ساتھ پینل کے جذبات کی اپیل کی۔ جبرائیل اپنے ساتھیوں کو تعریف اور فخر سے دیکھتا تھا وہ ایک بہترین ٹیم تھے، ہر ایک دوسرے کی خوبیوں کی تکمیل کرتے تھے اور دوسرے کی کمزوریوں کا احاطہ کرتے تھے۔

وہ حرکت میں آئے اور ہم آہنگی اور تال کے ساتھ بولے، جیسے کسی اچھی طرح سے مشق کی گئی ہو۔

انہوں نے اپنی باڈی لینگویج اور اشاروں کا استعمال اپنے الفاظ پر زور دینے اور ان کو تقویت دینے کے لیے کیا، آنکھوں سے رابطہ قائم کیا اور سامعین کو دیکھ کر مسکرا دیا۔

انہوں نے ایک سحر انگیز ماحول بنایا، ہر کسی کو اپنے وژن میں کھینچ لیا۔ جبرائیل نے دوبارہ مائیکروفون اٹھایا اور پریزنٹیشن ختم کی"۔

آپ کی توجہ اور وقت کا شکریہ۔ ہمیں امید ہے کہ ہم نے آپ کو قائل کر لیا ہے کہ ہماری تجویز مارگلہ ہلز پروجیکٹ کے لیے بہترین انتخاب ہے۔ ہم آپ کے مزید سوالات کے جواب دینے کے لیے تیار ہیں۔ شکریہ۔" وہ اور اس کے ساتھی جھک گئے اور تالیوں کی گونج میں اپنی نشستوں پر واپس آ گئے۔

سرکاری اہلکار متاثر اور متجسس نظر آئے، ان میں سے کچھ نے سر ہلایا اور ایک دوسرے سے سرگوشی کی۔

حریف کمپنی مایوس اور شکست خوردہ دکھائی دے رہی تھی، ان میں سے کچھ نے سر ہلا کر آہیں بھریں۔ جبرائیل نے راحت اور اطمینان کی لہر محسوس کی۔ وہ جانتا تھا کہ انہوں نے گورمنٹ کے اہلکاروں کو قائل کر لیا ہے، اس نے اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھا اور انہیں ہائی فائیو دیا۔

وہ مسکرائے اور ایک دوسرے کے گلے لگ گئے۔۔ اس نے دوبارہ اپنے باپ اور چچاؤں کی طرف دیکھا اور انہیں تالیاں بجاتے اور خوش ہوتے دیکھا۔ ا ان سب کو اپنے بچوں پر فخر محسوس ہو رہا تھا۔

وہ ابرش کو دیکھنے کے لیے مڑا۔ اس نے اپنی تجویز بھی پیش کی تھی،۔ وہ گھبراہٹ اور شک میں مبتلا تھی، لیکن اس نے فصاحت سے بات کی اور ایک دیرپا تاثر دیا۔ وہ مسکراتے عفاف سے گلے لگی ہوئی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔

..

میٹنگ روم میں خاموشی تھی۔ سرکاری اہلکار نے مارگلہ ہلز پر اجیکٹ کی تجاویز کا جائزہ لینا ابھی ختم کیا تھا، اور وہ فاتح کا اعلان کرنے ہی والا تھا۔ سب نے سانس روکے فیصلے کا انتظار کیا۔ دائیں طرف، جبرائیل اور اس کے کزنز نے اپنے فولڈرز اور لیپ ٹاپس کو پکڑے ایک قطار میں بیٹھے تھے۔۔۔

بائیں طرف، ان کی حریف کمپنی نے تجسس اور حقارت کی آمیزش سے انہیں دیکھا۔ وہ بوڑھے، زیادہ تجربہ کار اور زیادہ قائم تھے۔

ان کی ساکھ اور ٹریک ریکارڈ تھا جس نے انہیں پر اعتماد اور مغرور بنا دیا۔ انہوں نے سوچا کہ ان کے پاس بیگ میں پروجیکٹ ہے، اور انہوں نے جبرائیل مہمت اور عفاف اور ابرش کو شوقیہ اور اپ اسٹارٹ کے طور پر دیکھا۔

درمیان میں، حکومتی اہلکار تجاویز کا فیصلہ کرنے کے لیے تیار، سخت تاثرات کے ساتھ انتظار کر رہے تھے۔

انہوں نے دونوں پیشکشوں کو سنا تھا، اور وہ دونوں سے متاثر ہوئے تھے۔ لیکن انہیں ایک کا انتخاب کرنا تھا، اور انہیں دانشمندی سے انتخاب کرنا تھا۔

یہ ایک اعلیٰ سطحی منصوبہ تھا، ایک ایسی عمارت جو نہ صرف ایک مقصد کی تکمیل کرے گی بلکہ بیان بھی دے گی۔

ایک عمارت جو پہاڑیوں کی قدرتی خوبصورتی کے ساتھ گھل مل جائے گی، جبکہ جدت اور عمدگی کی علامت کے طور پر بھی کھڑی ہے۔

ایک ایسی عمارت جو پاکستان کے لیے باعث فخر اور دنیا کے لیے نشانِ عبرت ہو گی۔ اہلکار نے گلا صاف کیا اور دونوں ٹیموں کی طرف دیکھا۔ وہ صاف اور مستند آواز میں بولا۔

"آپ کی پیشکشوں کے لیے آپ کا شکریہ۔ آپ نے اپنی تجاویز میں کمال مہارت اور تخلیقی صلاحیت کا مظاہرہ کیا ہے۔ آپ دونوں نے ہمیں سوچنے کے لیے بہت کچھ دیا ہے۔ لیکن ہم نے اپنا فیصلہ کر لیا ہے۔" درمیان میں موجود شخص نے اپنی کرنسی ٹھیک کی اور

مستند انداز میں دونوں کمپنیز کے امیدواروں کو دیکھا"

اور فاتح صرف ایک کمپنی ہے جو ہے..." اس نے توقف کیا، اور تجسس پیدا ہونے دیا۔ نئ پشت نے محسوس کیا کہ ان کا دل ایک دھڑکن کو چھوڑ رہا ہے۔ ان چاروں نے نظروں کا تبادلہ کیا، جو اتنے ہی بے چین اور پر امید تھے۔ انہوں نے اپنے والد صاحِبان کی طرف دیکھا، جو پیچھے بیٹھے تھے، اطمینان سے مسکرا رہے تھے۔ انہوں نے اپنے حریفوں کی طرف دیکھا، انکی بھی وہ ہی کیفیات تھیں جن سے نئ پشت گزر رہی تھی۔۔۔ اس نے اہلکار کی طرف دیکھا، جو وہ نام بتانے والا تھا جو ان کی زندگی بدل دے گا۔ اہلکار نے بات جاری رکھی۔"...اسفندیار آرکیٹیکٹس۔" کمرہ تالیوں سے گونج اٹھا۔

چاروں نے جذبات کی ایک لہر محسوس کی۔ انہوں نے ابھی اپنی پہلی بڑی کامیابی ایک معمار کے طور پر حاصل کی تھی، اپنی ڈگری حاصل کرنے کے بعد تازہ دم۔ انہوں نے اپنے اپنے والد اور اپنے حریفوں کے سامنے خود کو ثابت کیا تھا۔ انہوں نے اپنا خواب پورا کیا تھا۔ وہ مسکراتے مہمت کے جانب متوجہ ہوا اور پرجوش۔ انداز میں اسے بغل گیر ہوا دونوں نے ایک دوسرے کی کمر کو تھپتھپایا وہ پیچھے ہوئے

جیسے ہی جبرائیل اپنے جشن میں مہمت سے گلے مل کر پیچھے ہٹا، اس کی نگاہیں عفاف سے ملیں، جو ان کے درمیان ایک بے ساختہ جوش و خروش تھا۔

عفاف کو گلے لگانے کی خواہش اس کے اندر ابھری، لیکن اچانک احساس نے اس کے جوش کو ٹھنڈا کر دیا۔ ایک مختصر لمحے کے لیے، وہ ہچکچا رہا تھا، اس کا ہاتھ اس کی گردن کے پچھلے حصے تک جا رہا تھا۔

ہلکے سے موڑ کے ساتھ، اس نے اپنی توجہ ہٹائی، سطح کے نیچے چھلکتے غیر کہے ہوئے جذبات پر غور کیا۔ عفاف نے جبرائیل کے انداز میں تبدیلی کو پکڑتے ہوئے نیچے دیکھا، اس کے گالوں پر ایک نرم شرمیلی رنگت چھائی ہوئی تھی۔

ان کے ارد گرد کی ہوا ایک نازک تناؤ رکھتی تھی، دونوں اپنے جذبات کو چھپاتے ہوئے، مشترکہ نگاہوں میں موجود گرمجوشی کو ظاہر کرنے میں ہچکچاتے تھے۔ خاموش وقفے میں، جذبات آگ کی مکھیوں کی طرح رقص کرتے، پیار کی ان کہی کہانیوں کے ساتھ ٹمٹماتے۔ ان کے درمیان غیر کہے ہوئے ربط نے رومانیت کی

ایک لطیف تہہ کو شامل کیا، ایک خاموش تفہیم ہوا میں بنی ہوئی تھی جب وہ چھپے ہوئے جذبات اور شرمیلی نگاہوں کے نازک رقص پر تشریف لے جاتے تھے۔

عفاف کی مسکراہٹ اس مشترکہ نگاہوں میں بے ساختہ مبارکباد بن گئی "مبارک ہو"۔

جبرائیل نے عفاف کی ناک کی چٹکی بھری اور دائیں آنکھ دبائی اور تناؤ کو توڑا۔ "تمہیں بھی مبارک۔"۔

عفاف، ابھی تک شرما رہی تھی، نیچے کی طرف دیکھا، اور ایک چنچل تبادلے میں، جبرائیل نے پیار سے اسے چھیڑا۔ ابرش نے کامیابی کی خوشی میں خود کو یوسف کی آغوش میں لپٹا پایا۔

اس کے الفاظ نے فخر اور حکمت کا اظہار کیا، "دیکھا، اپنے آپ پر یقین کرنے کا یہ فائدہ ہے۔"

اس منظر نے ایک اہم کامیابی کے تناظر میں فتح، احساس، اور رشتوں کی جڑی ہوئی حرکیات کی جھانکی کو بُنا عفاف نے اپنے والد یوسف کو بھی گلے لگایا، جنہیں اپنی کامیابیوں اور اپنی صلاحیتوں پر فخر تھا۔ مہمت نے اپنے والد چنگیز کو گلے لگایا جو اپنے بیٹے اور اپنے بھتیجے اور بھتیجیوں کے لیے خوش تھے۔ جبرائیل نے اپنے والد سکندر کو گلے لگایا، جو اپنے بیٹے کی کامیابی سے بہت خوش اور متاثر تھے۔ وہ سب ان پر فخر کرتے تھے۔ وہ سب اپنے اپنے طریقے سے فاتح تھے۔۔۔۔

••••°••••

دادی کا کمرہ جگہ اور خوبصورتی کا ایک آرام دہ ٹھکانہ تھا۔ دائیں طرف کی ایک کھڑکی پورے چاند کی آسمانی چمک کو فریم کر رہی تھی، کمرے پر ہلکی ہلکی روشنی ڈال رہی تھی۔

ایک کشادہ الماری ایک سنٹینل کھڑی تھی، زندگی بھر کے رازوں اور یادوں کی حفاظت کرتی تھی۔ ایک بستر اور میز کو مقصد اور سکون کے احساس سے آراستہ کیا گیا۔

ایک باتھ روم، احتیاط سے دور، جگہ کی فعالیت میں اضافہ کر۔ رہا تھا. دادی خود، چشمہ پہنے، بستر پر بیٹھیں، قمیض پر موتی ٹانکتے ایک نازک فن میں مصروف تھیں۔ کمرہ ان کے کام کی تال میل سے گونج رہا تھا، روایت اور دستکاری کا ترانہ

۔یوسف نے آہستہ سے دروازے پر دستک دی بڑی بی نے ایک نظر اٹھا کر دیکھا۔

"وراجئیے"

یوسف اندر داخل ہوا اور مدھم قدم اٹھاتا ان کے پاس گیا اور ان کے برابر بیٹھ گیا، اس کا طرز عمل تجسس اور احترام کے امتزاج کی عکاسی کر رہا تھا۔

اس نے اس قمیض کو دیکھا جس پر وہ کام کر رہی تھیں، "آپ نے مجھے کیوں بلایا امی؟" یوسف نے پوچھا، اس کی آنکھوں میں حقیقی تشویش جھلک رہی تھی۔

بڑی بی نے احتیاط سے قمیض کو ایک طرف رکھا، سوئی کو دھاگے کے اندر محفوظ کیا اور اسے کپڑے پر رکھ دیا۔

انہوں نے سنجیدگی سے اس کی طرف دیکھا، ان کی انگلی نازکی سے اپنی ٹھوڑی کو سہارا دے رہی تھی۔ انکی نگاہیں، گہری اور سمجھ بوجھ نے یوسف کے خیالات کی پیچیدگیوں کو کھولنے کی کوشش کی۔

۔"کونسا پکوان اپنے مغز کی تپش پر تیار کر رہے ہو برخوردار"

۔یوسف نے استفسار کی گہرائی کو محسوس کرتے ہوئے چہرے پر سوالیہ رنگ لے کر آیا"کیا مطلب ہے امی"

۔

یوسف نے آرام سے آواز دینے کی کوشش کرتے ہوئے جواب دیا۔

دادی، نے اسے اوپر سے نیچے دیکھا، ان کی کرنسی پر سکون سے تناؤ کی طرف بڑھ رہی تھی۔

انہوں نے تشویش سے بھرے الفاظ کہے، """ایسی بھی کیا حاجت آن پڑی تھی تم کو کہ سکندر کی موجودگی میں اس موے کی تسبیح کر ڈالی۔۔۔"۔

یہ سن کر یوسف نے اپنا سر جھکا لیا، ان سب کی زندگی میں بنے ہوئے پیچیدہ دھاگوں کا خاموش اعتراف۔

"وہ سکندر کا۔ بیٹا ہے امی"اس کی آواز میں کرب تھا۔۔۔

دادی نے اپنی دائیں ٹانگ کو باندھا ہوا تھا اور ان کی بائیں ٹانگ سیدھی تھی، ان کی کہنی ان کی ران پر ٹکی ہوئی تھی۔ انہوں نے اپنی دو انگلیوں کے درمیان اپنے لب رکھے تھے اور اس کو انہماک سے دیکھتے بولیں

"تسلیم کیا کہ وہ ہوت ہے سکندر کا۔۔ بجز ہم کو ذرا جائز ناجائز کا فرق تو واضح کر دو؟"۔

ہوا رک گئی، سانس رک گئی، وقت ٹھہر گیا۔ جو راز افشا ہونے والا تھا وہ چٹان سے زیادہ بھاری تھا۔

اگر کسی کے سینے پر پتھر رکھ دیا جائے تو وہ اس کا وزن برداشت کر سکتا ہے لیکن یہ راز برداشت سے باہر تھا۔

وہ سیدھی ہوئیں اور رک کر یوسف کی طرف دیکھنے لگیں۔ "عفاف، جائز۔ ابرش، جائز۔ مہمت، جائز۔ مرات، جائز۔ بہزاد، جائز۔ جبرائیل جائز" وہ اپنی انگلیوں پر گنتے ہر نام کے لیے اپنے دائیں ہاتھ سے اپنے بائیں ہاتھ کی انگلیوں پر دائیں کی انگلی رکھتیں۔ ان کا چہرہ سخت ہو گیا۔ "معراج، ناجائز۔" یہ سن کر یوسف کو ایک جھٹکا لگا۔ اس نے اپنا سر جھکا لیا، ان کی زندگی میں بنے ہوئے پیچیدہ دھاگوں کا خاموش اعتراف۔۔۔

وہ بمشکل بول پایا۔ ''غلطی سکندر سے ہوئی تھی۔'' اس نے کہا، اس کی آواز تلخ اور اداس تھی۔

دادی نے صدمے سے ہانپ کر کہا

، "سکندر نے اپنی مَسِیحِیَّہ معتمدہ (سیکریٹری) کے ہمراہ لغزش کی۔ وہ اس کے بچے سے حاملہ ہو گئی، جو تو اوپری ہی کبیرہ تھا۔ اپن تو کلموہی اس کو جَن کر آر پار ہو گئی جو تو مانو رحمت تھی۔ الا تن تہا لعنت ہمارے سر ڈال گئی وہ موا معراج

۔اوپری وہ کمیناشبِ معراج کی رات کو جنا گیا کہ مانو نوع بشر کچھ زبان تک لفظ نہ لا پائے"

یوسف کی آنکھوں میں پانی آ گیا لیکن اس نے اپنے جذبات پر قابو رکھا۔ "ماں، آپ ماں

ہو کر یہ کہہ رہی ہیں۔"۔

فیروزہ نے حیرت سے یوسف کی طرف دیکھا، پھر بولی،

"ارے مہذب خاتون کی اولاد ہو تم۔ حلوائی فیروز بیگ کی بیٹی کے جنے ہو ہاں اس کلموہی کو تم ہم سے مشابہت دو گے ارے میری جائز اولادیں ہیں بناوضو دودھ نہیں پلایا جنکو ہم نے"

یوسف افسردگی سے بولا"

تو آپ کو اس کی جلد کی رنگت کا مسئلہ نہیں، بلکہ اس کے ناجائز ہونے کا مسئلہ ہے۔"۔

بڑی بی نے ٹھسے سے کہا،

"چہ مہ گوئی کی عادت نہ ہی ہم کو بلوری گویا ہوں گے ہم کو تو دو ہو سے ہی اختلاف ہے۔۔۔۔

وہ تو مہربانی ہماری پکھراج کی فقط ہماری نیک نامی میں کوئی دراڑ نہ آئے اس ناجائز کو اپنا تکڑا مان لیا۔۔۔ہائے اسی کو کہتے ہیں جائز لہو میں ناجائز کا۔ یکجا ہونا دیکھو ہمارا سکندر جائز اور وہ کلموہی اس کا آلودہ خون وہ سیاہ پوت

"۔

انہوں نے کَراہَت زدہ چہرہ بنایا اور ہتھیلیوں کو لعنتاً جنبش دی۔ پھر افسردگی تاری کئے چہرے کے تاثرات فوراًبدلتے بولیں

"ہائے ہمری نورین سادَہ لَوح

قَلب کے چارۂ کار کے واسطے شفاخانہ میں موجود تھی کیسا جھٹکا دیے تھے تم اس کال پوت۔ کے ہمراہ پدھار کر مصیبت کو ہمراہ لائے تھے وہ ہنگام تھا جس دم. قلب مطمئنہ

کو سکندر نے طلاق دے ڈالی تھی۔۔ہائے ہم تو دل ہی ہار بیٹھے تھے کہ ہمارے قلب کا ایک حصہ ہم سے جدا ہو جائے گا وہ تو وارے جائیں ہم اپنے چنگیز پر کہ اس نے ہم سے کہا کہ ہم نورین سے شادی کریں گے اور ہماری خوشی کے واسطے ہماری نورین بھی اس بندھن سے آمادہ ہو گئی اللہ۔ تازگیاں دے دونوں کے حیات میں۔۔۔۔۔۔اب دیکھو نیک نامی نہ بہہ جائے جہاں کے پیشِ نظر اس نے اس کال پوت کو اپنا بچہ مان لیا حلانکہ شفاخانہ تو وہ چارہ کار کے واسطے گئی تھی۔ اور اس کال پوت سے اپنی کراہت گوشہ نشین کر رکھا اتنے برس"

یوسف افسردگی کی حالت میں بولا، "اس نے اپنی نفرت کو سفید کرنے والے انجیکشن کی مقدار بڑھا کر پورا کیا جس کی وجہ سے اس کے گردے فیل ہو گئے۔ وہ خوش قسمت ہے کہ اس کا علاج ہوا ورنہ وہ مر جاتا"

۔دادی نے نفرت میں نفی کے ساتھ ہاتھ ہلایا، "رِحلَت ہی پا جاتا جب ہی جا کر قلب کو بشاشت پہنچتی ہم سب کے"۔

پھر انہوں نے دور دیکھا۔یوسف افسردگی سے اپنی ماں کی طرف دیکھ رہا تھا، "ماں، یہ غلط ہے۔اس کا قصور کیا ہے؟اسے اس گناہ کی بچپن سے سزا مل رہی ہے جو اس نے کبھی کیا ہی نہیں"۔

انسان اکثر اپنوں کا ہی بویا کاٹتا ہے معراج بھی کاٹ رہا تھا جس کو کاٹتے کاٹتے وہ تکڑوں میں ہو چکا تھا اور وہ کھوکھلا ہو گیا تھا اور اس کے دل سے لہو رس چکا تھا۔وہ اب خالی انسان تھا۔۔۔اکثر

راز ہماری زندگیوں کے تانے بانے میں موتیوں کی طرح ہیں، وہ چاندنی میں چمکتے ہیں، لیکن وہ دھاگے بھی ہو سکتے ہیں جو ہمیں باندھ دیتے ہیں۔

بڑی بی کو بھی ان رازوں نے جکڑ لیا تھا جس بنا پر انہوں نے اسے منحوس قرار دیا تھا۔۔وہ اس کو کوسنا چاہتی تھیں ہر دم ہر دور اور انہوں نے وجہ دھونڈ لی تھی جس رات وہ پیدا ہوا اس رات انکے بھائی کی وفات ہو گئی اور وہ وقت تھا جب انہوں نے معراج کو کوسنا شروع۔کر دیا۔۔۔

دادی چونکیں اور بڑے ہی ادا سے اپنی کنپٹی پر انگلی رکھے یوسف کو دیکھنے لگیں مانو علامہ اقبال پاکستان بنانے کے بارے میں سوچ رہے ہوں

”ہائے ہمرے فرزند سے ایسا بھی کیا کبیرہ سرزد ہو گیا اِک بیاہتا بیرون ملک تھی تو دوسری تلیٹی پر۔ سکندر کی بھی تو خواہشات ہیں ہاتھ دھوئے پیچھے پڑھ گئے ہو تمہرے باپ نے لاٹھی چارج تو کیا تھا اس پر ای تک کہ دیغچہ پیٹی پر مار چھوڑا تھا او تو جانو دیغچہ کا ڈھچر بھی لاف و گزاف ہوتا خم دار ہوت تھا اب کا اسکوپٹری پر الٹ ڈالتے“۔

یوسف کو اپنی ماں سے پہلی بار نفرت اور گھِن محسوس ہوئی۔۔ ”آپ اس کے گناہ کی حمایت کر رہی ہیں۔ جب سکندر کو۔ پٹری پر نہیں ڈال سکتیں تو معراج کی زندگی کیوں خراب کر رہی ہیں اس کا بچپن آپ کی وجہ سے خراب ہوا ہے امی“۔

بڑی بی. کو مکرر بار دَھچکَہ لگا اپنے سینے پر ڈرامائی انداز میں ہاتھ رکھا اور یوسف کو اوپر۔ سے نیچے تک دیکھا

”ہمری وجہ سے آئی باؤلے تو نہ ہی ہو گئے اوو جو کلموہی لٹکے جھٹکے لاوت تھی ہر شہ کی زمہ دار او ہی ہے ہائے مرد ذات کی تو مانو خو ہے صنفِ نازک پر لپٹا جھپٹی کرن کی۔۔ ای تک کہ دوشیزہ گُل کی مانند تیز مہاوتی میٹھی میٹھی بو باس پر تو پسر نہ جائے تب تلک منش زاد ڈِنگارا مکّھی بنے نا ہی بھنبھناتے۔۔ اور جب بھنبھناوت ہیں مانو

جب تلک نیش نہ مار دے بشاشت نہ ہی پہنچتی قلب کو“۔۔۔۔۔

یوسف نے گردن جھکالی ہاتھ جھولی میں ڈالے تلخ مسکرایا پھر بڑی بی کو دیکھا "ہر بار عورت کو ہی کیوں غلط کہا جاتا ہے امی سکندر کا بھی تو برابر کا گناہ ہے"۔

بڑی بی نے بیزاری سے سر پر ہاتھ مارا "ہم کا بولے ہیں پہل۔۔ دوشیزہ جب تلک بو کہ (کی) مانند پسر نہ جائے آدم ذاد تب تلک نہ ہی بھنبھناتا" اپنی کنپٹی پر انگلی پٹختے بولیں "راستے پڑی بات"" پھر نفی میں ہاتھ جھلایا "کا کو ناہی"۔۔ یوسف بولا "مرد ذات کو بھی تو چاہئے جب دو دو بیویاں رکھی ہوں تو باہر منہ نہ ماریں کیونکہ باہر منہ مارنے کی عادت کتوں کی ہوتی ہے مرد ذات کی نہیں"۔

دادی چونکیں "ہائے تو دوشیزاؤں کو نہ ہی چاہیے کہ باہر لٹکے جھٹکے نہ ہی مارے جب باہر جاوت ہیں تو مانو۔ بتیسی لبوں سے باہر ہوت ہے "خی خی" اہلی گہلی سے چہلی کرت ہیں یورش تو مرد ذات نہ ہی پھسلتا دور حاضر تو۔ توبہ اللہ کی اوکا کہوت ہے"۔

انہوں نے سوچتے لبوں کے نیچے انگلی رکھی پھر یاد۔ آیا۔ تو۔ سیدھی ہوئیں " ہاں موبال او موبال پر ہاتھ جھلاتے کمر مٹکاتے رعکس کرت ہیں اوکا گانا تھا" بھیگا بھیگا ہے بدن "کانوں کی دونوں لو پر انگلی پھیرتے دانتوں تلے لب دباتے گویا ہوئیں "استغفر اللہ"

پھر۔ سیدھی ہوئیں اور ہتھیلی کو خم دیا "یک سوئی سے سنو جو ہم تم کو بتلاتے ہیں

۔۔۔ جب۔ دوشیزہ مور کی مانند کلائیاں پھیلائیں گیں تو مرد۔ ذات۔ بھی رال ٹپکائیں گے ہاں"۔۔۔۔

یوسف بولا "گوشت تو ہزار شاپروں میں بھی بند ہو اماں تو کتا دھاوا بول دیتا ہے"۔ دادی بولیں "ہاں او ای مشابہ کی سونے ہزار کھائی اندر ہو تو کتیا او بی سونگ لیوت ہے"

دادی اسے سمجھاتے بولیں

"اوو جہاں تلک کو کر کی یاد آوری ہے ۔۔تو ہم تم کو ایکم کلمۂ خیر،۔حفظ، کروایا تھا۔۔۔بس دار ،خطرناک حیوان ناطق سے بچت لائی تمہری پاسبانی کیتھ تھایا کو نہیں۔۔جب تمہرے پچھت کو کر لگا تھا۔۔کہ مثال راستے پڑا تھا تمہارے کو کر وحشت پر آجائے۔تو تن کو اللہ کے ذمہ کر دو بایں سبب تم اللہ کی حدود سے باہر تمہری پاسبانی بزات خاص کرے گا ای، آج، کل کے ڈرامے تو او۔جو تم مکالمہ ارشاد کئے تھے اس لیے بولت ہیں تا کہ تم کو اللہ سے دور کرے بس انکا ای ہی زور ہے پاکستان گیر بغیرتی مَبسُوط کرنا ہے عقل پڑ گئی بات"

دادی ایسی ہی تھیں تعش عود تا تو انداز پلٹ جاتا اور کب اپنے ابا حضور کی ادا کی اردو بولتیں سمجھ سے پرے تھا "ہوت""جاوت"بس یہ ہی تھا جب غضب کم ہوتا تو اپنے عام انداز میں بات کرتیں جہاں تک معراج کی بات تھی تو اس کے اوپر تو بڑی بی کا پارہ پہلے دن سے ہی ساتویں آسمان پر تھا۔۔اور اب بالخصوص معراج کے لیے وہ اپنے ابا کا انداز اپنانے سے گریز کرتیں خیر جو بھی تھا بڑی بی کا غضب کا۔ پارہ نیچے ڈھلا اور وہ خصلتاً انداز میں بولیں

انہوں نے ہاتھ جھلایا "خیر اس مَوضُوع کے خاطر ہم نے تمہیں یاد نہیں کیا تھا"۔

یوسف نے گہرا سانس لیا شکر بڑی بی کا غضب کم ہوا۔

یوسف نے انکو متردد ہو کر دیکھا۔ ”پھر کیا وجہ ہے امی“۔

انہوں نے چوکسی سے اپنی توجہ یوسف کے جانب مبزول کی اور گہرے انداز میں بولیں" ماشاء اللہ اللہ لانؔ باحیات دے

وقت کا یہ ہی دستور ہے ہوا کی مانند گزر جاتا ہے اب تو ظہور دجال جیسے جیسے قریب آرہا ہے مانو وقت کو تو پر لگ گئے ہوں۔ اب تم کیا اپنے بچوں کو ان بدنصیب کنواروں کی طرح رکھو گے کہ شادی ہو رہی ہے اور عین نکاح کے وقت کانٹر ادجال اپنا لقا اٹھا کر آجائے اور شریانوں کے ہمراہ نکاح خیر کو نقطہ لگ جائے۔۔

ہماری دونوں گلاب کی کلیاں اور دونوں پہاڑ بالغ ہو گئے ہیں عقدِ نکاح کے بمعہ کیا خیال ہے ۔۔، دونوں اکیس سال کی ہیں اور وہ دو۔ تائیس سال کے ۔۔ جتنا جلد ہو اس فرض سے سبکدوش ہو جانا چاہیے تم کو، خیر سے تمہارے زلفوں کو بھی چاندی کی چمک چڑھ رہی ہے“

دادی نے بڑی ادا سے اپنے بیٹے کو اوپر سے نیچے۔ دیکھا پھر ادا سے آنکھیں گھمائیں اور اپنے جوڑے پر ہاتھ پھیرا یعنی ابھی تو ہم جوان ہیں حشاش ہیں بشاش۔ ہیں۔۔۔ یوسف نے بمشکل ہنسی دبائی مگر وہ کامیاب رہا۔ ”جی امی میں عفاف سے بات کروں گا“۔ بڑی بی مسکرائیں۔ یوسف نے بات مکمل کی ”معراج کے حوالے سے“۔ مسکراہٹ کو گرہن لگ گیا اور لب لٹک گئے۔ سکوت۔ چھا۔ گیا چند ثانیَہ وہ مبہوت یوسف کو دیکھتی

رہیں کچھ رُوداد کا سکتہ اور وہ ہی انداز "آباؤ لے تو نہ ہی ہو گئے" سر میں آگ لگی تلووں میں بجھی۔۔ آواز۔ گرجدار۔ تھی خاموشی کے بعد کا طوفان۔۔

یوسف جھنجھلایا۔ اور اپنی اماں جان کو دیکھا۔ "امی پر سکون رہیں"

وہ ویسے ہی بولیں "آئے کھڈے میں گیا سکون آئے تم تو جان کا وبال بن گئے ہو یوسف اسفندیار ہائے سب سے چھوٹے ہو تو کیا ہو گیا چٹیا پکڑ کر منہ زمین پر دے مارو گے ہمارا"۔۔

یوسف کھڑا ہوا اور انکو پر سکون کرنے کی کوشش کرنے لگا "اچھا امی آپ کی نظر میں کون ہے"۔

دادی کا۔ غضب لحظہ بھر میں ختم ہو گیا انہوں نے یوسف کو دیکھا پھولا تنافس، دفعتاً گلے کی گلٹی ابھر کر معدوم ہوئی اور انہوں نے خود کو۔ پر سکون کیا

"گلا جکڑا گیا ہے ماء لے کر آؤ ہمارے واسطے"۔۔ یوسف نے بیڈ کے برابر جگ دیکھا وہ تیزی سے ادھر گیا اور گلاس میں جگ سے پانی اونڈیلا اس نے جگ واپس میز پر رکھا اور اماں جی کے پاس گیا اور انکے برابر بیٹھتے انکو گلاس دیا۔ دادی نے پانی تیزی سے گٹکا اور ساتھ ساتھ یوسف کو سخت نظریں بھی دیں کہ یوسف نے گردن کچھ دائیں جانب پھیر لی۔۔

دادی نے پانی پیا جب پانی پی لیا تو گلاس اس کو تھمایا اور۔ تازگی سے آہ۔ بھری انہوں نے ہاتھ کی پشت سے لبوں کو صاف کیا "جبرائیل، کے ہمراہ عفاف کا بندھن"

یوسف کچھ وقت سوچتا رہا اس نے گردن جھکالی "معافی چاہتا ہوں امی میں نے بابا سے وعدہ کیا تھا"۔

بڑی بی نے سکتے کے آلم میں اسے دیکھا "آئی باؤلے ہو گئے ہو بارہ قمری، کا فرق ہے عفاف اکس تو وہ بیس "۔

یوسف نے آنکھیں پھیر لیں اپنی ماں کے ہاتھوں پر ہاتھ، رکھا اور انکے ہاتھ کو دبایا "ایک سال کا ہی فرق ہے امی کوئی بات نہیں عفاف کی شادی معراج سے ہی ہو گی اور ابرش کی بیشک آپ مہمت سے کروادیں میں اُف تک نہیں کروں گا"۔

دادی نے اس کے ہاتھ کو جھاڑا جیسے پرے مرناک میں منمنائی لبوں کو مدھم سا ہلایا اور گردن پھیر لی پھر اسے دیکھا "انکی خواہش کا علم ہے"۔

یوسف مسکرایا "میری بیٹیوں کی، وہ ہی خواہش ہے جو میری"۔

دادی نے آنکھیں گھمائیں "اپنی لَختِ جِگَر سے پوچھ لو اس کا بھی یہ ہی فیصلہ ہے جواب یہ ہی ہو گا کہ اس کے من کو بھاتا ہے جبرائیل"۔

یوسف نے نظریں نیچے جھکالیں "میں ضرور پوچھوں گا""۔

یہ کہتے وہ باہر چل دیا اس کی پشت کو۔ جاتے دیکھ بڑی بی نے لعنتاً جنبش دی اور چہرہ ناپسندیدہ بنایا۔۔

.....°°.....

باورچی خانہ رونق اور روشنی سے بھرا ہوا تھا، کافی وقت بعد اسلام آباد پر وقت آیا تھا کہ کڑک گرمی کے بعد رات کے وقت تازہ ہوا چل رہی تھی ورنہ تو ایسا ہی محسوس ہو رہا تھا کہ اسلام آباد جہنم کی کھائی کے، نیچے ہو ۔۔ پچھلی کھڑکی کھلی ہوئی تھی اور ہوا چل رہی تھی۔ یہ نایاب وقت تھا جب موسم خوشگوار اور فرحت بخش تھا۔ عفاف اور ابرش مسز ولید کے پیچھے کھڑیں تھیں جو کرسی پر بیٹھیں اپنے موبائل فون پر تصویریں اسکرول کر رہی تھیں۔ ان کا معصوم چہرہ تھا اور وہ ادھیڑ عمر تھیں۔ انہوں نے اس کا رف پہن رکھا تھا جو ان کے لباس سے میل کھاتا تھا۔ وہ ابرش اور عفاف کو شادی کی تصویریں دیکھا رہی تھیں اور وہ دو، مسکراتی ہوئی ان تصویروں پر تبصرہ کر رہی تھیں۔

ولید صاحب ان کے ساتھ والی دوسری کرسی پر بیٹھے اخبار پڑھ رہے تھے۔ وہ تھوڑے موٹے تھے درمیانے جسم کے ساتھ، جو شلوار قمیض پہنے ہوئے تھے۔ ان کی آنکھوں پر عینک لگی ہوئی تھی، اور ان کے بال درمیان سے بٹے ہوئے تھے، جس کے اطراف میں سفید پٹیاں تھیں۔

وہ کبھی کبھار اخبار پر سے اوپر نظر اٹھا کر دیکھتے اور سر ہلاتے اور ہنستے ہوئے گفتگو میں شامل ہو جاتے۔

فائقہ ان کے ساتھ بیٹھی چائے پی رہی تھی

ولید کی بیٹی، چمن آرا، عفاف اور ابرش کے ہمراہ کھڑی تھی، وہ ایک جوان اور خوبصورت لڑکی تھی، لمبے بالوں اور چمکیلی آنکھیں۔ اس نے رنگین لباس پہن رکھا تھا، اور دوستانہ مسکراہٹ تھی۔ جب چمن آرا کی تصویر سکرین پر اجاگر ہوئی تو عفاف ستائشی انداز میں تصویر کو دیکھتے گویا ہوئی، ''تم بہت خوبصورت لگ رہی تھی چمن۔ ماشاءاللہ."۔ اس نے اپنا سر ہلکا سا جھکایا اور ابرو اٹھائے، جیسے اس کی تعریف پر زور دے رہی ہو۔

چمن آرا نے مسکرا کر اس کا شکریہ ادا کیا اور خود شعوری سے اپنے بالوں کو چھوا۔

ابرش بولی "تم نے اپنے ہنزہ میں جو ثقافتی رقص کیا وہ بہت خوبصورت تھا۔" وہ بسکٹ کھا رہی تھی جو مسز ولید ہنزہ سے ان کے لیے لائی تھیں۔

اس نے ایک ہاتھ میں بسکٹ پکڑا اور دوسرے ہاتھ سے اشارہ کیا، جیسے ڈانس کی چالوں کی نقل کر رہی ہو۔ اس نے آنکھیں پھیلائیں اور مسکرائی، جیسے اپنی حیرت کا اظہار کر رہی ہو۔

عفاف غور سے ویڈیوز دیکھ رہی تھی۔ "جاسمین آنٹی آپ بہت خوبصورت لگ رہی تھیں۔" اس نے اسکرین کی طرف اشارہ کیا، جہاں مسز ولید روایتی لباس اور زیورات میں ملبوس تھیں۔ وہ ان کے قریب جھکی اور گرمجوشی سے مسکرائی، جیسے اپنا پیار دکھا رہی ہو۔ اسی دوران انجلینا اندر آئی۔

"ہیلو، ایوری ون" اس نے خوش آوازی اور ہاتھ لہرا کر ان کا استقبال کیا۔

ولید نے اخبار سے نظر اٹھا کر دیکھا ''ہیلو مس انجلینا''۔

پھر دوبارہ اخبار دیکھنے لگ گیا انجلینا گروپ کے پاس چلی گئی اور جاسمین کے ساتھ بیٹھتے ہوئے اپنی ٹانگیں پار کر گئیں۔

وہ فون کی جانب توجہ کرتے ویڈیوز دیکھنے لگی۔ "آپ دونوں کی جوڑی بہت خوبصورت لگ رہی تھی جاسمین۔ خدا آپ دونوں کی جوڑی کو نظر بد سے محفوظ رکھے۔"،اس کی آواز مخلص اور اس کا چہرہ سنجیدہ تھا۔

اس نے اپنی شہادت کی انگلی اور پنکی انگلی کو فون کی طرف اشارہ کر کے اور پھر انہیں جھٹکا کر، نظر بد سے بچنے کا اشارہ کیا۔

جاسمین تشکریہ مسکرائی اور ولید اخبار پڑھتے بس مصروف سے انداز میں مسکرا گیا۔

ابرش نے فوراً کہا، ""فائقہ آنٹی"۔ وہ آگے بڑھی اور فائقہ کے پاس گئی جو ولید صاحب کے ساتھ بیٹھی تھی۔ وہ ان کے سامنے والی کرسی پر بیٹھ گئی اور تجسس بھری نظروں سے انہیں دیکھنے لگی۔ "چمن آرا اور تصور بھائی کی شادی کب ہو گی؟ کیا یہاں گھر میں شادی ہو گی؟" اس کی آواز پر جوش اور اس کے چہرے پر امید تھی۔

مسٹر ولید نے مسکراتے ہوئے ابرش کی طرف دیکھا۔ انہوں نے اپنا اخبار تہہ کر کے میز پر رکھ دیا۔

انہوں نے اپنی ٹھوڑی رگڑ کر کہا، "انشاءاللہ، جب میرا تصور اپنی پڑھائی مکمل کر لے گا اور نوکری مل جائے گی تو ہم اس کی یہیں شادی کریں گے۔"۔ ان کی آواز میں فخر اور ان کا چہرہ خوش تھا۔

فائیقہ نے مسکرا کر سر ہلایا۔ "ہاں انشاء اللہ۔ ہم اس دن کا انتظار کر رہے ہیں۔"، ان کی آواز پیاری اور ان کا چہرہ نرم ہے۔ انہوں نے اپنے بھائی ولید کا ہاتھ پکڑا اور ہاتھوں کو نرمی سے نچوڑا، جیسے ان کی حمایت کا اظہار کرنا ہو۔ چمن آرا اپنی شادی کی باتیں سن کر شرما گئی۔

اس نے اپنا سر نیچے کیا اور اپنے ہونٹ کو کاٹا، جیسے اپنی شرمندگی چھپانے کے لیے۔

عفاف نے مسکرا کر چمن آرا کا ہاتھ چھوا، جیسے اسے تسلی دے رہی ہو۔ انجلینا نے گردن اٹھا کر اسے دیکھا۔ اس نے آنکھ ماری اور اس کا ہاتھ دبایا، جیسے اسے چھیڑ رہی ہو۔ اس کے بعد اس نے اپنا دھیان واپس ویڈیوز کی طرف مبذول کرایا، گویا اس کی توجہ ہٹانے کے لیے۔۔۔

•••••°°•••••

کمرہ سرخ رنگ کی روشنی میں نہا رہا تھا، معراج کھڑکی کے پاس فرش پر بیٹھا تھا۔ باہر، ایک تنہا درخت ہوا میں پرتشدد انداز میں ہل رہا تھا، دیواروں پر خوفناک سائے ڈال رہا تھا۔

معراج نے کھڑکی کا سامنا کیا، اس کی خصوصیات اندھیرے میں چھپی ہوئی تھیں۔

جب بجلی کی ایک چمک نے مختصراً کمرے کو روشن کر دیا تو اس نے اس کی خون آلود آنکھیں دکھائیں جو جنون اور غصے کے مڑے ہوئے مرکب سے چمک رہی تھیں۔

معراج کی سمت سے آرہی ایک تال بھری "ٹھک ٹھک" کمرے میں بھر گئی۔ اس کا ہاتھ لکڑی کی میز پر پڑا تھا، اور پھیلی ہوئی انگلیوں کے درمیان، چاقو کی نوک نے سطح پر وار کر رہا تھا۔

ہر ہڑ تال ایک شریر دھن کی طرح سنائی دیتی تھی، جس سے ایک مہلک جوش کا ماحول پیدا ہوتا تھا۔

معراج کی نظریں ٹھنڈی تھیں، اس کے سامنے کسی نظر نہ آنے والے ہدف پر مرکوز تھیں۔ تیز رفتار چاقو کی حرکت نے کسی ایسے شخص کی تصویر بنائی جس کو روحانی، جذباتی اور جسمانی طور پر گہرا نقصان پہنچا۔

بجلی نے کمرے کو دوبارہ روشن کیا، اس کی انگلیوں کے اطراف سے پھٹے ہوئے گوشت کو ظاہر کیا، خون دھیرے دھیرے ٹپک رہا تھا۔

قابل ذکر بات یہ ہے کہ معراج پر سکون رہا، اس کی توجہ صرف ان نادیدہ دشمنوں پر تھی جو اس کے دماغ کو اذیت دے رہے تھے۔

انتھک "ٹھک ٹھک" جاری رہا، ایک پریشان کن تال جو اندر کے انتشار سے مماثل تھا۔ اس بھیانک پرت کے بیچ میں آنسو کا ایک قطرہ معراج کی آنکھوں سے گرا اور، نیچے کے خون کے ساتھ گھل مل گیا، جو ایک مکمل طور پر بگڑی ہوئی اور غیر منقسم نفسیات کی علامت تھا۔۔۔۔

------..

سابقہ منظر کی بازگشت

عفاف کچن میں کھڑی جوس میں جوس بنا رہی تھی۔ دوسری صورت میں خاموش کیچن میں مشین کی آواز بلند اور پریشان کن تھی۔ اس کے بال ڈھیلے ڈھالے جوڑے میں بندھے ہوئے تھے اور کچھ بالوں کی لٹیں اس کے چہرے کے سامنے ڈھیلی سے لٹک رہی تھیں۔

اس نے ٹی شرٹ اور کیپریس پہن رکھی تھی، گھر میں اس کا معمول کا لباس۔ کھلی کھڑکی سے ہوا اندر آ رہی تھی، اس کی لٹوں کو آہستہ سے اڑا رہی تھی۔ ہوا کے جھونکے اور تازہ پھلوں کی خوشبو سے لطف اندوز ہوتے ہوئے وہ قدرے پر سکون محسوس کر رہی تھی۔

جب جوس تیار ہو گیا تو اس نے گلاس میں ڈال دیا۔ وہ مڑ کر ہانپ گئی۔ معراج اس کے سامنے اپنے سینے پر بازو لپیٹے اسے غور سے دیکھ رہا تھا۔

اس کی آنکھیں سیاہ اور چھیدنے والی تھیں، اور اس کا جبڑا بند تھا۔

عفاف چونک گئی، اور اس کا ہاتھ کانپنے لگا۔

جوس کا گلاس اس کی انگلیوں سے پھسل کر فرش پر بکھر گیا۔

عفاف نے اپنے دل کی دھڑکن محسوس کرتے ہوئے اپنے سینے پر ہاتھ رکھا۔ "معراج تم نے مجھے ڈرا دیا! تم کب آئے؟" وہ قدرے نروس اور قصوروار لگ رہی تھی۔

معراج سیدھا ہوا اور چند قدم چل کر اس کے قریب آیا۔ اس نے ہاتھ میں لاکٹ تھاما ہوا تھا یہ ایک پتلی زنجیر تھی جس پر گول پتلی سی رِنگ تھی

یہ سادہ لیکن خوبصورت لگ رہا تھا۔

"میں یہ آپ کے لیے لایا ہوں۔ دراصل میں نے ابرش کو بھی تحفے کے طور پر ایک پائل دی تھی۔ شائید آپ جان ہی گئیں ہوں کہ میری بینک میں جوب ہو گئی ہے "اس نے آرام سے آواز دینے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

عفاف نے لاکٹ لیا اور مسکرا دی۔ "یہ بہت خوبصورت ہے. ابرش نے مجھے تمہاری جاب کے بارے میں بتایا تھا۔ مبارک ہو اور شکریہ..." اس کی آواز پیچھے ہٹ گئی۔

وہ نہیں جانتی تھی کہ کیا کہے معراج نے گہری نظروں سے اسے دیکھا وہ ایک لمحے کے لیے ہچکچایا، پھر آہستہ سے بولا۔ "جب یہ لاکٹ آپ کی گردن پر گرفت کرے گا، تو ایسا لگے گا جیسے ستارے صرف آپ کے لیے ترتیب دیے گئے ہوں— ہر چمک کے ساتھ ایک آسمانی رقص، کہانیاں سنائے گا جو صرف کُل کائنات نے آپ کے لیے لکھی ہوں گی"۔

عفاف کی آنکھیں کچھ صدمے سے پھیل گئیں مگر زبردستی کی مسکراہٹ اپنے لبوں پر اس نے سجائی رکھی اس نے لاکٹ والا ہاتھ پیچھے کر لیا اور مٹھیوں کو بھینچ لیا۔۔

اس نے اپنی طرف اس کی نظریں محسوس کیں، اور اسے اپنی ریڑھ کی ہڈی میں کپکپاہٹ دوڑتی محسوس ہوئی۔ وہ جھنجھلا سی گئی، وہ الجھن اور کشمکش کا شکار تھی کہ کیسے یہاں سے چلتی بنے۔۔ "تمہیں جوس پینا ہے،" اس نے موضوع بدلنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔ وہ ٹوٹا ہوا شیشہ اٹھانے کے لیے نیچے جھکی لیکن معراج نے اسے روک دیا۔ ''نہیں، شکریہ اور آپ یہ مت اٹھائیں آپ کو زخم آجائے گا۔۔۔''

۔۔۔اسکو عفاف پر لال رنگ پسند تو تھا مگر اس کے جسم کو جو چوٹ پہنچا کر لال مائع نکلے وہ اس کو پسند نہیں تھا۔

وہ اس کی دھوپ تھی، اس کے دنوں کو روشن کرتی تھی اور اس کے دل کو تقویت پہنچاتی تھی۔

معراج نے شائستگی سے اس کی پیشکش کو مسترد کرتے ہوئے کہا۔

عفاف جو جھک رہی تھی فوراً سیدھی ہوئی عفاف کے چہرے پر ایسے تاثرات تھے جیسے وہ اسے جان چھڑوانا چاہتی ہو، لیکن وہ کہہ نہ سکی۔

وہ بس کمزوری سے مسکرائی، اس امید پر کہ اسے اشارہ مل جائے گا۔ معراج نے اس کی طرف دیکھا اور بولا، "کچھ پرابلم ہے۔ میں نے محسوس کیا ہے کہ آپ کچھ عرصے سے مجھ سے ہچکچاہٹ سے مل رہی ہیں"

اس نے فکر مند اور متجسس لہجے میں کہا۔ عفاف نے نفی میں سر ہلایا۔ "نہیں، تم غلط ہو. کچھ بھی غلط نہیں ہے۔ بس یہ ہے کہ جب وقت بدلتا ہے تو لوگوں کے بات چیت کا طریقہ بھی بدل جاتا ہے۔ شاید اسی لیے تمہیں ایسا لگ رہا ہے۔"۔

اس نے اس سے اور خود سے جھوٹ بولتے ہوئے کہا۔

وہ دور جانے لگی مگر معراج کی آواز پر اس کے قدم ٹھٹک گئے۔۔۔

"دنیا بدل سکتی ہے وقت بدل سکتا ہے لیکن معراج نہیں بدلے گا۔ بالکل نہیں. اور آپ کے لیے تو کبھی نہیں۔۔"۔ اس نے اپنی آواز میں عزم اور خلوص کے اشارے سے کہا۔

وہ اسے نہیں دیکھ رہا تھا وہ سامنے دیکھ رہا تھا عفاف نے اس کی پشت کو دیکھا، لیکن عفاف اس کے جذبات کو نہیں پڑھ سکی۔ وہ نہیں جانتی تھی کہ وہ اس سے کیا چاہتا ہے، یا وہ اس سے کیا چاہتی ہے۔ اس نے سر ہلایا اور جلدی سے باہر نکل گئی۔ معراج کچھ دیر کھڑکی کو دیکھتا رہا جیسے عفاف نے اپنا سایہ یا عکس وہیں چھوڑ دیا ہو۔۔ یا اس نے اپنی روح کی روشنی وہاں چھوڑ دی ہو جو معراج کے کھوکھلے دل کو چمک پہنچا رہی ہے۔۔۔۔۔۔

.....°.....

(حال)

معراج اپنی انگلیوں کے درمیان چھرا گھونپتا ہوا میز پر سرخ قطرے جمارہا تھا۔ عجیب منظر کو دور سے آنے والی جبرائیل اور مہمت کی آوازوں نے روک دیا۔ اس نے معراج کو اپنی عجیب خود ساختہ رسم کو روکنے پر مجبور کیا۔

وہ کھڑا ہوا اور کھڑکی کے پاس گیا، جہاں سیاہ بارش کی طرح سرخ رنگ کے قطرے اس کی انگلیوں کے درمیان سے نیچے زمین پر گر رہے تھے۔

باہر جبرائیل اور مہمت اپنی اپنی ہیوی بائیکز پر تھے اور اس کیلیٹر کو تیزی سے گھما رہے تھے جسے انجن تیز آواز اور دھواں پیدا کر رہا تھا۔۔

جبرائیل کے جوگرز کے سٹمپ نے چنگاریاں پیدا کیں، جو چھپے ہوئے آلات کا اشارہ ہے۔

جیسے ان کے جوتوں سے چنگاریاں نکلیں معراج کا دل نفرت کی آگ سے جل گیا۔ ڈولتے ہوئے درختوں کے سائے عجیب طرح سے حرکت کر رہے تھے جو معراج کے تڑپتے چہرے کی ہنگامہ خیزی کو ظاہر کر رہے تھے۔

معراج نے کانچ کی کھڑکی پر ہاتھ دبایا جس نے خون آلود نشان اس کھڑکی پر نقش کر دیا۔۔

خون کھڑکی سے پھسلتا نیچے کو گرنے لگا۔

جیسے ہی مہت اور جبرائیل تیزی سے بائیک گر جاتے چلے گئے، بادل کڑکے اور بجلی کی چمک نے معراج کا بھیانک چہرہ ظاہر کر دیا، جو پاگل پن، غصے اور شدید نفرت کی آمیزش سے بھرا ہوا تھا۔۔اس کی آنکھیں سخت تھیں جو لال ہو گئیں تھیں، کانچ کی کھڑکی پر بہتے لال مائع نے ان دو کے عکس کو پکڑ لیا اور ان کی تصویر کے نقوش کرخت آنکھوں میں چھوڑ گیا۔۔۔۔ معراج نے اپنا جبڑہ بھینچ لیا جسے اس کے دانتوں کی چٹکاہٹ کی آواز ہوا میں گونجی۔۔

.....°°°.....

رات اندھیری تھی لیکن سڑک ٹمٹماتے سٹریٹ لائٹس سے جگمگا رہی تھی۔ اسفالٹ پر، دس بائک بھوکے بھیڑیوں کی طرح بکھرے، شکار کے لیے تیار تیزی سے بائیک کو گڑگڑا رہے تھے انکے سیلینسرز سے آواز نکل رہی تھی۔

ان میں سے دو کا تعلق مہت اور جبرائیل سے تھا، جو کزن اور پارٹنر ان کرائم تھے۔ جبرائیل نے دوسرے ریسرز کو اپنے جوگرز سے چنگاریاں مار کر طعنہ دیا، (میرے پیروں کی دھول ہو تم) جیسے کوئی پٹاخہ پھٹنے ہی والا ہو۔

مہت نے اپنا سائلنسر بحال کیا، عقب سے اڑتی چنگاریاں بھیجیں، جیسے کوئی دومکیت آگ کی پگڈنڈی چھوڑ رہا ہو۔ انہوں نے مسکراہٹ اور سر ہلایا، اپنی صلاحیتوں اور اپنے منصوبے پر پر اعتماد۔ سبز جھنڈا گرا اور بائک زوم آف ہو گئیں، اپنے پیچھے دھوئیں اور شور کا بادل چھوڑ دیا۔

ریسرز ایک دوسرے کو چکما دینے اور تصادم سے بچنے کی کوشش کرتے ہوئے پوزیشن کے لیے دوڑتے رہے۔

ان سب نے حفاظت کے لیے ہیلمٹ پہن رکھے تھے، لیکن وہ جانتے تھے کہ داؤ بہت زیادہ ہے۔ ایک غلط اقدام کا مطلب تباہی ہو سکتا ہے۔

یہ بحریہ ٹاؤن کی ایک خاموش سڑک تھی۔۔ جہاں خطرناک دوڑ کا کھیل کھیلا جا رہا تھا۔۔ اُن کے اوپر بادل گرج کے ساتھ گرجنے لگے اور ہوا درختوں کو لپٹ گئی۔ بہت دور، وہ فنش لائن دیکھ سکتے تھے، جس پر جلتی ہوئی مشعلوں کے جوڑے تھے۔ مہمت اور جبرائیل کو پہلے وہاں پہنچنا تھا، چاہے کچھ بھی ہو۔

۔۔ خطرہ مول لینے والا جبرائیل خطرناک حد تک کنارے کے قریب سوار تھا۔ اس کے پاس ایک چیکنا سیاہ موٹر سائیکل اور بے رحم ہونے کی شہرت تھی وہ دونوں، اپنی جیت اور ساکھ کے کے لیے کچھ بھی کریں گے۔ وہ ایک گرج تھے جو اپنے حریفوں کے دلوں میں خوف پھیلاتے تھے

ایک بائیک نے ان سے آگے نکلنے کی کوشش کی، لیکن مہمت نے اسے کاٹ دیا، اور اسے جھکنے پر مجبور کیا۔ جبرائیل نے اس کے گرتے بائیک پر اپنے بائیک کا ٹائر مہارت سے مارا اور وہ بائیک اور بائیک سوار دونوں پھسلتے روڈ کے کنارے گر گئے ۔ وہ دو، رہنما، درستگی اور مہارت کے ساتھ سوار تھے۔

ہمراہ ان دونے اپنی اپنی بائیک کو برق رفتاری سے آگے بڑھایا اور موڑ کاٹا۔۔ مگر عقب سے انکو ایک اور بائیک کی گرج کی آواز۔سنائی دی جو۔ تیزی سے آگے بڑھ رہا تھا ان دونے پیچھے مڑ کر دیکھا

۔ مہمت نے علی، اپنے قریبی حریف اور اپنے قدیم دشمن کو پایا۔۔۔

وہ بدلہ لینا چاہتا تھا۔ مگر مہمت ایک شیر کی طرح، شدید اور مغرور تھا، اپنے علاقے کا دفاع کرتا تھا۔ جبرائیل اور مہمت نے اپنے بائیک کو پچھلے ٹائر پر کھڑا کیا اور جبرائیل نے اپنا جوگر روڈ پر رگڑایا جسے ایک چنگاری نکلی

۔

مہمت اور جبرائیل نے زک زیک کرتے اپنی جگہ بدلی دونوں نے ایک ہاتھ ہینڈل پر۔ رکھا اور دوسرے ہاتھ سے تالی بجائی۔ بجلی کڑکی۔۔ اور روڈ کو روشن کیا

وہ دوسرے ریسرز کو پیچھے چھوڑ کر آگے بڑھ گئے مگر علی کو نہ پیچھے چھوڑ سکے وہ جونٹھ کی طرح انکے پیچھے لگ چکا تھا۔۔ ان کے سامنے اب ایک اور رکاوٹ تھی جسے عبور کرنا تھا: جمپ ایک جمپ نیچے سے، اوپر کو خم لیے، تھی درمیان میں ڈبے تھے اور دوسری جانب روڈ کا دوسرا حصہ۔۔۔۔ یہ۔ خطرناک ریس کا ٹاسک تھا۔ مگر وہ دو کچھ بھی کرنے کی صلاحیت رکھتے تھے وہ رِسک ٹیکر تھے وہ خطرہ مول لینے والے تھے ۔

وہ خطرے کے بادشاہ تھے ، تاش کے سب سے اونچے پتے کی مانند۔۔ وہ بنا جلے آگ سے کھیلنا جانتے تھے۔۔۔۔

مہمت اور جبرائیل دو عقابوں کی مانند تھے، جو بلند اور آزاد تھے۔ ان میں نڈر رویہ اور تفریح کی پیاس تھی۔ وہ نئے افق کو تلاش کرنا اور اپنی حدود کو جانچنا پسند کرتے تھے، ان دو کو پیچھے رہنا پسند نہ تھا جیت انکے خون میں دوڑتی تھی۔۔۔ وہ ہمت اور فضل کے ساتھ رہتے تھے، ایک رسک ٹیکر تھا تو دوسرا گرجدار طوفان۔۔ وہ دو ہمراہ سب کچھ تھے وہ دو تھے تو جیت انکی تھی۔۔۔۔۔

سڑک اچانک ختم ہو گئی، جس نے ایک ریمپ کو راستہ دیا۔۔۔ وہ ریمپ اوپر کی طرف اٹھی تھی مہمت اور جبرائیل نے ایک دوسرے کو دیکھا اور بائیک کو۔ ریس دی برق رفتاری سے دھول چھوڑتے وہ آگے بڑھے۔

ریمپ سے سہارا لیتے وہ اوپر اٹھے اور ایک مدھم سے انداز میں بجلی ان دو کے درمیان کڑکی جیسے وقت ساکت رہ گیا ہو مہمت واقعی ہواؤں کا رخ موڑنے کا ہنر جانتا تھا وہ ہواؤں کا استاد تھا۔

۔یہ ایک پر خطر ہتھکنڈہ تھا، لیکن مہمت اور جبرائیل نے کئی بار اس پر عمل کیا تھا۔ وہ جانتے تھے کہ اپنی بائک کو کس طرح اینگل کرنا ہے اور اپنے وزن کو متوازن کرنا ہے۔ مگر۔ وہ اکیلے نہیں تھے۔ ایک اور بائیک ان کے پیچھے ہوا میں معلق تھی ان کی رفتار سے ملتی جلتی۔ یہ علی تھا، چیلنج کرنے والا۔

اس کے پاس نیلے رنگ کی ہیوی بائیک تھی۔ اس کے پاس مہمت کے ساتھ طے پانے کے لیے ایک اسکور تھا، جس نے اسے آخری ریس میں شکست دی تھی۔

وہ بدلہ چاہتا تھا وہ جیت چاہتا تھا۔۔ مگر وہ دو شارک کی طرح تھے، چالاک اور بے لگام، پانی میں خون کی بو آ رہی تھی۔ اس نے مہمت اور جبرائیل کو دیکھا، اس کی آنکھیں نفرت سے بھری ہوئی تھیں۔

مگر مہمت اور جبرائیل دو راکٹوں کی طرح تھے جو کسی بھی لمحے پھٹنے کے لیے تیار تھے۔ وہ ایک آتش گیر رویہ اور مہم جوئی کی پیاس رکھتے تھے۔ وہ اپنے آپ کو اور دوسروں کو چیلنج کرنا پسند کرتے تھے، اور وہ کبھی بھی ہمت سے پیچھے نہیں ہٹے۔ وہ ہمیشہ اپنی زندگیوں کو مسالا کرنے کے نئے طریقے ڈھونڈتے رہتے تھے، اور انہیں نتائج کی پرواہ نہیں تھی۔ وہ تیز اور غصے میں رہتے تھے،

وہ جانتے تھے کہ یہ آخری مقابلہ ہے۔

جو بھی پہلے اترے گا وہ ریس جیت جائے گا۔ مہمت اور جبرائیل نے اسے ختم کرنے کا فیصلہ کیا۔۔۔

یکدم بائیک نیچے روڈ پر ٹکی درمیان میں لوہے کے ڈبوں کو پیچھے چھوڑتے۔

۔وہ تین بائیک ہمراہ زمین پر اتریں وہ آگے جھک گئے اور روڈ پر۔ پیر ٹیک کر وہ بائیک کو گول گھوما رہے تھے۔ جبرائیل کے جوگرز سے شعلے نکل رہے تھے۔۔۔ اور روڈ پر ایک گول نشان چھوڑ رہے تھے۔۔ انہوں نے علی کی ہیوی بائیک کو نشانہ بنایا، اس امید میں کہ وہ اسے ختم کر دے گی۔ انہوں نے ٹائر کو مارا، لیکن کافی مشکل نہیں. علی کی ہیوی بائیک ڈگمگا گئی، لیکن وہ بائیک سمیت گرا نہیں۔ اس کے بجائے، اس نے پیچھے ہٹ کر مہمت اور جبرائیل کی بائک کو ٹکر ماری۔۔ مگر جبرائیل خود گرتا اسکو یہ منظور نہ تھا اس نے علی کے بائیک

کو زور ارلات سے پیچھے دھکیلا اور وہ تین ایک ٹیل اسپن میں گھومتے بائک کے ہمراہ بے قابو ہو گئے مہمت، جبرائیل، اور علی اپنی نشستوں سے چمٹے ہوئے

، دوبارہ استحکام حاصل کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔

انہوں نے زمین کو تیزی سے قریب آتے دیکھا، اور اثر کے لیے تیار ہو گئے۔ وہ ایک زوردار آواز کے ساتھ ٹکرا گئے، جس سے دھول اور ملبے کا بادل بن گیا۔

بائک سڑک کے ساتھ پھسل کر اسفالٹ کو کھرچتے ہوئے اور نشان چھوڑ گئے۔ مہمت، جبرائیل اور علی ایک ساتھ کھسک گئے، رگڑ سے ان کی جلد جل رہی ہے۔ وہ فنشنگ لائن سے ذرا پہلے ایک اسٹاپ پر آئے۔

وہ ابھی تک اپنی بائیک پر بمشکل سوار تھے۔

انہوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا، ہانپ رہے تھے اور خون بہہ رہا تھا۔ وہ بچ گئے تھے، لیکن وہ جیت نہیں پائے تھے۔ وہ باندھ چکے تھے۔۔۔

وہ دو جو زمین پر منہ کے بل گرے تھے وہ کسی چیز سے نہیں ڈرتے تھے۔۔ سیاہ جیکٹ لال مائع سے گیلی ہو چکی تھی مگر۔۔ وہ تیزی سے اٹھ گئے، درد اور خون کو نظر انداز کرتے ہوئے۔ جبرائیل نے علی کو گھورا۔ اس کے ہیلمیٹ پر کوئی شگاف نہ آئی۔۔ ہیلمیٹ سے نظر آتیں شیشے سے اس کی آنکھوں میں عزم کی آگ جل رہی تھی۔۔۔ مہمت کھڑا ہوا اس نے خود پر سے دھول جھاڑی۔۔ وہ دو اپنے زخموں کو بھول گئے اور اپنی

اپنی بائیک پر واپس بیٹھ گئے۔ علی ان کے پیچھے بے ہوش پڑا تھا، اس کی بائیک تباہ ہو چکی تھی۔ ان دو کو کوئی فرق نہ پڑا۔ ان۔ دو۔ کو۔ ہمراہ آگے بڑھنا تھا،۔۔وہ دونوں اپنی اپنی بائیکز پر وراجے جس کھیل کو انہوں نے شروع کیا تھا اس کو ان کو ختم کرنا تھا اب انکے ہواسوں پر صرف ایک بھوت سوار تھا جیت یہ انکی عزت و غرور کی بات تھی۔۔۔ ان دو نے پیچھے سے چھ بائیکوں کی آواز سنی۔ وہ ان کے رقیب، تھے۔ مگر انہیں کچھ فرق نہیں پڑتا تھا۔ ان دو نے اپنے انجن کو تیز کیا اور بائیک کو پچھلے ٹائیر پر کھڑا کیا بائیک گڑگڑائی۔۔ چنگاریاں نکلیں وہ تیزی سے آگے بڑھے

بادل گرج رہے تھے اور ہوا چل رہی تھی۔ موسم ان کے مزاج کے مطابق تھا۔۔۔ بائیکز کو دوڑاتے

وہ فنش لائن تک پہنچ گئے، جو دو شعلے دار مشعلوں سے نشان زدہ تھی۔ وہ اسے پار کرنے والے پہلے تھے، باقیوں کو پیچھے چھوڑتے ہوئے۔ انہوں نے اپنی بائیکوں کو پچھلے ٹائر پر اٹھایا اور دھواں پھونکا، ایک دھند کی دیوار بناتے ہوئے۔ دھویں نے ان کے پیچھے آنے والی چھ بائیکوں کو گھیر لیا، انہیں غائب کر دیا۔ ایک جھٹکے سے انہوں نے پچھلے ٹائر پر اٹھائے بائیک کو آگے بڑھایا انہوں نے اپنے ہاتھ ہوا میں بلند کئے اور ایک دوسرے سے ملائے اور ایک ہاتھ سے بائیک کے ریس کو دبائے وہ آگے بڑھے۔۔

وہ دو مقناطیسوں کی طرح تھے جو ایک دوسرے کو اپنی طرف متوجہ اور پیچھے ہٹاتے تھے۔ ان میں متحرک رویہ اور مسابقتی جذبہ تھا۔

تیزی سے بائیک آگے بڑھی اور انہوں نے فنش لائین کو پار کر لیا۔ بائیک کے ٹائز اور جبرائیل کے جوگرز کی سول نے روڈ پر رگڑ مارا جن سے چنگاری نکلی۔۔ مہمت نے بائیک کے ٹائر کو زمین سے کھرچا کہ چنگاریاں اور دھول اڑی ۔۔ یکدم ان دو نے بائیکز روکی۔۔ ایک دوسرے کو دیکھا وہ دو ایک دوسرے کے برابر تھے۔۔ بائیک پر بیٹھے بیٹھے انہوں نے ایک دوسرے کو گلے لگایا، خوشی اور آرام کا احساس کرتے ہوئے۔ انہوں نے یہ کر دکھایا تھا۔ انہوں نے اپنا خواب پورا کر لیا تھا۔

آسمان میں پھٹاکے چھوڑے گئے، آسمان کو روشن کرتے ہوئے۔ ہلکی بارش شروع ہو گئی، ریسروں کو ٹھنڈا کرتے ہوئے۔ جبرائیل اور مہمت نے اپنے چہروں سے اپنے ہیلمٹ اتارے اور اپنے جیکٹ ہوا میں اچھال دیے جیکٹز اوپر سے نیچے۔ گریں۔۔۔ ان کے جسموں سے خون بہ رہا تھا، لیکن وہ خوش تھے۔ انہیں درد محسوس نہیں ہو رہا تھا۔ انہیں صرف عزت محسوس ہو رہی تھی۔ انکو جیت محسوس ہو رہی تھی ۔۔

.....۔۔۔۔۔۔۔

••••°°•••

صبح فجر کا وقت تھا۔ دونوں نے اپنے سروں کو دوپٹوں سے لپیٹ رکھا تھا۔ کمرہ اے سی کی بدولت۔ ٹھنڈا تھا باہر کھڑکی سے کوئل کی آواز سنائی دے رہی تھی کوے بولتے رہے تھے اور چڑیا چہ چہا رہی تھیں۔

۔ دونوں نماز پڑھ کر اٹھ کھڑی ہوئیں اور جائے نماز کو تہہ کر کے ایک جگہ رکھ دیا۔

وہ لوگوں کے نظریہ والی ماڈرن ضرور تھیں مگر اتنی نہیں کہ نماز قضاء کریں وہ نماز کی پابند تھیں۔۔

جدیدیت کا مطلب یہ نہیں تھا کہ وہ نہ مکمل لباس پہنتیں تھیں۔ان کے لباس سادہ اور معمولی اور مکمل تھے۔

عفاف نے اپنا دوپٹہ اتار کر گلے میں ڈال لیا۔ اور ابرش صوفے پر بیٹھ کر قرآن پڑھنے لگی۔ عفاف کی پریشان کن کیفیت اور اس کی آہیں سن کر ابرش نے اوپر دیکھا۔

اس نے دیکھا کہ عفاف آئینے کے سامنے کھڑی اپنی کہنی ہتھیلی پر رکھی انگلی سے اپنا نچلا ہونٹ دبا رہی ہے اور مسلسل ہونٹ کا کھال اتار رہی ہے۔۔۔

شیشے میں عفاف کا ترچھا عکس نظر آرہا تھا۔ابرش اسے سوالیہ پُتلیاں سُکیڑے بولی "کیا ہوا ہے خیریت ہے"

اس نے مڑ کر ابرش کو دیکھا۔ "مجھے لگتا ہے کہ جبرائیل بھی مجھے پسند کرتا ہے۔یعنی اس کی باتیں اور جیسے وہ مجھ سے پیش آتا ہے" اس نے آہستہ سے کہا۔

ابرش نے قرآن پاک اسٹینڈ پر رکھا اور اٹھ کھڑی ہوئی وہ اس کے قریب گئی اور اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔ "تو کیا سوچ رہی ہو؟" اس نے آہستہ سے پوچھا. وہ اس کے سامنے کھڑی اس کی آنکھوں میں دیکھنے لگی۔ عفاف نے اپنے ہاتھ ڈھیلے پڑنے دیے اور سنگھار میز کے ہمراہ کاؤچ پر ڈھ سی گئی اس نے ایسا چہرہ بنایا جیسے وہ دو طرح سے پھنس گئی ہو۔ "یار ابرش مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہی ہے۔ میں کیا کروں؟"، اس کی آواز کانپ رہی تھی اور وہ گومگو کی کیفیت میں مبتلا تھی۔

ناولز حب ہر طرح کے ناول، کہانی، اور افسانہ کو شائع کرنے کے لیے کام کرتا ہے۔
اگر آپ ایک لکھاری ہیں یا اگر آپ لکھنا چاہتے ہیں تو ناولز حب آپ کو خوش آمدید کہتا ہے۔
ناولز حب کا کام صرف ویب سائٹ پر پبلش نہیں کیا جاتا بلکہ اس کے ساتھ ساتھ ناولز حب کے فیسبک گروپ، ناولز حب فارم کمیونٹی پر بھی شائع کیا جاتا ہے۔
لیکن یاد رہے ناولز حب کسی بھی قسم کی غیر اخلاقی تحریر اور بولڈ ناولز کو سپورٹ نہیں کرتا۔
اپنی تحریر کو ناولز حب کے کسی بھی ادارے پر ارسال کر سکتے ہیں یا پھر درج ذیل دیے گئے لنکس اور نمبر پر رابطہ کریں..!

SEND US YOUR NOVEL IN MS WORD FILE OR IN TEXT FORM WITH FOLLOWING DETAILS

- **STORY NAME :**
- **WRITER NAME:**
- **STORY THEME :**
- **STORY STATUS (COMPLETE OR ONGOING) :**
- **STORY DESCRIPTION (IN URDU) :**
- **INSTAGRAM ID (WITH SAME SPELLINGS):**

ON OUR EMAIL ADDRESS.
NOVELSHUB.PK@GMAIL.COM

EMAIL US YOUR NOVEL/EPISODE ON GIVEN ABOVE DETAILS.
ALL DETAILS ARE COMPULSORY TO SEND.

لکھاری اپنا کام فارم کمیونٹی اور فیسبک گروپ میں پوسٹ کر سکتے ہیں ۔

FACEBOOK GROUP LINK :

HTTPS://WWW.FACEBOOK.COM/GROUPS/303089327711821/

FORUM COMMUNITY LINK :

HTTPS://NOVELSHUB.PK/COMMUNITY/

کسی بھی قسم کی معلومات کے لئے دیئے گئے واٹس ایپ نمبر پر رابطہ کر سکتے ہیں

03205397046

منجانب

یا ہمارے انسٹاگرام پیج پر ہماری ٹیم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

۔ابرش اس کے برابر بیٹھ گئی اور اسے شفقت سے دیکھا۔ اس نے اس کا اداس چہرہ دیکھا اور اس کی ٹھوڑی کو اپنی انگلی سے اٹھایا۔ "اسے بتاؤ کہ تم اس سے پیار کرتی ہو۔ اپنے جذبات کو دل میں نہ رکھو سب سے بڑا بوجھ چٹان کا نہیں بلکہ آپ کے دل میں اٹکے ہوئے محبت کے اظہار کا ہوتا ہے" اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

عفاف نے ہمت کی ایک لہر محسوس کی اس کے دل کو تقویت و ڈھارَس ملی "میں جارہی ہوں۔" وہ اٹھتے ہوئے بولی انداز پختہ تھا۔

وہ دروازے کی طرف بڑھی لیکن پھر رک کر اسے دیکھنے لگی۔ "یار پلیز میرے لیے دعا کرنا۔ یہ بہت اچھا وقت ہے۔ اظہار کا وقت بہت بوجھل ہوتا ہے، مطلب بہت بوجھل ہوتا ہے۔ تم سمجھ رہی ہو نا" اس کی کیفیت دیکھ ابرش نے سر مدھم سا اثبات میں ہلایا۔۔

اس نے چمکتی ہوئی آنکھوں کے ساتھ پلک جھپک کر اسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔ "لیکن اپنے دل میں اظہار خیال رکھنا ایک بوجھ ہے، تم جاؤ۔ اور اسے بتادو کہ تم اسے محبت کرتی ہو"۔

عفاف نے مسکرا کر دروازہ کھولا اور باہر نکل گئی۔ ابرش نے دروازہ بند ہوتے دیکھا اور آسمان کی طرف سر اٹھایا۔ اس نے سرگوشی میں اس کے لیے دعا کی اور پھر بیڈ پر بیٹھ کر قرآن کھولا۔۔۔۔

معراج اور تصور ایک بڑے درخت کے سائے کے نیچے ہری گھاس پر بیٹھے تھے۔ سورج افق پر آہستہ آہستہ طلوع ہو رہا تھا، آسمان پر سرخی مائل چمک ڈال رہا تھا۔ گرمی اتنی شدید تھی کہ یوں لگا جیسے سورج کی بجائے دنیا جہنم کے گرد گھوم رہی ہے۔

بارش کل رات ہوئی تھی، لیکن اس میں کچھ بھی نہیں بدلا تھا۔ سب کچھ پچھلی صبح جیسا تھا۔ وہ دونوں درخت کے سائے میں تھے لیکن پھر بھی انہیں اپنی پیشانی پر پسینہ محسوس ہوا۔ معراج کی ایک ٹانگ پھیلی ہوئی تھی اور دوسری گھٹنے کے پاس جھکی ہوئی تھی، رجسٹر کو گود میں رکھا ہوا تھا۔ وہ دائیں ہاتھ میں قلم پکڑے رجسٹر پر کچھ لکھ رہا تھا۔ تصور اس کے پاس بیٹھا سر جھکائے رجسٹر کو۔ دیکھ رہا تھا اور یک سوئی سے معراج کو سن رہا تھا۔ اس کے بال چھوٹے اور کالے تھے، چہرے کی گندمی رنگت اور معصومانہ تاثرات تھے۔ اس نے ڈھیلی ٹی شرٹ اور ڈریس پینٹ پہن رکھی تھی۔ وہ رجسٹر پر نظریں جمائے معراج کو سن رہا تھا۔ معراج نے اپنے قلم سے رجسٹر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا، "یہ بریک ایون پوائنٹس کا فارمولا ہے۔"

"اور ہاں، آپ کو اس باب کے تمام فارمولے یاد کرنے ہوں گے۔"

تصور کی عمر تائیس سال تھی، جبرائیل کے ہم عمر، لیکن وہ ابھی پڑھ رہا تھا کیونکہ اسلام آباد آتے ہی اس نے سکول میں دیر سے جوائن کیا تھا۔ معراج چونکہ بی بی اے کا طالب علم رہ چکا تھا اس لیے تصور اس سے سیکھ رہا تھا۔ معراج ایک زہین وفتین طلب علم تھا کہ ہر موضوع کو سمجھا سکتا تھا۔

معراج کی انگلیوں کے درمیان سے پٹی لپٹی ہوئی تھی جس نے اس کی انگلیوں کو چھپا دیا تھا پھر سفید پٹی انگلیوں سے ہوتی اس کی ہتھیلیوں پر لپٹی اور آخری کونے سے اس کو بکسوا لگا کر بند کر دیا گیا۔۔اس نے ایسا کام کیا جیسے کل رات کچھ ہوا ہی نہیں،

وہ ایسا ہی تھا اکیلے روتا اکیلے خود کو زخم دیتا اور اگلی صبح آدم ذات کے سامنے ایسا ہو جاتا کہ جیسے وہ بہت خوش ہے وہ اپنی آنکھوں کی ویرانیوں اور لہجے کی اداسی کو چھپانے کا ہنر جان گیا تھا اگر یہ زندگی ایک ڈراما ہوتا تو آوارڈ معراج کا ہوتا وہ اس ظالم دنیا میں ایک نقلی چہرہ لیے گھومتا تھا۔۔

اس کی دو شخصیات تھیں بند کمرے میں ایک جنونیت سے بھرا معراج اور دنیا کے سامنے خوش بخت انسان۔

۔مگر وہ نہیں جانتا تھا وہ کیا ہے اسکو اپنی شخصیت کا علم نہ تھا کہ وہ کون سی شخصیت کو چنے وہ کیا بنے۔

وہ بٹا ہوا تھا۔۔

اس نے قلم تصور کے حوالے کیا اور اسے رجسٹر دکھایا۔"اس کو حل کریں، یہ پچھلے سوال کی طرح ہے. پھر میں آپ کو پروسیس کو سٹینگ کے بارے میں وضاحت کروں گا۔اس میں، ابنارمل لاس اور انکریزینگ ان نمبرز والا سب سے پہلے کویسٹن سمجھیں گے . کیونکہ ان دو سے ریلیٹیڈ زیادہ سوال پیپرز میں آتے ہیں اول تو کیش اون ہینڈز والا بھی اہم ہے مگر ہم پہلے یہ کریں گے "۔

۔ تصور نے سر ہلایا اور قلم اٹھالیا۔ اس نے سوال حل کرنا شروع کیا، رجسٹر پر آہستہ اور احتیاط سے لکھنا شروع کیا۔ معراج نے لاپرواہی سے سر اٹھایا اور عفاف کو سامنے سے چلتے ہوئے دیکھا۔

عفاف سامنے جم کی جانب جارہی تھی جم گھر میں ہی تھا اور وہ جانتی تھی جبرائیل صبح صبح جم میں ہی ہو گا۔ وہ تیز قدموں سے جم کے جانب جارہی تھی ہر قدم اس کے لیے بھاری تھا۔ مگر پھر بھی اس کے قدموں کو مانو گھوڑے لگے تھے۔۔۔ معراج اس کے انداز کو سمجھ نہیں پارہا تھا کہ وہ اتنی ہچکچائی ہوئی کیوں ہے؟ اس کی بوڈی لینگویج معراج کو کچھ عجیب محسوس ہو رہی تھی وہ انہماک سے اسے دیکھ رہا تھا جیسے اسکو پڑھنے کی کوشش کر رہا ہو۔۔

تصور کی آواز سے وہ چونکا۔ "ہاں جی" اس نے اپنی توجہ رجسٹر کی طرف پھیرتے ہوئے پوچھا۔

تصور نے اسے اپنی معصوم آواز میں رجسٹر دکھایا اور کہا، "میں نے کر دیا ہے۔" معراج نے مسکراتے ہوئے کہا"جی یہ ٹھیک ہے اب اس سوال کو حل کریں۔" اس نے کتاب کا صفحہ پلٹا اور ایک سوال کی طرف اشارہ کیا۔

اس نے دوبارہ آگے دیکھا، لیکن عفاف جاچکی تھی۔ اس نے ہچکچاہٹ کی حالت میں دائیں بائیں دیکھا۔

اس نے سوچا کہ اسے اس کی پیروی کرنی چاہیے یا تصور کے ساتھ رہنا چاہیے۔ اس نے اپنی خواہش اور اپنے فرض کے درمیان کشمکش محسوس کی۔ اس نے سر جھٹک کر تصور کی طرف توجہ کی۔ اس نے فی الحال اپنے فرض پر توجہ دینے کا فیصلہ کیا۔ شاید بعد میں اسے عفاف سے بات کرنے کا موقع مل جائے۔۔۔

.....°.....

جم خانہ کشادہ اور بڑا تھا جس کے ارد گرد پوسٹر اور مشینیں بکھری ہوئی تھیں۔ عفاف نے شیشے کا دروازہ کھولا اور گھبراہٹ اور پرجوش محسوس کرتے ہوئے اندر داخل ہوئی۔

اس نے اسے اپنے ہاتھوں میں ڈمبلز پکڑے آئینے کے سامنے ورزش کرتے دیکھا۔

وہ بائسپس کرل کر رہا تھا، ہر حرکت کے ساتھ اس کے پٹھے لچک رہے اور آرام کر رہے تھے۔

وہ جم میں اکیلا تھا، اور اس نے اپنے کانوں میں ہیڈ فون لگائے، رکھے تھے وہ کچھ موسیقی سن رہا تھا۔

اسے بہت پسینہ آ رہا تھا، اس کا ٹینک ٹاپ اور پتلون پسینے سے بھیگی ہوئی تھی۔ اس کی رگیں اس کے بازوؤں پر ابل رہی تھیں اور سورج کا ایک ٹیٹو اس کے دائیں کسرتی کندھے پر سجا ہوا تھا۔

اس کے بال گیلے اور ماتھے پر چپٹے تھے، اور پسینے کی موتی اس کے چہرے پر لڑھک رہے تھے وہ جبرائیل تھا، وہ لڑکا جس سے وہ بچپن سے پیار کرتی تھی۔

وہ دھیرے سے اس کے قریب آئی، اس کا دل اس کے سینے میں دھڑک رہا تھا۔

جبرائیل نے آئینے میں اپنا عکس دیکھا اور پھر حیرت سے عفاف کو دیکھا۔ اس نے اس کے فکر مند تاثرات اور اس کے ہاتھ گھبراہٹ سے ایک ساتھ رگڑتے ہوئے دیکھا۔

اس نے مسکرا کر اپنے ڈمبلز نیچے رکھے، پھر اپنا ہیڈ فون اتار کر گلے میں لٹکا دیا۔ وہ اپنا رخ موڑ کر بولا، "ارے، عفاف۔ تم یہاں کیا کر رہی۔ ہو؟"۔

عفاف چونکی تھی اس نے چونک کر اس کے زخم کی طرف دیکھا "جبرائیل تمہیں چوٹ لگی ہے۔" اس نے اس کے پٹی بند بازو کی طرف اشارہ کیا۔

جبرائیل نے کندھے اچکا کر کہا، "کوئی بات نہیں۔ یہ صرف ایک خراش۔ ہے۔" اس نے دائیں طرف بنچ سے تولیہ اٹھایا اور پسینہ پونچھا۔

اس نے کہا، "ایکچلی میں، میں اور مہمت ہم بائیک ریس میں تھے ہم دونوں اتنے مسابقتی تھے کہ ہم نے دوسرے ریسر کو آتے نہیں دیکھا۔ ہم ان سے ٹکرا گئے اور اپنی بائک سے گر گئے۔ یہ احمقانہ تھا، میں جانتا ہوں۔" وہ اپنا کارنامہ یاد کر مدھم سا مسکرایا تھا۔ اور ہلکا سا گردن کو نفی میں ہلایا تھا۔

اس نے تولیہ واپس بینچ پر پھینکا "لیکن فکر نہ کرو، میں ٹھیک ہوں۔ یہ صرف ایک معمولی زخم ہے۔ یہ جلد ٹھیک ہو جائے گا۔"۔

وہ اس کے زخم کو چھونا چاہتی تھی، اس کے درد کو محسوس کرنا چاہتی تھی، اسے تسلی دینا چاہتی تھی۔

لیکن وہ نہیں کر سکی اسے اپنی آنکھوں میں آنسو چھلکتے محسوس ہوئے۔

جبرائیل نے اسے تعجب سے دیکھا "ارے، پاگل لڑکی رو کیوں رہی ہو؟ یہ کوئی بڑی بات نہیں ہے۔ چلو اداس نہ ہو۔" وہ اس کے چہرے تک پہنچا اور اپنے انگوٹھے سے اس کے آنسو پونچھے۔ "عفاف، میری طرف دیکھو۔ کیا غلط ہے؟" اس کی آنکھوں میں دیکھ کر اس کی پریشانی دیکھی۔

اس نے کچھ اور بھی دیکھا، جس کی اسے امید تھی لیکن کبھی یقین کرنے کی ہمت نہیں ہوئی، اس نے محبت دیکھی۔

"کیا ہوا ہے؟ عفاف اسے کھا جانے والے انداز میں طنز اختیار کئے تھی۔۔۔۔ وہ یکدم روندھی آواز میں بولی کہ اس کی آواز لرز گئی واقعی اظہار کا وقت اسکو حساب کا وقت محسوس ہو رہا تھا" زخم تمہیں آیا ہے روح میری زخمی ہوئی ہے جبرائیل کیا تم محسوس نہیں کرتے؟ کیا تم محسوس نہیں کرتے جو میں محسوس کرتی ہوں؟"۔

اس نے جھک کر کہا، "مجھے کیا محسوس کرنا چاہیئے؟" وہ عفاف کی نظروں میں کچھ پڑھنا چاہ رہا تھا۔

عفاف ہچکیوں سے بولی، "ہمارے درمیان تعلق. وہ بندھن جو ہماری روحوں کو جوڑتا ہے۔ وہ محبت جو ہمارے دلوں کو بھر دیتی ہے۔ کیا تم محسوس نہیں کرتے جبرائیل کیا تم میری آنکھوں میں اپنے لیے نرمی نہیں دیکھتے کیا لفظوں کا اظہار ضروری ہے انسان آپ کے رویے سے کیوں نہیں کچھ سمجھتا؟۔"۔

جبرائیل نے ہاتھ نیچے کرنا چاہا مگر عفاف، نے اسے روک دیا اس نے اس کے ہاتھ کی پشت پر اپنا۔ ہاتھ رکھا وہ اس کے سخت ورگ دار ہاتھ کی پشت کے لمس کو محسوس کر سکتی تھی۔

جبرائیل نے نظریں ہٹالیں اس کا چہرہ دکھ میں ڈوب گیا اس کے گلے کی گلٹی ابھر کر معدوم ہوئی، ''عفاف، میں...''۔

اس نے اسے روکا اور کہا، "کچھ مت کہو۔ اب میری بات سنو۔ جبرائیل تم میری دنیا ہو۔ تم میری زندگی کی روشنی ہو۔ تم میرا دل ہو، میری روح ہو، تم میری روح کو روشن کرتے ہو تم میرا سب کچھ ہو۔ میں تم سے اس دن سے محبت کرتی ہوں جب سے میں تم سے ملی ہوں۔ میں نے ہمیشہ تم سے محبت کی ہے اور میں ہمیشہ کروں گی۔"۔

اس نے اسے گلے لگایا اور روتے ہوئے اپنے جذبات کا اظہار کیا۔ وہ اس کے گلے سے لپٹی تھی۔۔۔

جبرائیل جو اسے گلے لگا تھا وہ اسے دھلاصہ دینا چاہتا تھا اسے اپنی آنکھ سے آنسو چھلکتا محسوس ہوا وہ اسے سچ بتانا چاہتا تھا، اپنے جذبات کا اعتراف کرنا چاہتا تھا، اسے خوش کرنا چاہتا تھا۔ لیکن وہ نہیں کر سکا۔

اس کے پاس ایک راز تھا، ایک تاریک اور خوفناک راز، جو اسے اس کے ساتھ رہنے سے روکتا تھا۔

اسے خود سے بچانے کے لیے اسے دور دھکیلنا پڑا۔ اسے جھوٹ بولنا پڑا۔ اس نے خود کو کمپوز کیا اور اس سے دور ہو گیا۔

اس نے ہنستے ہوئے کہا، ”تم پاگل ہو عفاف۔ یہ محبت نہیں ہے۔ یہ صرف کشش ہے۔ تم الجھن میں ہو، "۔اس نے اس کی آنکھوں میں تکلیف اور بے اعتمادی دیکھی۔

اس نے دیکھا کہ اس کے چہرے پر آنسو بہہ رہے ہیں

کیا یہ شخص اتنا۔ سخت اور سنگ دل تھا جس کو اس کے جذبات کی قدر نہیں تھی جو اس کے آنسوؤں کی قدر نہیں جانتا تھا,وہ جانتا تھا اس کی آنکھوں سے گرنے والے آنسو اس کے دل میں تیر کی طرح اتر رہے تھے یہ آنسو اس کے لیے کسی ہیرے سے زیادہ قیمتی تھے۔۔ مگر ایک ندامت ایک گناہ اسے روک رہا تھا اپنے جذبات اس کے سامنے کھولنے سے۔۔

۔اس نے اپنے سینے میں احساس جرم اور ندامت محسوس کی۔ لیکن اس نے اسے نظر انداز کر دیا۔

اس نے اپنا دل سخت کیا اور کہا، "عفاف، تمہیں مجھے بھول جانا چاہیے۔ تمہیں آگے بڑھنے کی ضرورت ہے۔ تمہیں کسی اور کو تلاش کرنے کی ضرورت ہے۔ کوئی ایسا شخص جو تم سے اس طرح پیار کرے جس کی تم مستحق ہو۔۔۔"اور وہ شخص معراج کے علاوہ کون تھا جو عفاف میں اپنی کُل کائنات دیکھتا تھا۔

۔

عفاف نے جبڑہ بھینچ لیا اور اسے اوپر سے نیچے بے اعتنائی سے دیکھا وہ سسک اٹھی تھی اس نے اپنے ہاتھ کی پشت سے آنسو صاف کئے "تم سنگ دل کیوں بن رہے ہو جبرائیل۔ اگر تمہارا دل پتھر ہے تو ایک کام کرو۔۔ تم دعا کرو کہ میں مر جاؤں مگر اس طرح مت بولو یہ محبت ہے لباس نہیں جو بدل لوں"۔

جبرائیل کیا کرتا کیا کہتا اس کا دل اندر سے کٹ رہا تھا اس کی موت کی بات سن وہ بے اختیار ہو گیا اور اس کے لبوں پر انگلی رکھ دی "موت کی بات مت کرو عفاف تمہیں میری زندگی بھی لگ جائے"۔

عفاف نے اس کے رخسار کے کنارے پر اپنا ہاتھ رکھا اور شدت سے بولی اسے پیار سے دیکھتے وہ اس کو دیکھنے لگی "ایسی زندگی کا میں کیا کروں جبرائیل جو تمہارے بغیر ہو ایسی زندگی سے تو موت مجھے عزیز ہے"

جبرائیل نے گردن نیچے جھکالی اور پھر طاقت پیوستہ

کی اور اس نے گردن اٹھا کر اسکو دیکھا اور انداز مومی کرتا اسے گویا ہوا "مجھے بھول جاؤ عفاف"

عفاف اسے، کرختگی سے دیکھ رہی تھی مگر اپنے جذبات کی آمیزش وہ سمجھ نہیں پا رہی تھی کیا کرے وہ روئے اسے، مارے کیا کرے وہ ہارے ہوئے انداز میں پیچھے ہوئی اس کے آنسو نکلنا بند ہو گئے تھے اس نے آنسو صاف کئے پھر اسے دیکھا اس کی آنکھوں میں درد تھا "" جسے آپ دل سے چاہتے ہوں اُس کو بھولا دینا اور اُس کے لیے اپنی محبت کو ختم کر دینا کتنا کربناک ہے، جانتے ہو بالکل اُس کے مترادف ہے کے ملک الموت آپکی روح کو قبض کر رہا ہو، اور روح قبض ہونے کی مثال جانتے ہو کیا ہے۔۔، ایک جالی دار کپڑا

لاکھوں کانٹوں پر ہو اور اُس کپڑے کو شدت سے کھینچ دیا جائے۔ جس مشکل سے کپڑا باہر نکلتا ہے اتنا درد موت کا ہے"۔

وہ مسکرائی اس نے اثبات میں سر ہلایا جبرائیل پشیمان تھا نظریں جھکیں تھیں وہ اسے نظریں نہیں ملانا چاہتا تھا۔

عفاف اس کے قریب آئی اور اسے دیکھا "دعا کرنا جبرائیل کہ میں یہ درد برداشت کر لوں کیونکہ مجھ میں تمہارے جتنی ہمت نہیں۔ لڑکی ہوں نا کیا کروں۔۔ جس کو ایک بار دل دے دیا سو دے دیا اور لڑکیاں ایک بار اگر کسی کو اپنا دل دے دیں تو موت تک وہ اس شخص کو اپنے دل میں بسا کر رکھتیں ہیں اور تم تو میرے بچپن کی محبت ہو۔۔ کیسے بھولا دوں خود کو بھول سکتی ہوں تمہیں نہیں"۔

یہ الفاظ جبرائیل کے دل پر بجلی بن کر گرے تھے وہ چاہتا تھا اسے لپٹ جائے اسکو اپنے دل کے جذبات بتائے مگر وہ یہ نہ کر سکا۔ عفاف پلٹی اور مدھم قدموں سے وہاں سے چل پڑی وہ اپنے پیچھے ایک طویل خاموشی چھوڑ کر گئی تھی طویل سکوت جیسے میت قبر میں ہو یا کوئی ڈورا انسان ہو خاموشی چند ثانیہ بعد توٹی جب عفاف نے دروازہ کھولا اور وہ باہر چل دی اس نے پلٹ کر اسے نہ دیکھا مگر وہ اسکو ہی دیکھ رہا تھا جب تک کہ وہ سامنے موجود درخت کے دائیں جانب نہ ہو گئی اور اس کی نظروں سے دور نہ ہو گئی۔۔۔

پھر چند وقت تک سکوت چھایا رہا سناٹا چھا گیا کسی ذی روح نے اس سکوت کو توڑنے کی جرات نہ کی اس نے دوبارہ گردن جھکا لی آنسو کا قطرہ ٹپک کر چیکنا فرش پر گرا۔۔

اس کے پیروں سے طاقت ختم ہو گئی تھی مانو ایسا لگا اس کی روح پیروں سے قبض ہو رہی ہو وہ یکدم

زمین پر ڈھہ گیا، اس کا سر پچھتاوے سے جھک گیا۔

اس نے سر اٹھایا اور زور سے چلایا، اس کی آواز خالی جم غفیر میں گونج رہی تھی۔ اس نے اپنی مٹھیاں بھینچیں اور ان میں اپنا چہرہ دفن کر دیا۔

اس نے روتے ہوئے کہا تو آواز۔ کانپ رہی تھی "عفاف مجھے معاف کر دو کاش ہم مختلف اوقات میں کسی اور دور میں ملتے پتہ نہیں اللہ نے تمہیں میری زندگی میں کیوں داخل کیا اگر محبت ہمارے لیے نہیں تھی تو کیوں؟ اس نے محبت پیدا کی، اس نے میرے دل میں تمہارے لیے محبت کیوں ڈالی"۔

جو شخص اپنی باتوں سے دنیا کو خاموش کروا سکتا تھا، آج وہ عفاف کے سامنے بے آواز تھا۔ جسکو ہر سوال کے جواب کا علم تھا آج وہ سوال کے جواب کا منتظر تھا اس نے سر اٹھایا، چہرہ رونے سے سرخ ہو گیا۔

وہ اس سے بہت پیار کرتا تھا، وہ اسے اپنے تمام وجود سے بڑھ کر پیار کرتا تھا۔ اگر اس کا بس ہوتا تو وہ اپنی روح سے اس کے ایک ایک آنسو کا بدلہ لیتا وہ اپنی روح کو اس پر وار دیتا

اس نے اس کے لیے آنسو بہائے، وہ آنسو جو اس نے کبھی کسی اور کے لیے نہیں بہائے تھے۔

واقعی جب مرد کسی سے دل کی شدت سے محبت کرتا ہے تو۔ وہ اس خاص کے لیے ہی آنسو بہاتا ہے جیسے جبرائیل بہا رہا تھا۔

وہ پھر سے چیخا، اس کی آنکھیں بھیگ رہی تھیں، اس کا جبڑا سخت ہو رہا تھا، اس کی رگیں دھڑک رہی تھیں۔ ”مجھے معاف کر دو عفاف، میرے پاس کوئی چارہ نہیں تھا، مجھے اس محبت کو دفن کرنا تھا، کفن میں لپیٹ کر قبر میں لے جانا تھا، میں مجبور تھا، میں نے اس محبت کو اپنے ہاتھوں سے قتل کیا اور اس پر مٹی بھی خود ہی ڈال دی میں اس محبت کا قاتل ہوں اور میں شرمندہ ہوں۔“ ”اس نے اپنی ہتھیلیوں کے پیالوں میں اپنا چہرہ چھپا لیا جیسے وہ پشیمان ہو اور دنیا کا سامنا کرنے سے کتراتا ہو اس نے اپنے آنسو پونچھے لیکن وہ گرتے رہے۔ "کاش میں تمہیں بتا سکتا کہ تم میری روح کو روشن کرتی ہو تم میری زندگی کا سبزہ ہو جسے میری دنیا خوبصورت ہے تم میری روح کو مکمل کرتی ہو۔ لیکن تمہیں مجھ جیسے برے شخص کے لیے نہیں بنایا گیا۔۔ میں ایک برا آدمی ہوں، ایک غلط شخص ہوں۔ تم بہتر کی مستحق ہو، تم بہترین کی مستحق ہو."۔۔۔

لیکن دروازے تک پہنچتے ہی وہ معراج سے ٹکرا گئی جو کہ وہیں کھڑا اس کے چہرے کو حیرت سے دیکھ رہا تھا ۔ "عفاف، آپ ٹھیک ہیں؟" وہ اس کے لیے بے چین نظر آرہا تھا آنسو عفاف کے ٹپک رہے تھے اور دل سے خون معراج کا رس رہا تھا۔۔

عفاف نے مختصراً اسے دیکھا، پھر ایک گہرا سانس لیا اور زبردستی مسکرا دی۔

اس نے جھوٹ بولا "معراج میں ٹھیک ہوں میری فکر مت کرو"۔

اس نے اس کے پاس سے چلنے کی کوشش کی لیکن اس نے اس کا راستہ روک لیا۔

اس نے کہا، "عفاف آپ ٹھیک نہیں ہیں، آپ رو رہی ہیں کیا ہوا؟ کسی نے کچھ کہا ہے؟"۔

وہ سر ہلاتے ہوئے بولی، "نہیں، کچھ نہیں ہوا، ایسا کچھ نہیں ہے، پلیز مجھے جانے دو۔" اس نے اسے ایک طرف دھکیل کر دروازہ کھولا۔

وہ اندر داخل ہوئی اور سامنے لفٹ کی طرف بڑھ گئی وہ اس سے، سب سے دور ہونا چاہتی تھی۔ وہ اکیلی رہنا چاہتی تھی۔ لیکن لفٹ کے پاس پہنچتے ہی اس نے انجلینا کو دائیں طرف کچن سے باہر آتے دیکھا۔ انجلینا نے جب عفاف کا آنسوؤں سے بھرا چہرہ دیکھا تو وہ ہانپ کر بولی، "عفاف، میری بچی، کیا ہوا؟ تم کیوں رو رہی ہو؟" اس نے آگے بڑھ کر اس کے چہرے کو نرمی سے چھو کر اسے تسلی دینے کی کوشش کی۔، "مجھے بتاؤ، عفاف، کیا ہوا ہے؟ کیا کسی نے تمہیں تکلیف دی ہے کچھ بولا ہے؟"۔

عفاف نے پھر سر ہلایا اور اپنی آستین سے اپنے آنسو پونچھنے لگی، "نہیں، موم، کچھ بھی غلط نہیں ہے، میں ٹھیک ہوں، واقعی."۔

اس نے لفٹ کا بٹن دبایا اور دروازے کھلنے کا انتظار کرنے لگی۔ وہ انجلینا سے بھی بات نہیں کرنا چاہتی تھی۔ وہ نہیں بتانا چاہتی تھی کہ کیا ہوا تھا۔

انجلینا نے تشویش سے اس کی طرف دیکھا، "عفاف تم ٹھیک نہیں ہو، تمہیں تکلیف ہو رہی ہے۔ میں اسے تمہاری آنکھوں میں دیکھ سکتی ہوں۔ پلیز، عفاف، بتاؤ مے بی میں تمہارا دکھ ہلکا کر سکوں کوئی رائے دے سکوں۔"۔

عفاف روندھی آواز میں بولی بمشکل زبان کی لرزش پر قابو پا کر، "نہیں موم، پلیز۔ میں بات نہیں کرنا چاہتی۔ میں صرف اکیلی رہنا چاہتی ہوں۔ پلیز مجھے اکیلا چھوڑ دیں"۔ لفٹ کے دروازے کھلے اور عفاف اندر داخل ہوئی۔ اس نے لفٹ کے دائیں جانب پورشن نمبر کا بٹن دبایا اور بولی، "مجھے افسوس ہے، موم، میں آپ سے بعد میں بات کروں گی، پھر تفصیل سے بتاؤں گی." دروازے بند ہو گئے اور لفٹ چلنے لگی۔

وہ دیوار سے ٹیک لگا کر آنکھیں بند کر کے آنسوؤں کی تازہ لہر کو محسوس کر رہی تھی۔

انجلینا نے لفٹ کو اوپر جاتے ہوئے دیکھا، بے بسی اور پریشانی محسوس کی۔ وہ نہیں جانتی تھی کہ عفاف کے ساتھ کیا ہوا ہے، لیکن اسے ایک برا احساس تھا۔ اس نے اپنی سوچوں کو جھٹکا پلٹی تو۔ اس نے دیکھا معراج

اس کے پیچھے کھڑا تھا۔ لفٹ کو ہی ہنوز گھور رہا تھا مانو نقطہ لگ گیا ہو وہ منجمد ہو گیا ہو وہ پریشان تھا اور اسکو اپنے اندر سب ڈوبتا محسوس ہو رہا تھا۔۔ اس نے انجلینا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا، "چاچی، عفاف کو کیا ہوا؟ وہ کیوں رو رہی تھیں؟" انجلینا نے آہ بھری اور اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔ "بیٹا مجھے نہیں پتا چلو ناشتہ کرتے ہیں ولید صاحب نے ناشتہ تیار کیا ہے وہ کیچن میں ہیں تمہیں بلا رہے تھے چلتے ہیں شاید ابرش کو کچھ پتہ چل جائے میں اس سے بات کر کے پوچھوں گی۔۔ میں بعد میں عفاف سے بھی بات کرنے کی کوشش کروں گی لیکن فی الحال، وہ ہمیں کچھ نہیں بتانا چاہتی۔ اور میں اسے پریشان نہیں کرنا چاہتی"۔

معراج نے سر ہلایا اور انجلینا کے پیچھے کیچن میں چلا گیا۔ لیکن وہ عفاف کے بارے میں سوچنا نہیں روک سکتا تھا۔ اس کی سوچیں عفاف کے ہمراہ لفٹ میں بند ہو گئی تھیں۔۔ اسے بھی اس کی فکر تھی۔۔ وہ اسے خوش کرنا چاہتا تھا، وہ اس کے آنسو روکنا چاہتا تھا،۔۔۔ مگر کچھ نہ کر سکتا تھا۔۔ وہ بے بس تھا

بے بسی کا احساس مشکل ہوتا ہے۔ سوچیں کہ آپ بہت سی چیزیں کرنا چاہتے ہیں، لیکن کبھی کبھی آپ کچھ نہیں کر سکتے۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے آپ چوراہے پر ہوں، مختلف راستوں پر شروعات کرنے کے لیے بے قرار ہوں، لیکن کچھ آپ کو روکتا ہے۔ ایک جہاز کا تصور کریں، جو بحری سفر کے لیے تیار ہے، لیکن کوئی ہوا نہیں ہے جو اسے آگے دھکیلے۔ یہ ایسا ہی محسوس ہوتا ہے جب آپ کو آگے بڑھنے کی خواہش ہوتی ہے لیکن آپ کو رکاوٹیں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اس کہانی میں، یہ زندگی کی ناقابل پیشگوئی رواں دواں کی طرح ہے، جو آپ کو اپنے خوابوں کی تعاقب سے روکنے کے لیے آپ کے باہر اور اندر کی چیزوں کا سامنا کرتی ہیں۔۔۔

•••••••°•••••••

کمرے میں بینفشی روشنی چھائی ہوئی تھی، جیسے سورج کھڑکی پر لٹکے بینفشی پردوں سے گزرتا تھا۔

ائیر کنڈیشنر گنگناتا ہوا، کمرے کو ٹھنڈا اور تر تراتا بناتا تھا۔۔

ابرش آئینے کے سامنے بیٹھی ایک آنکھ پر آئی لائنر لگا رہی تھی اس نے ابرو اٹھا کر نازک کام پر توجہ مرکوز کرتے ہوئے اپنا منہ کھولا۔

اس نے پہلی آنکھ ختم کی اور اپنا سر ادھر ادھر جھکاتے ہوئے مختلف زاویوں سے خود کو دیکھا۔ اس نے بیزاری سے کہا ،

"اوف، یار، یہ کیا ہے؟ میں نے ایک آنکھ پر بالکل ٹھیک لائنر لگایا ہے لیکن دوسری ایک مصیبت ہے۔ لائنر آنکھ پر ایک جیسا لگانا۔۔ ریگستان میں درخت لگانے سے بھی زیادہ مشکل ہے۔"."

اس نے آہ بھری اور ایک ٹشو لیا، اضافی آئی لائنر کو صاف کیا۔ اس کے بال گھوبگھرالی اور اچھالے ہوئے تھے، جو اسے ایک چنچل شکل دے رہے تھے۔

اس نے دوبارہ آئی لائنر اٹھایا اور دوسری آنکھ پر لگنے لگی۔ اچانک دروازہ جھماکے سے کھلا، زوردار آواز آئی۔ ابرش نے چھلانگ لگائی، چونکتے ہوئے لائنر کی نِپ پھسل گئی اور اس کی آنکھ کو بگاڑتے کنپٹی تک جا لگی۔۔۔

اس نے مڑ کر عفاف کو دیکھا جو پیلی اور پریشان دکھائی دے رہی تھی۔ عفاف اندر داخل ہوئی اور تکیے میں منہ دبائے بستر پر اوندھے منہ گر گئی۔

ابرش کو غصے کے ساتھ ساتھ ترس بھی آیا۔ وہ آئی لائنر شیشے کی میز پر رکھ کر عفاف کے پاس گئی۔

وہ اس کے پاس بیٹھ کر بولی، "کیا ہوا عفاف؟ سب خیریت ہے؟"

عفاف اپنے آنسوؤں سے تکیے کو گیلا کرتے ہوئے رو پڑی۔ ابرش نے اپنے آپ سے سوچا، "شاید اس نے آخر کار جبرائیل کو بتا ہی دیا کہ یہ کیسا محسوس کرتی ہے اور دونوں نے محبت کا اظہار کر دیا شاید یہ خوشی کے آنسو ہیں۔"۔

وہ نظریں تیر چھی کئے سوچ میں تھی چند ثانیہ کے توقف کے بعد وہ سیدھی ہوئی اور عفاف کی پشت پر ہاتھ رکھا۔

اور اسے تسلی دینی چاہی وہ مسکرائی "اوہ، ٹھیک ہے، میں تمہارے لیے خوش ہوں، عفاف، میں نے تو تمہاری شادی کے لیے ایک لباس پہلے سے ہی ذہن میں رکھا تھا، مہندی کے لیے ایک لہنگا۔" روانی سے بولتے اس کے الفاظ کو نقطہ لگا۔۔اس نے بات روک دی جب عفاف نے کرخت آواز میں کہا، "میرے پیار کے جنازے کے لیے سیاہ لباس زیادہ مناسب ہو گا۔"۔

ابرش چونک گئ۔ وہ چونک کر بولی جیسے ننگی تاروں پر بیٹھ گئی ہو " آئیں آئیں۔۔ کیا؟ کس کا جنازہ؟ کیا بات کر رہی ہو بہن باؤلی ہو گئی ہو کیا؟" عفاف نے سر اٹھا کر ابرش کی طرف دیکھا۔ اس نے دیکھا کہ آئی لائنر اس کے گال اور کنپٹی تک پھیلا ہوا ہے وہ ہنس پڑی۔ وہ نہیں جانتی تھی کہ وہ ہنس رہی ہے یا رو رہی ہے۔

وہ ایک بار پھر بچوں کی طرح ٹھوڈی بناتے رو پڑی۔ ابرش اسے سوالیہ دیکھ رہی تھی وہ متذبذب تھی وہ اس کی کیفیت سمجھ نہ پا رہی تھی اس کا منہ نہ سمجھی میں بگڑ گیا اور اس کی آنکھیں چھوٹی ہو گئیں "عفاف، تم باؤلی ہو گئی ہو، ایک منٹ تم ہنس رہی ہو، اگلے منٹ تم رو رہی ہو، کیا ہو رہا ہے کچھ بتاؤ میرے پلے بھی بات پڑے میرے تو دماغ کے اوپر۔ سے تم گزر رہی ہو حد ہے یار چچ۔۔؟"

۔۔ عفاف سیدھی ہوئی اور اس کے روبرو آلتی پالتی کئے بیٹھی نظریں جھکا لیں اور ہاتھ جھولی میں گرا دیے "اس نے میری محبت کی قدر نہیں کی اس نے مجھے ٹھکرا دیا"۔

ناک چٹک کر ابرش اسے انہماک سے دیکھ رہی تھی پھر چہرہ ٹھیک کیا اور اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھتے وہ اپنے انداز میں بولی "تم کیوں رو رہی ہو دفاع بلا جہنم میں جائے وہ روئے اس نے تمہیں چھوڑا ہے اس نے اللہ کی قیمتی نعمت کی قدر نہیں کی تم کیوں اپنا خون جلا رہی ہو اپنے آنسو ضائع کر رہی ہو"۔

عفاف کو ابرش کی بات سے کچھ ڈھارس پہنچی اس نے آنسو صاف کئے وہ اب تک ہچکیاں لے رہی تھی وہ سوں سوں کرتے ابرش کو بولی "تم خود کو میری جگہ رکھ کر دیکھو" ابرش اپنی جگہ سے اٹھی اور اس کے سر

کھڑی ہو گئی "چلو ہٹو میں رکھ کر دیکھوں" عفاف نے اپنے سر پر ہاتھ مارا۔ وہ دوبارہ رونے لگی "یرہ نہ کرو ابرش ہر وقت مذاق اچھا نہیں ہوتا" (یرہ پنجابی لفظ ہے یعنی یار۔) ابرش اپنی جگہ پر دوبارہ واپس آئی۔

بیڈ پر پھیل گئی، اس کی ٹانگیں آرام دہ انداز میں اس کے نیچے ٹک گئیں۔ ایک گھٹنا ایک تیز زاویہ بناتا ہوا اوپر چڑھ گیا، جب کہ دوسرا بیڈ پر چپٹا پڑا رہا۔ اس نے اپنے سیاہ ریشم کے فراک کی کلیوں کو پھیلا دیا اور بے نیازی سے ہاتھ جھلا کر بولی "تم معراج کے حوالے سے بول رہی ہو میری بلا سے انکار کرے گا تو کرے میں کیوں پشتاؤں (پچھتاؤں) گی ہاں وقتی دکھ ہو گا مگر دنیا میں کیا مرد ختم ہو گئے ہیں اللہ نے کہیں نا کہیں تو ہمارا جوڑ لکھا ہو گا کسی نے کسی کی ریڑھ کی ہڈی سے بنایا ہو گا اب ویسی ہی تو پیدا نہیں نا ہو گئیں ہم" اس نے ناک پھلا کر پلک جھپکی۔

عفاف نے اپنی کہنی سے آنسو صاف کیا اور بولی "دفاع ہو جاؤ تم"۔

ابرش چونکی اور اسے مبہوت اوپر سے نیچے دیکھا جو ظاہری بات ہے مصنوعی تھا "آئیں میں کیوں دفاع ہوں بہن تم جب گئی تھی تو، پیچھے سے میں نے دعا کی تھی ۔ یہاں تک کہ میں نے تو شادی کے ڈریسیس بھی سوچ لیے تھے اب وہ ہمارے خوابوں کا قاتل نکلا تو میں کیا کہوں"۔

عفاف نے اسے خفا نظروں سے بچوں کی طرح دیکھا "ابرش ایک تو مجھے رونا آرہا ہے اوپر سے تمہاری باتیں" ابرش سیدھی ہوئی اور ڈھیلی ہوتے گہرا سانس لیا اور اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھا "اچھا یہ ٹسوے ٹپکانا بند کرو اسکو وقت دو جیسے اس کا انداز تمہارے ساتھ ہے جو تم مجھے بتاتی ہو مجھے تو اسے یہ ہی علم پڑتا ہے کہ وہ تم

سے محبت کرتا ہے اسکو وقت دو یار ایسی ہزار چیزیں ہوتی ہیں جنکو ہم نہیں سمجھ سکتے کیا پتا اس کی۔ زندگی میں کیا گزر رہا ہو اس نے کیوں انکار کیا ہو اسکو بھی تو سمجھو تم اپنے ٹسوے بہا رہی ہو مجھے کچھ کرنے دو" کچھ سوچتے اس نے عفاف کے ہاتھ سے اپنا۔ ہاتھ اٹھایا اور اپنی ٹھوڑی کو کھجلاتے

اس نے آنکھیں چھوٹی کر لیں ۔ عفاف اسے سانس روکے سوالیہ دیکھتے بولی "تم کیا کرو گی" معصومانہ انداز۔

ابرش غور وخوض، سے باہر نکلی "ہاں۔ کیا، ہاں کیا کروں گی" وہ سیدھی ہوئی اور اس سوال پر اس نے پُتلیاں سُکیڑ لیں اس نے عفاف کو بیزاری سے دیکھا "ٹوٹی فروٹی پر ٹھمکے لگاؤں گی ظاہری بات ہے تمہارے لیے کچھ کروں گی "۔ اس نے اس کے کندھے کو تھپکا سوچ میں بولی "صبر کرو میں ہوں" پھر اسے دیکھا تو تن فن کرتے ابرو اچکا اچکا کر بولی "اب یہ تو کسی کتاب میں نہیں لکھا میری بہن کو رُلانے

والا سکون سے رہے گا"۔

اسکو اپنا انداز محسوس ہوا تو اس نے نظریں تُخیل میں جھکا لیں اور نظریں دائیں بائیں کیں "اللہ یہ کیا ہو گیا ہے مجھے دادی کی روح کیوں مجھ میں آ رہی ہے" وہ منمنائی اس نے سر کو جھٹکا دیا اور عفاف جسکا اپنا رنگ اڑا ہوا تھا سفید ہونٹوں سے اسے آسرے میں دیکھ رہی تھی ابرش اٹل انداز میں بولی "میں رات تک تمہیں ساری کتھا اکھاٹی کر کے بتاؤں گی مہمت کو پتا ہو گا ویسے بھی یہ دو ایک دوسرے کے بارے میں ہر چیز جانتے ہیں تم صبر کرو"۔

بے دھیانی میں اس نے شیشے کے جانب اپنا منہ کیا تو نگاہ کی چوک سے اپنا عکس دیکھ جھنجھلا گئی اس نے اپنے سینے پر ہاتھ رکھا اور صدمے میں بولی "میرے اللہ ساری کالک کنپٹی اور گال پر پھیل گئی"۔

اس نے دروازہ دیکھا آدھ کھلا تھا دو بار ٹکرانے سے وہ آدھ کھلا رہ گیا تھا" اوپر سے دروازہ بھی آدھا کھلا ہوا ہے"۔

وہ برق رفتاری سے اٹھی دروازے کے جانب گئی اور دروازہ بند کر دیا عفاف دوبارہ نڈھال سی بیڈ پر ڈھ گئی ابرش شیشے کے پاس گئی اور پھیلے ہوئے لائنر کو وائپس سے صاف کیا اس نے لائنر کو دوبارہ میز پر پٹخا "لعنت بھاڑ میں جائے نہیں لگانا مجھے" اس نے ردی سے ہاتھ ہلایا۔۔

.....^.....

ابرش ایک سادہ گول گلے اور چوڑی دار پاجامہ کے ساتھ سیاہ ریشمی فراک میں ملبوس تھی ۔۔اس کے بازو شفون کے کپڑے کے تھے جو لمبے اور تنگ تھے جو اس کے بازوں سے چپٹے تھے۔۔فراک ٹخنوں سے اونچا ہونے کی وجہ۔ سے پائل کا پتہ چلتا تھا جو معراج نے اسے دیا تھا..(جو شائید قبر تک اس کے ٹخنوں میں رہے گا)۔اس کے گلے میں شفون کا دوپٹہ اوڑھا ہوا تھا، اس کے ساتھ اس کے دائیں ہاتھ کی کلائی پر ایک پتلا سا چین نما بریسلٹ تھا۔۔ایک پتلی سی آنگوٹھی۔۔اس کی انگلی سے آراستہ تھی اور کالے سیاہ ٹاپس اس کے کان کے لو سے چپٹے چمک رہے تھے مڈکل کی لپ اسٹک اس کے شعلہ انگیز شخصیت میں چار چاند لگا رہی تھی۔

اس کی آنکھیں کاجل میں آراستہ اس کو ایک حیرت انگیز کنٹراسٹ دے رہی تھیں۔ چلتے چلتے اس کے نیچے سے آتے کنڈل بال پیچھے سے جھک گئے تھے، اور دائیں بائیں جھول جھول رہے تھے اس کی کالی ایڑیاں کشادہ ڈائننگ روم میں ایک دلچسپ شور بکھیر رہی تھیں۔۔۔

(وہ واحد تھی جس نے موم بنا دینی والی گرمی میں سیاہ رنگ پہن رکھا تھا مگر ابرش کا ایک قول تھا جان جاتی ہے تو جائے فشین نہ جائے"

وہ خوشی خوشی دارال طعام میں داخل ہوئی جہاں سب ناشتہ کر رہے تھے۔ دادی نے مسکرا کر اس کی طرف اطمینان سے دیکھا۔ "چَشُم بَدُدُور چَشُمِ بَدُدُور "

دادی نے اسے اوپر سے نیچے ستائشی انداز میں دیکھا وہ خوش ہو گئیں کہ ابرش انکے حکم کو بجالائی

ابرش مسکرائی اور اپنی تعریف پر فخر کرتے ہوئے اپنے خوبصورت بالوں میں انگلی پھیری۔ اور اہلی گہلی سے نشست سنبھال لی۔۔ اس نے یوسف کو میز کے سرہانے بیٹھے دیکھا اور گرمجوشی سے سلام کیا۔ "اسلام علیکم ایوری ون۔" اس نے سب پر نظریں دوڑائیں کہ اس کا سلام سب تک پہنچ جائے سب نے سلام کا جواب دیا "وعلیکم السلام "مہمت اپنے لیے پراٹھے سے نوالہ توڑ رہا تھا دفعتاً اس نے کنکھیوں سے ابرش کو دیکھا اسکو اپنے دل کی دھڑکن چھٹتی محسوس ہوئی کیونکہ ابرش کے علاوہ اس کے دل کو کوئی نہیں بھیا تھا

اسے زیادہ اسکو خوبصورت کوئی نہیں لگا تھا۔

یا اس نے اپنے دل کو اجازت نہیں دی تھی کہ ابرش کے علاوہ وہ کسی اور کے لیے شدت سے دھڑکے۔۔

۔ابرش نے اپنے بالوں کے آگے آئی لٹ کو پیچھے کیا اور کرسی پر اڈجیسٹ ہوتی وہ مرات کی طرف متوجہ ہوئی جو انجلینا کے ہمراہ بیٹھا ناشتے میں مصروف

تھا۔ "اچھی طرح سے ٹیسٹ دینا ورنہ میں تمہاری کمر کے نچلے حصے پر جو تا مار دوں گی"۔

مرات نے اسکو اوپر سر اٹھا کر دیکھا اس کے چہرے کے دائیں گال پر سبک سا پانچ انگلیوں کے نشان تھے۔۔

ابرش نے تیز نظر سے بہزاد کی طرف دیکھا جو مرات کے اس پار بیٹھا تھا۔

اس نے نظریں پھیر لیں۔۔ابرش نے کل رات ان کی ٹیسٹ یاد کرنے میں مدد کی تھی اور امید ظاہر کی تھی کہ وہ اچھی کارکردگی کا مظاہرہ کریں گے۔

۔۔کل رات ان دو کو معراج کے قدر کی اہمیت ہوئی تھی۔۔اور انکو معراج یاد بھی بہت آیا تھا

یوسف نے گلا صاف کیا اور ابرش سے متوجہ ہوا "عفاف کہاں ہے؟" ابرش جو گلاس میں جوس انڈیل رہی تھی، گھبراہٹ کا احساس ہوا۔اور مانو لحظہ بھر اس کا دل کُلبلا اٹھا تھا اس نے انجلینا کے ساتھ معنی خیز نگاہوں کا تبادلہ کیا،۔۔۔۔۔جب دفعتاً نازش بولی "پتہ نہیں صبح صبح جبرائیل کہاں چلا گیا ہے اس نے کچھ بتایا بھی نہیں"

مہمت کپ کو پرچی پر رکھتے بولا "چاچی وہ میرے خیال میں اپنے دوستوں کے ہمراہ کہیں گیا ہے "حقیقتاً یہ بلوری جھوٹ تھا جس کو ابرش اور انجلینا نے پکڑ لیا مہمت نے ابرش سے نظروں کا تبادلہ کیا کٹتی نظریں خود پر پا کر نظریں چورا لیں اور دوبارہ ناشتہ کرنے لگا۔ انجلینا کے دماغ کے گھوڑے دوڑے عفاف کا رونا جم کی جانب سے آنا اور جبرائیل کا گھر نہ ہونا وہ سمجھ چکی تھی اس کے گلے کی گلٹی ابھر کر معدوم ہوئی اور پھر ابرش کو دیکھا تو ابرش اور اس کی آنکھوں میں باتوں کا ناگن رعکس ہوا انجلینا، جو دونوں کہنیاں میز پر رکھے انگلیاں باہم پھنسائے تھی اس نے خود کو کمپوز کیا اور آرام سے کام کرنے کی کوشش کی۔

اس نے مرات سے کہا، "بیٹا ٹیسٹ اچھی طرح سے کرنا جانتے ہو نا ان ٹیسٹس کے مارکس فائنلز میں ایڈ ہوں گے، اب تم نے بریک فاسٹ کر لیا ہے تو جاؤ۔ تصور بھائی باہر گاڑی میں انتظار کر رہے ہوں گے۔، بہزاد کا ہاتھ پکڑ کر دھیان سے جانا۔" اس نے مسکرا کر بہزاد کے شانے کو تھپکا۔

۔۔ مرات نے بہزاد کو کرسی سے اٹھایا اور اس کا بیگ پکڑا۔ "چلیں، بہزاد،"۔۔ بہزاد مسکرایا اور پلک جھپکتے اثبات میں سر ہلایا۔۔۔ بہزاد نے نورین کو گلے لگایا اور پھر چنگیز کے پاس جا کر اس کے گال پر بوسہ دیا۔ مرات نے بھی سب سے ملاقات کی اور ہاتھ ہلایا۔ "اللہ حافظ" اس نے بہزاد کے ساتھ جاتے ہوئے کہا۔

ابرش نے جگ واپس رکھا اور یوسف سے جھوٹ بولا۔ "بابا، عفاف کے سر میں درد ہے۔"۔

گلاس اس کے دونوں ہاتھوں کے درمیان ہی پھنسا تھا دونوں کہنیاں ٹیبل پر وہ کچھ آگے کو جھکی ہوئی تھی اس نے جلدی سے موضوع بدلا۔ "سکندر تایا۔۔ ہم لوگ کب تک آفس جا رہے ہیں آپ چاروں لوگ اپنے گھر کے لباس میں ہیں اب تک۔"۔

سکندر نے مسکرا کر پلیٹ میں موجود کباب چھری کانٹے کی مدد سے کاٹتے ہوئے کہا "آج ہم آفس نہیں جا رہے بلکہ آج ہم سب ایک اچھے ریسٹورنٹ میں جا کر مزے کریں گے"۔

ابرش نے مسکرا کر کہا "ٹھیک ہے۔" وہ معراج کا ذکر کرنا چاہتی تھی لیکن وہ جانتی تھی کہ سب اسے ناپسند کرتے ہیں۔

یوسف اپنی جگہ سے اٹھنے لگا۔ "مجھے عفاف کو دیکھنا چاہیئے۔"۔

وہ بظاہر متجسس اور پریشان نظر آ رہا تھا۔۔ ابرش نے ایک نظر انجلینا کو دیکھا اور آنکھوں کے رعکس سے اسے یوسف کو روکنے کو کہا۔

انجلینا جو یہ سارا منظر دیکھ رہی تھی، وہ سمجھ چکی تھی اس نے مداخلت کی۔ "کیا ضرورت ہے یوسف۔ وہ آرام کر رہی ہو گی۔ آپ اس سے بعد میں مل لیجئے گا۔"۔ یوسف جو اٹھنے ہی والا تھا کہ کندھے اچکا کر دوبارہ بیٹھ گیا۔ "میرے خیال میں تم ٹھیک ہو،"۔

اس نے دوبارہ کھانا شروع کیا اور ابرش نے ایک گہرا سانس لیا۔۔۔ جیسے چٹان کا بوجھ اس پر سے اتر گیا ہو۔۔۔

.....°°.....

معراج اپنے چھوٹے مگر صاف ستھرے آفس کے کمرے میں تھا۔ اس کے پیچھے ایک کھڑکی مصروف گلی کا منظر پیش کر رہی تھی۔

کمرے کے بیچ میں لکڑی کی ایک میز اور دو کرسیاں بیٹھی ہوئی تھیں۔

میز پر کچھ فائلیں، ایک قلم اور جوس کا گلاس پڑا تھا۔ معراج نے بے بی پنک شرٹ اور لائٹ سٹیل گرے ڈریس پینٹ پہنی ہوئی تھی۔

اس نے اپنی شرٹ کے بازوؤں کے کف کو لپیٹ لیا تھا اور میز پر جھک کر دستاویزات کو سنجیدگی سے پڑھ رہا تھا۔

دروازے پر دستک سن کر اس نے اوپر دیکھا۔ ایک آدمی ہاتھ میں ٹرے لیے اندر داخل ہوا۔ وہ بینک کے ملازمین میں سے ایک تھا۔ وہ چھوٹے سے قد کا دھان پان سا آدمی تھا ، اس کے چہرے پر تھکے ہوئے تاثرات تھے جیسے کڑی دھوپ کا مسافر ہو۔

اس نے ٹرے میز پر رکھی جس پر ایک پانی کا گلاس اور سر درد کی گولی تھی۔ وہ جانے ہی والا تھا کہ معراج نے اسے روکا۔ ”حافظ بھائی، کیا آپ ٹھیک ہیں؟“۔

معراج نے فائل بند کرتے ہوئے قلم نیچے رکھتے ہوئے پوچھا۔

۔ حافظ نے مڑ کر اسے زبردستی مسکراہٹ دی۔ ”جی میں ٹھیک ہوں سر۔“ معراج مدھم قدموں سے اس کی طرف بڑھا۔ اس نے اپنے سینے پر ہاتھ باندھ لیے اور اس کی آنکھوں میں دیکھا۔ "مجھے ایسا نہیں لگتا۔ آپ کو کچھ پریشان کر رہا ہے۔ آپ مجھے بتا سکتے ہیں۔ میں یہاں کا منیجر ہونے کے ساتھ ساتھ آپ لوگوں کا دوست بھی ہوں۔."۔

حافظ نے نظریں نیچی کیں اور پھر معراج کی طرف دیکھا۔ اس نے آہ بھری اور کہا، "یہ میری بیٹی کے حوالے سے ہے سر اگلے ہفتے اس کی شادی ہو رہی ہے اور میرے پاس اتنے پیسے نہیں ہیں۔ میں نے ہیڈ کوارٹر سے بات کی، لیکن انہوں نے کہا کہ وہ مجھے صرف سود کے ساتھ قرض دیں گے۔ اور آپ جانتے ہیں کہ میرا بجٹ کتنا تنگ ہے۔۔ میں انہیں سود کے ساتھ پیسوں کی واپسی کیسے کر۔ سکتا ہوں؟ یہ ٹھیک نہیں ہے سر۔ انہیں اپنے ملازمین پر کچھ رحم کرنا چاہیے۔“۔

معراج نے ہونٹ بھینچ کر ہلکے سے سر ہلایا۔ وہ اس کی حالت کو سمجھ رہا تھا۔ اس نے اس کے جیسے بہت سے لوگوں کو اس سخت دنیا میں زندہ رہنے کی جدوجہد کرتے دیکھا تھا۔ ”حافظ صاحب آپ کو کتنے پیسے چاہیے؟“

حافظ چونک گیا۔ اس نے نفی میں سر ہلایا، "نہیں سر، میں آپ سے کچھ نہیں مانگ سکتا۔ آپ نے پہلے ہی میرے لیے بہت کچھ کیا ہے۔ آپ سب سے بہترین منیجر ہیں۔ آپ ہمیشہ ہم سب کے ساتھ احترام اور مہربانی کے ساتھ پیش آتے ہیں۔ آپ کو میرے بارے میں فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں کسی نہ کسی طرح راستہ نکال لوں گا۔"۔

معراج نے اسے روکا۔ "حافظ صاحب احمق نہ بنیں۔ آپ صرف میرے ملازم نہیں ہیں بلکہ میرے بھائی ہیں۔۔ آپ نے مجھ پر بھروسہ کیا ہے۔ تب ہی آپ مجھے اپنا مسئلہ بتا رہے ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ آپ کو مجھ پر یقین ہے۔ اور میں آپ کو مایوس نہیں ہونے دوں گا، میں آپ کو بینک سے قرض نہیں لینے دوں گا۔ میں آپ کو پیسے دے دوں گا جس کی آپ کو ضرورت ہے۔"

حافظ نے کچھ کہنا شروع کیا مگر معراج نے بات جاری رکھی "مجھے پیسے واپس کرنے کی فکر نہ کریں۔ یہ قرض نہیں، تحفہ ہے۔ میری طرف سے آپ اور آپ کی بیٹی کے لیے۔ میں چاہتا ہوں کہ اس کی زندگی خوشگوار اور خوشحال ہو۔ جسے آپ کو کچھ ذہنی سکون ملے۔۔" حافظ بے اختیار بولا۔ اسے یقین نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیا سن رہا ہے۔ اسے یاد آیا کہ معراج نے کس طرح ایک اور ملازم اکرم کی مدد کی تھی۔ "۔ میں جانتا ہوں سر جیسے اکرم نے آپ سے پیسے لیے تھے اور آپ نے اس کی مشکل وقت میں مدد کی تھی۔" حافظ معراج کی فیاضی کو یاد کرتے مسکرایا۔

معراج نے مسکرا کر کہا" اللہ اکرم کو جنت میں جگہ دے۔ وہ ایک اچھا آدمی تھا، لیکن وہ بد قسمت تھا۔ اسے بہت سی پریشانیاں تھیں اور وہ ان کا مقابلہ نہیں کر سکتا تھا۔ اس نے مجھ سے پیسے نہیں لیے، بلکہ اللہ نے مجھے وسیلہ بنایا تھا۔ اللہ سب سے زیادہ رحم کرنے والا اور معاف کرنے والا ہے۔۔۔"

اس نے گہرا سانس لیا" خیر اگر آپ بینک سے قرض لیتے ہیں، تو آپ مشکل میں پڑ جائیں گے۔ وہ آپ سے سود وصول کریں گے اور اگر آپ کی ادائیگی چھوٹ جاتی ہے تو وہ آپ کو ہراساں کریں گے۔ وہ آپ کی زندگی کو جہنم بنا دیں گے۔ لیکن اگر آپ مجھ سے پیسے لیں گے تو آپ آزاد ہو جائیں گے۔ فکر سے آزاد، قرض سے آزاد، خوف سے آزاد۔ یہ ہمارے درمیان رہے گا حافظ۔ کسی اور کو جاننے کی ضرورت نہیں ہے۔"۔

حافظ نے سرگوشی کی، "مجھے نہیں معلوم کہ آپ کا شکریہ کیسے ادا کروں۔ آپ تو فرشتہ بن کر میری زندگی میں آ گئے۔"

معراج مسکرایا"شکریہ کی کوئی ضرورت نہیں"۔۔

حافظ بولا "اللہ کے بھی کام نیرالے ہیں جی کسی کو اتنا دیتا ہے اور کسی کو۔۔" وہ، رک گیا۔۔دوبارہ بولا"امیروں کی زندگی کتنی پر سکون ہوتی ہے نا جی" معراج ہنسا جیسے وہ محظوظ ہوا ہو وہ بمشکل ہنسی پر قابو پاتے بولا"سکون کسی کی زندگی میں نہیں ہے چاہے وہ امیر ہوں یا غریب امیروں کے پاس پیسہ ہے ٹھیک ہے وہ خوش رہتے ہیں مگر ذہنی سکون پیسوں سے نہیں خریدا جاتا ہے۔"۔وہ مسکراتے۔

اپنے کوٹ کے پاس گیا جو کرسی کی پشت پر لٹکا ہوا تھا۔ اس نے اپنی چیک بک نکالی اور ایک چیک لکھا۔ اس نے دستخط کیے اور چیک بک سے اس چیک کو باہر نکالا۔ اور پھر چیک بک اس نے کوٹ میں واپس رکھ دیا وہ واپس حافظ کے پاس گیا اور اس نے چیک حافظ کو دیتے ہوئے کہا، "یہ لو۔ یہ آپ اور آپ کی بیٹی کے لیے ہے۔ اللہ آپ کو امیر بنائے حافظ۔ اللہ آپ کو اور آپ کے اہل خانہ کو سلامت رکھے۔ اللہ آپ کو خوشیاں اور کامیابیاں عطا فرمائے۔ اور اللہ آپ کو یہ سمجھنے کی توفیق دے کہ ہر انسان کی زندگی سکون میں نہیں ہے۔ ہر انسان کسی نہ کسی مصیبت میں ہے۔ کسی کے پاس زیادہ ہے، کسی کے پاس کم ہے۔ لیکن ہم سب کو ان کا سامنا کرنا ہو گا۔ اور ہم سب کو ایک دوسرے کی مدد کرنی ہے۔ اللہ ہم سے یہی چاہتا ہے۔"۔

چیک پر رقم دیکھ کر حافظ ہانپ گیا۔ ڈیڑھ لاکھ اس نے صرف نوے ہزار مانگے تھے۔، "سر، یہ بہت زیادہ ہیں۔ مجھے صرف نوے ہزار کی ضرورت تھی۔ ڈیڑھ لاکھ کیوں لکھا؟۔

معراج نے کچھ جوس پیا اور بولا "یہ میری طرف سے آپ کی بیٹی کو اس کی شادی کا تحفہ ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اس کی شادی خوبصورت اور یادگار ہو۔ اس کے پاس وہ سب کچھ ہو جس کا اس نے خواب دیکھا تھا۔ ۔"۔

حافظ اپنے آنسو نہ روک سکا۔ اس نے معراج کو گلے لگایا اور جذبات میں بولا "شکریہ، سر۔ آپ نہیں جانتے کہ اس کا میرے لیے کیا مطلب ہے۔ ۔ اللہ آپ سے راضی ہو سر اللہ آپ کو مزید توفیق دے۔ اللہ آپ کی

تمام جائز خواہشات پوری کرے۔" معراج پیچھے ہوا ". آپ کو میرا شکریہ ادا کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ "۔

حافظ نے معراج کی طرف دیکھا۔ اس نے اس کی آنکھوں میں آنسو دیکھے۔ جسکو اس نے اپنے انگوٹھے سے صاف کیا حافظ اسے سوالیہ متعجب سا بولا، "کیا بات ہے سر؟ آپ کی آنکھوں میں یہ آنسو؟"۔

معراج مسکرایا اور نفی میں سر ہلایا "میرے لیے کوئی خاص ہے حافظ جس سے میں اس دنیا کی ہر چیز سے زیادہ پیار کرتا ہوں۔ کوئی ایسا جو مجھے ایک ہی وقت میں خوش اور غمگین کرتا ہے۔ کوئی ہے جو میرے دل کو خوشی اور درد سے بھر دیتا ہے۔ کوئی ہے جو میرے جینے اور مرنے کی وجہ ہے۔ کوئی ہے جو میرا سب کچھ ہے۔ اور جب میں اسے روتا دیکھتا ہوں تو ایسا لگتا ہے جیسے میرا خون بہہ رہا ہو۔ جب میں اس کی مسکراہٹ دیکھتا ہوں تو ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے میری روح بلند ہو رہی ہے۔ جب میں اسے دیکھتا ہوں تو ایسا لگتا ہے جیسے میں زندہ ہوں۔ وہ میری جان ہے حافظ۔ وہ میری زندگی ہے. اور میں چاہتا ہوں کہ وہ خوش رہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اس کے پاس وہ سب کچھ ہو جو وہ چاہتی ہے۔ اس کے لیے دعا کیجئے حافظ۔ کہ وہ جو بھی دعا کرے وہ قبول ہو۔ کہ وہ جو چاہے اسے ملے۔۔"۔

معراج نہیں جانتا تھا کہ اس نے اپنے سر پر آسمان کو خود ہی توڑا ہے وہ جس کو چاہتا تھا اس کی سب سے بڑی دعا جبرائیل تھا اور جبرائیل کا ساتھ معراج نے اپنی دنیا کو تباہ کرنے کی دعا کرنے کو کہا تھا اس نے اپنی زمین اپنا آسمان جبرائیل کے نام کرنے کو کہا تھا۔۔ وہ نہیں جانتا تھا کہ اس نے کیا کہا تھا۔۔

حافظ نے اثبات میں سر ہلایا اور کہا، ”جی سر میری دعا ہے کہ ان کی تمام دعائیں قبول ہوں جو وہ چاہتی ہے۔۔“ معراج نے اس کا کندھا تھپتھپاتے ہوئے کہا، "شکریہ حافظ۔۔۔ آپ اب جاؤ جا کر اپنا کام کرو۔۔ “۔

حافظ نے اثبات میں سر ہلایا اور پلٹتا بشاشت سے دروازے سے باہر نکلا۔ اس کا چہرہ جو کچھ دیر پہلے اترا ہوا تھا اب کِھل اٹھا تھا۔۔ معراج ایسے کہیں لوگوں کی مسکراہٹ کی وجہ تھا مگر وہ خود دل سے غمگین تھا۔۔ حافظ نے پیچھے دروازہ بند کیا تو معراج نے نظریں نیچے کر لیں اور رنجیدہ سا مسکرایا اس نے نفی میں مدھم سا سر کو جنبش دی اور پھر پلٹ کر ٹرے سے دوائی اٹھائی اور منہ میں بھرتے پانی پی کر نگل لی۔۔۔ اس نے گہرا سانس لیا اور گلاس ٹرے پر رکھا دیا وہ گھومتا ٹیبل کے پار گیا اور اپنی کرسی پر وراجا اور کرسی سے ٹیک لگا کر سامنے خلاں کو دیکھتے وہ بولا۔ ”آپ نہیں جانتی عفاف آپ میرے لیے کیا ہو“۔۔۔۔۔۔

۔۔وہ خود سے بڑبڑایا۔۔

۔۔

۔۔۔۔کاش معراج کو علم ہوتا کہ ابرش کے لیے وہ کیا ہے کاش ابرش کو علم ہوتا کہ وہ مہمت کے لیے کیا ہے کاش عفاف کو علم ہوتا کہ وہ معراج کے لیے کیا ہے تو کیا ہوتا۔۔؟”””کاش“”تو انسان کی زندگی میں بہت ہوتے ہیں مگر انسان کم ہی جانتا ہے کہ وہ ”کاش اگر حقیقت ہو جائے تو اکثر شہد نظر آتا ”کاش“ زہر بھی ثابت ہو سکتا ہے

•••°°•••

جبرائیل دامنِ کوہ پہاڑ کی اونچائی پر ایک درخت کے نیچے ایک بینچ پر بیٹھا تھا۔۔اسے اسلام آباد کا نیچے پھیلا منظر جو خوبصورت تھا۔اسے اپنے وجود کی طرح غم میں ڈوبا محسوس ہو رہا تھا۔۔۔سڑکوں پر چلتی ہوئی گاڑیاں چھوٹی چھوٹی چیونٹیاں معلوم ہو رہی تھیں۔اسے سورج کی گرمی اپنی جلد پر اور ہلکی ہوا جو اس کے بالوں کو ہلاتی تھی محسوس ہو رہی تھی۔وہ ہلکے کپڑے کی سفید شرٹ اور ڈھیلی پینٹ پہنے ہوئے تھے،اس کے شرٹ کے بازو کی آستینیں ہمیشہ کی طرح اوپر کی طرف موڑی ہوئیں تھیں اور شرٹ کے اوپری تین بٹن اتفاقاً کھلے ہوئے تھے۔۔۔وہ رنجیدہ معلوم ہو رہا تھا جیسے کڑی دھوپ کا مسافر ہو اس کی آنکھوں میں کرب غصہ دکھ ہر احساس کی آمیزش موجود تھی وہ بنٹا ہوا تھا وہ کسی گہرے تخیل میں کھویا۔نیچے دیکھ رہا تھا اور آس پاس لوگ تصوریں لینے میں مصروف تھے کبھی کبھار بچوں کی آوازیں اس کی سماعتوں سے ٹکرا جاتیں تو وہ ان آوازوں کو نظر انداز کر دیتا۔۔

اچانک،اسے دائیں جانب سے کوئی آتا ہوا محسوس ہوا۔ اس نے اپنا منہ موڑا اور مہمت کو دیکھا، جو سفید قمیض اور شلوار پہنے ہوئے تھا اس کی بازو کی آستینیں بھی لپٹی تھیں اور قمیض نیچے سے گرم ہوا سے پھڑ پھڑا رہی تھی دائیں جانب سے پڑھتی سورج کی روشنی اس کے چہرے کو منور کر رہی تھی اور اس کے بال بھورے رنگ میں سورج کی روشنی ٹکرانے سے چمک رہے تھے اس نے سن گلاسز پہن رکھیں تھیں۔اس کا چہرہ سنجیدہ اور پریشان تھا۔جبرائیل کو اسے دیکھ کر حیرت نہیں ہوئی، جیسے اسے اس کی آمد کا اندازہ تھا۔۔

"تم یہاں کیوں آئے ہو؟" جبرائیل نے سنجیدہ انداز میں پوچھا، دوبارہ آگے دیکھتے ہوئے۔۔

اپنی سن گلاسز کو اتارتے ہوئے اپنی فرنٹ جیب میں رکھا ساتھ۔ جواب دیا گیا۔

"تم نے عفاف کو کیوں انکار کر دیا، جبرائیل؟ تم اپنے آپ کو کیوں اذیت دے رہے ہو؟"، قمیض کے گہرے کو پیچھے سے اٹھایا اور اس کے برابر بینچ پر بیٹھا اس نے ٹانگ پر ٹانگ رکھی اور ایک ہاتھ اپنے زانے پر رکھے اور دوسرا بینچ کی ہتھی پر جبرائیل کو بغور دیکھنے لگا۔

جبرائیل کڑوے انداز میں مسکرایا۔ "مجھے خود کو اذیت میں رہنے دینا قابل قبول ہے، لیکن عفاف کو اذیت میں دیکھنا قابل قبول نہیں ہے۔"

مہمت نے سر ہلا کر اسے افسوس سے دیکھا۔ "اور وہ تکلیف جس سے وہ اب گزر رہی ہے..."

جبرائیل کی آنکھ سے ایک اکیلا آنسو نکلا، لیکن وہ جلدی سے اپنے آپ کو قابو میں لے آیا۔ اس نے گہری سانس لی اور اپنے انگوٹھے سے آنسو صاف کیا، اسے چھپانے کی کوشش کرتے ہوئے۔ "اگر وہ میرے ساتھ رہتی ہے تو وہ اپنی زندگی کا باقی حصہ درد میں گزارے گی۔" درخت کی پتیاں مسلسل حرکت کر رہی تھیں اور گرم ہوا پیدا کر رہی تھیں

مہمت نے کہا، "اللہ سے معافی مانگو اس گناہ کے لیے جو تم نے کیا ہے اور اسے بھی معافی مانگو جس کے ساتھ کیا ہے۔۔"۔

جبرائیل نے اسے غم سے دیکھا۔ "میں نے مانچسٹر میں اور کیا کیا؟ پورا مانچسٹر۔۔ پورا یو کے اسے تلاش کیا۔ پورے انگلینڈ میں، یہاں تک کہ پورے امریکہ میں، میں کہاں نہیں گیا تلاش کرنے کے لیے، لیکن نہیں، کوئی فائدہ نہیں تھا۔ میں ایک قاتل ہوں، مہمت۔ میں ایک قاتل ہوں۔"۔

جبرائیل اپنے جذبات کو قابو نہیں کر سکا اور فوراً مہمت کو گلے لگا، اس کے کندھے پر سسکیاں لیتے ہوئے۔ "جسے میں نے پیار کیا، مہمت۔ میں نے اس پیار کی گردن خود گھونٹ دیا میں اپنی محبت کا قاتل ہوں"

مہمت نے اس کی پیٹھ پر تھپکیاں ماری، اسے تسلی دینے کی کوشش کرتے ہوئے"

پھر عفاف کو سب کچھ بتادو۔ ابھی صرف محبت پر وار ہوا ہے سانس نہیں نکلی اگر سانس نکل گئی تو اس محبت کو سفید کفن میں ڈھانپنے سے کوئی روک نہیں سکے گا، جو اذیت تمہیں اس محبت کو قبر میں اتارتے ہوئے ہو گی وہ زندگی بھر کی ہو گی اور جو سچ بتا کر تم دکھ برداشت کرو گے وہ وقتی ہو گا اپنے عشق کو میتِ عشق مت بننے دو ورنہ ہر کوئی محبت کو حُب الممنوع قرار دے گا"

جبرائیل نے سر ہلا کر انکار کیا، گلے سے ہٹتے ہوئے۔ "نہیں، میں یہ نہیں کر سکتا۔ میں اس کی آنکھوں، میں گر جاؤں گا۔"

مہمت نے اس کے بازوؤں کے کونوں کو پکڑا اور انہیں ہلکا سا ہلا کر پوچھا۔ "تو تم کیا کرو گے؟"

جبرائیل نے پشیمانی و ندامت میں سر جھکا لیا اور اپنی انگلی میں موجود سیاہ چھلے کو گھماتے ہوئے بولا، "یہ میرے گناہ کی سزا ہے۔ میں اس کی سزا کاٹوں گا۔ میں ایک قاتل ہوں۔۔۔"

سورج انکی باتوں کا گواہ رہا اور راز ہوا میں لٹکے رہے سورج کی گرمی ان رازوں کو بھسم کر گئی اور دھواں ہوا میں پھیل گیا اور راز نظر شَمس ہو گئے۔۔۔

•••°°°•••

مہمت نے گاڑی گھر کے قریب درخت کے سائے میں کھڑی کی۔ گلی کے دونوں طرف مکانات تھے اور درمیان میں درخت کچھ ہریالی فراہم کرتے تھے۔

اس نے جبرائیل کو اکیلا چھوڑ دیا تھا کہ اس کا دماغ پر سکون ہو جائے۔۔ کیونکہ فلوقت اس کو تنہائی کی ضرورت تھی۔ اس نے ابرش کو گیٹ سے باہر نکلتے دیکھا۔ اس نے جلدی سے گاڑی کو آگے بڑھایا، تاکہ اسے دھوپ میں نہ چلنا پڑے۔۔

اس نے گاڑی اس کے قریب روکی، باہر نکلا اور اس کے لیے دروازہ کھولا۔ ”آیئے میڈم“ اس نے شائستگی سے کہا۔

ابرش نے بیزاری سے گہرا سانس لیا اور آنکھیں گھمائیں اسے اس کا رسمی لہجہ یا اس کا اشارہ پسند نہیں آیا۔

وہ گاڑی کے اندر بیٹھ گئی اور اسے تنبیہ کی، "میں معذور نہیں ہوں، میں خود دروازہ بند کر سکتی ہوں، تم بیٹھ کر گاڑی اسٹارٹ کرو۔"۔

مہمت نے بھی جھنجھلاہٹ محسوس کی اور اپنے دل میں سوچا، "ہاؤ روڈ اینڈ ان رومانٹک۔"۔

اس نے بہر حال ہلکا سا سکون محسوس کرتے ہوئے دروازہ بند کر دیا۔

وہ گاڑی کے سامنے سے گھوم کر دروازے کے جانب گیا دروازہ کھولا گیا۔۔ اور وہ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا دروازہ بند ہوا تو۔ مہمت نے سیٹ بیلٹ باندھی اور گاڑی اسٹارٹ کی۔

ابرش نے اپنا ہاتھ اپنی گود میں رکھا، اس کی ٹانگیں آر پار ہو گئیں، اور اس کی گردن اکڑ گئی۔ وہ یک سوئی سے آگے دیکھ رہی تھی، جیسے کسی سوچ میں ہو۔۔ کبھی کبھار اپنی ٹانگیں ہلاتی تھی۔ "تم کیا دیکھ رہے ہو؟" اس نے سر پھیرے بغیر اس سے پوچھا۔ مہمت اس کے بے تکے سوال سے چونک گیا۔ اس نے کچھ بات کرنے کی کوشش کی۔ "تو، تم کہاں جانا پسند کرو گی؟" ابرش نے ایک لمحے کے لیے سوچا پھر بولی "باہر بہت گرمی ہے ہاں، گاڑی میں اے سی ہے، مگر چلو کسی اِن ڈور ریستوران چلے جاتے ہیں"۔ مہمت نے سر ہلایا اور اتفاق کیا۔ اس کے پاس بھی کوئی خاص منصوبہ نہیں تھا۔ وہ صرف اس کے ساتھ کچھ وقت گزارنا چاہتا تھا "چلو پھر چلتے ہیں،" گاڑی آگے کے جانب چلی اور پیچھے گرد کا بادل چھوٹ گیا۔۔۔

.....°°.....

وہ ایک پر تعیش خوبصورت، اور اے سی کی ٹھنڈک سے یخ ریستوران میں تھے جس میں ایک نفیس ماحول تھا۔

چھت ایک جدید ڈیزائن کے ساتھ لکڑی سے بنی تھی اور اس میں کئی فانوس لٹکائے ہوئے تھے جو گرم اور مدعو کرنے والی روشنی فراہم کرتے تھے۔

میزیں سفید دستر خوان سے ڈھکی ہوئی تھیں اور کھانے کے عمدہ سامان سے ڈھکی ہوئی تھیں، جس کے اطراف آلیشان نیلی کرسیوں سے گھرا ہوا تھا۔

پس منظر میں ایک بار کا علاقہ دکھائی دے رہا تھا، جس میں شیلفوں پر مختلف بوتلیں دکھائی گئی تھیں۔

بار کا ہر گز معنی یہ نہ تھا کہ اس میں شرابیں ہیں یہ پاکستانی ریستوران تھا اور اس بار میں صرف جوس اور سوڈا اور سوفٹ ڈرنکز کی مختلف بوتلیں تھیں۔

بڑی محراب والی کھڑکیوں نے قدرتی روشنی کو فلٹر کر کے کمرے میں آنے دیا، جس سے اس کی کشادگی اور شان و شوکت میں اضافہ ہوا۔

سجاوٹ نے سٹائل اور کلاس کا احساس پیدا کیا، جو ایک اعلیٰ درجے کے ریستوراں یا کسی خاص موقع کے لیے موزوں ہے۔ پیچھے کچھ لوگ تھے۔ جن کی آوازوں کی گونج تھی مگر مہمت اور ابرش ایک کونے میں اکیلے تھے جہاں کوئی نہ تھا۔

وہ دونوں آمنے سامنے تھے اور ابرش آئس کریم کھا رہی تھی۔ ابرش آئیس کریم کھاتے بولے جا رہی تھی ۔۔وہ، مسکراتا ہوا اسے دیکھ رہا تھا اور سن رہا تھا جیسے مہمت کو کچھ سننے اور دیکھنے کا کوئی شوق نہ ہو سوائے اس کے ۔پھر ابرش کی آواز پر وہ سیدھا ہوا۔ ”تم کھا کیوں نہیں رہے؟“ اس نے سر کو ہلکا سا جھکاتے ہوئے پوچھا۔ وہ سیدھا ہوا اور آئس کریم کا پیالہ پکڑ کر کھانے لگا۔ ”ہاں میں کھا رہا ہوں۔“ اس نے چمچہ چھوٹی سی خوبصورت کانچ کی کٹوری میں ڈالتے ہوئے کہا ابرش کو مہمت سے بات کرنی تھی۔ کچھ سوچتے ہوئے اس نے اپنی نظریں دائیں بائیں گھما کر ہونٹ کا کونا کاٹا اور دوبارہ مسکرا دی۔ "تم جانتے ہو ڈیلی لائیف سٹائل کو اردو میں روز مرہ کیوں کہتے ہیں؟" اس نے آگے جھکتے ہوئے پوچھا۔ مہمت نے آئس کریم کا پیالہ نیچے رکھا اور اپنے سینے پر بازو باندھے کرسی پر ٹیک لگائے۔ اسے، انہماک سے دیکھنے لگا "تم مجھے بتاؤ." اس نے ابرو اٹھاتے ہوئے کہا۔

ابرش لفظ دبا کر بولی ”۔روز مرہ کا مطلب ہے کہ انسان روز مرتا ہے اور روز جیتا ہے۔ اور جب قبر میں اتر گیا تو انتقال (انتقال لفظ وہ لمبا کھینچتے بولی کہ اس کی آنکھیں پھیل گئیں)۔۔ ختم فنش“ وہ آواز دھیمی کرتے ہوئے بولی۔

مہمت دھیمے سے ہنسا۔ ابرش نے اپنے ہونٹوں پر زبان پھیری اور اپنے پھیکے ہونٹوں کو گیلا کیا۔ اس نے ایک بار پھر ٹیبل پر رکھی آئس کریم کا پیالہ اٹھایا اور چمچ اس میں ڈال کر آئس کریم بھری اور آئس کریم کھانے لگی

۔

اب اصل بات کی باری تھی جس وجہ سے وہ مہمت کے ہمراہ یہاں آئی تھی اور اس نے پچھلی بات کی تھی۔۔ اس نے گہرا سانس لیا اور چمچ کٹوری میں ڈال دیا اور کھنکاری۔

پھر اس کے چہرے پر افسردگی چھا گئی۔ جو ظاہری بات ہے کہ مہمت کو لپیٹنے کے لیے تھا "میری غریب بہن عفاف بہت روئی۔ وہ بھی روز جیتی ہے اور روز مرتی ہے۔ اب دیکھو اس نے جبرائیل سے محبت کا اظہار کیا اور جبرائیل نے انکار کر دیا"۔

تاسف سے اس نے سر کو دائیں بائیں مدھم جنبش دی مہمت جھنجھلا کر سیدھا ہو گیا۔

ابرش نے اسے دیکھا۔ "اب میں جان گئی ہوں کہ تم جانتے ہو کہ جبرائیل نے ایسا کیوں کیا"۔ اس نے دونوں ہاتھ میز پر رکھے، یعنی دونوں ہاتھ کے بازو اور دوسرے ہاتھ کا بازو دائیں ہاتھ کے بازو پر رکھا۔ اور وہ اسے غور سے دیکھنے لگی۔ مہمت نے گہرا سانس لیا۔ "تم جانتی ہو کہ میں تم سے جھوٹ نہیں بول سکتا، اور نہ ہی میں وعدہ خلافی کر سکتا ہوں۔ ہاں میں جانتا ہوں." اس نے اس کی نظروں کو دیکھتے ہوئے کہا۔

ابرش کا چہرہ چمک اٹھا۔ مہمت نے کہا، "لیکن میں تمہیں وجہ نہیں بتا سکتا۔" اس نے دور دیکھتے ہوئے کہا۔ ابرش کا چہرہ اتر گیا۔ لیکن مہمت مسکرایا۔ "ابرش، لیکن وہ عفاف سے بہت زیادہ محبت کرتا ہے۔ حد سے زیادہ وہ اس کی دنیا ہے" ابرش کا چہرہ چمک اٹھا۔ پھر اس کا چہرہ اترا اور اس نے افسردگی سے مہمت کی طرف دیکھا۔ "پھر اس نے انکار کیوں کیا؟" مہمت نے اسے سمجھایا۔ "انسانوں کو بعض اوقات مسائل درپیش ہوتے ہیں جن کا تذکرہ

کرنا انکو پسند نہیں ہوتا ابرش لیکن پریشان نہ ہو ہم اسے حل کر لیں گے" اس نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔

مہمت نے آئس کریم کی جانب اشارہ کیا جو آدھ کھائی تھی "چلو آئیس کریم کو فنش کر لو" ابرش دھیرے سے مسکرائی اور وہ آئس کریم کھانے لگی۔ آئس کریم کا کچھ حصہ اس کے اوپری ہونٹ پر رہ گیا۔ وہ سوچنے لگی۔ "اب میں عفاف سے کیا کہوں؟ میں نے اسے کہا کہ میں رات تک ساری کتھا زیر زبر کر ڈالوں گی" اس کا دل سسک اٹھا تھا۔۔

وہ مہمت کی آواز پر چونک گئی اور سر ہلا دیا۔ "ہاں کیا ہوا؟" اس نے اسے دیکھتے ہوئے پوچھا۔ مہمت مسکرایا۔ "تم کیا سوچ رہی ہو؟ زیادہ مت سوچو۔ جب تم سوچتی ہو تو ایسا لگتا ہے کہ دنیا رک گئی ہے۔ بات کرتی رہا کرو "اس نے اس کی تعریف کرتے ہوئے کہا۔

ابرش مسکرائی "تم اور تمہارے Compliments دادی کہتی ہیں کہ مجھے کم بولنا چاہیے"۔

وہ نظریں چراتے ہوئے بولی مہمت مسکرایا۔ "دادی کو شاید معلوم نہیں کہ تمہاری کچھ عادتیں ان سے ملتی جلتی ہیں۔" اس نے ہنستے ہوئے کہا۔ ابرش نے کچھ چونک کر اسے دیکھا اور دائیں طرف دیکھا۔ وہ اداس ہو گئی۔ "بلکل درست، مجھے آج صبح ہی اس کا احساس ہوا، لیکن مجھے کیا کرنا چاہیے، میں اسے کیسے بدل سکتی ہوں؟" اس نے منہ بناتے ہوئے پوچھا۔

مہمت نے اسے غور سے دیکھا اور کہا، ”تمہیں اپنے آپ کو بدلنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر کوئی تمہیں چاہتا ہے تو وہ تمہیں ویسے ہی چاہے گے جیسی تم ہو۔“ ابرش نظریں نیچے کئے مسکرادی۔۔

مہمت نے آنکھ کا اشارہ اس کے اوپری لب پر کیا ”آئیس کریم“ وہ مختصراً بولا۔۔۔

ابرش نے دونوں آنکھوں کے ڈیلوں کو تیر چھا کرتے نیچے جھکایا۔ مہمت نے اسے بہت خوبصورت پایا۔ ابرش نے ٹشو لیا اور اپنے ہونٹ پونچھے لیکن پھر بھی کچھ آئس کریم باقی تھی۔ مہمت نے کہا، "میں اسے صاف کر دیتا ہوں۔" بنا جواب کے وہ آگے جھکا اور نرمی سے اس کے ہونٹوں پر اپنا انگوٹھا رگڑا وہ اس کے لبوں کے لمس کو محسوس کر سکتا تھا اور وہ اپنے لبوں پر اس کے کھردرے انگوٹھے کا لمس ابرش نے سوالیہ نظروں سے اس کی طرف دیکھا۔ ان کی نظریں ملیں اور وہ ایک لمحے کے لیے ایک دوسرے کی نظروں میں کھو گئے وقت ساکت کھڑا انکو دیکھ رہا تھا اور شائید سورج قہقہشاں کا چکر لگانا بھول گیا تھا۔۔ خیر یہ ایک اِستِعارَہ ہی تھا جو انکے جذبات کی بازگشت کرتا تھا۔۔۔ ابرش نے جذبات کی ایک لہر محسوس کی اور گھبرا کر اپنے بالوں کی آگے آئی لٹوں کو کان کے پیچھے کرتے ہوئے دور دیکھا۔

مہمت نے شرم محسوس کی اور جادو توڑتے ہوئے پیچھے ہٹ گیا۔ اس نے تعریف اور ندامت کی آمیزش سے ابرش کی طرف دیکھا۔ اس نے اس کی نظروں کو ٹال دیا اور جوتے باندھنے کا بہانہ کرتے ہوئے تھوڑا پیچھے جھکتے نیچے جھک گیا۔ اس نے اپنے انگوٹھے کی طرف دیکھا اور مسکرادیا۔ اس نے مٹھاس کا مزہ چکھتے ہوئے اپنے انگوٹھے پر موجود آئس کریم کو لبوں سے لگایا اور ایک تازگی محسوس کی اِسے زیادہ مٹھی چیز اس نے کبھی

نہیں چکھی تھی۔۔۔۔ اس نے اٹھ کر ابرش کو دوبارہ آئس کریم کھاتے دیکھا۔ وہ نرمی سے مسکرایا۔ شاید سب سے خوبصورت منظر اس کی آنکھوں کے سامنے ابرش کا تھا۔ شاید ابرش اس کی جنت تھی۔ اگر وہ جنت میں بھی ہوتے تو اسے صرف ابرش ہی نظر آتی کیونکہ اسے اپنی جنت ابرش میں ہی نظر آتی تھی۔۔۔۔

اگر اس کے گرد ہزاروں آسمانی حوریں بھی ہوتیں، تو ان کی کشش بھی اس کی آنکھوں میں ابرش کی تابندگی کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں ہوتی۔ اس کے قریب، ہزاروں جنتی حوریں بھی ابرش کی موہنت کا مقابلہ نہیں کر سکتیں کیونکہ اس کے دل کی پسند ابرش تھی اور ابرش کے آگے مہمت کے زیرِ نظر سب ڈھیر تھا۔۔۔۔۔

•••°°°•••

سابقہ منظر کی بازگشت

بیس سال پہلے (دو ہزار دو)

مہینہ دسمبر تاریخ ۲۸۔۔ شہر (نیویارک)

کمرہ آرام دہ اور خوبصورت تھا، جس میں ایک بڑا بیڈ فوکل پوائنٹ تھا۔ بستر کو ایک خوبصورت کھڑکی کے سامنے رکھا گیا تھا جو شام کے وقت شہر کے منظر کا ایک شاندار منظر پیش کرتا تھا۔

بستر بغیر بنا ہوا تھا، جس میں سفید چادریں اور تکیے اتفاق سے ترتیب دیے گئے تھے، جس سے ایک پر سکون اور آرام دہ ماحول پیدا ہوا۔ بستر کے پیچھے کی کھڑکی نے دن اور رات کے درمیان منتقلی کے دوران شہر کے منظر کا ایک وسیع منظر ظاہر کیا۔

ماحول سرد تھا اور اُفق پر فلوقت بادل چھا رہے تھے آسمان کو چھوتیں عمارتیں برف سے ڈھکی تھیں اور ان عمارتوں سے پھیلی ہوئی روشنی برف میں منعکس ہوتی کمرے پر ہلکی سی چمک ڈال رہی تھی۔

روشن کھڑکیوں والی بلند و بالا عمارتیں کھڑکی سے دکھائی دے رہی تھیں۔ وہ الگ الگ ہونے کے لیے کافی قریب تھے لیکن مداخلت کرنے والے نہیں تھے۔

آسمان رنگوں کا میلان تھا، ہلکے نیلے سے گہرے جامنی رنگ تک، دن کے بدلتے وقت کی عکاسی کرتا تھا۔

کمرے میں کوئی اور فرنیچر یا اشیاء نظر نہیں آرہی تھیں اس کے علاوہ جو ایک پلنگ کے کنارے میز یا لیمپ دکھائی دیتا تھا۔ کمرہ شہر کی خوبصورتی سے لطف اندوز ہونے اور پر تعیش ماحول میں آرام کرنے کے لیے ایک بہترین جگہ تھی۔ واش روم کا دروازہ دائیں طرف سلائیڈ ہوا اور کمرہ اندرونی روشنی سے منور ہو گیا۔ اندر سے ایک خوبصورت آدمی شرٹ اور ڈریس پینٹ پہنے اندر داخل ہوا۔ اس کے بال ماتھے سے چپٹے اور گیلے تھے، جیسے وہ ابھی نہایا ہو۔

اس نے کف بند کیے اور گھنگریالے بادامی بالوں اور نیلی آنکھوں کے ساتھ باہر نکلا۔

وہ کسی میگزین کا ماڈل لگ رہا تھا۔

ایک خوبصورت سانولی لڑکی بیڈ کے کنارے بیٹھی تھی، اس نے مغربی طرز کی شرٹ اور اسکرٹ پہنی ہوئی تھی جس سے اس کی برہنا ٹانگیں کچھ جھلکتی تھیں۔

اس کے بال کرل تھے اور وہ گھبرا کر ہاتھ آپس میں مسل رہی تھی۔

وہ کسی پریوں کی کہانی کی شہزادی لگ رہی تھی۔

لڑکا لڑکی کے پاس بیٹھا، لڑکے کی عمر تقریباً اٹھائیس سال تھی۔ اس نے غور سے پچیس سالہ نظر آتی دوشیزہ کو دیکھا اور اپنا انگوٹھا اس کی ٹھوڑی کے نیچے رکھ کر اس کا چہرہ اٹھا کر اسے دیکھنے لگا۔ "اتنی غمگین کیوں ہو؟" اس نے نرمی سے پوچھا۔

لڑکی کا چہرہ اتر گیا اور اس نے گہرا سانس لیا۔ "ہمارے درمیان جو کچھ ہوا سکندر وہ نہیں ہونا چاہیے تھا" اس نے دھیمی آواز میں کہا۔

سکندر نے چونک کر اسے دیکھا۔ "تم مجھ سے محبت نہیں کرتی؟" اس نے پریشان اور متجسس ہو کر پوچھا۔ مہک نے نظریں نیچی کر کے کمزوری سے سر ہلایا۔ "میں نے ایسا نہیں کہا۔ محبت یہ نہیں ہے کہ تم کسی سے محبت کرتے ہو، اس لیے تم اپنے درمیان یہ رشتہ بنا لو بنا شادی کے" آخری لفظ کمزوری سے ادا ہوا وہ سمجھانے کی کوشش کرتے ہوئے بولی۔

سکندر نے اس کے بال پیچھے ہٹا کر اس کے چہرے کو دیکھا۔

اس نے اس کی آنکھوں میں اداسی اور خوف دیکھا۔ "محبت ان لوگوں میں ہوتی ہے جو محبت کرتے ہیں اور تم نے مجھے اس بات کا ثبوت دیا ہے کہ تم مجھ سے محبت کرتی ہو"۔

اس نے اسے سمجھانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

مہک کی آنکھ سے ایک آنسو گرا۔ "جو روح میں دلچسپی رکھتا ہے وہ ایسا نہیں کرتا"۔

اس نے ان کی قربت کا ذکر کرتے ہوئے کہا۔

اچانک بادل چھا گئے اور باہر برف تیزی سے گرنے لگی ہمراہ ہوا چل رہی تھی اور درجہ حرارت گر رہا تھا۔

یہ کمرے کی گرمجوشی اور راحت کا سخت تضاد تھا۔ مہک نے غور سے اسے دیکھا۔ وہ جانتی تھی کہ وہ ایک مختلف ثقافت اور مذہب سے ہے۔

وہ جانتی تھی کہ اس کے گھر والے اسے کبھی قبول نہیں کریں گے۔ "سکندر، کیا تمہارے گھر والے مجھے قبول کریں گے کہ میں عیسائی ہوں اور تم مسلمان؟" اس نے جواب سے ڈرتے ہوئے پوچھا۔

سکندر دھیمے سے ہنسا اور اس کی پیشانی چوم لی۔ اس نے اسے قریب کر کے اس کے بالوں کو سہارا دیا۔ "مہک تم فکر نہ کرو۔ میں سب ٹھیک کر دوں گا۔ ہم پاکستان واپس جائیں گے اور یہ میرا پہلا کام ہے۔"۔ اس نے پر اعتماد اور پر امید ہوتے ہوئے کہا۔

مگر لفظی باتیں اور تسکن بھری تحریریں کھوکھلی ہوتی ہیں انسانوں کی آدھی سے زیادہ تسلیاں جھوٹیں اور کچی ہوتی ہیں۔ چند وقت کی لزت اور سکون کے لیے ایک زندگی کو تباہ کر دیا گیا شیطان کے بہکاوے میں آکر ایک معصوم کی زندگی کو عذاب بنا دیا گیا گناہ کس نے کیا تھا اور اس کی فصل کون کاٹ رہا تھا کوئی تیسرا معراج جیسے بچے اکثر نہ کردہ گناہوں کی ہی سزا کاٹتے ہیں۔۔۔۔۔

°°°•••°°°

کمرہ بڑا اور پر تعیش تھا، جس میں ایک چمکدار فرش اور ایک کھڑکی تھی جس کا سامنا باہر کی طرف تھا۔ مارچ کا مہینہ تھا اور سورج اسلام آباد کے پہاڑوں پر چمک رہا تھا۔

لیکن دفتر کے اندر نہ گرمی تھی نہ روشنی۔ صرف سردی اور اندھیرا۔ سکندر کالی شرٹ اور کالی ڈریس پینٹ پہنے اپنی میز سے ٹیک لگائے ٹانگوں کا کروس بنائے تھا اور انہماک اور سرد نگاہوں سے سامنے دیکھ رہا تھا۔

اس نے اپنی آستینیں لپیٹ کر اپنے عضلاتی بازوؤں کو ظاہر کیا تھا۔ اس کے بال گھنگریالے تھے اور آنکھیں نیلی تھیں لیکن ان میں کوئی رحم یا شفقت نہیں تھی وہ ایک بے رحم تاجر لگ رہا تھا، جسے صرف پیسے اور طاقت کی پرواہ تھی۔

مہک اس کے سامنے سادہ سفید فراک پہنے کھڑی تھی۔ اس کے بال کھلے تھے اور آنکھیں آنسوؤں سے بھری ہوئی تھیں۔ وہ ٹوٹی ہوئی گڑیا لگ رہی تھی، جس نے اپنی معصومیت اور خوشی کھو دی تھی۔

وہ سکندر کو دل سے پیار کرتی تھی لیکن اس نے اسے بدترین طریقے سے دھوکہ دیا تھا۔

وہ کانپتی ہوئی آواز میں اس سے بولی، "مجھے نہیں معلوم تھا کہ تم پہلے ہی دوبار شادی شدہ ہو اور تمہارا ایک بیٹا بھی ہے۔" وہ روندھی ہوئی آواز میں بولی تھی۔

سکندر نے ایک گہرا سانس لیا اور بولا" اب تم جان گئی ہو اب میرا پیچھا کرنا چھوڑ دو۔ ""اس نے پتھر دل تاثرات سے اسے دیکھا، جیسے اس کے لیے اس کا کوئی مطلب ہی نہ ہو۔

اس نے اسے اپنی خوشی کے لیے استعمال کیا تھا اور پھر اسے کچرے کے ٹکڑے کی طرح پھینک دیا تھا۔

مہک نے قریب سے سرگوشی میں کہا، "میں تم سے پیار کرتی تھی سکندر۔"

سکندر نے دھیمے سے مسکرا کر کہا، "غلط۔ جملہ درست کرو۔ تمہیں میرے پیسے سے پیار تھا۔"۔

مہک نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہا کہ اس کی زبان لرز گئی اور کانپتے ہوئے جملوں کی ادائیگی ہوئی" یہ جھوٹ ہے سکندر، میں تم سے پیار کرتی تھی، کیا میں نے تم سے کبھی کوئی مہنگی چیز مانگی ہے؟ کیا میں نے تم سے اس کے سوا کچھ مانگا ہے کہ تم مجھ سے شادی کر لو؟ اگر تم مجھ سے شادی کر کے مجھے اپنے پاس۔ ایک جھونپڑی، میں بھی رکھ لیتے تو میں اُف تک نہ کرتی"۔

سکندر نے اسے گھورتے ہوئے کہا، "ایک تو تم مہینوں سے حاملہ ہو، اور دوسرا تم نے مجھے کبھی نہیں بتایا اور جب بتایا تو، میں نے تم سے کہا تھا کہ ابارشن کروالو اور تم نے ا۔یسا بھی نہیں کیا، تم کسی کے لیے کام کر رہی ہو

کہ میرے نام کی بربادی کرو۔۔" اس نے یہ بات اپنے دل کو تسلی دینے کے لیے کہی تھی لیکن وہ جانتا تھا کہ یہ جھوٹ ہے۔

وہ جانتا تھا کہ مہک ایسی حرکت نہیں کر سکتی۔ وہ جانتا تھا کہ وہ اس کی وفادار اور اسے مخلص ہے۔

لیکن وہ اسے خود یا اس کے سامنے تسلیم نہیں کر سکتا تھا۔

وہ سچ کا سامنا نہیں کر سکتا تھا، کہ وہ اس سے محبت کر گیا تھا، لیکن اس نے اپنی خود غرضی اور غرور سے سب کچھ برباد کر دیا تھا۔

۔مہک نے اسے روتے ہوئے کہا، "یہ جھوٹ ہے سکندر، تم جانتے ہو یہ جھوٹ ہے۔" سکندر نے طنزیہ انداز میں سر ہلایا اور تلخی سے مسکرا دیا۔ وہ میز کے پاس گیا اور ایک کاغذ اٹھایا۔ "یہ تمہارا ریزی گنیشن لیٹر ہے اس پر دستخط کر کے میری نظروں سے اوجھل ہو جاؤ۔"۔

اس نے کاغذ اس کی طرف پھینکا اور کہا، "تمہیں نوکری سے نکال دیا گیا ہے۔"۔

مہک حیران و پریشان تھی۔ وہ گھٹنوں کے بل گر پڑی اور اس کی ٹانگیں پکڑ کر محبت کی بھیک مانگنے لگی۔۔ "سکندر تم میرے ساتھ ایسا کیوں کر رہے ہو؟ کیوں میری محبت کو امتحان بنا رہے ہو؟ تم نے محبت کو میرے لیے سبق بنایا ہے۔ میں، مہک، اپنے مذہب کے تمام قابل اعتماد ہستیوں کی قسم کھاتی ہوں، خاص کر عیسیٰ

مسیح کی۔ کہ میں نے کبھی تمہارے بارے میں برا نہیں سوچا، میں تم سے پیار کرتی ہوں، پلیز یہ ظلم نہ کرو میں تم سے محبت کرتی ہوں، پلیز مجھے مت چھوڑنا۔"۔

اس کے آنسو دیکھ تو آسمان بھی گر جاتا اور زمین بھی لرز جاتی پہاڑ بھی پگھل جاتے مگر قسی القلب کا دل موم نہ پڑا وہ ویسے ہی ڈھٹائی سے اسے گھورتا رہا۔۔

سکندر نے اپنے پیر کو جھنجھوڑا، کہ وہ پیچھے گر گئی۔ اس نے کہا، "تم عورتوں کو صرف یہ معلوم ہے کہ آنسو بہانا ہے، لیکن میں پاگل نہیں ہوں، میں سب کچھ جانتا ہوں۔ تم جھوٹی اور دھوکے باز ہو، اور میں پھر کبھی تمہارا چہرہ نہیں دیکھنا چاہتا۔" اس نے ٹھنڈی آنکھوں سے کہا، "اب یہاں سے نکل جاؤ، اس سے پہلے کہ میں گارڈز کو بلاؤں۔"۔

مہک آنسو پونچھتے ہوئے اٹھ کھڑی ہوئی۔ اس نے زخمی نظروں سے اسے دیکھا، جیسے اس نے اس کے دل میں چھرا گھونپ دیا ہو۔ اس کے لب کانپ گئے، "ٹھیک ہے، میں چلی جاتی ہوں، لیکن یہ یاد رکھنا سکندر، تم نے سب سے اچھی چیز کھو دی ہے جو تمہارے ساتھ ہوئی ہے۔ اور تمہیں زندگی بھر اس کا پچھتاوا رہے گا۔" وہ اسے اپنے جرم اور پچھتاوے کے ساتھ اکیلا چھوڑ کر جلدی سے کمرے سے باہر چلی گئی۔

باہر سورج ابھی تک چمک رہا تھا، لیکن اسے طنز کی طرح محسوس ہوا۔ اسے لگا جیسے سورج کو اتنا روشن ہونے کا کوئی حق نہیں ہے، جب اس کی دنیا اتنی تاریک ہو چکی تھی۔ وہ ایک پرندے کی طرح محسوس کر رہی تھی

جسے پنجرے میں بند کر دیا گیا تھا، اور پھر آزاد کر دیا گیا تھا، صرف یہ معلوم کرنے کے لیے کہ اس کے پروں کو کاٹ دیا گیا ہے۔۔

وہ ایک پھول کی طرح محسوس کر رہی تھی جسے توڑا گیا تھا، اور پھر پھینک دیا گیا تھا، صرف مرجھانے اور مرنے کے لیے۔ اسے لگا جیسے اس نے سب کچھ کھو دیا ہو۔ اور ایسا ہی تھا اس نے سب کچھ کھو دیا تھا۔۔۔

•••••••••°•••••••••

کمرہ اندھیرا تھا سوائے لیمپ کی مدھم روشنی کے جس نے سکندر کے چہرے پر ہلکی سی چمک ڈالی تھی۔

وہ اپنے بستر پر لیٹا چھت کو گھورتا اپنی سوچوں میں گم تھا۔

کھڑکی کے پردے کو ایک طرف ہٹا دیا گیا تھا، چاند کی روشنی کو اندر آنے دینے کے لیے جسے دیواروں پر سائے بن رہے تھے۔

اسے بے چینی محسوس ہوئی، جیسے اس نے کچھ غلط کیا ہو۔

دروازہ کھلا، اور بڑی بی اندر آئیں۔ اس دور میں بڑی بی کچھ جوان محسوس ہو رہی تھیں پرنٹڈ فراک پہنے جوڑا بنائے دوپٹہ دائیں شانے پر ڈالے تھیں۔

انہوں نے لائٹ آن کر کے اسے آنکھیں بھینچتے دیکھا۔۔ وہ فکر مندی سے اسے دیکھ کر اس کے پاس بیڈ پر بیٹھ گئیں انہوں نے اس کی پیشانی کو ہاتھ لگایا اور پوچھا

”کِن تردّد کے پارچہ میں جکڑے ہو برخوردار“

سکندر نے سر اٹھا کر انہیں دیکھا۔ اس نے ایک گہرا سانس لیا اور کہا، "امی وہ میرے پاس آئی، وہ میرے قدموں پر گر گئی اور مجھ سے منت کرنے لگی کہ میں اسے اپنالوں"

بی جان نے منہ بناتے ہوئے کہا،

"کون؟ مہک؟" سکندر نے اثبات میں سر ہلایا

”جی امی مہک“۔ بڑی بی نے اسے سمجھاتے نقاہت۔ زدہ چہرہ بنایا مانو مہک کا تذکرہ انکو پسند نہ آیا۔

”

فرزند بدھو مت بنو وہ صرف اداکاری کر رہی تھی وہ تم سے پریت نہیں کرتی اسے تو صرف تمہارا دلوت و نمود چاہیئے تمہاری اپنی ماشاء اللہ سے دو بیاہتائیں ہیں پھر اس کے باوجود بھی تم بھول گئے ہو بس اِکے حوالے کسی کو مت اندازہ ہونے دینا۔ نورین دل کی مریضہ ہے وہ یہ برداشت نہ کر پائے گی۔"۔

سکندر نے آنکھیں موند کر آواز بلند کی۔، "آپ نے میری شادی نورین سے کیوں کرائی؟ وہ ایک مریض ہے، بیوی نہیں، میں نے نہیں کرنی تھی اسے شادی۔ پھر بھی آپ کے کہنے پر کر بیٹھا۔۔"۔

بڑی بی نے آنکھیں گھمائیں اور بیزاری سے اسے دیکھا۔

”ہاں تو زرا ہم کو بتاؤ کیا کرتیں ہم، مجبوراً ایسا ہم کو کرنا پڑا ہم میں اتنا سنتوکھ نہ تھا کہ ہماری قلب مطمئنہ ہماری اَبصار اے بَصارَت سے اوجھل رہے اور اوپری چنگیز پہلم ہی مُتَاَہِّلانَہ تھا اومزید بر آں عقدِ نکاح پر مستعد نہ ہی تھا مگر تم تھے، تم نے نیک فرزند ہونے کا فرض ادا کیا اللہ آباد رکھے تم کو۔"۔

بڑی بی اسے بولیں ”جس قدر شتابی ہو اس کے قفس سے اپنے آپ کو آزاد کراؤ ارے اگر ہو تو مسخ (قتل) کر دو

اگر تمہارے باپ کو پتہ چلا تو وہ تمہیں اور ہمیں مسخ کر ڈالے گے۔ ہماری ناک سماج میں کٹ جائی گی نیک نامی نظر آتش ہو جائے گی“

۔ سکندر نے اپنی مٹھیاں بھینچیں اور سوچنے لگا ”میں ایسا نہیں ہونے دوں گا میں کچھ کرتا ہوں اس بچہ کو ہی مروادوں گا“

••••••••••••••••

اسپتال کا کمرہ نیم روشن تھا، مشینوں سے بھرا ہوا تھا جو بیپ اور پلک جھپکتی تھیں۔

مہک ایک بچے کو گود میں لیے بستر پر لیٹی تھی۔ اس نے ہیڈ بورڈ سے ٹیک لگا رکھی تھی اور اس کے پیر سیدھے تھے اور وہ مسلسل اپنے بچے کو دیکھے جا رہی تھی۔۔۔

اس نے خود کو گرم رکھنے کی کوشش کرتے ہوئے اپنے پاؤں کے گرد چادر لپیٹی تھی۔ اس نے اس بچے کے چہرے کی طرف دیکھا جو سرخ تھا۔ اس کی آنکھیں بڑی بڑی تھیں، بالکل اپنی ماں کی طرح۔

وہ اداسی سے مسکرائی، سوچ رہی تھی کہ کیا وہ کبھی اپنے باپ کو دیکھ پائے گا۔ اس نے یوسف کو بلایا تھا جو اس کی واحد امید اور سہارا تھا۔

جس نے اس کی مدد کی تھی جب سکندر نے اسے چھوڑ دیا تھا۔ اس نے اسے سکندر کے غضب سے بچایا تھا، جب وہ اسے زبردستی اسقاط حمل کروانا چاہتا تھا۔۔۔ مگر یوسف نے ایسا نہ ہونے دیا اور اسے بچا لیا۔۔۔ وہ اکیلی تھی، ایک بچے کے ساتھ جسے کوئی نہیں چاہتا تھا۔ وہ اپنے لیے اور اپنے بیٹے کے لیے خوفزدہ تھی۔ دروازہ کھلنے کی آواز سن کر اس نے اوپر دیکھا۔ یوسف پھولوں کا گلدستہ لیے اندر داخل ہوا۔ وہ خوبصورت تھا، بھوری آنکھوں اور سیاہ بالوں کے ساتھ۔ وہ دیکھنے میں سکندر جیسا تھا، لیکن وہ مہربان اور نرم مزاج تھا۔ وہ اسے دیکھ کر مسکرایا لیکن وہ اس کی آنکھوں میں اداسی دیکھ سکتی تھی۔ وہ اس کے قریب آیا، اور پھول میز پر رکھے۔ اس نے اس کی بانہوں میں بچے کی طرف دیکھا، اور اس کی مسکراہٹ مدھم ہو گئی۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر معراج کو گود میں اٹھا لیا۔ اس نے اس کے گال پر ہاتھ رکھا، اور اس کی پیشانی کو بوسہ دیا۔، "یہ خوبصورت ہے، مہک۔ یہ آپ کی طرح لگتا ہے."

مہک نے چونک کر اسے دیکھا۔"، آپ اچانک کیسے آ گئے؟ میں نے ابھی کال کی تھی"۔

یوسف نے آہ بھری اور کہا، "دراصل سکندر کی بیوی نورین کو اسپتال میں داخل کیا گیا ہے۔ اسے آپ کے اور سکندر کے بارے میں پتہ چلا اور سکندر نے غصے میں اسے طلاق دے دی۔ وہ پہلے ہی دل کی بیماری میں مبتلا تھیں۔ وہ برداشت نہ کر سکی اور بے ہوش ہو گئی۔ میرے ماموں بھی اِسی اسپتال میں داخل تھے۔ انہیں دل کا دورہ پڑا، اور انکی وفات ہو گئی۔"۔

مہک نے ہانپتے ہوئے کہا، "اوہ، مجھے بہت افسوس ہے۔ مجھے معلوم نہیں تھا۔ خدا صبر دے"۔

یوسف نے اثبات میں سر ہلایا اور "آمین" بولا

یوسف نے مسکراتے معراج کی ناک کی چٹکی بھری مگر گویا وہ مہک سے ہوا" اب آپ کو اپنی صحت کا خیال رکھنا ہے"۔

مہک نے گہرا سانس لیا اور سر جھکا لیا۔ ""بھائی، آپ نے میری بہت مدد کی ہے۔ آپ میرے لیے اس وقت رہے ہو، جب کوئی اور نہیں تھا۔ لیکن مجھے آپ کی مدد کی پھر ضرورت ہے، ایک بار پھر۔ پلیز میرے بیٹے معراج کو کبھی تکلیف نہ ہونے دینا۔ وہ بے قصور ہے یوسف بھائی۔ وہ اس کا مستحق نہیں ہے۔ وہ ایک بہتر زندگی، ایک بہتر باپ کا مستحق ہے۔"۔

یوسف نے چونک کر اسے دیکھا۔ "معراج؟ آپ نے اس کا نام معراج رکھا ہے؟ مہک نے سر ہلایا، اور کہا، "ہاں، یوسف۔ بھائی میں نے شب معراج کی مقدس رات کے مشابہہ اس کا نام معراج رکھا ہے۔ میں نے

خدا سے دعا کی، کہ وہ میرے بیٹے کو قبول کرے، اور اسے برکت دے۔ میں نے دعا کی کہ وہ اس کی حفاظت کرے، وہ مجھے معاف کر دے، میرے گناہوں کے لیے جو مجھ سے سرزد ہوئے۔"

وہ آنکھوں میں آنسو لیے اسے دیکھ رہی تھی۔ "میں سکندر، سے پیار کرتی تھی۔ میں نے اسے دل سے محبت کی تھی۔ لیکن اس کے ساتھ رہنا میرے نصیب میں نہیں تھا۔ یہ ایک ایسی محبت تھی جو تیسری زندگی کو تباہ کر دے گی اور اس کی زندگی کو اندھیروں میں ڈال دے گی۔ یہ محبت میری پہچان تھی، اس نے میری روشنی چھین لی۔ اس محبت کی خاطر میں نے اپنی عزت، اپنی خواہشات، اپنی خوشیاں قربان کر دیں۔ میں نے اپنی جان دے دی، اور جیتے جی مر گئی۔ یہ محبت ممنوع ہونی چاہیے یوسف بھائی اس محبت کو حُب الممنوع کہنا چاہئے۔۔ کفن میں لپٹی محبت جس کو قبر میں اتار دیا گیا"

یوسف کو اپنی آنکھیں بھیگی ہوئی محسوس ہوئیں

"مہک آپ ایسا مت کہیئے خود کو موردِ الزام نہ ٹھہرائیں۔ اس میں سکندر برابر کا شریک ہے مگر جو ہو گیا اب وقت میں پیچھے نہیں جایا جا سکتا۔۔ مگر جو گناہ ہو گیا اس کی تلافی ضرور کی جا سکتی ہے۔"۔

اس نے اس کی طرف دیکھا، اور تسلی دی "فکر نہ کریں مہک۔ میں آپ کے لیے یہاں ہوں. میں یہاں معراج کے لیے ہوں۔ وہ میرا بھتیجا ہے۔، میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں، میں اس کا خیال رکھوں گا۔ میں

اسے وہ سب کچھ دوں گا جس کی اسے ضرورت ہے۔ میں اس کا باپ بن کر رہوں گا۔ اسے ہر خراش سے بچاؤں گا۔"۔

اس نے معراج کے گال کو چوما، "مجھ پر بھروسہ کریں مہک۔ میرا اعتبار کریں."۔

پیچھے سے ایک نرس آئی اور کہنے لگی، "مسٹر! یوسف، ڈاکٹر آپ کو بلا رہے ہیں۔ براہ کرم انسے ایک بار مل لیجئیے۔"۔

یوسف نے اثبات میں سر ہلایا اور معراج کو واپس مہک کو دے دیا۔ مہک نے اسے اپنے سینے سے لگایا اور یوسف کا شکریہ ادا کیا۔ یوسف مسکرایا اور کمرے سے نکل گیا۔

مہک نے معراج کی طرف دیکھا تو اس کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں اور وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔ وہ مہک کو دیکھ کر مسکرا رہا تھا جو کہ نوزائیدہ کے لیے مسکرانا بہت کم وقت تھا۔ مہک واپس مسکرائی اور اس کی آنکھیں نم ہو گئیں۔ اس نے معراج کو گلے لگا کر بوسہ دیا۔

۔ مسلسل اس کی آنکھیں بھیگ رہی تھیں اس کی آنکھیں لال ہو چکی تھیں۔۔ وہ رُوانسا سی بولی۔"

معراج تم میرے دل کی دھڑکن ہو۔ تم اپنی ماں کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہو۔ معراج یہ دنیا تمہیں میری وجہ سے بہت تکلیف دے گی۔ اپنی ماں کو معاف کر دینا۔ تمہاری ماں ایک انسان سے محبت کرتی تھی جو کہ گناہ تھا۔ مجھے کسی انسان سے محبت نہیں کرنی چاہیے تھی۔ محبت مجھے کھا گئی اور اس کے اثرات تمہیں آہستہ

آہستہ کر کے جلا دیں گے۔۔ بیٹا ہمت سے کام لینا اور اپنی ماں کے لیے دعا کرنا کہ مجھے خدا معاف کر دے"۔ اس کی آنکھ سے آنسو مسلسل بہہ رہے تھے اتنے کہ اسے اپنے اندر آنسو ختم ہوتے محسوس ہو رہے تھے اس نے گیلی ناک سے سانس اندر کھینچا اور ایک ایک بار معراج کی دونوں آنکھوں کو بوسا دیا کہ معراج نے چھینک ماری تو وہ مسکرائی معراج نے اپنے لب گول سُکیڑ لیے اور "اووا وو" کی آواز نکالی وہ مسلسل لبوں سے تھوک کی بارش کر رہا تھا وہ بہت معصوم اور خوبصورت لگ رہا تھا۔

مہک نے اس کے لبوں پر بوسا دیا اس کی پیشانی پر اس کے کانوں پر وہ اپنے بیٹے کو ایسے پیار دے رہی تھی کہ وہ جانتی تھی کہ یہ اس کا آخری لمحہ ہے اپنے بیٹے کے ساتھ وہ جانتی تھی کہ یہ دنیا معراج کو پیار نہیں دے گی وہ جانتی تھی کیسے معراج کو پیار لفظ کا مطلب نہیں پتا ہو گا کہ کیا ہے۔ وہ زندگی کا سارا پیار آج ہی ان کچھ وقتوں میں معراج کو دینا چاہتی تھی وہ ساتھ ساتھ ہچکیوں سے رو رہی تھی اور ساتھ ساتھ اس کو بوسا دے رہی تھی۔۔۔ آخر کار

اس نے اپنے سینے پر ایک لمبی چادر ڈالی اور معراج کو چادر کے نیچے ڈھانپ دیا۔ اس نے اسے دودھ پلانا شروع کیا اور کہا، "تمہارے ہونٹوں کی ٹھنڈک میرے دل کو تر و تازہ کرتی ہے۔ مجھے خوشی ہے کہ میں نے اپنے بچے کو دودھ پِلا دیا"۔ کانوں میں گونجتے سکندر کے الفاظ یاد آتے ہی اس کی سانسیں اکھڑ گئی تھیں۔ "تم بری عورت ہو۔" "تم شیطان ہو." "تم ایک فحاشہ ہو۔" اسے سانس کی تکلیف محسوس ہونے لگی۔ جیسے یہ باتیں

اس کی سانسوں پر جالوں کا کام کر رہی ہوں جیسے یہ سخت الفاظ اس کے سینے و دل پر چٹان کے برابر بوجھ ڈال رہے ہوں۔

۔اکثر انسان کو انہی کی سخت باتیں اذیت پہنچاتی ہیں جن سے کوئی انسان حد سے زیادہ پیار کرتا ہے اور اکثر انسان ہی دوسرے انسان کے دل کے جذبات کا دشمن ہوتا ہے۔۔مہک کی سانسیں تیز ہونے لگیں۔اس نے معراج کو سختی سے اپنی باہوں میں جکڑ لیا اور وہ کپکپاتے الفاظوں میں بولی اس کے الفاظ دب رہے تھے لاغر ہوتے جارہے تھے کمزور ہوتے جارہے تھے "اے خدا" وہ اتھل پتھل سانسوں سے بولی "میرے بی۔۔ می۔۔میرے۔۔بیٹے" اس کی الجھن سانسیں اس کے الفاظوں پر نقطہ لگا رہے تھے۔آخر کار وہ آگے نہ بول سکی اور جملہ ادھورا رہ گیا۔۔۔

اس نے تیز سانسوں سے سامنے دیکھا اس کی آنکھیں پھیل گئیں اور منہ کھل گیا معراج پر گرفت ہلکی ہونا شروع ہوئی اس نے اپنی گردن بائیں طرف موڑی۔۔۔اس نے سکندر کی آواز سنی "میں نے تم سے کبھی محبت نہیں کی"۔مہک نے ایک گہرا سانس لیا اور اس کی آنکھیں ساکت رہیں۔اس کی گردن جھک گئی اور معراج پر اس کے ہاتھ سہم گئے۔اس کی آنکھوں سے گرنے والے آنسو بستر کو گیلا کرنے لگے۔وہ اپنے بچے کو تھامے بیٹھی تھی مگر وہ دنیا سے رخصت ہو چکی تھی۔۔۔اس دنیا سے دکھوں اور ندامتوں کا بوجھ اپنے ہمراہ لیے وہ چل بسی تھی۔

۔انسانوں کی کرواہٹ ساتھ لیے وہ چل بسی تھی۔۔۔۔اس کا کوئی نہ تھا۔سوائے اس کی گود میں اس کا اپنا بیٹا جو اپنی ماں سے بے خبر تھا جس نے کبھی اپنی ماں کو نہ دیکھا تھا جو اس کے وجود سے بے خبر رہا تھا۔۔

جسکو یہ علم نہ تھا کہ اس کی ماں کتنا ظلم برداشت کر کے اس دینا سے رخصت ہوئی تھی۔۔۔وہ ماں کی محبت اور گرم جوشی کیا ہوتی ہے اس بات تک سے بے خبر تھا۔اسکو بس اس ایک بار ہی محبت دی گئی تھی جب وہ نومولود تھا۔۔جو دنیا و مافیہا سے بے خبر تھا جب اس نے ہوش سنبھالا تو سوائے لعنتوں و گالیوں کے علاوہ اس نے کچھ نہ سنا پھر رہی سہی کثر اس کی رنگت کو لے کر اس کا مذاق اڑانے نے پوری کر دی۔وہ بچہ اب بیس سال کا تھا جسکو اپنے وجود سے اپنے چہرے سے اپنے نصیب سے نفرت تھی وہ خود سے نفرت کرتا تھا وہ اس دنیا سے نفرت کرتا تھا۔۔محبت کیا تھی وہ جانتا ہی نہیں تھا۔اور چند چنندہ لوگ جنہوں نے اسے گرمجوشی ظاہر کی اس نے بس ان چند لوگوں کو ہی اپنی کائنات مان لیا جن کے لیے وہ کچھ بھی کر سکتا تھا۔۔۔

•••°•••

معراج ایک بے رحم شخص سکندر کا ناجائز بیٹا۔۔جس نے اس کی ماں مہک کو اس وقت چھوڑ دیا جب اس نے اسقاط حمل سے انکار کر دیا۔معراج کو جنم دینے کے فوراً بعد مہک کا انتقال ہو گیا اور اسے سکندر کے مہربان بھائی یوسف کے سپرد کر دیا۔

یوسف معراج کو اپنے بیٹے کی طرح پیار کرتا ہے، اور اسے سکندر کے غضب اور نورین کی نفرت سے بچانے کی کوشش کرتا ہے۔

نورین سکندر کی دوسری بیوی جو دل کی بیماری میں مبتلا تھی اور وہ بچے پیدا کرنے سے قاصر ہے۔۔۔ وہ معراج کو حقیر سمجھتی ہے اور جسم کے اعضاء بیچنے والی ایک عورت کو دائی ماں بنا کر گھر لاتی ہے اور اس کی خدمات حاصل کر کے معراج کو قتل کرنے کا منصوبہ بناتی ہے۔ تاہم، اس کا منصوبہ دادا کے دوست کے بیٹے نے ناکام بنا دیا جو پولیس کے محکمے میں اعلی پوسٹ پر تھا۔۔

، راز طشت ازبام ہونے کے بعد نورین کا الزام بڑی بی نے خود لے لیا مگر اس ادا سے کہ سانپ بھی مَر جائے لاٹھی بھی نہ ٹُوٹے یہ بول کر کہ انہوں نے "معراج کے لیے ایک اچھی دائی ماں کا انتظام کیا تھا اب وہ کلوموہی نکل آئی تو اس میں انکا کیا قصور۔۔ مگر قصور انکا ہی تھا اور ساتھ نورین کا بھی نورین اپنی طلاق کا بدلہ لینا چاہتی تھی۔۔ مگر اس کا بدلہ پورا نہ ہوا۔

دادا معراج سے پیار کرتے ہیں اور اس کے ساتھ اچھا سلوک کرتے ہیں۔ ان کے دل میں اس کے لیے نرم گوشہ ہے، اور اسے وہ سب کچھ دیتے ہیں جس کی اسے ضرورت ہے۔ وہ معراج کے لیے ایک اور دائی بھی رکھتے ہیں، جو اس کی دیکھ بھال کرتی ہے۔ دادا واحد ہیں جو سکندر کے سامنے کھڑے ہوتے ہیں اور اسے معراج کو اپنا خاندان ماننے پر دباؤ ڈالتے ہیں۔ سکندر معراج کا باپ ہے، جو اس کے ساتھ برا سلوک کرتا ہے اور اسے نظر انداز کرتا ہے۔ وہ صرف اپنے بیٹے جبرائیل سے محبت کرتا ہے جو اس کی پہلی بیوی کا بچہ ہے۔ سکندر ایک سرد اور ظالم آدمی، جسے صرف پیسے اور طاقت کی پرواہ ہے۔۔۔

نورین نے طلاق تو لے لی مگر اس کی شادی چنگیز سے دادی جان نے کروادی۔۔ اور سکندر نے نازش سے پوچھا کہ وہ بھی طلاق چاہتی ہے تو بتادے نازش نے انکار میں جواب دیا کیونکہ وہ پاگل نہیں تھی آسائشوں کو چھوڑ کر وہ ایک تنہا زندگی گزارے نازش کا باپ ایک کالج میں پروفیسر تھا اور نازش ایک فلیٹ میں رہتی تھی اس کا یہ ہی خواب تھا کہ وہ ایک شاندار زندگی گزارے اور سکندر سے طلاق لے کر ایسا ممکن نہ تھا وہ آسائشوں کی اتنی عادی ہوگئی تھی کہ سکندر کو چھوڑنا۔ سانس چھوڑنے کے برابر تھا۔۔۔۔۔۔۔

•••°•••

معراج ڈیڑھ سال کا تھا جب وہ رینگتا ہوا سیڑھیوں کے اوپر پہنچا۔ وہ متجسس اور بہادر تھا، ہمیشہ اپنے ارد گرد کی تلاشی کرتا تھا۔ پیچھے سے دادی کو آتے دیکھ کر وہ مسکرایا۔ اس نے سوچا کہ وہ اس کے ساتھ کھیلنے کے لیے موجود ہیں لیکن اس کی دادی کے دوسرے منصوبے تھے۔

وہ معراج کو اپنے وجود کے ہر ریشے سے نفرت کرتی تھیں۔ انہوں نے اسے اپنی منہ بولی بیٹی، نورین کی طلاق کا ذمہ دار ٹھہرایا، انہوں نے اسے اس بے عزتی اور ندامت کا ذمہ دار ٹھہرایا جو ان کے خاندان پر پڑی تھی۔ انہوں نے اسے برائی کا سپان ہونے کا الزام لگایا۔ وہ کافی دیر سے اس لمحے کا انتظار کر رہی تھیں۔ وہ ایک بار معراج سے جان چھڑانے کے موقع کا انتظار کر رہی تھیں۔

وہ اپنی بیٹی کا بدلہ لینے اور اپنے خاندان کی ساکھ بحال کرنے کے موقع کا انتظار کر رہی تھیں معراج کے قریب آتے ہی وہ شرارت سے مسکرائیں۔ انہوں نے دوستانہ اور محبت کرنے کا ڈراما کیا،

لیکن ان کی آنکھیں ٹھنڈی اور ظالم تھیں۔، معراج گلے ملنے کی توقع کرتے ہوئے اپنے بازوؤں کو آگے بڑھایا۔ لیکن اس کی دادی کا خیال کچھ اور تھا۔ انہوں نے اپنا پاؤں اٹھایا، اور اس کے سینے میں زور سے لات ماری۔ انہوں نے کہا، "الوداع، چھوٹے شیطان، جہنم میں جا، جہاں سے تیرا تعلق ہے."

معراج کو ایک تیز درد محسوس ہوا اور پھر اچانک ہوا کا جھونکا۔ وہ اڑ رہا تھا، لیکن اچھے طریقے سے نہیں تھا۔ وہ گھوم رہا تھا اور سیڑھیوں سے نیچے گر رہا تھا۔ وہ رو رہا تھا اور چیخ رہا تھا لیکن کسی نے اس کی آواز نہیں سنی۔

وہ اکیلا تھا، اور گھبرا گیا۔ اس کی دادی نے اطمینان سے اسے دیکھا۔ انہیں راحت اور خوشی کی لہر محسوس ہوئی۔ انہوں نے سوچا کہ انہوں نے صحیح کام کیا ہے۔ مگر انہوں نے برائی کی تھی۔ انہوں نے قتل کیا تھا۔ وہ گناہ کر چکی تھی۔ انہوں نے اپنے شوہر پر توجہ نہیں دی، جنہوں نے یہ سارا منظر دیکھا تھا۔ وہ چونک گئے اور گھبرا گئے۔ انہیں یقین نہیں آ رہا تھا کہ انہوں نے کیا دیکھا تھا۔ انہیں یقین نہیں آ رہا تھا کہ ان کی بیوی نے کیا کیا ہے۔ انہیں یقین نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیا بن گئی ہے۔ وہ عقب سے کہیں سے بھاگ کر ان کے سامنے آئے، اور ان کے چہرے پر زور سے تھپڑ مارا۔ دادی نے اپنے گال پر ہاتھ رکھا انکا گال جل رہا تھا انہوں نے بے اعتنائی سے دادا کو دیکھا "تم کیسے کر سکتی ہو یہ، عفریت؟ تم اپنے پوتے کے ساتھ یہ کیسے کر سکتی ہو؟؟"

انکی آواز گرجدار ہوا میں گونجیں تھی۔ وہ انہیں ایک طرف دھکیل کر سیڑھیوں سے نیچے بھاگے انہوں نے معراج کو فرش پر لیٹا دیکھا۔

وہ بے ہوش تھا، خون میں لت پت تھا۔ وہ ٹوٹی پھوٹی گڑیا لگ رہا تھا، جس نے اپنی معصومیت اور خوشی کھو دی تھی۔ انہوں نے اسے اٹھایا، اور اپنے قریب کیا۔ انہوں نے معراج کی نبض چیک کی، اور ایک ہلکی سی دھڑکن محسوس کی۔

"خدا کا شکر ہے، یہ زندہ ہے،۔" وہ جلدی سے فون پر پہنچے، اور ایمبولینس کو بلایا۔ انہوں نے معراج کے لیے دعا کی، اور معجزے کی امید کی۔۔۔۔۔

ΔΔΔ

ایک دن وہ باغ میں ایک بینچ پر بیٹھا دھوپ اور پھولوں سے لطف اندوز ہو رہا تھا۔ اسے باغ پسند تھا، یہ واحد جگہ تھی جہاں اس نے کچھ سکون محسوس کیا۔

وہ خود سے ایک دھن گنگنا رہا تھا، جب اسے اپنے پیچھے قدموں کی آواز سنائی دی۔ اس نے مڑ کر دیکھا کہ مہمت اس کے قریب آ رہا ہے۔

مہمت سترہ سال کا تھا معراج سے بڑا اور مضبوط۔ وہ بد تمیز اور زیادہ متشدد بھی تھا۔ اسے معراج سے نفرت تھی اور وہ ہمیشہ اسے تکلیف دینے کے طریقے ڈھونڈتا تھا۔

مہمت نے معراج کو گریبان سے پکڑ کر بینچ سے اٹھالیا۔ "ابرش سے کیوں بات کر رہے تھے تم؟"۔ اس نے مطالبہ کیا، اس کی آواز غصے اور حسد سے بھری ہوئی تھی۔

ابرش جسے مہمت پسند کرتا تھا اس کو پسند نہ تھا کہ ابرش معراج کے ساتھ بات کرے۔۔

ابرش معراج کی دوست۔ وہ مہربان اور نرم مزاج تھی، اور وہ اکثر معراج کا مہمت کے حملوں سے دفاع کرتی تھی۔

لیکن مہمت کو یہ پسند نہیں تھا۔ معراج ڈر گیا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ مہمت کس قابل ہے۔ وہ رونے اور کانپنے لگا۔ "میں نہیں کرتا۔ وہ خود آتی ہے۔"۔ وہ کانپتی ہوئی زبان سے مہمت کو مطمئن کرنے کی امید میں بولا۔

لیکن اس کا کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ مہمت کو یقین نہیں آیا۔ اس نے مٹھی بھینچی اور معراج کے منہ پر گھونسا مارا۔ معراج کو ایک تیز درد محسوس ہوا اور اس کی ناک کے نیچے ایک گرم مائع بہتا ہوا تھا۔

اس نے منہ میں خون چکھ لیا۔ اس نے مہمت کو دور دھکیلنے کی کوشش کی، لیکن مہمت بہت مضبوط تھا۔ اس نے اسے بار بار مارا یہاں تک کہ معراج زمین پر گر گیا۔

اچانک دادا پیچھے سے آئے اور مہمت کو بازو سے پکڑ لیا۔ انہوں نے مہمت کے عذاب سے معراج کو بچایا اور مہمت کو جھنجھوڑا کیونکہ وہ جانتے تھے زیادہ سختی مزید نفرت کا باعث بنے گی اور دادی جان نے جیسے مہمت اور جبرائیل کے دلوں میں معراج کے لیے نفرت ڈالی تھی اگر دادا کچھ سختی کرتے تو وہ آگ پیٹرول کا کام

ہوتا کیونکہ اس عمل سے آگ اور بھڑکتی دادا اسے کچھ ناراض اور سخت انداز میں بولے۔ "پاگل ہو تم معراج کو کیوں مار رہے ہو؟" وہ چلائے، ان کی آنکھیں غصے سے بھڑک رہی تھیں۔

۔ معراج روتے ہوئے فوراً دادا سے لپٹ گیا۔ اس نے اپنا چہرہ دادا کی سفید قمیض میں ڈالا جو ناک سے نکلنے والے خون سے سرخ ہو گئی تھی اس نے اپنے ارد گرد دادا کی بازوؤں کو محسوس کیا، اسے تسلی دی۔

اسے اپنے منہ میں کوئی مشکل اور چھوٹی چیز محسوس ہوئی۔ اس نے اسے تھوکا اور دیکھا کہ یہ اس کے دودھ کے دانتوں میں سے ایک تھا۔ یہ مہمت کے وار سے ٹوٹ چکا تھا۔

اس نے دکھ اور درد سے اسے دیکھا۔ دادا نے مہمت کو ڈانٹا، "جاؤ یہاں سے، پھر کبھی معراج کو ہاتھ نہ لگانا۔ تمہیں شرم آنی چاہیے، بھائی کے ساتھ ایسا کوئی سلوک کرتا ہے۔" مہمت نے غصے اور صدمے کی آمیزش سے دادا کی طرف دیکھا۔ اسے یقین نہیں آرہا تھا کہ دادا اسے اس انداز میں بات کر رہے ہیں۔ اس نے اپنی توہین اور دھوکہ دہی کا احساس کیا۔ اس نے نفرت سے معراج کی طرف دیکھا پھر پیچھے مڑ کر باغ سے بھاگ گیا۔۔۔۔

•••°°•••

ایک دن معراج بہزاد کو اپنی بانہوں میں پکڑے اسے سخت دنیا سے بچانے کی کوشش کر رہا تھا۔

وہ باغ میں ایک سایہ دار درخت کے نیچے ایک بینچ پر بیٹھا تھا۔

باغ ہی وہ جگہ تھی جہاں معراج کو کچھ سکون محسوس ہوا۔

وہ پرندوں کو گاتے ہوئے، شہد کی مکھیوں کی گونج اور ہوا کے پتوں کو جھنجوڑتے ہوئے سن سکتا تھا۔

اس نے تین سالہ بہزاد کی طرف دیکھا جو مسکرا رہا تھا اور قہقہے لگا رہا تھا اور اسے پیار کی لہر محسوس ہوئی۔

اس نے اس کی پیشانی کو بوسہ دیا اور سرگوشی کی، "تم میرے چھوٹے بھائی ہو، بہزاد۔ میں تم سے پیار کرتا ہوں."۔

اس نے نظر اٹھا کر دیکھا تو مرات، سامنے والے گیٹ کی طرف جا رہا تھا۔ مرات کی عمر تیرہ سال تھی لیکن وہ معراج سے ملنسار اور عزت والا تھا۔

اور پھر دادا جو بستر پر تھے۔۔ پھر عفاف ابرش اور یوسف واحد تھے جو معراج سے منسکر المزاجی سے پیش آتے تھے، معراج نے مرات کو دیکھ ہاتھ ہلایا جس نے جواباً مسکراتے ہاتھ ہلایا۔

اس نے دیکھا کہ مرات لنگڑا رہا ہے اور اس کا پاؤں سوجھا ہوا ہے۔

اسے یاد آیا کہ مرات نے اپنے دوستوں کے ساتھ فٹ بال کھیلتے ہوئے اس کا ٹخنہ مروڑ دیا تھا۔ اسے اس پر افسوس ہوا، اور اس نے جا کر اس کی مدد کرنے کا فیصلہ کیا۔ اس نے بہزاد کو بینچ پر بٹھایا اور اسے وہیں رہنے کو کہا۔ وہ بھاگ کر مرات کے پاس گیا اور اس سے پوچھا "تم ٹھیک ہو؟ مرات اطمینان دلاتے مسکرایا۔، "میں ٹھیک ہوں معراج بھائی۔ یہ صرف ایک موچ ہے۔ یہ جلد ٹھیک ہو جائے گی"۔ اس نے معراج کی فکر مندی

کا شکریہ ادا کیا اور مرات باہر جانے کے لیے آگے بڑھا تو دروازہ ایٹومیٹکلی کھل گیا۔ مگر جیسے ہی مرات کچھ آگے بڑھا اس کا پاؤں گیٹ کے کنارے سے بہتے ہوئے ایک گول گٹر میں اٹک گیا تھا۔ سنا تو ہو گا جب بلائیں آتی ہیں تو وہ بھی چھپر پھاڑ دیتی ہیں مرات کے ساتھ بھی کچھ ایسا ہی ہوا تھا۔ کبھی اس کو شہد کی مکھی کاٹ لیتی تو کبھی اس کا ہاتھ جل جاتا۔۔ معراج نے یکدم چونک کر پیچھے دیکھا تو مرات کا پیر گٹر میں پھنسا ہوا تھا اور وہ درد میں سسک رہا تھا۔۔ تب ہی اندر سے شور کی آواز سنائی دی معراج کے دل نے ایک دھڑکن چھوڑ دی تھی اس کا دل بیٹھ گیا اور آنکھیں پھیل گئیں۔

۔اس نے مرات کو سہارا دیا اور بھاری بھاری قدم اٹھاتے اندر گیا اطراف میں تمام گارڈز و گھر والے پھیلے تھے۔۔

معراج کا دل ڈوب گیا اس کو اپنا دل کٹتا محسوس ہو رہا تھا اس نے مرات کی جانب دیکھا "مرات تم ادھر رکو میں آتا ہوں" وہ خشک ہلک سے بولا۔

مرات کا بھی رنگ اڑا تھا وہ متعجب سا بولا "معراج بھائی ہوا کیا ہے"۔

دور سے چنگیز کی بھڑکتی آواز آئی "یہ ضرور اس نے کیا ہے وہ جلتا ہے"۔

یوسف اس کو ٹھنڈا کرنے کی کوشش کر رہا تھا اور معراج جہنم میں چھلانگ لگانے جا رہا تھا جہاں جہنم کا داروغہ چنگیز تھا اور اس نے معراج کو عذاب دینا۔ تھا جوتوں اور پنجوں کا عذاب۔

معراج بھاری بھاری قدموں سے آگے گیا

تو نورین اور دادی جان بہزاد کو پکڑے گاڑی کی جانب جا رہیں تھیں بہزاد کی پیشانی زخمی تھی جس میں سے خون رس رہا تھا اور وہ ساکت تھا بے ہوش تھا۔

معراج کے گلے کی گلٹی ابھر کر معدوم ہوئی۔۔چنگیز۔جو نورین کے پیچھے اس کا تعاقب کر رہا تھا اس نے ایک طرف معراج کو دیکھا تو اس کے قدم ٹھہر گئے۔۔

چنگیز نے جبڑہ بھینچ لیا

"تم نے میرے بیٹے کے ساتھ کیا کیا ہے، کمینے؟"

دفعتاً دادی نے گاڑی کی چھت کے پار نظریں لگائیں تو چنگیز کو دیکھا جو معراج پر بھڑک رہا تھا۔۔

دادی جان نے ردی سے ہاتھ جھلایا۔۔اور گاڑی میں بیٹھتے نورین کو بولیں "گل قند ہم روانہ ہوتے ہیں تمہارا شوہر بعد میں آتا رہے گا,, گاڑی دوڑتے گھر سے باہر نکلی۔۔اسی پل

یوسف جس کا رنگ اڑا ہوا تھا اس نے چنگیز کو دیکھا پھر چنگیز کی نظر کے تعاقب میں معراج کو یوسف یکدم چنگیز کے پاس گیا۔

اور اسے پر سکون کرنے کی کوشش کرتے ہوئے اس کے شانے کو تھپکا "چنگیز ابھی تم غصہ میں ہو فلوقت اسپتال چلو نورین اور امی بہزاد کو لے کر نکل گئی ہیں"۔

یوسف نے معراج کی طرف دیکھا جو خوف اور جرم سے کانپ رہا تھا۔

وہ جانتا تھا کہ معراج بے قصور ہے، اس نے بہزاد کو کوئی نقصان نہیں پہنچایا تھا۔

وہ اس کے پاس گیا اور اسے تسلی دینے کی کوشش کی۔ اس نے معراج کو گلے لگا لیا "تمہارا قصور نہیں ہے۔ وہ ایک حادثہ تھا. بہزاد ٹھیک ہو جائے گا۔ فکر نہ کرو۔"۔

لیکن چنگیز نہیں سن رہا تھا۔ وہ غضبناک اور انتقامی تھا۔ اس نے معراج کو ہر چیز کا ذمہ دار ٹھہرایا۔ اس کا خیال تھا کہ معراج نے جان بوجھ کر ایسا کیا ہے، کیونکہ وہ بہزاد سے جلتا ہے، کیونکہ نورین اسے اس سے زیادہ پیار کرتی ہے،۔ "تم جھوٹے ہو، سانپ۔ تم نے یہ جان بوجھ کر کیا، ہے کیونکہ تم میرے بیٹے سے نفرت کرتے ہو۔ تم اسے مجھ سے، نورین سے چھیننا چاہتے ہو۔ تم ایک لعنت ہو، ایک بوجھ ہو، ایک غلطی ہو۔"۔

اس نے معراج کو بالوں سے پکڑا۔۔ کہ معراج ہانپ اٹھا یوسف چونکا یُورش ہی چنگیز کی حرکت کو گھوڑے لگے تھے اس نے معراج کو بالوں کی پشت سے جکڑا اور اس کا منہ سامنے نظر آتی دیوار پر رگڑ دیا۔ اس نے اس کا۔ چہرہ اپنی جانب کیا اور اس کے چہرے پر زور سے گھونسا مارا۔ معراج کو ایک تیز درد محسوس ہوا اور اس کے ہونٹ سے ایک گرم مائع پھوٹا تھا۔

معراج نے مزاہمت کی اس نے چنگیز کو دور دھکیلنے کی کوشش کی لیکن چنگیز بہت مضبوط تھا۔ اس نے اسے بار بار مارا یہاں تک کہ معراج زمین پر گر گیا۔ چنگیز نے اس کی پسلیوں میں، پیٹ میں، سر پر لات ماری۔۔۔

یوسف اسے پیچھے کی جانب کھینچ رہا تھا مگر وہ جنونی تھا وہ کسی کی نہیں سن رہا تھا

اس نے یوسف کو دھکا دیا کہ یوسف کچھ پیچھے لڑکھڑا گیا اور چنگیز نے عذاب دینا جاری رکھا۔

اس نے اپنی انگلی میں انگوٹھی پہن رکھی تھی جس سے معراج کی جلد کٹ گئی تھی اور اس کا خون مزید بہنے لگا تھا۔

اس نے چیخ کر کہا، "تم مرنے کے لائق ہو، تم بے کار کچرے کے ٹکڑے ہو۔ تم کچھ نہیں ہو، تم کوئی نہیں ہو۔ تمہاری اس دنیا میں، اس خاندان میں کوئی جگہ نہیں ہے۔ تم ایک داغ ہو، شرم ہو، رسوائی ہو۔"۔

معراج خود کو بچانے کی کوشش کرتے ہوئے سخت مزاہمتیں کر رہا تھا اس نے اپنے منہ کو اس کے عذاب سے بچانے کے لیے ہاتھوں کو آگے رکھا۔۔ اس نے ہر دھچکا، ہر توہین، ہر لعنت محسوس کی۔ اس کی خواہش تھی کہ وہ مر جائے، کہ اس کے مصائب ختم ہو جائیں، کہ وہ اس جہنم سے بچ جائے۔۔۔ اس نے روتے ہوئے التجا کی،

"میں نے کچھ نہیں کیا چاچو میں قسم کھاتا ہوں میں نے کچھ نہیں کیا میں بہزاد سے بہت پیار کرتا ہوں۔ میں اسلام میں موجود تمام عظیم ہستیوں کی قسم کھاتا ہوں سب سے بڑھ کر اللہ کی پاک ذات کی میں نے یہ نہیں کیا پلیز مجھے چھوڑ دیں۔" وہ جب بولتا تھا اس کے دانت خون میں رنگے محسوس ہوتے تھے۔۔۔ دور کھڑے سکندر جو یہ بے حس بنا دیکھ رہا تھا اس قسی ال قلب کو کچھ یاد آیا۔۔

مہک کی دوہائیاں جنکو اس نے رد کیا تھا جنکو نظر انداز کیا تھا

"میں، مہک، اپنے مذہب کے تمام قابل اعتماد ہستیوں کی قسم کھاتی ہوں، خاص کر عیسیٰ مسیح کی کہ میں نے کبھی تمہارے بارے میں برا نہیں سوچا، میں تم سے پیار کرتی ہوں، پلیز یہ ظلم نہ کرو میں تم سے محبت کرتی ہوں، پلیز مجھے مت چھوڑنا۔"۔

دونوں ماں بیٹے نے ایک خالص اور عمدہ قسم کھائی تھی مگر جنکے آگے قسم اٹھائی تھی افسوس انکے دل چٹان سے زیادہ سخت تھے۔۔

دونوں کی قسمت۔ کتنی عجیب تھی کہ دونوں سے کسی نے محبت نہیں کی تھی ایک گناہ کر کے مر گئی تھی اور ایک نہ کردہ گناہ کی سزا کاٹ کر آہستہ۔ آہستہ مر رہا تھا۔۔

سکندر کو ہوش آیا تو اب بھی عذاب جاری تھا

چنگیز کو کوئی رحم نہ آرہا تھا۔ وہ غصے اور نفرت سے اندھا تھا۔ وہ معراج کو مارنا چاہتا تھا، اسے اس کے کیے کا بدلہ دلانا چاہتا تھا، جو اس نے نہیں کیا تھا۔ اس نے پاؤں اٹھا کر معراج کے سینے پر زور سے مارا۔ اس نے ایک کریک سنی تو معراج نے ہانپ لیا۔ اس نے پسلیاں توڑ دی تھیں یا شاید اس کا دل ٹوٹ چکا تھا۔۔۔ اس نے اپنا پاؤں دوبارہ اٹھایا، اسے ختم کرنے کے لیے تیار تھا۔

لیکن پھر اسے اپنے پیچھے ایک آواز سنائی دی۔

ایک آواز جس نے اسے روک دیا۔ ایک آواز جس میں کہا گیا، "چنگیز چاچو رک جایئے" یہ مرات تھا جو بہت مشکل سے طاقت جمع کر پایا تھا۔۔۔

وہ لنگڑاتا ہوا آیا اس کے چہرے پر دبا دبا غصہ اور افسوس تھا غصہ خود پر کہ وہ اتنی دیر خاموش کھڑا رہا اور افسوس اپنے چاچو پر "آپ غلط کر رہے ہیں چاچو معراج بھائی بہزاد کو بینچ پر بیٹھا کر آئے تھے میری مدد کے لیے وہ واپس جانے ہی والے تھے کہ میرا پیر گٹر میں پھنس گیا وہ میری مدد کر رہے تھے جب اچانک اندر سے شور کی آواز سنائی دی۔"۔ یوسف مرات کو دیکھ رہا تھا پھر وہ معراج کے پاس گیا اور اسے شانوں سے گھر کر سہارا، دیتے کھڑا کیا کہ درد سے سسکتے معراج نے ایک اونچی آہ بھری

۔"میرے سینے میں درد ہو رہا ہے"۔۔ وہ لڑکھڑا کر بولا۔۔ خشک ہلک کے ساتھ۔۔ سکندر مرات کو سن رہا تھا مرات پشیمانی میں گردن جھکا کر بولا "میری وجہ سے سب ہوا ہے اور اوپر سے میں خاموش رہا آپ کے غصہ کی وجہ سے "وہ معراج کے پاس گیا۔۔ "آئی ایم سوری"۔ معراج درد میں مسکرا دیا "کوئی بات نہیں مرات تم معافی مت مانگو جو نصیب میں لکھا ہوتا ہے وہ بدلتا نہیں ہے" وہ پھولے تنافس کے ساتھ بولا۔۔

یوسف نے فوراً ڈرائیور کو آواز دی "گاڑی سٹارٹ کرو گُل مہران"

چنگیز نے گردن جھکا لی اس کے تنے اعصاب ڈھیلے پڑے ماتھے کی شِکنیں مدھم ہوئیں۔۔

اس نے اپنے ہاتھ پر دیکھا جس پر خون کی چھینٹیں تھیں۔ یہ افراد معراج کی نفرت میں اندھے ہو چکے تھے کہ انکو وہ کبھی مظلوم لگا ہی نہیں تھا اور آدھے سے زیادہ دماغ کا فطور بی جان کی باتوں کی وجہ سے جوش مارتا تھا۔۔

یوسف معراج کو گاڑی کے جانب لے جانے لگے اور ایک ایک نظر پلٹ کر سکندر اور چنگیز پر ڈالی جن میں افسوس، غضہ، ندامت۔ نہ جانے کون کون سے جذبات نہ تھے۔ دادا جان ہارٹ اٹیک کی وجہ سے بستر پر تھے کہ وہ زیادہ حرکت نہ کر سکتے تھے اگر وہ آج ٹھیک ہوتے تو معراج کو۔ اتنا عذاب سہنا نہ پڑتا۔۔

•••°°°•••

ساعت رواں

رات اندھیری اور خاموش تھی سوائے اس مدھم سرخ روشنی کے جو معراج کے کمرے میں ٹمٹمارہی تھی۔

وہ کھڑکی کے برابر کھڑا تھا درخت کے سائے میں چھپا نیچے دیکھ رہا تھا۔

اس کے ہاتھ اس کی پیٹھ کے پیچھے بندھے ہوئے، اس کی نظریں کھڑکی پر جمی ہوئی تھیں۔

دیوار سے لکڑی کا ایک شہتیر باہر نکلا، جو ایک سبز بیل سے ڈھکا ہوا تھا جس میں پتے اور ایک سانپ تھا۔ سانپ معراج کا ساتھی تھا، ایک ایسی مخلوق جو سرخ روشنی کے نیچے گہرے جامنی رنگ کے ساتھ چمکتا تھا۔ لیکن معراج کو اب سانپ کی پرواہ نہیں تھی۔ وہ صرف اپنی عفاف کو دیکھنا چاہتا تھا۔

وہ کہیں دائیں طرف تھی، لیکن درخت کی وجہ سے وہ اسے نہیں دیکھ سکا جس نے اس کا نظارہ روک دیا تھا۔

درخت اس کی تنہائی میں اس کا دوست تھا، ایک ڈھال جس نے اسے دنیا سے چھپا رکھا تھا۔ لیکن آج اسے عفاف سے دور رکھنے کی وجہ سے اس درخت سے نفرت تھی۔

اس نے نیچے لان کی طرف دیکھا، جہاں سکندر جبرائیل کے ساتھ ریکٹ بال کھیل رہا تھا۔

وہ اپنے بھائیوں کے ساتھ مخالف ٹیموں پر تھے۔ سکندر، یوسف اور چنگیز ایک طرف تھے اور مہمت، مرات اور جبرائیل دوسری طرف تھے۔

لان کشادہ اور اچھی طرح سے روشن تھا، گھاس، پھول، اور ایک مصنوعی نہر جو کنارے کے ساتھ بہتی تھی۔

پانی نے آرام دہ آواز دی، لیکن گرمی ناقابل برداشت تھی۔

کھلاڑیوں کو بہت زیادہ پسینہ آرہا تھا، ان کے کپڑے ان کی جلد سے چپکے ہوئے تھے۔

جبرائیل خوشی سے کام کرنے کی کوشش کر رہا تھا لیکن اس کی مسکراہٹ مجبور اور آنکھیں نم تھیں۔

وہ وقتاً فوقتاً کنکھیوں سے دائیں جانب دیکھتا تھا۔۔

سکندر لوگوں کا منہ معراج کی طرف تھا جو نیٹ کے دائیں جانب تھا۔ مگر کھیل میں مصروفیت کی وجہ سے انکا دھیان کھیل پر تھا۔۔نہ کہ معراج پر۔۔ان کے پیچھے ایک اور درخت تھا، ایک شیر کا مجسمہ جو پودوں سے گھرا ہوا تھا، اور ایک دیوار تھی۔۔۔

معراج جبرائیل لوگوں کی پشت کا نیم واضح رخ دیکھ سکتا تھا جو کبھی کبھی اس کی نظر کے سامنے آتے تھے جب ریکٹ کو اچھالنے کے لیے وہ آگے ہوتے تھے۔۔

جبرائیل آدھی دلچسپی کے ساتھ کھیل کھیل رہا تھا، اس کا دماغ کہیں اور تھا۔ معراج اوپر سے نیچے دیکھ رہا تھا۔۔۔

کسی نے اسے پیار نہیں کیا، کسی نے اسے یاد نہیں کیا، سب اس سے نفرت کرتے تھے۔

معراج کو اپنے باپ سکندر کو دیکھ کر اپنے گال پر آنسو گرتے محسوس ہوئے۔ سکندر مسکرا رہا تھا، اس کا چہرہ روشن اور خوبصورت تھا۔ وہ اپنے بیٹے کی تکلیف سے غافل کھیل سے لطف اندوز ہو رہا تھا۔۔ معراج نے گہرا سانس لیا اس کی آنکھوں سے آنسو جھلکا۔

اس کی زبان پر کہیں الفاظ تھے اور دل میں کہیں جذبات معلوم ایسا ہوتا تھا جیسے کسی کنڈہ تار نے اس کے دل و گردن کو جکڑ لیا ہو اور وہ احساسات و الفاظ ظاہر کرنے سے قاصر ہو۔

لان کے دائیں جانب عفاف ایک جھولے پر بیٹھی تھی جھولا ایک مضبوط شاخ سے لٹکا ہوا تھا جس کی ہتھی کے چاروں طرف بیلوں، پھولوں اور قمقموں سے لپٹی تھی قمقمے جگ مگ کرتے تھے۔۔۔عفاف کے عقب ایک چھپے ہوئے جنگل کی طرح تھا جس میں اونچے اونچے درخت اور ہریالی تھی مگر اس کے پار گھر کا ہی حصہ تھا۔۔۔ عفاف نے سفید فراک پہنا ہوا تھا جو اس کے کھلے گھنگھریالے بالوں سے میل کھاتا ہوا میں لہرا رہا تھا۔

جھولے کی ہتھی پر جگ مگ کرتے قمقمے عفاف کے وجود کو روشن کرتے تھے وہ اس جھولے پر بیٹھی کہیں کی سندری لگ رہی تھی اس کی نیلی آسمانی آنکھیں قمقموں کی روشنی سے چمک اٹھی تھیں اور سحر بکھیر رہی تھیں کہ دیکھنے والا دیکھتا رہتا وہ واقعی جھیل سیف الملوک کی پری یا آسمان کی اپسرا محسوس ہوتی تھی اس کے تالے جھولا جھولنے سے گرم ہوا کا جھونکا پڑھنے سے اڑتے تھے اس کی ناک کی دائیں نتھ پر کچھ اوپر کر کے ایک چھوٹا سا چمکیلا کوکا چمک رہا تھا اور دونوں جانب سے نیچے لٹکتے دوپٹے کے پلو جھولا جھولنے سے ہوا میں معلق لہراتے تھے جھولے کے نیچے سے ایک مصنوعی نہر بہہ رہی تھی، جس سے ایک پرسکون آواز پیدا ہو رہی تھی نہر کے اوپر سے عفاف کے ہوا میں معلق پیر منظر عام پر آتے تھے پھر جب جھولا جھولتا تو وہ پیچھے ہو جاتی اور کچھ دیر صاف دودھیا پیر نظر سے اوجھل ہو جاتے۔۔۔

پتھروں اور گھاس نے پانی کے کناروں کو قطار میں کھڑا کیا تھا، اور ایک چھوٹا گول لکڑی کا پل اس کے دائیں طرف محراب بنا ہوا تھا۔ عفاف جبرائیل کو دیکھ رہی تھی جو اس کے سامنے راکٹ لانچر ہاتھ میں لیے کھڑا تھا۔

وہ بس اس کو دیکھ رہی تھی جیسے وہ بقیہ کو دیکھنے سے قاصر ہو وہ بقیہ کے لیے نابینا ہو اور صرف اس کی آنکھوں کو نور جبرائیل کے دیدار سے ملتا ہو وہ جذبات کی شدت سے اسے دیکھ رہی تھی "کیوں جبرائیل تم نے میرے ساتھ ایسا کیا"۔ اس کے دل میں آواز گونجی وہ زخمی نظروں سے اس کو دیکھ رہی تھی اس کا دل زخمی ہو رہا تھا۔

ایک جانب اس کا دل اسکو زور دے رہا تھا کہ وہ جبرائیل کو دیکھے اور دوسری جانب دل کہہ رہا تھا کہ وہ اس کو نہ دیکھے کیونکہ اس کا دل اندر سے زخمی ہو تا رس رہا تھا دل مُتذبذب تھا کہ کیا کرے مگر وہ اپنے دماغ کا سن رہی تھی اس کو یہاں رہنا تھا۔

دوسروں کو یقین دلانا تھا کہ وہ ٹھیک ہے لیکن اس کے اپنے دل کا کیا وہ کیسے اس دل کو تقویت پہنچائے کوئی الفاظ کوئی کلمہ کوئی حصار۔

انسان کتنا بے بس اور ہارا ہوا محسوس کرتا اس وقت جب دل دو راستے دیکھا رہا ہو اور دماغ کوئی اور راہ دِکھا رہا ہو انسان پھٹ جاتا ہے۔ بس یہ ہی کیفیت عفاف کی تھی۔ ایک ٹھنڈی بے بسی بھری آہ بھرتے اس نے

پیروں کو ٹھنڈک پہچانے کے لیے نہر میں کچھ نیچے کر کے ڈالا مگر افسوس وہ مصنوعی نہر بھی اس کے دل کی طرح ابلی ہوئی تھی اس کا دل جذبات کی ہِدت سے اور نہر گرمی کی ہِدت سے۔

دفعتاً ریکٹ شیٹل کھیلتے کھلاڑی فاتحانہ چلاتے رہے اور ایک دوسرے پر الفاظ اچھالتے رہے کہ کوئی ہارتا تو مصنوعی افسوس میں "آآ" کی آواز نکلتی تو کوئی سیٹی مارتا بہزاد کے تالیوں کی تال ہوا میں تھی وہ اپنے بابا چنگیز پر فخر کر رہا تھا وہ زمین پر اچھلتا اپنے باپ کو چیئر اپ کر رہا تھا مگر ان۔ تمام آوازوں سے عفاف کو بیزاری ہو رہی تھی اس کو یہ سب زہر لگ رہا تھا۔۔

جبرائیل شیٹل کو آگے مارنے کے لیے کچھ جھکتا تو لازمی وہ کنکھیوں سے عفاف کا اترا چہرہ دیکھتا اور اس کا چہرہ اس کے دل کو ہر بار کی طرح پھاڑ دیتا

وہ گہرا سانس لے کر پیچھے ہو جاتا اور اپنے ذہن کو اس احساس کے جال سے بچانے کی سعی کرتا وہ خود کو قصور وار ٹھہراتا وہ خود کو کوستا۔۔۔

مگر مستقبل کے ابھی اور انمول تحفے باقی تھے کہ محبت آگ بن جائے گی محبت لعنت بن جائے گی ۔۔۔۔۔۔محبت ممنوع قرار دے دی جائے گی۔۔ مختصراً (حُب ال ممنوع)

•••••••°°•••••••

ابرش ہاتھ میں ایک ٹرے لیے باہر نکلی جس پر سرخ جوس کے گلاس تھے جس میں کالے بیج تھے۔ٹک ملنگا۔ اس نے سوچا یہ انہیں شدید گرمی میں تر و تازہ کر دے گا۔

وہ ان کھلاڑیوں کی طرف چل پڑی جو راکٹ شیٹل کے کھیل کے بعد آرام کر رہے تھے۔

انجلینا، نورین اور نازش اس کے پیچھے چلی گئیں۔ اور ایک دوسرے سے علیحدہ علیحدہ بینچوں پر وراج گئیں۔

الگ الگ اس لیے نہیں بیٹھیں تھیں کہ ناراض تھیں شدید گرمی کے باعث اگر کوئی انگلی بھی لگا دیتا تو الجھن محسوس ہوتی۔

چمن آرا اور جاسمین کو بھی قریب ہی جگہ ملی ابرش نے جوس بنچ پر بیٹھے سکندر اور یوسف کو پیش کیا۔ سکندر نے گلاس لے کر شکریہ ادا کیا لیکن یوسف نے مسکرا کر سر ہلایا۔ "تم پیو، میں آتا ہوں" اس نے تولیے سے پسینہ پونچھتے ہوئے کہا۔ وہ تولیہ گلے میں لپیٹ کر گھر کی طرف بڑھ گیا۔

ابرش کندھے اچکا کر چنگیز، مہمت اور جبرائیل کی طرف بڑھی۔ اس نے جبرائیل کے تناؤ بھرے لہجے کو دیکھا اور جھک گئی۔

جبرائیل نے جلدی سے جوس کا گلاس پکڑا اور اس کی نظروں سے بچتے ہوئے پیچھے ہٹ گیا۔ ابرش مرات کے پاس سے گزری مرات مسکراتے جوس تھامنے لگا ہی تھا کہ ابرش ایک تیز حرکت سے مہمت کے جانب گئی اور مرات کا چہرہ لٹک گیا ابرش مہمت کو جوس کا گلاس تھامنے کا آنکھوں سے اِشارَۃً بولی۔ مہمت نے

جوس کا گلاس تھاما۔۔اور لبوں سے لگایا اس نے تازگی محسوس کی۔۔ابرش بات مرات کو سنانا چاہتی تھی مگر مخاطب وہ مہمت سے تھی "جو لوگ ٹیسٹ میں فیل ہوئے ہوں انکو تازہ جوس نہیں تشریف پر بارہ نمبر کا جوتا مارنا چاہیے۔۔"

مرات بھی مقابلے پر آگیا وہ بھی ایسے بولا جیسے مہمت سے مخاطب ہو "جب استاد نو سیکھیا ہو تو شاگرد اکثر منہ کی ہی کھاتے ہیں"

ناراض تیوریوں سے مرات نے سینے پر ہاتھ باندھے اور منہ بناتے آنکھیں گھمائیں اور ایک طرف دیکھا کہ بس اب میں بات نہیں کر رہا۔

ایک لمحہ وہ سناٹے میں آگئی مہمت باری باری دونوں کو بڑے محظوظ انداز میں دیکھ رہا تھا مگر مسینوں کی طرح مسکراہٹ دبا رکھی تھی۔۔وہ منہ بناتے بولی "لوگوں کے ساتھ جو دوسرے لوگ تھے وہ بھی تو پاس ہوئے ہیں نا اچھے نمبرز سے مگر جنکا دماغ ہی

گھٹنوں میں ہو انکو بندہ کیا بولے۔"

ایک تیز حرکت اور کٹ کے ساتھ وہ انکے سامنے سے گزری۔مہمت مسکرایا اور اپنے برابر ٹیبل کی جانب اشارہ کیا"تمہاری بہن اتنی ظالم نہیں ہے چپکے سے اس نے تمہارے لیے ادھر جوس کا گلاس رکھ دیا تھا"۔

مرات مسکرایا دیا تو مہمت نے اسے جوس کا گلاس تھمایا۔۔

ابرش چلتی ہوئی عفاف کے پاس گئی جو جھولے پر بیٹھی تھی۔ ”یہ لو،“ اس نے ٹرے اس کی جانب بڑھاتے ہوئے کہا۔ عفاف نے الجھن سے دیکھا اور انکار میں ہاتھ ہلایا۔

ابرش نے ٹرے ایک میز پر رکھ دی اور گلاس زبردستی عفاف کے ہاتھ میں دے دیا۔ "یہ پیو، یہ تمہارے لیے اچھا ہے،" اس نے اصرار کیا۔

عفاف نے آہ بھری اور رس کا ایک گھونٹ لیا۔

ابرش اس کے ساتھ ہی نیچے نرم گھاس پر بیٹھ گئی۔ گھانس محسوس ہوئی تو آنکھیں پھیل گئیں "اللہ۔۔۔ (اس نے اللہ لمبا کھینچا)“ اوفف یہاں تو گھانس بھی اتنی گرم ہے توبہ ایسا لگ رہا ہے کہ جہنم سے گھانس سیدھا ہمارے گھر میں نکلی ہو۔۔ یہ جب سے مارگلہ ہلز پر درخت جلے ہیں گرمی ناقابل برداشت ہو گئی ہے۔" اس نے اپنے دوپٹے کے پلو سے پیشانی صاف کی اس نے آسمان کی طرف دیکھا اور دعا کی۔ "اللہ، براہ کرم ہمیں بارش بھیج دے، اور ساون کو آنے نہ دے۔ مجھے ساون سے نفرت ہے۔ ایک تو موسم اتنا گندا ہوتا ہے اوپر سے کیڑے اور ہر چیز چپچپی اور بدبودار ہو جاتی ہے۔ مجھ سے برداشت نہ ہو گا یہ۔" وہ نفرت بھرا چہرہ بنا کر کانپ گئی۔

۔ پھر اس نے کچھ سوچا تو اس کی آنکھیں پھیل گئیں دور بینچ پر بیٹھی دادی کی آواز دبی دبی اس کے کانوں میں آئی ”اب ہم سے جھیلی نہ جائے گی یہ تمازت ہائے اندر ہی بھلا تھا“۔۔

ابرش نے عفاف کو دیکھا عفاف نے ابرش کو کچھ ثانیے خاموشی رہی یکدم ہی دونوں کی ہنسی پھوٹ پڑی اور بمشکل اس ہنسی پر قابو پایا گیا۔۔ لحظہ بھر میں ہی عفاف کے تاثرات بدلے تھے ابرش کے ہوتے وہ اپنا غم ہمیشہ بھول جاتی تھی دونوں بہنیں ایک دوسرے کی مسکراہٹ تھیں۔۔۔

•••••••••°°°•••••••••

معراج اپنی سوچوں میں گم کھڑکی سے باہر دیکھ رہا تھا۔ کمرے میں خاموشی تھی، یہاں تک کہ دروازہ کھلا اور روشنی کی کرن اندر داخل ہوئی۔

یوسف اندر داخل ہوا اور اپنے پیچھے دروازہ بند کر لیا۔

اس نے معراج کو کھڑکی کے پاس کھڑا دیکھا، اس کا سلوٹ چاند کی روشنی سے تیار کیا گیا تھا۔

معراج نے پلٹ کر یوسف کو دیکھا تو مسکرایا۔

وہ اس کی طرف بڑھا اور گرمجوشی سے سلام کیا۔ ”مجھے بلا لیتے چاچو آپ نے ذہمت کی“۔

یوسف نے سر ہلایا اور مسکرایا۔ "کیا میں اپنے بیٹے سے ملنے کے لیے خود نہیں آسکتا؟"۔ اس نے ناراض ہونے کا بہانہ کرتے ہوئے پوچھا۔

معراج نے ہنس کر سر ہلایا۔ "نہیں ایسا نہیں ہے میں آپ کو دیکھ کر ہمیشہ خوش ہوتا ہوں" اس نے خلوص سے کہا۔

اس نے بیڈ کی طرف اشارہ کیا جہاں کچھ جگہ تھی۔ "آیئے بیٹھیئے" اس نے اسے دعوت دی۔

یوسف نے اثبات میں سر ہلایا اور بیڈ کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے بیٹھ کر گدے کی نرمی کو محسوس کیا۔ معراج اس کے پیچھے آکر اس کے برابر بیٹھ گیا۔ یوسف نے اس سانپ کی طرف دیکھا جو ان کے سامنے تکیے پر ڈنکا ہوا تھا۔ یہ ازازیل، معراج کا پالتو اور واحد ساتھی تھا۔ "ازازیل آج ایکویریم سے باہر ہے،"۔ معراج نے اثبات میں سر ہلایا اور سانپ کے سر پر آہستگی سے ہاتھ پھیرا۔ "ہاں، ہر کسی کو آزادی پیاری ہوتی ہے۔" اس نے وضاحت کی۔

معراج نیچے دیکھ تلخ مسکرایا۔۔۔ اس نے سر اٹھایا اور یوسف کی آنکھوں سے ملا۔ یوسف مسکرایا اور سمجھ گیا۔ معراج کی بات کا گہرا مطلب تھا۔ وہ صرف سانپ کے بارے میں نہیں بلکہ اپنے بارے میں بھی بات کر رہا تھا۔

۔۔وہ سوچوں کے قفس میں قید تھا وہ نہ کردہ گناہوں کے جالے میں قید تھا وہ لعنتوں و گالیوں کے اندھیرے میں قید تھا اس کی روح اس کے جسم میں قید تھی وہ ایک اسیر تھا۔۔

یوسف، کا دایاں پاؤں نرم گدے پر چوکٹ کی صورت تھا کہ جا گر زباہر کی طرف اوپر اٹھے تھے اور بائیاں پاؤں فرش پر تھا۔۔ وہ معراج کے ہاتھ پر ہاتھ رکھتے اسے سمجھاتے بولا "تم بھی آجاؤ سب باہر ہیں"۔ معراج تلخ مسکرایا اس نے سر ہلکا سا جھٹکا "چاچو وہ حلالی ہیں میں حرام کی پیدائش ہوں ایک ناجائز خون میں انکے پیروں کی دھول بھی نہیں ہوں میرے جیسے لوگ ہمیشہ اکیلے ہی جیتے ہیں"۔

یوسف کے مانو کانوں میں کسی نے پتھر پگھلا کر ڈال دیا ہو اس کے کان سائیں سائیں کرنے لگے معراج کو اس حوالے سے کیسے علم ہوا جس راز کو چھپا کر رکھا گیا تھا وہ راز معراج کو کیسے پتا چلا۔ اس نے بے اعتنائی سے صدمے کے آلم میں معراج کو دیکھا۔ معراج یوسف کو دیکھ مسکرا دیا۔

معراج نے بہانہ کیا کہ اسے کوئی پرواہ نہیں لیکن اس نے بہت زیادہ پرواہ کی اور اس نے کل رات اپنے آپ کو ستایا۔

پٹیوں میں لپٹا اس کا زخمی ہاتھ کچن کے چاقو سے کسی بے ضرر حادثے کی طرح لگ رہا تھا۔ لیکن سچ تو یہ تھا کہ یہ داغ دکھ اور غصے کے اس پر تشدد دھماکے کا نتیجہ تھا جو معراج نے اپنے اوپر اتارا تھا۔

معراج کو اندر سے چوٹ لگی تھی جہاں زخم نظر نہیں آتے لیکن یہ زخم زیادہ اذیت ناک تھ۔

ے وہ اس کے دل کے قریب آگ کی طرح جلتے تھے اور اسے ہوا کے لیے ہانپنے پر مجبور کرتے تھے۔

اور جو اندر سے ٹوٹے ہوئے ہوتے ہیں ان کے لیے بیرونی درد کا کوئی مطلب نہیں ہوتا۔

اندرونی درد ہی انہیں زخموں کو سہنے کا عادی بنا دیتے ہیں۔

معراج بھی عادی ہو گیا تھا۔

معراج زخمی سا یوسف کو دیکھتا بولا "کبھی کبھی میں سوچتا تھا کہ میرے ساتھ ایسا کیوں ہے نہ کوئی ارماں ہے نہ کوئی خواہش میں مرا ہوا محسوس کرتا تھا سمجھ ہی نہیں آتی تھی کہ اس جوانی کا کیا کروں"۔ وہ ہنسا کہ اس کے

آنسو اس کی آنکھوں سے ٹپکے "مجھے لگتا تھا میری زندگی کا کوئی مقصد نہیں ہے مگر اب سمجھ آگئی ہے کہ میری زندگی کا مقصد ہے میں نے اپنے ماں باپ کے کئے گناہ کی سزا کاٹنی ہے"۔

یوسف بس اسے سنے جا رہا تھا ایک یوسف ہی تھا جس کے سامنے وہ اپنا دل کھولتا تھا اور اپنے زخم دیکھاتا تھا یوسف نے اس کے ہاتھوں پر پٹی دیکھی یعنی کل رات بڑی بی سے بات کرتے معراج نے انہیں سن لیا تھا۔

معراج اپنے دل کی سختی پر سے قابو کھو رہا تھا اس کا دل اس کو رونے پر مجبور کر رہا تھا اس کی آواز کانپ گئی "چاند سے زیادہ دھبے تو میرے نصیب اور زندگی میں ہیں"۔

یوسف نے اس کے شانے پر ہاتھ رکھا اور اسے کچھ ہمت و اطمینان دینے کی کوشش کی۔ "معراج سب ٹھیک ہو جائے گا"

معراج ہنسا جیسے یوسف نے لطیفہ سنایا ہو معراج نے اسے دیکھا چند وقت کے توقف کے بعد آنسو بے دریغ بہنے لگے اور وہ کانپتے لبوں سے بولا"

کچھ ٹھیک نہیں ہو گا نہ میں ٹھیک ہوں، اور میں کافی عرصے سے ٹھیک نہیں ہوں۔ مجھے امید تھی کہ وقت کے ساتھ چیزیں بہتر ہو جائیں گیں، لیکن سال گزر چکے مہینے گزر چکے ہفتے گزر چکے دن گزر چکے اور وقت گزر۔ رہا ہے مگر کچھ ٹھیک نہیں ہے۔ میرے ذہن میں یہ خوفناک خیالات ہیں جو میں جانتا ہوں کہ عام نہیں ہیں۔ میں تھک گیا ہوں۔ میں ناامید، خالی اور بیکار محسوس کرنے سے تھک گیا ہوں۔ میں زندہ رہنے کی

جدوجہد سے تھک گیا ہوں۔ اب بھی میرے یہاں رہنے کی واحد وجہ صرف آپ لوگ ہیں اور سب سے بڑھ کر عفاف ہیں کہ آپ ہیں کہ آپ میری پرواہ کرتے ہیں، لیکن پھر بھی میں تنہا محسوس کرتا ہوں۔ تنہائی مجھے کبھی نہیں چھوڑتی۔ میں ہمیشہ سوچتا ہوں کہ میں ایسا کیوں ہوں؟ میں خوش کیوں نہیں ہو سکتا؟ شاید خوشی میرے لیے نہیں ہے۔ مجھے اپنے آپ کو بے وُقوف بنانا بند کرنا ہو گا اور یہ تسلیم کرنا ہو گا کہ میں کبھی ٹھیک نہیں ہو سکتا کہ میری زندگی کا کوئی مطلب نہیں۔ اور خوفناک خیالات آخر کار مجھے اپنی لپیٹ میں لے لیں گے۔۔۔ اور میں مر جاؤں گا"۔۔۔ آنسوؤں سے اس کے گال گیلے ہو گئے "میری ماں نے کیا کیا تھا چاچو سب اسکو برا بول رہے ہیں میری ماں نے محبت ہی کی تھی نا"۔

اس نے اپنے چہرے سے آنسو صاف کئے اور وہ ہنسا "ہاں اکثر آپ کی آنکھیں وہ ہی لوگ تو کھولتے ہیں جنکو آپ نے چاہا تھا جنکو آپ نے پسند کیا تھا جنکو آپ نے سب مانا تھا وہ آپ کے لیے سبق بنتے ہیں اور میری ماں کے لیے میرا باپ سکندر وہ سب بنا تھا سبق بھی لعنت بھی اور میری ماں کی آنکھیں بھی کھولیں تھیں کہ دنیا کی سچائی اسے برداشت نہ ہوئی اور اپنے چند منٹ پیدا ہوئے بیٹے کو دودھ پلاتے دل کے دورے سے مر گئی "۔ یہ سب واقعات معراج کو یوسف کے کمرے میں موجود فائلز سے پتا چلے تھے وہ آج سے ہی ان تمام واقعات کے پیچھے تھا جو کچھ پتا نہ چلا اس نے وہ پتا چلانا تھا وہ پھر نوری اسپتال گیا تھا جہاں اس کا رابطہ اس ڈاکٹرنی سے ہوا تھا جو واضع حمل کے دوران مہک کے ہمراہ تھی اس نے ہی ساری کتھا زیر زبر کی تھی کہ مہک کی وفات کیسے ہوئی تھی اور وہ وقت تھا جب پہلی بار معراج کو محسوس ہوا تھا کہ وہ پوری طرح مر چکا ہے کہ

اس کی آدھی روح جو اس کے جسم کو زندہ رکھے تھی وہ روح بھی اس کی ماں کے پاس چلی گئی ہے۔وہ نیچے دیکھتے رو رہا تھا اور اس کے آنسو بستر پر قطرہ قطرہ گرتے چادر کو گیلا کر رہے تھے اس نے سر اٹھا کر یوسف کو دیکھا گہرا سانس اندر کھینچا اور اپنے آنسو ہاتھ کی پشت سے صاف کئے اور طاقت جمع کی کہ اسے اب رونا نہیں ہے ”ٹھیک ہے میری ماں سے گناہ ہوا تھا کہ اس نے وہ سب کیا مگر اس کو اس کی سزا مل گئی مگر اب بھی کیوں میری ماں کو کچھ کہا جا رہا ہے چاچو دادی انکو کلموہی کمینی سات یاروں والی نہ جانے کیا کیا کہہ کر انکو پکار رہیں تھیں کیوں۔۔۔۔ ٹھیک ہے میں مانتا ہوں کہ اللہ کے آگے گڑگڑا کر مانگو تو وہ خطائیں معاف کر دیتا ہے اور خطائیں معاف کرنے والی ذات اللہ کی ہے انسان کی اتنی حثیت یا اوقات نہیں کہ وہ معاف کرے۔۔ مگر میری ماں نے کسی کے ساتھ کیا کیا ہے اس نے کسی کے ساتھ کچھ غلط نہیں کیا اس نے صرف اپنے ساتھ ہی غلط کیا ہے مگر پھر۔ بھی اس کو برا بھلا کہا جاتا ہے۔ پھر بھی اسے غلط کہا جاتا ہے“ بولتے اس کے لب کانپ رہے تھے وہ رونا چاہتا تھا مگر اس کو رونا نہیں تھا وہ بول رہا تھا اور یوسف۔ اس کو سن رہا تھا وہ جانتا تھا کہ معراج کو اپنا دل ہلکا کرنا ہے اور وہ اس کا دل ہلکا ہونے دے رہا تھا

معراج بولا ”ٹھیک ہے چاچو مجھے کسی سے کوئی گِلا نہیں کہ مجھے ساری زندگی یہ بول کر بے وُقوف بنایا گیا کہ نورین چاچی میری ماں ہے مگر۔ میں نے ماں کی گرمجوشی نورین چاچی سے محسوس نہیں کی انکا یہ سب بنتا ہے ۔۔ میں سب کچھ معاف کر چکا ہوں لیکن بس اتنا چاہتا ہوں کہ میری ماں کی عزت کی جائے وہ لوگوں کی نظروں میں بری تھی۔ لوگوں کے نظریوں کو میں نہیں بدل سکتا جب تک کہ وہ اپنا نظریہ خود نہ بدلیں بس

میں اتنا۔ چاہتا ہوں میری ماں کی عزت کریں اسکو"۔ گلے کی گلٹی ابھر کر معدوم ہوئی چند ثانیہ کا توقف۔۔۔

"برے الفاظ سے یاد نہ کیا جائے"

یوسف اسے دیکھ رہا تھا۔۔ معراج کی نظر یوسف سے ملی یوسف کی نگاہوں میں پیار اور احساس تھا معراج اب اور رک نہ سکا اس کا دل دوبارہ موم کی طرح پگھلنے لگا جیسے دل اس کے جذبات کی تپش سے پگھل گیا ہو وہ یکدم یوسف سے گلے لگا اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا اس کے آنسو یوسف کی شرٹ کو گیلا کرنے لگے۔۔۔

"میں جینا نہیں چاہتا ہوں چاچو میری زندگی میں درخت تو ہیں مگر سائہ دار کوئی نہیں ہے میں اکیلا محسوس کرتا ہوں مجھے ڈر لگتا ہے میں برا بن جاؤں گا میں دنیا کو نہیں بدل سکوں گا مگر دنیا مجھے بدل دے گی میں برا نہیں بننا چاہتا ہوں چاچو مجھے اللہ سے ڈر لگتا ہے مجھے اللہ کے عذاب سے ڈر لگتا ہے میں نہیں چاہتا کہ میری دنیا عذاب ہے تو آخرت بھی عذاب میں مبتلا ہو جائے میں خود کو شیطان کے وسوسوں سے بچانا چاہتا ہوں میں برا نہیں بننا چاہتا۔ میں جب بھی خودکشی کے بارے میں سوچتا ہوں تو یہ سوچ کر رک جاتا ہوں کہ کیا فائیدہ دنیا کی زندگی تو کچھ وقت کی ہے اس دنیا کا عذاب کچھ وقت کا ہے اگر خودکشی کر کے مر گیا تو جہنم کا نہ ختم ہونے والا عذاب سہنا پڑے گا۔۔ میں بے بس محسوس کر رہا ہوں چاچو میرا مددگار کوئی نہیں ہے میں کیسے خود کو ان جذبات سے بچاؤں میں کیسے خود کو ان احساسات سے چھٹکارا دلوا سکتا ہوں سوال بہت ہیں مگر جواب کوئی نہیں ہے۔۔ جیسے کوئی گناہ گار قبر میں ہو اور اسے سوال دو فرشتے کر رہے ہوں اور اس میت کے پاس کوئی

جواب نہ ہو۔ میں بھی اس مردہ سا۔ محسوس کر رہا ہوں مجھے یہ سوالات کھا لیں گے یہ جذبات یہ دکھ مجھے کھا لیں گے اور میں ایک دن مر جاؤں گا۔۔"

یوسف کی بھی آنکھیں بھیگ گئیں اس نے گہرا سانس لیا اور وہ معراج کی گردن کی پشت کو تھپتھپا رہا تھا وہ اسے گلے لگ کر پیچھے ہوا تو معراج سسک رہا تھا وہ ہچکیاں لے رہا تھا وہ بچے کی طرح رو رہا تھا یوسف نے اس کے دونوں شانوں کے کناروں کو پکڑا اور اسے جھنجھوڑا "تمہیں لڑنا ہے معراج تمہارا چاچو تمہارے ساتھ ہے اس جنگ میں۔ تمہارے دل کو خوشی عفاف سے ملتی ہے تو تمہاری شادی عفاف سے ہو گی تم عفاف کے ہمراہ پاکستان سے کہیں دور چلے جانا جہاں تمہارے دل کو تازگی پہنچے جہاں تم خوش محسوس کرو"

معراج نے نفی میں سر ہلایا اور وہ بولا "میرا عفاف سے کوئی جوڑ نہیں ہے چاچو میں کم شکل ہوں میں نہیں چاہتا میری وجہ سے عفاف کو باتیں سننی پڑیں مگر میں کیا کروں میں ان کے بارے میں سوچنے سے خود کو روک بھی نہیں سکتا بچپن سے مجھے یہ ہی کہا گیا تھا کہ میری شادی عفاف سے ہو گی۔ ہو سکتا ہے اس لیے دادا بولتے ہوں کہ میں پر سکون محسوس کروں مگر اب میں کیا کروں اب مجھے سکون کا احساس صرف عفاف کی صورت کو دیکھ کر ہوتا ہے میں بے بس ہوں میں نہیں روک سکتا خود کو ان سے محبت کرنے سے مجھ پر یہ فرض کر دیا گیا ہے چاچو کہ میں عفاف کو ہمیشہ خود سے آگے دیکھوں ان کے بارے میں سوچوں میرا سکون صرف عفاف میں میری پوری کائنات صرف عفاف میں ہے۔۔"۔۔یوسف نے اس کی سر کی پشت پر ہاتھ

سختی سے رکھا اور اسے جھنجھوڑا کہ اسے ہمت دے رہا ہو "تو پھر چلو میرے ساتھ نیچے سب کو تمہارا چاچو بتائے گا کہ عفاف صرف معراج کی ہے اور کسی کی نہیں معراج کی شادی صرف عفاف سے ہو گی"۔

معراج نے اسے ڈر کر دیکھا "چاچو میں۔۔" یوسف نے اسے روک دیا "ڈرو مت، تمہارا چاچو تمہارے ساتھ ہے اور عفاف بھی تمہیں سمجھے گی۔۔ تمہارے علاوہ عفاف کا اچھا کوئی نہیں سوچ سکتا۔۔"

یوسف نے معراج کو ہاتھوں سے پکڑا اور اسے اپنے ساتھ لے جانے لگا۔۔ اور معراج بنا احتجاج کے اس کے ہمراہ چلتا رہا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

•••••••°°°•••••••

وہ سب باغ میں موجود مختلف سرگرمیوں میں مصروف تھے۔ وہ نہیں جانتے تھے کہ ان پر بم گرنے والا ہے۔ عفاف اور ابرش گھاس پر آمنے سامنے بیٹھیں باتوں میں مصروف تھیں۔

دور کی طرف مہت اور جبرائیل ایک درخت کے نیچے کھڑے باتوں میں مصروف تھے، ان کی آنکھیں دلچسپی سے چمک رہیں تھیں۔ انجلینا، نازش اور نورین دادی کے سامنے نیچے گھانس پر بیٹھ گئیں دادی ایک بینچ پر بیٹھی تھیں۔ اور وہ تین ان کی کہانیاں سن رہی تھیں دادی شربت پیتے انکو کہانیاں بڑے ادا سے سنا رہی تھیں۔

سکندر، چنگیز اور مرات ابھی تک ریکٹ کھیل رہے تھے، طاقت اور مہارت سے چڑی کو مار رہے تھے۔ بہزاد، کھیل دیکھ رہا تھا اور تالیاں بجاتا تھا۔۔ اچانک، سب نے جو وہ کر رہے تھے روک دیا اور اوپر دیکھا. انہوں نے معراج اور یوسف کو بائیں جانب دروازے سے اپنی طرف آتے دیکھا۔

معراج پیلا اور تھکا ہوا لگ رہا تھا، اس کی آنکھیں سوجی ہوئی اور سرخ تھیں۔ یوسف غصے میں اور پر عزم دکھائی دے رہا تھا، اس کا جبڑا بند تھا اور معراج کے ہاتھ اس کی مٹھی میں تھا عفاف اور ابرش چونک کر اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئیں سوالیہ نظروں کا تبادلہ ہوا۔۔۔

عفاف نے خوف کی لہر محسوس کی اور ابرش ہکا بکا رہ گئی اور عفاف کا ہاتھ پکڑ لیا۔

جبرائیل اور مہمت نے بھی انہیں دیکھا اور اس جگہ پر آ گئے۔ انہوں نے پریشان نظروں کا تبادلہ کیا اور سوچنے لگے کہ کیا غلط ہے۔

دادی نے بھی انہیں دیکھا اور اپنی ریڑھ کی ہڈی میں ٹھنڈک محسوس کی۔

وہ فوراً کھڑی ہوئیں اور خشک نظروں سے انہیں گھورنے لگیں۔ انہیں محسوس ہوا کہ کچھ برا ہونے والا ہے۔ یوسف نے گلا صاف کیا اور دھیمی آواز میں بولا۔ اس نے ایک ایک نظر سب کے چہروں کو لازمی دیکھا تھا" کل رات چنگیز نے مجھ سے ایک اہم معاملہ پر بات کی تھی" دادی کا رنگ ڈھل گیا۔ وہ جانتی تھیں کہ

یوسف کا کوئی منصوبہ ہے مگر معراج کے حوالے سے وہ فکرمندی اور تشویش سے یوسف کو دیکھ رہی تھیں۔

ابرش اور عفاف ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگیں۔ انہوں نے ہوا میں تناؤ محسوس کیا۔ کچھ دیر پہلے جو ماحول خوشگوار تھا وہ اب تناؤ کا شکار تھا۔ سکندر تذبذب میں اسے دیکھتے بولا۔ "ہم سن رہے ہیں یوسف تم بولو"

اس کے انداز میں تجسس اور شک تھا۔ انجلینا اپنی جگہ سے اٹھی اور یوسف کی طرف دیکھا۔ پھر دونوں بیٹیوں کی طرف دیکھا۔ اس کے تعاقب میں نازش اور نورین بھی ہمراہ کھڑی ہوئیں۔ **یوسف جواب بولنے جا رہا تھا یہاں سے شروع ہونے جا رہی تھی نفرت کی داستان۔ عشق سے حسد کی داستان۔ جو تباہ کر دی گی کچھ کی جان۔ حُب سے حُب ال ممنوع تک کا سفر و انجام۔۔**

۔، "مہمت، معراج اور جبرائیل میرے بچوں کی طرح ہیں اور میں چاہتا ہوں کہ میری لڑکیاں میری آنکھوں کے سامنے ہوں،۔۔۔ نورین اور چنگیز نے مہمت کے لیے ابرش کا رشتہ مانگا ہے اور میں نے رضامندی ظاہر کر دی ہے۔"۔

ابرش کا رنگ بدل گیا۔ ایسا۔ محسوس ہوا کہ کاٹو تو بدن میں لہو نہیں اس کا۔ سانس رک سا گیا اور کانوں میں ایک "سننننن۔۔۔۔۔!" کی آواز گونجی تھی وہ بے یقینی اور بے اعتباری سے یوسف کو دیکھ رہی تھی وہ تو معراج کو پسند کرتی تھی کیا یوسف نے اس کا پیار معراج کے لیے نہیں دیکھا تھا۔

اس کا ہلک خشک ہو گیا تھا اور۔ ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ زمین لرز جائے گی۔ اسکو اپنا سانس رکتا محسوس ہو رہا تھا۔ جیسے معراج بچپن سے عفاف کو پسند کرتا تھا ویسے ہی ابرش بھی معراج کو پسند کرتی تھی اور پسندیدہ شخص کے علاوہ آپ کسی اور کے ہونے والے ہوں تو احساس ایسا ہوتا ہے کہ آپ کو کسی نے سورج کے کنارے پھینک دیا ہو اور آپ اکیلے اس گڑھے میں گر رہے ہوں ابرش کا بھی ایسا ہی احساس تھا۔۔

اس کو اپنی ناک سے سانس اندر کھینچنے میں دشواری محسوس ہو رہی تھی اس نے ایک گہرا سانس اندر کھینچا اور عفاف کو دیکھا عفاف نے اسے دیکھا عفاف کا رنگ بھی اڑا ہوا تھا عفاف نے اپنا رخ دوبارہ سامنے کیا۔۔

دادی خوش تھیں مگر وہ معراج کی فکر میں تھیں۔ وہ خشک نظروں سے یوسف کی طرف دیکھ رہی تھیں کہ کہیں یوسف عفاف کے لیے معراج کا نام نہ لے لے مگر انکی تشویش و پریشانی کو عملی جامہ پہنانے کا وقت قریب تھا۔۔۔

مہمت مسکرایا، اس کا دل تر و تازہ ہو گیا۔ اس نے جبرائیل کو دیکھا اور جبرائیل اسے دیکھ کر مسکرایا۔ وہ اپنے دوست کے لیے خوش تھا اور اس کے لیے نیک خواہشات کا اظہار کرتا تھا۔ یوسف نے بات جاری رکھی، "اور عفاف کی شادی۔" جبرائیل کا رنگ اڑ گیا۔ اس نے اپنے سینے میں درد محسوس کیا اور ڈرتے ڈرتے عفاف کی طرف دیکھا۔

عفاف نے یکدم سامنے دیکھا اور ایسا لگا تلوار اس کی گردن کے عین اوپر لٹک رہی ہو اور اس کی گردن کلم کرنے کی منتظر ہو۔ عفاف کو اپنا دل پھٹتا ہوا محسوس ہوا۔ وہ خشک نظروں سے سامنے دیکھنے لگی اور اس کا

دل بیٹھا جارہا تھا عجیب سی کیفیت تھی اس کے دل کی مانو یوم قیامت میں حساب کے لیے قطار میں کھڑی ہو اس کو سانس لینا مشکل محسوس ہو رہا تھا گلے کی گلٹی ابھری اور یوسف کی آواز گونجی جو کہیں لوگوں کے لیے کالیاناگ کے زہر سے زیادہ زہریلا تھا

"معراج کے ساتھ۔"۔

گردن کٹ گئی اور گلٹی معدوم ہوئی سناٹا چھا گیا اور عفاف کے سماعتوں میں سٹی کی آواز گونجی۔۔ جبرائیل کو اپنے اوپر پہاڑ گرتا محسوس ہوا۔ اس نے حیرانی اور بے یقینی سے یوسف کی طرف دیکھا۔۔ وہ عفاف کو کسی اور سے کھونے کا سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔ وہ جذبات اور کیفیات کے درمیان پھٹا ہوا تھا وہ خود بھی نہیں جانتا تھا کیا کرے آیا وہ عفاف سے محبت کا اظہار کرے یا خود پر موجود لعنت سے عفاف کی حفاظت وہ ایک قاتل تھا ایک خونی تھا اور وہ نہیں چاہتا تھا کہ اس کے کالے سائے عفاف پر منڈلائے۔

مگر وہ کیا کرتا وہ عفاف کو پسند کرتا تھا اور اسے کھو بھی نہیں سکتا تھا اور معراج کے ہاتھوں تو بالکل نہیں اس کے بدلے اسے عفاف کی موت زیادہ عزیز تھی بجائے اس کے کہ وہ عفاف کو کسی اور کا ہوتا دیکھے ایک قتل اور سہی۔۔

بڑی بی کے ہاتھوں پیروں سے تو مانو جان باہر نکل گئی انداز ایسا کہ سامنے ملک ال موت ہو اور روح پہلے ہی پرواز کر گئی ہو جھما کے سے۔

جوس کا گلاس دادی کے ہاتھ سے گرا اور لال شربت گھانس پر پھیل گیا شکر کہ گھانس کی بدولت نازش کے جہیز کا گلاس نہ ٹوٹا ورنہ تو جہیز کا سامان خراب ہونے کا دکھ عورت کے لیے دل گردہ چوری ہونے کے دکھ سے زیادہ بڑا ہوتا ہے۔۔ بچوں کو تو چلو جوتے لاٹھی مار کر دل پر سکون ہو جاتا ہے بڑی بی تو بزرگ تھیں اور انکے آگے بولنے کی کسی کی مجال تک نہ تھی۔۔۔ خیر جو بھی تھا۔۔

لیکن کسی نے دادی کی طرف توجہ نہ کی۔ وہ بے آواز اور خوفزدہ تھیں انہیں یقین نہیں آرہا تھا کہ وہ کیا سن رہی ہیں وہ احتجاج کرنا چاہتی تھیں مگر۔ اچانک صدمے نے ایسا کرنے نہ دیا ایک جگہ کھڑا ہونا انکے لیے محال ہو گیا اور سمجھو پیروں سے جان نکل گئی وہ اچانک پیچھے بینچ پر ڈھ سی گئیں اور ڈھیلی پڑ گئیں اور صدمے میں یک ٹک یوسف کو دیکھنے لگیں انکے ہاتھ انکی جھولی میں گر گئے تھے معراج بس گردن نیچے کئے تھا اس کو سمجھ نہیں آرہی تھی وہ کیا کہے کیا کرے۔ ابرش کو شدید نفرت کا احساس ہوا اس نے جبڑا بھینچ لیا اور ایک نظر عفاف کو دیکھا۔

پہلی بار اسے عفاف سے نفرت محسوس ہوئی تھی مگر خیر اکثر چہرے جھوٹ بولتے ہیں دل کا معاملہ تو اللہ ہی جانتا ہے مگر چہرہ کچھ اور بتا رہا تھا اس نے مٹھیاں بھینچ لیں اور سامنے دیکھا۔

۔ نازش اور سکندر نے ایک دوسرے کو دیکھا، انہوں نے جبرائیل پر عفاف کو ترجیح دی۔ انہیں جبرائیل اور عفاف پر ترس آیا۔ وہ چاہتے تھے کہ یوسف اپنا ارادہ بدل لے۔ سب خاموش اور ساکت تھے، جیسے وقت تھم گیا ہو۔ وہ نہیں جانتے تھے کہ کیا ردعمل ظاہر کرنا ہے یا کیا کہنا ہے۔۔۔۔۔

دادی نے خاموشی توڑی اور اچانک کراری آواز سے یوسف کو جھاڑا" آرے اوو یوسف یورش ہمرا ٹینٹوا دب دو ہائے ہمری جان کا وبال ہو تم اری او اس نیلم کے مرکت سے تو پوچھت لو اوو کس کے ساتھ جوڑ بناوت ہے کون بہاوت اے او کو، تم کو کا اے ای کال پوت مِلت تھا"۔

ہاں ضرور عفاف سے پوچھ لو کیونکہ عفاف اس کو پسند کرتی ہے جسکے ساتھ بڑی بی چاہتی ہیں عفاف کی شادی ہو اور ابرش سے مت پوچھو کیونکہ ابرش کی شادی کی بات انکے مرضی کے لونڈے سے ہوئی ہے کبھی کبھار بڑے بھی کتنے خود غرض ہو جاتے ہیں وہ صرف اپنی مرضی مسلط کرنا جانتے ہیں بچوں کی مرضی و جذبات کی بازگشت نہیں کرتے۔۔۔۔

یوسف نے بڑی بی کو دیکھا اور ان کو پر سکون کرنے کی کوشش کی "امی پر سکون رہیں"۔

ڑی بی نے ہاتھ ہلایا اور چہرہ بنایا" اپنت دخترسی زرا او کی مرضی تو پوچھت لو" انہوں نے عفاف کو دیکھا۔

انجلینا بھی پریشان تھی اس نے بھی عفاف کو دیکھا اس نے کیا وہاں موجود سب نے سوائے معراج کے۔۔ یوسف آنکھوں میں ڈھیروں امیدیں سموئے اسے دیکھ رہا تھا ابرش بھی عفاف کو دیکھ رہی تھی عفاف بٹ گئی تھی وہ کس کی امید پر اترے باپ یا بہن دونوں ہی عزیز تھے اس نے گہرا۔ سانس لیا۔ جواب نہ دینے کا فیصلہ وہ کوئی بھی فیصلہ جذبات میں آکر نہیں لینا چاہتی تھی کہ بعد میں سوائے پشیمانیوں کہ کچھ نہ ہو۔۔ وہ وہاں سے پلٹتے بھاگ گئی۔۔ ابرش نے بھی مٹھیاں بھینچ لیں اس نے بھی ایک سپاٹ نظر سب کو دی اور وہاں سے چل پڑی۔۔۔

پیچھے سانٹا رہا جسکو سکندر نے توڑا "اس حوالے سے کل بات ہو گی" اس نے ایک نظر معراج کو دیکھا معراج نے نظریں جھکالیں۔۔۔اور پھر سب آہستہ آہستہ کر کے اندر جانے لگے۔۔۔۔

جبرائیل کی آنکھوں میں آتش فشاں پھوٹ پڑا تھا جس کو مہمت دیکھ سکتا تھا پیچھے معراج اور یوسف رہ گئے معراج نے ایک نظر جبرائیل کو دیکھا وہ اس کے جذبات سمجھ نہ پایا کہ اسکو ہوا کیا ہے اس کے انداز میں کرختگی کیونکر ہے اس کے گلے کی گلٹی ابھر کر معدوم ہوئی اور یوسف معراج کے شانے پر ہاتھ رکھے اس کے ہمراہ اندر چلا گیا۔

جبرائیل بپھرے ہوئے شیر کی طرح سانس لے رہا تھا جب مہمت اسے بولا "میں نے تمہیں کہا تھا، خیر اب بھی کچھ نہیں بِگڑا ابھی بھی وقت ہے"۔

جبرائیل نے اسے سخت نظروں سے دیکھا مانو ایسا لگ رہا تھا آگ کا جوالہ آنکھوں میں گول گول گردش کر رہا ہو "وہ معراج کی نہیں ہو سکتی میرے لیے اس کا مردہ جسم زیادہ قبل قبول ہے بجائے اس کے کہ اس کی شادی معراج سے ہو"

اس کے ہاتھوں میں موجود کانچ کا گلاس جھماکے سے ٹوٹا

(خیر نازش اتنی بھی قسی ال قلب نہ تھی کہ اپنے لال کو مارے مِنی ہارٹ اٹیک کیا معلوم کہ آجائے مگر جبرائیل کو جھاڑنے کے بارے میں وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی)

کہ ایک آواز آئی کانچ کے موٹے موٹے ٹکڑے زمین پر گر گئے اور کچھ چورا اس کی مٹھیوں میں رہا پھینچی ہوئی مٹھیوں سے شربت کے ساتھ لال مائع قطروں کی صورت بہنے لگا جو نیچے موجود گھانس کو رنگ رہا تھا۔۔

اس سب سے مہمت کو کوئی فرق نہ پڑا وہ جو بڑے بڑے زخم کھانے کے عادی تھے انکے لیے یہ زخم کیا تھا یہ تو عام بات تھی مانو پورا خاندان ہی ذہنی مریضوں کا خاندان تھا۔۔

مہمت نے گہرا سانس لیا "خیر" جبرائیل اس کو دیکھ تلخ مسکرایا "تیری ابرش بھی معراج کو پسند کرتی ہے"۔

مہمت نے قدر بے نیازی سے شانے اچکائے "سنا تو ہو گا شادی سے پہلے مرد لوئل ہوتا ہے شادی کے بعد عورت سو مجھے ٹینشن لینے کی ضرورت نہیں ہے تم اپنا دیکھو شاباش۔ اللہ نے میری قسمت میں ابرش ہی لکھی ہے سو مجھے اللہ پر یقین ہے اور اپنی دعاؤں پر بھی کہ میری دعائیں اللہ ضرور سنے گا" اس نے دائیں آنکھ دبائی۔۔یعنی وہ جانتا تھا شروع۔ سے کہ ابرش معراج کو پسند کرتی ہے یہ ہی وجہ تھی کہ اس کا رویہ معراج سے کچھ تلخ تھا۔۔۔۔

•••••••°°°•••••••

عفاف کمرے میں داخل ہوئی کمرہ نیم روشن تھا۔۔، جو بیڈ کے اس کی طرف کے پہلو میں ایک ہی لیمپ کی بدولت تھا۔۔اس نے دیکھا ابرش بیڈ پر اس سے دور منہ کر کے لیٹی ہے۔ اور اس کا چہرہ کھڑکی کے جانب

ہے اور اس کی طرف کا لیمپ بند ہے ابرش جاگی ہوئی تھی اس کو علم تھا عفاف اندر داخل ہوئی ہے وہ یک ٹک سامنے کھڑکی کو دیکھ رہی تھی جو بند تھی کمرہ اے سی سے ٹھنڈا تھا۔۔ مگر ابرش کا دل جہنم کے انگاروں پر تھا

۔

عفاف نے محسوس کیا کہ ابرش یہ جانتے ہوئے بھی کہ عفاف اندر آئی ہے اس نے کوئی رد عمل ظاہر نہیں کیا۔

وہ اس کے لیے پلٹی نہیں ہے۔۔ اس نے اداسی اور کرب کی لہر محسوس کی۔

اس کا دل پسیج گیا اور دل کا جمود دو سکون پل بھر میں بکھر گیا اسے صرف ابرش سے ایک ڈھارس ملی تھی وہ امید بھی اسے خلاں میں کہیں ڈوبتی محسوس ہوئی۔ اس نے گہرا سانس لیا۔۔

وہ خاموشی سے بیڈ پر جا کر اپنی طرف لیٹ گئی ہیڈ بورڈ سے ٹیک لگائے پیر سیدھے کئے وہ کسی گہری سوچ میں تھی۔۔ وہ کچھ نہ بولی اس امید پر کہ ابرش اس سے بات کرے گی۔۔ مگر ابرش نے اسے بات نہ کی۔۔۔ ابرش کو خاموش پا کر اس نے سونے کی کوشش کی وہ سیدھی ہوئی اور رخ بدلے دائیں کروٹ پر سو گئی اس نے اپنے گالوں کے نیچے اپنے ہاتھ رکھے۔۔

عفاف کی آنکھوں سے ایک تنہا آنسو ٹپکا

اور وہ ہی حال ابرش کا بھی تھا۔۔۔۔

••••°°°••••

آسمان ابر آلود تھا اور ہوا چل رہی تھی۔ یہ چلچلاتی گرمی سے ایک نایاب راحت تھی جو کئی ہفتوں سے اسلا مآباد کے رہائشیوں کو ستا رہی تھی۔ لیکن یہ راحت عارضی ہے۔ اگر بارش ہوتی ہے، تو گرمی زیادہ شدت کے ساتھ واپس آجائے گی، جس سے ہر چیز مرطوب اور چپچپا ہو جائے گی۔

معراج قبرستان میں مُردوں کی خاموش قبروں میں گھرا تھا۔ یہاں بہت کم لوگ اپنے پیاروں سے ملنے آئے۔

ان میں سے اکثر بھول چکے تھے یا آگے بڑھ گئے تھے۔

لیکن معراج نے ایسا نہیں کیا۔ وہ یہاں اپنی ماں کو دیکھنے آیا تھا، وہ عورت جس نے اسے جنم دیا تھا، لیکن جسے وہ کبھی نہیں جانتا تھا۔

اسے کچھ وقت پہلے ہی حقیقت کا پتہ چلا تھا، معراج کی والدہ کی قبر فٹ پاتھ کے دائیں جانب ایک پلاٹ میں تھی جو عیسائیوں کے لیے مخصوص تھی۔ یہ سفید کنکریٹ سے بنائی گئی قبر تھی جس کے اوپر ایک صلیب اور سامنے جیسس کا مجسمہ تھا۔ دونوں طرف میری اور ایک اینجل کے مجسمے تھے جو دعا میں ہاتھ پکڑے ہوئے تھے۔ قبر سبز گھاس سے ڈھکی ہوئی تھی، اور صلیب کے نیچے ایک تختی پر مہک کا نام اور تاریخیں درج تھیں:

“In the loving memory of

[Maheck Davidson],

[31 December 1978]

[24 September 2003].”

“Rest in Peace, In the Name of the Father, the Son, and the Holy Spirit.”

معراج قبر کو گلے لگا کر بے قابو ہو کر رو رہا تھا۔ آنسو اس کے چہرے پر بہہ رہے تھے، کنکریٹ کو گیلا کر رہے تھے۔

اسے یہاں آئے ڈیڑھ گھنٹہ ہو چکا تھا لیکن وہ وہاں سے جانا نہیں چاہتا تھا۔ اس نے اپنی ماں سے تعلق محسوس کیا، ایسا رشتہ جو اس نے پہلے کبھی محسوس نہیں کیا تھا۔

اس نے اس کی موجودگی، اس کی گرمجوشی، اس کی محبت کو محسوس کیا۔ اس نے روتے ہوئے کہا، "میں آپ سے پیار کرتا ہوں، امی مجھے افسوس ہے کہ مجھے اتنی دیر سے پتہ چلا کہ آپ میری ماں ہو، لیکن آپ میری ماں ہو اور میں آپ سے پیار کرتا ہوں اور ہمیشہ کروں گا۔"

یوسف اس کے پیچھے کھڑا اسے دکھ اور ترس کی آمیزش سے دیکھ رہا تھا۔ وہ اسے یہاں لایا تھا، اس امید پر کہ اس کے درد کو کم کر دے گا۔۔ قبرستان کے دور ایک درخت کے نیچے ایک اور جنازہ ہو رہا تھا۔ یہ ایک مسلمان کا جنازہ تھا، اور میت کو سفید کپڑے میں لپیٹا گیا تھا۔ سوگوار میت کو قبر تک لے جا رہے تھے، تکبیر کا نعرہ لگا رہے تھے": اللہ سب سے بڑا ہے"۔

ایک شخص نعرہ تکبیر کی آواز کو بلند کرتا تو اطراف میں کھڑے "اللہ ھو اکبر" ہم آواز ہو کر کہتے۔۔ پھر کلمہ شہادت پڑھا جاتا پھر تکبیر بولی جاتی۔۔

انہوں نے میت کو قبر میں اتارا، اور ان میں سے کچھ اس پر سلیبیں لگانے، چھت بنانے کے لیے قبر میں اتر گئے وہ مزید ہچکیوں کے ساتھ بولا۔۔

۔ "امی، آپ میرا سب کچھ ہو آپ بری نہیں تھی، آپ اچھی تھیں اور اچھی رہیں گی۔۔ صرف ہماری قسمت ہی خراب ہے۔ ہم قسمت سے جدا ہوئے تھے، اور جلد موت سے ہم دوبارہ مل جائیں گے "۔۔ اس نے آسمان کی طرف دیکھا، اور بجلی کی چمک دیکھی۔ اس نے گرج چمک کی آواز سنی۔ اسے اپنے گال پر بارش کا ایک قطرہ محسوس ہوا۔ وہ جانتا تھا کہ جلد ہی بارش ہونے والی ہے، اور وہ جانتا تھا کہ اسے جانا ہے۔ لیکن وہ جانا نہیں چاہتا تھا۔ وہ اپنی ماں کے ساتھ رہنا چاہتا تھا، اس کی آغوش کو محسوس کرنا چاہتا تھا، اس کی آواز سننا چاہتا تھا۔ وہ ہمیشہ اس کے ساتھ رہنا چاہتا تھا۔ اس نے آنکھیں بند کیں، اور سرگوشی کی، "امی مجھے اپنے ساتھ لے چلیں۔ دنیا کے لوگ ظالم ہیں مجھے ان جیسا نہیں بننا۔۔"

سلیب سے قبر کی چھت بنادی گئی۔۔

۔اب انہوں نے سلیبوں پر مٹی ڈال کر قبر کو بھر دیا۔ انہوں نے ہاتھ اٹھا کر دعا کی کہ اللہ مرحوم کی مغفرت فرمائے اور جنت الفردوس عطا فرمائے

یہ وہ وقت ہوتا ہے جب چہرے سے فرق نہیں پڑتا، صرف دل ہوتا ہے۔ چہرہ عارضی ہے، یہ دھندلا اور بوسیدہ ہو جاتا ہے۔ اعمال ابدی ہیں یہ زندہ رہتے ہیں۔ قبر چہرے اور حسن کو کھا جاتی ہے لیکن اعمال کو چھو نہیں سکتی۔ اعمال فیصلہ کرتے ہیں کہ قبر نورانی ہو گی یا اندھیری، قیامت کے دن چہرہ روشن ہو گا یا سیاہ ہو گا۔۔۔ اعمال سب کچھ ہے مگر افسوس ہم چہروں کو خوبصورت بننے کی دوڑ میں اعمال کو خوبصورت بنانا بھول گئے ہیں۔۔۔۔

•••••°°°•••••

کمرہ روشن اور کشادہ تھا جس کے پیچھے شیشے کی ایک بڑی کھڑکی تھی جو باہر بارش کے موسم کا منظر پیش کرتی تھی۔ ہوا چل رہی تھی جس سے درختوں کے پتے جھوم رہے تھے۔

چھت لکڑی کی بنی ہوئی تھی، جس کے بیچ میں ایک کرسٹل فانوس لٹکا ہوا تھا، جس سے کمرے میں نرم چمک تھی۔

فرش بھی لکڑی کا، پالش اور پھسلن سے بنا تھا۔

سامنے کی دیوار پر ایک ایل ای ڈی ٹی وی اور دو سپیکر لگے ہوئے تھے، ایک میز پر کچھ کتابیں اور رسالے رکھے تھے۔

کمرے کے دائیں جانب دیوار میں سرایت کرنے والا ایکویریم تھا جو بڑا اور رنگین تھا۔

اس میں پتھر، ریت اور طرح طرح کی مچھلیاں پانی میں تیرتی تھیں۔

شیشے کی کھڑکی کے باہر روشنی چمکی جس نے یوسف کو چونکا دیا جو کمرے کے کونے میں صوفے پر بیٹھا تھا۔ اس نے ہاتھ میں قرآن پکڑا ہوا تھا اور اسے پوری توجہ سے پڑھ رہا تھا۔ اس نے سر اٹھا کر دیکھا تو سامنے عفاف کو پایا جو باپ کو قرآن پڑھتا دیکھ جانے والی تھی۔ اس نے کالے رنگ کی فراک پہن رکھی تھی جو اس کے ٹخنوں تک پہنچی ہوئی تھی، اور گلے میں دوپٹہ۔ فراک کی آستینیں لمبی اور فٹ تھیں، جو اس کے پتلے بازوؤں پر زور دے رہی تھیں۔ اس کے بال ڈھیلے تھے، لہروں میں اس کے کندھوں پر گر رہے تھے۔

وہ ہمیشہ کی طرح پر اعتماد اور خوبصورت لگ رہی تھی یوسف کا دھیان اب بھٹک چکا۔ تھا تو اسکو موقع مل گیا کہ وہ بات کر لے۔

وہ یوسف کی طرف بڑھی اور اس کے برابر صوفے پر بیٹھ گئی۔

اس نے احترام اور پیار سے اسے سلام کیا، "معزرت چاہتی ہوں۔ مجھے علم نہیں تھا آپ، قرآن پڑھ رہے ہیں۔۔ جب دیکھا تو جانے لگی تھی مگر بجلی کی چمک سے آپ کا دھیان خود ہی بھٹک گیا"۔

یوسف نے اثبات میں سر ہلایا، اس کے سر پر ہاتھ رکھا "کوئی بات نہیں" اس نے قرآن کو بند کر کے انکے درمیان حائل سٹینڈ پر رکھا اور سوالیہ عفاف کو دیکھا "تم نے قرآن پڑھا ہے"۔

عفاف نے مسکرا کر سر ہلایا۔ "جی بابا آپ جانتے ہیں کہ میں روزانہ صبح قرآن پڑھتی ہوں"۔

یوسف نے اس کے گال کے نیچے ہاتھ رکھا اور گال تھپتھپایا "جیتی رہو اللہ کامیابیاں دے"۔

عفاف نے گہرا سانس لیا اور آپس میں ہاتھ مسلنے لگی وہ متذبذب سی نظریں دائیں بائیں کرنے لگی وہ ہمت مجتمع کر رہی تھی۔ پھر گہرا سانس لے کر اس نے یوسف کو دیکھا تو یکدم باہر اولے کانچ کی کھڑکی سے ٹکرانے لگے اور آواز پیدا ہونے لگی ہوا بھی تیز تھی شکر کہ گرمی کی کچھ ہدت کم ہوئی تھی خیر بارش ختم ہونے کے بعد ویسے ہی گرمی دوبارہ ہو جائے گی۔۔۔۔۔

وہ سوچ سمجھ کر بولی "بابا آپ جانتے ہیں نا کہ لڑکی اگر اپنی پسند کے شخص کے ساتھ شادی کرے تو وہ شخص اگر جھونپڑی میں بھی رہتا ہو تو عورت اپنی پوری زندگی اس کے ساتھ گزار دیتی ہے"۔

وہ سیدھا مدعے پر آئی ہچکچاہٹ تھی مگر اس نے اس کیفیت کو نظر انداز کیا

اس نے جو نظریں نیچے کر رکھیں تھیں ایک نظر یوسف کو اٹھا کر دیکھا یوسف مدھم سا مسکرایا کیفیت و چہرے کے تاثرات ایسے تھے جیسے وہ اس کی بات کا مقصد سمجھ نہ رہا ہو اس نے اثبات میں سر ہلایا دفعتاً بارش واولے تیزی سے کانچ کی کھڑکی سے ٹکراتے رہے تھے اور ساتھ ہی باہر کا نظارہ دھندلا گیا تھا

عفاف نے گہرا سانس لیا وہ جو بات کرنے جا رہی تھی اس بات سے پہلے ایک بار پھر بجلی چمکی اور پورا کمرہ آسمانی بجلی کی روشنی سے چمک اٹھا۔۔۔"بابا میں معراج سے شادی نہیں کر سکتی مجھے وہ پسند نہیں ہے میں جبرائیل کو پسند کرتی ہوں" وہ نیچے دیکھتے دونوں ہاتھ آپس میں پھنسائے انکو چیخ رہی تھی۔ مگر اس نے ہمت جمع کی اور اپنے دل کی بات بول دی۔۔۔

بجلی چمکی اور ایک فرد کو واضح کیا جس پر یہ بات واقعی جہنم کا پتھر بن کر اس کے دل پر گری وہ معراج تھا جو الماری کے پیچھے چھپے انکو سن رہا تھا۔۔ الماری خمیدہ تھی اور داخلی دروازے سے منسلک تھی، ایک نیم دائرہ بناتی تھی جو کمرے کے کونے کو چھپا دیتی تھی۔ معراج اس کونے میں نظروں سے اوجھل کھڑا تھا۔ وہ یہاں اس لیے آیا تھا کہ یوسف نے اسے بلایا تھا، کہا تھا کہ وہ اس سے بات کرنا چاہتا ہے۔ لیکن اس سے پہلے کہ وہ یوسف کے پاس جاتا، عفاف پہلے ادھر موجود تھی۔۔۔

اس نے تجسس اور خوف کی آمیزش محسوس کرتے ہوئے ان کی گفتگو سنی تھی۔ وہ نہیں جانتا تھا کہ یوسف نے اسے کیا کہنا ہے، لیکن اسے اس کے بارے میں برا احساس تھا۔

مگر یہ بات سنتے ہی اسے اپنے سینے میں دل کی دھڑکن تیز محسوس ہوئی، اور کنپٹی کی رگیں پھڑ پھڑانے لگیں۔۔

جب وہ یوسف کے بولنے کا انتظار کر رہا تھا۔۔یوسف بے اعتنائی سے عفاف کو دیکھ رہا تھا اس نے خود کو کمپوز کیا"اور جبرائیل"عفاف کے گلے کی گلٹی ابھری اور معدوم ہوئی اس نے یوسف کو دیکھا"وہ بھی کرتا ہے وہ بھی مجھ سے محبت کرتا ہے بابا"

معراج کو لگا کہ اس کا دل اب نہیں دھڑک سکے گا اس نے آنکھیں مینچیں اور ہانپ لی اس نے دیوار سے ہاتھ ٹیکا اور سر نیچے کر لیا۔

یعنی ایک بار پھر جبرائیل اسے اس کی جان سے قیمتی ایک، پھول کو اسے چھین لے گا ہمیشہ ہی تو ایسا ہوتا تھا۔۔

یوسف اسے بولا"معراج کیوں پسند نہیں ہے اس کی شکل وصورت کی وجہ سے تم بھی باقیوں کی طرح سوچتی ہو"اس نے تلخ نظروں سے عفاف کو دیکھا۔

عفاف پس وپیش سی ہاتھوں کو باہم پھنسائی تھی اور اضطراب کی سی کیفیت میں اس کے پیشانی پر بلوری موتی اوپری فانوس کی روشنی سے منعکس ہوتے چمکے"بابا میں۔۔یعنی۔۔پتا۔۔میں"اسکو سمجھ نہیں آرہی تھی وہ کیا بولے یوسف نے اسے پُتلیاں سکیڑ کر دیکھا عفاف سے کوئی جواب نہ بن رہا تھا یعنی یہ ہی وجہ تھی۔۔

معراج کا دل پھٹ چکا تھا اور جسم روح سے خالی ہوتی گئی تھی یعنی ایک بار پھر اس کی شکل کی وجہ سے اسے ٹھکرا دیا گیا تھا معراج کے آنسو آنکھوں سے ٹپکے۔۔۔ دل میں زخمی آواز گونجی "ہر بد مجھ میں ہے۔ بد صورت، بدنصیب، بدقسمت، بدبدبد۔۔ میری زندگی کی شروعات بد سے ہوئی گزری بھی بد میں اور انجام کیا ہو گا"۔ بے ساختہ یہ بات اس کے دل میں آئی اس کا دل کنپٹی میں دھڑکتا محسوس ہوا آنسو مسلسل بہہ رہے تھے اس نے ہاتھ کی پشت سے آنسو۔ صاف کئے اور سننے کی مقدور نہ تھی اس میں وہ پلٹا اور عفاف کی ادھوری بات دل سے لگائے باہر نکل گیا۔۔

یہ ہی اکثر ہوتا ہے انسان آدھی آدھوری سن کر فیصلہ کر لیتا ہے اور سوائے حزن و ملال کے کچھ نہیں رہتا۔۔ اور بے وقوفیاں کر بیٹھتا ہے پوری بات سن لینا ضروری ہے تب ہی جا کر فیصلہ کرنا چاہئے دروازہ مدھم سا بند ہوا اور عفاف نے گہرا سانس لیا "نہیں بابا میں ایسی لڑکی نہیں ہوں آپ جانتے ہیں اور آپ یہ بھی جانتے ہیں معراج کی صورت و سیرت دونوں خوبصورت ہیں مگر مجھے جبرائیل پسند ہے۔ اور جو دل کی پسند ہو وہ جیسا بھی ہو اچھا لگتا ہے۔۔ اگر جبرائیل نہ ہوتا تو یقین جانئیے عفاف معراج کی ہوتی۔۔ مگر وقت و قسمت میں یہ نہیں ہے بابا" وہ جو پر اعتماد اور کچھ طاقت ور بنی تھی اس کی ہمت توٹ گئی اور آنسو آنکھوں سے ابل پڑے "بابا ابرش معراج سے محبت کرتی ہے کیا آپ کو نظر نہیں آتا اس کی آنکھوں میں معراج کے لیے پیار"۔۔

یوسف کو جیسے جھٹکا لگا اس نے خود کو قابو کیا اور نظر اٹھا کر عفاف کو دیکھا پہلے بے یقینی پھر متحیر پھر اچنبھا وہ بمشکل لب کھول پایا "یہ کیا کہہ رہی ہو"

اس کا ذہن موتیوں کا ایک الجھا ہوا جالا بن گیا ہر ایک ایک نام، ایک چہرہ، ایک محبت کی نمائندگی کرتا تھا۔ وہ نہیں جانتا تھا کہ ان کو کیسے کھولنا ہے، ان سے کیسے ملانا ہے، انہیں کیسے چمکانا ہے۔ معراج یا عفاف، عفاف یا جبرائیل، معراج یا ابرش، ابرش یا مہمت۔ ہر جوڑے کی ایک کہانی، ایک بندھن، ایک چنگاری تھی۔ لیکن ہر جوڑے میں بھی ایک تنازعہ، ایک درد، ایک خطرہ تھا۔ جبرائیل عفاف کو ملے تو معراج بکھر جائے گا۔ اگر مہمت کو ابرش مل گئی تو ابرش ٹوٹ جائے گی۔ اگر ابرش کی معراج سے شادی کی تو مہمت اور معراج آپس میں ٹکرائیں گے۔ وہ نہیں جانتا تھا کہ کیا کرنا ہے، کیسے انتخاب کرنا ہے، کیسے حل کرنا ہے۔ وہ موتیوں کی بھول بلیاں میں پھنس گیا تھا، اور اسے باہر نکلنے کا راستہ نہیں مل رہا تھا۔۔۔۔ یوسف نے گہرا سانس اندر کھینچا اور متذبذب سا ایک طرف دیکھا۔ اس نے اپنی پیشانی پر انگلی رگڑی۔۔ "اچھا مجھے کچھ وقت دو بیٹا میں تمہیں بتاتا ہوں کیا کرنا ہے"۔۔

عفاف نے اثبات میں سر ہلایا اور آنسو صاف کئے۔۔ وہ اٹھی اور بولی "بابا کفن ہمیشہ سفید نہیں ہوتا کبھی کبھی لال بھی ہوتا ہے"۔

یوسف نے نظر اٹھا کر عفاف کو دیکھا اور عفاف پلٹ گئی اور دروازے کے جانب بڑھی۔۔ یوسف اس کو خالی نظروں سے جاتا دیکھتا رہا۔ وہ سوچنے سمجھنے سے قاصر ہو چکا تھا۔ اضطراب کی سی کیفیت میں وہ کھڑا

ہوا بارش اب بھی برس رہی تھی اور اولے پڑنا کچھ کم ہوئے تھے۔۔وہ کھڑکی کے پاس گیا اور باہر دیکھنے لگا" یا اللہ یہ کس آزمائش میں ڈال دیا ہے تو نے یا اللہ۔ مہربانی فرما اور آسانیاں فرما مجھے سمجھنے کی توفیق دے ایک طرف بیٹیاں ہیں دوسری طرف وہ لڑکا جس کو میں نے اپنے بیٹے کی طرح پالا ہے میں کیا کروں۔۔کچھ سمجھ نہیں آرہا۔۔ مہمت، جبرائیل، معراج، عفاف اور ابرش،۔۔یا اللہ مدد کر۔ انکے دلوں کے جذبات بدل دے۔۔ معجزہ کر دے۔۔"۔اس نے آنکھیں بند کیں اور گہرا سانس اندر کھینچا باہر روشنی کڑکی اور اس کے چہرے کو روشن کیا۔۔ جس میں تناؤ واضح تھا۔۔۔اور قیامت اب قریب تھی جو سب تباہ کر دے گی۔۔۔

.....°°.....

کمرے میں اندھیرا تھا سوائے لیپ ٹاپ کی سکرین کی روشنی کے جو معراج کے چہرے پر چمک رہی تھی۔ وہ کوریائی ویب سائٹس کے ذریعے براؤز کر رہا تھا جو پلاسٹک سرجری کی خدمات پیش کرتی تھیں۔

اس نے پہلے کبھی اپنی شکل بدلنے پر غور نہیں کیا تھا، لیکن آج اسے مایوسی محسوس ہوئی۔ اس نے عفاف کو جبرائیل کے لیے اپنی محبت کا اعتراف کرتے ہوئے سنا تھا، اور اسے اپنا دل ٹوٹتا ہوا محسوس ہوا۔

وہ اسے واپس جیتنا چاہتا تھا، وہ چاہتا۔ تھا کہ وہ جبرائیل کی بجائے معراج کو چاہے۔

۔اس نے سوچا کہ اگر وہ جبرائیل جیسا نظر آئے تو وہ اپنا ارادہ بدل لے گی۔

اسے خطرات یا اخراجات کی کوئی پرواہ نہیں تھی۔

وہ پہلے ہی ایک بار اپنے گردے خراب کر چکا تھا جب نورین نے اسے سفید کرنے کے انجیکشن لگوائے تھے۔ لیکن وہ عفاف کے لیے اپنی جان کو دوبارہ خطرے میں ڈالنے کو تیار تھا۔

اس نے اپنی انگلیاں کر سر پر منتقل کیں، اور اس جگہ پر کلک کیا جس میں ایک ایسے شخص کی تصویر دکھائی گئی تھی جس کے چہرے کی سرجری ہوئی تھی۔ وہ اداسی سے مسکرایا اور اپنے آپ سے بولا "عفاف میں خود کو بدل لوں گا، اگر مجھے آپ کے لیے یہ دنیا چھوڑنی پڑی تو میں وہ بھی کروں گا، آپ جبرائیل کو پسند مت کرو، ۔ آپ دیکھنا میں جبرائیل جیسا بن جاؤں گا بس آپ مجھے مت چھوڑنا، پلیز" بولتے بولتے اس کا لہجہ اداسی سے مایوسی میں بدل گیا۔

آنسو اس کے گالوں پر بہہ نکلے اور اس نے آنکھیں بند کر لیں۔ اسے احساس ہی نہیں تھا کہ وہ خود کو کتنا نقصان پہنچا رہا ہے، کتنی اپنی شناخت کھو رہا ہے۔ اسے اندازہ نہیں تھا کہ عفاف اسے اس کے چہرے سے نہیں اس کی سیرت کو پسند کرتی ہے۔ اسے یہ احساس نہیں تھا کہ وہ اپنے طریقے سے خوبصورت ہے، کہ اسے اللہ نے بنایا ہے، جو غلطیاں نہیں کرتا۔ اسے احساس نہیں تھا کہ اسے خود سے پیار کرنا چاہیے، اور اپنے آپ پر بھروسہ رکھنا چاہیے۔ وہ عفاف کی محبت میں اندھا ہو چکا تھا اور وہ اس کے لیے سب کچھ قربان کرنے کو تیار تھا۔ وہ اپنا خون، اپنی جان، دینے کو تیار تھا۔ وہ خود کو دینے کے لیے تیار تھا۔ وہ خود کو مٹانے کو تیار تھا۔۔ عفاف کا اگر حکم ہوتا تو وہ اپنے جسم کا تمام لہو اس کے قدموں تلے رکھ دیتا۔۔۔ وہ عفاف کو پانے کے لیے کچھ بھی کر سکتا تھا ہر حد تک جا سکتا تھا۔۔ اور وہ حد پار کر رہا تھا۔۔۔۔۔۔

••••••°°°••••••

بارش تھم چکی تھی اور دوپہر کا وقت تھا۔ ہوا اب دوبارہ گرم اور مرطوب تھی جس سے سانس لینا مشکل ہو رہا تھا۔۔

بارش ہونے کے بعد دوبارہ سورج کھیل کھیل چکا تھا اور درجہ حرارت زیادہ گرم تھا گیلے گھانس درخت سب خشک ہو چکے تھے اور گرمی پہلے جیسی ہو گئی تھی۔

ایسا لگ ہی نہیں رہا تھا کہ گرج دار بارش ہوئی تھی اور اولے پڑے تھے۔۔

۔تصور باہر گاڑی صاف کر رہا تھا۔

اس نے شرٹ اور ڈریس پینٹ پہنی ہوئی تھی، صاف اور پروفیشنل لگ رہا تھا۔ اس نے کھڑکیوں اور دروازوں کو صاف کر کے انہیں چمکایا۔ اس نے ٹائروں اور انجن کو چیک کیا، اس بات کو یقینی بنایا کہ سب کچھ ٹھیک ہے۔

سکندر بزنس سوٹ میں ملبوس گھر سے باہر نکلا۔ وہ ایک میٹنگ میں جانے کے لیے تیار تھا، اس نے تصور کو دیکھا اور مسکرا دیا۔ وہ اس کی طرف بڑھا "کیسے ہو تصور"۔

تصور نے سکندر کو دیکھا اور مسکرایا۔ وہ اس کی طرف بڑھا اور اس کی طرف کا دروازہ کھول دیا۔ اور مودب انداز میں گویا ہوا "میں ٹھیک ہوں سر شکریہ"۔

سکندر نے تصور کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر پوچھا" پڑھائی کیسی چل رہی ہے؟""تصور مسکرا کر بولا، "بہت اچھی سر معراج سر بہت اچھے استاد ہیں، وہ کاروبار کے بارے میں سب کچھ جانتے ہے۔ پیپرز میں وہی سب سوالات آتے ہیں جو معراج سر بتاتے ہیں۔"۔

سکندر کا لہجہ بدلا تو اس نے زبردستی مسکراہٹ دی۔، "یہ اچھی بات ہے تصور۔ مجھے خوشی ہے کہ تم اس سے سیکھ رہے ہو۔۔" اس نے اس کا کندھا تھپتھپاتے ہوئے کہا،""چلو، مجھے میٹنگ میں جلدی پہنچانا ہے میرے دونوں بھائی پہلے ہی میٹینگ پوائنٹ پر پہنچ چکے ہیں" یہ بولتے سکندر گاڑی میں بیٹھا پیچھے تصور نے دروازہ بند کر دیا وہ آگے سے گول چکر لگا کر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا اور گاڑی سٹارٹ کی

اور گیٹ کی طرف بڑھے۔ گیٹ خود بخود کھل گیا اور گاڑی باہر نکل گئی۔

وہ گھر سے نکلے، جو ایک خوبصورت لان اور ایک بڑے ڈرائیوے سے گھرا ہوا تھا۔ پھول اور ہریالی تازہ اور متحرک لگ رہی تھی، جیسے بارش نے دھول دھو دی ہو۔ گھاس نرم اور سرسبز تھی اور درخت لمبے اور شاندار تھے۔ گلاب کے پودوں پر تتلیاں پھڑ پھڑا رہی تھیں سائے دار درختوں پر پرندے بیٹھے سکون حاصل کر رہے تھے اور سامنے درخت پر لٹکتے ایک پانی کی کٹوری سے چند چڑیائیں پانی پی رہی تھیں یہ ایک پُر سکون اور خوشگوار منظر تھا۔۔۔

•••••Δ•Δ•••••

رات کی خاموشی میں، جبرائیل مہارت سے گاڑی کو سڑک کے اوپر چلا رہا تھا، سڑکے کے دونوں طرف درخت کھڑے تھے۔ سٹریٹ لائٹس کی ہلکی ہلکی چمک اس منظر کو ہلکی ہلکی روشنی سے رنگ رہی تھی۔

اس کے برابر فرنٹ سیٹ پر بیٹھا، مہت موبائل پر میسج لکھ رہا تھا سکرین پر مسلسل اس کی انگلیاں چل رہی تھیں۔

ان کے چہرے کبھی کبھار گزرتی ہوئی روشنیوں سے منور ہو جاتے تھے۔ انجن کی آواز نے ان کے سفر کو ایک مستحکم تال فراہم کیا۔۔ مہت نے موبائل بند کر کے اپنے کوٹ کی جیب میں رکھا اور سرسری سا جبرائیل کو دیکھا پھر اس کی نظریں جبرائیل پر ہی ٹِک گئیں جبرائیل کے تاثرات کچھ سخت تھے۔۔اس کی نظریں رئیر ویئو مِرر کی طرف وقتاً فوقتاً گاڑی چلاتے پڑ جاتی تھی۔۔

تجسس نے مہت کو استفسار کرنے پر اکسایا، "کیا ہوا بوس سب خیریت ہے؟" جبرائیل کی نظریں بیک سیٹ پر پڑی ایک الیکٹرک کھلونا بندوق پر ٹکی تھیں جس کے ڈبے پر بندوق کی تصویر تھی ڈبا کچھ زیادہ بڑا تھا۔ڈبے میں رائفل کھلونا تھا، جو بہزاد کے لیے ایک تحفہ تھا۔

گاڑی میں ایک لطیف تناؤ بھر گیا جب جبرائیل کی نظریں آگے کی سڑک پر لوٹ گئیں۔ سائے کے کھیل میں جبرائیل کے چہرے پر عزم اور کشمکش کا امتزاج تھا۔

اس نے اپنے ہاتھوں سے اشارہ کرتے ہوئے ایسے جذبات کا اظہار کیا جو الفاظ سے بالاتر تھا۔ "میرا دل مجھے مجبور کر رہا ہے کہ ایک ہتھیار پکڑوں، اور اس معراج کی کھوپڑی اڑادوں" اس نے اعتراف کیا، اس کی آواز میں غیر حل شدہ جذبات کا بوجھ تھا۔

اس نے سٹیرینگ وہیل کے کونے پر زور سے ہاتھ مارا۔ اور جبڑہ بھینچتا سر کو کچھ مدھم سی جنبش دی کرختگی ہر انداز میں تھی۔۔

مہت نے سامنے دیکھا اور بھویں اچکاتے بشاشت سے بولا "ہاں ایسا ہی ہے مجھے معراج سے اسی وجہ سے نفرت تھی کہ ابرش اسے پسند کرتی ہے خیر اب معراج سے کوئی نفرت کی وجہ نہیں ابرش سے میری شادی ہو جائے گی جلد انشاء اللہ" کچھ سوچتے وہ مسکرا دیا جیسے اس خیال نے اس کے قلب کو تقویت پہنچائی ہو۔ جبرائیل نے تلخ سر کو جھٹکا دفعتاً ایک گاڑی جبرائیل کو رفتار سے کروس کر گئی کہ باہر دیکھ کر جبرائیل نے غیر مہذب الفاظ کا استعمال کیا کہ مہت کی آنکھیں تو پھیل گئیں جب جبرائیل واپس جگہ پر آیا اس کے اعصاب تنے ہوئے تھے اور چہرے پر کرخت تاثرات تھے کہ پیشانی پر لکیریں مسلسل چمکی تھیں غضب سے اس کو اپنا جسم جلتا محسوس ہوا اس نے شرٹ کے اوپری دو بٹن کھولے اور گردن کی پشت کو ہلکا سا مسلا اس نے خود کو پر سکون کرنے کی کوشش کی گہرا سانس بھر کر سامنے توجہ مرکوز کی۔

مہت اب بھی اسے دیکھ رہا تھا "بھائی ایک کام کرتے ہیں میں ڈرائیو کر لیتا ہوں پلیز مجھے کنوارہ نہیں مرنا"

جبرائیل نے ایک نظر مہت کو دیکھا۔۔ اور زبردستی مسکرایا

“You know what? It would be great.”

مہمت کی دونوں بھویں اچک گئیں اور دبا سا مسکرایا۔

جبرائیل نے گاڑی روڈ کے کنارے کھڑی کی گاڑی کے عین اوپر ایک کھنبا روشنی مہیا کر رہا تھا اور لمبے لمبے سائے ڈال رہا تھا اور روڈ پر مسلسل گاڑیاں اپنی منزل کی جانب رواں تھیں جب انکے قریب سے گزرتیں تو ہوا کی ایک شدت زدہ آواز کانوں میں پڑتی۔۔

دونوں گاڑی سے اترے اور جگہ کا تبادلہ ہوا۔ مہمت نے سیٹ بیلٹ پہنی اور گہرا سانس لیا۔

گاڑی کا انجن چالو ہوا اور لحظہ بھر میں گاڑی دھول پیچھے چھوڑ گئی۔۔۔

مہمت سامنے توجہ مرکوز کئے تھا جبرائیل نے کہنی کھڑکی کے درمیانی حصے پر رکھی تھی اور ٹھوڑی کو دو انگلیوں تلے رکھے وہ باہر دیکھ رہا تھا کانچ نیچے تھا جس وجہ سے ہوا اس کے چہرے سے ٹکرا رہی تھی مگر پھر بھی غضب کی گرمی کم نہ ہو رہی تھی گاڑیاں آگے جا رہی تھیں اور جبرائیل مسلسل انہماک سے باہر دیکھ رہا تھا کہ اس کے کنڈل بال ہوا سے ہل جل رہے تھے۔ مہمت نے سٹیرینگ سنبھال رکھی تھی اور ایک نظر جبرائیل کو دیکھا پھر سامنے دیکھتے محتاط سے انداز میں بولا ”ایک بات پوچھوں“۔

جبرائیل نے اپنی توجہ باہر ہی مرکوز رکھی اور ہنکارہ بھرا ”ہمم پوچھو“

مہمت نے موڑ کاٹا وہ بحریہ ٹاؤن داخل ہو چکے تھے سامنے اوپر ایک بڑا سا بورڈ تھا جس پر الفاظ گڑھے گئے تھے بحریہ ٹاون اسلا آباد دائیں جانب ترقیاتی کام جاری تھے اور اور ایک سیکیورٹی ہاؤس دیو ہیکل گیٹ کے قریب ہی کھڑا تھا جو روشن تھا اطراف میں مٹی سے بھرے پہاڑ کھڑے تھے جس پر الفاظ تھے ویلکم ٹو بحریہ ٹاؤن۔۔

گاڑی بڑا گیٹ پار کر کے اندر داخل ہوئی۔ تو مہمت بولا "میں تو معراج کو اس لیے پسند نہیں کرتا تھا کیونکہ ابرش اس کو پسند کرتی ہے خیر اب بھی ایسا ہے مگر تم کیوں معراج کو نہ پسند کرتے ہو"۔

جبرائیل نے گہرا سانس لیا اور ایک نظر مہمت کو دیکھا اور اس کے تنے اعصاب ڈھیلے پڑے۔ وہ اپنی ہتھیلی پر سے اکھڑی کھال کھریدتے بولا "سہی بات بتاؤں تو میں نے ڈیڈ کو ہمیشہ اس کی وجہ سے پریشان دیکھا ہے پتہ نہیں کیوں یعنی ایسا کیوں ہے" الجھن زدہ تاثرات۔۔

پھر نہ سمجھی "میں سمجھ نہیں سکا لیکن پھر بھی میں نے بچپن سے سب کو معراج کے ساتھ ایسے ہی دیکھا ہے سخت انکو دیکھ میں بھی ویسا ہو گیا اور شائید اسے نفرت کرنا میری فطرت میں شامل ہو گیا" اس نے اب کی بار گہرا سانس باہر کو نکالا۔۔ مہمت کچھ سوچتے بولا "تمہیں نہیں لگتا ہم دو ایک ساتھ رہتے ہیں ہمیں اس کو بھی شروع سے اپنے ساتھ رکھنا چاہئے تھا یعنی وہ ہمارا بھائی ہے آخر کار یعنی نورین ماما میری موم ہیں اور معراج انکا بیٹا سو انڈائیریکٹلی وہ میرا بھی بھائی ہوا اور تمہارا تو افکورس بھائی ہے تمہارے اور اس کے ڈیڈ تو ایک ہیں۔ "۔

جبرائیل نے سر جھٹکا انداز بیزاری بھرا تھا" مجھے اسے نیگیٹو وائبس آتی ہیں مگر تم ٹھیک ہو ہمارا اسے رویہ اچھا نہیں رہا اب تک"۔

شکر کہ انکو اس بات کا احساس ہو چکا تھا جبرائیل کا انداز کچھ نرم ہوا" اور کہیں نا کہیں دادی بھی اس نفرت کی وجہ ہیں کہ میں تو دادی کے ساتھ ہی زیادہ رہا ہوں اور دادی کو ہمیشہ سے اس کو برا بھلا کہتے ہی سنا ہے۔"۔

اس نے شانے اچکائے" پتہ نہیں کیا ہے مگر اب مجھے اور نفرت کا احساس ہو رہا ہے۔ میں اس سب پر بہت مشکل سے قابو کر پر رہا ہوں"۔ گاڑی گیٹ کے جانب بڑھی سیکیورٹی گارڈ جو اندر کمرے میں موجود تھا سامنے موجود ٹی وی پر گاڑی کو پہچان گیا۔۔

اس نے بٹن دبایا تو گیٹ کھل گیا اور گاڑی اندر روانہ ہوئی۔۔"خود کو پر سکون رکھو جبرائیل سب ٹھیک ہو گا"۔

جبرائیل کا انداز کڑوا ہوا"میں نے سب کچھ خود ہی بگاڑہ ہے ٹھیک کیا ہو گا"۔ گاڑی ڈرائیو وے پر روکی گئی یکدم ایک گارڈ بھاگتے گاڑی کے پاس آیا

جبرائیل اور مہمت گاڑی سے باہر نکلے تو گارڈ نے انکو سلام پیش کیا اور مہمت نے جواب دیتے اس کو گاڑی کی چابی تھمائی۔

گارڈ گاڑی میں بیٹھا اور چند ثانیے بعد گاڑی آگے بڑھ گئی۔ مہمت نے جبرائیل کے شانے پر ہاتھ رکھا اور اس کا شانہ تھپتھپایا"تو اس سب کو ٹھیک بھی کرو Because you can do anything, you are a risk-taker."

جبرائیل مسکرایا اور اس کے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں لیا اور ہتھیلی کی پشت کو زور دیتے جھنجھوڑا"

"مہمت You always make me feel better. You're the best cousin and friend!"

نے اس کے گلے کے گرد اپنا بازو مائل کیا اور دونوں دوست ہمراہ چلنے لگے۔۔

""Hey, appreciate the props! You know I got your back, cuz. We're the ultimate team – best cousins and friends, no doubt!".

دوستوں نے ٹھنڈی ہائی فائیو میں پنجا آپس میں ٹکرایا، اور پھر انہوں نے مٹھیوں کو ڈھیلا پڑنے دیا ہاتھ پیچھے کرتے انگلیاں ہلائیں اور ہمقدم آگے بڑھنے لگے

••••••••×•×•••••••••

لان، گھر اور باغ کی روشنیوں سے روشن تھا۔ درخت ہوا میں جھوم رہے تھے، گھاس پر لمبے لمبے سائے ڈال رہے تھے۔

لان کے بیچوں بیچ ایک دھاتی کھمبہ تھا جو کسی قدیم اسٹریٹ لائٹ کی طرح لگتا تھا۔

اس کے اوپر ایک چراغ تھا، جو مدھم روشنی دیتا تھا۔ کھمبے کے گرد ایک بیل لپٹی ہوئی تھی، جس میں کچھ ہریالی شامل تھی۔

گھاس موٹی اور نرم تھی، بیٹھنے کی دعوت دیتی تھی۔

معراج اور تصور کھمبے کے عین نیچے گھاس پر بیٹھے تھے۔ ان کے ساتھ ایک کتاب اور ایک لیپ ٹاپ تھا، معراج تصور کو اس کے امتحان کی تیاری کروا رہا تھا۔۔۔

زیر بحث مضمون فنڈامینٹلز آف فائیننس تھا، ایک ایسا مضمون جس میں وہ اچھا تھا۔ وہ اپنے ہاتھوں کو اشارہ کرنے اور اپنی باتوں پر زور دینے کے لیے استعمال کر رہا تھا۔

"فنڈامینٹلز آف فائیننس ایک مشکل موضوع ہے، جس میں آپ کو فارمولے یاد رکھنے ہوتے ہیں، لیکن سوال ہمیشہ آسان آتا ہے، بس فارمولاز کو اچھے سے یاد کرنا ہوتا ہے سارا کھیل اس میں فارمولوں کا ہے ۔"

تصور گردن جھکائے اس کی بات غور سے سن رہا تھا، وہ معراج کا مشکور تھا کہ اس نے اس کی مدد کی، کیونکہ وہ اس موضوع سے نبرد آزما تھا۔، "مِسٹر معراج آپ بزنس کے سبجیکٹس میں بہت اچھے ہیں ماشااللہ سے۔" وہ اس کی تعریف کرتے ہوئے مسکرایا۔

معراج اپنے دوست کی مدد کرنے پر خوشی محسوس کرتے ہوئے مسکرایا۔ "پہلی بات تو یہ کہ آپ مجھ سے بڑے ہیں ہمیشہ کی طرح میں آپ کو کہتا ہوں مِسٹر وِسٹر کی Formality میں نہ پڑیں اور دوسرا آپ ایک محنتی طالب علم ہیں، آپ ہر چیز جلدی پِک کر لیتے ہیں۔"۔

تصور مسکرایا "استاد کی عزت کرنی چاہیے "۔

معراج بھی جواباً مسکرایا "چلیں استاد کے لحاظ سے ٹھیک ہے "اس نے دوبارہ تصور کو رجسٹر کے جانب اشارہ کیا۔۔

وہ اپنی وضاحت جاری رکھنے ہی والا تھا کہ اس نے اپنی کتاب پر دو سائے گرتے دیکھے۔

اس نے بولنا بند کر دیا اور متجسس اور حیرت سے اوپر دیکھا۔ اس نے دیکھا جبرائیل اور مہمت اس کے سامنے کھڑے ہو کر عقب کے کھمبے کی روشنی کو روکے ہوئے تھے۔ ۔۔

معراج نے ایک ایک نظر دونوں کو دیکھا۔ پھر تصور کو جو ان دو کو دیکھ یکدم اپنی جگہ سے کھڑا ہوا تھا "ویلکم مسٹر جبرائیل اینڈ مسٹر مہمت "

مہمت نے اسے مسکرا کر دیکھا اور پلکیں جھپکیں

جبرائیل جواباً بولا "شکریہ تصور "بظاہر جبرائیل کی توجہ معراج پر تھی اس نے معراج کو دیکھتے تصور کو جواب دیا تھا مانو معراج سے بات کر رہا ہو اس کی آنکھیں ٹھنڈی اور تلخ تھیں،۔۔

مہمت معراج سے متوجہ ہوا "میں جب سے پاکستان آیا ہوں ہماری ملاقات نہیں ہوئی"۔

معراج نے کتاب کے جانب اپنا رخ کیا ہوا تھا اس نے بیزاری سے ابروؤں کو اچھالا پھر۔ مہمت کے جانب متوجہ ہوا "دن ہی کتنے ہوئے ہیں تمہیں یہاں آئے ہوئے جب تم گھر ہوتے ہو تب میں گھر نہیں ہوتا اور جب تم گھر رات کے وقت ہوتے ہو تو فیملی کے ساتھ ہوتے ہو اور میں فیملی کا حصہ نہیں"۔

معراج کھڑا ہوا اس نے اپنے پشت سے گھانس کو جھاڑا اور بعد ازاں اپنے ہاتھوں کو آپس میں مار کر ہتھیلیوں سے گھانس کو نیچے گرایا پھر مہمت سے مصافحہ کے لیے ہاتھ بڑھایا تو مہمت نے بھی ہاتھ بڑھایا۔ "ویلکم بیک ٹو پاکستان"۔

مہمت مسکرایا اور بولا "ایک بات تو تم بھول گئے"۔

معراج نے سوالیہ چہرے کے زاویوں کو بدلا مہمت سمجھتے لفظ دہا کر بولا "فور ایور"۔

معراج نے اثبات میں سر ہلایا "بالکل ایسا ہی ہے" معراج کا دل زور سے دھڑک رہا تھا۔

وہ ان دو کی موجودگی میں مضطرب اور الجھا ہوا۔ محسوس کر رہا تھا مگر پھر بھی اس نے ہمت مجتمع کی اور انکے سامنے ہمت سے کھڑا رہا۔۔

تصور جو ہاتھ مودب انداز میں باندھے کھڑا تھا گردن جھکائے تھا وہ ماحول کے تناؤ کو سمجھ گیا۔

اس نے نظریں اٹھائیں اور ان پر باری باری نظر ڈالتے وہ گویا ہوا "مسٹر معراج ہم چلتے ہیں"۔

معراج نے تصور کی جانب گردن کو پھیرا ہمراہ اس کے ایک سرسری سی نظر جبرائیل نے بھی تصور پر ڈالی، مہت پھر معراج کو اس انداز میں بولا جیسے اچانک اس کو کچھ یاد آیا ہو اس نے مبہوت سا آنکھوں کو پھیلایا اور لب گول سُکیڑے "اوو میں ایک بات تو بھول گیا مبارک ہو منیجر صاحب"۔ معراج تشکریہ مسکرایہ "تمہیں بھی مبارک ہو کہ تم سب کی محنت کی وجہ سے تمہیں پراجیکٹ مِلا یہ پراجیکٹ پاکستان کے لیے بہت ضروری ہے پاکستان میں بنائے جانے والی پہلی بلڈنگ جو آسمانوں سے باتیں کرے گی۔۔ گُڈ لک اللہ آپ سب کو کامیاب کرے"۔۔

۔مہت بھی معراج کے ہی انداز میں بولا "آمین اور شکریہ"

معراج کی اتفاقیہ نظر جبرائیل پر پڑی جو اسے تنگ۔ نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ اس کا جبڑہ بھینچا ہوا تھا، اپنے جذبات کو قابو میں رکھنے کی کوشش کی۔ وہ جانتا تھا کہ اگر اس نے انہیں باہر جانے دیا تو سب کچھ غلط ہو سکتا ہے۔ جبرائیل نے اپنی مٹھیاں بھینچیں اور آنکھیں مینچیں، جیسے وہ لڑنے کے لیے تیار ہو معراج جانتا تھا کہ وہ ایسا کیوں کر رہا ہے۔

جبرائیل پر سے نظر ہٹا کر اس نے مہت کو دیکھا مہت جو جبرائیل کے تاثرات کو بھانپ چکا تھا اس نے بھی ایک نظر معراج پر ڈالی۔۔ دیدنہ شنید معراج وہاں سے پلٹا وہ کسی بھی طرح کی تلخ کلامی یا معرکہ آرائی سے گریز کرنا چاہتا تھا کیونکہ وہ جانتا تھا وہ اندر سے ایک خاموش جنگ کی طرح ہے، ایک آگ اس نے پھیلنے نہ دینے کی کوشش کی تھی کیونکہ وہ جانتا تھا کہ اگر یہ آگ پھیل گئی تو ہر طرف تباہی ہو گی۔

دفعتاً ان خشک ں ظروں کے تبادلے میں تصور نے زمین پر موجود اپنے لیپ ٹاپ رجسٹر پکڑے اور مہت اور جبرائیل کو ایک ہچکچاہٹ والی مسکراہٹ دی۔

وہ معراج کو پر سکون کرنے کی امید میں اس کے پیچھے چل پڑا۔

قدم آگے بڑھاتے ہی معراج جبرائیل کی آواز پر رک گیا۔ "تمہاری قسمت اچھی ہے کہ تمہیں عفاف جیسی پیاری سی لڑکی ملی ہے ورنہ جیسی تمہاری شکل ہے ایسا لگتا ہے بیوٹی اینڈ دی بلیک بیسٹ۔" وہ تلخی سے طنزیہ انداز میں بولا تھا۔۔

مہت نے ایک نظر جبرائیل پر ڈالی اس نے اس کو پر سکون کرنے کی کوشش کی تھی وہ تنبیہ کرتے جبرائیل کو مدھم آواز میں بولا "جبرائیل عقل سے کام لو ایسا کچھ مت کرنا کہ تمہیں بعد میں افسوس ہو"۔

جبرائیل اب تک اس کی پشت کو گھور رہا تھا اس نے مہت کی تنبیہ کو نظر انداز کیا غضب کی آگ میں وہ ڈورا ہو چکا تھا۔ اور اس کے سامنے اس کا شکار تھا اور وہ اس کو ایسے دیکھ رہا تھا جیسے شیر اپنے شکار کو شکار کرنے سے پہلے دیکھتا ہے۔

معراج کو غصے اور حسد کی لہر محسوس ہوئی۔ اس نے گھوم کر جبرائیل کی طرف دیکھا، اس کی آنکھیں چمک رہی تھیں۔

اس نے ایک قدم اس کی طرف بڑھایا، وہ جبرائیل کی طرف چل پڑا، ہر قدم زمین پر ایک زوردار دھاڑیں مار رہا تھا۔

ایسا لگتا تھا جیسے پوری زمین کانپ رہی ہو، جیسے کوئی طوفان برپا ہو۔ معراج جبرائیل کے سامنے رکا، اتنے قریب کہ وہ اس کے کولون کو سونگھ سکے۔

وہ جبرائیل کے بارے میں سوچنے سے باز نہیں آرہا تھا صبح سے اس کا دماغ نام جبرائیل پر ابلا ہوا تھا اور جبرائیل کی بات نے معراج کے غضب میں پیٹرول کا کام کیا تھا۔

وہ اب اپنے صبر پر سے قابو کھو رہا تھا اور جب بہت۔ صبر کرنے والا اپنا۔ صبر کھو دے تو تباہی شدید ہوتی ہے

۔ معراج نے غصے اور درد کی آمیزش سے اس کی طرف دیکھا، اس کے ہونٹ گھمبیر ہو گئے۔

جبرائیل آگے بڑھا، اس کی آنکھیں حقارت سے بھری ہوئی تھیں۔

اس نے معراج کو اپنے قد اور طاقت سے ڈرانے کی کوشش کی۔ وہ سر جھکا کر مسکرایا، جیسے وہ اس سے لطف اندوز ہو رہا ہو۔ اس نے جھک کر معراج کے کان میں سرگوشی کی "معراج تم کچھ نہیں ہو تم میرے لیے کچھ بھی نہیں ہو۔ سوائے ایک چیونٹی کے "

مہمت اسے پرسکون کرنے لگا "جبرائیل یار"۔

جبرائیل معراج کو ہی دیکھ رہا تھا اس نے اپنا ہاتھ ہمت کو دیکھایا کہ بس چپ۔۔

معراج جو جبرائیل سے قد میں چھوٹا تھا وہ مسکرایا "اکثر چیونٹیاں ہی قبروں میں مردوں کا گوشت نوچتی ہیں اور جہاں تک صورت کی بات ہے تو میں نے عفاف کی صورت سے کبھی محبت نہیں کی مجھے انکی روح اور انکی سیرت سے غرض ہے مجھے انکی سیرت خوبصورت لگی ہے"۔ غضب کو ایک طرف رکھ کر معراج پر سکون انداز میں بولا۔ جبرائیل تلخ مسکرایا اور گردن کو کچھ دائیں جانب جنبش دی پھر معراج کو دیکھا

تصور پیچھے منجمد قدموں سے ان دو کو دیکھ رہا تھا ہمت نے تصور کو آنکھ سے اشارہ کیا تو تصور نے اثبات میں سر ہلایا۔

وہ فوراً پلٹا اور دروازے کے جانب گیا

جبرائیل نفرت کو برقرار رکھے ہوئے تھا "اچھا لگا کہ تم میں بھی ہمت آگئی"۔

معراج اب بھی مسکراہٹ برقرار رکھے ہوئے تھا "لگتا ہے جب عقل بنٹ رہی تھی تب تم عقل سے بھاگ رہے تھے جبرائیل۔ ہمت مجھ میں بہت ہے مگر افسوس ہمت سے زیادہ مجھ میں صبر ہے اور صبر ہمیشہ ہمت والے ہی کرتے ہیں"۔

جبرائیل نے ستائشی لبوں کو جنبش دی کہ ابروئیں اچکیں "دھمکا رہے ہو" وہ اسکو آنکھیں دیکھاتا اس پر اور جھکا اپنا دبدبا بڑھانے کے لیے اپنی دھاگ بیٹھانے کے لیے۔

۔ کہ وہ اونچا ہے اور اونچا رہے گا اور وہ چھوٹا ہے ہمیشہ چھوٹا رہے گا معراج اوپر اٹھا اور اسے گھورنے لگا اور اس کی آنکھوں میں گھس گیا مہمت انہماک سے معراج کے طرز کو دیکھ رہا تھا کہ وہ ہکا بکا رہ گیا تھا۔ ”میں دھمکی نہیں دیتا میں کر کے دیکھاتا ہوں“۔۔۔۔

ہوا تناؤ اور اضطراب سے بھری ہوئی تھی کیونکہ گھڑی کی ٹک ٹک ڈیڈ لائن کے قریب آرہی تھی۔ جبرائیل کا دماغ کہیں اور تھا، وہ یک ٹک آنکھوں میں آنکھیں ملائے معراج کو دیکھ رہا تھا اور مہمت ان دو کو۔۔ جب جبرائیل اچانک اپنی سوچ سے باہر نکلا اور اپنی پیشانی معراج کی ناک میں ٹھونس دی۔ معراج کے نتھنوں سے خون نکلا اور لان کی سبز گھاس پر چھلک پڑا۔ معراج لڑکھڑا کر پیچھے ہٹ گیا اور اپنا ہاتھ اپنی ناک پر دبایا اور اپنے چہرے پر گرم مائعات کو محسوس کیا۔ یکدم حملے نے مہمت کو چونکا دیا۔۔

اسی وقت گھر کے باقی افراد گھر سے باہر نکلے اور لان میں یہ منظر دیکھا۔ عفاف۔ اور ابرش نے ہانپ لی اور نظروں کا تبادلہ کیا۔

سکندر چنگیز اور یوسف انکے جانب بڑھے انکی لڑائی رکوانے کے لیے۔ بڑی بی بھی ہلتی ڈُلتی باہر آئیں محفل میں اجتماعی ہانپ تھی نازش نے منہ پر ہاتھ رکھ لیا اور انجلینا نے اپنی بیٹیوں کو دیکھا۔۔

مُرات بھی ہکا بکا دونوں کو دیکھ رہا تھا۔۔ سکندر جبرائیل کے پاس گیا اور اس کے شانوں کو۔ گہر اس کو پر سکون کرنے کی کوشش کی جبرائیل نے سکندر کو جھٹکا اور بپھرتا معراج کو دیکھا یوسف معراج کے برابر تھا وہ اسے پر سکون کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔

معراج سرخ آنکھوں سے اپنی خون آلود انگلیوں کو دیکھ رہا تھا، اس کا جبڑا چپک گیا تھا اور اس کا سینہ لرز رہا تھا۔ اس نے ایک بنیادی دھاڑ نکالی۔۔

کہ یوسف چونک گیا اور مجمعے نے معراج کو دیکھا معراج نے یوسف کو نظر انداز کیا

اور بدلہ لینے کے لیے جبرائیل کی طرف لپکا۔۔ سکندر کی آنکھیں پھیل گئیں جب معراج نے جبرائیل پر دھاوا بولا تھا وہ واقعی اپنا صبر کھو چکا تھا۔ اس نے جبرائیل کو زمین پر گرایا اور اس کے بال اپنی مٹھیوں میں جکڑے۔ اور چار بار۔ اس کا سر سخت زمین پر مارا۔ کہ کچھ دیر جبرائیل کے کانوں میں سیٹی گونجی اس نے آنکھیں مینچ لیں۔۔ معراج نے اس کی ناک پر اپنی پیشانی ماری اور جبرائیل کی ناک سے بھی خون کا مائع پھوٹا۔

معراج کو سب کندھوں سے پکڑے پیچھے کر رہے تھے۔۔

عفاف کا سانس رک گیا اور ابرش بھاگتے آگے جانے والی تھی اس کو مہمت نے آنکھوں سے گھورا کہ وہ پیچھے رہے وہ مہمت کی سننا نہیں چاہتی تھی نہ جانے اس نے اس کی کیوں سنی وہ خود پر حیران تھی وہ ایک قدم پیچھے ہوئی۔۔ مہمت معراج پر جھکا اسے پیچھے کر رہا تھا۔ مگر یکدم معراج پیچھے کو گرا۔ جب جبرائیل نے اس کے پیٹ پر لات ماری کراہنے کی آواز آئی۔۔ دفعتاً دادی بولی۔۔

”ہائے ہمارے میمنے کو روکو کوئی یہ نہ ہو یہ کال پوت میرے چیٹان کے بمعرفت کُشتہ جائے اور ہمارا اَسد چوب قفس کے، پسِ پشت چلا جائے“

وہ ہانپ رہی تھیں اور ساتھ ساتھ بول رہی تھیں۔۔

جبرائیل معراج پر جھکا اس کا گلا دبوچ لیا یوسف جبرائیل کو شانوں سے پکڑے پیچھے کر رہا تھا”جبرائیل پیچھے ہو پاگل مت بنو“۔

جبرائیل بپھرے ہوئے انداز میں غرارتے بول رہا تھا”میں عفاف سے محبت کرتا ہوں اور میں نہیں دیکھ سکتا کہ وہ اس کی ہو میں اسکو مار دوں گا“۔

یہ سن عفاف کے دل کو خوشی ہوئی تھی مگر ایسے حالات میں محبت کا اظہار اس نے نہیں سوچا تھا اس کا رنگ اڑا ہوا تھا اور ایک بار پلٹ کر سب نے عفاف کو دیکھا تھا۔۔

معراج نے جبرائیل کے پیٹ پر اپنا زانو مارا اور اسے دھکیل پیچھے کیا اور اس پر جھک کر اس کی آنکھ پر پنجا مارا ”جو کچھ میرا ہونے والا ہوتا ہے وہ ہمیشہ تجھے ملا ہے لیکن اس بار ایسا نہیں ہو گا“۔

جبرائیل نے اسکو گردن سے پکڑا اور زمین پر گولاٹی ماری اب جبرائیل معراج کے اوپر تھا”اس بار بھی میں عفاف کو تجھ سے چھین لوں گا“۔

سکندر نے جبرائیل کو پیچھے کرنے کی کوشش کی "جبرائیل پیچھے ہو جاؤ اس بارے میں بعد میں بات کریں گے"۔

جبرائیل کے کچھ دیر پہلے سنورے کپڑے بکھر چکے تھے اس کے بال بگڑ چکے تھے اور کوٹ پھٹ چکا تھا اور کچھ دیر پہلے پتلون میں ٹک کی گئی شرٹ باہر نکل آئی تھی۔۔ معراج نے ساتھ سے ایک پتھر پکڑا اور جبرائیل کے سر پر مارا کہ خون یکدم ٹپکا اور جبرائیل پیچھے ہوا اس کا۔ سر چکرا۔ گیا اور سب دھندلا گیا۔۔ سب چونک گئے نازش چلائی "میرا بیٹا" وہ، بھاگتے آگے بڑھی معراج جبرائیل پر جھکنے والا تھا کہ سکندر نے اس کی شرٹ کو پشت سے دبوچا اور اسے پیچھے کر کے اپنے ہاتھ کا ملاپ اس کے گال سے کیا ایک کراری اور چٹک دار آواز ہوا میں گونجی۔ معراج، نے بے یقینی سے اپنے گال پر ہاتھ رکھ لیا اور سب نے چونک کر یہ منظر دیکھا ابرش نے اپنے منہ پر ہاتھ رکھ لیا۔ اور عفاف نے جھنجھلا کر جھرجھری لی۔

دادی کی آواز گونجی "بہت خوب اب قفس کے کھونٹے کے عقب میں دھکیل دو اس کال پوت کو"

انداز درشت زدہ تھا۔۔

جبرائیل کے سر پر کپڑا رکھے وہ اس کا خون صاف کر رہی تھیں جبرائیل تیزی سے سانس لے رہا تھا۔۔۔ اس کا۔ غضب اب بھی کم نہیں ہوا تھا نازش روانسا سی اس کے سر پر کپڑا دبائے ہوئے تھی دادی کی سفید چادر لال ہو چکی تھی۔۔۔۔

معراج اب تک بے یقین تھا وہ نیچے دیکھ رہا تھا گردن ایک طرف موڑے اپنے گال پر ہاتھ رکھے سکندر معراج کے جانب گیا اور اسکو اس کے گربان سے پکڑا "میرے بیٹے پر ہاتھ کیسے اٹھایا تو نے تو اس کے پیروں کی دھول نہیں ہے تو ہے کیا"۔

یوسف آگے بڑھا اور سکندر کو بولا "سکندر یہ تم زیادتی کر رہے ہو"۔

سکندر نے ہاتھ جھاڑا اور گربان پر گرفت ہلکی کی "تو چپ کر جا یوسف تو نے بہت اسکو سر پر چڑھا رکھا ہے میری زندگی کا گناہ ہے یہ کاش مروا دیا ہوتا"۔

معراج کی آنکھوں سے آنسو ٹپکا اس کا دل جو پتھر تھا۔ ایک دھماکہ ہوا اور پتھر تکڑوں میں ہوتا بکھر گیا اور لال مائع اسکو اندر ہی اندر رستا محسوس ہوا برابر پڑے ٹیبل پر فروٹ تھا اور۔ فروٹ کی تھال کے ساتھ ایک تیز دھار چاقو شائید یہاں کوئی پھل کھا رہا تھا بیٹھ کر اور وہ سامان یہاں ہی بھول گیا۔۔ معراج نے جھک کر وہ چاقو تھاما اور اٹھا کر اس نے وہ چاقو سکندر کے آگے بڑھایا کہ سکندر چونک گیا "یہ لیں بابا مجھے مار دیں تا کہ میں مر جاؤں تا کہ آپ کی گردن کے اوپر جو عزت بکھرنے کی تلوار لٹک رہی ہے وہ تلوار ہلنا بند ہو جائے میں تو مرا ہوا ہوں بابا میں زندہ نہیں ہوں ۔۔ میری صرف آنکھیں بند ہوں گیں۔۔"۔

اس کی آواز روندھی ہوئی تھی سب اسکو دیکھ رہے تھے کیونکہ اس کا یہ انداز آج تک کسی نے نہیں دیکھا تھا وہ ہمیشہ خاموش رہا تھا مگر آج وہ پھٹ چکا تھا "مار دیں مجھے تا کہ میں اپنی ماں کی طرح قبر میں اتر جاؤں اور اس

ظالم دنیا کے ظلم سے میں بچ جاؤں اور آپ بچ جائیں رسوائی سے"۔اس نے سختی سے ہاتھ جوڑے "خدارا مار دیجئیے میں نے اپنا قتل اپنا خون آپ کو معاف کیا میں تھک چکا ہوں"۔

اس کی آواز کانپ گئی لوگ کہتے ہیں لڑکوں کو مضبوط ہونا چاہیے مضبوط تو پہاڑ بھی ہوتے ہیں مگر قیامت والے دن وہ بھی چلا دیے جائیں گے اور معراج پر قیامت ٹوٹ چکی تھی۔

نئی پشت معراج کی بات سمجھ نہیں پائی تھی معراج کی ماں تو زندہ تھی اور وہ نورین تھی۔۔باخبر لوگوں نے اضطراب کی سی کیفیت کا احساس کیا اور معنی خیز نظروں کا تبادلہ۔وہ چلا کر بولا "تھک چکا ہوں میں یار اور کتنا برداشت کروں۔نہ کردہ گناہ کی سزا کاٹتے کاٹتے میرا جسم زخمی ہو چکا ہے اور روح آہستہ آہستہ میرے جسم سے پرواز کر رہی ہے اور میں اسکو روک نہیں پا رہا کیونکہ میں ایسا چاہتا ہوں مگر پھر بھی کیا فائیدہ میں مر نہیں رہا"۔

سب خاموش تھے سناٹا تھا صرف اس کی آواز تھی گارڈز خود ہی باہر چل پڑے تھے کیونکہ یہ خاندان کا معاملہ تھا اور وہ ان معاملات سے دوری برتنا چاہتے تھے۔۔۔

وہ لرزتی زبان سے بولا۔"گناہ تو آپ نے بھی کیا تھا نا آپ بھی برابر کے شریک تھے تو میری ماں کیوں مر گئی اسکو خالی سزا کیوں ملی دو دو بیویوں کے ہوتے ہوئے آپ نے باہر منہ مارا تھا پھر بھی آپ خوش ہیں آپ کیوں نہیں اذیت میں رہے جیسے میری ماں رہی تھی میری ماں کیوں دل کے دورے سے مر گئی"

سب چونک کر معراج کو سن رہے تھے نئی پشت پر یہ بات ایٹم بمب سے زیادہ تباہی مچا دینے والا گولا بن کر گرا تھا اور کان میں اب تک سیٹیاں بج رہی تھیں جبرائیل کے گلے کی گلٹی ابھر کر معدوم ہوئی اور اس کا رنگ فق ہو گیا اس نے نظریں چرا کر دوبارہ بے اعتنائی سے معراج کو سنا اور ابرش اور عفاف کی آنکھیں بھیگ گئیں یوسف بھی سر جھکائے کھڑا تھا اور مہمت کے تو مانو جسم سے روح نکل چکی تھی وہ اپنے باپ کے ہمراہ شَل کھڑا تھا اور منجمد نظروں سے سامنے دیکھ رہا تھا۔

معراج سب کو دیکھتے ہاتھ کے اشارے کے ساتھ گود بنائی ایسے جیسے نومولود بچے کو پکڑا ہو "میری ماں نے ایسے مجھے پکڑا تھا پہلی اور آخری بار اس نے ممتا محسوس کی تھی اور میرا پیٹ بھرتے اس کا جسم روح سے خالی ہو گیا اور میں بے حس بن کر اپنا پیٹ بھرتا رہا کاش میں بھی مر جاتا اپنی ماں کے ساتھ"..

سکندر چونک کر معراج کو سن رہا تھا اور نورین کو سانس لینا مشکل لگا۔ "میری ماں نے محبت کی تھی آپ سے اگر محبت نبھا نہیں سکتے تھے تو رشتہ کیوں بنایا میری ماں کی محبت کو اس کے لیے سبق کیوں بنایا۔۔" اس کا چہرا کانپ رہا تھا آج سے پہلے وہ اتنا اونچا نہیں بولا تھا اور اسکو اپنا دل دھڑکتا محسوس ہو رہا تھا۔۔ چھری کو معراج نے دیکھا اور پھر لال آنکھوں سے سکندر کو اس نے چھری ایک جانب پھینک دی۔۔۔

دادی جو جبرائیل کا خون صاف کر رہی تھیں اس کا سر اس کپڑے سے باندھا کہ خون رک جائے جبرائیل کی پیشانی سے ہوتا خون ناک سے راستہ بنائے ہوئے تھا اور رخسار پر آنسو کی صورت لال نشان چھوڑ گیا تھا۔ اور کچھ چھینٹیں سفید شرٹ پر گری ہوئی تھیں۔۔۔ دادی فوراً تن فن کرتے بولی

”فُعاں ہے ہماری، ہمرے فرزند پر حرف گیری مت کر کُنبا گیر ہمرے فرزند پر الزام تراشی کرتا ہے مائی تیری زانیہ ٹھہری تھی اسی نے ہمرے فرزند کو بہکاوت تھا ہاں۔۔۔“

معراج نے آنکھیں میچنیں اس کا خون اب بھی ناک سے بہہ رہا تھا۔ دادی دوبارہ بولی ”اوو ٹھہری فحاشہ۔ زانیہ۔ کلمہوی“۔ یکدم ایک گرج دار آواز گونجی ”بسس“ دادی سمیت تمام عورتیں جھرجھری بھرتے چونکیں اور آدمیوں کے منہ کھل گئے وہ بڑی بی کے پاس گیا اور گھورتے ان کو تنبیہی انداز میں اپنی انگلی دیکھاتے بولا ”میری ماں کے خلاف ایک اور لفظ نہیں“ اس نے چٹکی بھری اور انگلی نیچے کی اس کی آنکھیں لال تھیں کرختگی چہرے پر واضح تھی۔

معراج اپنی مرحومہ ماں کے دفاع میں کھڑا ایک مضبوط درخت کی طرح محسوس ہو رہا تھا جو طوفان کا سامنا کر رہا ہو۔۔۔

جب اس کی والدہ نے زندگی کے طوفانوں کا سامنا کیا تو وہ اکیلی کھڑی تھی، اور لوگوں نے اس کی عزت پر سوال کیا۔ تھا آج اس کی غیر موجودگی میں اس کا بیٹا اسی طوفان میں ڈھال کا درخت بن گیا۔

اس وقت، درخت نہیں بڑھا تھا اب، یہ اپنی ماں کا دفاع کرتے ہوئے چٹان کی مانند اکڑ کر کھڑا تھا۔ اس نے ہر اس طوفان کا مقابلہ کرنے کا عہد کیا جو اس کی ماں کے بارے میں برا کہتا تھا، اس کی ڈھال اتنی مضبوط رہی ہے کہ طوفان خود ہی اپنا راستہ بدل گیا۔۔

وہ تنبیہی انداز میں لفظ سختی سے، ادا کر۔ رہا تھا "میری ماں کے بارے میں اور فضول بات مت بولیے گا"

دادی کے ہمراہ کھڑا جبرائیل معراج کو اڑی رنگت۔ سے دیکھ رہا تھا وہ معراج سے ڈرا نہیں تھا اس کی آنکھوں کے سامنے کوئی اور تصویر چل رہی تھی۔۔ "ٹھیک ہے مانا میری ماں سے گناہ ہوا تھا کیونکہ آپ کے بیٹے نے مانگا تھا میری ماں سے ثبوت کہ وہ ان سے محبت کرتی ہے یا نہیں آپ جانتی ہیں مجھے کیسے پتا چلا یہ۔ یہ سب ان کی ڈائیری میں لکھا ہے جو یوسف چاچو کے پاس تھی جو مجھے انکے کمرے سے ملی تھی۔۔ میری ماں نے ثبوت دے دیا اور وہ اذیت میں مر گئی ایسی محبت جس سے عزتیں داغدار ہو جائیں انسان جیتے جی فنا ہو جائے اسے حُب ال ممنوع کہتے ہیں وہ حُب جو نعمت نہیں لعنت بن کر آپ پر اترے۔ اس حُب کو حُب ال ممنوع کہتے ہیں اور میری ماں پر اس کی محبت لعنت بن کر اتری تھی اور آپ کے بیٹے نے میری ماں سے محبت نہیں کی تھی اس نے صرف اپنی حوس پوری کی تھی غلطی دونے کی تھی اور گیہوں کے ساتھ گھن بھی پِس گیا "اس نے حقارت سے بڑی بی کو دیکھا اور پھر ایک نظر سب کو۔

اس کو اپنے اوپر آسمان گرا ہوا محسوس ہوا تھا سب اس کو بے اعتنائی سے دیکھ رہے تھے اور ابرش کی آنکھیں جھک گئیں تھیں ۔

وہ سب کو دیکھتے اعلانیہ بولا "میری ماں بری نہیں تھی وہ فحاشہ نہیں تھی دادی جھوٹ بول رہی ہیں انہوں نے صرف میرے باپ پر بھروسہ کیا تھا۔ ان سے غلطی ہوئی تھی۔۔ ایک گناہ تو اللہ بھی معاف کر دیتا ہے تو پھر ہم انسان کیوں نہیں۔ میری ماں مر گئی ہے"۔ اس نے ہاتھ جوڑے اور سب کو دیکھا "اللہ کا واسطہ دیتا

ہوں میں ۔ میری ماں کو بخش دو۔ اس کو اس کے گناہ کی سزا مل گئی ہے ایک انسان کے لیے اس کی زندگی سب سے قیمتی ہوتی ہے اور میری ماں نے اپنے گناہ کی قیمت ادا کر دی ہے اور میں اپنے ماں باپ کے گناہ کی قیمت ادا کر رہا ہوں اب بھی کر رہا ہوں

آگے بھی کرتا رہوں گا اور میں جانتا ہوں جو مجھ جیسے بچے ہوتے ہیں انکی قسمت۔ ایسی ہی ہوتی ہے آپ سب مجھے گالیاں دیں برا بھلا کہیں جو کہنا ہے کہیں میں اُف تک نہیں کروں گا بس آپ سب سے ایک التجا ہے میری ماں کی عزت کریں بس"۔ اس کی آنکھیں بھیگ گئیں اور اس نے اپنے ہاتھوں کو ڈھیلا کیا

اس نے جبرائیل کو دیکھا جبرائیل جو نیچے دیکھ رہا تھا"

جبرائیل تم نے مجھے کبھی اپنے بھائی کی نظر سے نہیں دیکھا، لیکن میں نے ہمیشہ تمہیں اور مہت دونوں کو اپنا سمجھا، یہاں تک کہ دوسرے میری شکل کا مذاق اڑاتے تھے تب بھی میں تم دو جیسا بننا چاہتا تھا کیونکہ تم دونوں میرے رال ماڈلز تھے مگر تمہاری تلخیوں و سختیوں نے میرے دل میں تم دونوں کے لیے ناراضگی اور حسد کو جنم دیا۔" اس نے گہرا سانس لیا اور اپنی ناک سے ٹپکتا خون ہاتھ کی پشت سے صاف کیا" خیر میں تم دونوں سے کیا کہوں؟ بچپن کی عادات بدلنا ایسا ہے جیسے جسم سے لہو کا ایک ایک قطرہ بدلنا۔ اور اگر لہو ، بدلنا ممکن ہوتا تو میں آج اپنا لہو بدل لیتا، سکندر اسفندیار کا ہر ریشہ، میں سکندر اسفندیار کو ندامت کی گرفت سے چھڑوا دیتا۔ لیکن افسوس کچھ چیزیں خون سے بھی زیادہ گہری ہوتی ہیں۔۔"

اس نے شانے اچکائے اور خالی نظر سے سکندر کو دیکھا جو پشیمانی سے گردن جھکائے ہوئے تھا اس نے دادی کو دیکھا جو ششدر رہ گئیں تھیں انکی آنکھیں بے اعتنائی سے پھیل گئیں تھیں۔

معراج آگے بڑھا اور عفاف کو ایک نظر دیکھا عفاف نے اسے دیکھا اور نظریں چرا لیں وہ کچھ آگے بڑھا تو ابرش تھی وہ ابرش کو دیکھ پر سکون انداز میں مسکرایا پھر وہ آگے بڑھا اور دروازے سے اندر گیا کچھ وقت بعد اس کا لگیج بیگ اس کے ہمراہ تھا اور ایک چھوٹا سا شیشے کا ایکویریم جس میں اس کا سانپ تھا

بہت سے لوگ کہتے ہیں کہ سانپ غیر متوقع ہوتے ہیں، پھر بھی یہ سانپ ہر مشکل میں معراج کے ساتھ کھڑا رہا، اس کے پریشان دل کو تسلی دیتا تھا۔ سانپ کے کاٹنے کے لیے جانا جاتا ہے، پھر بھی انسانوں نے خصلت کو اپنایا ہے۔ یہ مجھے سوچنے پر مجبور کرتا ہے کہ انسان اپنی فطرت کو جانوروں کے ساتھ کیوں ہم آہنگ کرتے ہیں۔ سانپوں کی فطرت ہے کاٹنا۔ عجیب بات ہے کہ انسان اس کردار میں سبقت لے گیا ہے ۔۔۔اگر

سانپ اپنے مالک کو کاٹ کر خود غرضی سے کام نہ بھی لیتا۔ لوگ تب ایک اور کہاوت ایجاد کر لیتے کہ ڈسنے کا کام تو سانپ کا ہے مگر یہ کام انسان بخوبی نبھا رہے ہیں مثال یہ بیٹھتی ہے کہ جانور بدل سکتے ہیں انسان نہیں۔۔

ایکویریم پر ہینڈلز تھے جن کی مدد سے معراج نے ایکویریم کو تھام رکھا تھا وہ بنا کسی سے آنکھ ملائے آگے بڑھا۔ جب ابرش نے نظریں اٹھائیں تو اس کا دل کٹ گیا اس نے کرب سے آنکھیں مینچیں کاش کہ وہ

اسے روک پاتی یا اس کے ساتھ چل پڑتی جہاں وہ جا رہا تھا۔۔ مگر وہ کچھ نہ کر پائی بے بس محسوس کرتے اس نے نظریں جھکا لیں معراج انہی لباس میں تھا خون لباس سے چپٹا تھا۔۔ نشان چھوڑ گیا تھا

۔یوسف جو نظریں جھکائے کھڑا تھا اس نے نظریں اٹھائیں تو اسکو جھٹکا سا لگا وہ متحیر رہ گیا وہ کچھ کہنے لگا تو معراج نے اپنے سامان کو نیچے رکھا اور یوسف کے ہاتھوں پر اپنا ہاتھ رکھا "چاچو آپ نے میرے لیے بہت کچھ کیا ہے اگر میں اپنی زندگی بھی آپ پر قربان کر دوں تو آپ کا قرض واپس ادا نہیں کر سکتا"۔

اس نے یوسف کو گلے لگایا "آپ اور دادا۔ میرے لیے اللہ کی طرف سے تحفہ تھے اور میں آپ دونوں کی قدر کرتا ہوں مگر مجھے جانا ہو گا۔"۔

مہمت رنجیدگی سے معراج کو دیکھ رہا تھا شائید اس کو افسوس ہو رہا تھا جو کچھ اس نے معراج کے ساتھ کیا تھا مگر اس افسوس کا کیا فائیدہ جب چِڑیاں چُگ گئیں کھیت۔۔

معراج یوسف سے گلے لگ کر پیچھے ہوا تو اس نے دیکھا یوسف کی آنکھوں میں کھارا پانی ہے جسکو بہنے سے یوسف نے روکا ہوا ہے۔۔ اس نے مسکرا کر یوسف کی آنکھوں کے آنسو اپنے دونوں ہاتھوں سے صاف کئے اور بھاری دل کے ساتھ اپنا سامان اٹھایا۔۔ دیدنہ شنید وہ آگے بڑھ گیا۔۔ ہیوی بائیک کے پاس رک کر اس نے اپنا بیگ۔ ہیوی بائیک پر رکھا۔

اس نے احتیاط سے منی ایکویریم کو موٹر سائیکل کی سلاخوں پر لٹکا دیا، جو اس لمحے کے درمیان انفرادیت کا ایک لمس تھا۔ جیسے ہی وہ روانہ ہونے کی تیاری کر رہا تھا، ابرش کی آنکھوں میں آنسو آ گئے، اور اس لمحے کی خاموشی نے بہت کچھ کہا۔

یوں لگا جیسے معراج ہر قدم آگے بڑھاتے ہوئے ابرش کے دل کا ایک ٹکڑا اپنے ساتھ لے گیا ہو۔ موٹر سائیکل زندگی کے لیے گرج رہی تھی، اور آواز سکوت بھری ہوا کو بکھرتی ہوئی محسوس ہوتی تھی۔

ابرش کا دل ٹوٹ گیا, معراج اب آہستہ سے ڈولتے ہوئے منی ایکویریم کے ساتھ گیٹ کی طرف بڑھا۔ اسے رخصت ہوتے دیکھ کر ایسا لگا جیسے وہ نہ صرف جسمانی رخصتی بلکہ ایک جذباتی گواہی دے رہا ہو، ابرش کی روح معراج کی مدھم ہوتی موجودگی سے جڑی ہوئی تھی ایسا لگ رہا تھا جیسے معراج کے ساتھ ساتھ ابرش کی روح بھی اس کے جسم سے نکل رہی ہو۔

جب بائیک گیٹ سے باہر چل دی تو ابرش نے گہرا سانس لیا اور اپنی ہچکیوں پر قابو پانے کی کوشش کی وہ سب سے اپنے جذبات چھپانا چاہتی تھی مگر وہ ان ہچکیوں پر اپنے آنسوؤں پر قابو نہ رکھ پا رہی تھی۔

ایک تیز حرکت کے ساتھ وہ اس جگہ سے پلٹی اور اندر گھر کے جانب بھاگی یوسف نے ایک نظر ابرش کو دیکھا تو اس نے کرب سے آنکھیں مینچ لیں وہ بنٹا ہوا تھا اس کو کچھ سمجھ نہیں آ رہی تھی وہ کیا کرے ۔۔عفاف نے ابرش کو اندر جاتے دیکھا باوجود اس کے کہ ابرش اسے ناراض ہے اور ان تلخیوں کی ذمہ دار وہ عفاف کو ٹھہرا رہی ہے ان تمام باتوں کو نظر انداز کرتے وہ ابرش کے پیچھے گئی۔۔۔۔۔ہوا میں تناؤ بڑھا رہا۔

جب نازش بولی "جبرائیل کو اسپتال لے کر چلیں" جبرائیل نے نازش کو دیکھا سرد روی سے بولا "ضرورت نہیں ہے سر پھٹا ہے کھوپڑی پر گولی نہیں لگی میں دیکھ لوں گا" ایک سپاٹ نظر سکندر پر ڈال کر وہ گھر کے جانب پلٹا ہمت بس اسے جاتے دیکھ رہا تھا۔ اس نے بس کندھے اچکا دیے کچھ دیر کے توقف اور سوچ کے بعد اس نے

جبرائیل کے پیچھے جانے کا فیصلہ کیا۔۔۔۔

یوسف نے دادی کو دیکھا پھر سکندر کو اور تلخی سے بولا "اسی بات کا ڈر تھا مجھے میں نے تمہیں شروع دن سے کہا تھا سکندر کہ بچوں کے درمیان فرق مت کرو دیکھو لو آج کیا ہوا ہے"۔

سکندر نے سر جھٹکا وہ اب بھی اپنی غلطی ماننے کو تیار نہ تھا وہ ٹھسے سے یوسف کو بولا "بات عفاف اور جبرائیل کی ہے۔ یوسف عفاف کی شادی جبرائیل سے ہو گی" یوسف مسکرایا اور سر کو ایسے طنزیہ جنبش دی جیسے کہہ رہا ہو جی بالکل جیسے حلوا ہے۔

وہ سکندر کے جانب قدم بڑھاتے گیا اور اس کی آنکھوں میں آنکھیں مِلا کر بولا "اب ایسا نہیں ہو گا پہلے معراج کے ساتھ بہت غلط ہو چکا ہے اسکو وہ ہی ملے گا جو وہ چاہتا ہے"۔

سکندر بھی اس کی آنکھوں میں آنکھیں ملا کر بولا "اور تیری بیٹی کیا چاہتی ہے"۔ یوسف نے آنکھیں جھکا لیں اور آہ بھری سکندر اسے بولا "اپنی بیٹی کے بارے میں سوچو یوسف کہ وہ کیا چاہتی ہے ایک مرتبہ باپ بن کر سوچو"۔

یوسف تلخ مسکرایا "شائد یہ بات تم اپنی لائیف کے معاملات میں بھی استعمال۔ کرتے تو کتنا اچھا ہوتا آج سب پر سکون ہوتا"

یوسف پھر بولا "خیر مجھے سوچنا ہے مجھے کچھ وقت چاہئے مجھے سمجھ نہیں آرہی کیا کروں"۔

سکندر نے اس کے جذبات کی بازگشت کی اور اس کی تلخ مگر حقیقت بات کو نظر انداز کیا "ٹھیک ہے اندر چلو"۔۔

تماشہ ختم ہو چکا تھا اور سب باری باری کچھ دیر کے توقف و سوچ کے بعد اندر جانا شروع ہو جاتے آہستہ آہستہ لان خالی ہو گیا اور پیچھے دوبارہ سناٹا اور خاموشی رہ گئی۔۔

.....°.....

چند مہینوں بعد: تبدیلیوں کی داستان

جیسے ہی موسم گرما کی گرمی کے بعد سردی نے اپنی سردی کو سمیٹ لیا، معراج ایک معمہ بن کر رہ گیا، جیسے کوئی حل نہ ہوا ہو۔

یوں محسوس ہوا جیسے وہ زمین میں غائب ہو گیا ہو یا آسمان پر اٹھا لیا گیا ہو، بدلتے موسموں کو چھوڑ کر بے یقینی کی کیفیت میں اپنا ٹھکانہ اوڑھ لیا ہو۔

یوسف نے اپنی انتھک جستجو میں معراج کو ڈھونڈنے کی کوشش کی لیکن وہ یقین کی شگافوں سے اس طرح پھسل گیا جیسے ہوا کے جھونکے سے پتے اُڑ جاتے ہیں۔

ہر تلاش یوسف کے اعتماد پر چھا گئی، اس پر اداسی کا سایہ پڑ گیا۔ معراج کو تلاش کرنے کا سفر بدلتے موسموں کی طرح کھلا، ادھوری تلاشوں کی ایک پُر جوش کہانی جو دوبارہ ملاپ کے خاموش درد کی بازگشت کرتی ہے جو کہ اب بھی نہیں ہے۔۔۔

گرمیوں سے سردیاں آچکی تھیں مگر معراج کے بارے میں کچھ معلوم نہیں تھا۔ وہ بغیر کسی سراغ کے غائب ہو گیا تھا، جیسے زمین اسے نگل گئی ہو یا آسمان اسے کھا گیا ہو۔ یوسف کا کمرہ گرم تھا، دائیں جانب چمنی میں آگ کڑک رہی تھی اور وہ بیڈ کے کنارے پر سر جھکائے بیٹھا تھا۔

وہ ایک ٹوٹا ہوا آدمی لگ رہا تھا، اپنے خیالوں میں گم تھا۔ انجلینا خاموشی سے کمرے میں داخل ہوئی اور اس کے پاس بیٹھ گئی۔

اس نے سوپ کا پیالہ اس کے سامنے میز پر رکھا۔ سوپ کی بھاپ اوپر اٹھ رہی تھی، لیکن یوسف کو اس کا دھیان نہیں تھا۔

انجلینا نے نرمی سے اس کے کندھے کو چھوا اور تشویش سے اسے دیکھا۔

"کیا ہوا یوسف! تم کچھ دنوں سے کہیں کھوئے ہوئے لگ رہے ہو،۔" وہ نرمی سے بولی۔

یوسف اس کی موجودگی سے چونکا اور مسکرانے پر مجبور ہو گیا۔ اس نے تھکی ہوئی نظروں سے اسے دیکھا "انجلینا فکر نہ کرو۔۔"۔

کچھ وقت کے توقف کے بعد وہ بولا "میں اس سال تمہارے ساتھ اٹلی نہیں جا سکتا۔ کرسمس کے لیے کیا تم اکیلی جا سکتی ہو؟ بچوں کو اپنے ساتھ لے جاؤ تاکہ ان کا دماغ مصروف ہو جائے۔ مختلف سرگرمیوں کے ساتھ۔"۔

انجلینا اطمینان سے مسکرائی اور اس کا کندھا تھپتھپایا۔ اس نے اسے تسلی دینے کی کوشش کی، "یوسف فکر نہ کرو، سب ٹھیک ہے۔ میں نے پہلے ہی ماما سے معافی مانگ لی ہے۔ اور وہ سمجھتی ہیں کہ گھر کے حالات کیسے ہیں"۔

وہ رکی اور گھبراہٹ سے ہاتھ مروڑا۔ اس نے اداس لہجے میں کہا، "اور گھر کا ماحول بہت اداس ہے، میرے دل کو سکون نہیں ہے، ہماری دونوں بیٹیاں بہت اداس ہیں، ابرش بہت باتیں کرتی تھی، وہ اتنی زندہ دل تھی، اب وہ خاموش ہو گئی اور پیچھے ہٹ گئی۔ اور عفاف، وہ اب مشکل سے مسکراتی ہے۔"۔

اس نے آہ بھری اور آنکھیں نیچی کر لیں۔ "خدا ہماری پریشانیاں دور کرے۔"۔

اس نے گہری نظروں سے یوسف کی طرف دیکھا۔

"معراج کا کچھ پتا چلا۔" وہ جھجکتے ہوئے بولی۔

سامنے کی شیشے کی بڑی کھڑکی سے باہر کا منظر دیکھا جا سکتا تھا۔ دھند گھنی اور سرمئی تھی جس نے ہر چیز کو راز کے پردے میں ڈھانپ رکھا تھا۔

یوسف نے گہرا سانس لیا اور سر ہلایا۔ اس نے مایوسی سے کہا، "مجھے کچھ نہیں معلوم۔ مجھے نہیں معلوم کہ وہ کہاں ہے، کیا کر رہا ہے، کیوں چلا گیا ہے۔ مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہا ہے کہ میں کیا کروں؟ کس کی سنوں؟"۔

انجلینا نے کہا، "اپنے دل کی بات سنو، یوسف، اپنی بیٹیوں کی بات سنو، انہیں تمہاری ضرورت ہے، وہ تم سے پیار کرتیں ہیں اور۔ جب بچوں کی بات آتی ہے تو بعض اوقات، والدین کو بچوں کی خوشی کے لیے خود غرض ہونا پڑتا ہے۔"۔

یوسف نے الجھن سے انجلینا کی طرف دیکھا۔ "اگر عفاف کی جبرائیل سے شادی ہو جائے تو وہ خوش ہوں گے۔ لیکن معراج کا کیا؟ وہ اس سے بہت پیار کرتا ہے، میں اسے کیسے دھوکہ دوں؟"۔

انجلینا نے مسکراتے ہوئے کہا" اِبرش وہ اسے اپنی محبت سے اس کے غم بھلا دے گی۔ وہ اس کی دیکھ بھال کرے گی۔ وہ اسے ٹھیک کر سکتی ہے۔" یوسف نے پھر کہا، "اور مہمت، وہ ابرش سے کتنا پیار کرتا ہے۔ اس کا کیا بنے گا؟" انجلینا نے ایک گہرا سانس لیا اور کہا۔

"مہمت ایک اچھا دوست ہے، یوسف، لیکن وہ ابرش کے لیے نہیں ہے، وہ جانتا ہے، وہ سمجھ جائے گا، وہ آگے بڑھے گا، وہ کسی اور کو تلاش کرے گا،

۔ آپ بس اس سب کو ایسے برقرار مت رکھو دو کشتیوں کا مسافر کہیں کا نہیں رہتا۔ آپ اپنے آپ کو اور اپنی بیٹیوں کو بھی الجھا رہے ہو فیصلہ کرو یوسف، تاکہ ان دو کو اپنے راستے کا علم ہو۔ ورنہ وہ راستہ سے اوجھل رہیں گیں۔۔"۔

یوسف نے اثبات میں سر ہلایا۔ "میں اس کے بارے میں سوچوں گا، مجھے ابھی کچھ اور وقت چاہیے۔"۔

انجلینا نے سوپ کی طرف دیکھا۔ "سوپ ٹھنڈا ہو گیا ہے میں اسے گرم کر کے لاتی ہوں"۔

یوسف نے اسے روکا۔ "رہنے دو میں جا کر اسے گرم کرتا ہوں۔" وہ بستر سے اٹھا اور پیالہ لے لیا۔

وہ انجلینا کو تشکریہ مسکراتے بولا، "شکریہ انجلینا۔ یہاں ہونے کا شکریہ۔ مجھے سمجھنے کا شکریہ"۔

انجلینا نے اسے اٹھتے دیکھا اور واپس مسکرا دی۔ "یوسف آپ بہت اچھے ہیں آپ کے لیے جتنا کروں اتنا کم ہے"۔

یوسف نے اس کے گال کے نیچے ہاتھ رکھا اور اس کا گال تھپتھپایا۔ وہ پلٹا اور دروازے کے جانب بڑھا۔ اس نے اسے کمرے سے نکلتے دیکھا اور اسے اس پر ترس آیا۔ اسے امید تھی کہ وہ جلد ہی اپنا راستہ تلاش کر لے گا۔ اسے امید تھی کہ وہ سب کر لے گے۔۔۔

•••••••ΔΔ•••••••

اگلا دن تھا اور موسم ٹھنڈا اور دھند آلود تھا۔ عفاف نے سر پر ٹوپی پہن رکھی تھی

یہ ایک سرخی مائل بادامی رنگ کی بنی ہوئی اونی ٹوپی تھی جس کے اوپر ایک پھولے دار سفید پوم پوم لگا ہوا تھا۔

کانوں کو گرم رکھنے کے لیے دونوں طرف ڈھیلے ڈھالے ائیر فلپز تھے جس کے نیچے دو گول پوم پوم لٹک رہے تھے۔

اس کے گھنگریالے بال اس کی ٹوپی سے باہر نکل رہے تھے اور کندھوں سے نیچے گر رہے تھے اس نے لمبا کوٹ، جینز اور جوگرز پہن رکھے تھے۔ وہ اوپن ووڈن ہٹ میں ایک بینچ پر بیٹھی تھی۔ اس ہٹ کے پلرز اور چھت پر بیلیں اور پودے تھے

۔۔وہ جس بینچ پر بیٹھی تھی اسے کچھ آگے نیچے زمین پر ایک گڑھا تھا جس میں آگ جل رہی تھی اس نے خود کو توانائی و حرارت پہنچانے کے لیے آگ کے عین اوپر دونوں ہاتھ رکھے تھے۔۔۔

وہ گہری سوچ میں ڈوبی ہوئی تھی جب اسے اپنے پاس بیٹھے کسی کی موجودگی محسوس ہوئی۔

اس نے برابر دیکھا تو جبرائیل تھا، درمیانے گھنگریالے بال، لمبا کوٹ، ٹرٹل نیک سویٹر، اور سیاہ ڈریس پینٹ اور چیلسی شوز پہنے تھا۔۔

وہ ٹانگیں اڑا کر بیٹھا اسے مسکراہٹ سے دیکھ رہا تھا۔

آسمانی نیلی آنکھیں سمندری نیلی آنکھوں سے ملیں تو وقت کچھ ثانیے ساکت رہا پھر وقت میں حرکت آئی جبرائیل جو اسے ہنوز دیکھے جا رہا تھا عفاف نے اسے دیکھ سوالیہ شانے اچکائے

"کیا؟"۔

اس نے گردن نیچے کی وہ مسکرایا پھر اسے دیکھتا بولا "تم ایلسا کی طرح لگتی ہو تمہیں کسی نے بتایا ہے"۔

عفاف نے آنکھیں گھما کر اپنا ہاتھ آگ سے دور کر دیا۔ وہ محظوظ نہیں ہوئی۔۔۔ جبرائیل آگے بڑھا اور آگ کے اوپر ہاتھ رکھ کر عفاف کے قریب جانے کی کوشش کی۔

"کن سوچوں میں گم ہو؟"۔

جبرائیل نے ٹوپی سے ملحق ائیر فلیپز کو کھینچتے پوچھا. کہ عفاف نے اسے تنگ نظروں سے دیکھا پھر اس نے ایک گہرا سانس لیا اور اس کے منہ سے دھواں نکلا۔

وہ پریشان نظر آرہی تھی "میں پریشان ہوں، جبرائیل،"۔

جبرائیل نے تشویش سے اسے دیکھا۔ "کیوں؟"۔۔

عفاف نے اداس نظروں سے اسے دیکھا۔ "معراج کے لیے۔۔۔ وہ کہاں ہو گا؟" جبرائیل پیچھے ہوا اور ٹیک لگائی اور سینے پر بازو باندھ لیے۔

"میرا بھی خیال کرو،"۔

عفاف نے الجھن بھرے لہجے میں اسے دیکھا۔ "کچھ مہینے پہلے تم کہہ رہے تھے کہ تم مجھے پسند نہیں کرتے اور اچانک سب کچھ پلٹ گیا آخر ہوا کیا تھا جبرائیل۔ میں تو کسی بنگالی بابا کے پاس نہیں گئی" اس نے طنزیہ انداز میں کہا۔

جبرائیل نے کندھے اچکا کر آرام سے کام کرنے کی کوشش کی۔ "میں تمہیں کسی اور کا ہوتے ہوئے نہیں دیکھ سکتا۔ بس اتنا سمجھ لو،"۔

عفاف نے اثبات میں سر ہلایا اور سائیڈ سے کچھ لکڑیاں لے کر آگ میں ڈالیں کہ آگ اور بڑھ گئی۔ وہ جبرائیل کی خود غرضی کی وجہ سے اس پر ناراض تھی۔

"وہ سب فساد کرنے سے اچھا تھا جبرائیل تم بابا سے مہذب انداز میں بات کرتے، میں نے تمہیں وارن کیا تھا کہ اپنے غضب پر قابو رکھو ورنہ سب خراب ہو جائے گا مگر تم نے میری ایک نہیں سنی "۔

جبرائیل نے اپنا جبڑا بھینچ لیا اور عفاف کی طرف دیکھا۔ "یوسف چاچو کو معراج کے سوا کوئی نظر نہیں آتا"

۔

عفاف نے کچھ سخت نظروں سے اسے دیکھا۔ اسے جبرائیل کا رویہ پسند نہیں آیا۔ "اگر تم اچھے سے سکون سے بات کرتے تو سب ٹھیک ہو جاتا۔ یہاں تک کہ بابا بھی معراج کو راضی کر لیتے اور وہ بابا کی مرضی اور خوشی کے لیے پیچھے ہٹ جاتا مگر تم نے۔۔"۔

اس نے اسکو تلخی سے اوپر سے نیچے دیکھا پھر سر جھٹکا۔ جبرائیل نے عفاف کے بازو پکڑ کر اسے کچھ جھنجھوڑا۔ وہ عفاف کو اس کے جذبات سمجھانے کے لیے بے چین تھا۔ "میری بات سنو عفاف۔ میں تمھیں ہر چیز سے زیادہ پیار کرتا ہوں. میں تمہیں اپنی آنکھوں کے سامنے کسی اور کا ہوتے ہوئے نہیں دیکھ سکتا۔۔اسے بہتر یہ ہی ہے کہ میں تمہیں جان سے مار دوں۔ اور ساری زندگی تمہاری یاد میں گزار دوں "۔

۔ عفاف نے اپنا ہاتھ اس کی گرفت سے چھڑوایا وہ جبرائیل کے زہریلے رویے سے بیزار تھی اس نے بیزاری سے اسے دیکھا۔

”بات سنو یہ سستے کام نہ کرو سمجھ آئی ہے مجھے ایسی حرکتیں کرنے والے لوگ انتہائی زہر لگتے ہیں دل میرا کرتا ہے ایسے لڑکوں کا منہ نالہ لائی میں ڈال دوں اور تب تک ڈالی رکھوں جب تک وہ بندہ مر نہ جائے یہ Toxic حرکتیں مت کرو“۔

جبرائیل نے اس کی طرف دکھ بھرے لہجے میں دیکھا۔ اسے بھی اپنے انداز پر شدید شرم کا احساس ہوا تھا۔ اس نے گہرا سانس لیا اور خود کو پر سکون کرنے کی کوشش کی۔ ”سنو عفاف۔ ہم دونوں کورٹ میرج کر سکتے ہیں،“۔

عفاف نے خوف زدہ نظروں سے اسے دیکھا۔ جبرائیل کی تجویز سے وہ چونک گئی "جبرائیل تمہاری شخصیت اچھی ہے

تم میں ایک چارم ہے سمجھے۔ خدا کے لیے، اس طرح کی سستی باتیں نہ کرو زہر لگ رہے ہو،“۔

جبرائیل نے اسے سوالیہ دیکھا جیسے وہ اکتا گیا ہو انتظار سے ”پھر تم بتاؤ کیا کریں۔۔“۔

عفاف نے اسے دیکھا اور پھر سامنے۔۔ "صبر کرو جبرائیل۔ صبر کرو. اللہ خیر کرے گا۔“۔

جبرائیل نے تلخ لہجے سے عفاف کی طرف دیکھا۔۔۔ "اگر یوسف چاچو نہیں مانے تو تم معراج سے شادی کر لو گی؟"۔

عفاف نے جبرائیل کو غصے سے دیکھا اور پھر سیدھی ہو گئی۔۔" کبھی نہیں۔ ابرش معراج کو پسند کرتی ہے۔"

۔

جبرائیل نے نظریں جھکا کر سر ہلایا۔ جیسے چور کی ڈاڑھی میں تنکا۔۔

عفاف کچھ سیدھی ہوئی اور کڑکتی آگ میں دوبارہ لکڑیاں ڈالیں کہ آگ کچھ دیر بعد بھڑک اٹھی۔۔

جبرائیل کے چند وقت کے توقف کے بعد آواز گونجی یہ آواز اور بات عفاف کے لیے ہیروشیما کے اوپر گرنے والے بمب کی تباہی سے زیادہ گرج دار اور۔ خطرناک بن کر گری۔۔۔

"سچ یار، مہمت ابرش کو پسند کرتا ہے،"

عفاف اس الہام سے چونک گئی وہ نہیں جانتی تھی کہ مہمت کے دل میں ابرش کے لیے جذبات ہیں۔

یہ معاملہ چٹان بن کر عفاف پر گرا۔ اسے اپنا دل ڈوبتا ہوا محسوس ہوا۔ اس کا منہ کھل گیا اور آنکھیں پھیل گئیں آواز نکلنا مشکل تھی۔

۔چند وقت کے صدمے کے بعد وہ آواز باہر نکال پائی۔"یہ کیا کھچڑی ہے یار یہ کیا ہے لوو ٹرائی اینگل ہے یا ریکٹ اینگل حد ہے یار۔۔"

حالات کی نزاکت سے اسے چکر آنے لگے۔۔ جبرائیل کی ناک پھول گئی اور اس نے گردن موڑ دی۔

اسے لگا جیسے وہ کسی جال میں ہے۔ اس نے عفاف کی بات درست کی۔ "یہ زہریلی فروٹ چاٹ ہے،" ۔

عفاف اپنا چہرہ ہاتھوں میں دبوچ کر کرب میں بولی۔۔ "یا اللہ کاش میری ایک اور بہن ہو جاتی۔۔۔ جوائنٹ فیملی بھی ایک عذاب ہے"۔۔۔۔

.....°°°.....

پردہ پوش موسم: غائب ہونے کا راز اور آنے والے پابندیوں کا پیشگوئی خیال

دسمبر سے جنوری اور پھر جنوری سے فروری اور فروری سے اپریل تک معراج کا ٹھکانہ معلوم نہ رہا۔

ایک پورا سال گزر چکا تھا، اور اب گرمیوں نے پچھلے سال کی گرمی کی عکاسی کرتے ہوئے واپس چکر لگا لیا تھا ۔ پھر بھی تپتی گرمی میں معراج کا کوئی نام و نشان نہیں تھا۔ وقت اپنے دھارے سے گزر چکا تھا، موسم اپنے معمول کے مطابق رقص کر رہے تھے، لیکن معراج کا راز ایک اور گرمی کی مانوس گرمی پر سایہ ڈالتا رہا۔

ابرش نے سفید سادہ قمیض اور شلوار پہن رکھی تھی اور اس کے لباس کے بازو کھلے تھے بیل سلیویس ڈیزائن اس نے کھجوری چٹیا بنا کر دائیں شانے سے آگے کر کے نیچے کو گرنے دی تھی ساتھ ہی اس کا دوپٹہ اس کے دائیں کندھے پر تھا۔

وہ بغیر جوتوں کے گھاس پر چل رہی تھی۔ وہ آگے جا رہی تھی اس بات سے بے خبر کہ ایک کانچ کا ٹکڑا جو نوکیلا اور تیز دھار ہے اوپر کو اٹھا ہے۔

وہ آگے بڑھ رہی تھی اس کا پیر اوپر کو اٹھا اور نوک پر لگنے لگا کہ اچانک کسی نے شیشے پر ہاتھ رکھا اور اس ہاتھ پر ابرش کا پاؤں۔

ابرش نے نیچے دیکھا تو چونک گئی۔ مہمت اس کے پیروں تلے اپنی ہتھیلی رکھے ہوئے تھا۔ مہمت مسکرایا۔ ابرش چونک گئی۔

"یا اللہ." اس نے اپنا پاؤں پیچھے ہٹایا۔

مہمت اٹھا مہمت نے سٹیل گرے رنگ کی ڈریس پینٹ اور سفید شرٹ پہنے ہوئے تھا اس کی شرٹ پینٹ میں اچھے سے ٹک کی گئی تھی اور شرٹ کے کف لپٹے ہوئے تھے۔ اور اس کے بازو کی ابھری ہوئی رگیں سورج کی روشنی کی وجہ سے دکھائی دے رہی تھیں۔

"تم پاگل ہو." ابرش چونک گئی۔

مہمت کی ہتھیلی کی پشت سے خون بہہ رہا تھا۔ اور گلاس اس کے ہاتھ کی پشت کے اندر تھا، شکر ہے گلاس چھوٹا تھا۔

ابرش کی نظر اس زخم پر پڑی تو وہ ہانپ گئ "میرے اللہ" وہ فوراً اس کے جانب بڑھی اور اس کا ہاتھ تھام لیا اور کانچ باہر نکالنے لگی۔۔ "مجھے بتا سکتے تھے تم۔"

سبز آنکھیں بھوری آنکھوں سے بند ہو گئیں اور ایک لمحے کے لیے وقت جمتا دکھائی دیا۔ وہ اس کی باتیں نہیں سن رہا تھا۔ وہ صرف گرمجوشی سے مسکرایا، اس کی آنکھوں میں تشویش کو جذب کیا۔ اس لمحے میں، دنیا میں کوئی بھی چیز اس سے زیادہ خوشی محسوس نہیں کر سکتی تھی۔ گویا ان کے درمیان ایک بے ساختہ مفاہمت کا تبادلہ ہوا، ایک خاموش وعدہ دیا گیا اور موصول ہوا، دل کی زبان میں الفاظ سے ماورا۔ وہ اس کو اسی شدت سے دیکھتے بولا۔۔

۔"میں کب سے تمہیں آواز دے رہا تھا مگر تم نے مجھے نوٹس ہی نہیں کیا۔ کیا پتا اب کر لو، خیر اگر تمہارا خون نکلتا تو مجھے زیادہ تکلیف ہوتی، یہ زخم کچھ نہیں، تمہارا خون زیادہ قیمتی ہے۔"۔

ہاں، وہ اپنے خون کی اہمیت کو کم کر سکتا ہے، لیکن اس کے دل میں ابرش کے خون کی اہمیت اس کے وجود کا خزانہ ہے۔

اس کی دنیا میں، یہ ایک ایسی قیمت رکھتا ہے جو الفاظ سے بالاتر ہے، ایک انمول جوہر جو اس کے بنیادی وجود کی وضاحت کرتا ہے۔۔

ابرش نے اسے گھورتے ہوئے سر اٹھایا۔ "رومیو مت بنو، تم مجھے ایک طرف دھکیل سکتے تھے یا اور بھی طریقے کار تھے۔"

مہمت مسکرایا" ملکہ کو آج تک کسی نے دھکا دیا ہے اور مجھے جو اس وقت سمجھ آیا میں نے کر دیا"۔

دفعتاً ابرش نے اپنے لمبے، تراشے ناخنوں کی مدد سے اس کانچ کو نکالا تو خون ابل پڑا۔۔ابرش نے وہ کانچ مہمت کو تھمایا۔۔"اس کو پکڑو جلدی"مہمت نے اس کانچ کو پکڑا جس پر خون تھا۔۔

ابرش نے تیزی سے اپنا دوپٹہ اتارا اور جلدی سے دوپٹہ اس کے ہتھیلی پر باندھ لیا۔۔۔اس نے کپڑے کو اچھے سے کس دیا کہ خون نہ نکلے۔۔۔اس نے مہمت کا ہاتھ پکڑا اور اپنے ہمراہ ایک بینچ کے جانب لے کر گئی بینچ کے عین اوپر درخت تھا اور بینچ درخت کے سائے میں۔

ان کے سامنے پھولوں پر تتلیاں اڑ رہی تھیں۔۔۔

۔"تم یہیں انتظار کرو، میں جا کر فرسٹ ایڈ باکس لے آتی ہوں۔"۔

اس نے مہمت کے ہاتھوں سے کانچ لیا اور اس کو بینچ کے دائیں جانب موجود کوڑے دان میں ڈال دیا۔۔۔وہ تیزی سے گھر کے جانب بھاگی۔۔اور مہمت اس کو جاتا دیکھتا رہا۔۔

•••••••••°°°•••••••••

کچھ دیر بعد ابرش ہاتھ میں فرسٹ ایڈ باکس تھامے واپس آئی۔ وہ بینچ کی طرف بڑھی جہاں مہمت ایک بڑے درخت کے سائے میں بیٹھا تھا۔

ہلکی ہلکی بادصبا کے ساتھ درخت لرزنے لگا اور اپنے ارد گرد پتوں اور پنکھڑیوں کی بارش بھیج رہا تھا۔

مہمت نے اپنی رگوں میں توانائی کی لہر محسوس کی۔

اس نے نظر اٹھا کر دیکھا تو درخت کی چوٹی پر چڑیوں کا ایک جوڑا مسلسل سٹیاں بجا رہا تھا۔ وہ کسی سوچ میں مسکرایا۔۔ ابرش اس کے پاس بیٹھ گئی اور نرمی سے سفید دوپٹہ اتارا جو اس کے زخمی ہاتھ کے گرد لپٹا ہوا تھا۔

کپڑا خون سے رنگا ہوا تھا، جو دوپٹے کے سفید رنگ سے بالکل برعکس تھا۔ زخم کو دیکھ کر وہ جھک گئی، جو گہرا اور بدصورت تھا۔

اس نے جلدی سے دوپٹہ ہٹایا اور کٹے ہوئے ایک روئی کا پیڈ اس زخم پر رکھا اور دبایا، اس امید پر کہ خون بہنے سے رک جائے۔

مہمت کو درد کا ایک ڈنک محسوس ہوا، لیکن اس نے نظر انداز کیا۔۔ وہ اس کے چہرے کو دیکھنے میں بہت مصروف تھا جس میں تشویش اور نرمی کی آمیزش تھی۔

اسے اپنے سینے میں ایک گرمجوشی محسوس ہوئی، جیسے اس کا دل پگھل رہا ہو۔

وہ آگے بڑھ کر اس کے گال کو چھونا چاہتا تھا، لیکن اس کی ہمت نہیں تھی۔

اس نے صرف تعریف اور تشکر سے اسے دیکھا، جیسے دنیا رک گئی ہو اور وہ کسی اور کو دیکھنا نہ چاہتا ہو ابرش کے آگے اکثر اس کے لیے باقی دنیا دھندلا جاتی تھی۔

ابرش اس کی گھوریاں محسوس کر سکتی تھی مگر اس نے۔ گھوریوں کو نظر انداز کیا اور جانفشانی سے کام پر توجہ دی۔

۔۔اس نے جراثیم کش دوا کی بوتل کھول کر اس کی ہتھیلی کی پشت پر ڈالی۔ وہ ہلکا سا جھک گیا لیکن اس نے اس کا ہاتھ مضبوطی سے تھام لیا۔

اس نے اس کی آنکھوں میں دیکھا اور سرگوشی کی، "یہ ٹھیک ہے، یہ جلد ٹھیک ہو جائے گا۔"۔

اس نے سر ہلایا اور اپنی ریڑھ کی ہڈی میں کپکپاہٹ محسوس کی۔ اسے اس کی آواز بہت پسند تھی جو نرم اور پر سکون تھی۔

اس نے چاہا کہ وہ مزید کہے لیکن وہ خاموش رہی۔ اس نے اس کے ہاتھ کے گرد پٹی لپیٹی اور اسے حفاظتی پن سے محفوظ کیا۔

اس نے ایک گہرا سانس لیا اور آہ بھری، "ہو گیا۔"۔۔

ابرش کا چہرہ واقعی میں بدل چکا تھا پہلے جو اس کے اندر چلبلا انداز تھا وہ اب نہ تھا وہ بہت سنجیدہ دیکھائی دیتی تھی۔

وہ ڈبے میں سامان رکھنے لگی جب وہ بولی "مجھے جو زخم لگ رہا تھا لگنے دیتے کبھی بھی کسی دوسرے کے لیے خود کو زخمی نہیں کرنا چاہیئے"۔

مہمت اسے بغور محبت آمیز نگاہوں سے دیکھ رہا تھا جیسے پلک جھپکنا بھول گیا ہو۔

"تم نہیں جانتی مگر تم میرے جسم کا ایک حصہ ہو اور جب تمہیں زخم آتا ہے تو تکلیف مجھے ہوتی ہے میں نے تو بس خود کو تکلیف سے بچایا ہے"۔

کام کرتے ابرش کے ہاتھ رک گئے وہ جو جھولی پر فرسٹ ایڈ باکس رکھے اس میں سامان رکھ رہی تھی اس نے مہمت کو گردن موڑ کر خالی نگاہوں سے دیکھا۔۔

مہمت نے گردن جھکالی اور اسے کچھ رنجیدہ انداز میں بولا۔ ""ابرش تمہیں کیا ہوا ہے تم اپنی باتوں سے ہوا بھر دیتی تھی، لیکن اب خاموشی نے سب کچھ چھپا دیا ہے، ایسا لگتا ہے جیسے دنیا گونگی ہو گئی ہو سورج کی روشنی غائب ہو گئی ہو، اس جگہ کو خالی قبرستان کی طرح چھوڑ کر،۔۔"۔

اس نے گہرا سانس لیا نظریں نیچے کیں پھر ابرش کو دیکھا "ابرش پلیز تم خوش رہا کرو تم دکھی ہوتی ہو تو میرا دل بہت اداس ہو جاتا ہے آئی نو کہ یہ تمہارے لیے قبل اعتماد بات نہیں ہے مگر یہ حقیقت ہے کاش میں تمہیں اپنا دل دکھا سکتا"۔۔

ابرش چند ثانیے خاموش رہی اور اسکو انہماک سے دیکھتی رہی "تم مجھ سے محبت کرتے ہو مہمت"۔

اوپر موجود چڑیائیں اپنی جگہ سے اٹھیں اور انکے اوپر سے اڑتیں دور درخت کی ٹہنی پر جا کر بیٹھیں انکے چہچہل شور نے ماحول کو بھر دیا۔

مہمت مسکرایا "کیا محبت کا اظہار الفاظ کے ساتھ ضروری ہے۔ میں جو تمہاری فکر کرتا ہوں کیوں کرتا ہوں "؟۔

سامنے موجود گلاب کے پھول پر ایک تتلی اڑ کر قریبی پھول پر جا پڑی۔ اس نے اپنے پروں کو پھڑ پھڑا کر ہلکی ہوا کا جھونکا پیدا کیا۔۔

ابرش نے فرسٹ ایڈ باکس کو ساتھ رکھا "تم کیا کر سکتے ہو میری محبت میں "۔

اس نے دوبارہ اپنا رخ مہمت کی جانب کیا۔ مہمت کو کچھ سمجھ نہیں آئی۔۔وہ مسکرایا مگر تاصر نہ سمجھی کا تھا شانے ہلکے سے اچکائے۔

"محبت میں تو انسان کچھ بھی کر سکتا ہے "۔

اس کی بات ابرش نے کاٹی "قتل بھی "اس نے گہری نظروں سے مہمت کو دیکھا۔

سناٹا رہا مہمت چونک گیا وہ ابرش کو چند وقت تک خاموش نظروں سے دیکھتا رہا بے یقینی میں وہ بمشکل لب کھول پایا" قتل "؟۔

ابرش نے مہمت کو دیکھا اور نظریں چرا لیں "معراج کو میں پسند کرتی ہوں مگر معراج عفاف کو معراج مجھے تب ہی پسند کر سکتا ہے جب قتل ہو۔۔"۔

مہمت چونک گیا اس کے گلے کی گلٹی ابھر کر معدوم ہوئی اس نے بے اعتنائی سے ابرش کو دیکھا یہ وہ ہی ابرش تھی جس کو وہ چاہتا تھا وہ اس قدر سنگ دل تھی

۔ابرش نے مہمت کو دیکھا اس کی نظروں میں التجا اور ڈھروں امیدیں تھیں۔۔

"کیا تم ایسا کرو گے"۔۔

مہمت ہنوز اڑی رنگت کے ساتھ ابرش کو دیکھ رہا تھا۔ کہ ایک بہن اپنی بہن کو مروانے کے بارے میں سوچ رہی ہے۔۔اس کا تو مانو جسم سے خون بہہ گیا ہو اور جسم خون سے خالی ہو وہ سفید پڑ چکا تھا۔

•••••••°°°•••••••

صبح کے دو بج رہے تھے جب عفاف کا کمرہ روشنی کے واحد ذریعہ سے آدھا روشن تھا ایک مدھم لیمپ۔

وہ جائے نماز پر بیٹھی ہوئی تھی اور لمبے سجدے میں تھی، اس کی پیشانی زمین کو چھو رہی تھی۔

ابرش اس وقت کمرے میں نہیں تھی وہ اپنی سہیلی کی شادی میں گئی تھی، حالانکہ اس کے لیے اس کا دل نہیں تھا۔

مگر پھر بھی دوستی کا رشتہ بھی نبھانا تھا۔ پچھلا دروازہ کھلتے ہی کمرہ روشن ہو گیا اور کوریڈور سے روشنی کمرے میں آئی۔

کوئی آکر بیڈ کے آخر میں بیٹھ گیا، ہلکی سی کڑکتی ہوئی آواز آئی۔ عفاف اپنے دل میں سکون محسوس کرتے ہوئے سجدے سے اٹھی۔

اس نے دعا کی تھی اور اللہ سے ہدایت اور طاقت مانگی تھی۔

اس نے دعا میں ہاتھ اٹھا کر اپنے چہرے کو چھوا، پھر نظر اٹھا کر یوسف کو دیکھا۔ "بابا،"۔ وہ مسکرائی اس کی آنکھیں محبت اور احترام سے چمک رہی تھیں۔

یوسف واپس مسکرایا، اس کا سینہ فخر سے پھول گیا۔ اسے دنیا کی ہر چیز سے زیادہ اپنی بیٹیوں سے پیار تھا۔

"میری بیٹی زندہ باد۔" اس نے آہستہ سے کہا۔

اس نے بیڈ پر اپنے ساتھ والی جگہ کو تھپکی دی۔ "آؤ یہاں بیٹھو۔"۔

عفاف مسکرائی اور اس کے کندھے پر سر رکھ کر اس کے پاس بیٹھ گئی۔ اس نے اپنے ارد گرد اس کی گرمجوشی کو محسوس کیا۔ اس نے تجسس اور تشویش سے اسے دیکھا۔ "کیا ہوا ہے بابا؟ سب ٹھیک تو ہے نا؟"۔ اس نے اس کے کندھے سے ہلکا سا سر اوپر کیا اور سوالیہ یوسف کو دیکھا۔ "ابھی تو سحری کا وقت ہے اور آپ جاگے

ہوئے ہیں"۔ یوسف نے اس کے گال کو تھپکا"میں بھی تمہاری طرح اللہ سے رہنمائی مانگ رہا تھا بیٹا"۔
عفاف سیدھی ہوئی وہ چونکی نہیں بس وہ سوالیہ اسے دیکھ رہی تھی

یوسف عفاف کو گہری نظروں سے دیکھتے بولا "تم جبرائیل کو۔ چاہتی ہو"۔ عفاف نے نظریں جھکالیں۔

یوسف نے دوبارہ عفاف کو سوالیہ دیکھا "معراج کے جزبات کا کیا ہو گا"

وہ کمزور سا بولی "معراج کو ابرش چاہتی ہے"

یوسف نے اثبات میں سر ہلایا" جانتا ہوں مگر میں تمہارے سے معراج کے بارے میں پوچھ رہا ہوں"

عفاف نے بیزاری محسوس کی اس نے الجھن سے چہرے کے تاثرات بدلے تُن پھُن و اکتائی سی اس نے یوسف کو دیکھا وہ عاجزی سے سر جھکائے آنکھوں میں ڈھیروں امیدیں بھری باپ کو بولی "بابا معراج نہیں پسند مجھے جبرائیل پسند ہے"

عفاف کی آنکھیں آنسوؤں سے بھیگ گئیں۔

یوسف کے چہرے پر سنجیدگی آئی اس نے گردن جھکالی اور نفی میں سر ہلایا "عفاف نے چونک کر یوسف کو دیکھا "مگر ابرش معراج کو پسند کرتی ہے"۔۔

یوسف نے گہرا سانس لیا اور دل پر۔ پتھر رکھ کر وہ یہ بات بولا "ابرش کی شادی مہمت سے ہی ہو گی بیٹا"

یوسف نے عفاف کے گالوں کو اپنے ہاتھوں کے پیالوں میں لے کر اس کی پیشانی کو چوما۔

اور بیڈ سے اٹھا اور عفاف کے سر پر ہاتھ رکھا عفاف رو رہی تھی آنسوؤں سے جیسے اس کا، دل توٹ گیا ہو۔۔

دور خمدار دیوار کے پیچھے سے

جبرائیل قمیص اور شلوار میں ملبوس بائیں طرف سے اعتماد کے ساتھ چلتا آرہا تھا۔ اور سیدھا آتا یکدم عفاف اور یوسف کی آواز سن وہ رک گیا۔۔ یوسف نے عفاف کو یقین دلاتے ہوئے کہا، "معراج تمہیں دیکھ کر بہت خوش ہو گا بیٹی اس کی خوشی میرے ساتھ ملتی ہے۔ فکر نہ کرو، شادی کی تیاری کرو۔ معراج ایک اچھا نوجوان ہے۔"۔

اس نے پیار سے عفاف کے گال تھپتھپائے

جبرائیل کا دل پھٹا ہوا محسوس ہوا دل کی دھڑکن کے احساس نے اسے گھیر لیا تھا۔

جبرائیل کی آنکھوں سے آنسو ٹپکا وہ رنجیدہ عفاف کی سسکیوں کو سنتا رہا۔

یوسف مدھم سا گردن جھکا کر بولا۔۔ "میں چلتا ہوں"

عقب میں عفاف نے اپنا سر ہاتھوں کے پیالوں میں گرا لیا اور توٹ کر رونے لگی۔۔

دیوار کے بیچوں بیچ ساتھ ہی بائیں جانب ایک حصہ تھا جو اندر کی طرف مڑا ہوا تھا، جس سے ایک دھنسی ہوئی جگہ تھی۔ اس مدھم انکلیو کے اندر، ایک شیشہ اور ایک گلدان کھڑا تھا، جو اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا۔

دیوار پھر گوشہ دار کنگرہ شگاف سے باہر کی طرف نکل گئی اور اپنی باقاعدہ شکل دوبارہ شروع کر دی۔

یوسف کو قریب آتے دیکھ کر جبرائیل نے خود کو کونے کے شگاف میں گولے کی طرح چھپا لیا۔

جبرائیل کی چھپی موجودگی سے بے خبر یوسف آنسو پونچھتا ہوا چلا گیا۔

اسرار کا ایک پردہ ہوا میں ڈھل گیا جب یوسف نے یہ جان لیا کہ اس نے اپنے سب سے عزیز کے دل کو زخمی کر دیا ہے۔

پھر بھی، اس نے یہ یقین رکھا کہ مقررہ وقت پر وہ جوابات پیش کر پائے گا۔

جب یوسف وہاں سے چل دیا تو جبرائیل نے جبڑہ بھینچا اور ساتھ دیوار پر اپنا پنجا دے مارا اس کے تاثرات سخت ہو گئے اور ماتھے پر لکیریں ابھر آئیں "ایسا کبھی نہیں ہو گا نہ میں ہونے دوں گا اگر مجھے کچھ بھی کرنا پڑا تو کروں گا۔ مگر عفاف کی شادی معراج سے نہیں ہو گی۔۔"۔

اس نے عزم کیا۔ وہ عفاف کے پاس جا کر اسکو دھلاصہ دینا چاہتا تھا مگر دھلاصے کی ضرورت فل وقت جبرائیل کو تھی دیدنہ شنید وہ وہاں سے پلٹا اور جہاں سے آرہا تھا سیدھا اسی جگہ پر چل دیا۔۔۔

اسرار اور جرم کا پُراسرار آغاز

۱۵اپریل ۲۰۲۴

وقت ۹:۰۰

عفاف ایک خوبصورت سفید بہتے گہرے دار فراک میں ملبوس تھی ہمراہ چوڑی دار پاجامہ اور چوڑی دار آستینیں تھیں جو اس کی جلد کے خلاف چپٹی تھیں۔

اس نے ایک ڈھیلا جوڑا بنایا تھا اور سامنے سے بالوں کی کچھ لٹیں نکلی ہوئی تھیں۔

وہ کچن میں چلی گئی جہاں انجلینا اور نازش کونے میں ٹیبل کے گرد لگی کرسیوں پر بیٹھیں باتیں کرنے میں مصروف تھیں۔

انجلینا نے نظر اٹھا کر دیکھا تو سامنے عفاف کیچن میں داخل ہو رہی تھی انجلینا اسے گھر کے لباس میں دیکھ کچھ چونکی "تم آفس نہیں گئ" انجلینا نے حیرانی سے کہا۔

عفاف نے اپنا دوپٹہ دائیں کندھے سے کھینچ کر اسکو کچھ نیچے کرتے دونوں طرف باندھ دیا۔

وہ دھیمے سے مسکرائی اور بولی، "نہیں موم آج میرا دل نہیں تھا۔ ابرش بھی نہیں ہے اس لیے میں نہیں گئی، کاش وہ جلد واپس آجائے، میں اسے دیکھنا چاہتی ہوں۔"۔

اس نے مسز جاسمین اور فائقہ کی طرف دیکھا جو دور کچن کاؤنٹر پر کام کر رہی تھیں۔ اس نے ان دونوں کو سلام کیا دونوں نے عفاف کے سلام کا ہم آواز ہو کر جواب دیا۔ اور پھر اپنے کام میں لگ گئیں عفاف ان کے پاس آئی اور پوچھا، "کیا بنا رہی ہیں؟" جاسمین نے ایک نظر اسکو مسکرا کر دیکھا "ہم دوپہر کے کھانے کی تیاری کر رہی ہیں۔ رات کا کچھ پلین نہیں کیا کیونکہ آج رات ، سب اپنی بیویوں کے ساتھ پارٹی میں جائیں گے۔"۔

اس کی مراد یوسف اور انجلینا، نازش اور سکندر، نورین اور چنگیز تھے جو آج رات ایک بزنس پارٹی میں جا رہے تھے۔

عفاف نے نازش اور انجلینا کو وہاں بیٹھے دیکھا اور ہونٹوں کو ستائشی جنبش دی۔

فائقہ جو آلو چھیل رہی تھی کہنے لگی "آج رات صرف آپ لوگ ہی ہیں سب بچے آپ، بتاؤ کیا کھانا ہے؟۔

عفاف نے الجھا ہوا چہرہ بنا کر کہا، "مجھے بھوک نہیں ہے۔ صبح سے میرا دل عجیب سا محسوس کر رہا ہے۔ پتہ نہیں کیوں؟"۔

اس نے ماتھے پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا، "ٹھیک ہے، پھر میں دادی سے ملنے جا رہی ہوں۔"۔

انجلینا کو کچھ کھٹکا اور وہ اپنی سیٹ سے اٹھ کر عفاف کے پاس چلی گئی۔

اس نے عفاف کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں لیا اور سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔ "کیا ہو رہا ہے عفاف؟ سب ٹھیک ہے نا؟ تم کچھ مختلف لگ رہی ہو۔"۔

عفاف نے ناقابل یقین انداز میں انجلینا کی طرف دیکھا، "نہیں، کچھ بھی غلط نہیں ہے، ایسا نہیں ہے، سب ٹھیک ہے موم."۔ عفاف نے ایسا کام کیا جیسے کل رات کچھ ہوا ہی نہ ہو، یا جیسے اس کے دماغ میں کچھ نہ ہو۔

وہ اپنی پریشانیوں سے کسی کو پریشان نہیں کرنا چاہتی تھی۔

وہ بہت تازہ دم اور خوش مزاج لگ رہی تھی۔ عفاف نے انجلینا کی ناک کی چٹکی بھری، "ٹینشن مت لیں موم ٹھیک ہوں میں۔" اس نے انجلینا کے گال پر بوسہ دیا اور انجلینا نے جواباً اس کی پیشانی پر بوسہ دیا۔

عفاف کچن سے باہر نکل گئی مگر انجلینا کا دل دھڑک رہا تھا۔

وہ نہ جانے کیوں اتنی گہری نظروں سے عفاف کو دیکھ رہی تھی۔

وہ عفاف کو دیکھتی رہی یہاں تک کہ وہ اس کی نظروں سے اوجھل ہو گئی۔ نازش کی آواز سن کر وہ اپنی سوچوں سے باہر آئی اور اس کے، جانب گئی اور دوبارہ اپنی نشست سنبھال لی اس نے مسکرا کر نازش کو دیکھا نازش نے انجلینا سے پوچھا، "کیا سب ٹھیک ہے؟"

انجلینا کچھ سمجھے بغیر عجیب سی کیفیت میں بولی۔ "مجھے نہیں معلوم۔ جب عفاف نے مجھے گلے لگایا تو میرا دل رو رہا تھا۔ میرے دل کی عجیب کیفیت تھی۔ خدا میری بیٹیوں کی حفاظت کرنا" انجلینا نے التجایہ اوپر دیکھا۔

نازش نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا، "یہ اس لیے کہ وہ پریشان ہے اور تم اس کی پریشانیوں سے پریشان ہو، اسی لیے میں نے تمہیں یوسف بھائی سے بات کرنے کا کہا تھا۔"۔

انجلینا نے ایک گہرا سانس لیا "میں نے بھابھی بات کی ہے پتہ نہیں انہوں نے کیا فیصلہ کیا ہے"۔

اس نے اپنا سر اپنے ہاتھوں میں گرا دیا، بے بسی اور پریشانی محسوس کی۔۔۔

نازش نے اس کی کمر کو تھپکا "اچھا فکر مت کرو سب ٹھیک ہے"

•••••••°°°•••••••

شام ۸:۰۰

شام کے سات بج رہے تھے اور وہ سب داخلی ہال میں، مسلط شیشے کے دروازوں کے ایک جوڑے کے پاس کھڑے تھے جس سے پرے سبز باغ کی جھلک نظر آ رہی تھی۔ دروازے سیاہ دھات سے بنائے گئے تھے، جو پتھر کی دیواروں کے ساتھ ایک حیرت انگیز تضاد پیدا کر رہے تھے۔

دیواریں بناوٹ اور گرم تھیں، جس نے خوبصورت جگہ میں دہاتی دلکشی کا اضافہ کیا۔

ان کے اوپر، ایک بڑی اس کائی لائٹ نے داخلی دروازے کو قدرتی چاند کی چمک سے بھر دیا، بائیں طرف، ایک

چمکتا

میز تھا جس پر ایک جدید لیمپ اور ایک مجسمہ ساز چیز تھی، جس نے کونے میں کچھ دلچسپی اور انداز شامل کیا۔

ان کے دائیں طرف، ایک آرام دہ کشن کے ساتھ ایک لمبا بینچ تھا، فرش ہموار اور چمکدار تھا، کچھ روشنی کو منعکس کر رہا تھا اور علاقے کی کشادگی کو بڑھا رہا تھا۔

داخلی راستہ نفاست اور آرام کا ایک بہترین امتزاج تھا، جو گھر کے باقی حصوں کو دیکھنے کے لیے ان کا استقبال کرتا تھا۔

وہ باہر جانے کے لیے تیار تھے۔ باہر، آسمان شام کے نیلے سے رات میں بدل رہا تھا۔

وہ پارٹی کے لیے تیار تھے، اپنے بہترین لباس اور لوازمات پہنے ہوئے تھے۔

عفاف دھیمے سے مسکراتے ہوئے سب کو الوداع کہنے آئی۔ یوسف واپس مسکرایا اور عفاف کو گلے لگا لیا، جیسے اسے تسلی دے رہا ہو۔ عفاف کی آنکھیں بھیگ گئیں اور آنسو اس کے گال پر بہہ نکلا۔ یوسف نے اسے دیکھا اور اس سے پوچھا، "کیا بات ہے، تم کیوں رو رہی ہو؟"۔

عفاف کو روتا دیکھ کر وہاں موجود سبھی حیران رہ گئے۔ انہوں نے اسے پہلے کبھی اتنا جذباتی نہیں دیکھا تھا۔

عفاف نے نفی میں سر ہلا کر آنسو پونچھے۔ اس نے خوش ہونے کی کوشش کی اور کہا، "کچھ نہیں، بابا میں آج تھوڑا سا اداس محسوس کر رہی ہوں۔ سب مجھے چھوڑ رہے ہیں۔ مرات اپنے دوستوں کے ساتھ باہر گیا ہے، ابرش یہاں نہیں ہے، اور آپ سب پارٹی میں جا رہے ہو۔"

یوسف مسکرایا اور بولا، "پریشان نہ ہو جان۔ ہم جلد واپس آجائیں گے۔ اور ابرش بھی آنے والی ہے، چند گھنٹوں میں۔ اور اگر اکیلا محسوس کرو تو جاسمین آنٹی ہیں انکے پاس بیٹھ جاؤ چمن آرا ہے دادی ہیں سب ہیں آپ کے لیے میری جان "۔

عفاف نے سر ہلایا، لیکن وہ مطمئن نہیں لگ رہی تھی۔ "جی ٹھیک"

یوسف نے اس کا گال تھپتھپایا اور اپنی کلائی پر بندھی گھڑی پر وقت دیکھا "چلو ابھی نکلیں گے تو جلد آجائیں گے اپنا خیال رکھنا" وہ یہ کہتا دروازے سے، باہر چل دیا۔۔

سکندر پیچھے سے آگے آیا باہر جانے کے لیے اس نے

عفاف کے سر پر ہاتھ رکھ کر اسے کہا "بیٹا جیتی رہو اللہ خوش رکھے تمہیں۔"۔

عفاف مسکرائی "شکریہ تایا جان."

سکندر بھی باہر چل دیا۔۔

چنگیز نے بھی اپنا ہاتھ عفاف کے سر پر رکھا اور کہا، ”خیال رکھنا اپنا عفاف۔ ہم جلد آجائیں گے پریشان مت ہونا۔۔"۔

عفاف نے بھی شکریہ ادا کیا۔ یہ کہتا چنگیز باہر جانے لگا تو تینوں خواتین کو دیکھا ”باہر آجایئے سب“۔ یہ کہتا وہ دروازے سے باہر چلا گیا۔۔ انجلینا عفاف کے پاس آئی بے ساختہ

ایک بار پھر عفاف کو گلے لگایا، اس کے دل میں ایک عجیب سا احساس ہوا۔ اسے محسوس ہوا کہ کچھ گڑبڑ ہے، لیکن وہ نہیں جانتی تھی۔ کیا گڑبڑ ہے عفاف نے اسے گلے لگایا اور خلوص بھرے لہجے میں انجلینا کی طرف دیکھا۔ "موم، میں آپ سے پیار کرتی ہوں۔ آپ میری سوتیلی ماں ہیں، لیکن آپ نے مجھے یا ابرش کو کبھی ایسا محسوس نہیں ہونا دیا کہ آپ، ہماری سوتیلی ماں ہیں آئی لو یو موم۔“ عفاف کی آواز کانپ گئی اور آخر کار انجلینا بھی ٹوٹ گئی۔

اس نے روتے ہوئے کہا، "میں بھی تم سے پیار کرتی ہوں، عفاف۔ تم میری بیٹی ہو، تم ابرش مرات تینوں میرے لیے بہت قیمتی ہو۔“ انجلینا نے عفاف کی پیشانی پر بوسا دیا۔۔

نازش اور نورین ہکا بکا رہ گئیں۔ ان کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ وہ دونوں کیوں رو رہی ہیں۔: تم کیوں رو رہے ہو؟ کیا ہو رہا ہے؟" عفاف نے سر ہلایا اور کہا، "کچھ نہیں، کچھ نہیں۔ میں صرف تھوڑی سی جذباتی محسوس کر رہی ہوں۔ مجھے سیریس مت لیں۔"۔

اس نے نیچے دیکھا اور مسکرا دی۔ پھر انجلینا کو دیکھتے وہ ماحول ہلکا کرتے بولی "ٹھیک ہے، موم، روئیں مت. آپ کا میک اپ خراب ہو جائے گا۔"۔

انجلینا نے اپنے آنسو پونچھے اور ہنس دی۔ "یہ واٹر پروف ہے، فکر نہ کرو۔" عفاف بھی ہنس پڑی مگر مجبوری لگ رہی تھی۔

نازش اور نورین نے انجلینا کو بازوؤں سے پکڑا اور داخلی ہال سے باہر لے جانے لگیں۔ "چلو، چلتے ہیں. پارٹی کے لیے دیر نہیں کرنی چاہیے۔" انجلینا نے اثبات میں سر ہلا کر ان کے ہمراہ چلی گئی لیکن وہ پریشان نظروں سے عفاف کی طرف دیکھتی رہی۔

عفاف نے اپنا ہاتھ ہلایا اور کہا، "الوداع موم۔ سبھی کو الوداع. مزے کریں."

الوداعیوں کے الجھے ہوئے جال میں، کچھ الوداعی 'آخری الوداع' کے دائرے میں بدل جاتے ہیں، جس سے دل کے درد کو سائے میں چھپایا جاتا ہے۔

اس نے ان کے پیچھے دروازہ بند کر دیا اس نے تنہائی اور خوف کی لہر محسوس کی۔ وہ حیران تھی کہ اسے کیا ہو رہا ہے۔ اس کی خواہش تھی کہ ابرش اس کے ساتھ ہو۔۔۔

ہم زمین میں بیج کی طرح اپنی خواہشیں بوتے ہیں

امید کرتے ہیں کہ وہ بڑھ کر پھل دیں گے ہماری محنت کا

لیکن کچھ خواہشیں جلدی ہی سوکھ جاتی ہیں یا سڑ جاتی ہیں

ہمیں غم اور تباہی میں چھوڑ دیتی ہیں

ہم کبھی نہیں جانتے کہ کونسی خواہش اگے گی

یا ہم ان تک زندہ رہ کر پہنچ پائیں گے

ہمیں صرف یہ پتہ ہے کہ ہمیں بونا ہے

اور اپنی خواہشوں کو امید میں زندہ رکھنا ہے

مگر کبھی کبھار قسمت اور موت اپنا کھیل دیکھا دیتے ہیں

اور ہماری خواہشات ادھوری رہ جاتی ہیں

•••••••••°°°•••••••••

رات ۹:۰۰

محبت سے حسد کا آغاز میتِ عشق کی شروعات

عفاف کو اپنے جسم میں اچانک سردی محسوس ہوئی، نہ جانے کیوں۔

اس کا چہرہ پیلا پڑ گیا اور اسے بے چینی کی لہر محسوس ہوئی۔

اس کا دل دھڑک رہا تھا اور وہ زور زور سے سانس لے رہی تھی۔

وہ بے قابو ہو کر کانپ رہی تھی اور اس کے ہاتھ کانپ رہے تھے۔

اس نے کھڑکی سے باہر دیکھا اور نیچے لان میں جبرائیل کو ٹہلتے ہوئے دیکھا۔

وہ اس کی موجودگی سے بے خبر سوچ میں گم نظر آ رہا تھا۔

اس نے اپنی ہمت جمع کی اور اپنے آپ سے کہا۔

"مجھے جبرائیل کو بتانا ہو گا، اسے سچ جاننے کا حق ہے۔"

کچھ دیر، بعد لفٹ کا دروازہ، کھلا اور عفاف

لان کی طرف بھاگی۔ جبرائیل نے سیاہ ڈریس شرٹ اور سٹیل گرے ڈریس پینٹ پہن رکھی تھی۔

وہ کسی گہری سوچ میں تھا اور لان میں ٹہل رہا تھا، جو کچھ اس نے سنا تھا اسے سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا۔

وہ حیران اور غصے میں تھا، لیکن الجھن اور چوٹ بھی. وہ عفاف کو ہر چیز سے زیادہ پیار کرتا تھا۔

اسے اپنے پیچھے قدموں کی آہٹ سنائی دی اور پلٹ گیا۔

اس نے عفاف کو گھبرا کر اپنی طرف بھاگتے دیکھا۔ وہ رک کر اسے گھورتا رہا، سمجھ نہیں آرہا تھا کہ کیا کہے یا کرے۔

لان میں کچھ روشنیاں مدھم تھیں جو علاقے کے اردگرد بکھری ہوئی تھیں۔

چاند مکمل اور روشن تھا، گھاس اور درختوں پر چاندی کی چمک تھی۔ رات پرسکون اور پرامن تھی، لیکن ماحول کشیدہ اور بے چین تھا۔

عفاف جبرائیل کے سامنے آکر رکی اور التجا بھری نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔

اس نے بولنے کے لیے منہ کھولا مگر کوئی لفظ نہ نکلا۔

وہ کچھ بھی کہنے سے خوفزدہ اور گھبرائی ہوئی تھی۔

جبرائیل نے عفاف کی حالت دیکھی اور پریشانی کا احساس کیا۔

اس نے سوچا کہ اس کے ساتھ کیا غلط ہے، اور اگر اس کا اس سے کوئی تعلق ہے۔ اس نے اسے پرسکون کرنے کی کوشش کی، "عفاف تم ٹھیک ہو؟" عفاف نے ڈرے ہوئے انداز، میں نفی میں سر کو جنبش دی۔

اس کے ردعمل سے اسے تکلیف کا احساس، ہوا۔

.عفاف نے ایک گہرا سانس لیا" جبرائیل مجھے تم سے کچھ کہنا ہے کچھ ضروری بات ہے۔""۔

جبرائیل نے سر ہلایا اور کہا" آگے بڑھو میں سن رہا ہوں۔"۔

عفاف نے ہچکچاتے ہوئے کہا، "یہ ہماری شادی کی بات ہے۔"۔

جبرائیل نے خوف اور غصے کا ایک جھٹکا محسوس کیا۔ "مجھے بتاؤ کہ تم پیچھے ہٹ رہی ہو، مجھے مت بتاؤ کہ تم کسی اور سے شادی کر رہی ہو۔"۔

عفاف مبہوت رہ گئی """تم سے یہ کس نے کہا؟۔"۔

جبرائیل نے نظریں ہٹا کر کہا، "میں نے کل تمہیں یوسف چاچو سے بات کرتے ہوئے سنا، انہوں نے کہا کہ وہ تمہاری شادی معراج سے کر رہے ہیں، کہ معراج خوش ہو گا"۔

۔ "عفاف نے ہاتھ کی پشت سے اپنے آنسو پونچھے۔ "جبرائیل مجھے صرف تمہاری فکر ہے۔ میں نے کبھی معراج سے ایسے جذبات کا اظہار نہیں کیا۔"۔

عفاف کو دیکھتے ہوئے، جبرائیل نے تسلی دینے والا ہاتھ بڑھایا اور اس کے آنسو پونچھے۔۔، سر ہلا کر حوصلہ بڑھایا اور ہمت کے جسمانی اشارے کے ذریعے خاموش یقین دہانی کرائی۔

اس کے چہرے سے ہمدردی اور عزم دونوں جھلک رہے تھے، اس کے الفاظ کے جذبات سے ہم آہنگ "فکر مت کرو، میں ہر چیز کا خیال رکھوں گا۔۔ سب ٹھیک کر کے میں تمہیں کال کروں گا۔"۔

جیسے ہی عفاف نے آنسوؤں کا مقابلہ کیا، اس نے التجا کی، "پلیز، کچھ کرو۔ میں ڈر گئی ہوں اور تمھارے علاوہ کسی اور کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتی، جبرائیل، پلیز۔"۔اس کے آنسو پونچھتے ہوئے جبرائیل نے اسے تسلی دی، "تمہارا جبرائیل یہاں ہے عفاف۔ میں کچھ غلط نہیں ہونے دوں گا۔ تم مجھ سے شادی کرو گی۔ جاؤ آرام کرو اور خود کو پر سکون کرو۔ میں سب ٹھیک کر دوں گا۔" عفاف نے اثبات میں سر ہلایا، روانگی سے پہلے ایک بھاری مسکراہٹ پیش کی۔ اس دوران جبرائیل نے گہرائی سے سوچا "اب مجھے کچھ کرنا ہو گا"۔۔

.....°°°.....

صبح ۱:۰۰

عفاف کعبہ کی طرف منہ کر کے جائے نماز بچھائے اس پر بیٹھی تھی۔ اس کے سامنے ایک اسٹینڈ پر قرآن پڑا ہوا تھا اور وہ اسے غور سے پڑھ رہی تھی۔ وہ اس آیت پر پہنچی جس میں کہا گیا تھا

(قرآن ۳:۱۸۵)

كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ

عفاف کو اپنی ریڑھ کی ہڈی میں کپکپی محسوس ہوئی اور اس کا چہرہ پیلا پڑ گیا۔

اس نے آنکھیں بند کر کے آسمان کی طرف دیکھا، جیسے اللہ سے کوئی نشانی مانگ رہی ہو۔ وہ سرگوشی میں بولی" اے اللہ میں نہیں جانتی کہ میں تیری نظر میں کیسی ہوں، مجھے نہیں معلوم کہ میں نے تجھے راضی کیا یا ناراض کیا، میں تو بس یہی چاہتی ہوں کہ جب میں قریب المرگ ہوں تو میرے ہونٹوں سے کلمہ شہادت نکلے۔

ایمان کی گواہی، یا اللہ مجھے اپنے نیک عورتوں میں شامل فرما، جنہوں نے تیری رحمت اور بخشش حاصل کی، اور جب میں مر جاؤں تو مجھے اس دنیا سے اچھا انجام، پر امن اور باوقار رخصتی عطا فرما، اے اللہ میں گناہ گار ہوں اور انسان گناہوں کا پُتلا ہے، تو بخشنے والا ہے تو رحیم ہے تو کریم ہے یا اللہ اگر جانے انجانے میں تیری اس گناہ گار بندی سے کوئی کوتاہی ہو گئی ہو تو میں اپنی تمام غلطیوں اور کوتاہیوں کے لیے تجھ سے معافی چاہتی ہوں۔ تو بخشنے والا ہے، تو سننے والا ہے تو ہی اپنے بندوں کو معاف کر سکتا ہے تیری ہی ذات کی یہ شان ہے کہ تو گناہوں کو معاف کرتا ہے تو ہی غلطیوں کو معاف کرتا ہے مجھے بھی معاف کر دے میرے رب۔۔" اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور گالوں پر گر پڑے۔

اس نے انہیں اپنے ہاتھ کی پشت سے صاف کیا، احساس جرم اور خوف۔ وہ نہیں جانتی تھی کیوں، لیکن اسے احساس تھا کہ جلد ہی کچھ ہونے والا ہے۔

ایسی چیز جو اس کی زندگی کو ہمیشہ کے لیے بدل دے گی۔

کچھ ایسا جو اس کے ایمان اور صبر کا امتحان لے۔

اس نے خوف اور اضطراب کا احساس محسوس کیا، بلکہ امید اور اعتماد کی کرن بھی۔

وہ جانتی تھی کہ اللہ سب سے بہتر منصوبہ ساز ہے اور اس نے جو کچھ بھی اس کے لیے مقرر کیا ہے وہ اس کی بھلائی کے لیے ہے۔

اس نے دعا کی کہ وہ اسے آنے والی ہر چیز کا سامنا کرنے کی طاقت اور ہمت دے گا۔ اس نے دعا کی کہ وہ اسے آخرت کے عذاب سے محفوظ رکھے گا۔ اس نے دعا کی کہ وہ اسے جنت میں داخل ہونے والوں میں سے بنائے گا۔ اس نے آنکھیں کھولیں اور اللہ کے کلام میں کچھ سکون اور رہنمائی حاصل کرنے کی امید میں دوبارہ آیت پڑھنا شروع کی جہاں سے اس نے آیت کو پڑھنا چھوڑا تھا۔۔۔۔۔

عفاف دوبارہ قرآن پاک کی تلاوت کر رہی تھی کہ اس کا موبائل بجنے لگا۔ وہ رکی اور پریشانی سے سکرین کی طرف دیکھنے لگی۔ اس نے اپنے آنسو پونچھتے ہوئے بیڈ سائیڈ ٹیبل سے فون اٹھایا۔ ڈسپلے پر "جبرائیل" کا نام چمکا۔

اس نے قرآن بند کیا اور کال کا جواب دیا۔ "ہاں، ہیلو، جبرائیل۔"

اس نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔ وہ اس کی آواز سن کر ہانپ گئی۔ "اس وقت مارگلہ ہلز کیوں؟" اس نے بے یقینی سے سر ہلاتے ہوئے پوچھا۔ "میں نے کب کہا ہے کہ مجھے تم پر یقین نہیں ہے؟ ٹھیک ہے، میں آ رہی ہوں" اس نے ہچکچاتے ہوئے کہا۔ اس نے کال ختم کی اور نفرت بھرا چہرہ بنا کر فون بیڈ پر پھینک دیا۔

اس نے اسٹینڈ سے قرآن اٹھایا اور جائے نماز بند کر دی اس نے اسے اپنے سامنے الماری کے اوپری شیلف پر رکھا۔

اس نے وہی دوپٹہ سر پر پہن رکھا تھا جسے اس نے قدرے ایڈجسٹ کیا۔ اس نے کمرے میں چاروں طرف نظر دوڑائی جیسے کچھ ڈھونڈ رہی ہو۔ پھر اس نے اپنا پرس پکڑا۔۔ دروازے سے باہر جانے سے پہلے وہ ٹھٹک کر رکی اس نے پلٹ کر اپنا کمرہ دیکھا اور چند ثانیے دیکھتے رہی پھر سامنے دیوار پر موجود اپنی ماں اور اپنی اور ابرش کی تصویر دیکھی جس میں دونوں بہنیں ایک سال کی تھیں وہ دیکھ عفاف مسکرائی اس کے آنکھوں سے آنسو کا ایک اور قطرہ ٹپکا اس نے اپنے آنسو صاف کئے اور اپنے پیچھے دروازہ بند کرتے ہوئے کمرے سے باہر نکل گئی۔۔۔۔۔۔۔.....

•••••••••°°°•••••••••

اندھیرے میں، کار ایک چھوٹے سے نقطے میں گھٹتی چلی گئی اس کی بیک لائیٹس ایسی محسوس ہو رہی تھیں جیسے کوئی تارے چمک رہے ہوں جیسے جیسے گاڑی دور جاتی گئی گاڑی کی بیک لائٹز دو تاروں کی طرح نقطوں کی مانند چھوٹی ہوتی گئیں اور ایک وقت میں غائب ہوگئے، قریب سے مشاہدہ کرتے ہوئے ایک پراسرار شخصیت ابھری۔۔ کھمبا روشنی سے زندہ ہوا اس شخصیت کا چہرہ منور ہوا ابرش اس گاڑی کو جاتے دیکھ رہی تھی۔ ابرش نے فون کان سے لگایا اور پلٹی اور گیٹ کے جانب بڑھی، "ہاں، مہمت۔"۔۔۔۔۔۔!!!!!

•••••••••°•••••••••

وہ سب گاڑی میں سوار تھے، اپنے گھر کی طرف جا رہے تھے کہ اچانک یوسف نے اپنے سینے کو جکڑ لیا۔

اسے اپنے دل میں ایک شدید درد محسوس ہوا، جیسے کسی نے اس۔ پر وار کیا ہو۔ سکندر جو موبائل استعمال کر رہا تھا اس نے اسے دیکھا اور تشویش سے اس کی طرف متوجہ ہوا۔ "کیا ہوا یوسف؟" اس نے گھبرا کر پوچھا۔

یوسف نے سانس لینے کی کوشش کرتے ہوئے اپنی شرٹ کے اوپر کے تین بٹن کھولے۔ "پتا نہیں سکندر۔۔۔ میرا دل بہت بے چین ہے" اس کی آواز کانپتی ہوئی بولی۔ اس کی پیشانی پسینے سے لبریز تھی اور آنکھیں خوف سے پھیلی ہوئی تھیں۔

اس کے پاس بیٹھی انجلینا بھی چونک گئی۔

وہ اس کے بازو کو چھونے کے لیے آگے بڑھی اور اس کا بازو مسلا کہ اسکو کچھ راحت ملے مگر اس کا دل اتنی زور سے دھڑک رہا تھا کہ دھڑکن کی آواز انجلینا سن سکتی تھی۔۔

گاڑی میں موجود باقی سب حیران رہ گئے۔ نازش ماحول کو ہلکا کرنے کی کوشش کرتے بولی "شاید اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم کتنی دیر تک ٹریفک میں پھنسے رہے۔"۔

وہ ایک پہاڑی مقام سے آ رہے تھے جہاں مٹی کا تودہ گرا تھا جس کی وجہ سے وہ گھنٹوں تاخیر کا شکار ہو گئے تھے۔

یوسف نے سر ہلایا۔ "نہیں بھابھی کوئی اور بات ہے" اس نے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

اسے ایک عجیب سا احساس ہوا، جیسے کوئی اسے پکار رہا ہو۔ انجلینا نے پریشانی سے اسے دیکھا۔

اور کچھ سوچتے گلے کی گلٹی ابھر کر معدوم ہوئی۔ "تم ہر روز سونے سے پہلے بچوں کو دیکھتے ہو۔ مجھے عفاف کو کال کرنے دو۔" اس نے اپنا فون نکالتے ہوئے کہا۔

اس نے عفاف کی آواز سننے کی امید میں اس کا نمبر ڈائل کیا۔ لیکن اس سے پہلے کہ وہ کال کا بٹن دباتی، چنگیز کے موبائل فون کی گھنٹی بجی۔

سیٹ پر بیٹھے چنگیز نے فون اٹھایا۔ اس نے اپنی ریڑھ کی ہڈی کے نیچے سے سردی محسوس کی۔

اس نے فون کا جواب دیا۔ "ہیلو،،" اس نے گھبرا کر کہا۔

اس نے دوسری طرف سے آواز سنی، اس شخص نے ایسی بات کہی جس سے چنگیز کا خون ٹھنڈا ہو گیا۔ چنگیز ہانپ گیا۔ "کیا؟" اس کے ہاتھوں سے فون پھسل گیا جیسے ہاتھوں میں جان نہ ہو۔

۔ فون جا کر نرم کارپٹ پر گرا اور آواز بولتی چلی گئی۔ یوسف نے چونک کر چنگیز کی طرف دیکھا۔

اس نے اس کا پیلا چہرہ اور اس کی چوڑی آنکھیں دیکھیں۔ اس نے محسوس کیا کہ کچھ خوفناک ہوا ہے۔ "کیا ہوا چنگیز؟" اس نے بے چینی سے پوچھا۔

چنگیز نے منہ کھولا مگر کوئی لفظ نہ نکلا۔ وہ بے آواز تھا۔ اس نے فون کی طرف اشارہ کیا، جیسے کہہ رہا ہو، "سنو"۔

فون پر نام "مہمت" تھا۔ سکندر نے فون اٹھا کر کانوں سے لگایا۔۔ "اس نے ہیلو کہا" ایک تشویش کی نگاہ سے چنگیز کے تاصر کو ضرور دیکھا۔

اسے یقین نہیں آرہا تھا کہ وہ کیا سن رہا ہے۔ اسے اپنے اوپر خوف کی لہر دوڑتی محسوس ہوئی۔ اس نے چنگیز کی طرف دیکھا، پھر یوسف کی طرف، پھر انجلینا کی طرف۔

وہ سب اس کی طرف دیکھتے ہوئے اس کے کچھ کہنے کا انتظار کر رہے تھے۔ لیکن وہ ایسا نہیں کر سکا۔ وہ بھی چونک گیا۔ اس نے فون کان سے ہٹایا، جیسے یہ کوئی بم ہو جو پھٹنے ہی والا ہو۔۔۔۔

••••••°°°••••••

تاریخ ۱۶ اپریل ۲۰۲۴

مقام: مارگلہ ہلز

آسمان گہرے بادلوں سے چھایا ہوا تھا، گویا اس سانحے کا سوگ منا رہا ہو۔ ، مارگلہ کی پہاڑیوں کی گھومتی ہوئی سڑک، سرسبز و شاداب درختوں اور شاندار پہاڑوں سے گھری ہوئی نظر آتی ہے۔

لیکن سڑک کے کنارے کھڑی ایمبولینس اور پولیس کی گاڑیوں کی چمکتی روشنیوں اور بلند آواز میں سائرن کی وجہ سے پر سکون منظر میں خلل پڑا۔ پیرامیڈیکس اور افسران اپنی ڈیوٹی میں مصروف تھے۔

۔ایک سفید چادر نے ایک اسٹریچر کو ڈھانپ دیا جسے ایمبولینس میں لے جایا جا رہا تھا۔۔

صبح کی ہوا نے مارگلہ کی پہاڑیوں کے درختوں کو رقص کرنے پر مجبور کر دیا، جب کہ سائرن کی روشنیوں نے لمبے سائے کو رنگ دیا۔

پورا چاند اداس حالت میں لٹکا ہوا تھا۔ یوسف فوراً جائے وقوعہ پر پہنچا، سٹریچر پر رکھی لاش کو جب ایمبولینس میں رکھا جا رہا تھا۔

ہوا کے جھونکے سے چادر پیچھے ہٹی نیچے بے جان چہرے کی جھلک دکھائی۔۔۔ چہرہ واضح ہوتے ہی یوسف زمین پر گر پڑا۔

جیسے اس کے پیروں تلے زمین کھسک گئی ہو اس کا ٹوٹا ہوا رویہ اس کے دل میں غم کی عکاسی کر رہا تھا۔

یوسف نے بے یقینی سے آگے دیکھا، اس کی آنکھیں صدمے سے پھیل گئیں۔

، چادر اور چہرے پر خون کا داغ تھا، جو پیلی جلد کے ساتھ بالکل برعکس تھا۔ آنکھیں آدھی کھلی ہوئی تھیں اور منہ تھوڑا سا ابلا ہوا تھا، جیسے کوئی خاموش چیخ نکل رہی ہو۔ یہ بے جان چہرہ عفاف کا تھا۔۔۔

عفاف کے بے جان چہرے پر گہرا درد ظاہر ہو رہا تھا۔

مرنے کی تکلیف پہلے ہی مشکل ہوتی ہے، لیکن جب یہ کسی قریبی کی وجہ سے ہوتا ہے، تو درد اور بھی شدید ہو جاتا ہے، جو خود موت کی آزمائش کو پیچھے چھوڑ دیتا ہے۔ عفاف نے یہ دونوں تکلیفیں برداشت کیں، اپنے ہی لوگوں کے ہاتھوں دم توڑ کر۔۔

انجلینا، پیچھے سے بھاگتی آئی تو سامنے عفاف کے المناک انجام کو دیکھ وہ چیختے ہوئے، زمین پر گر سی گئی روتے ہوئے اپنے سر کو بے خوفی سے پیٹ رہی تھی۔

اس کی چیخوں کی گونج فضا میں گونج رہی تھی۔ نازش اور نورین بے اعتنائی سے کھڑی رہیں، جبکہ سکندر اور چنگیز بائیں جانب درختوں کے راستے سے اندر جنگل کے جانب گئے جہاں پولیس تھی۔۔

عفاف کی بے جان شکل کو احتیاط سے ایمبولینس میں بچھایا گیا اور یوسف بے اعتنائی سے اپنی جگہ پر منجمد رہا۔

انجلینا کی اذیت ناک چیخیں فضا میں گونجتی رہیں۔ جوں جوں وقت گزرتا گیا، سڑک پر ایک گہرا سایہ نمودار ہوا اور یوسف نے نظر اٹھا کر دیکھا تو اس کا دل بکھر گیا۔

حملہ آور کوئی اور نہیں بلکہ اس کا اپنا تھا۔ جبرائیل کے ہاتھ ھتھ کڑیوں میں جکڑے ہوئے تھے، اس کی نگاہیں شدید صدمے کی حالت میں سامنے تھیں۔

سکندر اور چنگیز واپس آئے، یوسف کے چہرے پر آنسو بہہ رہے تھے جب اس نے اپنا سر اپنے ہاتھوں میں دفن کیا تھا۔

جبرائیل ٹوٹا ہوا دکھائی دیا، اور مہمت نے تسلی دیتے ہوئے اسے یقین دلایا، "جبرائیل، میں تمہارے ساتھ ہوں، میں تمہارے ساتھ تھانے چل رہا ہوں۔۔"۔

جبرائیل روح سے خالی دکھائی دے رہا تھا، اس کا جسم بے جان اور بے حس دکھائی دے رہا تھا جب اسے لے جایا جا رہا تھا۔

نازش آگے بڑھی، جبرائیل کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں پکڑے، لیکن لیڈی پولیس نے مداخلت کرتے ہوئے اسے پیچھے ہٹنے پر زور دیا۔

جبرائیل کو آہستہ سے گاڑی میں بیٹھنے کی ہدایت کی، نازش بین کرتی رہی۔ سکندر نے اسے پیچھے کیا نرم انداز سے۔۔ جبرائیل جب گاڑی میں بیٹھ گیا تو سکندر گاڑی پر جھکا اور گاڑی میں بیٹھے ہوئے جبرائیل کو یقین دلایا، "بیٹا، میں تمہارے ساتھ ہوں، فکر نہ کرو۔" جبرائیل، بظاہر صدمے کی حالت میں، اس نے نظریں اٹھا کر سکندر کو دیکھا، "میں نے عفاف کو نہیں مارا، وہ پہلے ہی مر چکی تھی۔"۔۔

جبرائیل نے گردن۔ جھکالی جیسے کسی گہرے خیال، میں ہو۔۔

پولیس افسر سکندر کے قریب پہنچا، اس کا لہجہ نرم اور ملائم تھا۔ اس نے درخواست کی، "سر سکندر، ہم تھانے جا رہے ہیں، آپ وہاں آجائیں۔" اس نے گاڑی کو جانے کا اشارہ کیا۔ اور ساتھ ہی سکندر سے گویا ہوا سکندر نے اثبات میں سر ہلایا۔

پولیس افسر نے پیار سے کہا، "براہ کرم، پولیس اسٹیشن ہمارے ساتھ چلیے" اس بات چیت نے افہام و تفہیم کا احساس دلایا، سکندر کی حیثیت کو پہچانا اور حالات کو نازک طریقے سے سنبھالا۔۔

گاڑی آگے کے جانب بڑھی اور سناٹا پیچھے رہ گیا۔

سکندر نے ایک ایک نظر اجڑے وجودوں پر ڈالی یوسف کا ڈھیلا منجمد جسم انجلینا کا دھاڑے مار کر رونا نازش کا رونا نورین کا رونا ماحول اچانک ہی بدل چکا تھا۔۔۔۔۔

وقت ایک دریا کی طرح ہے جو بہنا کبھی نہیں روکتا۔ کبھی یہ پر سکون اور نرم ہوتا ہے، کبھی خشک اور تند ہوتا ہے۔ ہم نہیں جانتے کہ یہ اپنی راہ کب بدلے گا، یا کب یہ سیلاب یا خشک ہو جائے گا۔ ہم یہ قابو نہیں کر سکتے کہ یہ ہمارے پیاروں کو کب لے جائے، یا کب ہمیں نئے دے۔ وقت اس دنیا میں بے وُقُوف اور طاقتور ہے۔ اسے ہماری خواہشات، ہمارے منصوبے، یا ہمارے مقاصد سے کوئی لینا دینا نہیں۔ اسے صرف اپنی حرکت، اپنی سمت، اور اپنی تقدیر سے مطلب ہے۔

••••••••••••••••••

مارگلہ کی پہاڑیوں پر سورج نکل رہا تھا، آسمان کو نیلے رنگ میں رنگ رہا تھا۔ ہوا گرم اور گھٹن زدہ تھی، ساتھ ہی تناؤ اور اداسی کا لمس شامل تھا۔

بس پرندوں نے پر امن ماحول میں اپنی دھنیں شامل کیں تب جا کر ماحول کا تناؤ کچھ کم ہوا صرف ماحول کی خوبصورتی پرندوں کی خوبصورت آوازوں سی ہی تھی۔۔

۔جبرائیل کو پولیس اسٹیشن لے جایا گیا تھا، اور پولیس شواہد کے لیے جائے وقوعہ کی تلاشی لے رہی تھی۔

مہمت بھی وہاں موجود تھا۔ وہ آرام سے کام کرتے ہوئے پولیس سے دور چلا گیا۔ پھر اس نے ایک درخت کے پیچھے کچھ دیکھا جس نے اس کی آنکھ پکڑی۔

اس نے جھک کر ہانپ لی۔ ابرش کا موبائل فون تھا۔ اس کا دل دھڑکنے لگا۔ موبائل بند تھا۔۔ مہمت نے ارد گرد دیکھا، اس بات کو یقینی بنایا کہ کوئی اسے نہیں دیکھ رہا ہے۔

اس نے جلدی سے فون پکڑا اور جیب میں ڈال لیا۔۔۔ وہ پیچھے کو اٹھا اور کھڑا ہوا اس نے کنکھیوں سے دائیں بائیں دیکھا پھر دوبارہ پولیس اہلکاروں کے درمیان اکھٹا ہو گیا اس نے ایک اہلکار کو سوالیہ دیکھا "کچھ ملا ہے"۔

وہ اہلکار جس نے سفید دستانے پہن رکھے تھے نفی میں سر ہلایا "صرف وہ خنجر جسے وار کیا گیا تھا اور وِکٹم کا بیگ ملا ہے ان تمام سامان کو ہم لوگ فارنزک لیبارٹری میں بھیجیں گے وہاں سے کب رپورٹ آتی ہے، اس کا کوئی علم نہیں"۔

مہمت نے اثبات میں سر ہلایا "اوکے" یہ کہتا وہ وہاں سے چل دیا وہ جب باہر نکلا تو گاڑی جنگل کے ساتھ ہی کھڑی تھی وہ اپنی گاڑی میں بیٹھا اور گہری سانس لی "شکر ہے ابرش کہ تم بچ گئی"۔

اس نے سیٹ بیلٹ لگائی اور گاڑی کا انجن چالو کیا کچھ وقت۔ بعد گاڑی دھول اڑاتی وہاں سے چل پڑی۔۔

•••••••°°°•••••••

ہال کشادہ تھا اور ایک فانوس سے روشن تھا۔

گھر میں کہرام مچ گیا۔ عفاف کی موت کو دو دن گزر چکے تھے اور آج فرانزک رپورٹ آچکی تھی۔

جو لوگ ہال میں موجود تھے وہ سکندر، یوسف اور چنگیز تھے جو صوفوں پر بیٹھے تھے اور انسپکٹر جو ان کے سامنے والے صوفے پر وراجا تھا۔

یوسف بہت ٹوٹا ہوا دکھائی دے رہا تھا، جیسے اس نے سب کچھ کھو دیا ہو۔

وہ خالی نظروں سے سامنے دیکھ رہا تھا۔

انسپکٹر سکندر سے مخاطب ہوا، "سر سکندر، ہم مرحومہ کی فرانزک رپورٹ لے کر آئے ہیں، شواہد بتا رہے ہیں کہ اس سب کے پیچھے جبرائیل سکندر کا ہاتھ ہے۔ خنجر پر انکے فنگر پرنٹس ہیں یہاں تک کہ مرحومہ کے کپڑوں پر بھی۔"۔

سکندر نے اپنی پیشانی کو رگڑا اور سر جھکا لیا، پھر انسپکٹر کی طرف دیکھا، "کوئی اور طریقہ نہیں ہے؟" انسپکٹر نے یوسف کی طرف دیکھا۔

سکندر بھی سمجھ گیا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر یوسف نے کیس روک دیا تو وہ جبرائیل کو بچا سکتے ہیں۔

یوسف نے سر اٹھا کر انسپکٹر کی طرف دیکھا، پھر سکندر کی طرف۔ "کل میری بیٹی کے جنازے کے بعد ہم یہ سب چیزیں دیکھیں گے۔"۔

اس کی آواز کٹ گئی۔ بیٹی کے جنازے کی بات کرتے ہوئے اس کے ہونٹ کانپ گئے، جیسے اس کا دل پھٹ گیا ہو۔

والدین کے لیے سب سے دل دہلا دینے والی چیز اپنے بچے کی موت ہے۔

سکندر نے التجا بھرے لہجے میں یوسف کی طرف دیکھا، "کیا تمہارے خیال میں جبرائیل ایسا کر سکتا ہے؟"۔

یوسف کی آنکھوں سے آنسو گرے "وہ معراج سے ناراض تھا اور اس سے نفرت کرتا تھا وہ اس کی نفرت میں کچھ بھی کر سکتا ہے اس نے سوچا ہو گا کہ اگر عفاف اسے نہیں مل رہی تو وہ معراج کی کیوں ہو۔ بس اس حسد کی آگ میں اس نے عفاف کو مار دیا۔"۔ سکندر نے یوسف کو سمجھانے کی کوشش کی، "وہ ایسا نہیں کر سکتا۔ جو کچھ ہوا اس سے وہ انکاری ہے۔"۔

یوسف نے اسے گھور کر کہا" پھر وہ وہاں کیا کر رہا تھا؟۔

سکندر نے ایک گہرا سانس لیا، "وہ صدمے میں ہے، اگر وہ ٹھیک ہو جائے تو کچھ پتہ چل سکتا ہے۔"۔

اس نے یوسف کی طرف دیکھا، "لیکن اس معاملے کو ابھی کے لیے روک دو ہم، ثبوت ڈھونڈیں گے اور حقیقت کا پتا لگوائیں گے میں اپنے بیٹے کو مظلوم ثابت کر کے رہوں گا"۔

یوسف نے اثبات میں سر ہلایا،

"میں ثبوت ڈھونڈنے میں تمہارا ساتھ دینے کا عہد کرتا ہوں، سکندر۔ تاہم، اگر جبرائیل قاتل ثابت ہوا تو اسے پھر بھی میں معاف کر دوں گا کیونکہ جبرائیل کو سزا دینے سے میری بیٹی واپس نہیں آئے گی۔ اگر اسے سزا کا سامنا کرنا پڑا تو، وہ بھی مر جائے گا اور تم اکیلے رہ جاؤ گے، تم نے جبرائیل کو ہمیشہ اپنا بیٹا سمجھا، معراج کو کبھی اپنا نہیں سمجھا۔ میں تمہارا ساتھ دے رہا ہوں اس لیے کہ میرے دل کو سکون مل جائے کہ میرے اپنے نے میری بیٹی کا قتل نہیں کیا اگر جبرائیل قاتل ثابت ہوا تو میں یہ گھر چھوڑ دوں گا، میں اپنی بیٹی کے قاتل کو اپنے سامنے دیکھنا برداشت نہیں کر سکتا۔" سکندر نے یوسف سے نظریں پھیر لیں۔ اس سب کے درمیان۔۔

انسپکٹر اٹھ گیا تو تینوں بھائی بھی اٹھ گئے۔ انہوں نے انسپکٹر سے مصافحہ کیا، اور اس نے جانے سے پہلے کہا، "ہم اس کیس کے ثبوت کو آخری دم تک تلاشے گے کیونکہ بعض اوقات کھلی آنکھ سے دیکھا کبھی کبھی جھوٹ ہوتا ہے۔ مجھے بھی اس معاملے میں بہت سی چیزیں غلط لگتی ہیں، کیونکہ عفاف صاحبہ کو۔ پہلے ہارٹ اٹیک ہوا اور اس کے بعد چاقو سے دو بار ان پر وار کیا گیا، زخم گہرا نہیں تھا، ایسے زخم سے کوئی نہیں مرتا، ہو سکتا ہے انہیں چھرا مارنے والا اناڑی ہو، یا کوئی اور وجہ ہو۔ کیونکہ عفاف صاحبہ کی موت دل کے دورے کی وجہ سے ہوئی ہے۔"۔

یوسف تلخی سے مسکرایا، "اسے اپنوں کے ہاتھوں سے مرنے کا ڈر ہو گا اس لیے میری بیٹی پہلے ہی دل کے دورے سے مر گئی"۔۔

سکندر نے غصے سے یوسف کی طرف دیکھا "تم اب بھی جبرائیل کو قاتل کہتے ہو؟"۔ یوسف نے کہا" جب تک وہ بے گناہ ثابت نہ ہو جائے وہ میرے لیے قاتل ہے"

.....°°°.....

ہال کشادہ اور روشن تھا، جس کے چاروں طرف شیشے کی کھڑکیاں سورج کی روشنی کو ہال میں آنے دیتی تھیں۔

لیکن روشنی کوئی گرمی یا سکون نہیں لاتی تھی۔ رونے کی آوازیں فضا میں گونج رہی تھیں، جو کانوں اور دل کو چھید رہی تھیں۔

فضا سوگ سے بھری ہوئی تھی، کیونکہ عورتیں مسلسل رو رہی تھیں۔

وہ قرآن کی تلاوت کے علاوہ وہ سب کچھ کر رہی تھیں جو مرنے والوں کے لیے ضروری نہیں ہوتا۔

۔مرنے والے کو قرآن کی تلاوت اور اللہ کے کلام کی ضرورت ہوتی ہے اور عورتیں

اشک باری، اور گریاں وزاری، کی آوازیں اور ہائے اور خطرناک قسم کا بین کرتی ہیں اس بات سے بے فکر کہ کتنا دردناک ہوتا ہے یہ ایک مردے کے لیے

ان کے سامنے ایک تابوت تھا، جہاں عفاف کی لاش پڑی تھی۔ ایک سفید کپڑے نے اسے ڈھانپ رکھا تھا، جو لکڑی کی تقسیم سے جھلک رہا تھا۔۔۔

ایک عورت میت کے سامنے بیٹھی مسلسل خطرناک قسم کا بین کر رہی تھی جو پنجابی میں تھا جس کے الفاظ کچھ ایسے تھے

ہائے بوں چنگی سی ہائے جوان جہان دنیا تو چل بسی ہائے لال گلاب مرجھا گیا ہائے اللہ ہائے اے کہ کر چھوڑایا تو ہائے اللہ ہائے ہائے"(ہائے بہت اچھی تھی ہائے جوان جان دنیا سے چل بسی ہائے لال گلاب مرجھا گیا ہائے اللہ یہ کیا کر ڈالا تو نے ہائے اللہ ہائے ہائے)

اس ہائے ہائے میں مسلسل درد اور کرب تھا جیسے بین کرنے والی کو جوان موت کا بہت دکھ ہو۔۔۔

وہ مر چکی تھی ابرش کو یقین نہیں آرہا تھا۔ وہ دیوار سے ٹیک لگائے زمین پر بیٹھے جنازے کو خالی نگاہوں سے دیکھ رہی تھی۔۔ جب اس کی آنکھوں کے سامنے سے ایک پرانی یاد گزری۔۔

oooo

آئیں کیا قاتل بہن باؤلی تو نہیں ہو گئی اس نے جان بچائی ہے ہماری تم کیا چاہتی ہو کہ وہ یہ سب نہ کرتا۔ اور روڈ کے درمیان میں کھڑا ہو کر ننگے بندروں کی طرح اچھل کر انکا منور نجن کرتا پاگل شاگل تو نہیں ہو گئی ہیں اگر وہ یہ نہ کرتا تو آج تم پارٹی نہ کر رہے ہوتے ہمارے جنازوں کے لیے باہر راؤٹی لگا رہے ہوتے اور سینے پیٹ پیٹ کر گلا پھاڑتے بین کر رہے ہوتے"

ہائے بہت چنگے سن دوویں، ہائے اللہ اینی جلدی توں۔"۔

ایہہ دوگلاباں نوں مرجھاد تاہائے، ابھی تاں ایناں دے کھیڈن کودن دے دن سن،

"اے ربا کی کر دتا توں ہائے۔

ہائے وہ دونوں بہت اچھے تھے، ہائے اللہ تونے اتنی جلدی۔

ان دوگلابوں کو مرجھادیاہائے، ابھی تو ان کے کھیلنے کودنے کے دن تھے،

ہائے ربا تونے کیا کر دیا۔

"خاندان ایک الگ۔ انٹرٹینمنٹ ہے قسم سے انکے اوارڈز۔ ہونے چاہئے"

"ایساہی ہے"

عفاف کی آواز اس کے کانوں میں گزری اور آنسو اس کی آنکھوں سے بہہ گئے

۔ایک اور آواز اس کے کانوں میں گونجیں

جو ابرش کی تھی "آئی لو یو سِس"

پھر عفاف کی آواز اس کے کانوں میں گونجی "آئی لو یو مور"

ابرش روہانسا سی دل میں بولی "مجھے اپنے دل کی سن لینی چاہئے تھی"

دادی ایک کرسی پر بیٹھیں، سر دوپٹہ سے ڈھانپ کر خاموشی سے جنازے کو دیکھ رہی تھیں۔

ایک نوکرانی، نرم لمس کے ساتھ، ان کے ہاتھ کو پکڑ کر مساج کر رہی تھی، ایک چھوٹا سا سکون پیش کر رہی تھی۔

سیاہ لباس میں ملبوس انجلینا بے اختیار رو رہی تھی، جب کہ نازش اور نورین نے اس کے غم کو کم کرنے کی کوشش کرتے ہوئے اسے تسلیاں دے رہی تھیں۔

اس اداس لمحے میں، غم ایک بھاری بادل کی طرح ڈھل رہا تھا، جو وہاں موجود لوگوں کے چہروں پر سائے ڈال رہا تھا۔۔۔

غم کے عالم میں، مرات اندر داخل ہوا، اس کے سوجے ہوئے چہرے پر آنسو بہہ رہے تھے۔

اس نے ایک نظر سامنے موجود ٹوٹی ہوئی بکھری ابرش کو دیکھا جو ان موت سے تو گھر میں سب ہی ٹوٹے ہوئے تھے۔۔

اسے کرب محسوس ہوا اس نے آنکھیں بند کیں پھر اس نے خواتین کو مخاطب کرتے ہوئے کہا" وہ جلد ہی جنازہ لے جانے آرہے ہیں براہ کرم درود شریف پڑھیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھیں۔"۔

اس نے ٹھنڈی سانس اندر کھینچی۔۔ان الفاظ سے اس کے گالوں پر آنسو گرے اور وہ خاموشی سے باہر نکل گیا۔

کمرہ غم کے وزن سے گونج رہا تھا، ہر لفظ اس لمحے کی تلخ حقیقت کی بازگشت کر رہا تھا۔۔۔

درود شریف متواتر پڑھا جا رہا تھا جیسا کہ جنازے کو الوداع کرنے سے پہلے کیا جاتا ہے۔ مرد جنازے کو لے جانے ہال میں داخل ہوئے۔

یہ وہ وقت تھا جب چاہنے والوں کو لگا جیسے ان کا دل پھٹ رہا ہو۔ ابرش، جو پہلے ساکت۔ زمین پر بیٹھی تھی بنا کسی تاثرات کے وہ ہوش میں آئی اس نے گردن اٹھا کر اوپر دیکھا۔ اس نے دیکھا کہ مہت جنازے کو اٹھانے آیا ہے۔ اس وقت اسکو صرف مہت نظر آیا اس نے امید بھری نظروں سے اسے دیکھا، "میں اپنی بہن کو گلے لگانا چاہتی ہوں۔"۔

اپنی بیٹی کو دیکھتے ہی یوسف کی آنکھوں سے آنسو چھلک پڑے۔ انجلینا یہ بات سننے کے بعد اور زور زور سے رونے لگی۔۔مہت کی آنکھوں میں بھی آنسو تھے، کیونکہ اس نے ایک دوست کو کھونے کا درد محسوس کیا۔

ابرش اٹھی اور سامنے جنازے کے پاس گئی۔۔

۔اس نے عفاف کا روشن چہرہ دیکھا، دو دن بعد بھی۔ اس کا چہرہ تابناک تھا، جیسے وہ ابھی تک زندہ ہو۔

وہ اس کے چہرے کو گول لپٹے سفید چادر سے باہر دیکھ سکتی تھی ابرش نے عفاف کے چہرے کو پیار سے ہاتھ لگایا۔

اس کی آنکھیں، اس کی ناک، اس کے ہونٹ۔ اس نے ان کا لمس محسوس کیا، جیسے آخری بار۔ اس نے عفاف کی آنکھوں اور پھر اس کی ناک کو بوسہ دیا۔ ابرش کے چہرے پر ایک خالی تاثر تھا۔۔۔

۔اس نے عفاف کو گلے لگایا اور اب ہمت ٹوٹ گئی اور زور زور سے رونے لگی۔ اس نے دل میں کہا""مجھ سے غلطی ہو گئی مجھے معاف کر دو، کاش اس وقت میں اپنے دل کی سن لیتی تو آج ایسا نہ ہوتا۔"۔

وہ اسے گلے لگاتی رہی جیسے یوسف نے نازش کو اشارہ کیا کہ ابرش کو پیچھے کیا جائے تا کہ جنازہ اٹھا جائے تو نازش آگے بڑھی اس نے ابرش کو تسلی دینے کی کوشش کرتے ہوئے اسے گلے سے لگا لیا اور اس کو پیچھے کیا۔

لیکن ابرش روتے ہوئے بولی، " تائی جان میری بہن مجھ سے ہمیشہ کے لیے دور جا رہی ہے۔ اب میں کس سے بات کروں؟ کس سے گلے لگوں؟ میری بہن مجھ سے دور جا رہی ہے مجھے آخری بار پلیز اپنی بہن سے گلے لگنے دیں مجھے اسے پیار کرنے دیں پلیز۔۔۔"

عفاف اس کے لیے ایک ستارہ تھی جو اس کے اندھیروں میں اس کی روشنی تھی جو اسے راہ دکھاتی تھی۔ اب جب وہ مر گئی تو ابرش کو لگا کہ اس کی بہن کے مرنے کے ساتھ ستارہ گر گیا روشنی ختم ہو گئی اور اب رات ابدی ہے

.جنازہ تیار تھا، اسے کندھوں پر اٹھایا گیا نعرہ تکبیر اللہ ھو اکبر کی آواز بلند کرتے جنازے کو باہر لے جایا جارہا تھا ابرش زمین پر گر گئی اور وہ زور زور سے رونے لگی اسے لگا جیسے اس کی دنیا سمٹ رہی ہے، جیسے اس کی روح اس کی بہن کے ساتھ جارہی ہے۔

•••••••••°•••••••••

جنازہ جاتے ہی کھانا پیش کیا گیا۔ وہ لوگ جو چند منٹ پہلے رو رہے تھے اب میز کی طرف بھاگ رہے تھے۔

خاص طور پر وہ عورت جو سب سے زیادہ رو رہی تھی۔

اب وہ چاولوں سے منہ بھر رہی تھی، جیسے وہ سب کچھ بھول گئی ہو۔ یہ دنیا کتنی ظالم ہے کہ ایک جوان لڑکی کو دفن کر دیا گیا، اور ان سب کو ابھی پیٹ بھرنا تھا۔

عورت نے چاول نگل لیا ۔ وہ نیچے زمین پر بیٹھی تھی ایک لات، سیدھی کئے اور دائیں لات کی چوکٹ ماری بھر بھر کھاتے چاولوں کے دانے منہ سے باہر، نکلے اس نے پلیٹ پر ہاتھ جھاڑا کہ چاول کے دانے پلیٹ میں گر گئے

شکایت کی گئی "ہائے ماڑی پلیٹ اچ تے بوٹیاں ای کوئی نیاں نے "(ہائے میری پلیٹ میں تو بوٹیاں ہی نہیں ہیں"

ابرش جو اس کے سامنے سے گزر رہی تھی وہ ایک حرکت سے اس کے سامنے رکی اور اپنا ہاتھ آگے کرتے کر خفگی سے بولی "اے لو ماڑیاں بوٹیاں چبھالو تساں سارے بوٹ خور تُساں کی شرم نی اونی ہلے جنازہ گے دو منٹ وی نی اوئے تو ساں کی بوٹیاں نی پے گی ہے اوشرم کرو ظالموں "(یہ لیں میری بوٹیاں چبھالیں آپ سب۔۔ بوٹی خور آپ لوگوں کو شرم نہیں آتی ابھی جنازہ گئے دو منٹ نہیں ہوئے اور آپ کو بوٹیوں کی پڑ گئی ہے اووشرم کرو ظالموں)"

عورت چونک گئی نوالہ نگلنا محال ہو گیا اس نے کنکھیوں سے اطراف میں دیکھا اور ایک نظر ابرش کو ابرش نے اسے کر خفگی سے اوپر سے نیچے دیکھا "پکھے ندیدے "(بھوکے ندیدے) یہ کہتے ابرش وہاں سے چل پڑی۔۔۔

۔یہ دنیا کی تلخ حقیقت ہے۔ کہ جب آپ مرتے ہیں تو آپ کے پیچھے لوگوں کو صرف بریانی کی پلیٹ کی پرواہ ہوتی ہے۔ اس لیے اللہ کو خوش کریں اللہ سے مغفرت کی دعا کریں دنیا میں بھی وہ ہے اور آخرت میں تو وہ ہی ہے۔۔ انسان بے دل ہیں۔ ان میں کوئی ہمدردی، کوئی وفاداری، کوئی عزت نہیں ہے۔۔ یہ جھاڑیوں کی طرح ہیں جو پھولوں کا گلا گھونٹ دیتے ہیں۔ یہ پتھروں کی مانند ہیں جنہیں کچھ محسوس نہیں ہوتا۔۔۔۔ انسان انسان کا احساس نہیں کرتا۔۔۔۔۔۔۔۔!!!

•••••••°°°•••••••

ہوا کے جھونکے اور بجلی کی چمک نے اپریل کے عام طور پر پر سکون آسمانوں میں ایک غیر متوقع طوفان کا اعلان کرتے ہوئے آسمان نے سیاہ رنگ کی پیشگوئی کرنے والا سایہ ڈال دیا۔

قبرستان، حتمیت کا ایک خاموش جھانکا، ایک اور روح کو اپنی لپیٹ میں لینے ہی والا تھا—عفاف کی قبر، ایک دور کونے میں ایک درخت کے نیچے، تیار تھی۔

درخت، گویا احتجاج کے طور پر، تشدد انداز میں پتے جھڑ رہا تھا۔۔

،اس کے پتے فطرت کے آنسوؤں کی طرح کھلی قبر میں جھڑتے ہیں۔ ہوا "تکبیر اللہ ہو اکبر" کے پُرجوش نعروں سے گونج رہی تھی، طوفان کے درمیان ایک مقدس گونج، جب عفاف کے جسم کو نرمی سے سپرد خاک کیا جارہا تھا۔

اب وقت آگیا تھا کہ اس کے زمینی باب کو پتھر کے سلیبوں سے بند کر دیا جائے۔ یوسف، قبر میں اترتے ہوئے، ایک آخری زمینی نگاہ کے لیے عفاف کے چہرے کو کعبہ کی طرف موڑتے ہوئے۔ اس کی آنکھوں سے آنسو ٹپکا اور عفاف کے رخسار پر گر گیا مگر یکدم ہی یوسف کا دل جکڑا گیا۔۔

اسے محسوس ہوا ہے کہ بے شک عفاف کا جسم مردہ ہے مگر روح وہ تو آس پاس ہے زندہ ہے یوسف کے آنسو اس کی بیٹی کے لیے اذیت کا کام کر رہے ہیں۔ اس نے ایک گہرا سانس لیا۔

، اور جھک کر عفاف کے رخسار پر بوسا دیا۔۔یوسف کے ہونٹوں پر کڑوی میٹھی مسکراہٹ نے سر گوشی کی،

"اب تم اچھی جگہ پر ہو میری بیٹی" وہ، اٹھا اور سلیب پکڑانے کا اشارہ کیا

جیسے ہی پہلا سلیب نیچے دیا گیا، ایک کمانڈنگ آواز نے ہوا کو چھید دیا، "رک جایئے" آواز میں کرب درد بے یقینی تھی۔۔

آواز بھاری اور خوبصورت تھی آواز معصوم تھی مگر آواز درد میں گھٹ چکی تھی۔

تمام آنکھیں مڑ گئیں، ماخذ کی تلاش میں—ایک، تبدیل شدہ اور بمشکل پہچانی جانے والی شخصیت۔ وہیں کھڑا تھا، اس کا قد صرف قد میں نہیں بلکہ موجودگی میں بھی بلند ہو گیا تھا۔ اس نے سیاہ قمیض شلوار پہن رکھی تھی ، آستینیں لپیٹے ہوئے، اس کے عضلاتی بازوؤں کے پس منظر میں ٹیٹوز کا کینوس ظاہر کرتی ہیں۔ اس کے چہرے پر، جو کبھی مانوس تھا، اب جان بوجھ کر تبدیلی کے نشانات کا حامل تھا: صاف ستھرا تراشی ہوئی داڑھی، ایک پتلی ناک، اور زندگی کی نرم رنگت سے رنگے ہونٹ۔ اس کا جسم، مجسمہ سازی اور عزت دار، اس آدمی سے بالکل الگ تھا جسے وہ جانتے تھے۔

ایک سفید سنگ مرمر کی شخصیت، چھینی ہوئی اور تعریف کی گئی، یشب سبز آنکھوں کے ساتھ جس نے شکاری کی نگاہیں پکڑی ہوئی تھیں، ایک ڈمپل اس کے بائیں گال پر زور دے رہا تھا۔۔۔اس کی رخسار کی ہڈیاں اوپر کو اٹھی تھیں اور جبڑہ سخت اور چھنا ہوا تھا۔

ہجوم صدمے سے جڑا ہوا تھا۔ یوسف کے ہاتھ برف میں بدل گئے۔وہ بے یقینی میں مدھم سا بولا

"معراج".....

معراج روح کی طرح بے ہوش قدموں کے ساتھ آگے بڑھا۔ٹوٹا ھوا. ایک سفر کا اختتام اس کے بے تاثر چہرے کی عکاسی کرتا تھا، جہاں کبھی آنسو بستے تھے۔ سکندر اس تبدیلی کو دیکھ رہا تھا، معراج کے پاس سے گزرتے ہی دیکھ سکتا تھا، اس کی اپنی نظریں اس شخص کے پیچھے جا رہی تھیں جس نے عفاف کے علاوہ اور کوئی نہیں دیکھا تھا۔۔۔

اس نے یہ سارا وقت جنوبی کوریا میں گزارا، دنیاوی منظوری کے لیے خود کو بدلنے کے لیے عفاف کے لیے اس نے اپنا وجود بدل دیا اس کی منظوری کے لیے اس نے خود کو بدل دیا تھا۔ مگر افسوس وقت نے بھی بہت کچھ بدل دیا تھا عفاف کو زندہ انسان سے مردہ انسان میں بدل دیا تھا۔

یہ ایک پُرجوش یاد دہانی ہے کہ آخر میں، ہم صرف وہی مسافر ہیں جہاں سے ہم آئے تھے اسی خاک میں لوٹ رہے ہیں۔

ہم دنیا کی فضولیات میں گم اپنا مقصد بھول چکے ہیں۔۔۔

یہ چہرہ جس پر ہم محنت کرتے ہیں جس کو خوبصورت بنانے کی ہم کوششیں کرتے ہیں وہ قبر کے نیچے ہو گا اس وقت صرف اعمال اور خوبصورت کردار ہو گا۔۔

ہمارے سامنے دو شخصیات کھڑی ہیں، عفاف اور معراج۔ عفاف جو کبھی خوبصورتی سے آراستہ تھی، اب قبر کی حدود میں ہے۔ معراج، اپنے اصل جوہر کو سمجھنے میں ناکام ہو کر، اس عمل میں خود کو تبدیل کرتے ہوئے، انسانی منظوری حاصل کرنے کے لیے اس نے خود کو بدل لیا۔۔

ناگزیر موت کے سامنے، اس نے اپنی شکل بدل لی، بہت دیر سے اس بات کا احساس ہوا کہ اعمال، کا بھار ظاہری شکل، سے زیادہ ہے مگر اب وقت گزر چکا تھا۔

قبر کے کنارے اُکڑوں بیٹھا تھا اس نے عفاف کو اپنے سامنے دیکھا۔۔، معراج کا۔ چہرہ تاثرات سے خالی تھا بس آنکھوں سے جزبات نہ چھپا سکا مسلسل آنسو چہرے پر بہہ رہے تھے۔

اپنے آنسو پونچھتے ہوئے وہ بڑبڑایا، "میں واقعی بدقسمت ہوں۔" یوسف نے کرب سے آنکھیں مینچیں اور آنسو اس کے گال سے سرکا "ایسا لگتا ہے جیسے میرا دل بند ہو رہا ہے،" اس نے خالی نظروں سے آگے گھورتے ہوئے اعتراف کیا۔ "میں نے آپ کے چہرے یا جسم سے کبھی محبت نہیں کی، مجھے آپ کی روح سے محبت تھی، اب جب روح چلی گئی تو میری محبت کا کیا بنے گا؟"۔

اس کی نظریں اس کے بے جان چہرے پر جمی ہوئی تھیں۔ "میں نے آپ کے لیے خود کو بدل دیا، لیکن وقت نے سب کچھ بدل دیا"۔

وہ عفاف کی طرف دیکھتے ہوئے آگے بڑھ گیا۔ آنسو آزادانہ بہہ رہے تھے۔ "۔۔جب مجھے اپنی ماں کے بارے میں پتہ چلا تو میری آدھی روح چلی گئی تھی، اور باقی آدھی آج آپ کے ساتھ اس قبر میں بند ہو رہی ہے۔ میں اب صرف ایک کھوکھلا جسم ہوں، سانس لے رہا ہوں اپنے وقت کا۔ انتظار کر رہا ہوں۔۔۔وقت گزر جائے گا، انشاءاللہ گزر جائے گا۔ جب میرا وقت بھی آجائے گا"۔

اس کی آنکھیں، جو کبھی بھوری تھیں، اب یشب سبز تھیں، اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے جو اس کی لمبی پلکوں سے قطروں کی مانند ٹپکتے تھے اس کی، سبز آنکھوں نے، عفاف کے چہرے کے عکس کو قید میں لے لیا اس کے گلے کی گلٹی ابھری اس نے گہرا سانس لیا۔۔۔

اپنی نشست سے اٹھتے ہوئے بولا، "میں زیادہ وقت نہیں لوں گا آپ کا۔۔۔جنت آپ کا انتظار کر رہی ہے۔ جنت میں خوش رہیں عفاف۔"۔

آس پاس والے قریب آگئے، مہمت نے آگے بڑھنے سے پہلے معراج کی طرف دیکھا۔ ۔۔پھر قبر کے جانب بڑھ گیا۔ قبر کے اندر موجود۔ یوسف کو سلیب پکڑائی جا رہی تھی اور یوسف سلیب رکھ رہا تھا۔ جیسے جیسے قبر اندھیری ہو رہی تھی معراج کی زندگی کی روشنی پر بھی کالا سائہ پڑھ رہا تھا اس کو بھی اپنی زندگی اندھیر ہوتی محسوس ہو رہی تھی

اسے ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ اپنے آنسوؤں میں ڈوب رہا ہے، جیسے اس کا غم میں دم گھٹ رہا ہے اسے لگا جیسے وہ اندھیرے میں اکیلا ہے، جیسے اس کے پاس کوئی امید باقی نہ رہی ہو۔ اسے ایسا لگا جیسے اس نے سب

کچھ کھو دیا ہو، جیسے اس کے پاس جینے کے لیے کچھ نہ ہو۔ اسے ایسا لگا جیسے وہ مر رہا ہے، جیسے وہ مر گیا ہو۔۔۔۔۔

••••°°°•••••••°°°

وہ خاموشی سے بینچ پر بیٹھا تھا۔ لان کا نرم سبزہ اس کے سامنے پھیلا ہوا تھا۔ وہ ابھی قبرستان سے واپس آئے تھے جہاں عفاف کو سپرد خاک کیا گیا تھا۔

اب، گھر واپس، اس نے اپنے آپ کو ایک پھول دار پودے کو خالی نظروں سے دیکھا، اس کے متحرک رنگ اس کے اداس مزاج کے بالکل برعکس ہیں۔

گھاس کا ایک بلیڈ اس کی نظروں کی لکیر میں پھڑ پھڑاتا ہوا ایک لمحے کے لیے اس کی توجہ مبذول کر گیا۔

ایک آنسو اس کی آنکھ سے بچ نکلا، زخمی دل سے خون کے قطرے کی طرح اس کے گال پر گرا۔

کسی بھی تماشائی کے لیے یہ صرف ایک آنسو تھا، لیکن غم کی آنکھوں سے گویا اس کی روح خون آلود تھی۔۔۔

اس کی نظر اس پھول پر جمی جس کو عفاف نے اتنی احتیاط سے پالا تھا۔ اس کے ذہن کی آنکھوں میں وہ وہاں موجود تھی، اس کے ہاتھ آہستہ سے پودے کو پانی دے رہے تھے، اس کی موجودگی اس کے سامنے رنگوں کی طرح روشن تھی۔ "آپ پھول توڑ رہی ہیں،"۔

معراج اپنے پیچھے ہاتھ باندھے قدم اٹھاتا عفاف کے پیچھے آ کھڑا ہوا اس نے ایک چنچل مسکراہٹ کے ساتھ کہا، عفاف کی ظاہری ناراضگی اس کی آنکھوں میں گرمی کو بمشکل چھپا رہی تھی۔

وہ پھول کی طرف متوجہ ہوئی، اس کی آواز نرم مگر سنجیدہ تھی۔ "تمہیں میں ایسی لگتی ہوں میں پھول نہیں توڑتی کیونکہ پھول نازک ہوتے ہیں، ، اگر وہ ٹوٹ جائیں تو پودے کو اتنا ہی درد پہنچے گا جتنا انسان کا دل ٹوٹنے پر اس کو درد ہوتا ہے۔"۔

معراج کی مسکراہٹ نرم تھی، اس کی آنکھیں اس محبت کی عکاسی کر رہی تھیں۔ جو وہ عفاف سے کرتا تھا" آپ کو پھولوں میں کونسا رنگ پسند ہے؟"، اس کی آواز باغ کی خاموشی میں سرگوشی تھی۔ عفاف کی مسکراہٹ طلوع آفتاب کی طرح روشن اور امید سے بھری ہوئی تھی۔ "ہر رنگ،" اس نے جواب دیا۔ "دنیا رنگوں سے خوبصورت ہے۔ ان کے بغیر زندگی بہت اداس ہوتی۔ رنگ دنیا کو خوبصورت بناتے ہیں۔"۔

معراج نے اثبات میں سر ہلایا، اس کی نظریں زمین پر گر گئیں، اس کے الفاظ کا خاموش اعتراف۔ جب اس نے دوبارہ نظر اٹھا کر دیکھا تو اس کی آنکھیں اس سے ملیں اور وہ نرمی سے بولا۔ "چہروں کا رنگ بھی؟"۔

"ہاں، چہروں کا رنگ بھی۔" عفاف نے اتفاق کرتے ہوئے نظریں جمائیں۔ "تصور کرو کہ اگر سب ایک جیسے نظر آتے تو کیا ہوتا؟۔ دنیا کی خوبصورتی اسی میں ہے کہ ہر انسان ایک دوسرے سے مختلف ہے — شکل میں، رنگ میں، جسامت میں۔۔۔ ہمیں بس خود پر اعتماد ہونا چاہئے اور سب سے بڑھ کر اللہ پر کہ اس نے

ہمیں خوبصورت بنایا ہے،۔۔۔" ایک دھوئیں کے آتے ہی وہ منظر غائب ہو گیا، اپنے پیچھے دھوئیں کا ایک جھونکا اور اس کے الفاظ کی گونج چھوڑ گیا۔ ۔۔

یوسف خاموشی سے قریب آیا اور معراج کے برابر بیٹھ گیا جو دور تک گھورتا رہا۔ ایک اداس مسکراہٹ یوسف کے ہونٹوں کو چھو گئی جب اس نے پودے کو ان کے سامنے دیکھا۔ "یہ وہی گلاب کا پودا ہے جو عفاف نے لگایا تھا۔" وہ بڑبڑایا۔

معراج نے جواب میں ایک دھیمی مسکراہٹ پیش کی۔ "وقت اور لوگ گزر جاتے ہیں، لیکن یادیں اور وہ چیزیں جو انہوں نے چھوئی ہیں، باقی رہ جاتی ہیں۔ کاش وہ حقیقت میں ہماری یادوں کی طرح واضح طور پر ہمارے پاس واپس آجائیں۔ پھر بھی، تلخ حقیقت باقی ہے-لوگ واپس نہیں آتے۔ ہمارے پاس صرف ان کی موجودگی کی بازگشت باقی رہ جاتی ہے۔"۔

یوسف نے گہرا سانس لیا، بے ساختہ دکھ سے ہوا بھری، اور اپنے ہاتھ کے کھردرے جھٹکے سے اپنے آنسوؤں کو صاف کیا۔ "وقت آنے پر یہ زخم ٹھیک ہو جائے گا" اس نے معراج سے زیادہ اپنے آپ سے سرگوشی کی۔

معراج نے آہستگی سے اثبات میں سر ہلایا اس کی نظریں کبھی افق سے باہر نہیں جا رہی تھیں۔ "کچھ زخم وقت کی دسترس سے باہر ہوتے ہیں۔ ان کو ٹھیک کرنے کی خواہش کے باوجود بھی ایسے نشانات ہوتے ہیں جو مٹنے سے انکاری ہوتے ہیں۔" اس کی آواز میں غم کی نرم گونج تھی، اس کے الفاظ کا وزن ان کے درمیان پھول کی نازک پنکھڑیوں کی طرح دن کی روشنی کی آخری باقیات کو تھامے ہوئے تھا۔۔۔

یوسف کا معاہدہ خاموش تھا، اس نے اثبات میں سر کو جنبش دی اس کی نظریں باغ کی نرمی کے خلاف معراج کی داغدار ہتھیلیوں کے بالکل برعکس کی طرف متوجہ تھیں۔ "تمہارے ہاتھ... یہ بہت بری طرح سے جلے ہوئے ہیں۔" اس نے ہانپتے ہوئے کہا، اس کی آواز میں صدمے اور تشویش کی آمیزش تھی۔

معراج کا ہاتھ اذیت کا منظر تھا، کھال چھلکتی ہوئی کچی، روتے ہوئے گوشت کو ظاہر کرتی تھی۔ سطح پر صاف سیال کی بوندیں، پنکھڑی پر صبح کی شبنم کی ظالمانہ نقل۔

اس کے باوجود، یہ جسمانی اذیت اس کے دل کی تکلیف کے سرگوشی کے مقابلے میں صرف ایک سرگوشی تھی۔

عفاف کا کھو جانا، روح کی پاکیزگی، ایک ایسی آگ تھی جس نے اسے اندر سے بھسم کر دیا اور راکھ کو پیچھے چھوڑ دیا جہاں کبھی محبت تھی۔۔۔

اس کی مسکراہٹ دکھ سے چھلک رہی تھی، اس کی نظریں۔ کسی دور کی یاد میں کھو گئی تھیں۔ ”میرا پورا وجود جھلس گیا ہے۔“ وہ بڑبڑایا۔

"یہ نشانات صرف اندرونی زخموں کی ایک جھلک ہیں، ان دیکھے نشانات جو میرے دل کو متاثر کرتے ہیں۔" معراج کے درد کی گہرائی کو دیکھتے ہی یوسف کی آنکھیں ہمدردی سے بھر گئیں۔ "اتنے عرصے کہاں تھے تم؟" اس نے پوچھا، اس کی آواز بمشکل سرگوشی سے اوپر تھی۔

معراج کی نظریں ایک ایسے نقطے پر جمی ہوئی تھیں جو صرف اسے دیکھ سکتا تھا، اس کی آواز ایک کھوکھلی گونج تھی۔ "میں نے اپنے آپ کو بدلنے کی کوشش کی، وہ شخص بننا جس کو عفاف دیکھنا چاہتی تھی میں نے اپنی شکل، اپنا جوہر بدلا، لیکن وقت... وقت پہلے ہی آگے بڑھ چکا تھا۔ میرا جنوبی کوریا کا سفر ایک بے کار فرار تھا۔"۔

یوسف کا کفر واضح تھا۔ "تمہیں کس نے قائل کیا عفاف کے لیے ظاہری اہمیت رکھتی ہے؟" اس نے سوال کیا، اس کا لہجہ اداسی سے بھرا ہوا تھا۔ معراج یوسف کی طرف متوجہ ہوا، اس کی آنکھیں آنسوؤں سے بھری ہوئی تھیں۔ "اس نے جبرائیل کے بارے میں آپ سے بات کی، تھی اس کی تعریف کی۔ میں نے سوچا کہ اپنے آپ کو کسی ایسے شخص میں ڈھال لوں جسے وہ اس پر ترجیح دیں گیں۔"۔

یوسف کی نظریں تنگ ہو گئیں، اس کی پیشانی کو جھکا دیا۔ "تم نے غلط سمجھا معراج۔ عفاف سطحی نہیں تھی۔ اس نے چہروں سے نہیں بلکہ کردار کو پالا تھا۔ جبرائیل نے اسے اپنے چہرے سے نہیں اپنے دل کی مہربانی سے جیتا تھا۔ اور جو انسان دل کو اچھا لگے وہ جیسا بھی ہو اس جیسا کوئی نہیں لگتا اور تم جانتے ہو عفاف نے کیا کہا تھا کہ اگر جبرائیل نہ ہوتا تو معراج ہوتا اس کی سیرت بہت خوبصورت ہے بابا"۔

معراج کا منہ پھٹ گیا، اس کا چہرہ کچا اور بچوں جیسا تھا۔ وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا اس نے اپنا چہرہ ہتھیلیوں میں گرا دیا۔ "اگر جبرائیل موجود نہ ہوتا تو اس میں سے کچھ بھی نہ ہوتا،" وہ روتے ہوئے بولا، اس کا جسم غم سے لپٹ گیا۔

مشترکہ دکھ کے لمحے میں، یوسف نے معراج کے گرد بازو لپیٹ لیے، ان کے آنسو سوگ کرتے ہوئے مل رہے تھے۔ "یہ تقدیر کا ایک ظالمانہ موڑ ہے،" یوسف نے سرگوشی کی، اس کے گلے لگ کر دردِ دل کو خاموش کرنے کی ایک فضول کوشش تھی۔ "لیکن ہمیں برداشت کرنا چاہیے، یہاں تک کہ جب ہماری روح کے زخم ٹھیک نہ ہوں۔" ان کی سسکیوں سے باغ بھر گیا، کھوئی ہوئی محبت اور وقت کے بے رحمانہ گزرنے کا نوحہ۔۔۔

.....°°°.....

وسیع و عریض ہال میں، ایک گہری خاموشی چھائی ہوئی تھی جب خاندان کے افراد سر جھکائے بیٹھے تھے، کھلی جگہ ایک روشن لیکن اداس روشنی سے بھری ہوئی تھی۔

نازش، اس کی آواز آنسوؤں سے گھٹی ہوئی تھی، اس نے جبرائیل کے لیے اپنے خوف کا اظہار کیا۔ "میں نہیں جانتی کہ میرا بیٹا کیسا ہو گا،" اس نے افسوس کا اظہار کیا، اس کا دکھ واضح تھا۔

مہمت نے تسلی دینے کی کوشش کرتے ہوئے جیل میں جبرائیل سے اپنے دورے کے بارے میں بتایا۔ "وہ ابھی تک صدمے میں ہے،" اس نے کہا، "لیکن ڈاکٹر کو یقین ہے کہ وہ وقت پر ٹھیک ہو جائے گے۔"۔

ابرش، ایک طرف بیٹھی، اس کی آنکھوں سے ٹکرا گئی، اس کی آواز امید اور خوف سے کانپ رہی تھی۔ "ایسا کبھی نہ ہو کہ اس سب کے پیچھے جبرائیل کا ہاتھ ہو،" اس نے سرگوشی کی، "ورنہ بابا ٹوٹ جائیں گے۔"

۔

مہمت نے تسلی بھری نظروں سے ابرش کی طرف دیکھا۔ "حقیقت جلد سامنے آئے گی، اور مجھے یقین ہے کہ جبرائیل مجرم نہیں ہے۔ وہ بہت کچھ ہو سکتا ہے، لیکن قاتل نہیں۔"۔

یوسف اور معراج جیسے ہی ایک ساتھ اندر داخل ہوئے تو کمرے میں تناؤ اس طرح تنگ ہو گیا جیسے کوئی تار ٹوٹنے والی ہو۔

معراج کا انداز شکست وریخت کا تھا، اس کا سر اس کے غم میں خاموشی سے جھک گیا۔

معراج پر الزام لگاتے ہی دادی کی چمک تیز تھی، ان کے الفاظ خنجر کی طرح تھے۔ "ان موصوف کی نحوست کے بہ وسیلہ، ہماری ریشم کی تابانی ماند پڑ گئی" دادی کا۔ انداز ٹوٹا ہوا تھا وہ روہانسا سی بولیں

معراج ابھی تک سر جھکائے امید سے خالی دیکھائی دے رہا تھا۔

دادی دوبارہ بولیں۔ ”اس کی کلموہی ماں خود جہنم کی آگ میں چلا رہی ہو گی مگر اس نحوس کو ہمارے سر پر چھوڑ گئی کہ ہماری دنیا ہی جہنم بن جائے“۔ ابرش اپنے غصے پر مزید قابو نہ رکھ سکی، اچانک کھڑی ہو گئی، اس

کا غصہ خاموشی سے کاٹتا رہا۔ "بہت ہو گیا دادی! آپ، اور کتنا نیچے جھکیں گیں؟ آپ کو شرم نہیں آتی؟" وہ روئی۔

دادی نے حیران ہو کر برابری کے ساتھ جواب دیا، "یہ کس لہجے میں گفتگو کر رہی ہو تم"

ابرش بولی "جس لہجے میں آپ سمجھ سکیں آپ سکندر تایا کے گناہوں کا الزام معراج پر ڈال رہی ہیں" ابرش کی تردید شدید تھی، اس کے الفاظ دیواروں سے گونج رہے تھے۔ دادی کا بیٹھنا محال ہوا وہ فوراً اپنی جگہ سے کھڑی ہوئیں۔

"اگر آپ معراج کو برا بھلا کہتی ہیں تو کیا ہم بھی منحوس ہیں کہ ہماری ماں مر گئی؟ کیا مہت بھی منحوس ہے؟

کیا نورین چاچی بھی منحوس ہیں؟

کیا آپ کی پیدائش کے وقت آپ کے گھر میں آگ، نہیں لگی تھی کیا آپ کے دادا دادی اس آگ میں جل کر نہیں مرے تھے کیا آپ کی پیدائش کے دو دن بعد آپ کی ماں نہ مر گئی تھی اگر نحوست کوئی چیز ہوتی ہے تو اس کیٹگری میں آپ کی جگہ کوئی نہیں لے سکتا؟" وحی بجلی کی طرح ٹکرا گئی، اس کے نتیجے میں ایک حیران کن خاموشی چھا گئی۔ ایک تیز، چونکا دینے والی حرکت میں، دادی نے ابرش کے چہرے پر زناٹے دار تھپڑ مارا، ایک تھپڑ جو بندھن ٹوٹنے کی آواز سے گونجا۔

ابرش نے اپنے گال کو چھوا، اس کی آنکھیں بے اعتباری کی چمک میں سمٹ گئیں۔ "حقیقت اپنی باری برداشت نہیں ہوئی" اس نے اپنی آواز دھیمی اور مستحکم کرتے ہوئے کہا۔۔

دادی اسے، گھور کر دیکھ رہی تھیں۔۔اس نے دادی کی طرف دیکھا، پھر مڑ کر چلی گئی ہر قدم غیر حل شدہ غم اور ایک خاندان کے سانحے کے بوجھ سے بھاری تھا۔

.....°.....

صبح ۱:۰۰

جیل کی کوٹھڑی ایک ہی روشنی کے بلب کی مدھم چمک میں نہا رہی تھی، لمبے لمبے سائے ڈال رہی تھی جو اندھیرے میں ضم ہو گئی تھی۔

وہ اپنے بستر پر بیٹھ گیا، اس کی ٹھوڑی اس کے گھٹنوں پر آرام کر رہی تھی، ہاتھ ان کے گرد مضبوطی سے لپٹے ہوئے تھے جیسے اپنے آپ کو ایک ساتھ تھامے ہوئے ہوں۔ اس کی نگاہیں آگے کے خلاء پر جمی ہوئی تھیں، وقت گزرنے کے لیے ایک خاموش مبصر اور اپنے خیالات کا وزن۔ غم اس کی آنکھوں میں بس گیا تھا، انہیں کھوکھلا بنا رہا تھا— نقصان سے پریشان ایک روح کے لیے۔

عفاف کی آواز کی گونج اس کے کانوں میں گونج رہی تھی، جو ہمیشہ کے لیے غائب ہونے کی ایک ظالمانہ یاد دہانی تھی۔

اپنے ارد گرد کا سیل ایک ہی وقت میں بہت بڑا اور بہت چھوٹا محسوس ہوا، ایک متضاد جیل نہ صرف دیواروں کی بلکہ یادوں اور ندامتوں کی بھی۔۔

"اب میں تمہاری ان نظروں کا عادی ہو گیا ہوں، کیا میرے چہرے پر کچھ خاص لکھا ہے؟"

"مجھے تمہارا ڈمپل پسند ہے میں صرف وہ دیکھ رہی تھی۔"

جبرائیل کی آنکھ سے ایک تنہا آنسو نکلا اس نے اپنے ڈمپل کو ہاتھ لگایا۔۔

"اگر مجھے اپنے جبڑے میں درد ہونے کا خوف نہ ہوتا تو میں سارا دن تمہارے سامنے مسکراتا بیٹھا رہتا۔"

مجھے کیا محسوس کرنا چاہیئے"

عفاف کی روہانسی آواز "ہمارے درمیان تعلق. وہ بندھن جو ہماری روحوں کو جوڑتا ہے۔ وہ محبت جو ہمارے دلوں کو بھر دیتی ہے۔ کیا تم محسوس نہیں کرتے جبرائیل کیا تم میری آنکھوں میں اپنے لیے نرمی نہیں دیکھتے کیا لفظوں کا اظہار ضروری ہے انسان آپ کے رویے سے کیوں نہیں کچھ سمجھتا؟

زخم تمہیں آیا ہے روح میری زخمی ہوئی ہے جبرائیل کیا تم محسوس نہیں کرتے؟ کیا تم محسوس نہیں کرتے جو میں محسوس کرتی ہوں"

جبرائیل سامنے دیکھتے بولا "

"ان زخموں کا کون مداوا کرے گا جو اب میری روح پر پڑے ہیں؟ تمہاری غیر موجودگی ایک ایسا خلا ہے جسے میں سمجھ نہیں سکتا، ایک سچائی جو سمجھنے کے لیے بہت ظالمانہ ہے۔ تمہاری یہ چھائی ہوئی خاموشی مجھے بہرا کر رہی ہے۔ یہ میرے اندر کے خالی پن کی بازگشت ہے۔"

اس نے گہرا سانس لیا

"کوئی میری بات پر یقین نہیں کر رہا عفاف، شاید، یہ میرے کیے ہوئے گناہوں کا نتیجہ ہے، میں نے غیر ازدواجی تعلق قائم کیا، اور جب وہ حاملہ ہوئی تو میں نے بچے کی جان لے لی، یہ سب بدلہ ہے۔ میں گناہ گار ہوں، قاتل ہوں، اپنے باپ کے نقش قدم پر گامزن۔۔، اب ایک ناحق قتل کا نشان مجھے داغ رہا ہے، ایسا جرم جو میں نے نہیں کیا یہ واقعی گناہوں کی سزا ہے"۔

جبرائیل نے اپنا سر گھٹنوں پر گرا دیا اس کی رونے کی آواز مدھم روشنی والے سیل کی تاریک دیواروں سے گونج رہی تھیں۔

یہ آواز اس کے غصے کا ایک کچا اظہار تھا، "میں تمہیں بچانے آیا تھا،" وہ سسک رہا تھا، الفاظ اسے جسمانی ضرب کے زور سے مار رہے تھے۔

اچانک، اس نے اپنا سر اٹھایا، اچانک یاد کے ساتھ اس کی آنکھیں پھیل گئیں، عجلت کا ایک بھوت اس کی خصوصیات پر سے گزر رہا تھا۔ ”میں تمہیں بچانے آیا تھا“ اس نے سرگوشی کی، نرم اعلان اس کی سابقہ مایوسی کے بالکل برعکس تھا۔

وہ بے ترتیبی سے اٹھ کھڑا ہوا، اس کی حرکات بے چین تھیں جب اس نے روکے ہوئے دروازے کو ہلایا۔ ”سنو جلدی سے ادھر آؤ۔“ اس نے پکارا۔

کانسٹیبل جلدی سے آگے بڑھا، اس کا اظہار تشویشناک تھا۔ "جی سر کیا ہوا؟" جبرائیل کی آواز فوری تھی، اس کی درخواست براہ راست۔ "جلدی اپنا موبائل دو۔" انسپکٹر ہچکچا رہا تھا، اس کی بھونکیاں گہری ہوتی جارہی تھیں۔ "سر بیلنس نہیں ہے،" جبرائیل کا جبڑا چپک گیا، اس کی آواز پر ایک پرعزم کنارہ تھا۔ "کسی اور کا موبائل لے لو اور میرے بابا کو کال کرو۔"۔

کانسٹیبل نے اثبات میں سر ہلایا، "سر، کچھ دیر پہلے ہم نے فون کیا تھا، ان کا نمبر بند تھا۔"۔

جبرائیل کی آنکھیں بند ہو گئیں، دبے دبے غصہ کا ایک لمحہ اس پر ڈھل گیا کانسٹیبل نے ہلکی سی تسلی دی، "سر، صبح ہونے میں کچھ وقت ہے، آپ تب تک انتظار کریں۔" اقرار کے ساتھ، جبرائیل اپنی جگہ پر پیچھے ہٹ گیا، بے چین توانائی کے ساتھ بیٹھ گیا۔ اس کی ٹانگ لرزنے لگی، اعصاب سے چلنے والی ایک بے تحاشا

حرکت۔ "مجھے آپ کو یہ بتانا ہے۔ یہ ضروری ہے۔" وہ بڑبڑایا، الفاظ ہوا میں معلق، تجسس سے بھاری اور ان کہے رازوں کا وزن۔۔۔۔

•••••••°°°•••••••

سابقہ منظر

رات ۹:۰۰

سائے کی نقاب کشائی–ایک تازہ موت، ایک پردہ پوشی، ایک خفیہ ہتھیار

نرمی سے روشن کمرے میں، بڑی بی بستر پر بیٹھی تھیں، خاندانی انتشار کے درمیان ایک ان کی موجودگی پرسکون جزبات کی عکس تھی۔

نورین اپنی جگہ سے اٹھی، اس کا ہاتھ نرمی سے دادی کے کندھے پر تھپتھپاتے ہوئے خاموشی سے تسلی دی "وہ صرف، پریشان ہے، اس کے بارے میں زیادہ مت سوچیں،" اس نے تسلی دی، اس کی آواز بڑی بی کی بے چینی کے لیے ایک بام تھی۔

بڑی بی نے منہ پھیرنے سے پہلے نورین کو ایک دھیمی نظر ڈالی، تشویش کا خاموش اعتراف بلکہ برخاستگی بھی، ان کے خیالات کہیں اور تھے۔ نورین نے گہرا سانس لیا، اس کی نظریں بہزاد کی طرف گئی، جو اپنے نئے ٹیپ ریکارڈر سے نکلنے والی آوازوں میں مگن تھا۔ "چلو، بہزاد،"

نورین نے تاکید کی، لیکن بہزاد،

،، بستر کے ہیڈ بورڈ کے سہارے لیٹا ہوا تھا۔ اس کی ایک ٹانگ آگے کی طرف سیدھی اور آرام دہ حالت میں پھیلی ہوئی تھی، جبکہ دوسری ٹانگ گھٹنے سے مڑی ہوئی تھی،۔۔ وہ مصروف سے انداز میں ریکارڈنگ سنتے بولا۔

"میں دادی کے ساتھ رہوں گا"۔

، بڑی بی نے نورین کی آنکھ پکڑی اور ایک باریک جھپک کر منظوری کی پیشکش کی، نورین نے روانگی کے وقت بہزاد کو مخاطب کیا۔ "ٹھیک ہے، لیکن دادی کو پریشان نہ کرنا اگر واش روم جانا ہوا تو میرے پاس آجانا دادی کو مت اٹھانا"۔

بہزاد کی نظریں نورین کی طرف ٹمٹماتی تھیں، رات کے وقت کے خوف کے ذکر پر اس کے خدوخال پر جلن کی جھلک چھلک رہی تھی۔ نورین نے شانے اچکائے۔ "کیا؟ تم ہی ہو جس کو، رات واش روم جانے سے ڈر لگتا

ہے" بہزاد نے منہ موڑ لیا، اس کا غرور ڈوب گیا، اور دوبارہ ٹیپ ریکارڈر سننے لگا۔ نورین نے پسندیدگی اور مایوسی کی آمیزش سے سر ہلاتے ہوئے بڑبڑاتے ہوئے کہا، "یہ لڑکا اور اس کا ایٹیٹیوڈ"۔۔۔

.....°°°.....

صبح ۱:۰۰

خاموشی سے اپنی دادی کے کمرے سے باہر نکلتے ہوئے ابرش نے احتیاط سے دروازہ بند کیا، نرم کلک بمشکل سنائی دے رہا تھا۔

خاموشی سے بڑبڑاتے ہوئے، اس نے تالے کو موڑ دیا، اور اس کی روانگی میں رازداری کی ایک اضافی تہہ شامل کی۔

مدھم روشنی والے کوریڈور میں، وہ خوبصورتی سے آگے بڑھی، ایک نادیدہ قوت اس کے قدموں کی رہنمائی کر رہی تھی۔ قریبی کچرے کے ڈبے کے قریب پہنچ کر، اس نے ایک چیز کو نازک طریقے سے ٹھکانے لگایا۔

خاموش سرسراہٹ بمشکل خاموش ماحول میں گونج رہی تھی۔

اپنے کندھے پر ایک محتاط نظر ڈالتے ہوئے، ابرش نے احتیاط کی فضا کے ساتھ علاقے کا جائزہ لیا، اس کے حواس کسی بھی دھیمی نظروں سے چوکنا تھے۔

ایک پر اسرار مسکراہٹ نے اس کی خصوصیات، راحت اور سازش کا امتزاج کیا۔

اس نے ایک خفیہ علم کی طرف اشارہ کیا جو آرام دہ اور پر سکون مبصرین کی پہنچ سے بالکل باہر رقص کرتا تھا۔

دانستہ موڑ کے ساتھ، اس نے اپنا دھیان لفٹ کی طرف موڑ دیا، اس کا سفر ایک پر اسرار آغوش میں ڈوبا ہوا تھا جو ہوا میں ڈھل رہی تھی۔۔۔

••••••••••••••

دادی کے کمرے کا ہلکا سا دروازہ کھلا بہزاد نے اپنا چہرہ باہر نکالا

اس کے ہونٹ کانپ رہے تھے جب اس نے بے چینی سے ادھر ادھر دیکھا۔ اس کے چہرے کی پیلاہٹ اور اس کی مشقت بھری سانسیں اس کی پریشانی کی واضح نشانیاں تھیں۔

عجلت میں وہ اپنی دادی کے کمرے سے نکلا پیچھے دروازہ بند کیا اور دبے دبے قدموں سے دالان کی طرف بھاگا۔

اس کے دائیں طرف، دروازے دیوار پر لگے ہوئے تھے- ایک نورین اور چنگیز کے کمرے کی طرف جاتا تھا، دوسرا اس کے اپنے حرم کی طرف۔

عجلت سے بہزاد نے دروازہ کھولا اور اندر گھس گیا۔ اس کے کمرے کی تاریکی نے اسے کفن کی طرح لپیٹ لیا تھا۔

اپنے خوف کے خلاف ایک ڈھال کے طور پر۔ وہ اپنے اوپر چادر کھینچتے ہوئے بستر پر بیٹھ گیا—، اس کا جسم بے قابو ہو کر لرز اٹھا، اس کے اندرونی ہنگاموں کی جسمانی بازگشت۔ شدید گرمی کے باوجود، خوف کی ایک سرد ی اس پر دوڑ گئی۔ اسے ایئر کنڈیشنر کی ضرورت تھی، پھر بھی اس کے ہاتھوں نے اسے دھوکہ دیا، بہت زیادہ کپکپا رہے تھے جو کہ استعمال میں نہیں تھے۔

ایک یادگار کوشش کے ساتھ، وہ ریموٹ تک پہنچا، اس کی انگلیاں اس سے یوں جکڑ رہی تھیں جیسے یہ لائف لائن ہو۔ اے سی کی بیپ نے اسے اچھلنے پر مجبور کر دیا—۔ ریموٹ اس کی گرفت سے گرا، بستر پر ہلکی ہلکی آواز کے ساتھ اترا۔ اپنے گھٹنوں کو سینے سے لگاتے ہوئے بہزاد کی آنکھیں بار بار دروازے کی طرف ٹمٹماتی تھیں، اس کے وجود کا ہر ریشہ خوف سے جکڑا ہوا تھا۔۔۔ خوف ایسا تھا کہ ملک الموت کو آنکھوں کے سامنے دیکھ لیا ہو یا ایسا کوئی منظر دیکھا ہو جو اس کو دیکھنا نہیں چاہئے تھا۔۔۔

••••••°°°••••••

اندھیرے نے قبرستان کو اپنی خاموش آغوش میں لپیٹ لیا، ایک ویران وسعت جہاں رہنے والے شاذ و نادر ہی چلتے ہیں۔

رخصت ہونے والوں کے لیے، اندھیرا ایک سنجیدہ ساتھی تھا، وہ وقت جب یادیں اور دعائیں تسلی دیتی تھیں۔

معراج اس مقدس نگہبانی سے آگاہ ہو کر ایک قبر کے پاس بیٹھ گیا، اس کے ہونٹوں سے سورۃ الملک کی پُرخلوص آیات جاری تھیں۔ وہ فٹ پاتھ کے کنارے پر بیٹھا، اس کے پاؤں مضبوطی سے زمین پر لگے، جیسے اس سے طاقت کھینچ رہا ہو۔ اس کے سامنے عفاف کی آرام گاہ تھی، ایک تنہا قبر جو کہ رات کی توجہ کا مرکز تھی۔

اس کے پیچھے ستون ایک پہری کی طرح کھڑا تھا، اس کی روشنی معراج پر ایک آسمانی چمک ڈال رہی تھی، زمین پر لمبے، فکر انگیز سائے پھینک رہی تھی۔

غیر متزلزل آنسوؤں سے چمکتی ہوئی اس کی آنکھیں مقدس متن پر جمی ہوئی تھیں جب وہ غیر متزلزل عقیدت کے ساتھ تلاوت کر رہا تھا۔

اپنی تلاوت مکمل کر کے معراج نے آہستگی سے قرآن مجید کو اپنے برابر اسٹینڈ پر رکھا اور عفاف کی قبر کے قریب عقیدت کے ساتھ پہنچا۔

وہ گھٹنے ٹیکتے ہوئے، ٹھنڈی تازہ قبر کے سامنے بیٹھا تھا۔۔اور عفاف کے لیے آخرت میں امن اور تحفظ کے لیے دلی دعا کرتا۔ "آپ کی قبر نور سے بھر جائے، آپ پر اللہ کی رحمتیں نازل ہوں، اور آپ قبر کے تمام دکھ درد سے محفوظ رہو" وہ بڑبڑایا، اس کی آواز رات کی سرگوشی سے بمشکل بلند تھی۔

آنسوؤں نے اس کے گالوں کے نیچے راستوں کا سراغ لگایا جب اس نے اپنی گھڑی پر نظر ڈالی، ایک بے وقت جگہ پر وقت گزرنے کا نشان لگایا۔

آگے جھکتے ہوئے، اس نے قبر کو بوسہ دیا، ایک خوبصورت اشارہ موت کی دھول سے متاثر ہوا جو اس کے ہونٹوں سے چمٹا ہوا تھا۔

اپنی انگلی کے پور سے اس نے مٹی کو صاف کیا، اس کی نظریں دانے داروں پر جمی ہوئی تھیں، ایک کڑوی میٹھی مسکراہٹ اس کے خدوخال کو دیکھ رہی تھی۔ اس کی شہادت کی انگلی پر سیاہ رنگ کی انگوٹھی نے مدھم روشنی کو پکڑا،

اس نے اس چمکتے نگ کو اوپر کیا جو کسی ڈھکن کی طرح تھا۔۔

اس کے اندر، سفید پاؤڈر کی ایک چٹکی تھی جس پر اس نے وہ مٹی ڈال دی تھی—یہ ایک راز رکھا گیا، ایک وعدہ کیا گیا۔ "جلد ملتے ہیں،" اس نے نرمی سے عہد کیا، ایک کلک کے ساتھ کمپارٹمنٹ پر مہر لگائی جو اس کے حتمی ہونے کی بازگشت تھی۔

معراج نے اٹھتے ہوئے قرآن اور سٹینڈ کو پکڑا، اس کی حرکتیں جان بوجھ کر اور احترام کے ساتھ تھیں۔

اس نے عفاف کی قبر پر ایک آخری نظر ڈالی، اس کی الوداعی پائیدار محبت کا ایک خاموش عہد نامہ ہے۔ "معراج اپنی آخری سانس تک آپ سے پیار کرے گا آپ پہلی تھیں جسے معراج نے آخری بار محبت کی تھی آپ سے پہلے نہ کوئی تھا اور نہ آپ کے بعد کوئی ہو گا اب معراج آپ کی یادوں کے ساتھ کچھ وقت زندہ رہے گا" اس نے اعلان کیا، اس کی مسکراہٹ دکھ اور پیاری یاد کا امتزاج ہے۔

مڑ کر، وہ رات میں مسلسل چلتا رہا، اس کا سایہ اس کے پیچھے پھیلا ہوا تھا—زمین پر ایک تاریک گونج، کھوئے ہوئے اور محبت کی، یاد کے وزن اور امید کی روشنی کے ساتھ وہ آگے بڑھ رہا تھا۔

.....°°°.....

صبح سویرے کی خاموشی پھیلی ہوئی سائرن کی آواز کے ساتھ ٹوٹی، جو اسلام آباد کے ہلچل والے شہر کے بالکل برعکس ہے۔

گھنی جھاڑیوں کے درمیان، ایک خستہ حال گیراج کھڑا تھا، اس کی تاریخ گرتی ہوئی دیواروں اور زنگ آلود دروازوں میں کھدی ہوئی تھی۔

ہوا تناؤ سے بھری ہوئی تھی، پولیس کے سائرن کی آوازوں سے وقفے وقفے سے چھید ہوتی تھی۔ باہر، افسران جان بوجھ کر عجلت کے ساتھ آگے بڑھے، ان کے چہروں پر شدید عزم تھا جب انہوں نے علاقے کو

گھیرے میں لے لیا۔ ان کے ہاتھ تیزی سے اشارے کر رہے تھے، افراتفری کے درمیان ایک دوسرے کو ہدایت دے رہے تھے، ان کی آنکھیں ارد گرد کا جائزہ لے رہی تھیں، کسی بھی حرکت یا خطرے کی علامت کے لیے الرٹ تھیں۔ گیراج کے اندر، سائے کونوں سے چمٹے ہوئے تھے، جہاں ہلکی ہلکی روشنی پہنچنے کے لیے جدوجہد کر رہی تھی۔ بیچ میں دو بے جان شکلیں ہیں، قدرت کی بے حسی کا ایک بھیانک جھانکا۔

افسروں کے چہرے نفرت اور وحشت سے مروڑ اٹھے،

جب ان کی نظریں سامنے لاشوں پر پڑیں

یہ منظر موت اور زوال کا ایک ہولناک جھانکا تھا، جس میں لاشوں کے چہرے خوف اور کرب کے رقص میں مڑے ہوئے تھے۔ ایک جسم کموڈ کے پاس پھیلا ہوا تھا، اس کی ایک زمانے کی انسانی خصوصیات اب سیاہ، مسخ شدہ تھیں اس کے ہونٹ پھٹے ہوئے تھے ایسا لگ رہا تھا جیسے جہنم کی آگ سے جھلس گئے ہوں اس کا چہرہ سیاہ ہو چکا تھا جس پر غلاظت لگی ہوئی

تھی۔

۔ ساتھی ہی اس کے۔ اعضاء بے دردی سے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے گئے تھے، جس سے پھٹے ہوئے اعضاء نیچے گرے ہوئے زمین پر پھیل رہے تھے۔

چہرہ ناقابل تصور اذیت اور دہشت کے کرب میں ڈوبا ہوا، زندگی کے آخری لمحات کے پر تشدد واقعہ کی داستان سنا۔ رہا تھا۔

۔ایک منڈلاتے ہوئے سائے نے اس منظر پر اپنی سیاہ چادر ڈال دی، اس کی بھیانک موجودگی گہرے زخموں اور کٹے ہوئے ہاتھ سے یوں جھلک رہی ہے جیسے کسی بے رحم شکاری کے بے رحم جبڑوں سے اس کا جسم پھٹا ہوا ہو۔

آس پاس کی ہوا موت کی بیمار میٹھی بدبو سے بھاری تھی، خون کی دھاتی تانگ اور زوال کی تیز خوشبو سے گھل مل رہی تھی۔

باقیات پر مکھیاں ہڑپ کر گئیں، ان کی مسلسل آوازیں اس سانحے کا مذاق اڑاتی تھیں جو منظر عام پر تھا۔

اس کے قریب ہی ایک اور لاش بھیانک شکل میں پڑی ہوئی تھی، اس کی شکل جنگلی درندوں کے بے رحم پنجوں سے مڑی ہوئی تھی اور اسے پہچاننا مشکل تھا۔۔

ایک زمانے میں متحرک گوشت اب بنیادی وحشیانہ جنون میں ، پھٹا ہوا اور ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے۔

بوسیدگی کی بدبودار بدبو ہوا میں پھیلی ہوئی تھی، متلی کی شدت حاضرین کے حواس پر حملہ کر رہی تھی۔ کیڑے مکوڑے انکے باقیات کے ساتھ چپٹے تھے۔

۔اس گندی بدبو کے باوجود

افسران اپنے سنگین کام کو آگے بڑھاتے رہے۔ ان کے ہاتھ، اگرچہ مستحکم تھے، انہوں نے ہلکی سی تھرتھراہٹ کو دھوکہ دیا جب انہوں نے اس گھمبیر دریافت کے پیچھے کی کہانی کو کھولنے کے لیے کام کیا۔ اس غیر کہے ہوئے سوال سے ہوا بھاری تھی: واقعات کا کون سا سلسلہ اس بھیانک تماشے کا باعث بنا؟ جیسے جیسے تفتیش سامنے آئی، افسران کے درمیان ہر ایک حرکت، ہر سرگوشی میں ہونے والی گفتگو نے اسرار میں پرتیں شامل کر دیں،۔۔ یہ جنگل اور گیراج ان کہے رازوں کا خاموش گواہ جو اس حادثے کی گہرائیوں میں چھپے ہوئے تھے۔۔۔

•••••••••ΔΔ•••••••••

صبح کے سورج نے ہلکی سی چمک ڈالی جب لفٹ کے دروازے کھلے اور چمن آرا باہر نکلی پونی ٹیل ہولڈر نے، جو کبھی اس کے ہونٹوں کے درمیان تھا، اب اس کے بالوں کو ایک صاف پونی ٹیل میں محفوظ کر لیا جو ہر قدم کے ساتھ جھومتا تھا۔

اس کی حرکات رواں تھیں، معمول اور فضل کا امتزاج جب وہ بڑی بی کے کمرے کے جانے پہچانے راستے پر چلی وہ مقصد کے ساتھ کوڑے دان کے پاس پہنچی، اس کا ہینڈل اس کی جلد کے خلاف ٹھنڈا تھا۔

اپنے خاموش پہیوں پر پڑا ڈبہ باہر نکلنے کے لیے تیار تھا۔ جیسے ہی اس نے ڈبے کو آگے جھکا دیا، پہیے زمین پر لگے، دروازے کی دہلیز پر آسانی سے گھوم رہے تھے۔

چمن آرا اس بات سے ناواقف، کہ کچرے کے اندر ایک سرنج موجود تھی، اس کی موجودگی اس کام کی دنیاوی نوعیت کے بالکل برعکس تھی۔

یہ چھپا ہوا تھا، روزمرہ کی زندگی کی ضائع شدہ باقیات کے درمیان ایک غیر واضح حملہ آور۔۔۔۔!

وہ گھر سے نکلی، صبح کی روشنی اس کی خصوصیات میں کھیل رہی تھی، جو ارتکاز کے ماسک میں رکھی گئی تھی۔ کچرا اٹھانے والی گاڑی انتظار کر رہی تھی، درخت کے نیچے ایک ہلکا سا سلوٹ۔

تبادلہ مختصر تھا؛ چمن آرا نے ڈبے کو کارکن کے حوالے کیا، جس نے اسے آرام سے اٹھایا، پہیے پیچھے رہ گئے جیسے کھڑے محافظ ہوں۔ "بس، صرف یہ کچرا ہے،" آدمی نے تصدیق کی، اس کی آواز صبح سویرے کا وزن لے رہی تھی۔ چمن آرا نے سر ہلایا، ایک لطیف اشارہ جس نے اس کی سمجھ کا اظہار کیا۔ "میں نے باقی کوڑے کے ڈرم میں ڈال دیا، تھا اس پر

میری نظر کچھ وقت پہلے پڑی تھی اس کو ڈرم میں پھینکنے آرہی تھی شکر کہ آپ لوگ کھڑے ہوئے تھے "آدمی مسکرایا۔ اس نے کوڑے کا ڈبا واپس ٹرک کے اوپری جگہ پر رکھا جو ڈبے کے لیے مختص تھی۔

کام مکمل ہوتے ہی چمن آرا واپس گیٹ کی طرف مڑی، دبے کا ہینڈل ابھی تک اس کے ہاتھ میں تھا۔ سرنج، جس پر سب کا دھیان نہیں تھا، ایک خاموش معمہ بنی ہوئی تھی، اس کی اہمیت ابھی تک دن کی روشنی میں بے نقاب ہونا باقی ہے۔۔۔

.....°°°.....

طعام خانہ تناؤ اور بے ساختہ الفاظ کا ایک جھانکا تھا۔ صبح کی روشنی کانچ کی کھڑکی سے گزر رہی تھی، ایک گرم چمک کاسٹ کر رہی تھی جس نے اداس مزاج کو جھٹلایا تھا۔

میز کے ارد گرد، قابض سر جھکا کر بیٹھ گئے، اپنی ہی سوچوں میں گم، یہاں تک کہ مہمت کے آنے سے سکوت ٹوٹ گیا۔

مہمت کا چہرہ خاک آلود تھا، اس کے معمول کے سکون کی جگہ واضح تشویش نے لے لی تھی۔

سکندر اور یوسف کو دیکھ کر اس کی پریشانی مزید بڑھ گئی۔ "چاچو آپ جانتے ہیں،" اس نے شروع کیا، اس کی آواز بمشکل سرگوشی سے اوپر تھی۔

سکندر نے اپنی نظریں اٹھائیں، مہمت کے لیے خاموشی سے جاری رہنے کا اشارہ تھا۔ "گزشتہ رات شائننگ سٹار گروپ آف آرکیٹیکٹس کے سی ای او مسٹر مدثر اور ان کے کاروباری پارٹنر کو کسی نے قتل کر دیا،" مہمت نے انکشاف کیا، الفاظ کشش ثقل سے بھاری تھے۔

سکندر کا جھٹکا یوسف کے چہرے پر نمایاں تھا، دونوں آدمی بظاہر ہل گئے۔ "کس نے کہا؟" یوسف نے سوال کیا تو اس کی آواز میں تناؤ تھا۔

مہمت نے نفی میں سر ہلایا۔ "یوسف چاچو، یہ سب سوشل میڈیا پر ہے۔ میں بیان بھی نہیں کر سکتا کہ یہ کتنا بھیانک تھا،"، اس کی آنکھوں میں واقعہ کی ہولناکی واضح تھی۔ "ان دو کی لاشوں کو جنگلی سور کھا گئے تھے۔" نازش اور انجلینا ہانپ گئیں، یہ خبر انہیں جسمانی دھچکے کی طرح مار رہی تھی۔ "اسلام آباد میں ایسا نہیں ہونا چاہیے، پہلے ہماری عفاف، پھر یہ،" انجلینا نے افسوس سے کہا، اس کی آواز خوف اور مایوسی سے بھری ہوئی تھی۔

جیسے ہی مہمت نے اپنی نشست سنبھالی، نازش نے موضوع بدلنے کی کوشش کی۔ "اچھا، ہمارا بہزاد کیسا ہے؟ اسے کیا ہوا؟" اس نے پوچھا، اس کی تشویش حقیقی ہے۔ مہمت کا جواب پریشانی سے بھرا ہوا تھا۔ "وہ آج صبح اپنے کمرے میں تھا، کانپ رہا تھا اور سرد تھا۔ موم اسے دادی کے کمرے میں چھوڑ کر آئیں تھیں صبح کے وقت دادی، کے کمرے میں جانے سے پہلے انہوں نے دیکھا کہ بہزاد کے کمرہ کا دروازہ، کھلا ہوا ہے، وہ اکیلا بیڈ پر ہے منجمد ساکت بہت خوفناک منظر تھا وہ""

سکندر اسے بولا "تم نے ہمیں کیوں نہیں اٹھایا تھا"۔

مہمت نے نفی میں سر ہلایا "نہیں چاچو سب پہلے پریشان تھے مناسب نہیں سمجھا ہم نے"۔

یوسف نے اسے دیکھا "گھر والے ایک دوسرے کے لیے ہوتے ہیں کہ ایک دوسرے کی مدد کریں جب ایسا نہیں ہوتا تو پھر کیا فرق باہر والوں میں اور گھر والوں میں"۔

مہمت مسکرایا"جی چاچو مگر آپ حالات جانتے ہیں۔ خیر

ڈاکٹر نے بتایا ہے کہ خطرے کی کوئی وجہ نہیں ہے،" اس نے اطمینان سے کہا۔ سکندر جو غور سے سن رہا تھا بالآخر بولا، اس کی آواز ہنگامہ کے باوجود مستحکم تھی۔ "اب ہم اسپتال جائیں گے۔" اس نے اپنا فیصلہ حتمی قرار دیا۔ نازش اپنی کرسی سے اٹھی، اس کی حرکت جان بوجھ کر تھی جب وہ جانے کی تیاری کر رہی تھی۔

تب ہی معراج دروازے پر نمودار ہوا، اس کے داخلی دروازے پر بے چینی کی لہر دوڑ گئی۔

یوسف نے گرمجوشی سے سلام کیا، "ارے، کیسے ہو؟" معراج کی مسکراہٹ اس کی آنکھوں تک نہیں پہنچی تھی۔ "ٹھیک ہوں یوسف چاچو،" اس نے غیر جانبدار لہجے میں جواب دیا۔

مہمت کی نظر معراج پر پڑی پھر ابرش پر ابرش نے نظریں ہٹالیں، ان دونوں کے درمیان خاموشی سے افہام و تفہیم کا تبادلہ ہو رہا تھا۔

یوسف کی طرف سے ناشتے کی پیشکش معراج کے سر ہلانے کے ساتھ ہی مل گئی تھی۔ "جو لوگ مجھے اپنا نہیں سمجھتے انکے ساتھ ناشتے کا کیا فائیدہ۔ یہاں مجھے دشمن کے طور پر دیکھا جاتا ہے۔" اس کے الفاظ تلخی سے بھرے ہوئے تھے۔

اس کی نگاہیں ایک لمحے کے لیے سکندر پر جمی تھیں، اس سے پہلے کہ مؤخر الذکر دور دیکھے، رابطہ برقرار نہ رکھ سکا۔ "میں اپنی چیزیں لینے آیا ہوں اب لے جا رہا ہوں" معراج نے جذبات سے عاری آواز میں اعلان

کیا۔ معراج جیسے ہی جانے کی طرف بڑھا، سکندر نے یوسف سے مخاطب ہو کر کہا، "اسپتال سے پہلے ہمیں پولیس سٹیشن جانا ہے۔ جبرائیل نے کچھ ضروری بتانا ہے ہمیں۔" معراج نے توقف کیا، گفتگو سن کر پھر اپنے راستے پر چل پڑا، اس کے چہرے پر ایک فکر انگیز تاثرات تھے۔

اس دوران نازش عجلت سے بولی۔ "ماں کو اٹھانا چاہئے مجھے۔ اسے پہلے وہ اتنی دیر تک نہیں سوئیں۔"۔

یوسف کا جواب تشویش سے بھرا ہوا تھا۔ "وہ ان دو دن سے ٹھیک سے نہیں سوئی ہیں۔ آج وہ گہری نیند میں ہیں، لیکن ان کے لیے زیادہ سونا اچھا نہیں ہے۔ انہیں جگا دیجئیے،" اس نے ہدایت کی نازش نے کمرے سے نکلتے ہی اثبات میں سر ہلایا۔ "بالکل ٹھیک،" اس کی آواز اجتماعی پریشانی کی بازگشت کرتی ہے جو ہوا میں معلق ہے۔ کمرہ، جو کبھی دن کی روشنی سے بھرا ہوا تھا، اب خبروں کے وزن اور آگے کیا ہونے والی غیر یقینی صورتحال سے سایہ دار دکھائی دے رہا تھا۔

۔ مگر آگے کیا ہو گا بعض اوقات انسان اس کی پیشنگوئی بھی نہیں کر سکتا جب برا وقت آتا ہے تو تباہی اٹل ہوتی ہے اور برا وقت کب آتا ہے پتا ہی نہیں چلتا۔۔۔۔۔

•Δ•Δ•Δ•

پردہ دار خطرات: خطرے کے درمیان قاتل کی حقیقت کا انکشاف

صبح کا سکون پارہ پارہ ہونے والی چیخ سے بکھر گیا تھا۔ نازش، اس کا چہرہ بے رنگ تھا، دادی کے کمرے کی دہلیز پر جمی ہوئی تھی۔ ناشتے کی میز کے گرد جمع ہونے والے خاندان کو آواز سن کر ایک جھٹکا لگا۔

کانٹے اور چاقو پلیٹوں پر بکھر گئے جب وہ الارم کے منبع کی طرف بڑھے۔ معراج، اپنے گٹار کو اس کے بیگ میں رکھ رہا تھا جب، اس کے کانوں میں آواز گونجیں

۔ آلہ کو عجلت میں ایک طرف رکھ دیا گیا جب وہ دوسروں کے ساتھ شامل ہوا، اس کا دل خوف کے پیشگی احساس کے ساتھ دھڑک رہا تھا۔

لفٹ کھل گئی، اور وہ باہر نکلا، کمرے کے قریب آتے ہی اس کی رفتار تیز ہوتی گئی۔ اندر، منظر بالکل حتمی تھا۔ نازش، اس کے ہاتھ کانپتے ہوئے حیران چہروں کی طرف متوجہ ہوئے۔ "امی۔۔ امی مر گئی ہیں،" اس نے سرگوشی کی، الفاظ خاموش کمرے میں سیسے کی طرح گر رہے تھے۔

ابرش نے اس لمحے کی کشش سے مغلوب ہو کر بے اعتمادی کے اشارے میں منہ پر ہاتھ رکھ لیا۔

۔۔

اس تناؤ کے ماحول کے درمیان کچھ وقت بعد

ہوا غم سے بھری ہوئی تھی کیونکہ دادی کو نرمی سے اسٹریچر پر رکھا گیا تھا، اس گھر کے ذریعے ان کا آخری سفر جس میں وہ کبھی زندگی سے بھری ہوئی تھیں۔

خاندان نے ایک اداس جلوس کی پیروی کی، ہر ایک نقصان اور محبت کے اپنے عکس میں کھو گیا۔۔

۔سب کمرے سے باہر نکل گئے مگر معراج منجمد قدموں سے وہاں ہی کھڑا رہا افراتفری کے درمیان ایک تنہا شخصیت۔

اس کی آنکھیں، سوچوں سے ڈھکی ہوئی، کسی اندرونی ہنگامے کی طرف اشارہ کر رہی تھیں۔

جیسے ہی وہ دوسروں کے پیچھے پیچھے چلا گیا، ایک چھوٹا سا ٹیپ ریکارڈر سرہانے کے غلاف کے اندر چھپا ہوا تھا، اس کی سرخ روشنی ٹمٹماتی ہوئی تھی، جو اس کے پاس رکھے ہوئے رازوں کا ایک خاموش گواہ تھا، جس نے پہلے سے ہی بھاری ماحول میں راز کی ایک تہہ کو شامل کیا۔

ریکارڈر، جس پر کسی کا بھی دھیان نہیں گیا، اس نے انکشافات کا وعدہ کیا جو ابھی باقی ہیں۔

اس کی موجودگی، ان کہی کہانیوں اور پوشیدہ سچائیوں کی ایک لطیف لیکن قوی علامت ہے جو خاندان کی تسکین کے پوشیدہ حصے کے نیچے ہے۔ جیسے ہی اس کے پیچھے دروازہ بند ہوا، نامعلوم کا وزن ہوا میں معلق ہو گیا، اس تجسس کا ایک خاموش تماشہ جو ابھی کھلنا باقی تھا۔

Δ۰۰۰۰Δ۰۰۰۰Δ

جبرائیل نے اپنے سیل کی حدود کو تیز کیا، ہر قدم ٹھنڈی، سخت دیواروں کے درمیان گونج رہا تھا۔

روشنی کا واحد ذریعہ اوپر کی اس کائی لائٹ تھی، جو ایک سخت شہتیر ڈال رہی تھی جو اس کی تنہا شخصیت کو نمایاں کرتی تھی۔

قدموں کی آواز قریب آتے ہی وہ یکدم رک گیا۔ ایک کانسٹیبل

،اس کا چہرہ اداس تاثرات سے بھرا ہوا، جبرائیل کے نظارے میں داخل ہوا۔۔

جبرائیل اس کے جانب گیا اور اسے اوتاولے انداز میں بولا "میرے بابا آ گئے ہیں،" اس کی آواز میں ایک امید بھری بات،۔

لیکن کانسٹیبل کے جواب نے ہر بڑھتی ہوئی امید کو کچل دیا۔ "آپ کے کزن مہمت نے فون کیا۔ تھا انہوں نے کہا کہ آپ کی دادی کا انتقال ہو گیا ہے۔" الفاظ ہوا میں لٹک رہے تھے، اور جبرائیل کا ردِ عمل بصری تھا۔

اس کے ہونٹوں سے ایک ہانپ نکلی، "کیا؟" کفر نے اس کی خصوصیات کو رنگ دیا اس کی آنکھیں صدمے سے پھیل گئیں۔

اس کے گھٹنے جھک گئے، انسپکٹر کے الفاظ کی حقیقت کے طور پر اس کی ٹانگوں سے طاقت نکل رہی تھی۔ وہ زمین پر گر گیا، غم کا ایک ڈھیر۔

اس کے ہاتھ اس کے بالوں کی طرف اٹھ گئے، اور انکو ایسے پکڑا جیسے اس کے اندر اٹھنے والے جذبات کے طوفان کے درمیان خود کو نظر انداز کرنے کی کوشش کر رہا ہو۔

اس کی نگاہیں بزدلانہ طور پر بائیں سے دائیں تک جاتی تھیں،، جو اس ظالمانہ سچائی کو جھٹلا سکتی تھی۔ آنسو اس کے گالوں کے نیچے رستے کا پتہ لگاتے ہوئے ٹوٹ پڑے جب اس نے سرگوشی کی، "دادی،" اس کی آواز درد سے کچی تھی۔ یہ لفظ ایک نوحہ تھا، ایک التجا، ایک ساتھ الوداعی، سیل کی خاموشی میں بولا گیا جو اس کے ارد گرد بند ہوتا دکھائی دے رہا تھا۔ اوپر کی روشنی، جو کبھی روشنی کا محض ذریعہ تھی، اب ایک رکاوٹ کی طرح محسوس ہوئی، جو اسے آسمان سے، آزادی سے، الوداع کہنے کے موقع سے الگ کر رہی تھی۔

•••°°°•••

دادی کی موت کو چار دن گزر چکے تھے، پوسٹ مارٹم رپورٹ میں برین ہیمرج کی وجہ بتائی گئی۔ اہل خانہ ہال میں جمع تھے، ایک اجتماعی غم ان پر کفن کی طرح لٹک رہا تھا۔

اسی اداس ماحول میں نورین کی آواز، دکھ اور الزام سے بھری ہوئی خاموشی کو چھید کر رہ گئی۔ "سب کچھ تمہاری وجہ سے ہوا ہے۔ تم نے امی کے ساتھ بدتمیزی کی۔ وہ یہ سب سوچتی رہیں اور انہیں برین ہیمرج ہو گیا" اس نے پکار کر ابرش کو کہا جو سر جھکا کر بیٹھی تھی، اس کے الفاظ کا بوجھ اس پر دبا ہوا تھا۔

. ابرش کا جواب تیز تھا، اس کا سر پھٹ رہا تھا، اس کی آنکھیں خاموش چیلنج میں نورین کے ساتھ ٹپک رہی تھیں۔ جب وہ اپنی جگہ سے کھڑی ہوئی اور اپنی شہادت کی انگلی تنبیہ، انداز میں نورین کو دیکھانے لگی "سنئیے زیادہ باتیں نہ کریں، میری وجہ سے کچھ نہیں ہوا، میں اپنی دادی سے معافی مانگنے گئی تھی اور وہ خوش ہوئیں،

ان کا دل ہلکا ہوا اس کے بعد وہ تسبیح کرنے لگیں۔۔مجھے الزام دینے کی ضرورت نہیں ہے۔"اس نے جواب دیا۔

،اس کی آواز مضبوط، شک کا کوئی اشارہ نہیں۔ اپنی جگہ سے مڑتے ہوئے ابرش کا مؤقف ناگوار تھا، اس کی نظریں پورے کمرے میں مہمت کی طرف تھیں۔ "اپنی امی کو سمجھاؤ کہ مجھ سے الٹا نہ بولیں، میں معراج نہیں ہوں جو ان کی باتوں کو سنوں، میں ابرش ہوں اور مجھے اپنے حق کے لیے لڑنا آتا ہے" اس نے اپنے لہجے میں عزم ظاہر کیا۔ ان الفاظ کے ساتھ، ابرش نے اپنی ایڑی کو موڑ دیا، اس کے قدم تیز اور فیصلہ کن تھے جب وہ چلی گئی اس کے پیچھے ایک دنگ رہ گئی خاموشی چھا گئی۔ کمرے میں تناؤ واضح تھا، صدمے اور بے ساختہ سوالات کا مرکب اس کے جاتے ہی خلا کو بھر رہا تھا

ΔΔΔ

حقیقت کی گل کاری میں، ادراک ایک پیچیدہ نمونہ بُنتا ہے، جو اکثر دیکھنے والے کی نظر کو گمراہ کرتا ہے۔ جو کچھ ہمارے سامنے ظاہر ہوتا ہے، وہ شاذ و نادر ہی اپنی اصلیت کو ظاہر کرتا ہے، اپنے مرکز کو راز کی پرتوں میں چھپاتا ہے۔

ہم کھڑے ہوتے ہیں، سائے کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں، انہیں مادہ سمجھ بیٹھتے ہیں، جبکہ مادہ خود ہماری گرفت سے دور ہوتا ہے۔

یہ عالم محض ایک بڑا فریب ہے، آئینوں کی ایک بھول بھلیاں جو لامتناہی امکانات کو عکس بند کرتی ہے، ہمیں مسلسل حیرت کی حالت میں چھوڑ دیتی ہے۔

یہ فریب کے رقص میں ہے کہ ہم خود کو بار بار کھوتے اور پاتے ہیں۔

سابقہ منظر کی بازگشت

دادی نے تسبیح پڑھ کر ساتھ رکھی اور اپنے برابر بے ڈھنگے انداز میں سوئے بہزاد پر پھونک ماری اور پھر اپنے اوپر۔

دروازے پر دستک سے لمحہ بھر کا سکون درہم برہم ہو گیا۔

ابرش اندر داخل ہوئی اس کا سر خاموشی سے معافی کی التجا میں جھک گیا۔

دادی کی ناراضگی کی ابتدائی شکل نرم پڑ گئی جب انہوں نے اس کی آنکھوں میں حقیقی پچھتاوا دیکھا۔

ابرش نے کہا، "دادی، میں معذرت" اس کی آواز ٹوٹ گئی جب آنسو بہنے لگے۔ وہ چلتے دادی کے پاس گئی اور انکے برابر بیٹھی اس کے آنسو دیکھ بڑی بی کا سخت چہرہ پگھل گیا، اور انہوں نے اسے تسلی بخش گلے سے لپیٹ لیا۔ "بھل!! اب اشک مت بہاؤ؟

وہ تسلی دیتے ہوئے اسے پیچھے کرتے اس کی طرف دیکھنے لگیں۔ انہوں نے سائیڈ ٹیبل سے ایک ٹشو اس کے حوالے کیا۔

"بلوری مائع تمہاری نتھنوں سے باہر کی طرف اپنا راستہ بنا رہا ہے ۔پونچھ لو"

ابرش نے گہرا سانس اندر کھینچا اور ناک ٹشو سے، صاف کی دادی نے اسے تسلی دی

"ہم آزردہ نہیں ہیں تم سے اب قلب کو بشاشت پہنچی ہے ہمارے کہ تمہیں تمہاری خطا کا اندازہ ہو گیا"۔

انہوں نے پیار سے اس کا سر تھپکتے ہوئے اسے تسلی دی۔ "تسبیح کرو اپنی خواہر کے واسطے ساعت لیل مرقد کا ابتدائی شب ہے"۔

ابرش نے اثبات میں سر ہلایا، اس کے لہجے میں ابھی تک سکون تھا۔ "ہاں، دادی، میں اس کے لیے قرآن ہی پڑھ رہی تھی آپ نے مجھے معاف کر دیا ہے نا؟"۔

نرمی سے سر ہلاتے ہوئے دادی نے معافی کی تصدیق کی۔ "بیشک۔"۔

ابرش کے کھڑے ہوتے ہی اس کے غم میں مسکراہٹ پھیل گئی۔ "اب آپ عبادت کریں" اس نے کہا اور اپنی دادی پر آخری نظر ڈالتے ہوئے وہ کمرے سے باہر نکل گئی اس نے پیچھے آرام سے دروازہ بند کیا ہوشیاری سے، اس نے کوڑے دان میں استعمال شدہ ٹشو کو ٹھکانے لگایا، ادھر ادھر دیکھا، اور لفٹ کی طرف واپسی کا راستہ بنایا، وہ دل سے مسکرائی۔۔ اس کا دل تھوڑا ہلکا ہوا۔۔۔۔

امروز

وہ بینچ پر ٹھہری رہی، رات کے سکون میں اکیلی سی شخصیت، باغ کی نرم روشنیوں سے گھری ہوئی۔ اس کی نظریں عفاف کے پیار سے اُگائے گئے گلابوں پر جمی تھیں، ہر کھلتا ہوا پھول ان کی محبت کی گواہی دے رہا تھا۔ "ہماری بہنائی ان گلابوں کی طرح ہے، عفاف،" وہ دھیمے لہجے میں بولی، اس کی آواز میں محبت اور اداسی کا ملاپ تھا۔ "ہر پتی ایک یاد کی نمائندگی کرتی ہے، ہماری ہنسی اور آنسو وہ پانی ہیں جس نے انہیں پروان چڑھایا، اور زندگی کے ہر موسم میں، ہمارا رشتہ پھلتا پھولتا رہا، مضبوط اور خوبصورت۔"۔

ابرش کی آنکھوں سے ایک آنسو نکل کر اس کے گال پر چمکدار راستہ بناتا ہوا بہہ گیا۔

اس نے ایک لرزتی ہوئی سانس لی، ٹھنڈی رات کی ہوا گلابوں کی خوشبو کے ساتھ مل گئی۔ "میں تمہیں یاد کرتی ہوں، عفاف۔ میں واقعی تمہیں یاد کرتی ہوں،"۔

وہ سرگوشی کرتے ہوئے بولی، اس کی آواز اس کی تڑپ کے وزن سے ٹوٹتی ہوئی تھی اس کے ہاتھ بینچ کو مضبوطی سے تھامے ہوئے تھے، اپنی بہن کی عدم موجودگی کو برداشت کرنے کی طاقت تلاش کرتے ہوئے، جبکہ اس کا دل ان لمحات کے لیے تڑپ رہا تھا جو وہ اب مزید اکٹھے نہیں گزار سکتی تھیں۔۔۔۔۔

ooooگزشہ منظر کی بازگشت

وہ خاموشی سے بیڈ پر جا کر اپنی طرف لیٹ گئی ہیڈ بورڈ سے ٹیک لگائے پیر سیدھے کئے وہ کسی گہری سوچ میں تھی ۔۔

وہ کچھ نہ بولی اس امید پر کہ ابرش اس سے بات کرے گی۔ چند لمحوں کی خاموشی کے بعد ابرش دھیمی آواز میں بولی "یہ مت سمجھو کہ میں تم سے ناراض ہوں۔"۔

عفاف نے مسکرا کر سکون محسوس کیا۔ اس نے جھک کر ابرش کو گلے لگایا جو اس کی طرف مڑی اور عفاف کی گود پر سر رکھ دیا۔ عفاف اسے تسلی دینے کی کوشش کرتے ہوئے اس کے بالوں کو آہستہ سے سہلانے لگی۔ "میں بابا سے ناراض ہوں کیا وہ نہیں دیکھ سکتے کہ میں معراج کو پسند کرتی ہوں؟" ابرش نے عفاف کی طرف دکھ بھرے لہجے میں دیکھتے ہوئے کہا۔

وہ یوسف کے اس کی خواہش کے خلاف مہمت سے شادی کرنے کے فیصلے کا حوالہ دے رہی تھی۔

عفاف نے آہ بھری اور ہمدردی سے اسے دیکھا۔ وہ جانتی تھی ابرش معراج سے کتنی محبت کرتی ہے مگر معراج وہ تو عفاف سے محبت کرتا ہے یہ بات عفاف کیوں نہ سمجھ پائی۔۔۔

ان تمام حالات کی وجہ سے عفاف خود کو مجرم اور متضاد محسوس کرتی تھی، خواہش تھی کہ وہ صورت حال کو بدل سکے اور وہ بدلے گی اس نے گہرا عظم کیا۔ "ایسا کچھ نہیں ہو گا ابرش، میں کل بابا سے بات کروں گی

میں جبرائیل کے علاوہ کسی اور کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتی۔۔تم جانتی ہو نا کہ کفن سفید نہیں ہوتا، اگر لڑکی کی شادی اس کی پسند سے نہ ہو تو کبھی کبھی لال رنگ بھی کفن کا کام کرتا ہے اور میں وہ لڑکی نہیں بنو گی جو لال رنگ کے کفن میں لپٹے۔مجھے کنوارہ رہنا منظور ہے یہ منظور نہیں کہ میرے پر کوئی بھی کاٹ کر میری مرضی کے خلاف مجھے اڑنے سے روک دے۔۔میں صرف اسی سے شادی کروں گی جو مجھے پسند ہے اور وہ صرف و صرف جبرائیل ہے اور کوئی نہیں نہ ہی کوئی اور ہو گا"۔۔

عفاف نے امید بھری آواز میں کہا۔ وہ نہیں جانتی تھی کہ آیا وہ یوسف کو اپنا ارادہ بدلنے پر راضی کر سکتی ہے، لیکن وہ کوشش کرنا چاہتی تھی۔

وہ ابرش کو خوش کرنا چاہتی تھی اور وہ جبرائیل کے ساتھ رہنا چاہتی تھی جو اس سے پیار بھی کرتا تھا۔اس نے امید ظاہر کی کہ یوسف سمجھ جائیں گے اور انہیں اپنے ساتھی چننے دیں گے۔اس نے ابرش کو گلے سے لگایا اور سرگوشی کی،۔

ابرش سیدھی ہوئی اور بیڈ پر بیٹھے بیٹھے عفاف سے گلے لگ گئی۔۔

"I love you sis

تم جانتی ہو کہ میری صرف زبان چلتی ہے مجھ میں اتنی ہمت نہیں کہ بابا سے یہ بات کروں۔۔"

عفاف مسکرائی اور اس کی کمر کو ہلکا سا تھپکا

“I know, my strong sister, but I want you to know that I love you the most.”

اس نے اس کی گردن کی پشت کو بوسا دیا۔۔۔اور اس کے دل کو تقویت پہنچی کہ ابرش اسے ناراض نہیں ہے نہ ایسا ہو سکتا تھا کہ ابرش اسے ناراض ہو۔۔ابرش کی تو جان عفاف میں بستی ہے۔۔

وہ دونوں گلے لگ کر پیچھے ہوئیں اور کروٹ بدل کر سونے کی کوشش کی

عفاف کی آنکھوں سے ایک تنہا آنسو ٹپکا

اور وہ ہی حال ابرش کا بھی تھا۔۔

ooo

امروز

ابرش کی آنکھوں سے آنسو گرا اور اس نے گہرا سانس لیا”سِس آئی لو یو مور“

دفعتاً، ابرش نے اپنے پہلو میں کسی کی موجودگی محسوس کی۔ اس نے نظر اٹھائی، اور مہمت کی آنکھوں سے آنکھیں ملیں، جو اسے ایک گہرائی سے دیکھ رہا تھا جیسے وہ اس کے اندر تک دیکھ سکتا ہو۔ابرش نے جلدی سے ایک آنسو پونچھا، اپنی اندرونی کشمکش کی خاموش گواہی۔

مہمت کی آواز نرم تھی، ہوا میں موجود بھاری پن کے برعکس۔ "اپنے جزبات چھپانے کی ضرورت نہیں ہے تمہیں مجھ سے کیونکہ میں تمہاری خاموشیاں بھی سمجھ سکتا ہوں" اس کے الفاظ تسلی دینے کے لیے تھے، نہ کہ ملامت کرنے کے لیے۔

ابرش کی آواز کانپ رہی تھی جب اس نے جواب دیا، "مجھے نہیں پتا کیا ہو رہا ہے۔ میں سمجھ نہیں پا رہی۔ ایک ساتھ دو نقصانات..." اس کی طاقت ڈگمگا رہی تھی، مضبوطی کا بظاہر چہرہ ٹوٹ رہا تھا۔

مہمت نے ہاتھ بڑھایا، ہوا میں تھوڑی دیر کے لیے ہچکچاتے ہوئے پھر اس کے کندھے پر رکھ دیا۔ "میں بھی حیران ہوں۔ بہزاد خوفزدہ ہے، اور وہ مجھ سے اپنے خوف کا اظہار نہیں کرتا۔"۔

جب ابرش نے ایک اور آنسو پونچھا، مہمت کا دل درد محسوس کر رہا تھا۔ اس کے لیے، اس کے آنسو قیمتی تھے، اس کے آنسو

اس کی روح پر تیر کی طرح اتر رہے تھے۔۔

ماحول کو ہلکا کرتا وہ بولا "تمہیں پتا ہے

Beautiful

کیسے لکھتے ہیں"

ایک کھیل کی چنوتی۔

ابرش نے اسے ناقابل یقین نظروں سے دیکھا، ”یہ مذاق ہے“

مہمت اسے بولا ”بتاؤ تو“

ابرش اس بچکانہ کھیل کو سمجھ نہ پائی مگر پھر بھی وہ اس کے سوال کا جواب دینے سے خود کو روک نہ پائی اس نے

Beautiful

کے ہجوں کو الگ الگ کر کے بولی

”.B-e-a-u-t-i-f-u-l“

اس کے غم میں ایک معمولی مسکراہٹ کی جھلک آئی۔ اس نے گہری سانس لی،

مہمت نے سر ہلایا، اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ۔ "نہیں، یہ بالکل صحیح نہیں ہے،" اس نے چھیڑا۔

ابرش کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ "غلط؟" اس نے دہرایا، اس کی آواز میں ناقابل یقین کی لہر۔

مہمت نے سر ہلایا، اس کی مسکراہٹ وسیع ہو گئی۔ "یس ایسا ہی ہے تم غلط ہو اصل سپیلینگ یہ ہیں“

وہ کچھ چنچل انداز میں بولا

”Y-O-U“

ایک خاموشی کے بعد، ابرش کی الجھن نے ایک نرم قہقہہ کی راہ دی، جو ہوا کی طرح نازک تھا۔ "تم مذاق کر رہے ہو،" اس نے کہا، حالانکہ اس کی آنکھوں میں ہلکا پن واپس آ گیا تھا۔

"میں ہمت کر سکتا ہوں تم سے مذاق کروں یہ حقیقت ہے،" مہمت نے جواب دیا، اس کی آواز میں سچائی تھی۔ "لیکن براہ کرم، اب اور آنسو نہیں."

ابرش نے سر ہلایا، اس کے خیالات عفاف کی طرف بہہ گئے۔ "میں اسے یاد کرتی ہوں،" اس نے نرمی سے اعتراف کیا۔

مہمت کا جواب نرم تھا، اس کا یقین غیر متزلزل۔ "اگر عفاف یہاں ہوتی تو اسکو دکھ ہوتا۔ تمہیں ایسے دیکھ کر اگر تمہیں اس کی یاد آتی ہے تو رونے کی بجائے اس کے لیے قرآن کی تلاوت کر لیا کرو"

اور اس کے ساتھ، ابرش نے ایک بار پھر سر ہلایا، محبت کو تھامے رکھنے کا خاموش وعدہ کیا، نہ کہ نقصان کو۔۔

ΔΔΔ

بڑی بی کے اچانک چلے جانے کے خاموشی کے بعد، چمن آرا کمرے کی صفائی کر رہی تھی۔۔ کیونکہ کمرہ بند رہنے کی وجہ سے کافی حد تک گندا ہو چکا تھا مکڑ اور جالے ہر سو پھیل چکے تھے۔۔ ایک طریقہ کار کے ساتھ،

اس نے کتاب پر ایک چھوٹا ٹیپ ریکارڈر الماری کے اوپر موجود کتاب کے موٹے سرورق پر رکھا اسے خاموشی سے وہیں چھوڑ دیا، اس امید پر کہ اس کا مالک اس پر دعویٰ کرنے آئے گا۔۔۔

کانچ کی کھڑکی سے سورج کی روشنی کمرے کو نہلا رہی تھی مگر۔ کمرہ افسردہ دیکھائی دے رہا تھا کیونکہ اس کمرے کا تاج اسے چھوڑ کر جا چکا تھا۔۔

بڑی بی کی اچانک موت نے سب کو بہت صدمہ دیا تھا۔ مگر قدرت کے کاموں میں کس کا عمل دخل ہے

تصور اور وہ آمنے سامنے تھے تصور سینے سے ہاتھ باندھے اس کو۔ دیکھ رہا تھا "ایک بار جب میری تعلیم مکمل ہو جائے گی، اگر اللہ نے چاہا، تو میں سی ایس ایس کے امتحانات پاس کروں گا افسر بنوں گا، اور پھر... ہم شادی کریں گے،"۔۔ چمن نے سر نیچے کیا اور وہ مسکرا دی اس نے سر اٹھایا

ایک پر عزم سر ہلا کر، وہ راہداری میں قدم رکھتی ہے، اس کی آواز نرمی سے واپس آتی ہے، "کام کرو شادی تو انشاء اللہ۔ ہو ہی جائے گی۔" اس کے قدموں کی گونج باہر پرندوں کی چہچہاہٹ کے ساتھ مل جاتی ہے، صبح کی معمولات کی ایک جھانکی۔

تصور نے اسے جاتے ہوئے دیکھا، اس کا سر جھک گیا۔ شرماتے ہوئے، اس نے سر ہلایا، جذبات کا ایک لطیف اظہار اس کے چہرے پر کھیل رہا تھا۔

جیسے ہی تصور نے نظر اٹھائی اس کی نظر کتاب کے کور کے اوپر موجود ٹیپ ریکارڈر پر پڑی، تجسس میں اس نے قدم۔ اس ٹیپ ریکارڈ کے جانب بڑھایا ہر قدم کے قریب جانے کے ساتھ، ہوا گاڑھی ہوتی دکھائی دے رہی تھی، جو گزرے ہوئے راز کی سرگوشیوں سے بھری ہوئی تھی۔

اس نے گردن کو کچھ ترچھا کر کے اس ریکارڈر کو دیکھا۔ گردن سیدھی کی۔، ایک توقف—ایک لمحہ فکریہ جہاں وقت خود سانس لینا بھول گیا تھا، نامعلوم کی تلاش میں۔

تصور کے ہاتھ نے آلہ کو جکڑ لیا، ایک بھاری خاموشی خلا کو لپیٹ رہی تھی۔

جیسے ہی اس نے ریکارڈر کو اٹھایا، اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ کا ایک بھوت کھیلا—رازوں کا ایک محراب جو جلد ہی کھلنے والا ہے۔ اس ریکارڈر پر ایک تیز نظر ڈالتے ہوئے تصور کی آنکھیں چمک اٹھیں، کھلتے اسرار میں شامل ہونے کی خاموش دعوت۔

،۔"یہ بہزاد کا ٹیپ ریکارڈر ہے،" وہ سرگوشی کرتا ہے،

اس نے ٹیب ریکارڈر پکڑا۔

اور اسکو الٹ پلٹ کر دیکھا "سنیں تو سہی بہزاد نے ریکارڈ کیا کیا ہے"۔

ڈیوائس ایک ٹک ٹک ٹائم بم کی طرح محسوس ہوا، اس کے راز اندر بند ہیں، خاموشی کو توڑ دینے کے لیے تیار ہیں۔ جیسے ہی وہ باہر نکلا، پیشین گوئی کا احساس اس کی ہر حرکت کو پیچھے چھوڑ گیا۔ وہ اس تباہی سے غافل تھا جس کی پیروی ہو سکتی ہے—زمین کی گردش ختم ہو رہی ہے، دنیا فراموشی کے دہانے پر کھڑی ہے۔

ہر قدم ایک آنے والے زلزلے کی کشش ثقل سے گونج رہا تھا، اس کے دل کی دھڑکن انتظار کی خاموشی کے خلاف ایک تال ہے۔

ہوا رازوں کے ساتھ موٹی تھی، موجودہ کے نازک دھاگے پر دو موئی تلوار کی طرح لٹکی ہوئی تھی۔

بہزاد کے ریکارڈ شدہ سرگوشیوں سے سامنے آنے والے انکشافات کے انتظار میں حقیقت کے تانے بانے لرزتے نظر آرہے تھے۔۔ وہ نہیں جانتا تھا اس نے تقدیر کے لحاف کو پکڑ لیا، ہے اس بات سے بے خبر کہ سیاہی نتیجے کے شعلوں کے ساتھ جل رہی ہے۔ وہ بھولبلیا کے کھیل کی دہلیز پر کھڑا تھا، آنکھوں پر پٹی باندھے اس کے پُراسرار موڑ میں قدم رکھتا تھا۔ اس طرح، کہاوت سرگوشی کی ہواؤں میں احتیاط کرتی ہے: تمام دروازے نہیں کھولے جانے چاہئیں، کیونکہ تجسس کی سائرن کال کسی کو نامعلوم کی کھائی میں گرنے کا باعث بن سکتی ہے۔۔۔۔۔۔۔!!!!

.....°°°.....

وہ سرونٹ کوارٹر کی طرف آہستہ قدموں سے بڑھا، ٹیپ ریکارڈر اس کے ہاتھ میں سرد بوجھ کی طرح تھا۔

جب وہ اپنے کمرے کے سامنے رکا، تو اس کی پیشانی شکن آلود ہو گئی، گویا ہر قدم کے ساتھ آنے والی تباہی کا احساس کر رہا ہو۔ کمرے میں داخل ہوتے ہی، اس کی نظر دائیں طرف کی کھڑکی پر پڑی، جہاں سے روشنی اندر آ رہی تھی اور لمبے سائے فرش پر ناچ رہے تھے۔

ایک چھوٹا بستر براہ راست آگے تھا، اس کی چادریں گدے پر کس کر بچھائی گئی تھیں، اس کے خیالوں کی افراتفری میں ایک ترتیب کا جزیرہ۔

بائیں طرف، ایک الماری تھی، اس کا دروازہ کھلا ہوا تھا، جو اندر چھپے ہوئے بے ترتیبی کی طرف اشارہ کر رہا تھا۔

اس کے ساتھ والی دیوار اندر کی طرف جھکی ہوئی تھی، جس سے ایک تنگ داخلہ نمایاں ہو رہا تھا جو واشروم کی طرف جاتا تھا۔

وہ بستر پر بیٹھ گیا۔

اس کے ہاتھ اب اس کی گود میں ساکت پڑے تھے، ٹیپ ریکارڈر ان کے درمیان میں تھا۔

اس کا چہرہ، توجہ کی ایک تصویر، جب اس نے پلے بٹن دبایا تو ایک چھوٹی سی مایوسی کی جھلک دکھائی دی، کیونکہ اس کو صرف خاموشی ملی۔

چارج ختم ہو چکا تھا، جس سے آلہ بے جان ہو گیا۔

ایک آہ بھرتے ہوئے، اس نے چارجر کے لیے ہاتھ بڑھایا، اس کی انگلیاں ٹھنڈے پلاسٹک کو چھوتی ہوئی۔

اس نے تار کو ٹیپ ریکارڈر سے جوڑا، اور ایک چھوٹی سی سرخ بتی جل اٹھی، اس کی روشنی اس کی آنکھوں میں عکس بند ہو گئی، جو توقع میں تنگ ہو گئیں۔

وہ سرہانے کے خلاف پیچھے کی طرف جھک گیا، اس کی کرسی آرام دہ لیکن اس کا چہرہ کھنچا ہوا تھا، ایک خاموش مبصر جو مشین کے جاگنے کا انتظار کر رہا تھا۔

بہزاد لان کی سرسبز گود میں بیٹھا ہوا تھا، صبح کی شبنم نے گھاس کو نرم چمک دی تھی جو اُس کے نیچے بچھی ہوئی تھی۔

زمین کی نرمی نے اُس کے جسم کو سہارا دیا جبکہ وہ پاؤں پھیلا کر بیٹھا تھا، اُس کے سامنے ایک چھوٹی دنیا سجی ہوئی تھی۔

ٹرین کی پٹریاں ایک محتاط دائرے میں بچھی ہوئی تھیں، ایک دھاتی دریا جس پر ایک کھلونا ٹرین چل رہی تھی، بہزاد کے ریموٹ کنٹرول کے اشاروں پر۔

لان ایک سکون کی تصویر تھی، چاروں طرف درختوں کی قطاریں تھیں جو سرگوشی کرتی ہواؤں کے ساتھ جھوم رہے تھے۔ پلاسٹک اور نرم کھلونے جانوروں کی شکل میں لان کے منظر میں بکھرے ہوئے تھے، بچے کے کھیل کے خاموش تماشائی۔

جب معراج قدموں کو ناپتے ہوئے وہاں پہنچا، تو سکون میں ایک کشیدگی کی لہر دوڑ گئی۔

بہزاد کے ہاتھ، جو پہلے ریموٹ کو ماہرانہ انداز میں چلا رہے تھے، اب اُسے مضبوطی سے پکڑے ہوئے تھے، اُنگلیوں کی نوکیں سفید پڑ گئی تھیں۔

اُس کا کھیل کود بھرا چہرہ اب تاریک ہو گیا، آنکھیں معراج کو دیکھ کر خوف سے پھیل گئیں۔

معراج کی موجودگی نے منظر پر ایک لمبا سایہ ڈال دیا، لیکن اُس کی مسکراہٹ گرمجوش تھی، بہزاد کی اچانک بے چینی کے برعکس۔

وہ خوبصورتی سے زمین پر بیٹھ گیا، ایک گھٹنا زمین کو چھوتا تھا جبکہ دوسرا پاؤں زمین پر ٹکا ہوا تھا، اُس کا جسم آرام دہ انداز میں جھکا ہوا تھا۔

اُس کا سر ہلکا سا جھکا اُس کے چہرے پر فکرمندی کا اظہار تھا۔

"کیا ہوا بہزاد؟ تم پریشان نظر آ رہے ہو،" معراج نے پوچھا، اُس کی آواز ایک تسکین دہ مرہم تھی۔

بہزاد کا جواب خاموش تھا؛ اُس نے اپنی نظر اٹھائی، آنکھیں معراج کی آنکھوں سے ایک چھوٹے سے لمحے کے لیے ملیں اور پھر ایک طرف ہٹ گئیں، اُس کے چہرے پر جذبات کا طوفان چل رہا تھا۔ اُس کے ارد گرد کھلونے، جو کبھی خوشی کا باعث تھے، اب دور نظر آ رہے تھے جیسے وہ معراج کے سوال سے پیدا ہونے والے نامعلوم خوف سے جوجھ رہا تھا۔

.....°°°.....

تصور اٹھا، اس کے اعضاء قسمت کے ایک گہرے احساس سے بوجھل تھے۔ ٹیپ ریکارڈر، جو اب کافی چارج ہو چکا تھا، اس نے اپنے خاموش وعدے کے ساتھ اسے بلایا۔

اس نے اس کی طرف ہاتھ بڑھایا، اس کی انگلیاں ٹھنڈے دھات کو چھوتی ہوئی، پلے بٹن کو دبایا۔

وہ کہتے ہیں کہ تجسس ایک دھوکہ دہی کا ساتھی ہوتا ہے، جو ایک کو پستی کے کنارے تک لے جاتا ہے؛ تصور اسی کنارے پر رقص کرنے والا تھا۔

مشین زندہ ہو گئی، اور اس کے ہونٹوں پر ایک مسکراہٹ کھیلی—خوشی کی بے خبری کا پیش خیمہ۔ اس کی ہنسی گونجی، ایک مسرت کی بلندی جو کمرے کو بھر گئی۔

لیکن جیسے ہی ٹیپ ریکارڈ نے اپنی کہانی سنائی، مسکراہٹ ڈگمگا گئی، خوشی خوف کی ایک بڑھتی ہوئی حقیقت میں بدل گئی۔

اس کا چہرہ، جو پہلے تفریح سے روشن تھا، اب فکر مندی سے مسخ ہو گیا۔

اس کی آنکھیں، جو وسیع اور جھپکتی نہیں تھیں، ایک روح کی کھڑکیاں بن گئیں جو ناقابل یقین کی آگ سے جل رہی تھیں۔

اس کا منہ کھلا ہوا، گویا جو الفاظ اس نے سنے وہ اس کی حقیقت کو جلانے والے انگارے تھے۔

ایک لمحے کی وحی میں، وہ شخص جس کی وہ عزت کرتا تھا، نیکی کا مجسمہ، بے نقاب ہو گیا۔ زمین نے اپنی گردش بند کر دی، سورج نے اپنی جلن بند کر دی، اور تصور کی سانسیں جھٹکے میں آنے لگیں۔

وہ چکرا گیا، کمرہ افراتفری کا گھومتا ہوا میدان بن گیا۔ وہ اپنے وجود کے وزن کو مزید برداشت نہیں کر سکا وہ کرسی پر گر گیا جیسے باہر کی روشنی دھندلا گئی، اور وہ خود کو ایک پستی میں جھانکتا ہوا پا رہا تھا۔۔

اس کا سر اس کے ہاتھوں میں گر گیا، اور اس کا چہرہ۔ خوف کی تصویر بن گیا۔ اس کا جسم کانپ رہا تھا، لفظ "اللہ" اس کے ہونٹوں سے ایک لرزہ میں نکلا۔ "آپ نے یہ کیسے کیا؟" اس نے سرگوشی کی، سوال دھوکہ دہی کی دھار تھی۔

وحی واضح تھی: قاتل، نیکی کے لبادے میں چھپا ہوا، سب کو دھوکہ دے چکا تھا۔ اور اس طرح، دنیا نے اپنے ظالم مذاق میں ایک سنت کو گناہ گار رکے طور پر پیش کیا، تصور کو اس کے ایک بار ناقابل تسخیر ایمان کے ٹوٹے ہوئے ٹکڑوں سے جوجھنے کے لیے چھوڑ دیا۔۔۔۔

• • • • • • • • • • • •

تصور کو نوے منٹ سے زیادہ وقت تک ریکارڈنگ کے بے رحم حلقے نے جکڑ رکھا تھا، ہر دہرائی گئی بات اس کے نفسیات پر ہتھوڑے کی طرح تھی۔

پسینہ اس کی جلد سے چمٹ گیا، خوف کی ایک چمک جسے کوئی ہوا ٹھنڈا نہیں کر سکتی تھی۔

اس کا منہ، جو ایک بار فصیح اور تاثراتی تھا، اب ایک بنجر ٹنڈرا تھا، الفاظ سے خالی، سانس سے خالی۔

اس کے ہاتھ، جو عمل کے آلات تھے، ان کے کانپنے سے اس نے دھوکہ دیا، گویا وہ بھی انکشاف سے خوفزدہ تھے۔

اس نے اپنا سر گھمایا، خوف کی ایک کٹھپتلی، اس کی آواز ایک ٹوٹی ہوئی سرگوشی، "دادی کا قتل ہوا تھا، ان کی موت برین ہیمرج سے نہیں ہوئی تھی۔" الفاظ بھاری ہو کر لٹک گئے، مایوسی کا پھندا ہر شبد کے ساتھ کس گیا۔ "آپ اتنے اچھے تھے، آپ اس اندھیرے میں کیسے پہنچ گئے؟" وہ چیخا، سوال کائنات سے ایک التجا تھی، اس کی آواز نازک شیشے کی طرح ٹوٹ گئی۔

گہری سانس لیتے ہوئے، اس نے صدمے کی مفلوجیت سے لڑائی کی، اس کے ہاتھوں نے پسینہ صاف کیا جو اس کے خوف کی علامت اور آثار

دونوں تھے۔ "نہیں، نہیں، یہ غلط ہے۔ آپ سب کے لیے خطرہ ہو۔ مجھے یہ بتانا ہے۔ مجھے سب کو بتانا ہے۔" ان الفاظ کے ساتھ، اس نے عزم کی ایک جھلک جمع کی، سایوں کے خلاف ایک نازک کوچ جو اب ہر کونے سے رینگتے نظر آتے تھے۔

وہ اپنی پناہ گاہ سے باہر نکلا، سرونٹ کوارٹرز اس کی پریشانی کے خاموش گواہ تھے۔ اس کے سامنے، پھلوں کے درختوں نے سخت مخالفت میں کھڑے ہو کر، ان کی شاخیں زندگی سے بھاری، اس کے دل میں موت کا مذاق اڑایا۔

اس کی رفتار تیز ہو گئی، حقیقت سے مایوس بھاگنے کی کوشش جو اس کی پیٹھ پر پنجے مار رہی تھی۔

لیکن پھر، بجلی کی کڑک کی طرح اچانک، اس کے قدم ڈگمگا گئے، اس کا جسم اپنے احساس کی کشش ثقل کے آگے جھک گیا۔ زمین خود اس کے نیچے کانپ اٹھی۔

اس کی سانس رک گئی، آنکھیں خالص خوف کے گولے میں پھیل گئیں۔

ایک شخصیت چھت پر منڈلا رہی تھی، قیامت کا ایک سایہ جو۔ چھت کے کھلے دروازے سے اندر کی طرف بھاگا تھا

اس کی نظر نیچے گری، اور وہاں، دنیا رک گئی۔ "بہزاد،" اس نے ہانپتے ہوئے کہا، نام اس کے ہونٹوں سے ایک بھٹکی ہوئی دعا کی طرح نکلا۔

بہزاد اس کے سامنے لیٹا تھا، زمین پر ایک سرخ رنگ کی چادر بچھی ہوئی۔ تصور کا دل۔ دھڑکن چھوڑ گیا، اس کا جسم کانپنے لگا، اس کے ارد گرد کا منظر رنگوں کے دھندلے میں گھل مل گیا، گویا حقیقت خود ٹوٹ گئی تھی، اسے خوف اور نا قابل یقین کے سمندر میں تیرتا چھوڑ دیا گیا۔۔۔

•••••••°°°•••••••

مصیبت کے بعد کا منظر ایک المناک ڈرامے کے منظر کی طرح تھا۔

ایک ایک کر کے وہ سب باہر آئے، ان کے چہرے نا قابل یقین حیرت سے کھو دے گئے تھے۔

سکندر ان میں کھڑا تھا، اس کی سانس ایسی تھی جیسے ہوا اس کے پھیپھڑوں سے چوری ہو گئی ہو۔

اس کے پاؤں کے نیچے کی زمین اس کے ساتھ دھوکہ کر رہی تھی، آسمان اوپر، جو کبھی آرام کی چھتری تھا، اب ایک کچلنے والا بوجھ بن گیا تھا۔

چنگیز کی روح اس کی آنکھوں کے سامنے غائب ہوتی محسوس ہوئی، اس کا جسم سخت تھا، جیسے برف میں جکڑا ہوا ہو۔

نورین، جس کا چہرہ خوف کا نقاب تھا، اس نے مشکل سے ہی الفاظ کہے تھے کہ اس کے گلے سے ایک چیخ نکلی، اور وہ اندھیرے میں گر گئی۔

انجلینا، جو فوری رد عمل دینے والی تھی، نے اسے ایک تیز گلے لگا کر اس کے گرنے سے بچایا۔

جو منظر ان کے سامنے تھا وہ ناقابل بیان خوف کا تھا۔ نازش ہوا کے لیے ہانپ رہی تھی، ہر سانس اس شاک کی گرفت سے لڑ رہی تھی جس نے اسے جکڑ رکھا تھا۔ معراج، جو پیچھے سے آیا تھا، غم کی تصویر تھا، اس کی سوجی ہوئی آنکھیں پہلے ہی ہونے والے غم کی گواہ تھیں۔

وہ یوسف اور ابرش کے پیچھے کھڑا تھا، ان کے چہرے اس تباہی کا عکس تھے جس نے انہیں گھیر رکھا تھا۔

ایک مشترکہ چیخ نے خاموشی کو توڑ دیا، ایک معصومیت کے ضیاع کا ماتم۔

وہاں بہزاد پڑا تھا، صرف چھ سال کا بچہ، ایک سرخ تالاب میں پھنسا ہوا جس نے زمین کو داغدار کر دیا تھا۔

گھر کے پچھلے حصے، جو کبھی محفوظ جگہ تھی، اب اس سانحے کے نشانات لیے ہوئے تھے۔

لوہے کی ریلنگیں پہرے دار کی طرح کھڑی تھیں جبکہ آلو بخارے کے درخت اپنے پھل بہا رہے تھے، شاخیں جیسے ماتم کر رہی ہوں۔

ان کے سائے نے منظر پر لمبی، گہری انگلیاں پھیلا دیں، خون سے رنگا ہوا فرش زندگی کی یاد دہانی کر رہا تھا جو اتنی بے رحمی سے چھین لی گئی تھی۔

بہزاد کی آنکھیں، جو کبھی بچپن کے چنچل پن سے بھرپور تھیں، اب ساکت تھیں، اس صدمے کا عکس جس نے ہر دیکھنے والے کو قید کر رکھا تھا۔

اس کا جسم جگہ پر جمع ہوا تھا۔ اس کی کھوپڑی کا ایک حصہ کھلا ہوا تھا، اور دماغ باہر نکلا ہوا تھا، کھوپڑی کی کھال کا ایک حصہ پردے کی مانند نوکدار لوہے پر لٹکا ہوا تھا سلاخ سے جڑا ہوا یہ انسانی کھال کا پردہ پس منظر میں ایک پریشان کن منظر بنا رہا تھا۔۔

ماحول ٹھنڈا ہو رہا تھا اور معراج کا گلا تنگ ہو گیا تھا، اس گھمبیر ماحول میں خوف اس کے اندر رینگ رہا تھا۔

بہزاد کی آنکھیں خوف کے عالم میں جمی ہوئی تھیں، جس نے ایک جسم کی خوفناک تصویر کھینچی تھی، جو کبھی زندگی سے بھرا ہوا تھا، جو اب ضائع شدہ کھلونے سے مشابہ ہے۔

بے جان شکل ایک ایسی چھت سے اتری تھی جو کہیں کنال اونچی تھی۔، جس نے ایک ایسے منظر پر سایہ ڈالا تھا جس نے ایک بھیانک اور بیمار حقیقت کا وزن رکھا ہوا تھا۔

.....°°°.....

جیل کی کوٹھری میں جبرائیل اور مہمت آمنے سامنے بیڈ پر بیٹھے تھے۔

دائیں ٹانگ چوکٹ کی صورت مڑی ہوئی تھی اور دیوار کے ساتھ انکازانا لگ رہا تھا۔۔

جبکہ ان کے بائیں پاؤں زمین کو چھوتے تھے، جو ایک مستحکم بنیاد فراہم کرتا تھا۔

جبرائیل کی کہنی اس کی ران پر ٹکی ہوئی تھی، اس کا ہاتھ گہری سوچ یا شاید مایوسی کے اشارے میں اس کی پیشانی کو رگڑ رہا تھا۔ "ڈیڈ کیوں نہیں آ رہے؟" جبرائیل نے بلند آواز میں غور کیا، اس کی آواز دیواروں سے ٹکراتی گونج رہی تھی۔

مہمت نے جانچتی نظروں کے ساتھ اندر جھک کر پوچھا، "ایسا بھی کیا ہے جو تم مجھے اکیلے بتانا نہیں چاہتے؟" یہ سوال ان کے درمیان کی بھاری ہوا کو چھیدنے لگتا تھا۔

جبرائیل نے سر ہلایا، اس کی حرکت میں عزم اور جوش کی آمیزش تھی۔ "یار، میں سب کو سچ بتانا چاہتا ہوں، پہلے دادی کی موت کی وجہ سے پریشانی کے عالم میں، مجھے یاد نہیں رہا کسی کو کچھ بتانا۔ اب میں چاہتا ہوں کہ سب کو سچ معلوم ہو کہ میں قاتل نہیں ہوں۔"۔

جیل، جبرائیل کے امیر والد کی بدولت، آرام کی ایک متضاد جگہ بن گئی تھی، جو معمول کی محرومی کے بالکل برعکس تھی۔

خیر متمول لوگ جیل میں ہو جیل سے باہر انکے لیے دونوں ہی جنت ہے جہنم تو غریبوں کے لیے ہوتی ہے۔۔ آزادی ہو یا قیدی۔ مہمت نے اسے حوصلہ دیا، "تو بتاؤ۔" یہ جبرائیل کے لیے اپنے ضمیر پر بوجھ اتارنے کا اشارہ تھا۔

۔ جیسے ہی اس نے ایک گہرا سانس لیا، بولنے کے لیے تیار تھا، مہمت کے موبائل کی گھنٹی بجی، کشیدہ ماحول کو کاٹتے ہوئے۔ بے شک، اچھے کاموں میں تاخیر نہیں کرنی چاہیے، لیکن کبھی کبھی جب انسان جلدی میں ہوتا ہے تو قدرت اسے روک دیتی ہے۔۔

مہمت جو جبرائیل کو غور سے دیکھ رہا تھا، اس کا دھیان بھٹک گیا جبرائیل کے لفظوں پر نقطہ لگا جبرائیل نے آنکھیں مینچیں یہ بات اس کے اندر آتش فشاں کی طرح ابل رہی تھی مگر آتش فشاں پھوٹنے میں نہیں آرہا تھا۔

۔مہمت نے اپنے ران پر رکھے کوٹ کی جیب سے موبائل نکالا۔۔"ابرش،"اسکرین پر ظاہر ہونے والے نام نے اسے ایک جھٹکا بھیجا۔

جبرائیل نے نام دیکھا، "کال اسپیکر پر کرو،"کال ملائی گئی اور موبائل کوٹ کے اوپر رکھا گیا جب اس نے اسپیکر فون کو چالو کیا تو اس کا ہاتھ ہلکا سا کانپ رہا تھا۔

کال جڑ گئی، اور ماتم اور رونے کی ایک لہر سیل میں بھر گئی۔ صورت حال کی سنگینی کو جذب کرتے ہوئے دونوں مردوں کے رنگ پیلے پڑ گئے۔ مہمت فوراً بولا "کیا ہوا تم رو کیوں رہے ہو؟"۔، اس کی آواز بمشکل سرگوشی سے اوپر تھی۔

ابرش کی کمزور آواز آئی، ”مہمت، جلدی گھر آؤ، بہزاد“ وہ یکدم خود پر قابو نہ رکھ پائی اور رو دی مہمت پریشانی میں بولا ”کیا ہوا بہزاد کو“ ابرش بمشکل بول پائی ”بہزاد فوت ہو گیا ہے“۔'اس خبر سے جبرائیل اور مہمت کو ایک جسمانی دھچکا لگا۔

جبرائیل ہکا بکا رہ گیا اور مہمت کو ایسا لگا جیسے اس سے زندگی ختم ہو گئی ہو۔

موبائل اس کی بے حس انگلیوں سے پھسل کر فرش پر گر پڑا۔ "مہمت،" جبرائیل نے پکار کر اپنے دوست تک پہنچنے کی کوشش کی جو صدمے میں منجمد دکھائی دے رہا تھا۔

مہمت غیر جوابدہ تھا، اس کے کان بج رہے تھے، اس کی آنکھیں جبرائیل پر جمی ہوئی تھیں۔ جبرائیل نے اسے آہستہ سے ہلایا، "مہمت۔" جبرائیل کی آنکھ سے ایک آنسو نکل گیا جب اس نے مہمت کے غم کو دیکھا۔

مہمت ایک مجسمہ بن گیا تھا، تباہ کن خبروں سے متحرک ہو گیا تھا۔

جبرائیل نے موبائل اٹھایا، کال ختم کی اور موبائل کو کوٹ کی جیب میں ڈال دیا۔

پھر اس نے کانسٹیبل عثمان کو بلایا جو فوراً سیل میں داخل ہوا۔ "۔۔مہمت کی گاڑی باہر کھڑی ہے باہر کسی ڈرائیور کو کہو اس کی گاڑی میں اسکو گھر تک چھوڑ آئے،" جبرائیل نے عثمان کو ہدایت کی، جس نے مہمت کی طرف تشویش اور احترام کی آمیزش سے دیکھا۔ "سر کیا سب ٹھیک ہے؟" عثمان نے پوچھا۔

جبرائیل نے اپنے سکون کو برقرار رکھنے کے لیے جدوجہد کرتے ہوئے اپنی آواز میں کپکپاہٹ کے ساتھ جواب دیا، "اس کے چھوٹے بھائی کا انتقال ہو گیا ہے۔" کانسٹیبل نے صورتحال کی سنگینی کو سمجھتے ہوئے سنجیدگی سے سر ہلایا۔

ہمیشہ کی طرح، ایک اونچی کھڑکی سے سورج کی روشنی کا ایک ٹکڑا آئینے کی سطح پر ایک نرم چمک ڈالتا ہے، سیل سے باہر کی دنیا کی ایک واضح یاد دہانی جو اپنے اندر کے دکھ سے لاتعلق، آگے بڑھ رہی ہے۔۔۔۔۔۔۔

•••••••°°°•••••••

بہزاد کی المناک موت کو دو مہینے گزر چکے تھے، جس نے خاندان پر ایک لمبا سایہ ڈال دیا تھا۔

ان خوفناک دنوں کے دوران، تین روحیں اچانک ہی چلی گئیں جیسے درخت نے اپنے پھلوں کو ترک کر دیا ہو، اور پیچھے غم کی ایک وراثت چھوڑ دی ہو۔

خاندان، غم سے گھرا ہوا، ایک معمہ سے جوجھ رہا تھا— قاتل کی شناخت ابھی بھی راز میں چھپی ہوئی تھی، ایک پہیلی جو دبی زبان میں کہی جاتی تھی۔

اب وقت تھا جب جبرائیل کے الفاظ ہوا کو چیر ڈالیں گے۔۔

،اس بوجھ کی خاموش گواہی جو اس نے تنہائی میں اٹھایا تھا۔

مہینوں سے، سچ ایک بھوت کی طرح اس کے ہر لمحے کو ہانٹ کر رہا تھا، ایک ان کہی اقرار جو اس کے ضمیر کے کناروں پر پنجے گاڑ رہا تھا۔

لیکن سایوں اور خاموشی کا وقت گزر چکا تھا آج، سچ اس کی گہرائیوں سے نکل کر سامنے آئے گا، بے آرائش اور صاف۔

جبرائیل ابرش ایک کمرے میں موجود تھے

ایک ایسے کمرے میں جو زندہ مقبرے کی مانند تھا، جبرائیل اور ابرش دونوں برابر کرسیوں پر بیٹھے تھے۔۔، ہوا ان کہی سچائیوں سے بھاری تھی۔ اندھیرا ایک محسوس ہونے والی موجودگی تھی، کالی دیواریں اور فرنیچر ان لوگوں کی جگہ کی گواہی دے رہے تھے جو چلے گئے تھے۔

میز پر، نوجوان کی موجودگی ایک طوفان کی طرح حاکمانہ تھی، اس کے خوبصورت چہرے کی خصوصیات ایک شدت سے تراشی گئی تھیں جو اس کے پرسکون بیرونی حالت کے برعکس تھی۔

اس کا لباس، کالے رنگ کی ایک جھانکی، ایک ایسے آدمی کی بات کرتا تھا جو سایوں کے گلے لگنے میں آرام دہ تھا۔

اس کی کلائی پر بندھی گھڑی اندھیرے میں اکیلی جھلملی تھی، وقت کے گزرنے کی خاموش نگہبان۔

اس کی نظر، تیز اور ثابت قدم، اس کے سامنے کے دو لوگوں پر جمی ہوئی تھی۔

پیچھے، یوسف، چنگیز، اور سکندر صوفے کی تاریک تصویر کے خلاف محض سایے تھے، ان کی شکلیں دھندلی اور غیر واضح تھیں۔

"تو، محترمہ ابرش،" اس نے شروع کیا، اس کی آواز ایک قابو میں لائی گئی سکون تھی جو کمرے کو بھر دیتی تھی، "مجھے اس رات کے واقعات سنائیں۔ طریقہ — ایک مہلک مرکب جو کلینیکل درستی کے ساتھ پہنچایا گیا تھا — دونوں معاملات میں یکساں تھا۔ آپ کی دادی دماغی خونریزی سے، آپ کی بہن دل کے دورے سے ماریں گئی جو بے شک ایک قاتلانہ حملہ تھا۔ ہر تفصیل اہم ہے، چاہے وہ کتنی ہی غیر اہم کیوں نہ لگے۔ صرف پوری کہانی کے ساتھ ہی ہم مجرم کو بے نقاب کر سکتے ہیں۔"۔

اوپر کا بلب جھپکا، ان کے چہروں پر ایک وقتی روشنی کی جھلملاہٹ پھینکتا ہوا۔ ابرش، اس کی آنکھیں نیچے کی طرف، انگلیاں اضطراب کی بیلے میں الجھی ہوئی، بولنا شروع ہوئی، "اس

رات..."

ΔΔΔ

عفاف دروازہ بند کر رہی تھی اوپر سیلنگ پر لگی روشنی انٹرس کو روشن کر رہی تھی عفاف دروازہ بند کر کے پلٹی تو سامنے ابرش کو کھڑا پایا۔

اس نے سکون کی لہر محسوس کرتے ہوئے یکدم اسے گلے لگا لیا۔ "اوہ ابرش، شکر کہ تم آگئی" وہ اسے مضبوطی سے گلے لگاتے ہوئے بولی۔۔

اس نے تازگی محسوس کی تھی۔ ابرش کو اس کے رویے کی سمجھ نہیں آئی۔ اسے اپنے کندھے گیلے ہوتے محسوس ہوئے۔ اس نے اسے پیچھے کھینچ لیا اور اس کی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر چونک گئی "تم کیوں رو رہی ہو؟" اس نے اپنے انگوٹھے سے اس کے آنسو پونچھتے ہوئے پوچھا۔

عفاف نے گیلی ناک سے سانس اندر کھینچا اور نفی میں سر ہلایا۔ "کچھ نہیں، میں صرف پریشان ہوں،" اس نے جھوٹ بولا۔

ابرش نے اس کی آنکھوں میں دیکھا۔ "رو مت، پلیز۔ مجھے بتاؤ تم کہاں جا رہی ہو" اس نے اپنا ہاتھ اس کی ٹھوڑی کے نیچے رکھتے ہوئے کہا۔ عفاف ہچکچائی۔ "مجھے جبرائیل نے بلایا تھا۔ وہ چاہتا ہے کہ میں مارگلہ ہلز آؤں،" اس نے دھیمی آواز میں کہا۔

ابرش ہکا بکا رہ گئی "اس وقت؟" اس نے تاریک آسمان کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

عفاف نے سر ہلایا

ابرش نے سر ہلایا "کوئی راستہ نہیں یا تو تم نہیں جا رہی یا میں تمہارے ساتھ جا رہی ہوں بابا لوگ، لینڈ سلائیڈنگ کی وجہ سے دیر کر رہے ہیں،"۔

عفاف نے سر ہلایا۔ "نہیں ابرش تمہیں یہیں رہنا ہے۔ ہر چیز کا خیال رکھنا اور مجھے کور کرنا ہے جب تک میں آ نہیں جاتی میں جلد آؤں گی۔"۔

وہ پر اعتماد آواز میں بولی ابرش نے فکر مندی سے اسے دیکھا۔ وہ اسے روکنا چاہتی تھی لیکن اس نے اس پر بھروسہ بھی کیا۔ ''لیکن عفاف۔'' اس نے اس کا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا۔ عفاف نے اسے روکا۔ "ابرش، کیا تم مجھے اپنا موبائل دے سکتی ہو؟ میرا موبائل چارج ہو رہا ہے"۔

ابرش نے سر ہلایا۔ وہ اپنے پرس تک پہنچی اور اپنا موبائل عفاف کو دیا۔ ''یہ لے لو۔'' اس نے موبائل اس کے حوالے کرتے ہوئے کہا۔

عفاف نے مسکراتے ہوئے اسے دوبارہ گلے لگایا۔ "آئی لو یو سِس"

اس نے اس کے گال کو چومتے ہوئے کہا۔

ابرش نے مسکرا کر اس کی پیٹھ تھپتھپائی۔ "آئی لو یو مور" اس نے کہا، امید ہے کہ وہ محفوظ رہے گی۔

عفاف پیچھے ہٹی اور مسکرا دی روشن لان کو پار۔ کرتی وہ سامنے ڈرائیو وے پر گئی گاڑی میں بیٹھنے سے، پہلے۔

اس نے آخری بار اس کی طرف دیکھا ابرش کو اپنا دل ڈوبتا ہوا محسوس ہوا اس نے اپنے دل پر ہاتھ رکھ لیا اور خود کو تسلی دینے کی کوشش کی اس کا دل عجیب سی کیفیت کا شکار تھا ایسے جیسے اکیلا انسان گہرے سمندر

میں ڈوب رہا ہو اور مدد کے لیے کوئی موجود نہ ہو "میرے اللہ یہ کیسی کیفیت ہے میرا دل کیوں کہہ رہا ہے کہ میں عفاف کو روک دوں" وہ اپنی سوچوں میں تھی۔

،جب عفاف کی گاڑی گیٹ سے باہر جانے لگی ابرش نے اسے جاتے ہوئے دیکھا، پریشانی کے عالم میں۔

اسے امید تھی کہ وہ جلد واپس آجائے گی۔ اس کی نظر داخلی دروازے کے اوپر لگے لائٹ بلب پر پڑی، جو ٹمٹمارہا تھا۔ اس نے اس کی حفاظت کے لیے دعا کی۔۔۔ مگر پھر بھی

اس کا دل لرز رہا تھا، فیصلوں کے درمیان پھٹا ہوا تھا۔

اس کی پکار کے آگے جھک کر وہ مزید دیر نہیں کر سکتی تھی۔ وہ گیٹ کی طرف لپکی۔ باہر نکلتے ہی گاڑی نظروں سے اوجھل ہو رہی تھی۔۔ ہچکچاہٹ کے ایک لمحے نے اسے گھر کی طرف قدم پیچھے ہٹاتے ہوئے پیچھے ہٹنے پر مجبور کر دیا۔ ایک سیکورٹی گارڈ سے آمنا سامنا ہوا، اس نے پوچھا، "کیا گھر میں کوئی گاڑی ہے؟"۔

اپنی سیٹ سے اٹھ کر سیکیورٹی گارڈ نے سر ہلایا، "نہیں مالکن۔" ابرش نے پریشان ہو کر اپنی پیشانی پر ہاتھ پھیرا، پھر اپنی انگلی اپنے ہونٹوں پر دبا کر اسے سوچتے ہوئے کاٹ لیا۔ "مجھے اپنا موبائل دو" اس نے درخواست کی۔

گارڈ نے احتراماً اپنا فون اسے دے دیا۔ ابرش، یکدم باہر گئی اس نے سامنے دیکھا سیدھی سڑک پر گاڑی چھوٹی ہوتی جارہی ہے اور اس کی، پچھلی دو، روشنیاں چھوٹے چھوٹے تاروں کی مانند چمک رہی ہیں۔ تناؤ بھرے لہجے میں اس نے ایک نمبر ڈائل کیا۔ کال کا جواب دیا گیا، "ہیلو، مہمت،" وہ واپس مڑتے ہوئے بولی۔ "کیا تمہارے پاس کار ہے؟ ہاں عفاف مرگلہ ہلز گئی ہوئی ہے۔ جبرائیل نے اسے بلایا۔ ہے" ابرش نے آنکھیں گھماتے ہوئے کہا" پتا نہیں پلیز جلدی کرو۔ تم اس کے پیچھے جاؤ میرا موبائل اس کے پاس ہے تم اسکو ٹریک کرلو۔"

اس نے پریشانی میں سر ہلایا، "اوکے، اوکے، تم جاؤ پلیز۔" ابرش نے ایک گہرا سانس لیتے ہوئے اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر آیت الکرسی کی تلاوت کی اور عفاف کی حفاظت کے لیے دل سے دعا کی۔

°°°••••°°°

خوبصورت شہزادہ، جس کی سیاہ آنکھیں اور لمبی پلکیں اس کی شخصیت میں ایک راز کی ہوا دیتی تھیں، ابرش کی باتوں کو؛ انہماک سے سن رہا تھا۔

اس نے اپنے ہاتھوں کو ایک مثلث کی شکل میں موڑا اور اپنی انگلیوں کو ایک دوسرے کے ساتھ پٹخنا شروع کیا، سمجھ اور صبر کا ایک اشارہ۔

جب جبرائیل نے ابرش کو دیکھا وہ تردیدی انداز میں بولا

"ابرش، ایسا نہیں ہے۔ میں نے عفاف کو کال نہیں کی تھی اس نے مجھے کال کی تھی کہ وہ خطرے میں ہے" اس نے اسے سچائی کے ساتھ دیکھا، امید کرتے ہوئے کہ وہ اس پر یقین کرے گی۔

وہ سیاہ آنکھوں والا لڑکا جو اپنی ہی دھن میں اپنی انگلیاں آپس میں پٹخ رہا تھا اس نے ایک نظر جبرائیل کو اپنی بائیں ابرو اچکا کر دیکھا جیسے، کچھ پڑھنے کی کوشش کر رہا ہو

۔

ابرش نے سر ہلا کر اقرار کیا، ۔ "جبرائیل، یہ ایک چال ہو سکتی ہے۔ میرے پاس وہ موبائل ہے جس پر عفاف کو کال آئی تھی۔ ہم کال کو ریکور کر سکتے ہیں اور پتا لگا سکتے ہیں کہ اس کے پیچھے کون ہے۔"

پراسرار شخصیت خوشی سے مسکرایا، اس کی ذہانت اور حوصلے کی تعریف کرتے ہوئے۔ "آپ ایک ہوشیار خاتون ہیں، ابرش۔ ۔"اس کا چہرہ فکر و تشویش میں بدل گیا جب اس نے کچھ کمی محسوس کی۔

"لیکن آپ کا موبائل جو عفاف لے کر گئیں تھیں وہ جائے وقوعہ سے نہیں ملا؟"۔

ابرش کے جواب دینے سے پہلے، اس کے پیچھے سے ایک آواز آئی، اندھیرے کمرے کی خاموشی کو توڑتے ہوئے۔ یہ مہمت تھا، جو صوفے سے اٹھ کر سامنے آیا۔ وہ آگے بڑھ کر کھڑا ہوا، ۔ وہ گھبرایا ہوا اور مجرمانہ لگ رہا تھا جب اس نے بولا۔ "میں... میں نے ابرش کا موبائل جائے وقوعہ سے اٹھا لیا تھا۔ میں اسے بچانا چاہتا تھا، کہ وہ بے گناہ پھنس نہ جائے کہ کوئی اس پر شک نہ کرے یا اسے مصیبت میں نہ ڈالے۔"۔

آدمی نے اپنا سر موڑا، اس کی آنکھیں تنگ ہوتے ہوئے جب اس نے مہمت کو دیکھا۔ اس نے اپنا سر ہلایا، سوچ سمجھ کر بولا" اے میرے عزیز دوست۔ مجھے سمجھ آتا ہے کہ محبت انسان کو پاگل کر دیتی ہے۔ میں بھی اس سب سے گزرا ہوں۔ مجھے پتا ہے کہ ایسا کیسا لگتا ہے۔ لیکن تمہیں پولیس کی تحقیقات میں دخل انداز نہیں ہونا چاہیے تھا۔ یہ ایک سنگین جرم ہے۔ تم نے گناہ کیا ہے، مہمت۔۔"وہ نرم انداز میں بولا۔۔۔

لڑکے کا لہجہ چنچل تھا، لیکن اس کے الفاظ میں طنز اور تنبیہ کا اشارہ تھا۔۔ مہمت نے شرمندگی اور بے نقاب ہوتے ہوئے نظریں ہٹالیں۔

اس نے اپنا دفاع کرنے کی کوشش کی لیکن اس کی آواز کمزور اور ناقابل یقین تھی۔"موبائل بند تھا اور اب بھی ایسا ہی ہے۔" لڑکا مسکرایا، ایک ٹھنڈی اور طنزیہ مسکراہٹ جس نے مہمت کو کپکپا دیا۔"مہمت، صاحب، ایک اچھا انسان بنیں اور وہ موبائل مجھے دے دیں۔ مجھے اسے خود چیک کرنا ہے۔ آپ کبھی نہیں جانتے کہ آپ کو کب کیا مل سکتا ہے۔"مہمت نے نظریں اٹھا کر ابرش کو دیکھا۔ جو اسے افسوس سے دیکھ رہی تھی اس نے افسوس میں گردن جھکا کر گردن ہلائی پھر مہمت کو دیکھا"تم واقعی پاگل ہو مہمت" اس نے کچھ خفا سے انداز میں کہا، اور اپنی کرسی سے ٹیک لگاتے ہوئے، اس نے سینے پر بازوؤں کو عبور کیا۔

اس نے اس سے منہ پھیر لیا، جیسے وہ موجود ہی نہ ہو۔۔

مہمت کو غصے اور تکلیف کا احساس ہوا۔

اس نے کچھ کہنے اپنی صفائی دینے، معافی مانگنے کے لیے منہ کھولا۔

لیکن اس سے پہلے کہ وہ کچھ بول پاتا، لڑکا بہت آرام سے بولا۔ "وہ لڑکی ہے مہمت اس کو مت سمجھاؤ لڑکیوں کو اکثر سمجھ نہیں آتا ہم جو انسے محبت کرتے ہیں انکو لگتا ہے ہم پاگل کتے ہیں اور وہ ہم سے بھاگتی ہیں مگر آخر کار بھاگنے کا اختتام انکا ہمارے آگے رک کر ہی ہوتا ہے"۔

اس سیاہ آنکھوں والے شہزادے کو شائید کچھ یاد آیا تھا اس نے گردن جھکا کر سر افسوس میں ہلایا۔ پھر مہمت کو دیکھا "بعد میں ان لڑکیوں کو افسوس نہیں ہوتا ہمیں ہی ہوتا ہے کہ ہم کہاں پھنس گئے"۔

مہمت اس کی بات سن زرا مدھم سا شرارتی مسکرایا "لگتا ہے ماہر صاحب کا تجربہ بول رہا ہے"۔

ماہر سیدھا ہوا اور ابرش کو دیکھا پھر ایک نظر مہمت کو "ایسا ہی ہے مہمت صاحب"۔

۔ماہر ایک آتش گیر شخصیت کا مالک تھا، جو برف کی تہہ کے نیچے چھپا ہوا تھا۔ وہ ایک معمہ تھا، ایک پہیلی تھا، ایک تضاد تھا۔ وہ واحد شخص تھا جو اس کیس کو حل کرنے اور قاتل کو ظاہر کرنے میں اس کی مدد کر سکتا تھا۔۔

مگر Risk taker ان چہ مہ گوئیوں سے تنگ آچکا تھا

۔جبرائیل نے آنکھیں موند لیں، جیسے وہ خواب سے بیدار ہو رہا ہو۔ وہ اس رات کے واقعات کو تازہ کرتے ہوئے اپنے خیالوں میں گم تھا۔

وہ رات جس نے سب کچھ بدل دیا۔ وہ رات جسے اس نے ایک ماہ تک خفیہ رکھا تھا۔

وہ رات جو وہ سب پر ظاہر کرنے والا تھا۔

اس نے لڑکے کی طرف دیکھا، اور سر ہلایا۔ "ماہر صاحب آپ زرا مجھ سے بھی پوچھ لیں کہ میں کیا کہنا چاہتا ہوں دو مہینے ہو گئے ہیں میں اپنی بات واضح کرنا چاہ رہا ہوں مگر مجھے وقت ہی نہیں مل رہا ہے ہاں شائید یہ میرے گناہوں کی وجہ سے ہے مگر اب میں ایک اچھا مسلمان بن گیا ہوں اللہ سے معافی مانگی ہے اور اللہ سے وعدہ کیا ہے کہ میں اب ہر اچھا کام کروں گا تب جا کر یہ وقت آیا ہے مجھ پر کہ میں اپنا دل ہلکا کر سکوں سو پلیز میری بھی سن لیں مجھے خود کو بے قصور ثابت کرنا ہے"۔

وہ واقعی بدل چکا تھا ان مہینوں میں اس نے خود کو واقعی بدل لیا تھا وہ اللہ کی راہ پر نکل پڑا تھا اس نے جو گناہ کئے تھے اس کو ان گناہوں کا احساس ہوا اس جیل کی دیواروں کے بیچ اس نے اپنا تعلق اللہ کے ساتھ گہرا کیا۔۔

وہ اب ایک متقی پرہیز گار شخص میں بدل چکا تھا۔۔ رسک ٹیکر سے حقیقی راہ تک کا سفر دولت ایمان پانے تک کا سفر جنت کی کنجی حاصل کرنے تک کا سفر۔

ماہر صاحب نے جبرائیل کو دیکھا اور اسکو اس کے ہی انداز میں بولا "بیشک اللہ آپ سے راضی ہو میرے بھائی چلو شروع ہو جاؤ میں سن رہا ہوں میرے کان میرا دھیان آپ کی بات پر ہے میں آپ کو سنوں گا" انداز شیریں تھا۔۔

شکر کہ وقت آگیا تھا کہ جبرائیل بھی اپنی بات سب کو سنا سکے ورنہ جتنی رکاوٹیں تھیں یہ قیامت تک کا انتظار لگ رہا تھا

جبرائیل نے کمرے میں چاروں طرف نظر دوڑائی، وہاں موجود سب کی نظریں ملیں۔ یوسف، چنگیز، سکندر۔ وہ سب اس کے بولنے کا انتظار کر رہے تھے۔

اس کے سمجھانے کا انتظار۔ اس کے اعتراف کا انتظار۔ اس نے ایک گہرا سانس لیا اور اپنی کہانی شروع کی۔

"اس رات" وہ کہانی جو وہ سنانے جا رہا تھا وہ

خطرناک تھی اور جو کمرے میں موجود سب کو چونکا دے گی۔ اس نے اپنا گلا صاف کیا، اور گہری اور پختہ آواز میں بولا۔۔۔

.....

جب بڑے دروازے کھلے تو کمرے میں سناٹا چھا گیا، جسے صرف ایک آدمی کے قدیم سرخ قالین پر پڑتے قدموں کی تیز گونج نے چیرا۔

باہر کی دنیا، جو دھوپ میں نہائی ہوئی تھی، اس کے داخلے پر رک سی گئی، اس کا بوجھ عارضی طور پر اٹھالیا گیا وہ ایک ہیولیٰ بن کر نمودار ہوا سورج کی کرنیں اس کے عقب کے چاروں طرف سے سامنے کو آرہی تھیں۔

۔دیواریں، ماضی کی نشانیاں، خاموشی سے ان کہی تاریخوں کی گواہ بنی ہوئی تھیں۔

وہ مقصد کے ساتھ چل رہا تھا، اس کی کھیڑیوں کی آواز ایک مستقل ڈھول کی تھاپ کی طرح اس کے آنے کی خبر دے رہی تھی۔

اس کے پیچھے، چار سائے تھے، جن کی موجودگی محسوس ہوتی تھی ایک روانی سے حرکت کرتے ہوئے، اس نے اپنے سن گلاسز اتارے، اور وقت خود اس کی مرضی کے آگے جھکتا محسوس ہوا۔ اس کی آنکھیں، جو گہری زمرد سبز رنگ کی تھیں اور لمبی پلکوں سے فریم کی گئی تھیں، میں سمندر کی گہرائی اور طوفان سے پہلے کی خاموشی تھی۔.

سفید قمیض شلوار میں ملبوس۔

اس کی قمیض، کی آستینیں کہنی تک موڑی گئی تھیں جس، نے مشکلات اور آزمائشوں سے تراشے گئے بازوؤں کو ظاہر کیا، ہر پٹھے اپنی ایک کہانی سنا رہا تھا۔ "میں موت کا دوست ہوں،" یہ ایک انگریزی میں ٹیٹو تھا جس نے اعلان کیا، یہ ایک ہلکی سرگوشی تھی جو ایک عجیب حتمیت کے ساتھ گونج رہی تھی۔

جیسے ہی وہ آگے بڑھا، اس کے ہمراہیوں میں سے ایک کی آواز ابھری، جس نے اس لمحے کی عقیدت کو توڑ دیا۔ "سر، ایک ایجنٹ کو ہائیر کیا گیا ہے تاکہ وہ قاتل کا پتا لگا سکے" راز ہوا میں لٹک گیا، خاموشی کو چیلنج کرتا ہوا جو حکمرانی کر رہی تھی۔

ایک مسکراہٹ، تیز اور جانکار، اس کے ہونٹوں پر کھیلی—ایک مسکراہٹ جو رازوں اور شکار کے جوش کی بات کرتی تھی۔

یہ ایک ایسے آدمی کی مسکراہٹ تھی جو خطرے کے ساتھ رقص کرتا تھا اور سائے سے سرگوشی کرتا تھا۔

وہ آگے بڑھتا رہا، اس کا ہر قدم ایک خاموش عہد تھا کہ وہ سچ کو بے نقاب کرے گا، چاہے وہ کتنا ہی گہرا دفن کیوں نہ ہو۔

روشنی اور اندھیرے کے اس رقص میں، وہ ایک معمہ تھا، جوابات کا پیش خیمہ جو ابھی آنے والے تھے۔

اس کی موجودگی ایک پہیلی تھی جو کھنڈرات کے معمے میں لپٹی ہوئی تھی، ان رازوں کے لیے ایک استعارہ جن کو بے نقاب کرنے کی قسم اس نے کھائی تھی۔

....°°°....

وہ غیر متزلزل مقصد کے ساتھ چلا، اس کا راستہ ایک کبھی شاندار ستون کے باقیات سے محدود تھا، جو اب نامعلوم کی طرف ایک محض محراب تھا۔

اس کے سامنے ایک دائرہ نما اسٹیج تھا، جس کے کنارے سلفیورک ایسڈ کی جلن بھری سیٹی سے چومے گئے تھے، ایک خطرناک خندق جو خاموش غصے سے کھول رہی تھی۔

ہوا خطرے کی بو سے گاڑھی تھی، اور زمین اس کے نیچے زمین کی دھڑکن کے ساتھ دھڑک رہی تھی۔

ایک شخص اس سٹیج کے اوپر قیدی تھا کرسی پر بیٹھا رسیوں سے جکڑا

نادیدہ بندھنوں سے بندھا، وہ طوفان کی آنکھ تھا، ایک پرسکون مرکز ایک دنیا میں جو افراتفری کے دہانے پر تھی۔

اس کے عقب میں دو لوگ موجود تھے جو جہنم کے کارندے محسوس ہو رہے تھے اس پراسرار شخصیت کے پیچھے چلنے والے چار اعداد و شمار بھوتوں کی طرح تھے، ان کے ارادے ان کے چہروں کی طرح مبہم تھے۔

اسیر کی نظر، تیز اور ناقابل تسخیر، پراسرار شخصیت سے جا ملیں "معراج تم نے مجھے دھوکہ دیا،" اس نے الزام لگایا، الفاظ تناؤ کو کاٹتے ہوئے۔

کائنات خود سمٹ گئی، ستاروں نے اپنا رقص بند کر دیا جیسے کسی روح کی بدعنوانی پر ماتم کرنے کے لیے۔

سورج، اپنے آسمانی تخت پر، ایک قیامتی شعلہ میں پھٹ پڑا، اپنے غضب سے کائنات کو شعلہ بار کر دیا۔

معراج، غداری کے معمار، نے اپنی بے وفائی کو تاج کی طرح پہنا تھا۔

اس کی مسکراہٹ، زہر سے بھری ہوئی، اس خوشی کی بے رحم نقل تھی جو اس نے کبھی لائی تھی۔

زمین کانپ اٹھی، اجتماعی دھچکے میں شریک، کائنات اس انکشاف سے ہل گئی۔

دنیا، جو کبھی زندہ دل اور وعدوں سے بھری ہوئی تھی، اب ساکت کھڑی تھی، اس کی گردش معراج کے فضل سے گرنے کی کشش ثقل سے روک دی گئی تھی۔

بہترین آدمی، معاشرے کی برائیوں کے تیزاب سے بگڑا، برائی کی مکمل تجسیم میں تبدیل ہو گیا تھا—انسانی فضیلت کی نزاکت کی ایک المناک گواہی۔

اس لمحے میں، سچائی ننگی ہو گئی تھی، روشنی اور اندھیرے کے درمیان تضاد کی طرح صاف اور جھٹکا دینے والی۔

معراج، جو لڑکا کبھی کل کے وعدے کو تھامے ہوئے تھا، اب ایک لامتناہی رات کے پیش خیمہ کے طور پر ظاہر ہوا تھا۔

اس کی تبدیلی مکمل ہو گئی تھی، انسانیت کی اپنی ناکامیوں کے بیجوں سے پیدا ہونے والا ایک کڑوا پھل۔

--

جان بوجھ کر قریب آتے ہوئے، اس نے اپنے آپ کو براہ راست سامنے کھڑا کرنے کے لیے ناپے ہوئے قدم اٹھائے۔

دائیں طرف سے ایک کرسی کھینچتے ہوئے، اس نے اسے احتیاط سے اس اسیر کے سامنے رکھا اور آرام دہ اور پر سکون انداز میں کرسی پر بیٹھا اس نے ٹانگ پر ٹانگ جمائے کرسی کی ہتھی پر اپنے دائیں بازو کی کہنی رکھے وہ انہماک سے اس اسیر کو دیکھ رہا تھا یہ وہ معراج نہیں تھا جسکو دنیا جانتی تھی صورت کے ساتھ اس کی سیرت بھی بدل گئی تھی۔۔

حد سے زیادہ اچھا انسان حد سے زیادہ برا بن چکا تھا افسوس دنیا کی تلخیوں نے ایک اور انسان کو انسان سے درندہ بنا دیا تھا۔۔۔۔

معراج سیدھا ہوا اور سنجیدگی سے اس کو گھورتے بولا۔۔۔ جیسے نظروں سے جلا دے گا۔۔۔ "میں ایک دلکش دھوکہ باز ہوں، میرا تو کام ہی دھوکے، بازی ہے۔۔ دھوکے بازی کا ماہر استاد ہوں میں، میں سب کے ساتھ دھوکے بازی کر سکتا ہوں مگر کوئی میرے ساتھ دھوکے بازی نہیں کر سکتا

میں جھوٹوں کا قاتل اور ان دھوکے بازوں کا دشمن ہوں۔ میں دھوکے بازوں کو چوٹ پہنچانا نہیں چھوڑ سکتا۔ میرا دل ایک ٹائم بم ہے جو ہر بے وفائی پر پھٹ جاتا ہے۔۔۔۔"

اطراف میں گھومتا ایسڈ کا سمندر خطرناک ابلن آوازیں نکال رہا تھا۔۔ جو اوپر اچھلتا۔ زندگی کو نگلنے کے لیے تیار تھا۔۔۔ معراج اس اسیر کو۔ پُتلیاں سُکیڑتے بولا "اور تو نے مجھے دھوکا دیا ہے میرے نزدیک دھوکے بازوں کی ایک ہی سزا ہے جسم کا بوجھ روح سے آزاد کروانا"۔۔۔

آدمی کے گلے کی گلٹی ابھر کر معدوم ہوئی وہ سہمے ہوئے انداز میں معراج کو دیکھتے بولا "تم ایسا نہیں کر سکتے "معراج نے مصنوعی چونک کر ابروئیں اچکائیں جیسے مبہوت ہوا ہو پھر یکدم ہی قہقہہ بھرا کہ اس کھنڈر جگہ پر قہقہہ گونجنے لگا یکدم ہی معراج کے چہرے کے تاثرات بدلے جیسے گرگٹ نے رنگ بدلا ہو اس کے چہرے پر کرختگی واضح ہوئی اور اس نے جبڑہ بھینچا "میں جو اپنی زندگی کو اپنے ہاتھوں سے ختم کر سکتا ہوں میں جو اپنے دل کی دھڑکن کو اپنے ہاتھوں سے روک سکتا ہوں اس کے لیے تجھ جیسے گندی نالی کے کیڑے کو پیروں کے نیچے کچلنا کونسا بڑی بات ہے"۔۔

معراج اب بھی اسی انداز میں اس شخص کو دیکھ رہا تھا اس کا انداز تلخ تھا "تیرے کہنے پر میں نے اس شخص کو قتل کیا تھا کیونکہ اس نے تیری بیٹی کے ساتھ زیادتی کی تھی حساب، برابر ہو گیا تھا مگر تو نے کیا کیا تو نے اس شخص کی چھ سالہ بیٹی کو بعد میں اغوا کیا اس کو تشدد کا نشانہ بنایا اور اسے مار دیا۔۔ کیا فائیدہ اگر تو نے یہ ہی کرنا تھا۔ تجھ میں اور اس میں کیا، فرق رہا اب جب وہ مرا تھا تو تجھے بھی تو مرنا پڑے گا نا"۔

معراج نے اسے، سوالیہ دیکھا اور سر کو مدھم سا جھٹکا "نہیں"۔

مزید بولا "لڑکیاں تو سب کی برابر ہوتی ہیں سب لڑکیوں کی عزت برابر ہوتی ہے چاہے وہ پھر تیری بیٹی تھی یا اس کی بیٹی"

دانستہ حرکت کے ساتھ اپنی جگہ سے وہ اٹھا جیسے موت کا فرشتہ آسمان سے اتر رہا ہو ۔

جیسے ہی وہ اپنی نشست سے اُٹھا، ایک خوفناک پیشگوئی نے اسیر کو اپنی لپیٹ میں لے لیا، ایسا احساس گویا دنیا کے تانے بانے کسی کھائی کے کنارے پر اکھڑ گئے ہیں۔

تیز عزم کے ساتھ رد عمل ظاہر کرتے ہوئے، اس نے اس آدمی کو گردن سے پکڑ لیا، طاقت کا استعمال کیا جس نے اسے اور کرسی دونوں کو پیچھے کی طرف گھسیٹ لیا۔

کرسی کی ٹانگوں سے زمین کے خلاف پھسلتی ہوئی آواز نکل رہی تھی، جو ان کے پیچھے تیزاب بھرنے کی پریشان کن چڑھائی سے ہم آہنگ ہو رہی تھی۔

اسیر، دہشت کا ایک مجسمہ تھا اس کے چہرے پر خوف چھایا ہوا تھا، آزادی کے لیے بے چین ہو کر رسیوں سے تنگ تھا۔

اس کی لاحاصل مزاحمت کے باوجود، موت کا تماشا لگاتار لٹکتا رہا

۔ معراج اس کو مدھم مدھم پیچھے لے جاتا جا رہا تھا آہستہ آہستہ تیزاب اوپر کو ابل رہا تھا گولائی کا آخری حصہ آیا اسیر نے گردن پیچھے موڑ کر دیکھا تیزاب کو دیکھ روح نکل گئی کاٹو تو بدن میں لہو نہیں وہ زور سے ہلنے لگا "چھوڑو مجھے جانے دو" رسیوں نے اس کی مزاحمتوں کی تردید کی۔

۔ معراج کی سمجھدار نگاہوں میں اس شخص کے لیے ایک زہریلی چمک نکالی۔ "جانے ہی تو دے رہا ہوں جانے سے پہلے میری ایک نصیحت سن لو لڑکیوں کی عزت کرنا سیکھو" معراج کا انداز زہریلا ہوا۔

۔اور پُر عزم حکم کے ساتھ معراج نے کرسی کو تیزاب کے گھیرے ہوئے سمندر میں دھکیل دیا۔ اچانک اور غم زدہ چیخ ہوا میں پھیل گئی کیونکہ آدمی کی شکل تیزاب کے سنکنار چنگل میں دم توڑ گئی۔ بلبلا ہنسا، لکڑی کی کرسی غائب ہو گئی اور آدمی چھلانگیں لگاتا رہا تیز مائع اس کے جسم کو پھاڑتا رہا کہ خون تک خشک ہو گیا بلبلے اٹھتے رہے۔۔ یکدم چیخیں بند ہو گئیں مگر بلبلے کی آواز ہوا میں گونجتی رہی۔۔

کاسٹک مائع اس کے گوشت کو اس وقت تک کھاتا رہا جب تک کہ صرف سخت کنکال کی باقیات باقی رہیں۔

سطح پر تیرتے ہوئے، ان کنکال کے باقیات کو ایک خوفناک جھانکی کی شکل دیا گیا ، جو اس تیزابی موت میں بند ہونے والی ناقابل واپسی تقدیر کا ایک سنجیدہ عہد کے طور پر کام کر رہا تھا مگر اب بھی عذاب ختم نہ ہوا جیسے جیسے تیزاب اس کے کنکال کو کھاتا گیا، وجود آہستہ آہستہ کم ہوتا گیا۔ اب ایک وقت آیا کہ صرف بلبلوں کی آواز باقی رہ گئی، جو تیزاب کی سطح پر اٹھ رہے تھے۔، اب ہڈیوں کے چند ٹکڑے باقی رہ گئے، جو بالآخر بلبلے اٹھتے تیزاب کی گہرائیوں میں غائب ہو گئے۔

۔۔۔ معراج نے گہرا سانس لیا

“Enjoy your trip to hell, my friend.”

.. سن گلاسز کو فرنٹ جیب سے باہر نکالا اور گول گھماتے آنکھوں پر سجایا ایک حرکت کے ساتھ وہ اپنی جگہ سے مڑا اور موت کی کھائی کو عقب میں چھوڑتا آگے بڑھاتا گیا۔۔

اس کے قدموں کی گونج موت کے ٹانڈف کے ڈھول کی تھاپ کے برابر تھا۔ اس کے چھ باڈی گارڈ اس کے عقب میں ہوئے اور وہ آگے چلنے لگا۔۔۔ اس کا انداز الگ تھا وہ ایک الگ شخص بن چکا تھا۔۔ وہ انسانیت بھول چکا تھا۔ وہ حیوانیت اختیار کر چکا تھا۔۔۔۔ وہ معراج نہیں رہا تھا۔۔ وہ انسان نہیں رہا تھا۔۔

----------••••••----------

مہلک سائے کی گونج: دادی کی ناگوار موت

مدھم روشن کمرے میں، صرف ایک ہی لیمپ اپنی چمک دکھاتا ہے، جو کہ گھیرے ہوئے سائے کے درمیان روشنی کا ایک جزیرہ بناتا ہے۔

بہزاد نے اپنی نیند سے ہلچل مچا دی، ایک کراہ اس کے ہونٹوں سے نکل رہی تھی جب وہ اٹھا اور اپنے قدموں پر کھڑا ہوا۔

گہری نیند میں اور آہستہ سے خراٹے لینے والی دادی کی نظر نے اس کے چہرے پر ایک شرارتی مسکراہٹ کھینچی۔ "دادی بہت مزاحیہ لگ رہی ہیں،" اس نے اپنے آپ سے سرگوشی کرتے ہوئے ایک دبا سا قہقہہ لگایا۔

اس نے اپنے منہ پر ہاتھ رکھا اور دائیں بائیں دیکھا۔۔ وہ سائیڈ ٹیبل پر رکھے ٹیپ ریکارڈر تک پہنچا۔۔

ٹیپ ریکارڈر کو پکڑ کر، اس نے اون کیا اور اپنے سرہانے کے غلاف کے اندر چھپا کر رکھا دیا۔۔

۔بہزاد مسکرایا" کل دادی کو انکے خراٹیں سناؤں گا"۔افسوس انسان کی کہیں خواہشات خواہشات ہی رہ جاتی ہیں۔۔اس نے بازو پھیلا کر انگڑائی لی اس کا سایہ اندھیرے میں ضم ہو گیا۔"میں واش روم جارہاہوں، ممی کو بتاؤں گا مجھے اکیلے ڈر نہیں لگتا" اس نے خاموش کمرے میں اعلان کیا، حالانکہ اس کے الفاظ کسی کے لیے نہیں تھے۔

کچھ دیر بعد وہ واش روم سے باہر آیا۔اس نے دروازہ بند کیا اور پیچھے سوئچ کا بٹن اوپر کیا۔۔وہ بیڈ کے قریب گیا تو۔واپسی پر قدموں کی آواز نے اسے روک دیا۔۔۔اس کے چہرے پر تشویش ابھری وہ یکدم بیڈ کے نیچے ہو گیا دروازہ کھلا، اس کا دل دھڑکنے لگا۔ایک لمبا، منحوس سایہ کمرے میں گرا، اور بڑی بی کی طرف بڑھا۔

معراج اندر داخل ہوا، ہاتھ میں ایک انجکشن تھا، اس کی حرکتیں جان بوجھ کر اور اشتعال انگیز تھیں۔

اس نے اپنا سر ایک طرف سے دوسری طرف جھکالیا، ایک ناگ کا اشارہ جس نے بہزاد کی ریڑھ کی ہڈی کو ٹھنڈک پہنچادی۔

"کیا تم سو رہی ہو؟میری نیند کو برباد کرنے کے باوجود"۔

معراج قریب ہوا اس کی آواز دھیمی اور خوفناک تھی۔"انسان کو سب کچھ کرنا چاہیے، لیکن انسان کو گدھے گھوڑے بیچ کر سونا نہیں چاہئے،"۔

اس نے بات جاری رکھی، اس کا لہجہ بد مزگی سے بھرا ہوا تھا۔ "کون جانتا ہے کہ کب اس کی نیند آخری نیند بن جائے کب موت کا فرشتہ اس کے سر پر کھڑا ہو جائے"۔

وہ اندر جھکا، اس کی آواز میں زہریلی سسکاری۔ "لیکن تجھے، تجھے تو پتا ہونا چاہیے تھا۔ ایک پاؤں کیلے کے چھلکے پر تھا دوسرا قبر میں۔۔ اب تو تیری قسمت پر مہر ثبت ہو گئی ہے۔"۔

معراج کا جبڑا ایک گھمبیر لکیر میں بھینچا گیا اس کا ہاتھ تیز، ظالمانہ قوس میں بلند ہوا جو دادی کے چہرے پر ایک زناٹے دار تھپڑ کی صورت میں ختم ہوا۔

بہزاد کے کانوں میں کڑک کی آواز گونجیں اس کی آنکھیں پھیل گئیں، چونک کر اس نے اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھ منہ پر رکھے،۔ بڑی بی جھٹکے سے جاگ گئ تھیں، ان کی سانس ان کے گلے میں اٹک رہی تھی جب اچانک حملے نے ان کے سوتے ہوئے جسم کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔

ان کی بینائی تیر رہی تھی، کمرہ اور اس کا سائہ ان کے سامنے غیر واضح شکلوں میں دھندلا رہے تھے۔

جیسے ہی وضاحت واپس آئی، انہوں نے خود کو معراج کے سرد، مسکراتے چہرے کو گھورتے ہوئے پایا۔ "تو،" دادی نے ہانپتے ہوئے کہا، خوف سے ان کی آواز سنائی دی۔

معراج کی مسکراہٹ بکھر گئی، اس کی آنکھیں بد تمیزی سے چمک رہی تھیں۔ "آخر کار وہ وقت۔ آگیا بڑھیا جب میری نحوست تجھے بھی کھا لے گی،" اس نے اعلان کیا، اس کی آواز زہر سے ٹپک رہی تھی۔

بڑی بی کی آنکھیں دہشت سے پھیل گئیں، چیخنے کی کوشش کرتے ہی ان کی سانس حلق میں اٹک گئی۔ لیکن اس سے پہلے کہ آواز نکلتی معراج نے اپنا ہاتھ ان کے منہ پر رکھ کر انہیں خاموش کر دیا تھا۔

وہ دادی کے اوپر جھکا ہوا تھا اور اس نے دادی کے پیٹ پر اپنا زانو رکھا ہوا تھا اور جبڑہ بھینچے اس نے انکا منہ جکڑ لیا تھا۔۔بیڈ کے نیچے چھپے بہزاد نے اپنے ہاتھ اپنے منہ پر دبائے خوف سے اسے دبی دبی اپنی چیخیں سنائی دیں۔۔

اس نے اپنی آواز پر قابو کیا اس کی آنکھیں بند ہو گئیں۔ معراج، اس کا لہجہ چپچپا اور آنکھیں ٹھنڈی تھیں۔ طبی درستگی کے ساتھ، اس نے دستانے کا ایک جوڑا پہنا ہوا تھا، اس نے انجیکشن کی سوئی پر سے ڈھکن اتارا، اور اس نے دادی کی کھوپڑی پر اس سرنج کی سوئی گھسا دی، اس سرنج کے اندر موجود مواد کو چھوڑنے کے لیے پلنگر کو نیچے کیا۔۔

اس کے بعد اس نے اپنے اعمال کے اثرات کا مشاہدہ کرنے کے لیے پیچھے ہٹتے ہوئے سوئی کو ہٹا دیا۔ بڑی بی کے بولنے میں دشواری پیش ہوئی،۔۔

بڑی بی کا چہرہ پریشانی سے بھرا ہوا تھا، ان کا منہ پھٹا ہوا تھا جب وہ ہر ایک سانس کے لیے محنت کر رہی تھیں۔

پسینے کی موتی ان کی پیشانی سے نیچے گر رہے تھے جو ان کی جدوجہد کی شدت کا عکس تھی۔

پھیلی آنکھوں سے ،۔ ایک مضبوط گرفت کے ساتھ، انہوں نے بستر کے کناروں کو بھینچ لیا، کہ بستر پر سلوٹ پڑی ان کے ہاتھ تناؤ سے گرے ہوئے تھے۔

انگلیاں تانے بانے میں کھود کر ان کی تکلیف کی فوری ضرورت بتا رہی تھیں۔

اس کے ساتھ ہی، ان کے پاؤں بستر پر بے سکونی کے ساتھ رگڑ رہے تھے، جو ان کے جسم میں پھیلنے والی بے چینی کو دور کرنے کی لاشعوری کوشش تھی۔

کمرہ ان کی آواز سے گونج اٹھا، ہر ایک سخت محنت کی سانس تھی۔

بڑی بی کا پورا وجود ہوا اور استحکام کی جنگ میں الجھا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔ ان کی جسمانی آزمائش کی کشش ثقل واضح تھی،۔۔ معراج انکو تکلیف میں دیکھ ہنس رہا تھا مگر یہ دبی دبی زہریلی ہنسی تھی وہ زہریلا بولا "اور تڑپ بڑھیا تو نے میری زندگی کو تباہ کر دیا میری زندگی میں بے سکونی بھر دی اب مرکتے کی موت مر آج تیرا میں وہ حال کروں گا کہ موت بھی کانپ اٹھے گی"۔

وہ بڑی بی پر جھک گیا، اس کا غصہ سخت، بے لگام تھپڑوں کی ایک سیریز میں ظاہر ہو رہا تھا۔

ہر ہڑتال اس کی زندگی کی مشکلات کی ایک بے لفظ داستان تھی، اس کے غصے کا ایک جسمانی اظہار تھا۔

یہ حساب کا ایک لمحہ تھا، ایک ایسا وقت جب عام طور پر خاموش رہنے والے بولنے پر مجبور ہوتے ہیں، اور ان کے الفاظ افراتفری کو جنم دیتے ہیں۔ اس کے اعمال جان بوجھ کر کیے گئے تھے، ایک زہریلے غضب کی

وجہ سے جو طویل عرصے سے سطح کے نیچے ابل رہے تھے۔ اس کے پاگل پن میں انتقام کی جنگلی، بے لگام خواہش تھی۔۔۔

دادی کی آنکھیں صدمے اور درد سے پھیلی ہوئی تھیں، معراج کے غصے کی وجہ سے ان کا چہرہ تر ہو گیا تھا۔

کمرہ ہر ایک زوردار ضرب کی آواز سے گونج اٹھا۔

معراج قریب سے جھک گیا، الزامات کی بوچھاڑ کرتے ہوئے اس کی آواز زہر سے بھر گئی۔ ”یہ میری ماں کو برا بھلا کہنے کے لیے ہے،“

اس نے دانت کچکچا کر کہا، اور زناٹے دار تھپڑ

بڑی بی کے گال پر رسید کیا گیا۔

۔اس کا چہرہ غصے سے بھڑک رہا تھا، آنکھیں جل رہی تھیں۔ "تو نے میری ماں کو جھوٹی روشنی میں ڈالا، اسے اپنے بیٹے کے گناہوں کا ذمہ دار ٹھہرایا،" اس نے جاری رکھا، اس کے تھپڑ چھریوں کی طرح تیز تھے۔

دادی سانس لینے میں تڑپ رہی تھی، ان کا جسم حملہ سے جھلس رہا تھا۔

ان کی ناک اور کانوں سے خون بہہ رہا تھا، جو حملے کی بربریت کا ثبوت تھا۔ "یہ ان تمام طریقوں کے لیے ہے جن سے تو نے مجھے تباہ کرنے کی کوشش کی ہے۔"

دونوں ہاتھوں کے درمیان بڑی بی کا چہرہ رکھا اور زور زور سے تالیاں بجائیں کہ کمرہ تالیوں کی آواز سے گونج رہا تھا۔

اس کا ہر لفظ ہر ایک انداز شیطانی عمل کو ظاہر کر رہا تھا دادی کے کان ان کے اپنے دل کی دھڑکن اور معراج کے ظالمانہ الفاظ سے گونجے، درد ان کے حواس پر حاوی ہو گیا تھا۔۔۔

معراج نے ناپاک ارادے سے آنکھیں پھیلائیں اور دادی کی نظروں کا پیچھا کیا۔ طریقہ سے، اس نے اپنے گندے، بدبودار جوتا اتارا۔(جو خاص اس موقع کے لیے اس نے خریدے تھے جس کے اندر ایک مخصوص بو تھی جو پہننے والے کو تو متاثر نہیں کرتی تھی مگر دوسروں کو اس بات کا گِلا کرنے پر ضرور اکساتی تھی کی کہ سونگنے کی حس کیوں ہے)اس کے ہونٹوں پر ایک ظالمانہ مسکراہٹ کھیلی جب اس نے بے دردی سے دادی کی ناک پر وہ گندا بدبودار جوتا رکھ دیا، طعنہ دیتے ہوئے وہ زہریلا مسکرایا، "مر تڑپ تڑپ کر مر بڑھیا کتے کی موت مر۔"۔

دادی، ان کے ہاتھ بندھے ہوئے، مایوسی کے عالم میں بستر پر اپنے پاؤں ہی تھپتھپا سکتی تھیں۔

بہزاد نے اپنا سر نیچے کرتے ہوئے سردی کے منظر کو دیکھا۔ معراج آگے بڑھا، بے رحم لاتیں چلاتے ہوئے

۔

۔وہ تیزی سے دادی کو لاتیں مار رہا تھا کہ لاتیں مارنے کی آواز ہوا میں گونج رہی تھی۔

جب کہ دادی کی جدوجہد خاموش، بے چین حرکتوں میں چل رہی تھی۔۔

وہ بیڈ پر بو کے اثر اور لاتوں کی زربوں کے اثر میں تھی وہ بیڈ پر پیر رگڑ رہی تھیں جیسے روح نکل رہی ہو۔۔۔

اچانک ان کی حرکت بند ہو گئی، ٹانگیں بے وزن ہو گئیں، سانسیں بند ہو گئیں۔

معراج کے چہرے پر فاتحانہ مسکراہٹ پھیل گئی جب اس نے حملہ روکا۔

وہ آگے بڑھا جوتے کو بازیافت کرتے ہوئے، اس نے دادی کے بے جان چہرے پر چھائی ہوئی وحشت کا انکشاف کیا– آنکھیں آسمان کی طرف، منہ کھلا ہوا پیشانی پر، پسینہ اور ان کے منہ سے ناک کان سے نکلتا خون انکا منہ کھلا ہوا تھا اور زبان زرا سی باہر کی طرف ڈھلک رہی تھی انکی آنکھوں کی رگیں پھٹ چکی تھیں اور آنکھ میں اندرونی سطح سے خون بہنے کی وجہ سے لال تھی۔۔

“Have a delightful flight to hell, you wretched, pathetic, bloody old woman. Go enjoy the fiery fun.”

،" اس نے سائیڈ ٹیبل سے چھپی ہوئی سرنج کو ہٹاتے ہوئے کہا۔ تیزی سے، اس نے بڑی بی کے منہ پر سے خون صاف کیا، بیڈ شیٹ کو ایڈجسٹ کیا، اور وائیس ریکارڈر وہ چھوٹی سی ڈیوائس سرہانے کی چھاڑ میں چھپا رہا جس نے بدتمیزی کی آوازوں کو پکڑ لیا۔ کمرے کو پرسکون کرتے ہوئے بہزاد نے خود کو بیڈ کے نیچے چھپالیا۔ معراج نے ایک گہرا سانس لیا کمرے سے باہر نکلا۔۔

آہستہ سے دروازہ بند کر کے معراج سیدھا ہوا۔۔ اس نے چھوٹی سی سرنج کو کوڑے دان میں پھینک دیا، جہاں وہ کوڑے کے ڈھیر میں گم ہو گیا، جو کسی کو نظر نہیں آتا تھا۔

اپنی شرٹ کو ایڈجسٹ کرتے ہوئے اس نے اوپر دیکھا، وہ مسکرایا جب فانوس نے اس کے انتقامی چہرے کو روشن کیا۔ "ماں میں نے آپ کے دشمن کو نپٹا دیا ہے۔ اب آپ کو کوئی تنگ نہیں کرے گا کوئی برا نہیں بولے گا۔" اس نے اطمینان سے پلکیں جھپکتے ہوئے کہا۔

اس نے سر نیچے کیا۔۔ آگے بڑھ کر وہ لفٹ کی طرف بڑھا۔ دروازہ اس کے پیچھے آہستہ آہستہ بند ہوا اور پیچھے وہ اپنے خوف چھوڑ گیا۔۔

°°°•••••°°°

قبرستان سے نکلتے ہوئے، وہ اپنی گاڑی کی جانب بڑھا مگر اس کے عقب میں سے ایک گاڑی گزری جس میں سے ایک لڑکی کی چیخوں کی اذیت ناک آواز آتی تھی۔

اس کی پیشانی پریشانی سے چھلک رہی تھی۔ وہ سٹریٹ لائٹ کی امبر کی چمک میں نہا کر زمین پر لمبے لمبے سائے ڈالتا۔

جب وہ تشویش و استفہام کی ملی جلی کیفیت میں ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا۔۔، اس نے تیزی سے اپنے معاونین سے رابطہ کیا۔ موبائل کان سے لگایا اور کال مل گئی اس نے عجلت سے اعلان کیا۔ "میں تمہیں گاڑی

کا نمبر بھیج رہا ہوں۔ اسے فوراً تلاش کرو۔ ایک لڑکی کے رونے کی آواز اندر سے سنائی دے رہی ہے- لگتا ہے کہ وہ پریشانی میں ہے۔ ہر چیز کی تیاری رکھنا۔۔ اور ٹریفک کیمرا زکا خیال رکھنا اوکے "۔

اپنے احکامات جاری کر کے اس نے کال ختم کر دی۔ موبائل خاموش ہو گیا، اور وہ رات کی آغوش میں ضم ہو گیا، رازداری میں ایک منزل کی طرف گامزن ہو گیا۔ اس کے ریئر ویو آئینے میں اسٹریٹ لائٹ ٹمٹمار ہی تھی،۔۔۔

•••••••°°°•••••••

وہ ویران وسعت میں کھڑا تھا، اس کی کالی قمیض شلوار بنجر زمین کے بالکل برعکس تھی۔

اس کی قمیض کی آستینیں لپٹی ہوئی تھیں، جو اس کے ماضی کا وزن اٹھانے والے عضلاتی بازوؤں کو ظاہر کرتی تھیں۔

اس کے دائیں بازو پر بنے ہوئے ٹیٹو نے اعلان کیا، "میں موت کا دوست ہوں،" جو انگریزی، میں لکھا گیا تھا۔۔

ایک ایسا جذبہ جسے وہ اکثر اسٹیکر کے نیچے چھپاتا تھا۔

اس نے اپنے سامنے والے آدمی کو گلے لگایا، اس کی آواز مستحکم تھی، "شکریہ۔"۔

شکرانے کی تعظیم کے ساتھ ملاقات کی گئی۔ "تمہارے لیے کچھ بھی۔ تم نے میرے بیٹے کی جان بچائی یہاں تک کہ یہ جانتے ہوئے بھی کہ میں کون ہوں" آدمی نے جواب دیا۔

معراج کا اثبات لطیف تھا، اس کا اظہار پڑھا نہیں جا سکتا تھا۔ "یہ اس لڑکی کے ساتھ کیا کرنا چاہتے تھے۔۔؟"۔

آدمی نے جواب دیا. "یہ اسے سید پور گاؤں سے اٹھا کر، یہاں لے آئے، یہ نہیں جانتے کہ انہوں نے اپنا انجام خود چنا ہے- یہ اس لڑکی کو زیادتی کا نشانہ بنانے اس جگہ پر لائے تھے یہ جانے بغیر کہ یہ ہمارا علاقہ ہے،"۔

آدمی نے وضاحت کی اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ کا بھوت کھیل رہا تھا۔۔

معراج سوالیہ بولا "اور لڑکی؟" سوال ہوا میں معلق گھنی، کالی مونچھوں، لمبے بالوں اور کانوں میں بالیوں والے آدمی کی طرف بڑھا، اس کی کالی قمیص اور پٹیالہ شلوار اس کی شخصیت کے ساتھ میل کھا رہی تھی "اسے بھیج دیا گیا ہے۔ وہ اب محفوظ ہے،"۔ اس نے اپنی آواز میں فتح کا اعلان کیا۔

معراج کا ہاتھ اس شخص کے کندھے پر کچھ دیر کے لیے ٹکا، اس کا لمس ہلکا مگر اثبات میں تھا۔ "اللہ آپ سے راضی ہو گا سیاہ زعیم،" اس کی آواز گرمجوشی سے خالی لیکن بے رحم نہیں۔

آدمی کی مسکراہٹ پھیل گئی۔ "شاید اب لوگ قاتلوں کو پولیس سے بھی اونچا سمجھیں گے۔ تم معراج ان کے دلوں میں ہمارے لیے پیار کے بیج بوو گے۔"۔

معراج نے ایک محتاط خوبصورتی کے ساتھ حرکت کی۔ اس نے ایک ٹانگ کو گھٹنے سے موڑ کر، دو تماشائیوں کے سامنے احتیاط سے رکھا۔ ایک ماپا ہوا اترائی کے ساتھ، وہ اپنی مخالف ٹانگ کی ایڑی پر آرام سے بیٹھ گیا، اس کی موجودگی میں ایک متوازن یقین کی فضا بکھر رہی تھی جب وہ بیٹھ رہا تھا۔۔۔

حرکت رواں دواں اور جان بوجھ کر تھی، جس سے کنٹرول اور سکون کا احساس پیدا ہوتا تھا جو خاموشی سے کمرے کی توجہ اپنی طرف مبذول کرواتا تھا۔

ان دو ادھیڑ عمر شخصیات کی آنکھیں اس کے قریب آتے ہی خوف سے پھیل گئیں۔

اس کے چہرے پر بے حسی کا نقاب تھا جب وہ بولتا تھا، "کبھی کبھی تو قاتل بھی محافظ بن جاتے ہیں۔"۔

اس نے سامنے موجود شخص کے چہرے پر دو ہلکے تھپڑ مارے "تاکہ ان جیسے کتوں کو رسی ڈالی جا سکے"

سیاہ زعیم ہنسا۔ "اب انکا کیا کرنا ہے" معراج نے اسے پلٹ کر دیکھا اس کے چہرے پر شرارت مسکراہٹ تھی

”ابھی کچھ وقت پہلے اپنی دادی کو“ وہ رکا اور اپنے الفاظ پر غور کیا”دادی کو“ وہ جیسے چونکا سا تھا اس نے پچھلی بات کی تردید کی ”دادی کے نام پر گالی کی پوسٹنگ دنیا سے سیدھا جہنم میں کی ہے لگتا ہے تم دو کمینوں کی جہنم میں پوسٹنگ بھی میرے ہاتھوں ہی لکھی ہے۔۔“۔

وہ کھڑا ہوا اور سیاہ زعیم کو دیکھا”سیاہ زعیم سورج نکلنے میں“اس نے اپنی کلائی پر بندھی گھڑی دیکھی ”صرف ڈیڑھ گھنٹہ ہے جلدی سے انکا کام تمام کرو انکو صبح کی روشنی نہیں جہنم کی آگ، کی روشنی دیکھانی ہے“۔

سیاہ زعیم مسکراتے آگے بڑھا ایک حرکت کے ساتھ اس نے دائیں جانب شخص کی دونوں رانوں پر چاقو پیوست کیا کہ وہ شخص قرب سے چلانا چاہتا تھا مگر منہ کے اندر گھسا ہوا گول مول کیا، کپڑا اس کی چیخوں کو اندر ہی گھونٹ رہا تھا۔

سیاہ زعیم نے چاقو پیچھے کیا کہ وہ شخص درد سے کانپا اور کچھ تلملایا وہ درد میں رو رہا۔ تھا۔

بائیں جانب شخص کی آنکھیں خوف سے پھیل گئی تھیں ”فکر مت کر بڈھے تجھے تو میں بہت پیار سے بڑے آرام سے ماروں گا اتنی خوبصورت موت تجھے دوں گا کہ تجھے موت سے محبت ہو جائے گی“۔

معراج بولتا اس شخص کے جانب گیا اور اس کے گریبان کو پکڑ کر کچھ اوپر کیا

معراج نے غضب سے جبڑہ بھینچا اور اس شخص کو کرختگی سے بولا "کتے گندی نسل کے خنزیر نما انسان بیوی گھر میں ہوتے ہوئے بھی باہر منہ مار رہا ہے کمینے شرم نہیں آتی تم لوگوں کو۔ کیا لگتا ہے کہ لڑکی کی عزت اتنی معمولی ہے۔ ارے او بے غیرت انسان انسانیت کے نام پر گالی مردانگی کے نام پر سوپاری تم جیسے مردوں کی وجہ سے باقی مرد بدنام ہیں۔ شرم کر کتے۔ ایک غریب لڑکی کے ساتھ زیادتی کرنے کے بارے میں سوچ رہا تھا تو تجھ میں شرم نہیں ہے" دفعتاً دائیں جانب اذیت جاری تھی اور خون پھوٹ رہا تھا۔

اب کی بار چند لکڑیوں کے ٹکڑے اٹھائے گئے جو نوکدار تھے انکو اس شخص کے زخم کے اندر پیوست کیا گیا تھا

اس کی پینٹ رانوں والی جگہ سے پھٹ چکی تھی اور گوشت دو حصوں میں بٹا نظر آرہا تھا جس میں سے خون رس رہا تھا خون پورے زمین کو رنگ رہا تھا بار بار ایک ایک کر کے سیاہ زعیم اس کی دونوں رانوں کے پھٹے گوشت کے اندر نوکدار لکڑیاں گھسا رہا تھا

معراج نے اس شخص کے منہ پر ہاتھ کی پشت سے زناٹے دار تھپڑ مارا۔

شائید زندگی کے تھپڑ کھا کر اسکو لوگوں کو تھپڑ مارنے میں تازگی پہنچتی تھی۔۔

دونوں نے ہاتھوں پر دستانے پہن رکھے تھے کہ فنگر پرنٹس لاشوں پر نہ آجائیں۔۔

معراج اسے درد میں بولا "ارے گھٹیا انسان ایک عورت کی عزت پتا ہے کتنی نازک ہے کہ اگر عورت کی غلطی نہ بھی ہو تو زمانہ عورت کو برا بولتا ہے مرد کو کوئی برا نہیں کہتا اور تو تو پھر امیر انسان ہے تجھے تو کسی نے کچھ کہنا بھی نہیں تھا تو پوں کا رخ لڑکی کی طرف ہی ہونا تھا کیونکہ وہ غریب ہے"۔

معراج کھڑا ہوا اور اس انسان کی گربان کی پشت کو جکڑے اس کو اوندھے زمین پر رگڑتے اپنے ساتھ لے جانے لگا

کہ سامنے کموڈ تھا جس میں انسانی غلاظت باہر کو ابل رہی تھی سارا گند باہر کی طرف نکل رہا تھا اور سفید کموڈ آلودہ نظر آرہا تھا

معراج اسے بولا "شراب پی تھی تو نے نشے کی حالت میں تو نے اس لڑکی کے ساتھ برا کرنے کی کوشش کی اب تیرا نشہ یہ غلاظت اتارے گی"۔

پیچھے والے شخص کی سانسیں رکنے لگی تھیں یکدم ہی اس نے گہرا سانس لیا۔

سیاہ زعیم پیچھے ہوا مانو اسے الہام ہوا تھا کہ اب کیا ہونے والا ہے یکدم ہی آدمی کے منہ سے گول مول کپڑا باہر کو نکلا اور ساتھ ہی الٹی ابل کر منہ سے باہر نکلی جو ایسی تھی جیسے کسی پائپ سے برسوں سے بند پڑا پانی باہر نکل رہا ہو شروع میں الٹی کالی تھی اور بعد میں لال مائع اس کے منہ سے پھوٹنے لگا اس آدمی کی آنکھیں پھیل گئیں اور وہ زمین پر گر گیا۔۔۔۔

سیاہ زعیم نے ہاتھ جھاڑا اور ہنسا "پہلی بار دل کو سکون پہنچا ہے کسی، کو قتل کر کے اللہ راضی ہو ہم سے۔ ہم نے ایک لڑکی کی جان بچائی ہے"۔

پھر وہ معراج کے جانب متوجہ ہوا۔ اور مبہوت سا اس نے لبوں کو۔ سُکیڑا "اوو، تیری معراج تیرے دماغ میں کون کون سے خرافات ہیں ایسی چیزوں کے بارے میں تو ہم نے سوچا بھی نہیں حلانکہ اس فیلڈ میں ہم، بیس سالوں سے ہیں"۔

معراج نے پلٹ کر سیاہ زعیم کو دیکھا "جو لوگ خاموش رہتے ہیں انکے دماغ میں اکثر ایسی ہیں چیزی ہوتی ہیں کہ وہ کیسے اپنے دشمنوں کو ٹھکانے لگائیں"۔

معراج نے اس شخص کے چہرے کو کچھ اوپر کھینچا اور اس کے چہرے پر اپنا زانا مارا۔

پھر معراج نے لیدر کے دستانے پہنے کہ اس کے ہاتھ غلاظت سے بچے رہیں

اس نے اس آدمی کی گردن کی پشت کو دوبارہ دبوچا کیونکہ اس آدمی کے بال وہ دبوچ سکتا نہیں تھا سر بالوں سے خالی تھا

معراج اس شخص کا منہ کموڈ تک لے کر گیا جہاں گند اوپر تک اٹھا تھا۔

بو کے بھابھو کے اس آدمی کی نتھنوں سے، اندر گئے اور اسکو۔ محسوس ہوا کہ اس کی ناک کے بال کے ساتھ اندر سب کچھ جل رہا ہے اس آدمی کو نقاہت محسوس ہوئی اور یکدم اس کے منہ کے اندر موجود کپڑا گیلا، ہوتا گیا۔ اور ایک تیز دباؤ سے، کپڑا باہر نکلا اور ہمراہ الٹی

یکدم ہی معراج نے اس شخص کا منہ کموڈ کے اندر ڈال دیا

غلاظت اس شخص کے منہ کے اندر جاتی رہی اور وہ تلملاتا رہا

سیاہ زعیم نے نقاہت زدہ چہرہ بنایا۔

کموڈ کا پانی ابلنے لگا اور گند باہر نکلنے لگا

وہ شخص ماہی بے اب کی مانند تلملا رہا تھا

اور معراج اس کا سر کموڈ میں اور دباتا جا رہا تھا۔

اس شخص کی دبی دبی چیخیں کموڈ میں دب رہی تھیں اور آواز ایسی تھی کہ وہ پانی سے کلی کر رہا ہو پانی کے بلبلوں کی آواز اس کے منہ کے اندر سے آ رہی تھی معراج اس کا منہ کموڈ میں دباتا نفرت سے، بولا "ختم ہوئی تیری گرمی ہیں۔ گرمی کے موسم میں انسان جب ٹھنڈا ہوتا ہے تو الگ مزا، آتا ہے اور دیکھا گرمی بڑھے"

معراج نے جبڑہ بھینچا اور اس شخص کا چہرہ کموڈ کے اندر دھنس سا دیا۔

معراج نے اسکو پیچھے کیا تو وہ شخص پیچھے کو گر گیا

اس کے منہ پر غلاظت کا کچھ ڈھیر چپکا تھا جو آنکھ تک لگا ہوا تھا۔۔وہ اکھڑی اکھڑی سانسیں لے رہا تھا۔۔ معراج اسکو نفرت سے بولا "یہ ابھی بھی نہیں مرا۔۔اس کے اندر سیاہ زعیم اتنے سوراخ کر دو کہ روح اس کے جسم کے ہر حصے سے باہر نکلے"۔

معراج پیچھے مڑا اور اس نے تیزاب کی بوتل اٹھائی "سیاہ زعیم دستانے پہنو اور اس کا منہ کھولو"۔۔تیزاب کی بوتل کا ڈھکن گول گول گھماتا گیا۔۔

سیاہ زعیم مقصد کے ساتھ مڑا، اس کی حرکات درست تھیں جب وہ اپنے سامنے بیگ میں پہنچا۔ اس کی انگلیوں نے دستانے تلاش کیے، تیزاب کے بے رحم کاٹنے کے خلاف ایک ضروری ڈھال۔ احتیاط اور جلدی کے برابر حصوں کے ساتھ، اس نے دو ماسک نکالے، ایک کو معراج کے چہرے پر مضبوط نرمی کے ساتھ فٹ کیا، یقینی بنایا کہ ہر خدوخال مہر بند ہو۔ پھر اس نے اپنا ماسک محفوظ کیا، پٹیاں جلد کے خلاف کس کر پھیل گئیں۔ دستانوں کی اگلی باری تھی، سیاہ زعیم نے مشق کی آسانی کے ساتھ اپنے ہاتھ ان میں پھسلا دیے، پھر اس نے معراج کے ہاتھوں کو ان کے حفاظتی کور میں رہنمائی کی،۔۔

معراج سیدھا ہوا اور اس شخص کو دیکھا جو اکھڑی اکھڑی سانسیں لے، رہا تھا۔۔ سیاہ زعیم نے اس شخص کا، منہ کھولا اور معراج نے تیزاب کا ڈھکن اور ایک حرکت کے ساتھ، معراج نے اس شخص کے منہ کے اندر

تیزاب الٹا کہ تیزاب اس کے منہ میں جاتے، ہی ابل پڑا اور گوشت کو موم بنانے لگا اس شخص کا پیٹ اچھلا اور اس کی آنکھیں پھیل گئیں۔

معراج اب انسان سے حیوان بن چکا تھا وہ انسانیت بھول چکا تھا اس نے حیوانیت۔ اختیار کر لی تھی اب اسکو کسی پر رحم نہیں آتا تھا اب صرف اسکو غضب آتا تھا۔۔ اور اس غضب کا شکار یہ انسان تھا جس کا، منہ پگھل رہا تھا اور۔ ہونٹ کٹ رہے تھے اس انسان کی آنکھیں پھٹ چکی تھیں اور آنکھوں کا ڈیلا ڈھیلا ہوتا کچھ نیچے کو اتر آیا تھا اور آنکھ سے خون آنسوؤں کی مانند نکل رہا تھا اس انسان کی ناک سے بھی خون، نکل رہا تھا اور کان سے بھی خون نکل رہا تھا۔۔

کچھ دیر بعد اس انسان نے ہچکی لی اس کے منہ اور کان سے دھواں نکلا اور ساتھ ہی خون کا دھارا پھوٹا معراج، پیچھے ہوا تو خون، کے دھارے کے ساتھ گوشت کے کچھ ٹکڑے بھی تھے

جو زمین پر گر چکے تھے معراج نے ہاتھ جھاڑا اور کھڑا ہوا "جب کتوں والے کام کرو گے تو موت بھی کتے والی آئے گی"۔

معراج اور سیاہ زعیم مسکرائے انہوں نے پھرتی سے تمام نشانات مٹا دیے اور وقت کی رفتاری کے ساتھ اپنے پیچھے ان دو بے جان لاشوں کو چھوڑ کر کھسک گئے۔

کچھ دیر بعد ان لاشوں پر چار خنزیر چھوٹے تھے جو قریب ہی جنگل سے آئے تھے وہ ان دو۔ کا گوشت نوچنے لگے تھے انکی بھیانک آوازیں موت کے کمرے میں گونج رہی تھی۔۔باہر صبح ہوتی دیکھائی دے رہی تھی اور ساتھ ہی ساتھ ان دو کا جسم خنزیروں کے پیٹ کی بھوک کو۔ مٹاتا ختم ہوتا جارہا تھا۔۔!!!!!!!!!

••°••

رات کی چادر شب و روشنی کی بنت تھی جب جبرائیل سنسان سڑک پر کار چلا رہا تھا، روشنی کے خمبوں کی باقاعدہ گزر کے ساتھ اس کا چہرہ فکر کی ماسک تھا، نامعلوم کے بوجھ سے گہرا کھودا گیا۔ سڑک اس کے سامنے پھیلی ہوئی تھی، زندگی سے خالی ایک اسفالٹ کی پٹی، صرف اس کے دائیں طرف کھڑے درختوں کے علاوہ، جو خاموش پہرے دار کی طرح کھڑے تھے۔

اس کے بائیں طرف، عمارتیں سوئی ہوئی دیو ہیکل تھیں، ان کے چہرے رات کے اندھیرے سے سیاہ تھے، اور میٹرو بس اسٹیشن آگے بڑھ رہا تھا، دن کی چہل پہل کی خالی گونج۔

جبرائیل کا دماغ معراج کے خیالات سے دوڑ رہا تھا۔ "وہ ایسے چوری چھپے کیوں آیا ہے؟" اس نے بلند آواز میں سوچا، اس کی پیشانی پر پریشانی واضح تھی۔

اس نے جاری رکھا، "مجھے کچھ کرنا ہو گا وہ عفاف کو نہیں دھمکا سکتا."۔

موبائل فون کی اچانک چھنا کانے کار کے خاموش اندرونی حصے کو چیر دیا۔

عفاف کا نام اسکرین پر چمک اٹھا، جس سے ایڈرینالائن کی لہر دوڑ گئی۔ مشق کی ہوئی سکون کے ساتھ، جبرائیل نے جواب دیا، "ہیلو عفاف، کیا ہوا؟"

اس کی آواز، فوری ضرورت کے ساتھ، خاموشی کو توڑ دیا۔ "جبرائیل، پلیز جلدی کرو اور مرگلہ ہلز پہنچو۔"۔

اس درخواست نے اسے جھٹکا دیا، "کیوں؟ کیا ہوا؟"۔

"بس آجاؤ، میں تمہیں بتاؤں گی،" اس نے اصرار کیا، اس کی آواز میں بے چینی تھی۔

ایک لمحے کی توقف کے بغیر، جبرائیل کی فطرت نے کام کیا۔ اس نے کار کو موڑ دیا، ایک ریسر کے تیز موڑ کو انجام دیا۔ ٹائرز نے احتجاج میں چیخ اٹھی، پیچھے ایک گہرا، دائرہ نما سکڈ مارک چھوڑ دیا—پھیکی سڑک کے مقابلے میں ایک نمایاں تضاد۔ "ٹھیک ہے، میں آرہا ہوں، مگر تم اتنی رات کو ادھر کر کیا رہی ہو بے وُقوف لڑکی" اس نے اسے یقین دلایا مگر یقین کے ساتھ کچھ خفگی بھی تھی اور اچھنبھا بھی۔۔

بنا جواب دیے کال کاٹ دی گئی جبرائیل نے موبائل ساتھ سیٹ پر پھینک سا دیا۔

جو فکر اب تک سلگ رہی تھی وہ اب ابل پڑی۔ جبرائیل کی اسٹیئرنگ وہیل پر گرفت مضبوط ہو گئی، اس کی کنکھیاں عزم سے سفید ہو گئیں۔

کار کی رفتار کا پیمانہ بڑھتا گیا کیونکہ وہ تیز ہوتا گیا، گاڑی اس کے ہر حکم کا جواب دے رہی تھی۔

رات کی ہوا سرسراہٹ کے ساتھ گزری، کار کا انجن دھاڑا، اور کشیدگی فضا میں گاڑھی ہو گئی، باہر کی تاریکی کی طرح گاڑھی۔ جبرائیل راستے میں تھا، وقت کے خلاف دوڑ رہا تھا، ایک سچائی کی طرف جو مرگلہ کی پہاڑیوں میں چھپی ہوئی تھی۔۔

.....

جنگل سائے کی ایک بھول بھلیوں تھا، ہر درخت رات کے رازوں کا خاموش محافظ۔

چاند، ایک شرمیلا تماشائی، پہاڑوں کے پیچھے چھپ گیا، زمین پر ایک ایسی ایتھریل روشنی ڈالتا جو مشکل سے چھوتی تھی۔

جبرائیل کے قدم احتیاط سے اٹھتے تھے، اس کی سانس اکھڑی ہوئی محسوس ہوتی تھی جب وہ عفاف کو پکارتا، اس کی آواز گھٹن بھری تاریکی میں ایک مینار کی طرح تھی۔۔

زمین دھوکہ دہی تھی، پتھروں اور جڑوں کی ایک قالین جو ہر موڑ پر اسے ٹھوکر کھانے کی دھمکی دیتی تھی۔

وہ اس قدرتی بھول بھلیوں کو جلدی اور خوف کے ملے جلے احساس کے ساتھ نیویگیٹ کرتا، اس کا دل ایک تال میں دھڑکتا جو جھاڑیوں میں چھپے نکترنی جانوروں کی چال سے میل کھاتا تھا۔

اچانک، عفاف نمودار ہوئی۔۔وہ کچھ ڈر کر پیچھے ہوا۔۔عفاف کا چہرہ کرخت تھا۔۔جو، مدھم روشنی سے ظاہر ہوا تھا۔۔، اس کی موجودگی ایک راحت بھی تھی اور تناؤ کا نیا سرچشمہ بھی۔ "تم کب سے کہاں تھے مجھے بلا کر تم خود غائب تھے" اس نے مطالبہ کیا، اس کی آواز غصے اور ناقابل یقین کی ملی جلی کیفیت تھی۔

جبرائیل کا چہرہ سخت ہو گیا، اس کی آنکھیں تنگ ہو گئیں جب وہ اس کے الفاظ کو سمجھنے لگا۔ "میں نے تمہیں بلایا تھا یا تم نے مجھے بلایا تھا۔۔، "اس نے جواب دیا، اس کی پیشانی پر الجھن واضح تھی۔

"تم پاگل ہو، میں نے تمہیں نہیں بلایا، "عفاف نے جواب دیا، اس کا صدمہ اس کے اپنے جیسا تھا۔

۔۔کچھ دیر تک وہ منجمد نظروں سے ایک دوسرے کے اڑے چہرے دیکھتے رہے۔۔

انکو احساس ہوا جیسے انکو بجلی کا جھٹکا لگا ہو، ان کے فون ــــان کی زندگی کی لائن ــــہیک کر لیا گیا تھا۔ "ہمارے موبائل ہیک ہو گئے تھے، "جبرائیل نے سرگوشی کی، اس کے امکانات اس پر طلوع ہو رہے تھے۔ وہ اپنے فون کے لیے پہنچا، آلہ اچانک اس کے ہاتھ میں غیر محسوس ہوا۔

لیکن اس سے پہلے کہ وہ کچھ کر پاتا، درد اس کی کھوپڑی کے نچلے حصے میں پھٹ پڑا، اس کی نظر دھندلا گئی جب وہ زمین پر ایک کراہ کے ساتھ گر پڑا۔ عفاف کی سانس اس کے کانوں میں آخری آواز تھی اس سے پہلے کہ تاریکی نے اسے اپنے قبضے میں لے لیا۔۔۔اس کی کراہ سے وہ چونکی۔۔

جب وہ ہوش میں آئی دنیا چاندنی اور سائے کی دھند میں تھی۔ عفاف جمی ہوئی کھڑی تھی، اس کی آنکھیں خوف سے پھیلی ہوئی جب وہ جبرائیل کے پیچھے کھڑے شخص کو دیکھ رہی تھی۔

وہ معراج تھا، اس کا سیاہ چوغارات کے ساتھ مل گیا، اس نے اپنے ہاتھ میں موجود بانس کا موٹا ڈنڈا دور ایک طرف پھینکا۔۔

"آپ نے مجھے دھوکا دیا۔"۔

معراج کی آواز سرد تھی، اس کے الفاظ خاموشی کو چیرتے ہوئے تھے۔ اس کی غداری معراج کے لیے ایک زہر تھا جو ہوا میں جذب ہو گیا، پر سکون جنگل کو اس کے شریر انکشاف کے لیے ایک منظر بنا دیا۔

عفاف کا چہرہ جذبات کی ایک تصویر تھی، اس کے خدوخال خوف، صدمے، اور احساس کے رقص میں مسخ ہو گئے۔ وہ ایک پرندہ تھی جو معراج کے دھوکے کے جال میں پھنس گئی تھی،

اس کے پروں کو اس کے دھوکے نے کاٹ دیا تھا، جس پر وہ بھروسہ کرتی تھی۔

عفاف خوف سے لرز رہی تھی وہ بمشکل الفاظوں کی ادائیگی کر پائی "ت۔۔ت۔۔ تم نے یہ کیسے کیا" معراج کے لبوں پر تلخ مسکراہٹ تھی "جیسے آپ نے کیا..!! انسان جب بے حس ہو جائے تو وہ بہت کچھ کرتا ہے وہ جو اس نے سوچا بھی نہیں ہوتا۔۔ میں نے آپ دونوں کے موبائل ہیک کر لیے تھے اور اے آئی کی مدد سے آپ دونوں کی آواز کی نقل تیار کی اور آپ لوگ ادھر آ گئے بنا سوچے سمجھے"۔

چاندنی میں نہایا ہوا صافہ پر، عفاف کا چہرہ خاکستری تھا، اس کا گلا خوف سے جکڑا ہوا تھا۔ "تم نے یہ کیوں کیا؟" اس نے سرگوشی کی، اس کی آواز مشکل سے کشیدہ ہوا میں بہہ رہی تھی۔

معراج کا جواب بلیڈ کی سرد دھات کی طرح سرد تھا۔ "میں نگہبان رہا ہوں، شفا دینے والا، لیکن مجھے صرف زخم ہی ملے ہیں۔ کسی نے میرے زخموں کی دیکھ بھال نہیں کی، اس لیے اب، میں اپنے درد کو ہتھیار کے طور پر استعمال کرتا ہوں،" اس نے اعلان کیا، اس کی آنکھوں میں گرمی کا کوئی نشان نہیں تھا۔

عفاف کا ہاتھ اس کے منہ پر چلا گیا، حیرت اور التجا کا ایک اشارہ۔ "معراج، براہ کرم، کچھ ایسا مت کرو جس پر تمہیں پچھتاوا ہو،" اس نے التجا کی، اس کی آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے تھے۔

لیکن معراج کی مسکراہٹ خوشی سے خالی تھی، ایک تکلیف دہ بناوٹ جو گہرے درد کی بات کرتی تھی۔ "آپ کو چھوڑنا کسی بھی درد سے بدتر ہے میرے لیے سب سے بڑا پچھتاوا،" اس نے اعتراف کیا، اس کی آواز خاموشی میں ایک بھوتیا گونج تھی۔

عفاف کی التجا شدید تھی، اس کے ہاتھ دعا کی طرح جڑے ہوئے تھے۔ "میں تم سے محبت نہیں کرتی، معراج،" اس کی آواز کانپ رہی تھی۔

"میں کرتا ہوں،" معراج نے جواب دیا، اس کا اعتراف تیز اور خام تھا۔

"یک طرفہ محبت،" عفاف نے سرگوشی کی، اس کی آنکھیں جھکی ہوئی تھیں۔

معراج کی کڑواہٹ محسوس کی جاسکتی تھی۔ "یک طرفہ محبت رسوائی کی انتہا ہے،" اس نے دلی جزبات کو باہر پھینکا، اس کا جسم دبے ہوئے جذبات سے سخت تھا۔

اس کی آواز ٹوٹ گئی، ایک کمزوری کا انکشاف کرتی جو اس نے شاذونادر ہی دکھائی۔ "میں نے ہمیشہ آپ کو اپنا سمجھا ہے، عفاف بچپن سے، آپ کا نام میرے ساتھ جوڑا گیا تھا، اور اب... اب آپ جبرائیل کی ہو جاؤ ایسا میں کیسے ہونے دوں۔"

عفاف کا انکار فوری تھا، اس کے ہاتھ انکار میں حرکت کرتے ہوئے۔ "میں نے تمہیں کبھی کوئی اشارہ نہیں دیا، کبھی تم سے کچھ وعدہ نہیں کیا۔ تمہیں کیوں لگتا ہے میں تم سے محبت کرتی ہوں"۔

معراج کا درد مایوسی میں بدل گیا۔ "آپ مجھ سے محبت نہیں کرتی، لیکن میں شادی کے بعد آپ پر محبت کی بارش کر دیتا۔ آپ مجھ سے محبت کرنا سیکھ جاتی۔ میں نے آپ کے لیے اپنی شکل تک بدل دی آپ اب مجھے کیوں رد کر رہی ہو؟"۔

عفاف کا جواب نرم لیکن مضبوط تھا، اس کے ہاتھ سکون بخش حرکت میں بڑھتے ہوئے۔ "میں نے تم سے کبھی انتظار کرنے کو نہیں کہا۔ میرا دل ہمیشہ جبرائیل کے ساتھ رہا ہے، تمہارے ساتھ نہیں۔ اور جہاں تک تمہارے چہرے کو بدلنے کی بات ہے، میں نے ہمیشہ کہا ہے کہ اللہ کی ہر مخلوق خوبصورت ہے۔ تمہاری سیرت اور تمہارا چہرہ دونوں خوبصورت ہیں اپنی سیرت مت بدلنے دو۔"۔

معراج کی مسکراہٹ اس کے اندرونی اضطراب کی مسخ شدہ عکاسی تھی۔

"حسد ایک گھناؤنی چیز ہے۔ یہ انسان کو ناقابل تصور کام کرنے پر مجبور کرتی ہے۔ مجھے ڈر ہے کہ میں وہ دانو بن جاؤں جس سے میں نفرت کرتا ہوں۔"

عفاف کے آنسو اب آزادانہ طور پر بہہ رہے تھے، اس کی سسکیاں ایک غمگین جھانکی تھی۔

"تلخی کو تمہیں بدلنے نہ دو۔ تمہیں کوئی اور مل جائے گی جو تمہاری میرے سے زیادہ قدر کرے گا۔"

معراج کے آخری الفاظ شکست کی ایک سرگوشی تھی۔

"وہ آپ کی جگہ لے سکتی ہے، لیکن وہ خلا کو نہیں بھر سکتی جو آپ چھوڑ جائیں گی۔ دل میں کوئی دوسرے کی جگہ نہیں لے سکتا۔ اور میرے دل کی دھڑکن "ع" سے شروع ہوتی ہے اور "ف" پر ختم۔۔ میرا خیال عفاف ہے میرا خواب عفاف ہے میرے دل کی دھڑکن عفاف ہے میری دعا آپ کے نام سے شروع ہوتی ہے اور آپ کے نام پر ختم۔"

ان دو کے درمیان جبرائیل بے حرکت پڑا تھا، اس تراجیدی کا خاموش گواہ جو اس کے سامنے برپا ہو رہی تھی۔

اس کی شکل زمین کے پھیکے رنگ کے خلاف ایک گہرا سایہ تھی، زندگی کی جو موازنہ میں لٹک رہی تھی اس کی ایک ہلکی یاد دہانی تھی۔۔۔۔۔

عفاف بھی اسے اس کے ہی انداز میں بولی۔

”میرا خیال جبرائیل ہے میرا خواب جبرائیل ہے میری دنیا جبرائیل ہے اور تم سورج اور دنیا کے درمیان چاند ہو ہمارے درمیان ایک گرہن۔۔ہٹ جاؤ ہمارے درمیان سے“۔

معراج کی مسکراہٹ اس کے ہونٹوں کا ظالمانہ موڑ تھی، عفاف کی جبرائیل سے محبت کا مذاق اڑاتی ہوئی۔

"کیا جبرائیل آپ سے محبت کرتا ہے؟" وہ طنز کرتا ہوا بولا، اس کی آواز زہر آلود تھی۔

عفاف کا دل ایک دھڑکن کے لیے رک گیا، اس کی الجھن پریشانی میں بدل گئی۔

"تمہارا کیا مطلب ہے؟ یقیناً وہ مجھ سے محبت کرتا ہے،"۔

اس نے جواب دیا، اس کی آواز میں چیلنج اور شک کا ملاپ تھا۔

معراج کی طنزیہ مسکراہٹ واضح تھی جب اس نے ایک چھپا ہوا ماضی بے نقاب کیا۔

"وہ جو مانچسٹر میں رہتا ہوا خود سے دو سال بڑی لڑکی کے ساتھ رشتے میں تھا جنکے رشتے سے ایک لڑکا پیدا ہوا کیا وہ آپ سے محبت کرتا ہے نہیں وہ اپنے باپ کی طرح ہے بے حس گھٹیا“۔

عفاف کا صدمہ ایک جسمانی ضرب تھی، اس کی دنیا اپنے محور پر ٹل گئی۔ "کیا؟" وہ ہانپتے ہوئے بولی، اس کا دماغ چکرا رہا تھا۔

معراج نے اپنا فون پیش کیا، اسکرین پر ایک تصویر دکھائی دی جو اس کی حقیقت کو توڑنے کی دھمکی دے رہی تھی—جبرائیل کی ایک عورت کے ساتھ تصویر، غیر ملکی اور خوبصورت۔

عفاف کی آنکھیں تنگ ہو گئیں، اس کے اندر کی بے ایمانی چیخ رہی تھی۔ "یہ غلط ہے،" اس نے اعلان کیا، اس کی آواز خیانت کے جھٹکے کے باوجود مضبوط تھی۔

"تم نے اس تصویر کو تبدیل کیا ہے یہ فیک ہے ایڈیٹیڈ۔، ہے نا؟ کیا تم اسے پھنسانے کی کوشش کر رہے ہو؟"

معراج کی قسم ایک مایوس کن کوشش تھی ساکھ کو بچانے کی۔ "میں اسلام میں موجود تمام مقدس ہستیوں کی قسم کھاتا ہوں، اگر میں جھوٹ بول رہا ہوں تو میرا انجام خدائی عذاب ہو،"۔

اس نے اعلان کیا، اس کی نظریں عفاف کی آنکھوں میں جمی ہوئی تھیں۔

عفاف کی نظریں فون پر موجود مذمتی ثبوت اور معراج کے پر عزم چہرے کے درمیان منتقل ہوتی رہیں۔۔

۔معراج نے موبائل پیچھے کیا آلہ اس کی جیب میں غائب ہو گیا، اسے اس بے یقینی کے ساتھ جدوجہد کرنے کے لیے چھوڑ دیا جو اب اس کے دل پر چھا گئی تھی۔

معراج کی دھمکی اس کی امید کے لیے ایک تیز دھار تھی۔

۔"اب فیصلہ کریئے آپ۔ جبرائیل یا میں؟"

عفاف کا درد ایک محسوس چیز تھی، اس کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے جب وہ رہنمائی کے لیے ایک دعا سرگوشی کر رہی تھی۔

"یا اللہ،" وہ سرگوشی کرتی ہوئی، اپنے ایمان میں تسلی تلاش کر رہی تھی۔

معراج نے دباؤ ڈالا، اس کا مطالبہ خاموش جنگل میں گرجتی ہوئی آواز تھی۔ "میں یا وہ شخص جس نے آپ سے خیانت کی،" اس نے اصرار کیا، اس کا موقف اٹل تھا۔

عفاف نے اپنا سر اٹھایا، اس کی قوت ارادی واپس آ گئی۔

"میرا دل ہمیشہ جبرائیل کا رہا ہے۔ تم کہتے ہو کہ کوئی شخص دل میں موجود شخص کی جگہ نہیں لے سکتا وہ، خلاں بھر سکتا ہے۔ لیکن کبھی دل سے نہیں نکالا جا سکتا۔ اگر جبرائیل میں عیب ہے، تو میری محبت بے داغ ہے۔ اس کی بے وقوفی میری محبت کو کم کیوں کرے؟" اس نے جواب دیا، اس کی آواز جذبات سے بھری ہوئی تھی۔

معراج کا چہرہ ٹوٹ گیا،۔۔

معراج کے چہرے پر آنسو بہہ رہے تھے، ایک ندامت کی لکیر بناتے ہوئے۔ "مجھے معاف کر دیجیئے عفاف۔ اگر آپ میری نہیں ہو سکتیں، تو پھر آپ جبرائیل کی بھی نہیں ہو سکتیں" اس نے سرگوشی کی، اس کا اعتراف اس تاریکی کا پیش خیمہ تھا جو آنے والی تھی۔۔

عفاف کی دنیا ایک لمحے کے لیے رک گئی، اس کی سانس اس کے حلق میں اٹک گئی جب وہ اس آدمی کا سامنا کر رہی تھی جس کی محبت زہر بن چکی تھی۔

جنگل نے اپنی سانس روک لی، چاند ایک خاموش گواہ تھا جو اس دل کے درد اور دھوکے کو دیکھ رہا تھا جو اس کی نگرانی میں پھیل رہا تھا۔۔۔

°°°••••••°°°

عفاف کی آنکھیں، دہشت سے پھیلی ہوئی، معراج کے ہاتھ میں موجود شے پر جم گئیں —ایک سرنج، اس کی سوئی چاندنی میں منحوس طور پر چمک رہی تھی۔

اس کی سانس اٹک گئی، اس سرنج کے مضمرات نے اس کی ریڑھ کی ہڈی میں سرد لرزہ بھیج دیا۔

معراج کی آنکھیں، جو کبھی گرمجوشی سے بھری ہوتی تھیں، اب آنسوؤں سے چمک رہی تھیں، اس کے اندر چل رہی جنگ کی گواہی دیتی ہوئیں۔۔

ایک لمحے میں، عفاف کی بقا کا غریزہ جاگ اٹھا اس کا جسم ایک چشمہ کی طرح لپٹ گیا، رد عمل کے لیے تیار۔

ایک تیز اور فیصلہ کن حرکت کے ساتھ، اس نے ان کے درمیان فاصلہ کم کیا، اس کا ہاتھ باہر نکل کر سرنج کو دور کرنے کے لیے۔

لیکن معراج کی گرفت فولادی تھی، اس کا عزم مارگلہ کے پہاڑوں کی طرح ناقابل تسخیر تھا جو ان پر سایہ فگن تھے۔۔۔

عفاف نے معراج کو دیکھا معراج نے سنجیدہ انداز میں مدھم سانفی میں سر کو جنبش دیا۔۔

عفاف نے جبڑہ بھینچا۔۔

اس کی اگلی حرکت مایوسی سے پیدا ہوئی تھی۔

اس نے اپنا بازو گھمایا، اس کی کہنی معراج کے پیٹ سے ایسی قوت سے ٹکرائی جو اس کے نازک فریم کے برعکس تھی۔

،ایک درد بھری کراہ اس کے ہونٹوں سے نکلی جب وہ دوہرا ہوا، سرنج اس کی گرفت سے گر گئی۔

موقع کا فائدہ اٹھاتے ہوئے، عفاف نے اپنی ایڑی پر گھومتے ہوئے، جنگل کی زمین پر اپنے پاؤں بجائے۔

وہ درختوں کے درمیان سے بھاگی، اس کی سانسیں بے ترتیب ہانپتی ہوئی، جھاڑیاں اس کے کپڑوں کو نوچتی ہوئی جب وہ بھاگ رہی تھی۔

اس کے پیچھے، معراج آہستہ آہستہ سیدھا ہوا، اس کا چہرہ درد کا ماسک بن گیا۔

وہ اس کے بھاگ جانے کو دیکھتا رہا، اس کا دل اس کے ہر قدم سے ٹوٹتا رہا جو وہ اس سے دور لے جاتی تھی۔

ایک آنسو اس کے گال پر لڑھکا، اپنے پیچھے ایک چمکدار نشان چھوڑتا ہوا۔

اس نے اپنی آنکھیں بند کیں، نقصان اور دھوکے کے درد نے اسے گھیر لیا، جتنا محسوس ہوتا تھا اتنا ہی واضح تھا جیسے رات کا گہرا پردہ جو ان کے ارد گرد تھا۔

جنگل، جو کبھی سکون کی جگہ تھی، ایک المیہ کے لیے ایک منظر بن گیا تھا جس کے پیمانے شیکسپیئر کے تھے، کھلاڑی محبت، دھوکے، اور دل کے درد کے جال میں پھنس گئے تھے۔ اوپر چاند نے اس ڈرامے کی گواہی دی، اس کی روشنی نیچے پھیلتے ہوئے غم کے لیے ایک خاموش سولو کوی تھی۔۔۔

°•••ΔΔΔ•••°

عفاف کا جنگل میں بھاگنا جذبات اور حرکت کا دھندلا پن تھا، اس کی سانسیں تیزی سے چل رہی تھیں جب وہ فون کو اپنے منہ سے لگائے ہوئے تھی۔ "ابرش، ابرش،" وہ چیخ اٹھی، اس کی آواز دھوکے اور خوف کا مرکب تھی، "جس شخص سے میں محبت کرتی تھی اس نے مجھے دھوکہ دیا ہے۔ اس کا کسی دوسری عورت سے بچہ ہے!"

اپنے کندھے کے اوپر جھانکتے ہوئے، اس کی آنکھیں دہشت سے پھیلی ہوئی، اس نے صرف درختوں کے گہرے سایے دیکھے۔ "معراج میرے پیچھے ہے،" کانپتی آواز میں اس نے جاری رکھا، "اس کے پاس ایک سرنج ہے، اور مجھے ڈر ہے کہ اس کے اندر زہریلا مواد ہے۔"

اس کی رفتار کبھی نہیں ٹوٹی جب وہ خطرناک جنگل کی زمین کو نیویگیٹ کر رہی تھی، اس کا بیگ ہر قدم کے ساتھ بے ترتیبی سے جھول رہا تھا۔ اس نے اپنی مایوس کن درخواست واٹس ایپ کے ذریعے بھیجی، اس نے موبائل منہ سے پیچھے کیا وائس نوٹ سینڈ کرتے ہی اس نے میسج کو Delete for me کر دیا اس کا پیغام ایک ڈیجیٹل ایس او ایس تھا جو خلا میں غائب ہو چکا تھا۔

جیسے ہی اس نے موبائل پھینکا وہ ایک درخت کے نیچے جا گرا اسکرین منظر عام پر آئی تو افسوس سے درختوں نے سر جھکا لیے موبائل پر سگنل نہیں آ رہے تھے۔۔

اوپر چاند ایک خاموش مشاہد تھا، اس کی روشنی شاخوں کے درمیان سے ایتھریل کرنوں میں چھن کر آ رہی تھی، لمبے، بھوتیا سائے ڈال رہی تھی جو اس کے ارد گرد ناچ رہے تھے۔

اس کا چہرہ درد کا ماسک تھا، ہر لکیر اس دل کے درد اور خوف کی کہانی سنا رہی تھی جو اسے کھا رہا تھا۔

جب وہ بھاگ رہی تھی، صرف آوازیں اس کے دل کی دھڑکن، پتوں کی چرچراہٹ جو پاؤں کے نیچے تھی، اور دور، منحوس جنگل کی سرسراہٹ جو زندہ ہو رہی تھی۔۔ عفاف کی کہانی چاندنی میں ایک تاریک پھول کی طرح کھل رہی تھی، ہر پتی ایک انکشاف، ہر کانٹا ایک ممکنہ خطرہ۔۔۔۔۔

ΔΔ•ΔΔ•ΔΔ•ΔΔ

عفاف کی پرواز اچانک رک گئی جب اس نے ایک بھاری جسامت کی تاریک شبیہہ کا سامنا کیا۔

اس کے سامنے خلا اس کے وجود کی عارضی نوعیت کی سرگوشی کر رہا تھا،"

"ہماری شروعات کی خاموشی میں خلا تھا، اور ہماری جدائی کی گونج میں وہ خلا واپس آ گیا آپ کی جدائی کے ساتھ، میں نے صرف کچھ نہیں، بلکہ میرا سب کچھ کھو دیا۔"

آواز میں کرب درد و ندامت تھا۔۔

اس کا دل جدائی کے غم سے رنجیدہ تھا۔

جب وہ بھاگنے کے لیے گھومی معراج کی گرفت اس کی کلائی پر مضبوط تھی، اسے اپنے مدار میں کھینچتی ہوئی۔ ان کی قربت نے ان کے ارد گرد کی دنیا کو روک دیا، ان کی سانسیں ایک دردناک وضاحت کے لمحے میں معلق ہو گئیں۔ "میں دنیا کی نظر میں مجرم ہو سکتا ہوں،" معراج نے اعتراف کیا، اس کی آواز ایک عذابی سرگوشی تھی، "لیکن میں کبھی آپ کا عذاب نہیں بننا چاہتا تھا۔ پھر بھی، آپ نے مجھے اس ظلم کی طرف مجبور کیا۔"

اس کے چہرے پر آنسو بہہ رہے تھے، اس کے اندرونی تنازعہ کی دردناک عکاسی کرتے ہوئے۔

"میں کھو گیا ہوں،" اس نے تسلیم کیا، "میری آپ سے محبت اور اس عمل کے درمیان پھٹا ہوا ہوں جو میں کرنے پر خود کو مجبور محسوس کر رہا ہوں۔"

اس کا اعلان جذبات کا طوفان تھا، "لیکن یہ کیا جانا چاہیے، آپ کو خاموش کر دیا جانا چاہیے،" اس نے ایک شدت کے ساتھ کہا جو اس کی مایوسی کو جھٹلاتا تھا۔ عفاف کو اپنے کندھوں پر اٹھاتے ہوئے، اس کی احتجاجی آواز جنگل میں گونجتی رہی، خوف اور مایوسی کی ایک بھوتیا دھن۔

اسی جگہ میں واپس آتے ہوئے، معراج نے عفاف کا سامنا کیا، اس کے ہاتھ نرمی سے اس کے چہرے کو سہلاتے ہوئے جو اس کے پہلے عزم کے برعکس تھا۔

"تم نے یہ کیا کیا؟" عفاف نے ہانپتے ہوئے پوچھا، احساس کی کرن جب اس نے محسوس کیا کہ اس کا جسم اسے دھوکہ دے رہا ہے۔

"یہ ایک پرامن انجام ہو گا،" معراج نے اسے یقین دلایا، اس کی آواز غم سے بھاری۔

"آپ کو کوئی درد محسوس نہیں ہو گا۔"

جیسے ہی زہر اثر کرنے لگا، عفاف کی سانسیں سطحی ہو گئیں، اس کا جسم فالج کا شکار ہو گیا۔

آنسو آزادانہ طور پر بہہ رہے تھے جب اس نے کانپتے ہوئے یقین کے ساتھ بولا، "تم کبھی اچھے تھے، معراج۔ تم نے دنیا کی بدصورتی کو اپنے اندر کی خوبصورتی کو خراب کرنے دیا۔"۔

معراج اس کو باہوں میں لیے زمین پر بیٹھ سا گیا۔۔

اس کا اپنا دل ٹوٹ رہا تھا۔ "آپ کو سکون ملے،" وہ روتے ہوئے بولا، جیسے عفاف کی زندگی کی قوت کم ہوتی گئی۔

اپنے آخری لمحات میں، عفاف کی نظریں معراج پر جمی ہوئی تھیں، اس کی آنکھیں اس المیہ کی عکاس تھیں جو انکشاف ہو رہا تھا۔ "تم نے اپنی روح کو داغدار کیا ہے، اللہ کے نزدیک سیرت ضروری ہے تم نے حسد میں اپنی آخرت خراب کی ہے جبرائیل کے پاس وقت ہے اسکو اپنی غلطی کا احساس ہو گیا تو وہ توبہ کر لے گا تم کیا کرو گے معراج۔۔ ایک انسان کا قتل پوری انسانیت کا قتل ہے،"۔

اس نے سرگوشی کی، اس کی آواز مدھم ہوتی گئی۔

ان کی آخری ملاقات کی سنجیدہ شفق میں، عفاف کی نظر معراج کی نظر سے ملی، ایک ایسا غم جو الفاظ میں بیان کرنا مشکل تھا۔

اس کی آنکھیں، آنسوؤں سے بھری ہوئی، اس کی مایوسی کی گہرائی کو عکس کر رہی تھیں۔ زمین پر گرا ہوا معراج، ویرانی کی تصویر تھا، اس کی سسکیاں رات کی ہوا میں غم کی گونج بن رہی تھیں۔ "میں آپ کے لیے جنت کے باغات کی خواہش کرتا ہوں،" وہ روتا رہا، اس کی آواز اس کے غم کی چادر میں ایک نازک دھاگہ تھی۔

۔۔

ہر سانس کے لیے جدوجہد کرتی ہوئی عفاف نے تھوڑا سا اٹھنے کی طاقت جمع کی، اس کی آنکھیں ایسے پھیل گئیں جیسے وہ آسمان سے کوئی غیر مرئی مخلوق کو اترتا دیکھ رہی ہو اس نے آہستہ آہستہ گردن نیچے کی جیسے اس کے سامنے کوئی ہو اس کی پتلیاں ساکت رہ گئیں

کانپتے ہونٹوں کے ساتھ، اس نے شہادت پڑھنا شروع کی

اشھد ان لا الہ الا اللہ وأشھد ان محمد اعبدہ ورسولہ،

اور آخر میں اس نے مختصر درود شریف پڑھا۔ ﷺ

،اس کی آواز ایک کانپتی ہوئی سرگوشی تھی جو الٰہی تک پہنچنے کی کوشش کر رہی تھی۔

جیسے جیسے عفاف کی سانسیں ختم ہو رہی تھیں معراج کو اپنا آپ قبر میں اترتا محسوس ہو رہا تھا۔

معراج کا اعتراف اس کی انسانیت کا دردناک اقرار تھا۔ "سانس سب سے قیمتی تحفہ ہے،" اس نے سرگوشی کی، "اور میں سمجھتا تھا کہ آپ میری سانس کی جوہر ہو۔ پھر بھی، آخر میں، ہر سانس صرف ہماری آخری روانگی کی طرف ایک قدم ہے۔"

جیسے ہی زہر کی گرفت مضبوط ہوئی، عفاف کی سانسیں مشکل ہو گئیں، اس کا جسم ناگزیر کے سامنے جھک گیا۔

غم میں ڈوبا ہوا معراج نے اسے قریب کھینچ لیا، اس کا گلے لگانا فانیت کی سرد گلے سے اسے بچانے کی ناکام کوشش تھی۔ اس کی چیخ، خام اور دور، ایک محبت کے لیے ماتم تھی جس نے اسے پاگلپن کی حد تک لے جایا تھا۔

عفاف نے ایک بار کہا تھا کہ اپنی محبت کو اس کے لیے ختم کرنا، جسے آپ حد سے بھر کر چاہتے ہوں، اسے چھوڑنا موت کے برابر ہے۔ اور موت کا درد کیسا ہوتا ہے؟ کہ ہزار کانٹوں پر جالی دار کپڑا ہو، اور اس کپڑے کو ایک حرکت سے کھینچ دیا جائے، جس سختی سے وہ کپڑا نکلتا ہے، اتنا ہی درد موت کا ہے۔

پھر سوچ لو، جو آپ کی زندگی ہو، جو آپ کی محبت ہو، اس کو اپنے ہاتھوں سے مارنا کتنا دلدوز ہو گا۔ عفاف نے گہرا سانس لیا اور پھر دوسرا سانس لینے کی اس میں ہمت پیدا نہ ہوئی

اور ساتھ ہی، اس کی سانس رک گئی۔ اس کا جسم ڈھلک گیا۔۔، اس کی روح زندگی کے درد کی بیڑیوں سے آزاد ہو گئی۔ معراج، اپنی محبوبہ کے خول کو تھامے ہوئے، اس کے پاس صرف اس کے عملوں کی گونج رہ گئی—ایک ایسا آدمی جو اپنی شدت کی وجہ سے ایک دانو میں بدل گیا تھا۔

====ΔΔΔΔΔ====

معراج کا غم ایک طوفان تھا، اس کی چیخیں مارگلہ کی پہاڑیوں پر گرجتی ہوئی بجلی تھیں، وادیوں اور جنگلات میں گونجتی ہوئی ایک ایسا غم جو خود ستاروں کو مدھم کر دیتا تھا۔ وہ عفاف کے بے جان جسم کو قریب رکھتا تھا،

محبت کھو جانے اور معصومیت کی خیانت کی ایک المناک تصویر۔ رات میں اس کی سسکیاں ہی سنائی دیتی تھیں، ایک دل دہلا دینے والی دھن جو ایک پھٹے ہوئے روح کی کہانی کہتی تھی۔

"میں نے ہماری محبت کی کہانی لکھنے کی کوشش کی،" وہ روتا ہوا بولا، اس کی آواز جذبات سے بھاری ہوئی، "ہر یاد کو ابدیت کے تختے پر کندہ کرنے کی۔ لیکن جب میں نے آخری الفاظ لکھے، تو مجھے احساس ہوا کہ سیاہی میرے دل کا خون تھی، جو اب ختم اور خشک ہو چکی تھی۔"۔

عفاف، جو کبھی زندہ دل اور زندگی سے بھرپور تھی، اب اس کی باہوں میں ساکت پڑی تھی، اس کی روح ایسے علاقوں میں فرار ہو چکی تھی جو اس کی پہنچ سے باہر تھی۔ معراج کا گلے لگانا کائنات سے ایک بے چین درخواست تھی، ایک خاموش دعا جو ناقابل تبدیل کو پلٹانے کی، اس چیز میں زندگی پھونکنے کی جو بجھ چکی تھی۔

اس کی آنکھیں، آنسوؤں سے سرخ اور سوجی ہوئی، آسمان کی طرف اٹھیں، جواب کی تلاش میں، ایک نشان کی، اس عذاب سے کسی راحت کی جو اسے کھا رہا تھا۔ "اے اللہ،" وہ چیخ اٹھا، اس کی آواز ایک کچا زخم تھا جو کائنات کی سرد بے پرواہی کے سامنے نمایاں تھا۔ "میں اپنی دنیا کا مخرب بن گیا ہوں، اپنی دل کی خواہش کا جلاد۔"

ان کے ارد گرد کا جنگل ان کے ساتھ یکجہتی میں ماتم کرتا معلوم ہوتا تھا، درخت ہلکے سے جھول رہے تھے جیسے ماتم کے رقص میں، ان کے پتے ہوا کو غم کے راز سرگوشی کر رہے تھے۔ چاند، جو نیچے ہونے والی المیہ کا خاموش گواہ تھا، منظر پر ایک نرم روشنی ڈال رہا تھا، معراج کے چہرے پر بہتے آنسوؤں کو روشن کرتا ہوا۔

وہ عفاف سے چمٹا ہوا تھا، اس کی چیخیں زور دار، زیادہ شدید ہوتی جا رہی تھیں، جیسے اس کے غم کی شدت ماضی کو پلٹ سکتی ہے، اس تقدیر کو مٹا سکتی ہے جس نے اس کی محبوبہ کو دعوی کیا تھا۔ "میں نے ہماری کہانی خوابوں سے بھرے قلم سے لکھی،" وہ ماتم کرتا رہا، "لیکن خواب، زندگی کے سفاک مذاق کا شکار ہو گیا۔"

آخر میں، معراج کی آواز صرف ایک سرگوشی تھی، ایک ہوا جو اس کے ساتھ ٹوٹے ہوئے امیدوں کی دھول لے کر آئی تھی۔ "مجھے معاف کر دیں، عفاف،" اس نے سرگوشی کی، اس کے الفاظ مشکل سے سنائی دیتے تھے۔ "آپ کو تھامنے کی کوشش میں، میں نے خود کو کھو دیا ہے۔"

اور وہاں، ایک بے پروا آسمان کی چھتری کے نیچے، معراج کی دنیا دھول میں بدل گئی، اس کی محبت کی کہانی آخری جلوہ کے ساتھ نہیں بلکہ ایک خاموشی کے ساتھ ختم ہوئی، جو کبھی بھی کسی الفاظ سے زیادہ بلند بول سکتی تھی۔۔۔۔

Δ•••••°•••••Δ

جنگل، جو کبھی سکون کی پناہ گاہ تھا، دھوکے اور غم کے مکروہ رقص کے لیے ایک منظر بن گیا تھا۔ معراج کی چیخیں، جو کبھی اس کے حلق میں محدود تھیں، اب ایک عذاب کی طوفان میں پھوٹ پڑیں، مارگلہ کی پہاڑیوں میں گونجتی ہوئی اور قدیم درختوں سے ٹکراتی ہوئی۔ اس کا غم ایک محسوس شے تھی، صافے کو مایوسی کے کفن میں لپیٹتی ہوئی۔۔

جب سیاہ زعیم آیا، تو اس کے قدموں کی نرم دھمک معراج کے دل کے درد کی لے کے ساتھ ایک سنجیدہ ڈھول کی تھاپ تھی۔ وہ ٹوٹے ہوئے آدمی کے پاس بیٹھ گیا، اس کی موجودگی اس لمحے کی سنگینی کی خاموش گواہی تھی۔ اس کا ہاتھ معراج کے کندھے پر دلاسہ بھی تھا اور بوجھ بھی، اس راستے کی مشترکہ تسلیمی جو وہ اب چلنے والے تھے۔

معراج کی نظر عفاف کے ساکت جسم پر ٹھہری، جس کی کبھی زندہ دل روح اب بجھ چکی تھی۔ کانپتے ہاتھ سے، اس نے ان آنسوؤں کو صاف کیا جو اس کی نظر کو دھندلا رہے تھے، ہر ایک محبت اور زندگی کے کھو جانے کی گواہی تھا۔ نرمی اور عقیدت سے، اس نے اسے نیچے لٹایا، اس کا جسم ایک نازک برتن تھا جو اب اس روح سے خالی تھا جو کبھی اس میں بسی تھی۔

جبرائیل کی طرف مڑتے ہوئے، معراج کی آنکھیں ایک غضب کے ساتھ جل اٹھیں جو اس کے اندرونی اضطراب کو جھٹلاتی تھیں۔ "تو،" اس نے سرسراہٹ کے ساتھ کہا، وہ لفظ ایک زہریلا تیر تھا جو بے ہوش آدمی کی طرف نشانہ بنایا گیا تھا۔ "تو اس برائی کی جڑ ہے تو ہماری خوشیوں کا سانپ ہے تو شیطان ہے۔" اس

کی آواز ایک دھاڑ میں بڑھ گئی، ایک ابتدائی آواز جو جنگل کی بنیادوں کو ہلا دینے والی لگتی تھی۔ ”اگر عفاف مر گئی ہیں تو تو کیسے خوش رہے گا تو دیکھ کہ میں تیرے ساتھ کیا کرتا ہوں رسک ٹیکر کہتا ہے نا تو خود کو تیری میں وہ حالت کروں گا کہ تجھے تیری پیدائش پر افسوس ہو گا“

ایک سنگین عزم کے ساتھ، معراج اور سیاہ زعیم نے اپنا تاریک ڈراما انجام دیا۔

معراج نے عفاف کے دونوں بغلوں کے اندر سے اپنے ہاتھ گزار کر اسکو کھڑا کیا۔۔وہ جو ان کے مروڑے ہوئے کھیل میں ایک کٹھپتلی، تھی اب اس کا بے جان روپ اس زندہ دل عورت کے مقابلے میں ایک تیز تضاد تھا جو وہ کبھی تھی۔ پھر سیاہ زعیم جبرائیل کی طرف مڑا، اسے ایک آسانی سے اٹھایا جو غیر معمولی طاقت کی بات کرتی تھی۔

سیاہ زعیم کے دستانے والے ہاتھ بہت محتاط تھے جب انہوں نے چاقو کو جبرائیل کی گرفت میں رکھا، اسے عفاف پر سطحی زخم لگانے کے لیے رہنمائی کی۔ عفاف کی پوشاک کا کپڑا، جو کبھی خالص سفید تھا، اب ایک سرخ داغ کے ساتھ کھل گیا، ان کے بنائے ہوئے ایک بھدے پھول کی طرح۔

معراج ایسے پیچھے ہٹا جیسے اسے ضرب لگی ہو، اس کا دل اس منظر کے خلاف بغاوت کر رہا تھا جو انہوں نے تیار کیا تھا۔ "اب اور نہیں،" اس نے التجا کی، اس کی آواز ایک پھٹی ہوئی سرگوشی تھی۔ "یہ بے حرمتی... یہ بہت زیادہ ہے۔" لیکن کام ہو چکا تھا، المیہ کے لیے منظر تیار تھا جو ایک بے گناہ آدمی کی طرف اشارہ کرتا تھا۔۔۔۔۔

معراج نے عفاف کو ایسے گرایا جیسے وہ خنجر کے وار کے جھٹکے سے نیچے گری ہو زمین پر اس کا بے جان جسم تھا اس کا پیٹ خون سے لت پت تھا لال مائع سفیدی کو رنگ چکا تھا اور معراج کی نظر عفاف کو لگ چکی تھی وہ جو اس کو لال لباس میں خوبصورت لگتی تھی آج نہ جانے کیوں اس لال رنگ میں رنگی وہ اسے اچھی نہیں لگ رہی تھی جیسے جیسے عفاف کا خون رس رہا تھا معراج کو اپنا دل خون سے خالی ہوتا محسوس ہو رہا تھا

جب سیاہ زعیم نے جبرائیل کو لٹایا، چاقو اس کے ہاتھ کے پاس۔ چھوڑ دیا۔ جنگل نے اپنی سانس روک لی۔ تصویر مکمل تھی،

جو ایک شیطانی شاہکار تھا جو دھوکہ دینے کے لیے ڈیزائن کیا گیا تھا۔ فنگر پرنٹس خنجر پر آچکے تھے۔۔ معراج کی عفاف کو آخری نظر اذیت سے بھری ہوئی تھی، اس کا خون ایک کرمزی دریا تھا جو اس کے اپنے ہاتھوں سے بہہ رہا تھا۔

۔۔۔ سیاہ زعیم نے معراج کے کندھے کو۔ تھپکا اور اس کا ہاتھ تھامے پیچھے ہونے لگا معراج اسی طرح عفاف کے جسم کو دیکھ رہا تھا اور سیاہ زعیم اسے پیچھے لے جاتا جا رہا تھا۔

معراج کی آنکھوں میں عفاف کا بے جان عکس رہ گیا۔

۔اور وہ اس وقت پورا مر گیا۔۔۔ اب صرف ایک کھوکھلا جسم تھا جس کی کچھ وقت کی سانسیں تھیں۔۔۔

سیاہ زعیم اور معراج رات کے اندھیرے میں غائب ہو گئے، ان کی شبیہیں درختوں کے اندھیرے میں نگل لی گئیں۔ صافہ ایک بار پھر خاموش تھا، صرف پتوں کی ہلکی سرسراہٹ اور دور، اداس الو کی آواز کے علاوہ۔ چاند، ایک خاموش پہریدار، اپنی ہلکی چمک سے منظر پر پڑتا تھا، ایک ایسی محبت کی المیہ کو روشن کرتا جو سرگوشی کے ساتھ نہیں بلکہ ایک چیخ کے ساتھ ختم ہوئی تھی۔۔۔۔۔۔!!!!!!

•••°•••

مارگلہ کے جنگل کی سائے دار بانہوں میں، جبرائیل کی شعور نے کروٹ لی، اس کی آنکھیں تاریکی اور گھبراہٹ سے دھندلائی دنیا میں کھلیں۔ اس کے اوپر بلند درختوں کے سائے آسمان کی رات میں ضم ہوتے معلوم ہوتے تھے، ایک چکرا دینے والی چھتری بناتے جو چاند کی بھوتیا روشنی میں گھوم رہی تھی۔ ہوا مٹی اور پتوں کی خوشبو سے بھاری تھی، رات میں الو کی آواز اس کی الجھن کے پس منظر میں دور تھیں۔

جب وہ اٹھنے کی کوشش کرتا، چکر آنے کی لہر اس پر چھا گئی، اس کے اعضاء کمزور اور غیر مستحکم محسوس ہوتے۔ اس نے اپنی ہتھیلیوں کو سرد، نم زمین پر مارا، ایک کراہ کے ساتھ خود کو اوپر دھکیلا۔ اس کا سر بھاری تھا، جیسے سیسے سے بھرا ہوا، اور اس نے اپنی نظر کو صاف کرنے اور اپنے خیالات کو الجھانے والی دھند کو دور کرنے کی کوشش میں اسے زور سے ہلایا۔

جب اس کی نظر اس کے سامنے بے حرکت پڑی سفید لباس میں موجود شخصیت پر پڑی، تو ایک خوفناک احساس اس پر طلوع ہوا۔ وہ عفاف تھی، اس کی پیاری دوست، اس کی محبت، اب ایک بے جان ہستی جو

رات کی آغوش میں چھپی ہوئی تھی۔ اس کا جسم ساکت تھا، بہت زیادہ ساکت، اور اس کے ارد گرد گہرے خون کا تالاب بن گیا تھا، چاند کی روشنی میں تقریباً کالا کرمزی مائع۔

جبرائیل کے ہاتھ کانپ رہے تھے جب، اس کی انگلیاں اس کے بغل میں پڑی سرد فولاد کی خنجر کو چھو رہی تھیں۔ بلیڈ خون سے داغدار تھا، ایک خاموش گواہی جو تشدد کی گئی تھی۔ اس کا دماغ انکار میں چکرا رہا تھا، یہ قبول کرنے سے انکار کرتا کہ وہ ایسے عمل کے لیے ذمہ دار ہو سکتا ہے

وہ اپنے پاؤں پر لڑکھڑاتا ہوا اٹھا، ہر قدم خوف اور عدم یقین سے بھاری۔ اس کے ہاتھ بے اختیار اپنے چہرے کی طرف بڑھے، پسینے اور آنسوؤں کو صاف کرتے جو مٹی کے ساتھ مل گئے تھے۔ اس کی آنکھوں میں دھند چھٹ گئی، لیکن اس کے دماغ میں دھند برقرار رہی، خوف اور عدم یقین کا میازما جو اس کے ہر خیال کو دھندلا دیتا تھا۔

اس کے پیچھے قدموں کی اچانک کرچ کی آواز نے جبرائیل کو گھومنے پر مجبور کیا، اس کا دل اس کے سینے میں دھڑک رہا تھا۔ ایک لکڑہارا، ان پہاڑیوں میں ایک واقف شخصیت، جمی ہوئی، اس کی آنکھیں اس کے سامنے خوفناک منظر پر حیرت سے وسیع۔ ایک لمحے کے لیے، انہوں نے آنکھیں ملالیں، خوف اور الجھن کا خاموش تبادلہ ان کے درمیان ہوا۔

پھر، دہشت کے جھٹکے کے ساتھ، لکڑہارا مڑا اور بھاگ گیا، اس کی پسپائی جبرائیل کے ہاتھ میں خنجر کی نظر سے تیز ہوئی۔ جبرائیل کا منہ ایک خاموش التجا میں کھلا، لیکن کوئی الفاظ نہیں نکلے۔ وہ پھر سے اکیلا تھا، صرف اس کی اپنی بے ترتیب سانس لینے کی آواز اور دور پولیس کی

سائرن کی آوازیں جو ہوا میں بھرنے لگیں۔

ایک مکروہ کھیل کے لیے ایک منظر بن گیا تھا، جس میں جبرائیل انجانے میں مرکزی کردار تھا۔ درخت اس المیہ کے خاموش گواہ کھڑے تھے، ان کی شاخیں گویا غم میں نرمی سے جھول رہی تھیں۔

جبرائیل کا چہرہ حیرت اور غم کا ماسک تھا، اس کی آنکھیں وسیع اور بے بصر جب وہ اپنے ہاتھ میں خنجر کو دیکھ رہا تھا۔ اس کا جسم خود بخود حرکت کر رہا تھا، اس کے ہاتھ کانپ رہے تھے جب اس نے ہتھیار کو گرا دیا، گویا وہ ایک سانپ تھا جس نے اسے کاٹ لیا تھا۔

رات کی ہوا چیڑ کی خوشبو اور ان کہی سوالات سے بھاری تھی جو توازن میں لٹک رہے تھے۔ مارگلہ کی پہاڑیاں، اپنی شاداب سبزی اور قدیم چٹانوں کے ساتھ، بے شمار صبحوں کی گواہ رہی ہیں۔ لیکن اس رات، وہ خاموش کھڑی تھیں، تاریکی کے رازوں کو سنبھالے ہوئے، اس سچائی کو جو ان کی چوکس نظروں کے نیچے وقوع پذیر ہوئی تھی—ایک سچائی جس کی جبرائیل شدت سے تلاش کر رہا تھا لیکن اسے انکشاف کرنے سے ڈر رہا تھا۔

°Δ•Δ•Δ°

امروز

تفتیش کے کمرے میں ہلکی روشنی میں، کشیدگی محسوس کی جا سکتی تھی۔ ماہر، جس نے اپنے ہاتھ اپنے سینے پر باندھ رکھے تھے، جبرائیل کے بیان کو غور سے سن رہا تھا، اس کی پیشانی پر شکنیں پڑی ہوئی تھیں۔

یوسف، جو اپنی بے چینی کو روک نہیں پا رہا تھا، آگے پیچھے چل رہا تھا، اس کے جبڑے کی مسلیں کھنچتی اور ڈھیلی ہوتی جا رہی تھیں جب وہ معلومات کو پروسیس کر رہا تھا۔

ابرش کا رنگ اس کے چہرے سے نکلتا محسوس ہوا جب وہ جبرائیل کو دیکھ رہی تھی، اس کے ہاتھ ایک خاموش اضطراب کی نمائش میں ایک دوسرے کو مسل رہے تھے۔

ماہر، اس کشیدہ اجتماع کا ثالث، آگے کو جھکا، اس کی کہنیاں میز پر ٹکی ہوئی تھیں، اس کی انگلیاں ایک دوسرے میں پھنسی ہوئی تھیں جب وہ ایک پر سکون لیکن بااختیار لہجے میں بول رہا تھا۔

تو آپ کہہ رہے ہیں کہ آپ کے کزن معراج نے عفاف کو دھمکی دی تھی، پھر آپ اس سے مقابلہ کرنے جا رہے تھے، پھر آپ کو ایک کال آئی، آپ نے اس کا جواب دیا، اور وہ ایک اے- آئی جنریٹڈ کال تھی،

مطلب آپ کا موبائل فون ہیک ہو گیا تھا،" ماہر نے خلاصہ کیا، اس کی نظریں کبھی بھی جبرائیل کے چہرے سے نہیں ہٹیں۔

جبرائیل، جس کا رویہ اپنی مشکل کے وزن سے سخت تھا، سنجیدگی سے سر ہلا کر اتفاق کیا۔ ماہر سیدھا ہوا، اس کے ہاتھ میز پر چپٹے ہوئے جیسے وہ خود کو آنے والے انکشافات کے لیے تیار کر رہا ہو۔

یوسف، جو اپنے شک کو روک نہیں پا رہا تھا، تیزی سے بول پڑا،

تم معراج کو الزام دے رہے ہو دوبارہ اتنی نفرت جبرائیل وہ تمہارا بھائی ہے بھائی سے کون نفرت کرتا ہے۔ ؟"۔

اس کی آواز میں عدم یقین اور غصے کا ملا جلا لہجہ تھا۔ جبرائیل نے اس کی طرف مڑ کر دیکھا، اس کی آنکھیں سنجیدگی سے وسیع، "میں قسم کھاتا ہوں کہ ایسا نہیں ہے، میں معراج کو الزام نہیں دے رہا۔

ماہر نے بات کے درمیان عمل دخل کیا" جہاں تک بھائی کی بات ہے یوسف صاحب تو آپ کا نام جس پیغمبر کے نام پر رکھا گیا تھا ان پیغمبر کے

بھائیوں نے انکو کنویں میں پھینکا تھا۔ دنیا کا پہلا ۔۔ قتل بھی ایک بھائی نے کیا تھا۔ آج کا بھی یہ ہی دور ہے سر۔"۔

یوسف کا چہرہ تمسخر کے ایک اظہار میں بدل گیا، اس کے ہونٹ ایک کڑوی مسکراہٹ میں ابل پڑے۔

ماہر، جو ہمیشہ عقل کی آواز رہا ہے، یوسف کے شکوک کو مخاطب کیا، اور دوبارہ بولا۔۔ ”آپ کیوں یقین نہیں کر رہے کہ معراج قاتل نہیں ہو سکتا۔؟

کیونکہ میراج عفاف سے محبت کرتا ہے، وہ ایسا نہیں کر سکتا،“ یوسف نے جواب دیا، اس کا رویہ دفاعی، اس کے بازو اس کے سینے پر بند ہو گئے جیسے وہ خود کو سچائی سے بچا رہا ہو۔

ابرش، جو اس تبادلے کو شکنیں پڑی ہوئی پیشانی سے دیکھ رہی تھی اس نے یوسف کی طرف جھٹکے سے دیکھا، اس کے چہرے کا رنگ اڑ گیا تو اس پر اب یہ راز طشت از بام ہوا کہ جسے وہ محبت کرتی تھی وہ اس کی بہن سے محبت کرتا تھا۔ یوسف نے ابرش کی نظر پکڑی، ایک لمحے کے لیے رکی، پھر نظر ہٹالی، اس کی بے چینی واضح تھی۔

مہمت، جو اب تک خاموش تھا، ابرش کو ایک کڑوی مسکراہٹ دی، ان کی صورتحال کی پیچیدگی کی خاموش تسلیمی۔ ابرش، سیدھی ہوئی اور اپنی توجہ دوبارہ ماہر کے جانب مرکوز کی۔۔ جب ماہر نے جاری رکھا، ”کبھی کبھی گلاب کے ساتھ کانٹے بھی ہوتے ہیں، یوسف صاحب۔

آپ معراج کی ایک طرف دیکھ رہے ہیں۔ دوسری طرف بھی دیکھیں، کہ وہ ماضی میں کس طرح تشدد پر اتر آیا تھا کیسے اس نے پنڈی سے واپسی پر ان۔ غنڈوں کو۔ قتل کیا تھا یہاں تک کہ ایک شخص کا منہ درخت کی لکڑی کے اندر ڈال دیا تھا بچپن میں کیسے اس نے کلاس میں ان تین لڑکوں کو مارا تھا آپ کا بھتیجا ذہنی مریض ہے“۔

۔ذہنی مریض پر کسی کی توجہ نہ گئی وہ بس ماہر کی معلومات سے حیران تھے۔۔

ابرش، ماہر کی معلومات سے حیران،، "آپ کو کیسے معلوم؟" ماہر نے صرف مسکرا کر کندھے اچکائے، "ماہر سب جانتا ہے"۔"

یہ انکشاف کمرے میں لہریں بھیج گیا۔ جبرائیل کا چہرہ زرد پڑ گیا، مہت کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں، اور یہاں تک کہ سکندر اور چنگیز، جو سنجیدہ کھڑے تھے، بے چینی سے ہل گئے۔

سکندر، جس کی آواز غیر یقینی تھی، خاموشی توڑی، "قتل کیا تھا؟" یوسف، جس کی نظر سکندر پر جمی ہوئی تھی، جواب دیا، "ابرش کو بچانے کے لیے۔"

یہ تاثر میں بھاری پڑ گیا، اور سکندر کی آنکھیں تنگ ہو گئیں، "اور تم نے ہم سے جھوٹ بولا۔

یوسف، جس کی پیٹھ سیدھی ہو گئی، باغیانہ انداز میں جواب دیا، "تو میں اور کیا کرتا؟ تم لوگ ہمیشہ اس کی برائی کرتے ہو۔ میں نے تمہیں اس کے

۔فیصلے سے بچانے کے لیے نہیں بتایا۔ پچھلی بار بھی کیا ہوا تھا جب اس نے کلاس کے لڑکے کو کلاس سے باہر پھینکا تھا تم نے اسکو دو ہفتوں تک سٹور میں، بند رکھا تھا اسکو تم نے ہنٹر مارے تھے۔۔ اور میں کیا کرتا تم لوگوں نے مجھے مجبور کیا تھا جھوٹ بولنے پر تمہارے رویوں نے یہ سب کرنے پر مجھے مجبور کیا تھا۔"۔۔

ماہر ــــ جو کہ ایک ماہر تھا ــــ نے اپنا گلا صاف کیا، کمرے کی توجہ دوبارہ اپنی طرف مبذول کروائی، "ٹھیک ہے، اب میں اس کیس کی تہہ تک پہنچوں گا اور سچائی کو باہر لاؤں گا۔ اگر سب کے پیچھے معراج ہے یا کوئی اور اسکو اس کی سزا ملے گی عفاف کو انصاف ملے گا۔"۔۔

ابرش، بات چیت کے وزن سے مغلوب، اپنے ہاتھوں میں اپنا سر گرا دیا، اپنی سانس کے نیچے ایک دعا پڑھتے ہوئے۔ ماہر نے ابرش کو دیکھا، اس کے چہرے کے تاثرات بدلے جیسے کوئی بات یاد آئی ہو وہ اپنی کرسی میں پیچھے کو جھکا، لکڑی کی کریک خاموش کمرے میں گونج اٹھی اس نے مہمت کو دیکھا۔۔، "مہمت صاحب آپ اپنا بتایئے آپ مارگلہ ہلز پر دیر سے کیوں پہنچے؟

مہمت، جس پر ماہر کا سوال تھا، محسوس کیا کہ کمرے کی تمام نظریں اس پر ہیں، ایک جانچ کی روشنی جس سے وہ بچ نہیں سکتا تھا۔ بلب اوپر جھلملا رہا تھا، کمرے میں جمع لوگوں کے چہروں پر لمبے سائے ڈال رہا تھا، ہر ایک شک، خوف، اور سچائی کو انکشاف کرنے کے عزم سے کھدی ہوئی تھی۔

...°°°.....°°°

سابقہ منظر کی بازگشت

مہمت پیٹرول پمپ پر بے چینی سے کھڑا تھا، اس کی شبیہہ پیٹرول پمپ کی روشن بتیوں کے خلاف تیزی سے نمایاں ہو رہی تھی۔

پنکچر ٹائر اس کے پاس پڑا تھا، اس کے فوری سفر میں تاخیر کی یاد دہانی کراتا ہوا۔

پیٹرول پمپ رات کے اندھیرے میں روشنی کا ایک جزیرہ تھا، کبھی کبھار گاڑیوں کی ہیڈلائٹس سڑک پر تیزی سے گزرتی تھیں، ان کی حرکت اس کے بے چین انتظار کے کنارے پر دھندلی ہوتی جارہی تھی۔

اس کا موبائل فون خاموشی کو توڑتا ہوا، اس کی گھنٹی دور دراز انجنوں کی گونج کو چیرتی تھی۔ مہمت کا ہاتھ جیب کی طرف تیزی سے بڑھا، آلہ کو ایک تیز، مشق شدہ حرکت میں نکالتا ہوا۔ "ہیلو، ابرش،" اس نے جواب دیا، اس کی آواز میں فکر محسوس ہوتی تھی۔ "کیا ہوا؟ تم پریشان کیوں ہو؟" سوالات ایک کے بعد ایک نکلتے گئے، اس کی پیشانی پر شکنیں پڑتی گئیں جب وہ دوسرے سرے پر آواز کو سن رہا تھا۔

دور ایک کار نے ہارن بجایا، ایک عارضی توجہ ہٹانے والا اس نے میکینک کی طرف دیکھا، جو پہیے پر جھکا ہوا تھا، اس کی حرکتیں منظم اور مرکوز تھیں۔ "اوکے، میں جارہا ہوں، اوکے،"

مہمت نے جلدی سے جواب دیا، الفاظ اس کے دھڑکتے دل کی رفتار سے مشکل سے برابر ہو رہے تھے۔

اس نے کال کو کلک کے ساتھ ختم کیا اور میکینک کی طرف تیز اور مقصدی قدموں سے چل پڑا۔ "بھائی، جان یرہ کتنا وقت لگے گا؟" اس نے پوچھا، اس کے ہاتھ ٹائر کی طرف جلدی کی خاموش التجا کرتے ہوئے۔ میکینک، مہمت کی آواز میں فوریت کو محسوس کرتے ہوئے، اوپر دیکھا اور اپنی پیشانی کو ہاتھ کے

پچھلے حصے سے پونچھا۔ "جی سر، کچھ وقت لگے گا،" اس نے جواب دیا، اس کا لہجہ معذرت خواہانہ لیکن مضبوط تھا۔

مہمت کا ہاتھ اپنے بالوں میں فرسٹریشن کے اشارے میں چلا گیا، اس کی نظر ٹائر پر ٹکی ہوئی جیسے وہ چاہتا تھا کہ وہ خود ہی ٹھیک ہو جائے۔ پیٹرول پمپ کی فلوریسنٹ بتیاں اوپر گونج رہی تھیں، سخت سائے ڈال رہی تھیں جو مہمت کے چہرے پر کھیل رہے تھے، اس کی خصوصیات میں کھدی ہوئی فکر کو نمایاں کرتے ہوئے۔ اس نے گہری سانس لی، اس بے چینی کو دبانے کی کوشش کی جو اسے غلبہ کرنے کی دھمکی دے رہی تھی، جب وہ میکینک کے کام ختم کرنے کا انتظار کر رہا تھا۔

.....°°°.....

مہمت کی مارگلہ ہلز پر آمد کا استقبال پولیس کی سائرن کی چبھتی ہوئی آواز نے کیا، جو اس کی توقع کی خاموشی کے برعکس تھا۔ چمکتی ہوئی روشنیاں اندھیرے کو چیرتی ہوئی، سڑک کو سرخ اور نیلے رنگ کی متبادل شیڈز میں رنگ رہی تھیں۔

فوریت کے احساس کے ساتھ، مہمت نے اپنی کار کو چھوڑ دیا اور جنگل میں چھلانگ لگا دی، جھاڑیاں اس کے جلدی قدموں کے نیچے کرچ کرچ کر رہی تھیں۔

اس کے سامنے جو منظر کھلا وہ افراتفری اور مایوسی کا تھا۔

اس کے قدم لڑکھڑا گئے، جیسے زمین خود اس خوف سے پیچھے ہٹ رہی ہو۔

وہاں، ایک چھوٹی سی جگہ میں، عفاف کی لاش پڑی تھی، ساکت اور بے جان۔ یہ منظر مہمت پر جسمانی ضرب کی طرح لگا، اس کی سانس اس کے گلے میں اٹک گئی، اس کی آنکھیں حیرت اور عدم یقین کے ملاپ میں پھیل گئیں۔

اس کے ہونٹوں سے ایک سسکی نکلی، جو جنگل کی رات کی زندگی اور دور کی سائرن کی آوازوں کے شور میں کھو گئی۔

معائنہ کاروں نے علاقے کو گھیر لیا، ان کی حرکتیں درست اور سوچ سمجھ کر تھیں۔ جبرائیل، جس کی کلائیوں میں ہتھکڑیاں بندھی ہوئی تھیں، سر جھکائے کھڑا تھا، شکست اور الجھن کی تصویر بنا ہوا۔ معائنہ کاروں کی ٹارچیں عفاف کی لاش پر پھیری گئیں، لمبے، منحوس سائے ڈالتی ہوئیں جو مہمت کی طرف بڑھتے محسوس ہوتے تھے۔

جب وہ اس تاریک تصویر کو دیکھ رہا تھا، مہمت کے ہاتھ اس کی طرفوں پر مٹھیوں میں بندھ گئے، اس کی مٹھیوں کی نوکیں اس کی گرفت کی شدت سے سفید ہو گئیں۔ اس کا جبڑا سیٹ تھا، اس کے چہرے کی ایک طرف میں مسل بڑبڑا رہی تھی جب وہ اپنے سامنے کی حقیقت کو سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ جنگل، جو کبھی قدرتی سکون کی جگہ تھا، اب المیے کی آوازوں سے گونج رہا تھا—پتوں کی سرسراہٹ، پاؤں کے نیچے ٹہنیوں کی چٹخنے کی آواز، اور منظر کی تفصیلات پر بحث کرتی ہوئی آوازوں کی ہلکی سرگوشی۔

چاند آسمان میں نیچے لٹکا ہوا تھا، اس کی روشنی پتوں کی چھتری سے چھن کر آ رہی تھی، جگہ کو ایک زرد روشنی میں ڈھال رہی تھی۔ ہوا میں چیڑ کی خوشبو اور جنگل کی زمین کی مٹی کی خوشبو بھاری تھی، جو اب خون کی دھاتی ذائقے سے آلودہ تھی۔

مہمت کی نظر معائنہ کاروں پر، جبرائیل پر، اور پھر عفاف پر ٹکی رہی۔

دنیا اس کے محور پر جھکتی محسوس ہوئی، حقیقت میں تبدیلی آ رہی تھی جب وہ اس خواب کو سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا جو مارگلہ ہلز کے پرامن ماحول میں گھس آیا تھا۔

اس کا دل اس کے سینے میں تیزی سے دھڑک رہا تھا، ایک تیز رفتار دھڑکن جو اس کے خیالات کی افراتفری کی عکاسی کر رہی تھی۔ اس لمحے میں، جنگل اب پناہ گاہ نہیں رہا بلکہ ایک المیے کا منظر بن گیا تھا جو ابھی مکمل طور پر نہیں کھلا تھا۔

....°°°....

تفتیش کے کمرے میں ہلکی روشنی میں، ماہر جذبات کے طوفان کے درمیان سکون کا مرکز تھا۔

وہ مہمت کی بات کو غور سے سن رہا تھا، جو ایک مایوسی کے ساتھ کھڑا تھا، اس کی نگاہوں میں پچھتاوے کا بوجھ صاف نظر آ رہا تھا۔ "یہ صرف ایک غلطی تھی، میں دیر سے آیا۔ اگر میں وقت پر پہنچ جاتا، تو شاید میں قاتل کو پہچان لیتا۔ اسکو پکڑ سکتا،

مہمت نے کہا، اس کی آواز غم سے بھاری تھی۔

جب وہ جبرائیل کی طرف دیکھ رہا تھا، تو اس کی آنکھوں میں آنسوؤں کی جھلک دیکھی جا سکتی تھی، جو ہلکی روشنی میں عکس بن رہے تھے۔ جبرائیل،، نے مہمت کو ایک چھوٹی، حوصلہ افزائی کرنے والی مسکراہٹ دی، ایک خاموش پیغام جو اس مایوس کن صورتحال میں امید کی کرن تھی۔

مہمت، جبرائیل کی اس حرکت سے حوصلہ پا کر، تھوڑا سیدھا ہوا۔ "ٹھیک ہے، جو بھی قاتل ہے، ہم اسے انشاء اللہ تلاش کر لیں گے،" اس نے اعلان کیا، اس کی آواز میں طاقت آ رہی تھی۔

"انشاء اللہ،" ماہر نے جواب دیا، سنجیدگی سے سر ہلا کر، اس کے ہاتھ ایک عزم کے اشارے میں بندھے ہوئے تھے۔

پھر چنگیز، جو اب تک خاموش تھا، بولنا شروع کیا۔ اس کی آواز مضبوط تھی، توجہ مانگ رہی تھی۔ "اس کی کل عدالت میں پیشی ہے، اس کے لیے کونسے ثبوت پیش کریں گے ہم ؟" سوال ہوا میں لٹک گیا، ماہر کی طرف سے، جو سوچ بچار کرتے ہوئے رک گیا، اس کے ہونٹ بند ہو گئے جیسے وہ ہر ممکن نتیجہ کا وزن کر رہا ہو۔

ماہر کے جواب دینے سے پہلے، کمرے کا دروازہ فوریت کے احساس کے ساتھ کھلا۔ فرش پر ہیلز کی کلک کی آواز گونج اٹھی، جو ایک نئے شخص کی آمد کا اعلان کر رہی تھی۔ وہ اعتماد کے ساتھ کمرے میں داخل ہوئی،

اس کا پیشہ ورانہ لباس—ایک جوڑی ڈریس پینٹ اور ایک کالی شرٹ، جو ٹاپ کوٹ سے خوبصورتی سے مکمل ہو رہی تھی—اس کے کردار اور اختیار کی کہانی سنا رہی تھی۔

اس کی موجودگی قابل توجہ تھی، اس کے ناخن خوبصورتی سے تراشے ہوئے، سرمائی آنکھیں تیز اور مشاہدہ کرنے والی، لمبی پلکوں سے فریم کی گئیں۔ اس کے بال، ایک زندہ دار سرخ رنگ کے، اس کے کندھوں کے گرد گھنگھریالے گر رہے تھے، کمرے کے بے جان ماحول کے برعکس۔ اس کے چہرے کی خصوصیات تیز تھیں، اس کے ہونٹ بولڈ سرخ، اور اس کی لمبی گردن پر باریک چین تھی جو روشنی میں چمک رہی تھی۔

اس کی انگلی پر انگوٹھی سجی ہوئی تھی، اس کے کانوں میں کالے ٹاپس تھے، اور اس کی کلائی پر ایک گھڑی بندھی ہوئی تھی—ایک مکمل پیشہ ورانہ تصویر۔

جب وہ اندر آئی، تو کمرے میں ہر نظر اس کی طرف متوجہ ہو گئی، اس کی حکمرانی کی موجودگی کی طرف کھینچی گئی۔

وہ ، ایک غیر ملکی، تھی اور اس کی آمد نے جبرائیل کی دنیا کو الٹ پلٹ کر دیا۔

اس کی آنکھیں حیرت اور پہچان کے ملاپ سے وسیع ہو گئیں۔

سکندر نے خاموشی توڑی، نئے آنے والی کی طرف مسکرا کر کہا

مریم سب کچھ سنبھال لیں گیں"۔

اس کی آواز میں راحت اور احترام کا لہجہ تھا۔

مریم،، نے اپنی مسکراہٹ سے جواب دیا، اعتماد اور تسلی بخش۔ "میں سب کچھ سنبھال لوں گی، اس لیے تو میں یہاں آئی ہوں" غیر ملکی لڑکی کی اردو کچھ نازک تھی مگر سمجھ آ رہی تھی۔ اس نے تصدیق کی، اس کی آواز میں صلاحیت اور عزم کا وعدہ تھا۔

کمرہ، جو پہلے مایوسی سے بھاری تھا، اب ایک نئی توانائی سے چارج محسوس ہو رہا تھا، ایک احساس کے ساتھ کہ مریم کی آمد کے ساتھ، سچائی اور انصاف کی راہ جلد ہی روشن ہو جائے گی۔

.....

سابقہ منظر

معراج کے اپارٹمنٹ کے

کمرے کی دبیز تاریکی میں، معراج تنہا زمین پر بیٹھا تھا، اس کے گرد کا اندھیرا اس کی روح کے عذاب کی محض ایک پرچھائی تھی۔

روشنی صرف اس کے سامنے کے چولہے سے آ رہی تھی، جس کی لپٹیں اس کے دل میں امید کی آخری باقیات کی طرح ٹمٹما رہی تھیں۔

جلتے ہوئے گوشت کی تیز بو سڑاند کی بدبو کے ساتھ مل کر، اس زندگی کی یاد دہانی کرا رہی تھی جسے اس نے ختم کر دیا تھا۔

بڑی کانچ کی کھڑکی سے نظر آتے ، اسلام آباد کے شاندار پہاڑ خاموش اور بے تفاوت کھڑے تھے، اندر ہونے والی بوالی انسانی المیے سے بے نیاز۔

معراج کا ہاتھ چولہے کے اوپر معلق تھا، گرمی اس کی ہتھیلی کو جلا رہی تھی، جلد چھالے بن کر اتر رہی تھی۔ پھر بھی یہ جسمانی اذیت عفاف کے نقصان کے ناقابل برداشت درد کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں تھی، ایک درد جو اسے شعلوں سے کہیں زیادہ جلا رہا تھا۔

اس کی آنکھیں، رونے سے سرخ اور سوجی ہوئی، ایک شخص کی عکاسی کر رہی تھیں جو غم اور قصور کی وجہ سے ٹوٹ چکا تھا۔ آنسوؤں نے اس کے گالوں پر راستے بنا دیے تھے، جو اب خشک اور کھچے ہوئے اس کی جلد پر تھے۔ کمرہ اس کی محنتی سانسوں کی آواز سے گونج رہا تھا، ہر سانس لینا ایک جدوجہد، ہر سانس چھوڑنا غم کی رہائی۔

کانپتے ہاتھ سے، اس نے اپنی ہتھیلی کے جلے ہوئے گوشت کو چھوا، اپنے ہاتھوں کے لیے خود ساختہ سزا جو کبھی عفاف کو محبت سے تھامتے تھے، اب اس کے خون سے داغدار تھے۔ "حسد ایک منفی جذبہ اس لیے نہیں کہ یہ دوسروں کو نقصان پہنچاتا ہے بلکہ اس لیے کہ یہ

اس

شخص کو خود تباہی کی طرف لے جاتا،" اس نے خالی کمرے میں سرگوشی کی۔ "میں نے بھی خود پر زیادتی کی ہے؛ میں نے اپنے دل کی دھڑکنوں کو اپنی مٹھیوں میں بھینچ لیا ہے۔ میں نے اپنی محبت کو ابدیت تک کا انتظار بنا دیا ہے۔۔"۔

کمرہ خاموش رہا، صرف آگ کی چٹخنے اور ایک شخص کی ہلکی سسکیوں کی آواز تھی جو اپنی خود ساختہ گہرائی کا سامنا کر رہا تھا۔

باہر پہاڑ اس کے درد کے خاموش گواہ کھڑے تھے، ان کی چوٹیاں آسمان کو چھو رہی تھیں، ناقابل رسائی اور سرد، بالکل اس امن کی طرح جس کے لیے معراج ترستا تھا لیکن اب وہ اسے حاصل نہیں کر سکتا تھا۔

عذاب مسلسل جاری رہا۔ اس کے سامنے کا چولہا منحوسیت سے جل رہا تھا، اس کی عذاب کی مشعل۔ اس کا ہاتھ، شعلے کے خطرناک قریب آرام کر رہا تھا، اس کی خود ساختہ توبہ کے نشانات سے داغدار، جلد چھالوں سے بھر چکی تھی اور کچی ہو چکی تھی، پھر بھی جسمانی درد اس کی روح کو تڑپانے والے کرب کے مقابلے میں ماند پڑ گیا تھا۔

آنسو اس کے چہرے پر بہہ رہے تھے، اس غم کی خاموش گواہی جو اسے کھا رہا تھا۔ "میں نے آپ کو اپنے آپ سے دور کیا، آپ کی وجہ سے،" وہ اپنے آنسوؤں کے ذریعے سرگوشی کر رہا تھا، الفاظ اس کے گلے میں

اٹک رہے تھے۔ "کیونکہ آپ نے مجھے مجبور کیا، یہ آپ کی مرضی تھی، اور میں ہمیشہ آپ کی خواہشات کا احترام کرتا آیا ہوں، صرف اس بار، طریقہ مختلف تھا۔۔"۔

اس کی آواز ٹوٹ گئی جب اس نے جاری رکھا، عفاف کی یادیں اسے ستا رہی تھیں۔ "آپ مجھ سے دور جانا چاہتی تھیں، جبرائیل سے شادی کرنا چاہتی تھیں، اس کی دلہن بننا چاہتی تھیں، سرخ لباس میں ملبوس، اس کے نام کی ڈولی میں بیٹھنا چاہتی تھیں۔" وہ الفاظ پر گھٹن محسوس کر رہا تھا، اس کا دل اس منظر کے لیے درد سے بھر گیا جو ہو سکتا تھا۔

میں نے آپ کو اپنے آپ سے دور کیا،" اس نے سایوں سے اقرار کیا،" آپ کو سفید کفن میں لپیٹ دیا، ڈولی کی بجائے تابوت میں رکھ دیا۔ ایک ڈولی کے چار بردار ہوتے ہیں؛ یہاں، ہزار ہوں گے۔" اس کی ہنسی خالی تھی، خوشی سے عاری، جب وہ اپنے اعمال کی کڑوی حقیقت بیان کر رہا تھا۔

آپ کی ڈولی میرے لیے بھاری بوجھ ہوتی، آپ کا جنازہ ہلکا محسوس ہو گا، کیونکہ آپ جبرائیل کی نہیں بنیں،" وہ سرگوشی کرتے ہوئے بولا، اس کے لہجے میں مروڑی ہوئی فتح کا احساس تھا۔ "اس بار میں ہارا نہیں؛ میں جیت گیا، لیکن میری محبت کا انتظار صرف ایک انتظار ہی رہا۔

وہ اب کھل کر رو رہا تھا، آواز خام اور گہری تھی۔ "کچھ لوگوں کی محبت کا انتظار اس وقت ختم ہوتا ہے جب دو عاشق اس دنیا میں ملتے ہیں، کبھی یہ انتظار دونوں عاشقوں کی موت کے بعد ختم ہوتا ہے، کبھی یہ انتظار قیامت کے دن تک کا انتظار بن جاتا ہے۔ اور میں مختلف ہوں، کیونکہ میں نے اپنی محبوب کو خود سے دور کر

دیا، اور میرا انتظار ابدی بن گیا،" اس نے مایوسی کی بلندی پر پہنچتے ہوئے آواز میں چیخا۔ "کیونکہ ایک گنہگار کی طرح میں جہنم میں جاؤں گا، اور آپ، جنت کی حور جنت میں جاؤ گی.."۔

کمرہ اس کے درد سے گونج رہا تھا، دیواریں خود اس کے غم کی شدت سے پیچھے ہٹتی محسوس ہوتی تھیں۔ "میں ہمیشہ آپ کی بھلائی چاہتا تھا اور خود پر درد مسلط کرتا تھا، اب بھی میں درد میں ہوں، اور آپ سکون میں ہو، تب بھی، آپ سکون میں ہو گی، اور میں درد میں۔"۔

اس کا ہاتھ، اب بھی شعلے کے اوپر معلق، شدید طور پر کانپ رہا تھا، تپتی گرمی اس ناقابل تلافی عمل کی یاد دہانی کر رہی تھی جو اس نے کیا تھا۔ "وہاں، آپ جبرائیل سے دوبارہ ملو گی، اور میں صرف پچھتاوے، درد، غم، اور تکلیف کے ساتھ رہ جاؤں گا۔"۔

آخری، دل دہلا دینے والی چیخ کے ساتھ، "لیکن اس کا کیا فائدہ؟ میں درد میں ہوں۔ میں درد میں ہوں،" اس نے دھاڑا، آواز اتنی طاقتور تھی کہ ایک فریم شدہ تصویر، اندھیرے میں چھپی ہوئی، دیوار سے گر گئی، زمین پر ایسی آواز کے ساتھ گری جو اس کی دنیا کے ٹوٹنے کی عکاسی کر رہی تھی۔۔۔۔

<<<<•°•>>>>

صبح کے دو بج رہے تھے جب عفاف کا کمرہ روشنی کے واحد ذریعہ سے آدھا روشن تھا ایک مدھم لیمپ۔

وہ جائے نماز پر بیٹھی ہوئی تھی اور لمبے سجدے میں تھی، اس کی پیشانی زمین کو چھو رہی تھی۔

ابرش اس وقت کمرے میں نہیں تھی وہ اپنی سہیلی کی شادی میں گئی تھی، حالانکہ اس کے لیے اس کا دل نہیں تھا۔ مگر پھر بھی دوستی کا رشتہ بھی نبھانا تھا۔ پچھلا دروازہ کھلتے ہی کمرہ روشن ہو گیا اور کوریڈور سے روشنی کمرے میں آئی۔ کوئی آکر بیڈ کے آخر میں بیٹھ گیا، ہلکی سی کڑکتی ہوئی آواز آئی۔

عفاف اپنے دل میں سکون محسوس کرتے ہوئے سجدے سے اٹھی۔ اس نے دعا کی تھی اور اللہ سے ہدایت اور طاقت مانگی تھی۔ اس نے دعا میں ہاتھ اٹھا کر اپنے چہرے کو چھوا، پھر نظر اٹھا کر یوسف کو دیکھا۔ "بابا،" وہ مسکرائی اس کی آنکھیں محبت اور احترام سے چمک رہی تھیں۔

یوسف واپس مسکرایا، اس کا سینہ فخر سے پھول گیا۔ اسے دنیا کی ہر چیز سے زیادہ اپنی بیٹیوں سے پیار تھا۔

"میری بیٹی زندہ باد۔"

اس نے آہستہ سے کہا۔ اس نے بیڈ پر اپنے ساتھ والی جگہ کو تھپکی دی۔ "آؤ یہاں بیٹھو۔" عفاف مسکرائی اور اس کے کندھے پر سر رکھ کر اس کے پاس بیٹھ گئی۔

اس نے اپنے ارد گرد اس کی گرمجوشی کو محسوس کیا۔ اس نے تجسس اور تشویش سے اسے دیکھا۔ "کیا ہوا ہے بابا؟ سب ٹھیک تو ہے نا؟"۔

اس نے اس کے کندھے سے ہلکا سا سر اوپر کیا اور سوالیہ۔ یوسف کو دیکھا۔ "ابھی تو سحری کا وقت ہے اور آپ جاگے ہوئے ہیں"

یوسف نے اس کے گال کو تھپکا "میں بھی تمہاری طرح اللہ سے رہنمائی مانگ رہا تھا بیٹا"

عفاف سیدھی ہوئی۔ وہ چونکی نہیں بس وہ سوالیہ اسے دیکھ رہی تھی۔

اس لمحے وہ شخص جو دوسروں کی آنکھوں میں خوبصورتی کے نظارے میں بدل گیا تھا، آدھے کھلے دروازے کے پیچھے خاموشی سے کھڑا باپ بیٹی کی گفتگو سن رہا تھا۔ معراج، جو اب چھ فٹ کی اونچائی پر کھڑا ہے، اس کے پچھلے پانچ فٹ سات انچ سے بڑھ کر ہے ویوی، ڈارک چاکلیٹ براؤنش بال۔

اس کے چہرے پر صاف کٹی ہوئی داڑھی، ایک پتلی ناک، سیدھے دانت اور گلابی ہونٹ نمایاں تھے۔

سفید شرٹ اور آسمانی نیلے رنگ کی ڈریس پینٹ میں ملبوس، اس کی شرٹ کی آستینیں لپٹی تھیں جو ٹیٹوز اور ابھری ہوئی رگوں سے مزین عضلاتی بازوؤں کو ظاہر کرتی تھیں۔

معراج کے جسم میں ایک اہم تبدیلی آئی تھی—ایک سفید رنگ، عضلاتی جسم، ایک نمایاں جبڑا، اونچی گال کی ہڈیاں، اور الگ درمیان سے جدا الگ الگ موٹی بھنویں۔

اس کی لمبی گردن میں نظر آنے والی ابھری ہوئی رگیں، اور اس کی یشب سبز ہنٹر آئیس لمبی گھنی پلکیں۔۔

اس کے بائیں گال پر شکاری کا ڈمپل اٹھایا ہوا تھا۔ تبدیلی مکمل ہو چکی تھی، معراج ایک یونانی مجسمہ کی طرح ابھرا تھا جیسا عفاف چاہتی تھی وہ ویسا بن چکا تھا آدھی ادھوری بات کو دل سے لگائے معراج نے خود کو بدل لیا تھا۔۔۔

یوسف عفاف کو گہری نظروں سے دیکھتے بولا "تم جبرائیل کو۔ چاہتی ہو"۔

معراج کی مسکراہٹ تھمی اور چہرے پر اداسی آئی عفاف نے اثبات میں سر ہلایا تو اس کے دل پر تیر چلا

یوسف نے عفاف کو سوالیہ دیکھا "معراج کے جذبات کا کیا ہو گا"

معراج کے گلے کی گلٹی ابھر کر معدوم ہوئی تجسس ہوا میں لٹک گیا

"معراج کو ابرش چاہتی ہے"

معراج کی آنکھیں اس احساس کے ساتھ پھیل گئیں کہ ابرش اس کے لیے جذبات رکھتی ہے اس کی معلمولی شکل وصورت ہونے کے باوجود۔

معاشرے کی نظر میں، "عام" ہونے کا مطلب اکثر سانولہ ہونا ہوتا ہے، ایک خیال جسے بعض ناول نگاروں نے تقویت دی ہے۔ یہ مایوس کن ہے کہ کچھ مصنفین اس دقیانوسی تصور کو برقرار رکھتے ہیں، سانولی رنگت اور درمیانے قد والے کو بطور ولن پیش کرتے ہیں، انہیں منفی خصلتوں سے جوڑتے ہیں۔ اس کے برعکس، ایک ہیرو کو اکثر منصفانہ جلد، بھوری آنکھیں، بلی آنکھیں، اور دیگر سازگار صفات کے طور پر دکھایا جاتا ہے۔ یہ تعصب ہیروئنوں تک بھی پھیلا ہوا ہے— سفید فام ہیروئنوں کو خوبصورت دیکھا جاتا ہے، جب کہ منصفانہ ہیروئنوں کو ظاہری شکل میں معمولی قرار دیا جاتا ہے۔ یہ حد سے زیادہ آسان اور متعصبانہ تصویر کشی نسل پرستی اور معاشرتی تعصبات کے پائیدار مسئلے کی عکاسی کرتی ہے۔ یہ حیران کن ہے کہ جدید دور

میں بھی، افسوسناک دقیانوسی تصورات کی ایسی انتہا برقرار ہے، جو ایک ایسی حقیقت کو ظاہر کرتی ہے جو عکاسی اور تبدیلی کا مطالبہ کرتی ہے۔۔۔)۔

۔۔ تاہم، ابرش، معراج کی ظاہری شکل سے بے نیاز، اس خیال سے لاتعلق تھی اس کے لیے معراج کی سیرت سب کچھ ہے۔ بدقسمتی سے، ایک لمحہ بہت دیر ہو چکی تھی۔

معراج نے پہلے ہی اپنا دل عفاف کے حوالے کر دیا تھا، دنیا کی نظروں میں خود کو خوبصورت دکھانے کے چکر میں گناہ کا ارتکاب کر چکا تھا۔

اس نے حقیقی طور پر ایک اچھے انسان کے طور پر آغاز کیا، جس میں رحمدلی اور شائستگی کی علامت تھی۔ تاہم، دنیا کے تلخ اثرات اور حسد کرنے والی قوتوں نے اسے ایک ایسی شخصیت میں ڈھالا جس کو معاشرہ ظاہری طور پر نیک سمجھتا تھا لیکن اللہ کی نظر میں ناپسندیدہ تھا۔

اس کی نئی خوبصورت شکل کے باوجود، اس کے کردار پر اخلاقی سمجھوتہ کے داغ تھے۔

دنیا کو خوش کرنے اور سماجی منظوری حاصل کرنے کی جستجو میں، وہ اس گہرے احتساب سے محروم ہو گیا جو موت کے بعد اس کا منتظر تھا۔

اس غیر ارادی انحراف نے اللہ کو ناراض کر دیا، جس نے ایک ایسے شخص کے تضاد کو ظاہر کیا جو بظاہر دنیا کے لیے اچھا لگتا تھا، لیکن خدائی نگاہوں میں نیکی کے لیے اجنبی بن گیا تھا۔۔۔

اپنے جذبات کے پیچیدہ طریقے سے معراج کی پھیلی ہوئی آنکھیں اس کی کہانی میں غیر متوقع موڑ کی عکاسی کرتی تھیں۔

اس کا دل، جو اب دو میں بٹا ہوا ہے، محبت کی پیچیدگی اور سطحی خوبصورتی کے ذریعے خارجی توثیق کے حصول کے نتائج کو واضح کرتا ہے۔۔۔

یوسف نے اثبات میں سر ہلایا" جانتا ہوں مگر میں تمہارے سے معراج کے بارے میں پوچھ رہا ہوں"۔

عفاف نے بیزاری محسوس کی اس نے الجھن سے چہرے کے تاثرات بدلے تُن پھُن واکتائی سی اس نے یوسف کو دیکھا وہ عاجزی سے سر جھکائے آنکھوں میں ڈھیروں امیدیں بھری باپ کو بولی "بابا معراج نہیں پسند مجھے جبرائیل پسند ہے"۔

معراج کی آنکھوں سے آنسو آبشار کی طرح بہہ رہے تھے، ہر قطرہ اس کے ٹوٹے ہوئے دل کا بوجھ اٹھائے ہوئے تھا۔

اس لمحے میں، اس نے اپنے جذبات کو اپنی روح کی چٹانوں سے نیچے گرتے ہوئے محسوس کیا، دل کے ٹوٹنے کی بازگشت اس گہرائی کے ساتھ گونج رہی تھی جسے الفاظ بمشکل گرفت میں لے سکتے تھے۔

توٹی ہوئی رنجیدہ آواز ہوا میں گونجی جو اس کے زخمی دل کی آواز تھی """میں بدل گیا عفاف۔ میں نے یہ آپ کے لیے کیا ہے۔ اب میں معراج نہیں ہوں، میں وہ ہو گیا ہوں جو آپ چاہتی تھیں، میں آپ کی

خواہشوں کے سائے میں لپٹا ہوا ہوں۔ میری منفرد شخصیت ختم ہو گئی ہے۔ اب، میں صرف وہی ہوں جو آپ چاہتی تھیں، پھر بھی آپ کہتی ہیں کہ آپ کو جبرائیل پسند ہے، میرا کیا؟ میرے جذبات کا کیا؟"۔

آنسو ٹپک کر زمین پر جا گرا اس نے ہاتھ کی پشت سے آنسو صاف کیا۔ دفعتاً یوسف نے اثبات میں سر ہلایا "میں معراج کو سمجھاؤں گا وہ میرا مان رکھے گا

عفاف نے چمک چہرے پر سجائے یوسف کو دیکھا "بابا"

وہ بے اعتنائی سے بولی اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے یوسف نے اسے اپنے گلے سے لگا لیا "بعض اوقات والدین کو بچوں کی خوشی کے لیے خود غرض ہونا پڑتا ہے

معراج کا دل پھٹ گیا وہ بے اعتنائی سے بولا "خود غرض، مگر معراج نے کبھی خود غرضی نہیں کی۔ پھر بھی معراج کے ساتھ برا ہوا ہے"۔

عفاف کی آنکھیں آنسوؤں سے بھیگ گئیں۔ "اور ابرش کی شادی معراج سے۔ کیا ایسا ہو گا بابا؟"۔

یوسف کے چہرے پر سنجیدگی آئی اس نے گردن جھکا لی اور نفی میں سر ہلایا"۔ نہیں اس کی شادی مہمت سے ہی ہو گی

عفاف نے چونک کر یوسف کو دیکھا "مگر ابرش معراج کو پسند کرتی ہے"۔

یوسف نے عفاف کو نشیب و فراز سے دیکھا اور۔ گہرا سانس لیا" کیا تم جانتی ہو کہ میں نے یہ فیصلہ کیوں کیا ہے؟ کیونکہ مہمت ابرش سے محبت کرتا ہے، اور میں اپنی بیٹی کی خیریت پر غور کر رہا ہوں۔ مہمت اسے خوش رکھے گا اور اپنی محبت سے اس کا دل جیت لے گا۔ یہ ایک یاد دہانی ہے کہ ہمیں ہمیشہ اس کا انتخاب کرنا چاہیے۔ وہ جو واقعی ہمیں چاہتا ہے، جو ہم سے پیار کرتا ہے، بلکل جیسے مہمت ابرش کی قدر کرتا ہے اور اس کی قدر کرتا ہے جو وہ ہے

اور جہاں تک تمہارے بارے میں، بات ہے تو جبرائیل تم سے اتنی ہی گہری محبت کرتا ہے جس طرح تم اس سے محبت کرتی ہو جہاں تک معراج کی بات آتی ہے، تو اگر تمہاری شادی معراج سے ہو جاتی ہے تم تب بھی اس کی نہیں ہو پاؤ گی کیونکہ۔، جبرائیل تم سے پہلے ہی اپنی محبت کا اعلان کر چکا ہے۔ ابرش کی یکطرفہ محبت ہے اگر معراج نے اس سے شادی کر لی تو معراج اس سے کبھی محبت نہیں کر سکتا کیونکہ تم اس کے دل میں جگہ رکھتی ہو، خیر جب وہ آئے گا تو میں اس سے بات کروں گا اور وہ سمجھ جائے گا۔ وہ میری بات کا مان رکھے گا وہ مجھے سمجھے گا"۔

معراج نے دیوار پر اپنا ہاتھ ہلکا سا مارا اور بائیں ہاتھ کی مٹھی بھینچ لی یہ بات سن کر وہ اس قدر ملول ہوا کہ پیشانی پر شکنیں نمودار ہوئیں وہ رنجیدہ انداز میں بڑبڑایا "ہمیشہ معراج ہی سب کو سمجھتا ہے مگر معراج کے دل کی کیفیات کیوں نہیں کوئی سمجھتا، سارا بچپن مجھے اس، بات کی امید دلوائی گئی کہ عفاف میری ہے اور اب وہ امید بھی مجھ سے چھینی جا رہی ہے" دفعتاً

۔عفاف نے یوسف کو گلے لگالیااور مسکرائی مگر جب بولی تواس کی آواز روندھ گئی "بابا آئی لو یو" دفعتا

یوسف نے اس کے گردن کی پشت کو تھپکا "می ٹو"۔۔

یوسف پیچھے ہٹا۔اور عفاف کے گالوں کو اپنے ہاتھوں کے پیالوں میں لے کر اس کی پیشانی کو چوما "اللہ تمہیں خوش رکھے بیٹا"۔

عفاف مسکرائی اور گیلی پلکیں اثبات میں ہلائی

یوسف بیڈ سے اٹھا اور عفاف کے سر پر ہاتھ رکھا عفاف اب بھی رو رہی تھی آنسوؤں سے اسے سمجھ نہیں آرہی تھی کہ وہ مسکرائے یا روئے۔۔

یوسف کو اٹھتا دیکھ معراج ایک ڈبکے میں جا چھپا۔۔

دیوار کے بیچوں بیچ ایک حصہ تھا جو اندر کی طرف مڑا ہوا تھا، جس سے ایک دھنسی ہوئی جگہ تھی۔اس مدھم انکلیو کے اندر، ایک شیشہ اور ایک گلدان کھڑا تھا، جو اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا۔

دیوار پھر گوشہ دار کنگرہ شگاف سے باہر کی طرف نکل گئی اور اپنی باقاعدہ شکل دوبارہ شروع کر دی..

دور خمدار دیوار کے پیچھے سے معراج کو قدموں کی آہٹ سنائی دی۔۔

جبرائیل قمیص اور شلوار میں ملبوس بائیں طرف سے اعتماد کے ساتھ چلتا آرہا تھا۔ اور سیدھا آتا یکدم عفاف اور یوسف کی آواز سن وہ رک گیا۔۔۔

معراج نے کونے میں ایک شگاف سے اسے دیکھا کہ جبرائیل اچانک رک گیا تھا۔ معراج کے دماغ نے اسے تیزی سے اندھیرے میں چھپنے کا اشارہ کیا۔

معراج نے تنگ نظروں کے ساتھ اس کو اپنا وجود پتہ نہ چلنے کی شعوری کوشش کی۔

سائے میں یوسف کی عفاف کے ساتھ گفتگو میں مگن جبرائیل معراج کی قربت سے غافل تھا۔ یوسف نے عفاف کو یقین دلاتے ہوئے کہا، "معراج تمہیں دیکھ کر بہت خوش ہو گا بیٹی۔ اس کی خوشی میرے ساتھ ملتی ہے۔ فکر نہ کرو، شادی کی تیاری کرو۔ معراج ایک اچھا نوجوان ہے۔۔

اس نے پیار سے عفاف کے گال تھپتھپائے

جبرائیل کا دل پھٹا ہوا محسوس ہوا دل کی دھڑکن کے احساس نے اسے گھیر لیا تھا۔

صورتحال کی غلط تشریح کرتے ہوئے اسے لگا کہ یوسف عفاف کی شادی معراج سے کر رہا ہے۔

ایک گہری اداسی اس کے چہرے پر چھا گئی جب اس نے اپنے مفروضے کے وزن کو بھانپتے ہوئے اپنا سر جھکا لیا۔

یہ ایک یاددہانی کے طور پر کام کرتا ہے کہ جب نامکمل معلومات کا سامنا کرنا پڑتا ہے تو انسانوں کو مفروضے بنانے کے بجائے وضاحت کی تلاش کرنی چاہیے۔ وہ انہی باتوں میں کھویا ہوا تھا جب۔

۔ معراج نے خلفشار کا فائدہ اٹھاتے ہوئے مہارت سے کسی کا دھیان خود پر نہ پڑنے دیا معراج کا محتاط انداز جب وہ دیوار کے باریک موڑ سے پیچھے ہٹا اور دبے دبے قدموں سے سامنے جبرائیل کی پشت کو دیکھتے پیچھے ہوتا گیا۔

جیسے ہی دیوار کا آخری حصہ قریب آیا معراج پلٹ گیا، اور خاموشی سے سائے میں غائب ہو گیا۔ اس پراسرار ماحول میں، اس کی حرکات جان بوجھ کر کی گئی تھیں، اس بات کو یقینی بناتے ہوئے کہ نہ تو جبرائیل اور نہ ہی کسی اور کو اس کی موجودگی کا سراغ محسوس ہو..

اب، معراج کے پاس سائے میں غائب ہونے کا ہنر تھا، ایک استعاراتی مہارت جس کی وجہ سے وہ انتہائی پرہیز گار کونوں پر بھی تشریف لے جا سکتا تھا وہ اب ظِل وسائے کو چکمہ دینے کا ہنر بھی جان گیا تھا ۔

جبرائیل معراج کی موجودگی سے غافل رنجیدہ عفاف کی سسکیوں کو سنتا رہا اس کے تاثرات سے بے خبر دلی جزبات سے بے خبر کہ وہ اس کی خوشی کے آنسو ہیں۔ "میں چلتا ہوں

عقب میں عفاف نے اپنا سر ہاتھوں کے پیالوں میں گرا لیا اور توٹ۔ کر رونے لگی۔۔

یوسف کو قریب آتے دیکھ کر جبرائیل نے خود کو کونے کے شگاف میں گولے کی طرح چھپا لیا۔

جبرائیل کی چھپی موجودگی سے بے خبر یوسف آنسو پونچھتا ہوا چلا گیا۔ اسرار کا ایک پردہ ہوا میں ڈھل گیا جب یوسف نے یہ جان لیا کہ اس نے اپنے سب سے عزیز دل کو زخمی کر دیا ہے۔

پھر بھی، اس نے یہ یقین رکھا کہ مقررہ وقت پر وہ جوابات پیش کر پائے گا۔ جب یوسف وہاں سے چل دیا تو جبرائیل نے جبڑہ بھینچا اور ساتھ دیوار پر اپنا پنجا دے مارا اس کے تاثرات سخت ہو گئے اور ماتھے پر لکیریں ابھر آئیں "ایسا کبھی نہیں ہو گا نہ میں ہونے دوں گا اگر مجھے کچھ بھی کرنا پڑا تو کروں گا۔ مگر عفاف کی شادی معراج سے نہیں ہو گی۔۔

اس نے عزم کیا۔۔ وہ عفاف کے پاس جا کر اسکو دھلاصہ دینا چاہتا تھا مگر دھلاصے کی ضرورت فل وقت جبرائیل کو تھی دیدہ نہ شنید وہ وہاں سے پلٹا اور جہاں سے آرہا۔ تھا سیدھا اسی جگہ پر چل دیا جہاں سے معراج نے کچھ دیر پہلے راہ پلٹی تھی۔۔

ΔΔΔ

اگلا دن۔۔۔۔۔

عفاف کی موت کے دن کی صبح نے ایک اداس صبح کا آغاز کیا، اس کی روشنی نے کمرے میں لمبے سائے ڈالے جہاں معراج غم میں ڈوبا بیٹھا تھا۔ سورج، پہاڑ کے پیچھے چھپا، بڑی شیشے کی کھڑکی کے ذریعے سایہ دار روشنی کی ایک کیسکیڈ بھیجتا، جس نے منظر پر خاموش پہرے دار کھڑے لمبے درختوں کو روشن کیا۔

کھڑکی کے نیچے، دنیالان کی زندہ سبزی سے بھرپور تھی، اندر کی سکونت کے مقابلے میں ایک تیز تضاد۔ کمرہ قدرت اور ہنر مندی کا امتزاج تھا، جس میں لکڑی کی چھت سر پر جھکی ہوئی اور نیچے ہموار لکڑی کا فرش تھا۔ دیوار میں نصب ایک ایل ای ڈی اسکرین نے دیہاتی ماحول میں جدید چھون لگائی۔

ایل ای ڈی کے نیچے، ایک ایکویریم لکڑی کے اسٹینڈ پر آرام کر رہا تھا، اس کا شیشہ مدھم روشنی کو عکس کر رہا تھا۔ ایکویریم کے اندر ایک لکڑی کے گرد لپٹا ازازیل، ایک افسانوی شخصیت، کمرے پر ایک غیر دنیاوی موجودگی کے ساتھ نظر رکھتا معلوم ہوتا تھا

معراج کا چہرہ غم کی تصویر تھا، اس کی آنکھیں رات کی تنہائی میں بہائے گئے آنسوؤں سے سوجھ گئی تھیں۔ "اگر میں خود غرض بن جاؤں، تو کیا میں عفاف کو مار سکتا ہوں؟" اس نے سرگوشی کی، الفاظ مشکل سے اس کے ہونٹوں سے نکلتے تھے کیونکہ تازہ آنسو اس کے گالوں پر بہہ رہے تھے۔

اس کا سر ہیڈ بورڈ کے خلاف آرام کر رہا تھا، اس کی انگلی بے مقصد گدے کی چادر پر حلقے بنا رہی تھی، اس کے اندرونی اضطراب کی جسمانی عکاسی۔

وہ خود سے بات کر رہا تھا، درد اور عزم کی ایک تنہائی۔ "آج میں عفاف کے پاس جاؤں گا۔ وہ سوچتی ہیں کہ میرا رنگ اب بھی سیاہ ہے، لیکن میں انہیں دکھاؤں گا کہ میں بدل چکا ہوں، جیسا کہ وہ چاہتی ہیں۔ وہ اپنا خیال بدل دیں گیں۔ "لیکن شک نے اندر ہی اندر گھسپیٹ کی، تاریک اور مکروہ۔ "اگر وہ نہیں مانتیں تو پھر ؟" سوال ہوا میں لٹک گیا، اور اس کے ساتھ، مزید آنسو گرے۔

تو مجھے اپنے ضمیر کی نہیں بلکہ اپنے دماغ کی سننی چاہیے۔ مجھے خود غرض بھی بننا ہو گا۔

مجھے اپنے کردار کو اپنی شکل و شخصیت کی طرح بدلنا ہو گا کیونکہ لوگ صرف برے شخص کو پسند کرتے ہیں اور اچھے شخص کی قدر نہیں کرتے۔

اچھے شخص کو ہمیشہ تکلیف اٹھانی پڑتی ہے۔ اس دنیا میں، اچھے لوگ ہمیشہ بری چیزوں کا سامنا کرتے ہیں۔ اگر آپ میری نہیں ہوئی تو میں آپ کو کسی اور کا نہیں ہونے دوں گا۔ آپ صرف میری ہو۔ اگر یہ ممکن نہیں ہے، تو پھر معراج خود کو آپ کے سامنے تباہ کر دے گا

معراج ازازیل سے ابلیس بن جائے گا۔۔"۔۔

اکویریم میں، ازازیل، ایک خاموش مشاہد، معراج کے تاریک عزم کی تصدیق کرتا معلوم ہوتا تھا، اس کی زبان کا گھناؤنا موافقت کی نقل اتارتے ہوئے باہر نکلنا۔ کمرہ، جس میں قدرتی اور انسان ساختہ کا امتزاج تھا، معراج کے اندرونی تنازعہ کے لیے ایک تھیٹر بن گیا—محبت اور قبضہ، بے لوثی اور خود غرض خواہش کی تباہ کن قوت کے درمیان ایک جنگ۔۔۔

....°°°....

حال

رات نے منظر کو اپنے اندر سمو لیا جیسے گیٹ ایٹومیٹکلی کھلا اور گاڑی اندر داخل ہوئی ، اس کی ہیڈلائٹس ڈرائیووے کی زمین پر پڑتی سائے ڈال رہی تھی

گاڑی نے آہستہ سے رکنا شروع کیا، اور ایک ایک کر کے، سواریاں باہر آنے لگیں۔

معراج، شبنم سے بھری گھاس پر چلتے ہوئے، گیٹ کے قریب جا رہا تھا جب انہیں دیکھ کر اس بے اپنے قدم روک لیے۔ اس کا دل تیزی سے دھڑکنے لگا، آنکھوں کی پتلیاں سکڑ گئیں جیسے جذبات کی لہر اس پر بہہ گئی ہو

جب وہ سب گاڑی سے باہر آئے، معراج کی عقل کے گھوڑے سٹ پٹ دوڑے۔

اسے الجھن کا احساس ہوا، اس کی نظریں تیز ہو گئیں جیسے وہ ان کی آمد کو سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا۔

"لگتا ہے ماہر صاحب نے سب کے کان بھر کر بھیج دیا ہے" طنزیہ اس نے ماہر کہے نام کے ساتھ صاحب لگایا مسکراتے اس نے سر جھٹکا رات کی خاموشی میں ایک خاموش سرگوشی۔

۔ گیٹ کی بجائے اب وہ ان لوگوں کی جانب مڑا

وہ ان کے قریب ہوا، اس کے قدم ہچکچاتے ہوئے لیکن پر عزم۔ گروہ نے اس کی طرف دیکھا، ان کے چہروں پر شک کی لکیریں، سوائے یوسف اور ابرش کے، جنہوں نے اسے غیر جانبدار نظر سے دیکھا۔ معراج نے اندرونی ہلچل کے باوجود ایک مسکراہٹ جمع کی۔

اسلام علیکم

اس نے سلام کیا،

اس کی آواز مستحکم لیکن اندرونی تنازعہ کے دباؤ سے معمور۔

گروہ کی جانب سے جواب متفقہ تھا، ایک کورس جس نے ان کے شکوک کے درمیان فاصلے کو عارضی طور پر پل دیا۔

"آپ سب کہاں تھے؟"

معراج نے پوچھا، اس کی دلچسپی حقیقی تھی۔

ابرش بولنے لگی، لیکن مہمت کی باریک نظر—ایک خاموش حکم—نے اس کے الفاظ روک دیے۔ معراج نے تبادلہ خیال پکڑا، ان کہی پیغام کو سمجھا، لیکن اس نے اسے نظر انداز کرنے کا فیصلہ کیا۔

میں اس لیے پوچھ رہا ہوں کیونکہ گھر میں نورین چاچی کے علاوہ کوئی نہیں تھا،" معراج نے جاری رکھا، اس کی آواز میں تشویش بڑھتی جا رہی تھی۔ "وہ اچانک بہت بیمار ہو گئیں۔ شکر ہے، میں کچھ کام کی وجہ سے گھر آیا تھا۔ مجھے یوسف چاچو سے بات کرنی تھی، ۔ہم لوگ اسی بارے میں بات کر رہے تھے کہ اچانک نورین چاچی

بے ہوش ہو گئیں"

انکشاف نے گروہ کو ہلا کر رکھ دیا، چنگیز کا چہرہ خوف کا اظہار کرنے لگا۔ "کیا؟" اس نے پکارا، لفظ ہوا میں بھاری لٹک گیا معراج نے مزید وضاحت کی، دوسروں کی غیر موجودگی اور نورین پر اچانک بیماری کی تفصیل بتائی۔

معراج نے اطمینان بخش مسکراہٹ کے ساتھ چنگیز کی طرف دیکھا۔ "فکر نہ کریں، چنگیز چاچو"، اس کی مسکراہٹ اس بے چینی کے لیے ایک نقاب تھی جو نیچے چھپی ہوئی تھی۔

مبارک ہو، آپ باپ بننے والے ہیں۔" خبر نے ماحول کو بدل دیا، بے یقینی کے درمیان خوشی کا لمحہ۔

معراج نے پھر مہمت کی طرف دیکھا، اسے بھی مبارکباد دی الفاظ طنزیہ ادا ہوئے۔ "مبارک ہو تمہاری پراپرٹی کا ایک اور حقدار آرہا ہے اس عمر میں تم دوبارہ بھائی بننے والے ہو ۔۔"

۔چنگیز نے نظریں چرائیں اور مہمت نے معراج کی کڑواہٹ کو نظر انداز کیا۔

معراج شرارتی مسکراتے پلٹا کیونکہ اس کی لگائی تیلی نے اپنا کام شائید کر دیا تھا۔وہ گیٹ کے قریب پہنچا تو ہوا کو یوسف کی آواز نے چھیدا "میں تمہیں چھوڑ آتا ہوں"۔

پیشکش سوچ سمجھ کر کی گئی تھی۔۔

معراج پلٹا اور مسکرایا.. "نہیں چاچو آپ آرام کریں میں چلا جاؤں گا آپ ابھی سفر سے آئیں ہیں میں کیب سے چلا جاؤں گا"۔۔

۔چنگیز، ابھی بھی خبر کو سمجھنے کی کوشش میں، نے اعلان کیا۔۔"میں جا کر نورین کو دیکھ کر آتا ہوں" اس کے بعد ایک ایک کر کے، گروہ تتر بتر ہو گیا۔

صرف ابرش وہاں رکی، اس کی نظریں معراج پر جمی ہوئیں، ان کے درمیان ایک خاموش گفتگو ہوئی اور پھر وہ بھی چلی گئی۔

یوسف، اب معراج کے ساتھ اکیلا، گاڑی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولا، "گاڑی میں بیٹھو، چلتے ہیں،" اس کی آواز مضبوط لیکن نرم تھی۔

اصرار پر معراج مان گیا وہ مسکرایا اور گول چکر۔لگا کر وہ فرنٹ سیٹ پر بیٹھا۔۔۔

،اس کی حرکتیں سوچ سمجھ کر کی گئیں، اس کا چہرہ جذبات کی پیچیدہ تصویر تھا۔

یوسف اس کے ساتھ ڈرائیور کی سیٹ پر بیٹھا، انجن کو ہلکی سی آواز کے ساتھ شروع کیا۔

گاڑی گیٹ سے باہر نکلی، اس کی روشنیاں رات میں دھندلا گئیں، پیچھے امید اور تشویش سے بھری گفتگو کی گونج رہ گئی۔

....°°°....

رات ایک سیاہ کینوس کی مانند تھی، جسے کبھی کبھار سڑک کے کنارے کھڑی سٹریٹ لائٹس کی تیز روشنی نے خلل ڈالا، جو ویران راستے پر پہرہ داروں کی طرح کھڑی تھیں۔

درختوں کی قطاریں سڑک کے دونوں اطراف میں تھیں، جن کی شاخیں رات کی ہوا میں آہستہ آہستہ جھول رہی تھیں، فٹ پاتھ پر عجیب سائے بنا رہی تھیں جو رقص کر رہے تھے۔

درختوں کے درمیان بکھرے ہوئے پول، اندھیرے میں روشنی کے مینار تھے، جو یوسف کی راہ کو روشن کر رہے تھے جب وہ گاڑی چلا رہا تھا۔

یوسف کے ہاتھ سٹیئرنگ پر مضبوط تھے، گاڑی کی ہیڈلائٹس آگے اندھیرے کو چیرتی ہوئی دو روشن آنکھیں تھیں۔

گاڑی کے اندر کا ماحول ڈیش بورڈ کی نرم روشنی سے منور تھا، جو وقفے وقفے سے یوسف کے چہرے کو روشن کر رہا تھا، اس کی پیشانی پر شکنیں اور آنکھوں میں سوچ کی جھلک دکھا رہا تھا۔

معراج اس کے برابر بیٹھا تھا، فرنٹ سیٹ پر آرام دہ پوزیشن میں لیکن اس کا دماغ بالکل بھی آرام دہ نہیں تھا۔

اس کی نظریں گزرتے مناظر پر جمی ہوئی تھیں، لیکن اس کے خیالات دھوکے کے جال میں پھنسے ہوئے تھے۔

جب یوسف کا سوال خاموشی کو توڑتا ہوا آیا، "معراج، تم جنوبی کوریا سے پاکستان کب آئے؟" معراج کی نظریں یوسف کی آنکھوں سے ملیں، اس کے چہرے پر سوچا سمجھا سکون تھا۔۔۔۔۔

"ماہر واقعی میں ماہر ہے، یہ سب باتیں اسی نے ان کے دماغ میں ڈالی ہیں"، معراج نے خاموشی سے سوچا، اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آئی۔

"کیا بتاؤں کہ میں اسی رات پاکستان واپس آیا جس رات میں خفیہ طور پر گھر میں آیا عفاف کو اپنی تبدیلی دکھانے کے لیے لیکن اس کی تبدیلیوں نے مجھے انسان سے شیطان بنا دیا۔"

اس کا داخلی خیال ایک ٹیڑھی وجہ تھی جو اس کے جھوٹ کے لیے تھا۔

"چاچو میں عفاف کی موت سے چھ دن پہلے ہی پاکستان آیا تھا۔ اس نے ہمواری سے جھوٹ بولا، اس کی آواز دھوکے کی میٹھی دھن تھی۔ "میں نے ہنزہ میں سکون کی تلاش کی۔ "" پھر وہ سچ بولا جس سچ نے اس کا دل توڑا "لیکن اسلام آباد واپس آنے پر میری دنیا الٹ گئی۔"

یوسف نے گہری سانس لی، اس کی سانس نے اس کے برابر والی کھڑکی کو دھندلا دیا۔

اس نے برابر معراج کو سرسری نظر سے دیکھا —ایک جھلک جس میں زہریلی چمک تھی۔

بات چیت کا رخ بدل گیا، عدالت میں پیشی کا وزن ان پر منڈلا رہا تھا۔

"کل جبرائیل عدالت کے سامنے کھڑا ہو گا،"

معراج نے کہا، اس کے لہجے میں ایک ان کہی چیلنج تھی۔

یوسف کی سر ہلا دینے کی حرکت ایک مجبوری کی رضامندی تھی۔ "میں سمجھتا ہوں کہ جبرائیل عفاف کے ساتھ ایسا کچھ نہیں کر سکتا۔"

معراج کی مسکراہٹ ایسی تھی جو اس کی آنکھوں تک نہیں پہنچی، ایک نقاب جو اندر کی ہلچل کو چھپا رہا تھا۔

"پھر، چاچو، آپ کے خیال میں کون عفاف کو ایسا نقصان پہنچا سکتا ہے، اور جبرائیل کو کیوں بخش دیا گیا؟"

یوسف کے لیے سوال ایک خاموش الزام تھا جسے وہ نظر انداز نہیں کر سکتا تھا۔ "تم بتاؤ،" اس نے اصرار کیا، اندھیرے میں گھرے ہوئے جوابات کی تلاش میں۔

معراج نے تیزی سے سانس لی، اس کی کہانی میں دھوکہ دہی اور چالبازی کا تانا بانا بنتا گیا۔ "شاید یہ آپ کے اپنے میں سے کوئی تھا، کاروبار کے اصولوں سے مجبور، جس نے جبرائیل کو بے ہوش کر دیا اور اسے عفاف کی موت کا ذمہ دار ٹھہرایا۔۔ یعنی مختصراً کہوں تو جبرائیل کے ہاتھوں میں خنجر تھما کر عفاف کے پیٹ میں خنجر مارا گیا کہ خنجر پر اس کی فنگر پرنٹس آجائیں۔"۔

الزام نے یوسف کو چونکا دیا، اس کی نظریں معراج کی طرف تیزی سے مڑ گئیں، اپنے ساتھی کے سنگدل چہرے میں سچائی کی تلاش میں۔

معراج کی آنکھیں سڑک کے آگے جمی ہوئی تھیں، اس کا چہرہ ناقابل فہم، اس کے مقاصد ایک راز۔ وہ جبرائیل کو بری کرنے پر اتنا مصر کیوں تھا؟ وہ دوسروں کو اس قاتل کے قریب کیوں لانا چاہتا تھا جبکہ قاتل وہ خود تھا؟

جواب ایک سرد لرزہ تھا۔ معراج کو گرفتاری یا موت کا خوف نہیں تھا؛ وہ انصاف کی خواہش سے مجبور تھا، چاہتا تھا کہ اصل مجرم ان لوگوں کی محنت سے ظاہر ہو جن کو اس نے دھوکہ دیا تھا۔ وہ اپنی تراجی کا خود معمار تھا، انجام سے بے خوف۔

یوسف کی آواز نے ایک بار پھر خاموشی کو توڑا، اس کے الفاظ میں الجھن کی لہر تھی۔ "ہمارے Rivals ایسی بربریت کو کیوں چوس کریں گے؟"

معراج کا جواب سوچ سمجھ کر دیا گیا تھا، ایک کہانی جو شک کو ڈالنے اور بے چینی پھیلانے کے لیے بنائی گئی تھی۔

"عفاف کی موت کو یقینی بنانے اور الزام جبرائیل پر لگانے کے لیے۔ یہ ایک چال ہے تاکہ آپ لوگوں، کی شہرت کو داغدار کیا جاسکے اور کنٹرول حاصل کیا جاسکے۔ ایک منصوبہ!۔ خیر سماجی حیثیت تو اب بھی توازن میں ہے۔ لیکن کیس جاری ہے۔ وقت سچائی کو بے نقاب کر دے گا۔ انشاءاللہ"۔۔

وہ پہلا شخص تھا جو اپنی گرفتاری اور انجام کے لیے لفظ انشاءاللہ استعمال کر رہا تھا۔۔

یوسف نے سر ہلا دیا، اس کے ذہن میں خیالات کا طوفان تھا جب اس نے اسپتال میں تصور سے ملنے کی ضرورت کا ذکر کیا۔ "تصور اس رات مجھ سے بات کرنا چاہتا تھا۔ میں بلیو ایریا میں تھا جب اس کا وہ خوفناک حادثہ ہوا۔ اب وہ کوما میں ہے، اور میں۔ اس مکالمے کی نامعلوم باتوں سے پریشان ہوں۔"

معراج کی سانس ایک نرم آہ تھی، تسلی دینے کی ایک بناوٹی کوشش۔ "وہ ٹھیک ہو جائے گا۔ اپنے اوپر الزام نہ لیں وہ سب نصیب میں تھا اس نے آپ کو کال کی آپ نے اسکو بلیو ایریا بلایا اور سیونتھ ایونیو کی روڈ پر اس کا ایکسیڈینٹ یہ سب قسمت کے کھیل ہیں اللہ قسمت و نصیب لکھتا ہے

معراج کے ہونٹوں پر ایک چھوٹی، دلاسا دینے والی مسکراہٹ آئی، ایک اشارہ جو بھاری ماحول کو ہلکا کرنے کے لیے تھا۔ یوسف نے مسکراہٹ کا جواب دیا، معراج کے کندھے کو تھپتھپا کر ایک خاموش شکریہ کا اظہار کیا۔ اور اس کے ساتھ، گاڑی اپنے سفر پر چلتی رہی، رات اور راز کے پردے میں لپٹی ہوئی سڑک پر اکیلا مسافر .....

نورین کا کمرہ روشنی کی پناہ گاہ تھا، روشنی کی تیزی سے اندر کے سنجیدہ ماحول کے ساتھ تضاد تھا۔

وہ بستر پر لیٹی ہوئی تھی، اس کی شکل سفید چادروں کے خلاف ایک زرد سایہ تھی، اس کی رنگت زردی مائل تھی۔

نازش، اس کے برابر بیٹھی تھی، اس کی جسمانی زبان غم اور معافی کی تصویر تھی۔ "میں معذرت خواہ ہوں، نورین۔ میں ایک جنازے میں تھی؛ اسی لیے مجھے دیر ہو گئی"، اس کی آواز غم کی نرم گونج تھی۔

کمرہ خود وسیع تھا، اونچی چھتوں کے ساتھ اور ایک صاف ستھرا فضا تھا جس نے سکون کی ہوا دی تھی۔

ایک بڑی شیشے کی کھڑکی دائیں دیوار پر سجی تھی، باہر کے لان کا نظارہ پیش کرتی تھی، جہاں پولوں کی روشنی رات کے بڑھتے اندھیرے کو پیچھے دھکیل رہی تھی۔

انجلینا اور مرات غائب تھے، جو اٹلی کی طرف چلے گئے تھے، چمن آرا، جاسمین، فائقہ، اور ولید اسپتال۔۔ تصور کے ہمراہ تھے۔۔

نورین کا نازش کے لیے جواب ایک مسکراہٹ تھی، ہونٹوں کا وہ خم جس میں شکریہ کی ایک کائنات تھی۔

اس نے کمزور سا نازش کے ہاتھ کی پشت پر۔ ہاتھ رکھا "کوئی بات نہیں"۔

اس کی آواز کمرے کی ٹھنڈک میں گرمجوشی کی سرگوشی تھی۔ یہ مسکراہٹ معافی کی پیداوار تھی، کیونکہ معراج نے بے لوث مہربانی کے کاموں سے اس کا دل جیت لیا تھا، جس نے نورین کو ماضی کی غلط فہمیوں کا احساس دلایا تھا۔

نورین کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے، جو اندر کے جذبات کی خاموش گواہی تھے۔

اس نے اپنے ہاتھ کی پشت سے انہیں صاف کیا، کمزوری کے سامنے مزاحمت کا اشارہ۔

اس کی آواز کانپ رہی تھی جب چنگیز داخل ہوا، "میں خون کی کمی کا شکار تھی، اور معراج نے مجھے اپنا خون دیا، جیسا کہ اس نے تصور کے لیے کیا تھا۔"

معراج، وہ شخصیت جو دل کو محسوس کرنا بند کر چکا تھا، اپنا خون ضرورت سے زیادہ اپنے وجود کو مٹانے کی خواہش سے دیا تھا، اس دل کی دھڑکن کو خاموش کرنے کے لیے جسے اس نے بے جان سمجھا تھا۔

ابرش، جو منظر دیکھ رہی تھی اس کی آنکھوں میں نمی محسوس ہوئی، اس ہمدردی کی عکاسی جو اندر ہلچل مچا رہی تھی۔

اس نے مہمت کی طرف مڑ کر، اپنی آواز مشکل سے سرگوشی سے زیادہ، کہا "اور تم لوگ اس پر شک کر رہے تھے۔"۔

مہمت، اپنے شک کے وزن سے سامنا کرتے ہوئے، صرف اپنی نظریں چرا سکتا تھا، اپنے غلط شکوک کا خاموش اعتراف۔

•••••••°°°•••••••

پہلے میں اپنے جسم سے نفرت کرتا تھا، اب میں اپنی

سانس سے نفرت کرتا ہوں۔ کیونکہ، میری روح تو آدھی تب چلی گئی جب میں نے اپنی ماں کی حقیقت جانی، اور روح کا آدھا حصہ تب چلا گیا جب میرے دل کی دھڑکن آہستہ آہستہ سانس کھو رہی تھی،".

معراج نے اعتراف کیا، اس کی آنکھیں آگ کی طرح سرخ اور اس کی ناک بھی اسی رنگ میں، جو اس کی مست حالت کو ظاہر کر رہی تھی۔

یہ ایک تاریک رات تھی، جس نے سب کچھ اپنے ویران گلے میں لپیٹ لیا تھا۔

جگہ سنسان تھی، دیواریں ایسے گر رہی تھیں جیسے اپنی بھولی ہوئی شان کا ماتم کر رہی ہوں، اور ایک جنگل بس اس کے سامنے پہرہ دے رہا تھا، اس کا اندھیرا تقریباً زندہ تھا۔

سیاہ زعیم، اس کے ہونٹ بوتل کے کنارے کو چھو رہے تھے، معراج سے سرگوشی کی، "زندگی کبھی کبھی پھول بھی دیتی ہے۔" معراج، سر دزمین پر بیٹھا، دیوار کے سہارے پیچھے کی طرف جھکا، اس کی پوزیشن میں چیلنج اور استسلام کا مکسچر تھا۔

وہ ہنسا—ایک ہنسی جو خوشی سے خالی لیکن تمسخر سے بھری ہوئی تھی، ان کے ارد گرد کی خالی جگہ میں گونج رہی تھی۔

سیاہ زعیم نے اسے دیکھا، وہ حیران ہوا۔ "کیا ہوا، ہنس کیوں رہا ہے؟"

معراج کی ہنسی ختم ہو گئی، اور اس کی نظر، شدید اور گہری، سیاہ زعیم کی طرف ملی۔ "اگر زندگی پھول دیتی، تو کیا آدم کو دنیا میں سزا کے لیے بھیجا جاتا؟ کیا انسان روتے ہوئے پیدا ہوتا؟ زندگی پھول دیتی ہے کانٹوں کے

ساتھ۔ پھر لوگ میری طرح پھول لیتے ہیں، اور کانٹے ان کے ساتھ آتے ہیں، پھر کیا ہوتا ہے کہ ہم قبر میں چلے جاتے ہیں۔"

اس کی آواز قبر کی بات کرتے ہوئے ٹوٹ گئی، اور وہ خالی جگہ میں گھورتا رہا جیسے کچھ دیکھ رہا ہو۔ "وہ پھول ہماری قبر کو سجاتے ہیں، لیکن کوئی نہیں جانتا کہ قبر کے اندر شخص کے ساتھ کیا ہو رہا ہے، کیا اس کی قبر میں پھول ہیں یا کانٹے۔"

اس کی آنکھ سے ایک آنسو نکل گیا۔۔

"تم جانتے ہو، سیاہ زعیم، عفاف نے مرنے سے پہلے کیا کہا تھا؟ کہ جبرائیل معافی مانگے گا اور اللہ اسے معاف کر دے گا۔ میں سوچتا ہوں کہ جبرائیل جیسے لوگ جو غلط زندگی گزارتے ہیں، جو گناہ کرتے ہیں، جو ہر غلط کام کرتے ہیں، اللہ انہیں درست کیسے ہونے دیتا ہے۔ اللہ انہیں راستہ کیوں دکھاتا ہے؟ اللہ انہیں کیوں معاف کرتا ہے؟ وہ اچھے بن جاتے ہیں۔ یہ بول کر کہ ہمارے جیسے ہزاروں گناہ گار ہوں گے جو جنت میں ہوں گے، کوئی رسک ٹیکر بن کر غلط کام کرتا ہے، کوئی ڈیڈی بن کر سب غلط کام کرتے ہیں، پھر زرا سے جوتے پڑتے ہیں تو انکو اللہ یاد آجاتا ہے۔ کیوں؟ یہ کیوں جہنم میں نہیں جائیں گے؟ اللہ انکو کچھ تکلیف دنیا میں دیتا ہے اور انکو سدھار دیتا ہے۔ اللہ انکو کیوں نہیں جہنم میں بھیجے گا؟ میرے جیسے لوگ جو..."

وہ کڑواہٹ سے مسکرایا۔ اس کی گلٹی ابھر کر معدوم ہوئی بات دوبارہ شروع کی "پھر میرے جیسے لوگ ہوتے ہیں جو اچھے ہوتے ہیں، دنیا کی کڑواہٹ انہیں برا بنا دیتی ہے، اور ہم گناہ کرتے

ہیں جو معاف نہیں کیے جا سکتے۔ ہمارے ساتھ ہمیشہ ایسا کیوں ہوتا ہے؟ ہماری زندگی بھی جہنم ہے، اور آخرت بھی۔ ایسا کیوں ہوتا ہے کہ اللہ نہ ہمیں دنیا میں سکون۔ دیتا ہے نہ آخرت میں سکون دیتا ہے؟ وہ ہمیں سزا کیوں دیتا ہے؟ جبکہ۔ ہم برا انسانوں کی وجہ سے ہی بنتے ہیں"

سیاہ زعیم نے جواب دیا، "'دنیا کی کڑواہٹ میں نہ پھنسو۔ دنیا ایک جھوٹ ہے۔ بس اللہ کی رسی کو تھامے رہو۔ اگر تم اللہ کی رسی کو تھامے رہو گے، تو سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا۔ دیکھو ہمارے نبیوں نے کتنی مشکلات دیکھی تھیں۔ کیا وہ بدلے،" اس نے گہرا۔ سانس لیا "خیر ہم عام لوگ ہیں، ہم شیطان کے بہکاوے میں ہیں۔ ہم نہیں جانتے کہ اللہ ہمیں معاف کرے گا یا نہیں، ہم بہت گناہ گار ہیں۔"

معراج نے اسے گیلی آنکھوں سے دیکھا۔۔ "مجھے جہنم سے ڈر لگتا ہے پتا نہیں کیا ہو گا میرا میں بہت ڈرتا ہوں "۔

سیاہ زعیم نے بوتل کو ساتھ رکھا اور اسکو گلے لگایا "کوئی نہیں ہم ساتھ ساتھ ہیں" وہ گنگنایا تھا۔۔ وہ پھر ہنسا۔ "اللہ جب جبرائیل جیسے لوگوں کو جنت میں بھیج سکتا ہے تو وہ ہمیں بھی بھیج ہی دے گا میں نے تو ہمیشہ غلط لوگوں کو ہی قتل کیا ہے اور تو نے بھی۔۔ جیسے تیری دادی تیری اماں کو برا بھلا کہتی تھی تو تو نے بدلہ لے لیا اور پیچھے رہے وہ چار ٹھرکی انکا قتل سمجھ لے جائز تھا۔۔ بس بات ختم۔۔"۔ سیاہ زعیم پیچھے ہوا تو معراج نے اسے امید بھری نگاہ سے دیکھا کہ وہ اسکو۔ اس سوال کا جواب بھی دے گا جسے معراج کے دل کو تقویت پہنچے گی "اور عفاف"

سیاہ زعیم نے نیچے دیکھا پھر معراج کو "وہ تو اسے آخرت میں معافی مانگ لی کوئی نہیں معاف کر دے گی تیری وجہ سے وہ جنت میں گئی ہے"۔

معراج ہنسا۔۔"مجھے جلدی مرنا ہے خودکشی نہیں کرنی مجھے۔میں بس چاہتا ہوں میں مر جاؤں"۔۔

سیاہ زعیم زور سے ہنسا"جب تیرا مرنے کا دل ہوا تو مجھے بتادی میں تیرے نام کی سپاری دے دوں گا تیرے گناہ پھر اس شخص کے اوپر آجائیں گے"سیاہ زعیم نے اپنی عقل کی دات اور تعریف بٹورنے کے لیے معراج کو دیکھا اور بائیں ابرو دو بار اچکائی معراج پھیکا سا مسکرایا"وہ بھی تو خودکشی ہو گی"سیاہ زعیم بولا"میں تجھے بتائے بغیر تجھے مرواؤں گا کیونکہ مجھے پتا ہے تو مجھے معاف کر دے گا اور اپنے ساتھ جنت میں لے جائے گا"۔۔

معراج نے اسے گہری نظروں سے دیکھا"میں یہاں پر کہہ رہا،ہوں اللہ کی قسم اٹھا کر کیونکہ دو لوگوں کے درمیان ہمیشہ تیسرا اللہ ہوتا ہے میں اللہ کو حاضر جان کر کہتا ہوں کہ میرا قتل تجھ پر حلال ہے میرا خون تجھ پر حلال ہے میں جب پکڑا جاؤں جب پولیس میرے پیچھے ہو تو تو میرا قتل کروا دینا میں نے اپنا قتل تجھ پر جائز کیا"۔۔۔

سیاہ زعیم مسکرایا اور اسے تالی ماری۔"تو پھر ڈر مت جو باقی کی زندگی ہے کچھ وقت کی اچھے سے گزار مزے کر"۔۔

معراج نے شراب کی بوتل کو دیکھا "اب سے شراب نہیں پینی یہ پہلی اور آخری بار تھا"

معراج نے بوتل کو دیوار کی جانب اٹل وعدے کے ساتھ پھینکا، ایک عہد کی تجدید کرتے ہوئے کہ وہ اب شراب کو ہاتھ نہیں لگائے گا۔ بوتل دیوار سے ٹکرائی، کرچی کرچی ہو کر زمین پر بکھر گئی۔ اس کے بعد، اس نے آدھے کٹے لیمبو کو اٹھایا اور اسے چوسنے لگا۔ لیمبو کی ترشی نے اس کے دماغ کو چھو لیا، اور اس نے اپنا سر جھٹکا، آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ اس کے چہرے پر ایک مضحکہ خیز تاثر ابھرا، جیسے وہ کہہ رہا ہو، "یہ کیا چیز ہے؟"، جیسے کوئی شرارتی بچہ کھٹے ذائقے سے جوجھ رہا ہو۔

••••°••••

صبح کی پہلی کرنوں کے ساتھ نیا دن طلوع ہوا، اور عدالت کی عمارت مضبوطی سے کھڑی تھی، اس کی سنجیدہ موجودگی قانونی ڈرامے کے پس منظر میں تھی۔

امروز کی کارروائی نے توقع کی فضا قائم کر دی تھی، جو جج کے اعلان سے مزید بڑھ گئی تھی۔ جج کی ہوا میں گونجتی آواز کچھ یوں تھی "آپ کے پاس حتمی ثبوت پیش کرنے کے لیے تین ماہ ہیں۔" یہ ایک ایسا بیان تھا جس نے راحت بھی دی اور ایک مشکل ڈیڈ لائن بھی۔۔ جو بھی تھا آواز ہوا میں گڈ مڈ ہوتے گھل گئی۔۔۔

عدالت کے سامنے کی سڑک نظم و زبردستی کا منظر پیش کر رہی تھی، پولیس کی گاڑیاں قطار میں کھڑی تھیں، ان کی بتیاں اندر کی فوریت کی خاموش بازگشت تھیں۔

جبرائیل، جس کا مستقبل داؤ پر لگا تھا، ہتھکڑی لگا کر لے جایا گیا، سکندر، یوسف، اور دیگر کے ساتھ جن کے چہرے عزم اور فکر مندی کا مرکب تھے۔

مریم، جس کا لباس پیشہ ورانہ اور ثقافتی شناخت کا امتزاج تھا، ہنگامے کے درمیان متوازن چلتی تھی۔ اس کی اونچی پونی ٹیل، سفید شلوار قمیض، اور کالا کوٹ صرف لباس نہیں بلکہ انصاف کی جنگ میں اس کا حفاظتی لباس تھا۔

میڈیا، جو ہمیشہ موجود رہتا ہے، ان سب کے گرد جمع ہو گیا، ان کے کیمرے اور سوالات مداخلت کرنے والے لیکن ضروری تھے۔

ایک صحافی کی تحقیق نے یوسف کی سکونت کو چھیدنے کی کوشش کی۔ "مسٹر یوسف، آپ اپنی بیٹی کے قاتل کے لیے عدالت آئے ہیں۔"۔

یوسف کا جواب اس کے صبر اور انصاف کی امید کا گواہ تھا۔ "کبھی کبھی آنکھوں کو جو نظر آتا ہے وہ جھوٹ ہوتا ہے، اور بغیر ٹھوس ثبوت کے، میں فیصلہ نہیں کرتا۔"۔

ایک اور سوال، اس بار مریم کے لیے، شور میں سے کاٹ کر نکلا۔ "مریم، کیا آپ کو امریکہ میں کوئی کیس نہیں مل رہے تھے؟ آپ پاکستان کیوں آئیں؟"۔

مریم کا جواب ذہانت اور اعتماد کا مرکب تھا۔ "امریکہ میں کیسز؟ وہ تو بہت تھے۔ لیکن میں غیر معمولی کو ترجیح دیتی ہوں، ان چیلنجز کو جو زندگی میں جان ڈالتے ہیں۔ میں پاکستان اس لیے نہیں آئی کیونکہ مجھے ضرورت تھی، بلکہ اس لیے کہ میں چاہتی تھی۔ یہ کیس صرف جغرافیائی معاملہ نہیں ہے؛ یہ قانونی تعاقب کی سرشاری کے بارے میں ہے، اس پہیلی کی پیچیدگی کے بارے میں جو میرے سامنے ہے۔"۔

آخری مسکراہٹ کے ساتھ، وہ دوسروں کے ساتھ شامل ہو گئیں جب وہ اپنی اپنی گاڑیوں کی طرف بڑھے—جبرائیل پولیس وین میں، اور سکندر، یوسف، اور مریم اپنی کار میں۔

جج کے الفاظ ان کے ذہنوں میں گونج رہے تھے، سچ کو انکشاف کرنے کے لیے تین ماہ کی الٹی گنتی۔ جب وہ چلے گئے، عدالت کی عمارت پس منظر میں چھوٹ گئی، اس کی دیواریں آنے والے فیصلے کا وعدہ رکھتی تھیں۔ کیس طویل تھا، لیکن حقیقت کی تلاش کبھی تھکتی نہیں ہے۔

••••°••••

معراج بستر کے کنارے بیٹھا تھا، ایل ای ڈی اسکرین کی روشنی اس کے چہرے پر جھلملاتے سائے ڈال رہی تھی

اسکرین پر مریم کی کلپ چل رہی تھی، اس کی تصویر کمرے کی روشنی کے مقابلے میں واضح تھی۔

اس کے ہاتھ میں ازازیل، تھا، جس کی کھال چمک رہی تھی جب معراج کی انگلیاں اس کے سر پر نرم نمونے بنا رہی تھیں۔

اس کی نظریں اسکرین پر جمی تھیں، لیکن اس کا ذہن کہیں اور تھا، خیالوں کی بھول بھلیوں میں کھویا ہوا۔

"یہ وہ لڑکی ہے، جبرائیل کی آدھی بیوی، اس کے بیٹے کی ماں،" وہ مسکراہٹ کے ساتھ سوچ رہا تھا جو اس کی آنکھوں تک نہیں پہنچی تھی۔

یہ ایک مسکراہٹ تھی جس میں مکروہت تھی، اندرونی اضطراب کی عکاسی کرتی ہوئی۔ "سکندر صاحب، تم نے بغیر جانے ایک غلطی کی۔ تم اسے یہاں لائے، سوچا کہ یہ تمہاری عزت بچائے گی لیکن افسوس..."۔

اس کی آواز دھیمی پڑ گئی جب اس نے ازازیل کو پالش کی ہوئی لکڑی کے فرش پر رکھ دیا، جو دائیں طرف کی شیشے کی کھڑکی سے آتی ہوئی دھوپ کو عکس کر رہا تھا۔

کھڑکی سے پہاڑوں کا خوبصورت منظر نظر آ رہا تھا، معراج کو گھیرے ہوئے اندھیرے سے دور ایک دنیا۔۔ معراج پیچھے ہوا اور ٹی وی کو انہماک سے دیکھتے بولا

"دیکھو سکندر صاحب، زمانے کی یہ کروٹ بھی عجیب ہے۔ جس عزت کی خاطر تم نے میری ماں کو رسوائی کی نظر کر دیا، آج وہی داغ تمہارے اپنے سگے بیٹے کے دامن کو گہرا کر گیا ہے۔ اب جب اللہ کا حساب آن پڑا

ہے، تو کیا راستہ اپناؤں گے تم؟ کیا اب بھی عزت کی دیواریں قائم رہیں گی، یا وقت کے اس چکر میں سب کچھ بکھر جائے گا؟" معراج شیطانی مسکرایا تو دفعتاً

سانپ آزادی کے رقص کی طرح چپ چاپ سرک گیا، جب معراج کے خیالات اندر کی طرف مڑ گئے۔

اس نے اپنا سر ہلا دیا، انکار کی ایک حرکت، ان بنیادی جبلتوں کے سامنے جھکنے سے انکار کرتے ہوئے جو اس پر پنجے گاڑ رہی تھیں۔ "نہیں، معراج تو ایک قاتل ہو سکتا ہے، لیکن اتنا ذلیل نہیں کہ کسی عورت کی عزت کو داغدار کرے۔ اگر اللہ نے اس کی عزت کو محفوظ رکھا ہے، ان دو کا پردہ رکھا ہے تو میں کون ہوتا ہوں کہ ایسا کچھ کروں؟ اگر میں آج اس کی عزت کو بچاؤں گا انکا پردہ رکھوں گا، تو شاید قیامت کے دن اللہ مجھے بھی محفوظ رکھے۔ اللہ مجھے معاف کر دے،"۔

اس نے سرگوشی کی، نجات کی ایک درخواست۔

اس کے ہونٹوں پر ہلکی مسکراہٹ تھی، اندھیرے میں امید کی ایک جھلک۔ اس نے گہری سانس لی، ایک خاموش دعا اس کے ہونٹوں سے نکلی۔ "میں دعا کرتا ہوں کہ جبرائیل کے بچے کی قسمت میری طرح نہ ہو۔ کاش وہ اچھی زندگی گزارے، نیک انسان بنے، اور دنیا کی سفاکی سے داغدار نہ ہو، وہ میری طرح نہ بنے۔" جب وہ بول رہا تھا، اس کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے، ہر ایک اس پچھتاوے کی خاموش گواہی تھی جو اس کی روح پر بھاری تھی۔

°°°••••••°°°

ماہر کا دفتر، آئی ایس آئی ہیڈ کوارٹرز کے زیرزمین بنکر میں واقع تھا، جو اسلام آباد کے سیونتھ ایونیو کے قریب، رفہ یونیورسٹی کے نزدیک تھا۔

اس کا کمرہ نظم و نسق اور افراتفری کا ایک عجیب امتزاج پیش کرتی تھی۔

دیواروں پر کسی بھی قسم کی زینت کا فقدان تھا، سوائے پاکستان کے نقشے کی ایک بڑی تصویر کے، جو ایک فخریہ انداز میں دیوار پر آویزاں تھی۔

کمرے کی سادگی اس کے مقصد کی عکاسی کرتی تھی، جہاں ہر چیز کو ایک خاص ترتیب سے رکھا گیا تھا

، مرکزی میز پر بکھرے ہوئے سامان کے درمیان، ماہر اپنے کام میں مگن تھا، ابرش کے موبائل فون کو ایک پیچکس کے ساتھ میکانکی طریقے سے مرمت کر رہا تھا، جو کہ ایک بری گراوٹ کا شکار ہوا تھا۔

اس کا کام کا مقام اس کے پیشے کی گواہی تھا، میز کے دائیں طرف ایک کھلا ٹول باکس تھا، جس کا سامان بڑی احتیاط سے ترتیب دیا گیا تھا تاکہ آسانی سے استعمال کیا جا سکے۔

ماہر، جو کہ ایک مثالی ماہر تھا، نے چشمہ پہن رکھا تھا جو اس کی ناک کے پل پر ٹکا ہوا تھا، اور اس کی کالی شرٹ کی آستینیں تیاری کے لیے چڑھی ہوئی تھیں۔

وہ موبائل فون پر جھکا ہوا تھا، اس کی توجہ بے لچک تھی یہاں تک کہ اس کے اپنے فون کی تیز گھنٹی نے توجہ طلب کی۔

کالر آئی ڈی دیکھ کر اس کے ہونٹوں پر ایک مسکراہٹ پھیل گئی،:"گھٹیا آدمی کی ہارٹ بیٹ۔"

یہ ایک نجی مذاق تھا، ایک نام جو اس کے رابطوں میں درج نہیں تھا، جو اس کی گمنامی کے شوق کو ظاہر کرتا تھا۔

اس نے پیچکس کو ایک طرف رکھ دیا اور اپنی کرسی میں پیچھے کی طرف جھک گیا، ایک روانی سے حرکت کے ساتھ جس نے کرسی کو اس کے پہیوں پر گھومتے ہوئے بھیج دیا۔

دوسرے سرے پر آواز ملامت آمیز تھی، مایوسی کے ساتھ۔ "تم کہاں ہو؟ تمہیں شرم آتی ہے؟ تمہارے بیٹے کی پہلی سالگرہ تھی۔۔اور تم۔۔"۔

لفظ چبھا کر ادا کیا گیا۔ "تم اس میں موجود نہیں تھے۔ تم بہت ہی قابل نفرت شخص ہو۔۔اتنے گھٹیا کیوں ہو تم کہیں سے کورس کیا ہے تم نے گھٹیا پن میں۔ ہم سے تو ایسے کام نہیں ہوتے حد ہے چچ۔۔"۔

ماہر کی مسکراہٹ برقرار رہی، حالانکہ اس نے ایک سنجیدہ لہجہ اپنایا، اپنی مسرت کو مکمل طور پر دبا نہیں سکا۔

"انشاءاللہ آگے اور بچے ہوں گے انکی پہلی سالگرہ اٹینڈ کر لوں گا،" اس نے جواب دیا، اس کی بات چیت ہلکی تھی باوجود اس کے کہ الزام کی سنگینی کے۔

"تم کہاں ہو؟" آواز نے دباؤ ڈالا، جوابات کی تلاش میں۔

پانی کا ایک گھونٹ لیتے ہوئے، ماہر نے جاسوسی کی ایک بناوٹی کہانی کے ساتھ جواب دیا۔ "چچا، اس کے بارے میں مت پوچھو،، یہ ایک خفیہ مشن ہے۔ میں مقبوضہ فلسطین میں ہوں۔ ایسے بار بار مت کال کرو؛ میں پکڑا جاؤں گا۔ تم کیوں چاہتی ہو کہ تم کم عمر میں بیوہ ہو جاؤ۔۔ کیا اتنی تنگ ہو تم مجھ سے لڑکی؟"۔

کالر کی آواز میں خوف واضح تھا۔ "اللہ!!" چونک کر بولا گیا۔۔ پھر آواز ہلکی ہوئی "یا حیاتی۔۔۔ اللہ تمہاری حفاظت کرے۔۔۔

میں سمجھی کہ تم پاکستان میں ہو۔ مجھے کیا خبر کہ تم ان نیلے سفید جھنڈے والے کچرے کے کیڑوں کے درمیان میں ہو۔۔ اللہ یہ صیہونی تو بہت برے ہوتے ہیں تم انکے بیچ میں کیا کر رہے ہو"۔۔

اپنی زندگی کو بری طرح سے ماہر نے بے وُقوف بنایا تھا خیر اکثر زندگی ہمیں بے وُقوف بناتی ہے ماہر الٹا تھا وہ زندگی کو بے وُقوف بناتا تھا۔۔

ایک قہقہہ دباتے ہوئے، ماہر نے کھیل کو جاری رکھا۔ "چلو، کال کاٹو۔ ایسے بار بار مت کال کرو میں پکڑا جاؤں گا۔"

دوسرے سرے پر فوریت واضح تھی۔ "اوکے اوکے، بس یہ کہنا تھا کہ اَنا بحبک ۔۔ جلدی واپس آ جاؤ۔ مجھے تمہارا۔ انتظار ہے"

ماہر کی ہنسی اس کی آواز سے مدھم پڑ گئی، جو ایک نرم اور زیادہ محبت بھرے لہجے سے بدل گئی۔ "میں آؤں گا، لڑکی، اب جاؤ۔ تمہارا رونا میرے لیے زہر کا کام کر رہا ہے روتی ہوئی تمہاری آواز۔ کسی، بمب کی گرج سے زیادہ خطرناک ہے۔"

لیکن نرمی کچھ دیر کے لیے ہی تھی کیونکہ آواز نے جواب دیا، "تم واقعی گھٹیا انسان ہو۔ میں رو رہی ہوں، اور تم مجھ سے ایسے بات کر رہے ہو۔۔۔ جلدی واپس آجاؤ ورنہ تمہیں پتا ہے میرا کہ میں کیا چیز ہوں"۔

کال اچانک ختم ہو گئی، ماہر کو اس کے خیالات کے ساتھ تنہا چھوڑ کر۔ وہ ایک لمحے کے لیے سکرین کو دیکھتا رہا، ایک مسکراہٹ ابھی بھی اس کے چہرے پر تھی،

ماہر نے اپنی کرسی کو پیچھے کی طرف گھمایا اور ٹیبل کی جانب متوجہ ہوا۔

اس نے کرسی کے پہیوں کو آگے کی طرف دھکیلتے ہوئے، دوبارہ موبائل فون کی جانب جھک کر اپنے محتاط کام کو شروع کر دیا۔ اس کے ہاتھ میکانکی مہارت سے حرکت کر رہے تھے، جیسے وہ کسی پیچیدہ پہیلی کو حل کر رہا ہو۔

"ماہر کا اندازہ کبھی غلط نہیں ہوتا۔ اگر میری سکستھ سینس کہہ رہی ہے کہ اس موبائل میں کچھ ہے، تو یقیناً اس میں کچھ ایسا ہو گا جو ہمیں قاتل تک پہنچائے گا۔ تو جو کوئی بھی ہے ماہر سے نہیں بچ سکتا۔۔"۔

اس کے بولتے ہوئے، اس کے چہرے پر پہلے کی مسکان کا نام و نشان نہیں تھا۔

اب اس کے چہرے پر تشویش کی ایک گہری لکیر نظر آ رہی تھی، جیسے وہ کسی بڑے راز کے قریب پہنچ چکا ہو۔

اس کی آنکھوں میں ایک عجیب سی چمک تھی، جو اس کے اندر کی گہرائیوں میں چھپے ہوئے راز کو ظاہر کر رہی تھی۔ اور پھر وہ دوبارہ اپنے کام میں مگن ہو گیا، ایک میکانک کی طرح جو اپنے فن کے ساتھ کھیل رہا ہو۔

••••°°°••••

جیل کی کوٹھری ایک سرد اور بے رحم جگہ تھی، جہاں کی گہری خاموشی کو صرف مریم کے پیچھے ہٹتے قدموں کی آواز ہی توڑتی تھی۔ جبرائیل، جس کے ہاتھ سلاخوں کے گرد لپٹے ہوئے تھے، مایوسی سے بھری آواز میں پکارا، "رکو۔"

مریم رک گئی، اس کا سایہ دھیمی روشنی میں نمایاں تھا، اور اس نے مڑ کر اس کا سامنا کیا۔

ہوا میں ایک نمایاں کشیدگی تھی، ان کے درمیان ان کہی باتوں کا بوجھ لٹک رہا تھا۔

"تم یہاں میرے لیے آئی ہو،" جبرائیل نے کہا، امید اور غیر یقینی کے ملاپ سے بھری آواز میں۔

مریم کی مسکراہٹ میں طنز تھا، اس کی آنکھوں میں سخت فیصلوں کی ایک تاریخ جھلک رہی تھی۔

"تم ایسا کیوں سوچ رہے ہو، مسٹر جبرائیل؟ بالکل بھی نہیں۔ میں یہاں تمہارے لیے نہیں آئی میں یہاں اس کیس کی وجہ سے ہوں۔ میں خطرات مول لینے والی ہوں، صرف نام کی نہیں بلکہ عمل سے بھی۔ میں اپنی غلطیوں کا سامنا کرتی ہوں؛ میں ان سے چھپتی نہیں ہوں"۔

اس نے یقیناً جبرائیل کو طنز کیا تھا

جبرائیل کی نظریں جھک گئیں، اس کی آنکھوں میں پچھتاوے کے سائے تھے۔ "میں شرمندہ ہوں۔ میں کبھی بھی سکون میں نہیں رہا،"۔

اس نے اعتراف کیا، اس کی آواز مشکل سے سنائی دیتی تھی۔ "میں نے تمہیں امریکہ میں تلاش کیا، ہارورڈ میں تمہارے ہم جماعتوں سے پوچھا، لیکن کچھ پتا نہیں چلا۔۔۔ اور ہار کر، میں پاکستان واپس آ گیا۔"۔

مریم کے چہرے کے تاثرات نرم پڑ گئے، اس کی مسکراہٹ اب ایک غمگین سمجھ بوجھ سے بھری ہوئی تھی۔ "ہم دونوں نے جو گناہ کیا وہ مجھے گہرے ڈپریشن میں لے گیا۔ قرآن نے مجھے رہنمائی دی، مجھے میری مایوسی سے اٹھایا۔ اس نے مجھے کئی مشکلات سے باہر نکالا۔ میں نے اسلام قبول کیا، اور اب میرا دل سکون میں ہے۔۔۔"۔

جبرائیل کا اعتراف خام تھا، اس کی آواز جذبات سے بھری ہوئی تھی۔ "میں پر سکون نہیں تھا۔ میں نے اس دل کو منع کیا تھا کہ وہ عفاف کو اپنے جزبات نہ بتائے وہ دکھی ہو گی۔۔۔ میں سمجھتا تھا کہ میں تمہیں تلاش کر کے اور تم سے شادی کر کے اس گناہ کو درست کر سکتا ہوں۔"۔

کوٹھری کی سختی میں، ان کی گفتگو اعتراف اور معافی کی ایک رقص تھی، ایک ایسی جگہ میں رابطے کا ایک لمحہ جو تنہائی کے لیے بنائی گئی تھی۔

مریم کی موجودگی، اس کے الفاظ، اور ان کے ماضی کی مشترکہ تسلیمی، جبرائیل کے لیے اس کی قید کی بے رونقی میں واحد تسلی تھی۔۔۔

جبرائیل کا چہرہ پچھتاوے اور آرزو کی تصویر بنا ہوا تھا۔ اس کے ہاتھ سرد سلاخوں کو مضبوطی سے تھامے ہوئے تھے، اس کی کنکھیوں کی سفیدی ایک ایسے شخص کی گرفت کو ظاہر کر رہی تھی جو اپنی آخری امید کو تھامے ہوئے تھا۔

"لیکن میں عفاف سے محبت کرتا ہوں میں خود کو روک نہیں پایا کہ میں اپنی محبت کا اعتراف اسے کروں میرے لیے یہ مشکل تھا کہ اسکو کسی اور کا ہوتے ہوئے دیکھوں"۔

اس نے سرگوشی کی، اس کی آواز محبت اور ماتم کا مرکب تھی۔ "کاش ہم نشے میں نہ ہوتے، اس رات بار میں نہ گئے ہوتے، تو یہ سب نہ ہوتا۔ ہماری زندگیاں معمول کے مطابق ہوتیں۔"۔

مریم کا جواب ایک اداس مسکراہٹ تھی، اس کی آنکھوں میں سخت سبق سیکھنے کی دانائی جھلک رہی تھی۔ "تم مسلمان تھے، تو یہ سب اسلام میں حرام ہے۔ تم نے یہ سب جانتے ہوئے بھی یہ کیوں کیا؟" اس نے پوچھا، اس کی آواز نرم تھی لیکن اس میں ان کہی فیصلے کی وزنیت تھی۔

جبرائیل کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے، اس کے اعمال کا غم ابل پڑا۔ "میں دھوکے میں آگیا تھا، میں نے گناہ کیا تھا، میں لالچ میں آگیا تھا، میں بہک گیا تھا"۔

اس نے اعتراف کیا، اس کی آواز اس کے گناہوں کی بات کرتے ہوئے ٹوٹ گئی۔ "اس قید میں میں نے اللہ سے معافی مانگی ہے، اپنی غلطیوں کو درست کرنے کا موقع مانگا ہے،۔۔ میں گناہ گار ہوں صرف تمہارا نہیں بلکہ عفاف کا بھی اگر معراج اس کا قاتل ہے ماہر کا شک حقیقت ہے تو میں بھی عفاف کا قاتل ہوں۔"۔

یہ بولتے اس کی آواز کانپ گئی

وہ نیچے دیکھ رہا تھا، اس کی نظریں مریم کی آنکھوں سے ملانے کی ہمت نہیں کر پا رہی تھیں، جیسے وہ اپنے گناہوں کی گہرائی کو ظاہر کر رہا تھا۔ "جیسے میں نے تمہارا ابارشن کروایا تھا،" اس نے کہا، الفاظ مشکل سے سرگوشی میں نکلے۔

مریم کے چہرے کا تاثر نرم اصلاح کی طرف بدل گیا، اس کی آنکھوں میں ہمدردی کی نرمی تھی۔ "تمہیں کیا لگتا ہے کہ میں نے ایسا کیا تھا۔ وہ نظر کا دھوکا۔ تھا میں نے تم سے جھوٹ بولا تھا؟"۔

اس کے لہجے میں ایک ایسی حقیقت کا اشارہ تھا جو ابھی ظاہر نہیں ہوئی تھی۔

جبرائیل کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں جب وہ جاری رہی، "میں نے ایسا نہیں کیا۔ تمہارے بیٹے کا نام جبریل ہے اس کا نام تمہارے نام پر ہے،۔ تم نے مجھ سے محبت نہیں کی، لیکن میں نے تم سے کی — سچی محبت۔ تمہاری محبت میرے لیے ایک سبق بن گئی، اور اس سبق سے میں نے اسلام پایا، حالانکہ قیمت بہت زیادہ تھی۔"

جبرائیل نے اپنے آنسو صاف کیے، اس کے چہرے پر ناقابل یقین کی لکیریں تھیں۔ "کیا وہ زندہ ہے؟" اس نے پوچھا، اس کی آواز نئی امید سے کانپ رہی تھی۔

"ہاں،" مریم نے تصدیق کی، اس کی آنکھوں میں بھی آنسو چمک رہے تھے۔

وہ اسے ایک امید بھری نظر سے دیکھتے بولا "کیا میں اسے مل سکتا ہوں"۔

وہ دنیا کا پہلا شخص تھا شائید جس کے نام پر اس کے بیٹے کا۔ نام تھا وہ جبرائیل تھا تو بیٹا جبریل۔۔

مریم نے سر ہلایا، اس کی آواز جذبات کے باوجود مستحکم تھی۔ "ہاں، تم اس سے مل سکتے ہو۔ میں اسے تمہارے پاس لاؤں گی۔"۔

جبرائیل کی قسم پختہ تھی، اس کا عزم واضح تھا۔ "میں اس سے ملوں گا، میں اسے دنیا کی ہر خوشی دوں گا،" اس نے وعدہ کیا، اس کے ہاتھ سلاخوں کو چھوڑتے ہوئے جیسے وہ ایک ایسے مستقبل کو گلے لگانے کے لیے تیار ہو جس کا اس نے کبھی تصور بھی نہیں کیا تھا۔۔

جبرائیل کا عزم ناقابل تسخیر تھا جب وہ اپنے والد کی غلطیوں کی بات کر رہا تھا، معراج کی زندگی بھر کی محبت کی تلاش، اور اپنی خواہش کہ وہ اپنے بیٹے کو اسی راستے پر چلنے سے روکے۔ "میں اسے تمام خوشیاں دینا چاہتا ہوں، اسے اپنا خون، اپنا بیٹا بنانا چاہتا ہوں۔ میں کسی سے نہیں ڈرتا۔ اللہ نے مجھے دوسرا موقع دیا ہے، اور میں اپنے بیٹے کو ہر خوشی دوں گا۔"

ان دو کے آنسو غم اور خوشی کا ملا جلا مرکب تھے ماضی کے گناہوں کی صفائی اور نجات کی طرف امید بھری نظر۔ "تم دنیا کے سامنے اسے اپناؤں گے، تمہارا خاندان کیا اسے اپنائے گا،" مریم نے قائل کن آواز میں کہا۔۔۔۔

جبرائیل نے اپنے آنسو پونچھے، اس کا چہرہ مقصد کے ساتھ سیٹ تھا۔ "مجھے اس گناہ کا کفارہ کرنا ہو گا جو میں نے کیا ہے۔ مجھے اب کسی کی پرواہ نہیں ہے۔ میں اپنے بیٹے کی زندگی جہنم نہیں بننے دوں گا۔ میں اپنے والد کی غلطیاں نہیں دہراؤں گا۔ میں صرف اپنے بیٹے کو ہی نہیں، بلکہ تمہیں بھی دنیا کے سامنے اپناؤں گا۔ اگر کسی کو اس سے مسئلہ ہے تو میں سب کو چھوڑ دوں گا۔ مگر میں اپنے بیٹے کو محرومیوں کی زندگی نہیں گزارنے دوں گا وہ یہ سب ڈیزرو

نہیں کرتا کہ وہ نہ کردہ گناہ کی سزا کاٹے"۔

مریم کے آنسو اب آزادانہ بہہ رہے تھے، اس کے دل کو اس کے الفاظ چھو گئے تھے۔ مگر پھر بھی ایک تشویش تھی "اور یوسف صاحب کا کیا ؟" اس نے پوچھا، اس کی آواز جذبات سے کانپ رہی تھی۔

جبرائیل نے سر جھکایا، اس کا عزم غیر متزلزل تھا۔ "میں نہیں جانتا کہ میں انکو کیا جواب دوں گا میں کیا کہوں گا وہ مجھ سے پوچھیں گے کہ تم نے میری بیٹی کو کیوں امید دلائی تو میں کیا جواب دوں گا، لیکن میں اپنے والد کا گناہ نہیں دھراؤں گا۔ ہم کل نکاح کریں گے۔ میرے بابا اور مہمت کو آج یہاں لے آؤ پلیز۔ مجھے انہیں یہ سب کچھ بتانا ہے۔"

مریم نے ایک نظر جبرائیل کو دیکھا اور نظریں چرائیں.. پھر دوبارہ اسے دیکھ اثبات میں سر ہلایا۔

اس کے ساتھ، مریم مڑی اور چلی گئی، اس کی جھلک سیل کے پار روشنی میں غائب ہو گئی، جبرائیل کو اس کے عہدوں اور نئی شروعات کے وعدے کے ساتھ اکیلا چھوڑ گئی۔

.....°°°.....

کشیدگی سے بھرے کمرے میں، سکندر پیشانی پر شکنیں ڈالے بیٹھا تھا، ہر خاموش لمحے کے ساتھ اس کی پیشانی کی لکیریں گہری ہوتی جا رہی تھیں۔

کرسیاں ایک میز کے گرد لگائی گئی تھیں جو ان چند لوگوں کے لیے بہت بڑی محسوس ہوتی تھی، ان کے دلوں کے درمیان فاصلے کی علامت۔

جبرائیل، اپنے ہاتھ مضبوطی سے جوڑے، خاموشی کو ایک ایسے سوال سے توڑا جو بھاری نتائج سے بھرپور تھا۔ "ڈیڈ، آپ کیا کہتے ہیں؟"۔

سکندر کی نظریں اپنے بیٹے سے ملیں، اندر ہی اندر فکر کا طوفان اٹھ رہا تھا۔ "لوگ ہمارے بارے میں کیا کہیں گے ہماری ساکھ اس کا کیا ہو گا؟" معاشرتی فیصلے کا بوجھ اس پر دباؤ ڈال رہا تھا۔

جبرائیل نے گہری سانس لی، ہوا پرانی لکڑی کی خوشبو اور شکوک سے بھری ہوئی تھی۔

"اگر کل میرے بیٹے کی زندگی برباد ہو جائے، تو میں اس کو کیا جواب دوں گا؟ سب سے بڑھ کر، میں اللہ کو کیا جواب دوں گا؟ میں اپنے گناہ کو درست کرنا چاہتا ہوں،" اس نے اعلان کیا، اس کی قرارداد دیواروں سے ٹکرا رہی تھی۔

یوسف، جس کی نظریں فرش پر جمی ہوئی تھیں، مایوسی سے بھری آواز میں بولا۔

"اگر ایسا کچھ تھا، جبرائیل، تو تم مجھے بتا سکتے تھے۔ اگر معراج عفاف کے قتل کے پیچھے ہوا، خدانخواستہ تو تم جانتے ہو اس نے کیوں قتل کیا ہو گا تمہیں کیا ضرورت تھی عفاف سے اپنی محبت کا اظہار کرنے کی اس کو حقیقت بتا سکتے تھے تم مجھے یہ سب بتا سکتے تھے۔"۔

جبرائیل کی آنکھیں تنگ ہو گئیں، شرم کے درمیان ایک جھلکی دفاعیت کی۔

"یوسف، چاچو میں شرمندہ ہوں، لیکن میں عفاف سے بھی محبت کرتا ہوں، میں نہیں دیکھ سکتا تھا کہ وہ کسی اور کی ہو میں جزباتی ہو گیا تھا میں ایک گھٹیا انسان ہوں"۔

نظریں جھکاتے آنسو اس کی آنکھوں سے ٹپکا اس نے قبول کیا، اس کی آواز اقرار اور پشیمانی کا مرکب تھی۔

یوسف نے اسے مزید چیلنج کیا، "اگر مریم پہلے آتی اور اس وقت عفاف زندہ ہوتی، تو تم کیا کرتے؟"۔

جبرائیل کی آنکھیں گھومیں، کمرے کے کونوں میں جواب تلاش کرتی ہوئیں۔

"تمہارے پاس کوئی جواب نہیں ہے،"۔

یوسف نے کہا، اس کی سکونت اندرونی افراتفری کے برعکس تھی۔ "لیکن اس وقت، میں خود عفاف کو پیچھے کر دیتا کیونکہ میں نے دیکھا ہے کہ معراج، کے ساتھ کیا ہوا ہے، وہ کن سختیوں سے گزرا ہے میں نہیں چاہتا تاریخ اب اس معاملے میں دوبارہ خود کو دہرائے میں اس فیصلے میں تمہارے ساتھ ہوں۔ جو ہوا وہ تم دونوں نے کیا۔ اس بچے کا کوئی قصور نہیں ہے وہ تمام خوشیوں کا حقدار ہے اگر تم نے اس کے ساتھ کوئی ناانصافی کی تو تم مجھے اپنے مقابلے میں پاؤ گے۔۔۔"

۔۔یوسف نے ایک تنبیہی نظروں سے جبرائیل کو دیکھا جبرائیل تشکریہ اس کو دیکھ مسکرایا۔۔اور

سکندر، پچھتاوے سے مغلوب، اپنی ماضی کی بے عملیوں پر غور کر رہا تھا۔ کاش وہ معراج۔ اور مہک کے لیے کھڑا ہوتا، کاش معراج کو اپنے باپ کی محبت محسوس ہوتی، اور ماہک غم میں نہ ڈوبتی اور نہ اس کی موت ہوتی۔

وہ بیٹھا، چھوٹا اور سن محسوس کر رہا تھا۔۔ ان جذبات کو روکنے کی کوشش کر رہا تھا جو بہہ نکلنے کو تھے۔

جبرائیل، اپنی درخواست کو مشکل سے سرگوشی سے زیادہ بلند کرتے ہوئے، سکندر کی طرف مڑا۔ "ڈیڈ پلیز۔" اس کی آنکھیں التجا کے تالاب تھیں، جو اس شخص سے معافی کی تلاش کر رہی تھیں جس کی وہ عزت کرتا تھا۔

سکندر کی سوچوں کے بادلوں کو چیرتی ایک مسکراہٹ کے ساتھ، اس نے باپ کی گرمجوشی سے جواب دیا۔

"جبرائیل، تم میرے بیٹے ہو۔۔۔ میں کیسے تمہاری بات کو رد کر سکتا ہوں اور جب تم ازالہ کرنا چاہتے ہو ،" اس کی آنکھیں اپنی مشابہت خطاؤں کی یادوں سے ڈھکی ہوئی تھیں۔

سکندر نے، اپنے بیٹے کی ہمت سے قوت پا کر، ایک اعلان کیا جس نے ان کی زندگی کا رخ بدل دیا۔ "ٹھیک ہے، ہم آج تمہارا نکاح مریم سے کروادیں گے۔" جبرائیل کی مسکراہٹ امید کی ایک کرن تھی، ایک شکریہ جس میں ایک نئی شروعات کا وعدہ تھا

سکندر نے سر ہلا کر اتفاق کیا، اس کی خاموش رضامندی اپنے بیٹے کی حمایت کرنے کا عہد تھی، ماضی کی غلطیوں کو دہرانے سے بچنے کا ایک طریقہ۔

اس کمرے میں، جہاں ہر سایہ پچھتاوے کی بات کرتا تھا، انہوں نے آگے بڑھنے کا راستہ تلاش کیا، اپنے خاندان کی بناوٹ کو معافی اور محبت کے دھاگوں سے مرمت کرنے کا موقع۔۔۔

زندگی کی رنگینی میں، ہر دھاگہ دوسرے سے الجھتا ہے، خوشی اور غم کی کہانیاں بُنتا ہے۔

جبرائیل کی کہانی نجات کی ایک داستان ہے، ایک ایسا شخص جو خطا کی راہ پر چل پڑا لیکن باپ کی ذمہ داری کو قبول کرنے کے لیے اٹھ کھڑا ہوا۔

اس کا گناہ، زنجیر نہیں بلکہ اس کی تبدیلی کا مرکز بن گیا، جب وہ اپنے بچے کو گود میں لیے، اپنے پچھتاوے کی شام میں امید کی کرن بنے گا۔

سکندر کا سفر، تاہم، عارضی خواہشات سے داغدار ہے، ایک طوفانی آندھی جس نے مہک کی سکونت کو اکھاڑ پھینکا۔

ان کا اتحاد، ایک شہابیہ کی طرح مختصر، معراج کو پیچھے چھوڑ گیا، ایک معصوم روح جو ان کی عارضی خوشی کے بعد لاوارث ہے۔ اس غیر مرتکب گناہ کا بوجھ کون اٹھاتا ہے؟ وہ معراج ہے، جس کی زندگی وہ کرمچ ہے جس پر دوسروں کے اعمال کے نتائج رنگے جاتے ہیں۔

بے شمار کہانیاں ہیں جہاں عارضی لذت ابدی افراتفری کی گونج بن جاتی ہے، امن کی پناہ گاہ کو توڑ دیتی ہے۔

اور جب ایسے اتحاد سے ایک نئی زندگی، خالص اور بے داغ، جنم لیتی ہے، تو اکثر وہ راز میں چھپی ہوتی ہے، مرجھائے ہوئے گلاب کی طرح پھینک دی جاتی ہے یا نامعلوم کی بانہوں میں پناہ لیتی ہے۔

یہ وہ بچے ہیں جو سایوں کی پیدائش ہیں، گناہ کی پیدائش ہیں، پھر بھی صبح کی طرح معصوم ہیں۔

یہ ایک سنجیدہ عکس ہے، رات کی خاموشی میں پھسپھسائی ہوئی ایک دعا، فتنے کی پکار سے بچنے کے لیے۔ کیونکہ ایک کی کارروائی دوسرے کی تکلیف کا مرکز بن سکتی ہے۔ ہم سب کو ان سرگوشیوں سے پناہ ملے جو گمراہ کرتی ہیں، اور ہمارے اعمال دوسرے کے درد کے پیش خیمہ نہ بنیں۔

....°°°....

جب دھندلکا چھا گیا، جیل کی کوٹھری نرم، سنہری روشنی میں نہا گئی جو چھت پر موجود کھڑکی سے بہہ کر آ رہی تھی، اور اوپر بلبوں کی مصنوعی چمک کے ساتھ مل رہی تھی۔

متضاد روشنیوں نے لمبے سائے ڈالے اور جمع ہونے والوں کے چہروں کو روشن کیا، جگہ کو ایک فرشتہ صفت معیار دیتے ہوئے جو محبت اور عہد کے چیپل میں تبدیل ہو گئی تھی۔

نکاح خواں جذبات کے سمندر میں سکون کا ستون، وقار کے ساتھ بیٹھے تھے ان کی آواز مستحکم تھی جب وہ جبرائیل اور مریم کو ان عہدوں کے ذریعے لے گئے جو ان کی زندگیوں کو ایک ساتھ باندھ دیں گے۔

گواہوں کی چھوٹی جماعت نے انہیں گھیر لیا، خاندان اور دوستی کی حمایت اور اتحاد کی محسوس کرنے والی علامت۔

مریم، پر سکون خوبصورتی کی مثال، سفید شیفون فراک میں ملبوس تھی جو نرم لہروں میں نیچے کی طرف بہہ رہا تھا، ہر تہہ روشنی کو پکڑ رہی تھی اور نرم سائے ڈال رہی تھی۔

اس کے سر پر رکھا ہوا شال صرف ایک کپڑا نہیں بلکہ اس کی مہذب ہونے اور اس نئے راستے کی علامت تھی جسے اس نے چلنے کا فیصلہ کیا تھا۔

وہ خاموش وقار کے ساتھ بیٹھی تھی، اس کی آنکھیں عبادت اور احترام کے لمحے میں نیچے کی طرف جھکی ہوئی تھیں، وہ سادہ مگر خوبصورت لگ رہی تھی۔

نکاح خواں کے الفاظ چیمبر میں گونجے، انہیں شوہر اور بیوی قرار دیتے ہوئے، اور جب ان کے ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے گئے، تو دو روحوں کے ملنے کا احساس تھا، ایک ایسے سفر پر روانہ ہو رہے تھے جو یہاں اور اب سے بڑھ کر تھا۔ گواہوں نے، اپنے کردار پورے کرتے ہوئے، نکاح خواہ کے ساتھ رخصت ہوئے، ایک خاموشی چھوڑ گئے جو فرائض کی عزت اور برکتوں کی بخشش کی بات کرتی تھی۔

جبرائیل، اس کا دل خوشی اور حیرت کے ملاپ سے پھڑ پھڑا رہا تھا، اس نے اپنے چہرے پر مسکراہٹ پھیلانے دی۔ "شاید میں پہلا شخص ہوں جس کا نکاح جیل میں ہوا ہے،"

اس کی آواز محبت اور ہلکے مزاح کے ساتھ گرمجوشی سے گونج رہی تھی، جیل کی کوٹھری کی سخت دیواروں کو نرم کرتی ہوئی۔

سکندر، ایک باپ کے فخر اور آنکھوں کے کونوں کو سکڑتی مسکراہٹ کے ساتھ، مستقبل کی خوشی کا وعدہ کرتے ہوئے جواب دیا۔ "اب جب تم واپس آؤ گے، تو ایک بڑی پارٹی ہو گی،" اس کی یقین دہانی آنے والی ہنسی اور جشن کی تصویریں بنا رہی تھی۔

مریم کی مسکراہٹ، سکندر کے وعدے کی خاموش گونج، اس کے فون کی گھنٹی سے مختصراً منقطع ہوئی اس نے اپنی جھولی پر موجود موبائل کو اٹھایا اور کال پک کی ایک مختصر گفتگو، "ہیلو، اوکے۔ میں آ رہی ہوں،" اور وہ اپنی نشست سے اٹھی، اس کی حرکتیں رواں، پتھروں کے گرد بے کوشش بہتی ندی کی طرح بہتی تھی جبرائیل کی آنکھیں، سوالوں سے بھری، اس کی تسلی بخش نظر سے ملیں۔ "میں آ رہی ہوں، کچھ وقت انتظار کرو،"۔

اس کی آواز جیل کی سخت حقیقت کے پس منظر میں ایک نرم لمس کی طرح تھی۔

جیسے ہی مریم نے باہر قدم رکھا، کوٹھری میں ایک خاموش توانائی کی گونج تھی، سب نے ایک دوسرے سے سوالیہ نظروں کا تبادلہ کیا جذبات کی بھاری لہر۔۔

اس کے بعد سب باتوں میں مشغول رہے۔

لیکن پھر کچھ وقت بعد، ایک بچے کی آواز، معصوم اور صاف، گفتگو کی گونج میں سے چھید کر آئی۔ "ڈیڈ،" اس نے پکارا، اور دنیا جیسے تھم سی گئی۔۔

جو باتوں میں مصروف تھے وہ یکدم رک سے گئے انہوں نے پلٹ کر دیکھا اور جبرائیل اور مہمت نے نظریں اٹھا کر دیکھا۔۔

۔۔جب جبرائیل نے دیکھا تو اس

کی آنکھوں میں حیرت کی چمک ابھر آئی۔۔،

جیسے وہ پہلی بار کسی عجوبے کو دیکھ رہا ہو۔

اس کے چہرے پر ایک معصوم سی مسکان تھی، جو اس کی خوشی کی گواہی دے رہی تھی۔

اس کے ہاتھ ہلکے سے کانپ رہے تھے، جیسے وہ کسی قیمتی چیز کو چھونے کے لیے بے تاب ہوں۔

اس کی سانسیں تیز تھیں، اور دل کی دھڑکن بھی۔ اس کے چہرے پر عجز و انکساری کا اظہار تھا، جیسے وہ کسی بڑی نعمت کا شکر ادا کر رہا ہو۔

اس کی آنکھوں میں نمی تھی، جو اس کے جذبات کی گہرائی کو ظاہر کر رہی تھی۔

چنگیز، سکندر، اور یوسف بھی اس منظر کو دیکھ کر حیران تھے۔ ان کی آنکھیں پھیل گئیں، اور وہ بھی کچھ دیر کے لیے خاموش ہو گئے۔ ان کے چہرے پر بھی وہی حیرت اور خوشی کے ملے جلے جذبات تھے جو جبرائیل کے چہرے پر تھے۔

ان کی نظریں بھی جبرائیل کی طرح یک ٹک سامنے دیکھ رہی تھیں، اور وہ بھی اس خوبصورت احساس کو محسوس کر رہے تھے۔۔۔

مہمت نے مسکرا کر جبرائیل کو دیکھا اور دونوں ایک ساتھ کھڑے ہوئے۔۔۔

مہمت کے چہرے پر بھی ایک پر سکون مسکان تھی، جیسے وہ جبرائیل کے جذبات کی قدر کر رہا ہو۔ جبرائیل سامنے، نم آنکھوں سے دیکھ رہا تھا۔

جہاں ایک بچہ فرشتہ صفت خوبصورتی کے ساتھ کھڑا تھا، اس کے بادامی گھنگریالے بال ایک معصوم چہرے کو فریم کر رہے تھے۔ اس کی بڑی، نیلی آنکھیں، آسمان کا عکس، کمرے کو تلاش کرتی رہیں جب تک کہ

انہوں نے جبرائیل کو نہیں پایا۔ اس کے گالوں پر گڑھے ایک چھوٹے راز کی طرح تھے، جو صرف اس وقت ظاہر ہوتے تھے جب اس کے ہونٹ مسکراہٹ میں مڑتے تھے وہ جبرائیل کا بچپن معلوم ہو رہا تھا۔۔

ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے وقت میں پیچھے جا کر جبرائیل کو سامنے کھڑا کر دیا ہو۔

جبرائیل الفاظ سے آگے متاثر، اپنے گھٹنوں پر جھک گیا، ایک شہزادے کے سامنے ایک شہسوار بچہ، جس میں صرف بچوں کی ہمت ہوتی ہے، اپنے باپ کی منتظر باہوں میں دوڑا، ان کا گلے لگنا کسی بھی تاریکی کے خلاف ایک قلعہ۔

مریم، بچے کے پیچھے چلتی ہوئی، منظر کو عمروں کی دانائی سے بھری مسکراہٹ کے ساتھ دیکھ رہی تھی۔

سکندر، کا چہرہ حیرت اور تعجب کا ایک کرمچ تھا جو

، پوچھنے میں کامیاب ہوا، "یہ جبرائیل کو کیسے پہچان پا رہا ہے؟"۔

مریم کی مسکراہٹ گہری ہو گئی، اس کی آنکھیں نرمی و محبت سے چمک رہی تھیں۔

"میں نے اسکو بتایا تھا، یہ سب کچھ جانتا ہے۔ یہ اپنی عمر سے زیادہ ہوشیار ہے،"، اس کے الفاظ کمرے کو گرمجوشی سے لپیٹ رہے تھے۔

جبرائیل، جس کا چہرہ غم اور محبت سے مسخ تھا، اپنے بیٹے کو مضبوطی سے اپنے سینے سے لگائے ہوئے تھا۔

بچے کے چھوٹے ہاتھ اپنے باپ کو مضبوطی سے تھامے ہوئے تھے جبکہ جبرائیل رو رہا تھا،

اس کے آنسو اس کے ماضی کے گناہوں کی شدت کی خاموش گواہی تھے۔

ہمت، جو اس دردناک منظر کا گواہ تھا، اس کے چہرے پر گہرے غم کا اظہار تھا، اس کی آنکھیں کمرے میں بھرے درد کو عکس کر رہی تھیں۔

مریم تھوڑی دوری پر کھڑی تھی، جیسے وہ جذبات کے طوفان میں ایک خاموش لنگر ہو۔

اس کی آنکھوں میں آنسو تھے جب وہ باپ اور بیٹے کو دیکھ رہی تھی، اس کا دل ان کے مشترکہ درد کے لیے درد سے بھرا ہوا تھا۔

بچہ، اپنے باپ کی پریشانی کو محسوس کرتے ہوئے، خود بھی رونے لگا، اس کی معصوم سسکیاں گہری خاموشی کو

ہمت، منظر سے متاثر ہو کر، قریب آیا اور ان کے پاس گھٹنے ٹیک دیئے۔ "ایسا مت کرو،

جبرائیل، وہ رو رہا ہے،" اس نے نرمی سے کہا، اس کی آواز میں ایک نرم التجا تھی۔

ہمت کی باتیں سن کر، تھوڑا پیچھے ہٹا اور بچے کے چہرے کو اپنے ہاتھوں میں لے کر، ایک نرمی سے

اس کے چہرے کو چھوا جو اس کے اپنے درد کے برعکس تھا۔"

“Don’t cry, Daddy’s here for you. You’re brave and strong, my dear. Don’t cry, baby.”

B.DK

اس نے اس کے آنسو صاف کئے

اور اس نے سرگوشی کی، اس کی آواز جذبات سے بھری ہوئی تھی۔ اس نے بچے کی آنکھوں کو چوما، پھر اس کے گال کو، ایک تسلی اور محبت کا اظہار۔

بچے نے، اپنی آواز میں کانپتے ہوئے، انگریزی میں کہا، "اب آپ ہمیں نہیں نا چھوڑیں گے" اس کے الفاظ امید اور خوف کا ملاپ تھے، جو اس شخص سے تسلی چاہتے تھے جسے وہ باپ کہتا تھا۔

جبرائیل نے سر ہلایا، اس کا عزم مضبوط تھا۔ "کبھی نہیں،" اس نے وعدہ کیا، بچے کو دوبارہ گلے لگا کر، ہمیشہ کی موجودگی کا وعدہ۔ ان کے گلے لگنے کی گرمی نے ان دونوں کو لپیٹ لیا، باہر کی دنیا کے خلاف ایک کوکون۔

جبرائیل نے اپنی نظر اٹھائی، مریم کو دیکھا اور ایک ہاتھ کے اشارے سے اسے بلایا۔

وہ قریب آئی، اور دو زانوں بیٹھی اور تینوں ایک گروپ گلے میں آ گئے، ایک خاندان جو مصیبت کے بیچ میں متحد تھا۔

مریم کے آنسو جبرائیل اور بچے کے آنسوؤں کے ساتھ مل گئے، ایک خاموش جذبات کی ندی۔

"میں تم دونوں کو کبھی نہیں چھوڑوں گا۔ تم میرا سب کچھ ہو اب میں تمہیں چھوڑنے کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتا،"۔

جبرائیل نے انگریزی میں اعلان کیا، اپنے زندگی کے دو سب سے اہم لوگوں کے لیے اس کے الفاظ ایک سنجیدہ وعدہ تھے۔

بچہ، اب بھی اپنے باپ کے گلے میں لپٹا ہوا، اپنی ماضی کی تنہائی کا اظہار کیا۔

"جب میں نرسری جاتا تھا، سب پوچھتے تھے کہ تمہارے ڈیڈ کہاں ہیں، اس وقت آپ کو بہت زیادہ یاد کرتا تھا" وہ انگریزی میں بولتا اس کے بولنے کا انداز کچھ توتلا تھا۔۔

اس کی شکایت اس کے چھوٹے دل کی کھڑکی تھی، جو اس کے باپ کی عدم موجودگی سے بھرا ہوا تھا۔

یہ سن کر، سکندر، جو ایک خاموش مشاہد تھا، اس کے دل لرز آگیا اس کی آنکھوں کے سامنے ایک خیال آیا۔

۔

گزشتہ منظر کی بازگشت

شام کی بانہوں کا لمس نرم تھا، آسمان گلابی اور اودے رنگ کے برش سے رنگا ہوا تھا جیسے سورج افق کے نیچے ڈوب رہا ہو۔

بالکونی، جہاں سکندر کھڑا تھا، ایک ڈرامے کے انکشاف کے لیے ایک منظر بن گئی۔۔

ٹھنڈی ہوا لان سے دور کی ہنسی کی آوازیں لے کر آرہی تھی جہاں جبرائیل اور مہمت فٹبال کے کھیل میں مگن تھے۔

معراج، جو ایک بچے کی طرح ہچکچاتے قدموں سے چل رہا تھا ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے اس نے ہلکا پھلکا چلنا سیکھا ہو، وہ ڈرتے بھاری قدموں سے اپنے باپ کے پاس آیا اور ہچکچاتے اس کے عقب میں کھڑا ہو گیا۔۔۔

اس کی جوانی اس خبر کی سنگینی کے مقابلے میں تھی، ایک اسکولی کامیابی جو مشترکہ خوشی لائی تھی۔

سکندر جو کال پر بات کرتا نیچے دونوں کو مسکراتے کھیلتا دیکھ رہا تھا وہ بولا "اوکے مجھے انفارم کر دینا ٹھیک" اس نے کال کاٹی اس بات سے بے خبر اس کے پیچھے معراج کھڑا ہے وہ موبائل پر دیکھتا پلٹا موبائل سے کچھ مصروف سی نظر اوپر اٹھا کر دیکھا، اور، اپنے بیٹے کا سامنا کیا۔

جس کی آنکھوں میں نروس جھلک جلدی سے چھپ گئی سکندر نے ڈیوائس کو پینٹ کی جیب میں ڈالا، کشیدگی کی پیش بندی جو ابھی کھلنے والی تھی۔

"کیا ہوا؟" سکندر کی آواز ایک کم گرج تھی، سطح کے نیچے بڑھتے طوفان کی پیشگوئی۔

معراج، جس کی آواز مشکل سے سرگوشی سے اوپر تھی، اپنی کامیابی کو ایک نازک پرندے کی طرح پیش کیا۔ "بابا، میں نے اسکول میں Top کیا ہے، اس لیے پرنسپل چاہتے تھے کہ آپ آکر انعام وصول کریں ۔"۔

سکندر کا جواب بے تفاوتی کا قلعہ تھا، اس کے بازو پیچھے بندھے ہوئے تھے جیسے اس کے بیٹے کی آنکھوں میں التجا کے لیے ایک رکاوٹ۔

"کل جبرائیل کا رزلٹ ہے اور مجھے وہاں جانا ہے، پھر میری ایک میٹنگ ہے وقت نہیں ہے، میرے پاس ،"۔

اس کے الفاظ نے اس کے بیٹے کی درخواست کی اہمیت کو اتنی آسانی سے رد کر دیا جیسے کوئی ایک غیر اہم مکھی کو دور کرتا ہے۔

معراج کی نظریں بدل گئیں، اس کی امید سایوں میں پیچھے ہٹ گئی۔

وہ بولنے لگا، التجا کرنے لگا، لیکن سکندر کے سخت مداخلت سے کاٹ دیا گیا۔ "میں نے کیا کہا؟ کیا تم سن نہیں سکتے؟" اس کی آواز میں تیزی ایک کوڑے کی طرح تھی، جس سے معراج کانپ اٹھا اور خاموشی سے، شکست خوردہ اتفاق کر لیا۔

پھر بھی، معراج میں امید کی چنگاری آسانی سے نہیں بجھی۔ اس نے اپنے باپ کو دیکھا، آنکھیں جوانی کی سچائی سے بھری ہوئی ڈھیروں امیدیں لیے وہ معصوم لگ رہا تھا جب وہ التجا کر رہا تھا۔

"بابا، پرنسپل کہہ رہے تھے کہ اگر آپ اور امی نہیں آئیں گے، تو وہ یہ انعام دوسری کلاس کے ایک بچے کو دے دیں گے جو مجھ سے بہت پیچھے ہے۔ بیرون ممالک سے ڈائریکٹرز آئیں گے اور کچھ خاص لوگ اس لیے والدین اہم ہیں۔ پلیز۔ بابا، میں آپ سے التجا کرتا ہوں، میں نے اس سب کے لیے بہت محنت کی ہے۔"

یہ التجا معراج کے دل کی کھلی کتاب تھی، اس کی محنت اور اس شخص سے تسلیمی کی خواہش جس کی رائے سب سے زیادہ اہم تھی۔

لیکن سکندر کا ردعمل غصے کا طوفان تھا، اس کی آنکھیں پتلی ہو گئیں اس سے پہلے کہ تھپڑ کی آواز تیز اور بے رحمی سے گونجی۔

معراج لڑکھڑایا، جسمانی صدمے کی گونج صرف جذباتی دھوکہ دہی سے میل کھاتی تھی۔ اس نے اپنے گال کو چھوا، تھپڑ کی حرارت شام کی ٹھنڈی ہوا کے برعکس تھی۔

سکندر کی آواز غصے کی گرج تھی۔ "کیا تم میری بات نہیں سمجھ رہے کہ میں کیا کہہ رہا ہوں؟ تم مجھ سے زبان لڑا رہے ہو جو میں نے کہہ دیا سو کہہ دیا اب نکل جاؤ یہاں سے اور دوبارہ مت آنا،"۔

وہ چلایا۔ معراج نے زخمی نظروں سے اسے دیکھا، اس کا چہرہ شک، غصہ، درد، کرب، اور تکلیف کا بے چین سمندر تھا۔

معراج، جس کا دل درد سے بھرا ہوا تھا، آنسوؤں سے بھری آنکھوں سے اپنے باپ کو دیکھ رہا تھا جس محبت کی وہ خواہش کرتا تھا اس کی ایک نشانی کی تلاش میں۔

لیکن اس نے جو دیکھا وہ جذبات کا طوفان تھا جسے وہ شانت نہیں کر سکتا تھا۔

دل کی گہرائی سے غمگین، معراج مڑ کر بھاگ لیا، اس کا چھوٹا قد غروب کی روشنی میں غائب ہو گیا، سکندر کو اس کے اپنے پچھتاوے کے بھوتوں اور اس تھپڑ کی گونج کے ساتھ اکیلا چھوڑ کر جس نے صرف شام کی سکونت ہی نہیں بلکہ بہت کچھ توڑ دیا تھا۔

.....°°.....

حال

فانوس کی روشنی میں ڈوبے ہوئے ڈرائنگ روم میں، نورین اور نازش خاموشی سے گفتگو میں مصروف تھیں، بڑی کھڑکی کے پیچھے ہری بھری لان کو فریم کرتی ہوئی۔

باہر جلتے ہوئے پولوں سے آتی ہلکی روشنی نے کمرے کی وسیع خوبصورتی کو مزید سکون بخش دیا تھا۔

ابرش، اس پر سکون ماحول میں ان کی ہمسفر، چائے پی رہی تھی، چینی کی برتنوں کی مہین آواز ان کی گفتگو کے لیے ایک نرم موسیقی کی طرح تھی۔

"انجلینا کب تک آئے گی؟ اس کے بغیر گھر بہت خالی محسوس ہو رہا ہے،"۔

نازش نے استفسار کیا، اس کی آواز میں ایک قسم کی اداسی تھی جو دیواروں سے ٹکرا کر واپس آ رہی تھی۔

ابرش نے اپنا کپ مرکزی میز پر سوچ سمجھ کر رکھا اور اپنی کرسی میں آرام سے پیچھے کی طرف جھک گئی۔

"مرات کل آئے گا، اور موم وہ فالحال نہیں آرہیں—ان کی ماما کی صحت ٹھیک نہیں ہے،"۔

اس نے جواب دیا، اس کے الفاظ میں فکر مندی تھی۔

نورین کے ہونٹ خاموش دعا کے لیے سکڑ گئے، اس کا چہرہ ہمدردی کی ایک تصویر بن گیا۔ "اللہ ان کو صحت دے،" اس نے سرگوشی کی، جذبات سے بھرپور۔

ابرش نے نرمی سے سر ہلا کر کہا، "آمین۔"۔

اس کی نظریں پھر دور کی طرف چلی گئیں، غور کرتی ہوئی۔ "مجھے نہیں پتا کس کی نظر اس گھر پر پڑی ہے— پہلے عفاف، پھر دادی، پھر بہزاد، اور اب تصور بھائی کوما میں ہیں،" اس نے سوچا، اس کی آہ بھری سانس ان کے مشترکہ غم کا بوجھ لیے ہوئے۔

نورین کی آنکھوں میں آنسو آ گئے جب اس نے اپنے غم کو یاد کیا۔ "جب بہزاد چلا۔ گیا تھا، تو میں غم میں کھو گئی تھی۔ لیکن ایک رات، جب میں قرآن پڑھ رہی تھی، میری آنکھیں بھاری ہو گئیں، اور خواب میں، بہزاد ایک باغ میں تھا، کھیلتے ہوئے بچوں کے ساتھ سب روشن اور خوبصورت تھے۔ اس نے میرے دل کو سکون بخشا،"، اس کی آواز میں تسلی کی ایک سرگوشی تھی۔

آنسو پونچھتے ہوئے، نورین نے دعا کی، "اللہ ہمارے گناہ معاف کرے اور ہمیں جنت میں جگہ دے۔"۔

"آمین،" نازش نے نرمی سے موافقت کی۔

ڈرائیو وے پر کار کی دور کی آواز نے ان کی توجہ حاصل کی، انہیں ان کے خیالات سے باہر کھینچ لیا۔ "آج یہ اتنا لیٹ کیوں آئے ہیں اللہ خیر کرے میرا بیٹا بیچارا جبرائیل نہ کردہ گناہ کی سزا کاٹ رہا ہے وہ منحوس قاتل جلد از جلد مل جائے تاکہ میرا بیٹا بے قصور ثابت ہو اور دوبارہ ہمارے ساتھ ہو،" اس کی آواز میں دبا دبا غصہ اور جبرائیل کے لیے بیچارگی تھی۔

مگر، انہیں اس خبر کا علم نہیں تھا جو جلد ہی ان کی دنیا کو ہلا دے گی۔

ابرش اٹھی، ٹیبل پر موجود ٹرے کے اوپر اس نے تین کپ رکھے جس میں انہوں نے چائے پی تھی اب وہ کپ خالی اور جوٹھے تھے اس نے ٹرے اٹھائی اور سیدھی ہوئی اس کی حرکتیں روانی سے بھرپور اور مقصدی تھیں۔

"میں جاسمین آنٹی کو جا کر چائے کا کہہ دوں،"،

نازش نے مسکراہٹ دی، اُس کی آنکھوں کے کونے گرمجوشی سے سکڑ گئے۔

"شاید وہ کھانا کھانا چاہیں گے۔ میں میز تیار کر دیتی ہوں"

اُس نے تجویز دی، دیر سے آنے والوں کی دیکھ بھال کو تیار۔

ابرش نے یقین دہانی کے ساتھ مسکراہٹ کا جواب دیا۔

"آپ بیٹھیں، میں سنبھال لوں گی،"۔

اُس نے اصرار کیا، اُس کی آواز محبت سے بھری نرم حکم تھی۔

جب وہ جانے کے لیے مڑی، اچانک اُسے ہچکچاہٹ نے آ لیا—ایک لمحہ کی جھجھک جب وہ سامنے کی طرف دیکھ رہی تھی، اس کے چہرے پر تشویش کا سائہ آ گیا۔

۔ڈرائنگ روم، جو کبھی امن کی پناہ گاہ تھا، اب انکشاف کے لمحے کے لیے پس منظر بن گیا تھا۔

فانوس کی روشنی، نے موجود لوگوں کے چہروں کو روشن کیا، ہر ایک چہرہ خاموش جذبات کے طوفان سے نشان زدہ تھا۔۔۔

اس کے سامنے کھڑے

مہمت، چنگیز، سکندر، اور یوسف نے ایک سنجیدگی کے ساتھ کھڑے ہو کر کمرے کی آرائشی سجاوٹ کے خلاف ایک گونج پیدا کی۔ نازش اور نورین، گویا وقت میں جمی ہوئی، حیرت سے وسیع آنکھوں سے دیکھتے اپنی جگہ سے کھڑی ہوئیں، ان کی نظریں مردوں اور جبریل کے درمیان جا رہی تھیں، جو ان کے درمیان ایک پراسرار سکون کے ساتھ کھڑا تھا۔

اور معصوم نظروں سے ڈرائینگ روم کا جائزہ لے رہا تھا

نازش کی آواز، حیرت اور عدم یقین سے بھری ہوئی، خاموشی کو توڑتی ہوئی بولی،۔

"سکندر، آپ سب یہاں پر اسیکیوٹر کے ساتھ کیا کر رہے ہیں؟ کیا سب ٹھیک ہے"۔

اس کی نظریں پھر جبریل کی طرف منتقل ہوئیں، جوابات کی تلاش میں۔

"اور یہ بچہ "وہ مسکرائی جیسے اسکو کچھ یاد آیا ہو۔

"یہ ہمارے جبرائیل سے کتنا مل رہا ہے"

مریم کے گلے کی گلٹی ابھر کر معدوم ہوئی اور ایک نظر، سکندر کی طرف دیکھا پھر ہچکچاتے سامنے دیکھا۔

جبکہ ابرش کی نظریں ایک چہرے سے دوسرے چہرے پر دوڑ رہی تھیں، اس کی خصوصیات حیرت سے سمجھ کی بیداری میں تبدیل ہو رہی تھیں۔۔

اور اس کے ہاتھوں میں ٹرے موجود ہے وہ شائید یہ بھول گئی تھی۔

اس کی ابرو اچکی اور دماغ کے گھوڑے دوڑے اس نے مریم کے لباس کو دیکھا جو سادہ تھا مگر کچھ تو بات تھی جو اسکو کھٹک رہی تھی اس نے آنکھوں کی پتلیوں کو سُکیڑا مگر اس نے اپنے ذہن میں گھومنے والی بات کی تردید کی اور جواب کی تلاش میں اس نے سامنے دیکھا۔

سکندر کی آواز کشیدگی کو چیرتی ہوئی، صاف اور مضبوط تھی۔ "کیونکہ یہ جبرائیل کا بیٹا ہے،" اس نے اعلان کیا، اس کا اعلان کمرے میں گہری خاموشی میں بھاری پڑا۔

ابرش کے ہاتھوں سے ٹرے کا پھسلنا ایک لمحے کے لیے کمرے کی ہر چیز کو جیسے روک دیتا ہے۔

کپوں سے بھری ٹرے ہوا میں ایک قوس بناتی ہوئی نیچے کی طرف جھکی، جیسے وقت بھی اس کے ساتھ ساتھ گر رہا ہو۔

مہمت کی حاضر دماغی نے اسے وقت کے ساتھ ساتھ پکڑ لیا، ایک ماہرانہ حرکت کے ساتھ ٹرے کو استحکام بخشا، اور کپوں کو نیچے چھلکنے سے بچایا۔

اس نے ٹرے کو نیچے سے مضبوطی سے تھاما اور اسے میز پر واپس رکھ دیا، انکشاف کی گرانی میں ایک عارضی وقفہ کو ختم کرتے ہوئے۔

نازش کا رنگ فق ہو گیا، اور نورین پتھرائی ہوئی کھڑی رہ گئی، "کیا؟" نازش کے ہونٹوں سے بے ساختہ سرگوشی میں نکلا۔

ابرش کی نظریں یوسف سے جبریل تک، پھر سکندر تک گئیں، ہر نظر ایک کہانی کو جوڑتی ہوئی، بے چینی اور تجسس کی، جس نے کمرے کو تقریباً محسوس کی جانے والی موجودگی سے بھر دیا۔

....°°°....

ڈرائنگ روم میں، جہاں کھمبوں کی نرم روشنی کھڑکی سے چھن کر آ رہی تھی وہ ابرش کے چہرے کے دائیں حصہ کو روشن کر رہی تھی جسے اس کی دائیں آنکھ کچھ چمک رہی تھی جہاں وہ ساکت کھڑی تھی اس نے اپنے

عقب میں روشنی کو روک دیا تھا،، اس کے ہاتھ اس کے سینے پر بندھے ہوئے جیسے الفاظ کے سمندر کو روک رہے ہوں۔

اس کے ہونٹوں پر کڑوی مسکراہٹ نے اس کے اندرونی تنازعہ کو ظاہر کیا—ایک سبق جو اس نے اپنی دادی کی وفات کے بعد سیکھا کہ کبھی کبھی خاموشی سب سے عقلمندانہ انتخاب ہوتی ہے، کیونکہ زندگی کی نزاکت اکثر الفاظ کو معمولی بنا دیتی ہے اور انسان کی زندگی ایک بساط کی مانند ہے جو کبھی بھی الٹ جاتی ہے سوائے پچھتاوے کے پھر کچھ نہیں رہتا یہ ہی وجہ تھی کہ وہ خاموش تھی۔۔۔

مہمت میز پر بیٹھا تھا، اس کا رویہ پر سکون اور مجموعی تھا، شیشے کے نیچے جو کمرے کی کشیدگی کو عکس کر رہا تھا۔

جبریل، معصوم اور بے خبر، مریم کی گود میں سمایا ہوا تھا، جبکہ سکندر، نازش کے ساتھ صوفے پر بیٹھا، ایک سنجیدگی کے ساتھ بول رہا تھا جو کمرے کو بھر رہا تھا۔

"تم لوگوں کو چھوڑ دو، لوگ ہمارے لیے ضروری نہیں ہیں، ہمیں اپنے بیٹے کی خوشی کی ضرورت ہے اور سوچو اگر ہم آج خاموش رہے تو ایک زندگی برباد ہو جائے گی،"۔

وہ التجا کر رہا تھا، اس کی آواز میں مایوسی اور عزم کا ملاپ تھا۔

نازش نے مثبت انداز میں سر ہلایا، اس کی اتفاق رائے مضبوط اور واضح تھی۔ "بہت اچھا کہا، گناہ جبرائیل اور مریم نے کیا، اس بچے کا کیا قصور ہے، اسے خوش رہنے کا حق ہے اور میری دعا ہے جو گناہ ان دو سے جانے انجانے میں ہو گیا اللہ انکو معاف کر دے،"۔

اس نے اعلان کیا، اس کا موقف بچے کی معصومیت کے سامنے ثابت قدم تھا۔

ابرش، اس کا سر ہلکا سا ہلتا ہوا، اپنی گردن ایک طرف موڑتی ہے، پھر آگے دیکھتی ہے، اس کی آنکھوں میں جذبات کا طوفان عکس ہوتا ہے— غم، پچھتاوا، اور تلخی کا ملاپ۔

وہ بہت کچھ کہنا چاہتی تھی، لیکن اس نے خاموشی کا انتخاب کیا، اپنی دادی کی مثال یاد کرتے ہوئے۔۔ کہ انسان بول تو دیتا ہے مگر جس کو بولتا ہے وہ مر جائے تو بولنے والے کو ہی افسوس رہتا ہے حلانکہ جسکو انسان بولتا ہے وہ چاہے غلطی پر ہو۔

نازش نے جبریل کو مریم کی گود پر بیٹھا دیکھا تو وہ مسکرائی

اس نے اپنے بازو وسیع کھولے، جبریل کو بے شرط محبت کے اشارے کے ساتھ بلایا۔ "یہاں آؤ،" اس نے نرمی سے پکارا۔

جب جبریل ہچکچایا، تو مریم نے اسے نرمی سے حوصلہ دیا۔

"جاؤ، وہ تمہاری دادی ہیں۔"۔ اس نے مریم کو دیکھا پھر ایک بار نازش کو وہ مریم کی گود سے اترا اور چھوٹے، غیر یقینی قدموں کے ساتھ، نازش کی طرف بڑھا اور جلد ہی اس کے گرم جوشی سے بھرے گلے لگ گیا۔

نازش نے اسکو اپنے سینے سے لگالیا اور آنکھیں بند کرتے تازگی محسوس کی نورین یہ دیکھ مسکرائی کہ بہت جلد وہ بھی اپنے بچے کو ایسے ہی گلے لگائے گی۔

"بہت وقت ہو گیا ہے کہ میں نے اپنے بیٹے کو جی بھر دیکھا ہو یا اسے طویل گلے لگایا ہو۔ میں تم سے اس کا لمس محسوس کر رہی ہوں تم اس کا عکس ہو،" نازش نے جبریل سے سرگوشی کی، اس کی آواز جذبات سے بھری ہوئی تھی۔

نازش نے جبریل کو خود سے کچھ پیچھے کیا اور اس کا چہرہ اپنے ہتھیلیوں کے پیالوں میں لیا۔

اس نے اس کی پیشانی اور پھر اس کی آنکھوں کو چوما، ہر چومنے کا وعدہ محبت کا دائمی تھا۔ "تم ہمارے دلوں کی ٹھنڈک ہو،"

وہ سرگوشی کرتی ہے، اسے قریب سے تھامے ہوئے تھی۔

ابرش نے اس نرم منظر کو دیکھا، اس کے ہونٹ ایک باریک لکیر میں دبے ہوئے، کمرے میں بھری ہوئی محبت کی خاموش تصدیق۔ "کاش یہ محبت معراج کو دکھائی گئی ہوتی کتنا اچھا ہوتا سب کچھ،"۔

وہ خود سے سوچتی ہے، اس کا دل ان کہی باتوں اور ضائع شدہ مواقع سے بھاری۔

چنگیز کی مسکراہٹ کمرے میں گرمجوشی کا مینار تھی۔ "بہت سے غموں کے بعد، اللہ نے ہمیں خوشی دکھائی ہے،"۔

، اس کی آنکھوں میں خوشی اور راحت کی ملاوٹ چمک رہی تھی۔ اس نے مہمت کی طرف دیکھا، جو خاموشی سے مطمئن بیٹھا تھا۔ "ماشاءاللہ، جبرائیل کا نکاح ہو گیا ہے،"۔

چنگیز نے نوٹ کیا، پھر اس کی نظر یوسف کی طرف منتقل ہوئی۔ "یوسف، تم کیا کہتے ہو، ابرش اور مہمت کا، نکاح کب ہونا چاہیے؟"

ابرش، گفتگو کے اچانک موڑ سے حیران ہو کر، ایک جھٹکا محسوس کرتی ہے۔

اس کی نظریں مہمت کی طرف اٹھیں، ردعمل کی تلاش میں، لیکن اسے بے پروا پایا، اسے تسلی بخش اشارہ دیتے ہوئے۔

یوسف، ایک جاننے والی مسکراہٹ کے ساتھ، بولنے والا تھا جب ابرش نے کہا،۔

"مجھے کچھ وقت چاہیے۔ آپ لوگوں نے عفاف کے درد کو بھولا دیا ہے۔ میں نہیں بھولی۔ میرے دل میں بہت سے سوالات اور غصہ بھی ہے، لیکن میں کچھ نہیں کہہ رہی۔ مجھے کچھ وقت چاہیے۔ میں آپ لوگوں کو کچھ وقت بعد بتاؤں گی اور فالحال موم بھی یہاں نہیں ہیں، تو شادی کا فیصلہ انکے بغیر ٹھیک نہیں ہو گا۔"۔

اس کی آواز پختہ تھی، لیکن اس کے ہاتھ ہلکے سے کانپ رہے تھے، جو اندر کے جذبات کے طوفان کو ظاہر کر رہے تھے۔

وہ مڑی، اس کی حرکت خوبصورت لیکن فیصلہ کن تھی،۔

وہ سیدھا جانے لگی پھر دائیں جانب مہمت کو میز پر بیٹھا پا کر وہ چند ثانیے رکی اور دونوں کی نظریں آپس میں ملیں۔۔

اور وہ اسے دیکھتا رہا، اس کے ہونٹوں پر سمجھداری کی مسکراہٹ تھی، ایک پر سکون طریقے سے اس نے پلکوں کو جھپکنے، کے ساتھ ابرش کے خیالات کے لیے احترام کا اظہار کیا۔۔

۔ابرش نے اسکو دیکھا اور سیدھا ہوتی چل پڑی جب وہ محفل سے دور ہو گئی تو

چنگیز، اب یوسف کی طرف دیکھ رہا تھا، جواب کا انتظار کر رہا تھا۔ یوسف نے یقین دہانی کرائی، "فکر نہ کرو، وہ کل تک بتا دے گی۔"۔

لیکن چنگیز کی پیشانی پر فکر کی شکنیں پڑ گئیں۔ "اگر وہ انکار کر دے؟" اس نے بلند آواز میں سوچا۔

مہمت کھڑا ہوا، اس کا رویہ احترام اور حمایت کا مظہر تھا۔

"ہمیں اس کی مرضی کا احترام کرنا چاہیے۔ ہم وہی کریں گے جو وہ چاہتی ہے،"۔

اس نے اعلان کیا، اس کی مسکراہٹ اصلی تھی جب وہ بھی وہاں سے باہر کی طرف بڑھنے لگا۔۔

نورین نے اتفاق کیا۔ "مہمت صحیح کہ رہا ہے۔ جبری شادیاں نہیں ہونی چاہئیں۔ شوہر اور بیوی لڑتے رہتے ہیں اور بچوں کی زندگیاں برباد ہو جاتی ہیں۔ پاکستان میں، شوہر اور بیوی رومانٹک نہیں ہوتے اور ایک دوسرے سے محبت نہیں کرتے، لیکن حیرت کی بات ہے کہ ان کے بچے ہوتے ہیں اور بچوں کی زندگیاں عذاب میں ہوتی ہیں۔ مہمت صحیح کہتا ہے،"۔

اس نے تصدیق کی، اس کے الفاظ کمرے کے جذبات کی گونج تھے۔

مریم، سر ہلا کر، دیکھتی رہی جب نازش نے مریم کی طرف نرم مسکراہٹ کے ساتھ مخاطب کیا۔ "مریم، میں تمہیں جبرائیل کے کمرے میں لے جاؤں گی۔ وہ یہاں نہیں ہے، لیکن پھر بھی، میں اس کا کمرہ روزانہ صاف کرتی ہوں۔ یہ مجھے خوشی دیتا ہے اور اس طرح میں اس کی کمی کو پورا کرتی ہوں تم آج وہاں سو جاؤ۔ کل تم کمرے کو جیسے چاہو سجا سکتی ہو اور جو چاہو کر سکتی ہو،" نازش نے پیشکش کی، اس کی آواز نرم تھی لیکن ایک ماں کی محبت سے بھرپور تھی۔

مریم کی مسکراہٹ شکریہ کی تھی۔ "جی آنٹی،" اس نے جواب دیا، اس کی آنکھیں قدردانی سے چمک رہی تھیں۔

نازش کا چہرہ مزید نرم ہو گیا۔

"اب تم مجھے ماں کہہ سکتی ہو، تم میری بیٹی ہو،"

۔۔اس نے جبریل کو اب بھی سینے سے لگا رکھا تھا

خاندانی تعلقات کے نازک رقص میں، ساس اکثر مرکزی کردار ہوتی ہے، روایت اور ترقی کے درمیان توازن برقرار رکھتی ہے۔

فیروزہ بی بی، جو عمر کی حکمت سے مالامال تھیں، انہوں نے اپنے قدموں میں چوک کی۔ ان کی خاموشی، رہنمائی کی لے میں ایک غلط قدم تھی۔

اگر وہ سکندر کے کان میں مشورہ پھونک دیتیں، عورتوں کی یکجہتی کی وکالت کرتیں، تو آج معراج کی دنیا بہار کے باغ کی طرح پھول سکتی تھی۔

ہم زندگی کے تختے پر صرف اداکار ہیں، تماشائیوں کی تنقید سے فکرمند، لیکن ہم اللہ کی ہمہ گیر نظر کو نظر انداز کرتے ہیں۔

اگر ہمارے دل اللہ کی حکمت کے مطابق ہوں، تو ہم دنیا کے فیصلوں کو زیادہ ترجیح نہیں، دیں گے کیونکہ یوم آخر میں ہم صرف خالق کو جواب دے ہوں گے نہ کہ اس کی مخلوق کو۔۔۔۔

••••°°°••••

ایک مہینے بعد ۔۔

صبح کی پہلی روشنی نے دنیا کو نرم گلو میں نہلا دیا، سورج کی بلندی نے آسمان کو جاگتے ہوئے نیلے رنگوں میں رنگ دیا۔

ایک نرم ہوا نے فضا میں سرگوشی کی، اپنے ساتھ صبح کی شبنم کی خوشبو اور پتوں کی معمولی سرسراہٹ لی تھی فٹ پاتھ کے کنارے، معراج اکیلا بیٹھا تھا، اس کی شبیہہ دن کی پیدائش کے منظر کے خلاف ایک تنہا سایہ تھی۔

اس کے سامنے عفاف کی قبر تھی، خاموشی سے گزرے ہوئے لمحات اور یادوں کی گواہ۔

ایک تنہا درخت اوپر پہرہ دے رہا تھا، اس کے پتے ہوا میں کانپ رہے تھے جیسے آسمانوں کے ساتھ خاموش گفتگو کر رہے ہوں۔ معراج، جو آسمانی نیلے رنگ کے قمیض اور شلوار میں ملبوس تھا، اس کی قمیض کی کفیں اوپر کی ہوئی تھیں، جس سے اس کی بازوؤں کی مضبوطی اور غم کا ملاپ نظر آ رہا تھا۔

اس کے ہاتھ، جو کبھی مضبوط تھے، اب اس کے پہلوؤں کے ساتھ ڈھیلے لٹک رہے تھے، وہ عفاف کی قبر پر نظریں جمائے ہوئے تھا، اس کی آنکھیں بے تاثر لیکن گہری سوچ میں ڈوبی ہوئی تھیں۔

"میں سمجھا تھا کہ جبرائیل بھی میری طرح تمام عمر تکلیف اٹھائے گا،"

اس نے سرگوشی کی، اس کی آواز ہوا سے زیادہ بلند نہیں تھی۔

اس کے چہرے کی سکونت اس کے الفاظ کے مفہوم کے برعکس تھی۔

"لیکن سکندر کے پیسے اور حیثیت کی وجہ سے وہ بچ گیا۔ جیل بھی اس کے لیے جنت ہے۔ وہ قیدی ہونے کے باوجود خوش ہے اور میں آزاد ہونے کے باوجود گناہوں کی قید میں ہوں۔" اس کے لہجے میں کڑواہٹ واضح تھی، لیکن اس کے استعفیٰ کے انداز نے اس کی اندرونی شکست کی کہانی بیان کر دی۔

اس کے ارد گرد دنیا آہستہ آہستہ زندگی میں جاگ رہی تھی، لیکن معراج اپنی جگہ پر جما ہوا تھا، زندگی کی ناانصافیوں، آزادی اور قید کے درمیان فرق، اور امن کی پراسرار فطرت—اندر اور باہر دونوں—سے جوجھتا ہوا ایک شخصیت تھا۔

بلند ہوتا سورج اس کے چہرے پر نرم روشنی ڈال رہا تھا، جس سے اس کی کڑوی مسکراہٹ کے خدوخال نمایاں ہو رہے تھے۔

"آخر کار، یہ میری تاریکی تھی جس نے اس کی روشنی کو چمکایا،" اس نے کہا، اس کی آواز میں موجود استہزا اوپر نیلے آسمان کی طرح صاف تھا۔

وہ رکا، اس کی مسکراہٹ مدھم پڑتی گئی جب وہ بولتا رہا۔

"کیا آپ جانتی ہو، عفاف، اس نے شادی کر لی، ہے اس کا ایک بیٹا ہے، اور آپ جانتی ہو کہ سکندر نے کیسے اس کی اور اپنے خاندان کی ساکھ کو بحال کیا ہے یہ کہہ کر کہ جبرائیل نے پہلے ہی مانچسٹر میں اس لڑکی سے نکاح کر لیا تھا، اور اس حوالے سے ہمیں بعد میں علم ہوا۔"۔۔

یہ بات پچھلے ہر ایک مہینے سے وہ قبر کے کنارے بیٹھا دھوراتا تھا۔

کیونکہ عفاف نے کہا تھا کہ وہ جھوٹ بول رہا ہے وہ اسے بتاتا تھا کہ وہ جھوٹا نہیں تھا۔

اس کے ہاتھ، جو اس کے پہلو میں تھے، اب مٹھیوں میں بند ہو گئے، مٹھیوں کی نوکیں جذبات کو دبانے کی گرفت سے سفید ہو رہی تھیں۔

اس کی باتوں میں طنز واضح تھا جب وہ پھر بولا۔

"سکندر نے یہ سب میری ماں کی باری پر کیوں نہیں کیا؟ وہ میری ماں کی موت کی وجہ کیوں بنا میری ماں اذیت میں ماری گئی اس کی کیا غلطی تھی۔"۔

اس کی آنکھ سے ایک آنسو نکلا، اس کے گال پر بہتا ہوا، اس کے دل میں کھدی گئی تکلیف کا خاموش گواہ۔

"اور ان تلخیوں کے درمیان میں برا بن گیا۔ میں چاہتا ہوں کہ یہ دنیا کسی کو بھی وحشی بننے پر مجبور نہ کرے۔"۔

وہ نیچے دیکھتا رہا، اس کی نظر قبر کے نیچے کھو گئی۔

"میں ہی وجہ ہوں کہ جبرائیل ایک ہیرو ہے،"۔

اس نے سرگوشی کی، اس کی آواز مشکل سے سنائی دے رہی تھی۔

اس کے کندھے جھک گئے، اس کے اقرار کے بھاری کپڑے سے دبے ہوئے۔

"میں نہیں بدلنا چاہتا تھا، عفاف، اسے پہلے کہ میں خود کو روک پاتا اس دنیا کی تلخیوں نے مجھے پہلے ہی بدل دیا اور میں وہ بن گیا جس کا مجھے ڈر تھا۔"۔

اس کے ہاتھ کھل گئے، اور اس نے ایک ہاتھ اوپر اٹھایا تاکہ آنسو پونچھ سکے، ایک کمزوری کا اشارہ اور اپنے بدلے ہوئے آپ کی دردناک قبولیت۔

ارد گرد کی ہوا اس کے الفاظ کو اپنے ساتھ لے گئی، ہوا میں ایک گہری خاموشی چھوڑ گئی، جو اس کے گرد لپٹے ہوئے غم کی طرح محسوس ہوتی تھی۔۔

اب کی بار معراج کی مسکراہٹ غم کا مطالعہ تھی، اس کے منہ کے کونے ایک ایسے چہرے میں اوپر کی طرف مڑے ہوئے تھے جو خوشی کی کسی بھی مماثلت سے زیادہ درد کی بات کرتے تھے

"میری تقدیر کے صفحات پر خون کے قطرے بکھرے ہوئے ہیں، جیسے کسی نے میری کہانی کو آنسوؤں سے لکھا ہو۔ لیکن شاید یہی خون جبرائیل اور دیگر ان کی قسمتوں کو نئی شکل دینے کے لیے مقدر ہے۔ میں جانتا ہوں کہ میری منزل میری قبر ہے، وہیں میرا سفر ختم ہو گا۔ میرے دل کی گہرائیوں میں ایک احساس ہے کہ میرا وقت کم ہے، اور میرے حساب کی گھڑی قریب آ رہی ہے۔"

اس نے سوچا، اس کی آواز صبح کے کورس کے خلاف ایک کم مر مر تھی۔۔

اس نے آہ بھری، ایک گہری، روحانی آواز جو گویا اٹھتے ہوئے سورج سے روشنی کھینچ رہی تھی۔ "خیر اب یہ سب میرے لیے کوئی معنی نہیں رکھتا میں اب بھی برباد ہوں"۔

اس کے الفاظ میں نقصان کا احساس تھا، اس کے کندھے ایک زندگی کے افسوس کے وزن تلے جھک رہے تھے۔

شرمندگی نے اس کے گالوں کو سرخ کر دیا جب وہ جاری رہا، "میں نے کسی کو نقصان نہیں پہنچایا، میں نے خود کو خود ہی نقصان پہنچایا ہے۔ آج ہر کسی کے پاس سب کچھ ہے، لیکن میرے پاس کیا ہے؟ کچھ بھی نہیں۔"۔

اس کے ہاتھ بے بسی کے اشارے میں کھل گئے، ہتھیلیاں اوپر کی طرف مڑی ہوئی جیسے آسمان کو اپنی مصیبت پیش کر رہی ہوں۔

"میرے دامن میں خاندان کی گرمی نہیں، امن کی چھاؤں نہیں، پناہ کا سایہ نہیں، جنت کی بشارت نہیں، اور سب سے زیادہ، آپ کی محبت کا فقدان ہے۔ جبرائیل کے گھر میں خوشیوں کی کلیاں ہیں، ابرش کی شادی جلد مہمت سے ہو جائے گی، اور نورین کی آغوش میں نئی زندگی کی دستک ہے۔ سکندر کے پاس اس کا پوتا ہے، وہ پوتا جو میری ہی طرح ہے ایک ناجائز۔۔ مگر پھر بھی، اسے وہ پیار کرتا ہے، لیکن جب میں اس کی عمر کا تھا میرے لیے کسی کے دل میں محبت کی جگہ نہیں تھی۔ میری زندگی کے ہر لمحے کو انہوں نے تلخی سے نوازا، میرے وجود کو برباد کر دیا، مجھے کوسا، صرف اس لیے کہ میرا وجود ناجائز تھا۔"۔

اس کی آنکھوں میں جمع ہونے والے آنسو بہہ نکلے، اس کے گالوں پر غم کی لکیریں بناتے ہوئے۔

عفاف کی قبر پر سفید گلاب کی پتیاں ہوا میں لرز رہی تھیں، اس کی پتیاں معراج کی مایوسی کے جواب میں کانپ رہی تھیں۔

اس کی خوشبو ہوا میں بھاری تھی، اس کے آنسوؤں کی کڑواہٹ کے لیے ایک میٹھا مقابلہ۔

"میں نہ جی پا رہا ہوں نہ مر رہا ہوں، مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہی، میں کیا کروں، کہاں جاؤں؟" اس کی آواز ٹوٹ گئی، الفاظ تقریباً سرگوشی تھے، ہوا میں بھرے پرندوں کے گیت کے درمیان کھو گئے—ان کا گیت، ان کی سیٹیاں، اور یہاں تک کہ کووں کی کاؤں بھی۔ پھر بھی، یہ معراج کی پکار تھی جو سب سے زیادہ گہرائی سے گونجتی تھی، قدرت کی بے تفاوتی کے درمیان ایک انسانی دل کی تکلیف۔

"وہ اپنی جلد بازی پر پچھتاتے ہوئے بولا، 'میں کتنا بے صبرا ہوں، کاش میں نے آپ کو نہ مارا ہوتا تو آپ خود دیکھ لیتیں کہ جبرائیل کتنا بیچ ہے۔ اگر میں نے ذرا صبر کیا ہوتا، تو آج میرا انتظار ابدی نہ ہوتا۔ لیکن حسد نے مجھے ایسا کرنے پر مجبور کر دیا کہ میں نے اپنی محبت کو خود ہی ختم کر دیا۔'"۔

اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے، وہ بے اختیار رو پڑا، "'میں ایک گھٹیا انسان ہوں، ایک گھٹیا انسان جو ایک بے گناہ لڑکی کی موت کا سبب بنا۔ آپ کی موت کا سبب۔'"۔۔۔

روتے ہوئے اس نے ایک طرف دیکھا اور اپنے آنسو ہاتھ کی پشت سے صاف کئے۔ معراج کے عقب میں نقطے کی مانند نظر آتا مالی۔

خاموشی میں، پودوں کی چھانٹائی بڑی محنت اور فنکارانہ انداز میں کر رہا تھا۔

اُس کے پہلو میں سیڑھیاں تھیں، جو وقت کے ساتھ ساتھ موسم کی مار کھا کر پرانی ہو چکی تھیں، اور ایک درخت کی گھنی شاخوں کے نیچے ایک دروازہ تھا۔

مالی کبھی کبھار کام روک کر معراج کو دیکھتا، جو عفاف کی قبر کے پاس بیٹھا تھا۔

دفعتاً اینٹوں کی بنی زینوں پر کسی کے قدموں کی آہٹ کا احساس ہوا۔۔

مگر مالی اپنے کام میں مصروف تھا مسلسل پودے کاٹنے کی آواز ہوا میں گونج رہی تھی۔۔

وہ جو بھی تھا سیڑھیوں سے اُتر رہا تھا، اُس کی نظریں دور تنہا شخص پر پڑیں یوسف نے سن گلاسز کو اتارا اور چند ثانیے آخری سیڑھی پر کھڑا معراج کو دیکھتا رہا کچھ وقت بعد وہ اس سیڑھی سے بھی نیچے اترا اور مالی کے۔ قریب پہنچا، تو اُس کے چہرے پر تجسس کے آثار تھے، اُس نے مالی کی طرف دیکھا اور پوچھا، "یہ لڑکا یہاں کب سے ہے؟" یوسف نے پھر ایک بار معراج کی جانب دیکھا نہ جانے اس کے دل میں یہ سوال کیوں ابھرا اور وہ اس سوال کو زباں تک کیوں لایا

مالی نے اپنا کام روک دیا اور اپنے کندھے پر رکھے چھوٹے کپڑے سے اپنی پیشانی پونچھی۔

جناب

،وہ گیارہ بجے رات سے یہاں ہے، ”اُس نے جواب دیا، اُس کی آواز میں فکر کا عنصر تھا۔

یوسف کے چہرے پر حیرت کا اظہار ہوا، اور اُس نے دوبارہ مالی کی طرف دیکھا تاکہ تصدیق حاصل کر سکے۔

مالی کی آنکھیں پھیل گئیں جب اُس نے رازدارانہ انداز میں کہا، ”جناب، مجھے لگتا ہے کہ وہ غم سے مغلوب ہے۔ وہ ہر روز یہاں آتا ہے اور صبح چھ بجے تک یہاں رہتا ہے۔ وہ یہاں فجر کی نماز پڑھتا ہے، قبر سے باتیں کرتا ہے، اور پھر قرآن کی تلاوت کرتا ہے۔ مجھے نہیں معلوم کہ اس کا کیا مطلب ہے مگر رات کو میں نے کسی کو نہیں دیکھا کہ مردوں کی دنیا میں آئے یہ تو یہاں قبر کے پاس کبھی کبھی سو بھی جاتا ہے مجھے تو لگتا ہے جناب اس کے اوپر جناتی اثرات ہیں“۔

یوسف نے بیزاری محسوس کی اور اس

کی نظریں دوبارہ معراج پر پڑیں، یوسف کی نظروں کے آگے قبریں بیچھی تھیں اور دور ایک طرف کونے میں درخت کے نیچے عفاف کی اکیلی قبر تھی فٹ پاتھ کے کنارے معراج سر جھکائے بیٹھا تھا، ایک تنہا شخص جو نادیدہ شیطانوں سے جدوجہد کر رہا تھا۔

یوسف کو احساس ہوا کہ جہاں وہ عفاف کی یاد سے آگے بڑھ چکا تھا، وہاں معراج اُس کی یاد میں ہمیشہ کے لیے بندھا ہوا تھا، اُس کی وراثت کا حافظ، اُس کی عقیدت اُتنی ہی مضبوط تھی جتنی کہ منظر میں بکھرے پتھر کے نشانات۔۔۔

یوسف کی موجودگی سے بے خبر، معراج ماضی کے ساتھ اپنی تنہائی کی گفتگو جاری رکھتا ہے۔

"مخلص ہونا بھی ایک گناہ ہے۔ انسان کی زندگی کانٹوں سے بھر جاتی ہے۔ کاش محبت بھی حرام ہوتی، تو آج میں جس درد سے گزر رہا ہوں، نہ گزرتا، نہ میری زندگی برباد ہوتی، نہ آخرت،"

وہ ہوا سے سرگوشی کرتا ہے، اس کی آواز اس کے افسوس کے بوجھ سے بھاری ہوتی ہے۔

مالی، اپنا کام ختم کر کے، خاموشی سے علاقے سے چلا گیا، اس کی روانگی دونوں مردوں کی نظروں سے اوجھل رہی۔

یوسف، جو اب بھی معراج کی نظروں سے چھپا ہوا تھا، بغور دیکھتا ہے جب معراج نرمی سے عفاف کی قبر کی مٹی کو چھوتا ہے۔

یہ ایک ایسا اشارہ تھا جس میں عقیدت اور آرزو کا ملا جلا جذبہ تھا، ایک خاموش گفتگو، ایک شخص اور اس کی چاہت کی یادوں کے۔ درمیان

آپ کو جنت کی آغوش نصیب ہوئی، ایک مقدر جس کی میں نے خواہش کی۔ زندہ رہتے ہوئے، میری خواہشات صرف آپ کے لیے تھیں، میری اپنی قدر کو چھپاتے ہوئے۔ اب، میں افسوس کے سائے میں چھپا ہوا ہوں، اس قدر کا ماتم کرتا ہوں جو میں نے کبھی خود کو نہیں دی— کیونکہ میں آپ سے بہت زیادہ محبت کرتا تھا کہ اپنی قدر نہیں دیکھ سکا۔"۔

معراج کی آواز بولتے ہوئے بھرا گئی، اس کے ہاتھ زمین کو چھوتے ہوئے کانپ رہے تھے۔

آنسو گرنے لگے، معراج نے جلدی سے انہیں اپنے ہاتھوں کی ہتھیلیوں سے صاف کر دیا، اس غم کو مٹانے کی ناکام کوشش جو اس کے ساتھ دوسری جلد کی طرح چمٹا ہوا تھا۔

وہ مسکرایا "خیر آپ آرام کریں میں چلتا ہوں آپ کا زیادہ وقت نہیں لوں گا" اس نے ایک آخری بار قبر کی مٹی پر ہاتھ پھیرا۔

وہ اٹھ کھڑا ہوا، اس کی حرکتیں سست اور بھاری، جیسے قبر سے دور ہونے میں اس کی ساری طاقت ختم ہو گئی ہو۔

یوسف، معراج کے غم کی گہرائی کو محسوس کرتے ہوئے، بے اختیار درخت کے پیچھے مزید پیچھے ہٹ گیا، اس کا تنا اتنا چوڑا تھا کہ اس کے جسم کو چھپا سکے۔

اس کے ارد گرد کی ہلکی پتیاں نرمی سے سرسرا رہی تھیں، اس کے چھپے ہوئے مشاہدے کے لیے ایک نرم پردہ فراہم کرتی ہوئیں۔۔۔

معراج کی نظریں کچھ دیر کے لیے پتھر کے نشان پر ٹھہریں، پھر اس کے ہونٹوں پر ایک مسکراہٹ آئی، جس میں نامعلوم جذبات کی جھلک تھی۔

وہ پگڈنڈی کے پیچیدہ راستے پر چلنے لگا، اس کے قدم ناپ تول کر اور مقصد کے ساتھ اٹھ رہے تھے، جب اچانک اس کے موبائل فون کی گھنٹی نے صبح کی خاموشی کو چیر دیا۔

جیب سے فون نکالتے ہوئے، معراج کی آنکھیں کالر آئی ڈی—سیاہ زعیم—پر سکڑ گئیں۔ اس کے چہرے پر فکر کا سایہ پھر گیا، جو آنے والی خبروں کے طوفان کا پیش خیمہ تھا۔

فون کان سے لگاتے ہوئے، اس نے کالر کو سلام کیا، صرف اس کے جواب میں ایک گھبراہٹ بھری آواز سنائی دی۔

معراج، ایجنٹ ہمارے پیچھے ہیں، انہیں پتا چل گیا ہے کہ ہم نے ان دو لوگوں کو مارا ہے

کل میرے گھر میں دو لوگ گھس آئے انہوں نے میری بیوی اور بچوں کو ڈرایا مجھے کسی اور کی فکر نہیں ہے صرف اپنے بچوں کی فکر ہے۔" پریشانی واضح تھی۔۔۔

معراج نے اپنے قدموں کو بیچ راستے میں روک دیا، اس کے جسم کی اچانک ساکتی میں اس کی حیرت ظاہر ہو رہی تھی۔ "کیا؟" اس نے حیرت اور خوف کی ملی جلی آواز میں کہا۔ یوسف، جو دور سے دیکھ رہا تھا، معراج کے چہرے پر جذبات کی کھیل دیکھ سکتا تھا، ایک خاموش فلم جو بہت کچھ کہہ رہی تھی۔

ایک عزم کے ساتھ جو اس کے پوسچر کو مضبوط بنا رہا تھا، معراج آگے بڑھا، اس کے فون میں بولے گئے الفاظ وعدوں اور تسلیوں کا وزن لیے ہوئے تھے۔ "آپ فکر مت کریں

آپ نے جو بھی کیا میرے لیے کیا اور میں آپ کو اکیلا نہیں چھوڑوں گا اور ڈریں، مت چاہے دشمن ہزار ہوں یا سات لاکھ وہ ہم سے دوگنا طاقتور ہو سکتے ہیں، لیکن اگر انسانی دماغ مضبوط ہو، تو انسان وحشی جانور کو بھی قابو کر سکتا ہے..."۔۔

یوسف، درختوں کے پیچھے چھپا ہوا، اپنے دل کو اپنی پسلیوں کے خلاف دھڑکتا محسوس کر رہا تھا، ایک بے چینی کی دھڑکن جو معراج کی آواز میں تناؤ کی عکاسی کر رہی تھی۔

جب معراج قریب آیا، بغیر جانے اسی جگہ پر کھڑا ہوا جہاں یوسف چھپا ہوا تھا، وہ اپنی خفیہ بات چیت جاری رکھے تھا۔ "کھیل کھلاڑیوں کے ساتھ کھیلے جاتے ہیں، فکر مت کریں جب میں بساط پلٹوں گا، تو وہ منہ کے بل گرے گا۔"۔

یوسف کے چہرے پر فکر کی لکیریں گہری ہو گئیں، اس کا دل اب ایک شکار کیے گئے جانور کی شدت کے ساتھ دوڑ رہا تھا۔ معراج کے آخری الفاظ، "فکر مت کریں سب کچھ مجھ پر چھوڑ دیں، اللہ حافظ،" اس کے ہونٹوں پر کھیلتی مسکراہٹ کے سخت مقابلے میں تھے—ایک مسکراہٹ جو درختوں کے سائے سے زیادہ گہرے رازوں کو سمیٹے ہوئے لگ رہی تھی۔

جیسے ہی معراج سیڑھیاں چڑھ کر نظر سے اوجھل ہوا، یوسف اپنی چھپنے کی جگہ سے باہر آیا، اس کا چہرہ زرد، اس کے خیالات خوف اور الجھن کے طوفان میں گھرے ہوئے تھے

یہ معراج کس بارے میں بات کر رہا تھا، یا اللہ یہ وہ نہ ہو جو ہم سوچ رہے ہیں، یا اللہ، میں آپ سے التجا کرتا ہوں،

وہ سرگوشی کرتے ہوئے بولا، اس کی آنکھیں اس حقیقت کے احساس سے نم ہو گئیں کہ شاید سچائی اس سے کہیں زیادہ مکروہ ہو جو اس نے کبھی تصور کی تھی۔

اور پھر بھی، یوسف کو معلوم نہیں تھا کہ حقیقت یہ ہے کہ—معراج عفاف کی موت کا ذمہ دار تھا، ایک سچائی جو اس قبر کے رازوں کی طرح دفن تھی جسے وہ ابھی پیچھے چھوڑ آیا تھا۔

•••°•••

شام نے باغ کو سکون کی چادر میں لپیٹ دیا تھا، جسے صرف ایک بھٹکتی ہوئی فٹبال نے پریشان کیا تھا جو اُس کے پاؤں کے پاس رک گئی تھی۔

اُسے اس دہلیز کو پار کیے عرصہ ہو گیا تھا، لیکن آج، اپنی وجوہات کی بنا پر واپس کھینچ لایا گیا، وہ خود کو مانوس لیکن دور کے ماحول میں پا رہا تھا۔

جب جبرائیل کا بیٹا قریب آیا، اُس کے چہرے پر حیرت کی لکیریں کھینچی ہوئی تھیں، تو اُس نے جھک کر فٹ بال اُٹھالی اور وہ انگریزی میں گویا ہوا۔ "آپ کون ہیں؟" اُس کی معصومیت نے وقت کے پردے کو چیر دیا جو اُن کے درمیان حائل تھا

""اپنا کام کرو۔" وہ سرد مہری سے بولا، لڑکے کی آنکھوں میں اُس کے باپ کی جھلک دیکھ کر۔

معراج کی نظر پھر ابرش کی طرف منتقل ہوئی، جو کالے شفون کے فراک میں ایک خواب کی مانند کھڑی تھی، اُس کے بال ہلکی ہوا میں لہرا رہے تھے

۔ اُس کے پاؤں کے نیچے کی گھاس نے ہوا کو راز سنائے، لیکن معراج نے، دل میں ان کہی باتوں کے بوجھ تلے، چلے جانے کا فیصلہ کیا۔

"جب سے تم آئے ہو تم نے ایک بار بھی مجھ سے بات نہیں کی۔" ابرش کی آواز نے خاموشی توڑ دی

،اُس کے الفاظ میں دکھ کی جھلک تھی۔ معراج رک گیا لیکن مڑا نہیں، اُس کا رویہ سخت تھا، آسمان کی نرم پڑتی روشنی کے خلاف ایک مجسمہ۔ "میں آپ کے دل میں کوئی غلط فہمی پیدا نہیں کرنا چاہتا،" وہ اب تم سے آپ پر آگیا تھا

اور یہ آپ اتنا ہی بڑا پتھر بن کر ابرش پر گرا تھا جتنا۔ ہم پر گرتا ہے جب ہمارا پسندیدہ دوست۔

تو سے آپ پر آکر بات کرتا ہے کیونکہ دوستوں کو ایک دوسرے سے واحد چیز عزت کی توقع نہیں ہوتی اور بعض اوقات یہ چیز ہی شاید دوستی کو خوبصورت بناتی ہے ۔

،معراج کی آواز ایک پرسکون سمندر تھی جو اندر سے اُمڈتے طوفان کو چھپا رہی تھی۔

ابرش آگے بڑھی، اُس کی موجودگی نے توجہ طلب کی۔ اُن کے پیچھے، جبریل دیکھ رہا تھا، ایک خاموش تماشائی جو اُس کھیل کو سمجھ نہیں پا رہا تھا۔

معراج کی نظریں ابرش کی آنکھوں سے ملیں، ایک نظر میں جذبات کا طوفان گزر گیا۔

"مجھے لگا کہ میں آپ سے محبت کرتی ہوں مگر شائید میں غلط تھی،

ابرش ادھار رکھنے کی اہل نہیں تھی حساب چھٹا کرنا اسکو آتا تھا۔۔۔ معراج کی مسکراہٹ اُس کے ہونٹوں پر ایک اُداس خم تھی۔

"یہ محبت نہیں ہے۔ آپ نے مجھ پر رحم کیا۔ آپ کی آنکھوں میں میں نے مہمت کے لیے محبت دیکھی ہے۔ یقین کریں یا نہ کریں، آپ اُس سے محبت کرتی ہیں، لیکن آپ اسے ماننا نہیں چاہتیں"۔

اُس کے الفاظ ایک نرم ڈانٹ تھی، ایک تلخ حقیقت کا انکشاف۔

ابرش نے اپنا سر جھکایا، ایک خاموش سوال توازن میں لٹکا ہوا تھا۔ معراج کا اقرار اُس کے بعد آیا، "اور اگر یہ محبت تھی، تو مجھے افسوس ہے کہ میں لاحاصل کے پیچھے بھاگتا رہا اور حاصل کی قدر نہیں کی"۔

اُس کا اعتراف باغ کے پس منظر میں ایک سرگوشی تھی، جو اب شام کی نرم روشنیوں سے روشن تھا جو اُن کے ارد گرد لمبے سائے ڈال رہی تھیں جو اُن کے ارد گرد ناچ رہے تھے۔

جیسے جیسے شام گہری ہوتی گئی، باغ اچانک پولوں سے آنے والی روشنی سے نہا گیا، جس نے لمبے، ڈرامائی سائے ڈالے جو لان کے پار پھیل گئے، معراج اور ابرش کو تقریباً تھیٹریکل جلوے میں لپیٹتے ہوئے۔ معراج کا چہرہ سنجیدہ تھا جب وہ ابرش کو اپنی دانائی بانٹ رہا تھا

"لیکن آپ کو مہمت کی قدر کرنی چاہیے، وہی ہے جو آپ سے خود سے زیادہ محبت کرتا ہے، وہ آپ کی قدر جانتا ہے۔ آپ کو اُس سے محبت کرنی چاہیے جو آپ کو خوشی سے سب کچھ دے۔"

ابرش، جس کی جھلک دھیمی روشنی میں نرم پڑ گئی تھی، آہستہ سے سر ہلا کر رضامندی کا اظہار کیا، اُس کی موافقت میں احساس کی جھلک ملی ہوئی تھی۔ "شاید آپ صحیح کہہ رہے ہیں میں اُس سے محبت کرتی ہوں۔

شاید میں انکار کی کیفیت میں ہوں۔ لیکن آپ کا کیا؟ کیا آپ باقی زندگی ایسے ہی رہو گے ؟"اُس کی آواز میں فکر تھی، اُس کی آنکھیں معراج کی طرف جواب کی تلاش میں تھیں۔

معراج کی مسکراہٹ آدھی روشنی میں ایک اُداس ہلال تھی، "مجھے چھوڑ دیجئے میں نے عفاف سے محبت کی ہے، اور وہی ایک ہیں جن کو میں چاہتا ہوں۔ میں کسی اور کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتا۔ وہ میری سب کچھ ہیں"۔

اُس کی نظر آسمان کی طرف چلی گئی، جہاں پہلے ستارے چمکنا شروع ہو رہے تھے۔"اور کس کو کیا پتا کہ میری زندگی کتنی لمبی ہے؟ یہ کتنی ہے؟ جتنی ہے میں عفاف کے نام پر جیوں گا"۔

،ابرش کی آواز بڑھتی ہوئی دھند میں گونج اُٹھی۔"میں آپ کے چہرے پر درد دیکھ سکتی ہوں"۔

،اُس کے الفاظ سخت حقیقت کے خلاف نرمی سے چھوتے ہوئے۔

معراج کی مسکراہٹ مدھم روشنی میں ایک جھلک تھی، ایک مختصر شرارت کی چمک جو اُس کی آنکھوں تک نہیں پہنچی تھی۔"میرے چہرے کو چھوڑ دیں،" اُس نے جواب دیا، اُس کی آواز میں موجود مزاح اُس کے جذبات کی گہرائی کو چھپا رہا تھا۔"یہ چہرہ جھوٹا ہے۔"۔

"آنکھیں بھی؟" ابرش نے دباؤ ڈالا، اُس سچ کی تلاش میں جو اُس کی نظروں کے پیچھے چھپا۔ ہوا تھا۔

معراج نے سر ہلا دیا، دنیا کے سامنے پیش کیے جانے والے دکھاوے کی خاموش تصدیق کرتے ہوئے۔ "میرا وجود جھوٹ ہے، ابرش،" اُس نے اعتراف کیا، اُس کا اقرار ہوا میں گہری دھند کی طرح لٹک رہا تھا۔

ابرش نے اُس کے الفاظ کا بوجھ محسوس کیا، اور ایک لمحے کے لیے، اُس کی آنکھوں کی پتلیاں سکڑ گئیں جیسے وہ ایک ایسی حقیقت پر توجہ مرکوز کرنے کی کوشش کر رہی ہو جو پھسل رہی تھی۔

معراج نے ابرش کو ایک نظر دیکھا، اور پلٹتا اپنے راستے پر چل دیا، اُس کے قدم مضبوط اور ثابت قدم تھے، ابرش کو اُس کی پیٹھ دیکھتے ہوئے چھوڑ دیا۔

جب وہ وہاں کھڑی تھی، اُس کی آنکھوں کے سامنے ایک خیال چمک اُٹھا، ایک فرار خیال جو پہنچ سے باہر ناچ رہا تھا، جیسے باغ میں پھیلے سائے۔

گزشتہ منظر کی بازگشت۔

ابرش نے فرسٹ ایڈ باکس کو ساتھ رکھا "تم کیا کر سکتے ہو میری محبت میں" اس نے دوبارہ اپنا رخ مہمت کی جانب کیا۔

مہمت کو کچھ سمجھ نہیں آئی۔۔وہ مسکرایا مگر تاصر نہ سمجھی کا تھا شانے ہلکے سے اچکائے "محبت میں تو انسان کچھ بھی

کر سکتا ہے۔"

اس کی بات ابرش نے کاٹی "قتل بھی" اس نے گہری نظروں سے مہمت کو دیکھا۔سناٹا رہا مہمت چونک گیا وہ ابرش کو چند وقت تک خاموش نظروں سے دیکھتا رہا۔۔بے یقینی میں وہ بمشکل لب کھول پایا "قتل"؟

ابرش نے مہمت کو دیکھا اور نظریں چرا لیں "معراج کو میں پسند کرتی ہوں اور میری شادی معراج سے بابا تب ہی کروا سکتے ہیں جب قتل ہو۔ "

مہمت چونک گیا اس کے گلے کی گلٹی ابھر کر معدوم ہوئی اس نے بے اعتنائی سے ابرش کو دیکھا یہ وہ ہی ابرش۔ تھی جس کو وہ چاہتا تھا وہ اس قدر سنگ دل تھی ۔

ابرش نے مہمت کو دیکھا اس کی نظروں میں التجا اور دھڑوں امیدیں تھیں "تم کیا میرے لیے اپنی محبت کا قتل کر سکتے ہو۔۔ایک مرتبہ جبرائیل کی شادی عفاف سے ہو جائے تو میں معراج سے شادی کر لوں گی میں اس کے بغیر نہیں رہ سکتی۔۔ مگر میں تمہارا دل بھی نہیں دکھا۔ سکتی میں بہت پریشان ہوں مہمت "اس کی آواز لرز گئی۔۔مہمت نے اسے دکھ سے دیکھا تو اس کی آنکھیں بھی گیلی ہو گئیں اس نے آنسو کو نکلنے سے روکا دائیں جانب دیکھ اس نے اپنے شہدت کی انگلی کی بَند انگشت سے اپنے آنسو صاف کئے اس نے دوبارہ ابرش کو دیکھا اور ہمت مجتمع کرتے بول پایا

"اور میری محبت کا کیا میں نے جو تمہیں چاہا اس کا کیا تم مجھے بچپن سے پسند ہو ابرش میں نے تم سے محبت کی ہے۔ اور تم معراج سے محبت نہیں کرتی تمہیں بس اس پر۔ ترس آتا ہے کیونکہ تم نے بچپن سے اسکو دکھ میں دیکھا ہے کیا تمہارا دل کبھی دھڑکا ہے جب بھی معراج تمہارے آس پاس ہوا ہے کیا تم نے کوئی ایسا احساس محسوس کیا ہے کہ تم پہلے کہیں ملے ہو کیا تمہاری روح کو اسے کوئی کنیکشن کا احساس ہوا ہے"۔

وہ اب تک ابرش کو سوالیہ دیکھ رہا۔ تھا وہ ٹھیک تھا ابرش۔ اسکو پسند نہیں کرتی تھی وہ بس اس پر ترس کھا رہی تھی اسکو خود بھی علم نہیں تھا کہ وہ کیا کر رہی ہے ابرش کا ہمت کے سوال کا کوئی جواب نہ بنا ہمت تلخ مسکرایا پھر مدھم اثبات میں سر کو جنبش دی "بلکل یہ ہی بات ہے ابرش میڈم آپ معراج سے محبت نہیں کرتیں آپ بس اس پر ترس کھا رہی ہیں اور کچھ نہیں لیکن پھر بھی ابرش میں تمہاری خوشی کے لیئے پیچھے ہو جاؤں گا کیونکہ میرے لیے پوری دنیا تب ہی پر رونق ہے جب تم خوش ہو۔ معراج آتا ہے جب بھی وہ آئے تم اسے اپنی محبت کا اظہار کرو کیونکہ تم بعض نہیں رہو گی تمہارے دل کو تب تک سکون نہیں ملے گا جب تک تم اپنے دل کی ضد پوری نہ کر لو۔ تم معراج سے محبت کا اظہار کرو اگر وہ تمہاری محبت کو قبول کر لیتا ہے تو میں پیچھے ہٹ جاؤں گا اور کبھی تمہارے سامنے نہیں آؤں گا یہ میرا وعدہ ہے مگر اگر۔ وہ انکار کر دیتا ہے تو تمہیں اس بات کو سمجھنا چاہیے ابرش کہ انسان کو ہمیشہ اسی شخص کے پاس جانا چاہیے جو آپ سے محبت کرتا ہو اسے نہیں جسے آپ محبت کرتے ہیں۔ کیونکہ جو انسان آپ سے محبت کرتا ہے وہ آپ کی قدر جانتا ہے لیکن جسے آپ محبت کرتے ہیں معلوم نہیں کہ وہ آپ کی قدر کی اہمیت جانتا ہے یا نہیں" ابرش کی آنکھیں بھیگ

گئیں اس کا دل دھڑکنے لگا اسکو کچھ سمجھ نہیں آرہی تھی کہ کیا کرے کیا کہے وہ متذبذب تھی۔ "مجھے نہیں پتا مہمت میں کیا کروں میں پریشان ہوں"۔

اس نے گردن جھکالی تو مہمت نے اس کی ٹھوڑی کے نیچے بند انگشت رکھی اور اس کا سر اوپر کیا۔۔۔

" تمہیں میری وجہ سے پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے میں پیچھے ہٹ جاؤں گا ابرش میں اس محبت سے دستبردار ہو جاؤں۔ گا یہ سوچ کر کہ تم میری قسمت میں نہیں تھی اور جو قسمت میں نہ ہو اس کا حصول مشکل ہے میں اللہ کی رضا میں راضی ہو جاؤں گا۔"۔

"ابرش نے نظریں نیچے کر لیں تو مہمت اپنی جگہ سے اٹھا اور گردن جھکا کر اسکو دیکھتے بولا "اب زیادہ پریشان مت۔ ہو اپنے دماغ کو۔ سکون دو جب معراج تمہاری محبت کو قبول کر لے گا تو میں خود چاچو کو انکار کر دوں گا تمہیں انکار کرنے کی ضرورت بھی نہیں ہے بس تم خوش رہو ابرش مجھے اور کچھ نہیں چاہئے میری خوشی تمہاری خوشی میں ہے اور اگر تمہاری خوشی معراج سے ہے تو میں تمہاری خوشی میں خوش ہوں" یہ کہتے وہ پلٹ گیا اور گھر کی جانب بڑھنے لگا

ابرش مہمت کو جاتے دیکھتی رہی اور تب تک دیکھتی رہی جب تک وہ اس کی نظروں سے اوجھل نہ ہو گیا ابرش نے گہرا سانس لیا۔۔ اور سوچا کہ وہ بے وُقوفی تو نہیں کر رہی۔۔۔"

تصور کریں کہ کچھ لوگ دریا کے قریب کھڑے ہیں، لیکن اس کی کثرت سے لطف اندوز ہونے کے بجائے، وہ ایک چھوٹے سے قطرے کے پیچھے بھاگتے ہیں۔ ایک وسیع ریگستان میں ایک آدمی کے بارے میں سوچا جائے جو ایسا کر رہا ہے۔ وہ ایک بوتل دیکھتا ہے، ایک قطرہ پا کر خوشی محسوس کرتا ہے، اور خوشی سے اسے پیتا ہے۔ اسے احساس نہیں ہوتا وہ یہ کہ اس بوتل کے پیچھے ایک چٹان ہے اور اس کے پیچھے ایک پورا دریا بہہ رہا ہے، جو اس کے ایک قطرے پر جما ہوا ہے۔ یہ ایک سادہ سی مثال ہے جس میں دکھایا گیا ہے کہ لوگ کس طرح اپنی تنگ توجہ کی وجہ سے کسی بڑی چیز سے محروم رہ سکتے ہیں، جیسا کہ درختوں کے لیے جنگل نہ دیکھنا۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔

حال

ابرش نے خلا کی طرف دیکھا، جہاں اُس کا خیال اب ختم ہو چکا تھا، اور وہ بولی، "میں نے تو ڈورا دی ایکسپلورر کا بھی ریکارڈ توڑ دیا ہے۔ محبت میرے سامنے تھی، اور میں اندھی رہی۔" جبریل نے اُسے دیکھتے ہوئے کہا، "چلیں کھیلتے ہیں۔" ابرش خیالوں سے باہر آئی، مسکراتے ہوئے فٹ بال کو پکڑا اور اُسے دور پھینک دیا۔ پھر جبریل اور وہ دونوں بھاگتے ہوئے کھیلنے لگے۔ شام کے سائے کھمبوں کی روشنی میں اُن کے کھیل کے سائے بنا رہے تھے، جو اُن کی مستی اور خوشی کو عیاں کر رہے تھے۔

•••○○○•••

کچن میں گرما گرمی کا احساس تھا، تازہ بنی ہوئی چائے کی خوشبو رات کے کھانے کی تیاریوں کی مہک کے ساتھ مل رہی تھی۔

ولید اور جاسمین میز کے گرد لگی کرسیوں پر بیٹھے تھے، اُن کی کرسیاں ایک دوسرے کے قریب ایک گھیرے میں کھینچی گئی تھیں، اُن کے ہاتھوں میں چائے کے کپ تھامے ہوئے تھے۔۔۔

ولید گہرا سانس لے کر بولا "اللہ سے امید رکھو اچھا ہو گا سب" دفعتاً قدموں کی آواز سنائی دی تو ولید نے گردن دائیں جانب کی اس کے تعاقب میں جاسمین نے۔

معراج انکے جانب آرہا تھا ،اُس کی مسکراہٹ اُس گرما گرم جگہ میں ایک روشنی کی مانند تھی، ولید اُٹھ کر اُس سے ملنے کے لیے کھڑا ہوا اُن کا گلے ملنا ایک حقیقی محبت کا لمحہ تھا۔ "کیا میں نے آپ لوگوں کو پریشان تو نہیں کیا؟"۔

معراج نے ہلکے لہجے میں پوچھا، جبکہ اُس نے جاسمین کو احترامی سر ہلا کر سلام کیا۔

"نہیں، نہیں مسٹر، معراج،" ولید بیٹھتا اسے بھی بیٹھنے کی دعوت دیتا بولا، اُس کی مسکراہٹ کچن کی گرما گرمی کی عکاسی کر رہی تھی۔

جاسمین، ہمیشہ کی مہمان نواز، پیشکش کرتی ہوئی بولی، "میں آپ کے لیے چائے لاتی ہوں۔" معراج نے نشست سنبھالتے ایک شوخ چہرہ بنا کر پیشکش کو ٹال دیا۔ "نہیں، جاسمین آنٹی، میں کہاں چائے پیتا ہوں۔ یہ تو زہر کی مانند ہے میرے لیے مجھے۔ نہیں پتا لوگ یہ زہر کیسے پیتے ہیں۔"

جاسمین کی ہنسی بات چیت میں ایک نرم گھنٹی کی مانند تھی۔ "چائے تو زندگی ہے،"، اُس کی آنکھوں میں شرارت کی جھلک تھی۔

معراج کی مسکراہٹ برقرار رہی جب اُس نے تصور کی صحت کے بارے میں پوچھا، "تصور بھائی کیسے ہیں"۔

جاسمین کا چہرہ فکر سے بھر گیا جب اُس نے تصور کی حالت کے بارے میں اُسے بتایا، اُس کے ہاتھ بے چینی کی لہر میں کھلتے اور بند ہوتے رہے۔ "وہ کوما میں ہے، لیکن ڈاکٹر کہہ رہے ہیں دعا کریں وہ کچھ نہیں بتا رہے اور ساتھ ہی مجھے چمن آرا کے مستقبل کی بہت فکر ہے۔ وہ تصور کے نکاح میں ہے بس جلد از جلد تصور ٹھیک ہو جائے"۔

شکریہ کے جذبات سے اُس کا چہرہ بھر گیا جب اُس نے معراج کی طرف دیکھا۔ "شکریہ آپ کا کہ آپ نے تصور کو اپنا خون دیا؛ ورنہ ایسے نایاب بلڈ گروپ کا خون کہاں سے ملتا؟ اگر آپ نہ ہوتے تو مجھے نہیں پتا کیا ہوتا۔"۔

معراج کا جواب عاجزی سے بھرا ہوا تھا، اُس کے الفاظ کے ساتھ ایک نرم کندھے کا جھٹکا تھا۔ "جو اللہ چاہتا ہے وہی ہوتا ہے اور وہی اچھا ہوتا ہے۔"۔

اُس کی مسکراہٹ ایک سکون کا نقاب تھی، جو اُس کے اندر کی جذبات کی طوفانی سمندر کو چھپا رہی تھی، جو اُس کی مہربانی کے عمل نے اُبھارا تھا،

بے خبر کی کہ اس نے تباہی کو خود گلے لگایا ہے اپنی بربادی کی سانسوں کو بچا کر۔۔

باتوں میں باتوں معراج کا دماغ کھٹکا اور اس کا چہرہ کچھ تشویش میں مبتلا ہوا مگر اس نے ان تاثرات کو جلد ہی چھپا لیا مگر اس کے ہاتھ بے چینی میں معمولی حرکت سے اپنے اضطراب کا اظہار کر رہے تھے جیسے کوئی نادیدہ دھاگے سے اس کی انگلیوں کو چھو رہا ہو۔

"ویسے اس رات آخر ہوا کیا تھا، جاسمین آنٹی؟ آپ کو کچھ پتا ہے؟"۔

اس کی آواز میں ایک گہرائی تھی، جیسے وہ کسی بھید کو جاننے کے لیے بے تاب ہو۔

جاسمین نے اپنے کندھے اچکا کر جواب دیا، "مجھے کچھ علم نہیں ہے، مسٹر معراج۔"۔

ولید کے چہرے پر ایک سوچ بچار کا تاثر تھا، جب اس نے کہا، "ہاں، اس رات جب وہ یوسف صاحب سے ملنے جا رہا تھا، میں نے اسے پوچھا کہ ایسی بھی کیا بات ہے جو گھر نہیں ہو سکتی۔ تو اس نے کہا کہ یہ بات

ضروری ہے، ایک گھر کا بھیدی ہے۔" ولید کے ہاتھوں نے بے اختیار ایک دوسرے کو مس کیا، جیسے وہ کسی نادیدہ خطرے کو محسوس کر رہا ہو۔

معراج کے چہرے کے تاثرات بدلے، اور اس کی سانس رکتی محسوس ہوئی۔ دنیا ایسے ہو گئی جیسے سورج کے گرد گھومتے سیاروں کے قطار سے باہر نکل گئی ہو۔

اس نے ولید کو دیکھا، اور اس کے ماتھے پر شکنیں آ گئیں۔ "گھر کا بھیدی یعنی..."۔

ولید نے ناسمجھی سے کہا۔

"مجھے کچھ نہیں پتا، مگر جب سے بہزاد کی موت ہوئی تھی، وہ کچھ پریشان رہتا تھا۔ میں نے اسے پوچھا کیا ہے، تو کہتا ہے کہ گھر میں سانپ ہے جو ڈس رہا ہے، مگر وہ پوری بات نہیں کرتا تھا۔" ولید کے چہرے پر ایک پریشانی کا سایہ تھا، جیسے وہ کسی بھاری بوجھ تلے دبا ہوا ہو۔

معراج نے اپنے چہرے کے تاثرات کو چھپا کر رکھا۔ وہ خود کو کمپوز رکھے تھا، لیکن اس کی آنکھوں میں ایک گہری بے چینی تھی۔

اس کے تخیل میں جاسمین کی آواز گونجی، "تو آپ نے یہ بات کیوں کسی کو نہیں بتائی؟"۔

ولید نے جواب دیا، "ایک مرتبہ تصور ٹھیک ہو جائے تو وہ خود بتا دے گا۔"۔

معراج کے عقل کے گھوڑے دوڑے وہ اپنی سوچ میں بولا، "کہیں تصور کو پتا تو نہیں چل گیا کہ میں عفاف اور اس بڑھیا کی موت کے پیچھے ہوں؟"۔

اس کے ہاتھوں نے بے اختیار ایک دوسرے کو مضبوطی سے پکڑ لیا، جیسے وہ کسی نادیدہ دشمن کو روکنے کی کوشش کر رہا ہو۔

معراج کے لیے بیٹھنا محال تھا۔

وہ فوراً اٹھا اور سنجیدگی سے بولا، "ابھی آپ لوگ اس بارے میں کسی کو کچھ مت بتائیں، جب تک ثبوت نہ مل جائے۔ ہم کچھ کرتے ہیں۔"۔

اس کے چہرے پر ایک مسکراہٹ آئی، جیسے وہ کسی راز کو جانتا ہو۔

"چلیں، میں چلتا ہوں، اللہ نگہبان،"۔

معراج نے کہا اور ایک گہری سانس لی، جیسے وہ اپنے اندر کی بے چینی کو قابو کر رہا ہو۔ ولید نے مسکرا کر جواب دیا، "اللہ نگہبان۔" اور پھر معراج کچن کے دروازے کی جانب بڑھ گیا، لیکن اس کے قدموں میں وہ استحکام نہیں تھا جو عام طور پر اس کی چال میں ہوتا ہے۔

جیسے ہی وہ کچن سے باہر نکلا تو دائیں جانب دیوار پر موجود بڑے سے آئینے میں، اس نے اپنے چہرے کے تاثرات کو دیکھا۔

اس کی آنکھوں میں ایک گہری سوچ تھی، جیسے وہ کسی بڑے فیصلے کے بارے میں سوچ رہا ہو۔

اس نے اپنے ہاتھوں کو دیکھا، جو اب بھی مضبوطی سے ایک دوسرے کو تھامے ہوئے تھے، اور پھر انہیں آہستہ سے کھول دیا۔

"اس دن جب میری بہزاد سے بات ہوئی تھی تو وہ کہہ رہا تھا کہ جب میں نے اس بڑھیا کو قتل کیا تھا وہ اس کمرے میں تھا۔۔"۔

یہ سوچتے معراج کو یکدم جھماکے سے کچھ یاد آیا"میں نے بہزاد کو ٹیپ ریکارڈ لے کر دیا تھا اور وہ اس ٹیپ ریکارڈ میں ریکارڈنگ بھی کرتا تھا ،"۔

معراج نے آہستہ سے خود سے کہا سوچ گہری تھی۔" کہیں جب میں اس بڑھیا کو قتل کر رہا تھا بہزاد اس ٹیپ ریکارڈ میں میری ریکارڈنگ تو نہیں کر رہا تھا کہیں اس ٹیپ ریکارڈ میں تو سب ریکارڈ نہیں ہو گیا مگر سوچنے کی بات ہے کہ تصور کے پاس وہ ریکارڈر کیسے آیا""۔

یہ پہلا انسان تھا جس نے خود ریکارڈر کو موت بنا

کر خریدا۔ کبھی کبھی قسمت انسان کے ہاتھوں سے ہی اس کی تباہی کرواتی ہے۔

ریکارڈر کی سنسان گونج میں، معراج کے اپنے گناہوں کی گواہی چھپی ہوئی تھی، ایک ایسی گواہی جو اس کے اپنے انجام کو مقدر بنا رہی تھی۔

اس کے چہرے پر ایک تناؤ کا تاثر تھا، جیسے وہ کسی بڑی مشکل کا سامنا کر رہا ہو۔۔

"بڑی بی کی موت کے بعد چمن آرا اس کا کمرہ صاف کر رہی تھی اور شائید تصور ادھر تھا کہیں اس کمرے سے تو اسکو وہ ریکارڈر نہیں ملا ہو سکتا ہے، بہزاد ڈر گیا ہو اور وہ اس ریکارڈر کو اس کمرے میں چھوڑ کر بھاگ گیا ہو اب سوال یہ اٹھتا ہے، کہ تصور تو کوما میں ہے مگر وہ ریکارڈر کس کے پاس ہے اور اگر جس کے پاس ہے وہ کچھ کیوں نہیں بول رہا یا اس تصور نے اس ریکارڈر کو چھپا کر رکھا ہے ہو سکتا ہے وہ ریکارڈر تصور کے کمرے میں ہو"۔

معراج نے اپنی بند انگشت پر وہ کالی نگ والی انگوٹھی دیکھی جس کے نگ کے نیچے سفید زہر تھا معراج کچھ سوچتے بولا جب وہ، مسکرایا "وہ جو کوئی، بھی ہے میں چاہتا ہوں وہ جلد از جلد میرا راز کھولے کیونکہ میں نے خود کو ڈیڈ لائن دی ہوئی ہے جب تک میرا راز نہیں کھلتا تب تک میں خودکشی نہیں کروں گا۔ قسمت نے اگر انکا ساتھ دیا اور خود میرا راز کھل گیا تو وہ خودکشی میری قسمت ہو گی نہ جانے اس رات تصور کا ایکسیڈینٹ کیوں ہو گیا"۔

اس نے افسوس میں سوچا بالکل وہ ایک حادثہ تھا اس سب میں معراج کا ہاتھ نہیں تھا۔

تصور کو سب علم ہے یہ تو اس کے علم میں اب آیا جب اس کے دماغ کے گھوڑے دوڑے۔

وہ منمنایا" اللہ کر کے وہ جلد از جلد ٹھیک ہو جائے مگر ایک بار مجھے وہ ریکارڈر دھونڈنا ہو گا کہ آخر وہ ریکارڈ ہے کہاں"

معراج وہ پہلا پتنگا تھا جو شعلوں کی طرف خود کو دھکیل رہا تھا، اپنی تباہی کی روشنی میں اپنے رازوں کو عیاں کرنے کے لیے بے تاب۔

ایک ایسا شخص جو موت کی آغوش میں پناہ چاہتا تھا، جو اپنے ہی گناہوں کے سائے میں گم ہونے کو تیار تھا۔

اپنے خلاف ثبوتوں کی تلاش میں ان کی مدد کرنے والا، وہ اپنی گرفتاری اور موت کی دعا کرتا تھا۔

معراج، وہ نام جو اپنے کالے کرتوتوں کو چھپانے کی بجائے، انہیں دنیا کے سامنے لانے کی جلدی میں تھا، ایک ایسا شخص جو اپنے اندھیرے کو روشنی میں بدلنے کے لیے بے قرار تھا۔

اس نے ایک گہری سانس لی اور پھر وہ بائیں جانب مڑا اور دروازے سے باہر نکلا کیونکہ اس کو اس ریکارڈر کو دھونڈنا تھا۔۔

.....°°°.....

رات کی چادر میں سایوں اور سرگوشیوں کا ایک تانا بانا بُنا گیا تھا، جہاں چاند آسمان پر بادشاہ کی طرح راج کر رہا تھا، اپنی عرفانی روشنی کو آلو بخارے کے درختوں کی شاخوں کے ذریعے بکھیر رہا تھا۔ پتوں کی سرسراہٹ ایک خاموش گفتگو کی مانند تھی، جیسے باغ کے قدیم پہرے دار ایک دوسرے سے راز کی باتیں کر رہے

ہوں۔ معراج کے قدموں کی آواز اس رات کے سکوت میں واحد خلل تھی، ایک مستقل دھڑکن جو اس کے سرونٹ کوارٹرز کی طرف جانے کے راستے کو نشان زد کر رہی تھی۔

چاند کی روشنی، ایک ماہر مصور کی طرح، منظر کے اوپر چاندی کے رنگ کے برش کے ضرب لگا رہی تھی، معراج کے سائے کو ایک طویل، بھوتیا ساتھی میں تبدیل کر رہی تھی جو زمین پر عجیب و غریب طریقے سے ناچ رہا تھا۔

یہ منظر مخالفتوں کا تھا—اوپر سے آنے والی روشنی کی چمک اور درختوں کے نیچے کی گہری تاریکی، جہاں روشنی ٹھہرنے کی جرات نہیں کرتی تھی وہ آہستہ قدموں سے آگے بڑھتا ہے، ہر قدم کے ساتھ ہوا کی ایک ہلکی لہر پیدا ہوتی ہے، جیسے رات کی خاموشی اس کی موجودگی کا احترام کر رہی ہو۔

اس کی آنکھیں محتاط نظروں سے اندھیرے کو چھانتی ہیں، اور اس کے چہرے پر تشویش کا رنگ تھا۔ اس کا پاؤں اچانک ایک چھپے ہوئے مٹی کے گڑھے سے ٹکراتا ہے، جس کی سطح پر افراتفری کی لہریں ناچ رہی ہوتی ہیں۔ اس کے چہرے پر حیرت کا ایک جھٹکا ظاہر ہوتا ہے،

جب اس کے پیر کی ایڑی اس مٹی میں پھنس گئی وہ کچھ لڑکھڑاتا آگے ہوا مگر اس نے اپنے قدموں کو اور خود کو سنبھال لیا، اس کی پیشانی پر تشویش کی ایک لکیر نمودار ہوئی توازن برقرار رکھتے اس نے اپنے موبائل فون کی تلاش میں اپنی قمیض کی جیب کو ٹٹولا۔۔ موبائل باہر نکالتے اس نے موبائل کو چالو کیا کہ اچانک موبائل

کی روشنی سے اس کا چہرہ منور ہو گیا، اس کے ہاتھ میں موجود یہ جدیدیت کی مشعل اب اس قدیم منظر نامے میں روشنی کا ایک جزیرہ بن جاتی ہے۔

اس نے موبائل کا ٹارچ جلایا ٹارچ کی روشنی اندھیرے کو چیرتی ہوئی، نرم چاندنی کی مدھم روشنی کے سخت تضاد میں، جب وہ بے ترتیب زمین پر پڑی۔

مٹی نے حالیہ انقلاب کی داستان سنائی، ایک کہانی جو کبھی چھپی ہوئی تھی اب دنیا کے سامنے عیاں تھی۔۔۔۔

معراج نے مٹی کے اس گڑھے کو غور سے دیکھا جو ایسا لگتا تھا جیسے کسی نے حال ہی میں کھودا ہو۔

مٹی کی تہہ ہلکی تھی، گویا کچھ دفن کی گئی چیز کو نکالنے کے بعد دوبارہ مٹی ڈالنا بھول گیا ہو۔

اس کی پتلیاں سکڑ گئیں، اور اس کے لبوں سے بے ساختہ نکلا، "کیا یہاں کچھ چھپا ہوا تھا؟" اس کی آواز پتوں کی سرسراہٹ میں گم ہو گئی۔

اس کے ذہن میں ریکارڈر کا خیال آیا، شاید وہی چیز جو اس گڑھے میں چھپی ہوئی تھی۔ "اگر واقعی یہاں کچھ چھپا ہوا تھا، تو اسکو کس نے نکال لیا؟" اس نے سوچا، اس کا ذہن سوالات اور نظریات کے طوفان میں گھرا ہوا تھا۔

معراج نے مٹی میں ہاتھ مارا، اس گڑھے کی گہرائی کا اندازہ لگایا۔ "یہ مہینے پہلے کھودا گیا تھا، مگر کیوں؟ اس میں کیا تھا؟" اس نے نفی میں سر ہلایا۔

"لگتا ہے تصور نے ریکارڈر یہاں چھپایا تھا اور حادثے سے پہلے اسے اپنے ساتھ لے گیا تھا۔"۔

وہ پیچھے ہٹا، سوچ میں ڈوبا، "یہاں کچھ نہیں ہے ہو سکتا ہے وہ ریکارڈر سیونتھ ایونیو کی سڑک پر گر گیا ہو۔ اب تو شائید اس ریکارڈ کے پرخچے اڑ گئے ہوں.."۔

اس کی آواز میں مایوسی تھی، وہ جتنا جلدی مرنا چاہتا تھا قدرت اتنا اس کی خواہش کو لٹکا رہی تھی وہ رنجیدہ انداز میں بولا "یہاں کچھ نہیں ہے،۔"

۔۔ہار مانتے وہ واپس جانے لگا، لیکن اچانک اس کی اتفقاً نظر مٹی میں چھپی ایک چمک پر پڑی۔

وہ ٹھٹکا، جھکا، اور اکڑوں بیٹھتے ہوئے اس چمک کو نکالا۔ جو مٹی میں دفن تھی کسی بھولی بسری یاد کی طرح۔

وہ چاند کی چمک میں چمکتی ایک ہیرے کی انگوٹھی تھی۔

تشویش کے ساتھ اس نے انگوٹھی کو اپنے انگوٹھے اور شہادت کی انگلی کے درمیان رکھا اور اس انگوٹھی کو اوپر اٹھایا اور اسے دیکھتا رہا، اس کے چہرے پر تشویش کے تاثرات واضح تھے۔

اب کی بار اس نے انگوٹھی کو اپنی ہتھیلی پر رکھا اور اس کی نظریں بس اس انگوٹھی پر تھی جسکا ہیرا کبھی کبھی چاند کی چمک سے چمکتا تھا۔ اس کی آنکھوں میں ایک عجیب سی چمک تھی، جیسے وہ کسی بڑے راز کے قریب پہنچ چکا ہو۔

اس کے دل کی دھڑکن تیز ہو گئی، جیسے کوئی بڑا راز فاش ہونے والا ہو۔

اس نے آہستہ سے اٹھتے ہوئے، انگوٹھی کو اپنے ہاتھ میں مزید مضبوطی سے پکڑ لیا۔

اس نے سوچا، اور اس کے دماغ میں یہ خیال آیا کہ یہ انگوٹھی جس کی بھی تھی، اس کے پاس ٹیپ ریکارڈر بھی تھا یعنی اس کی خواہش پوری ہوئی ٹیپ ریکارڈ ٹوٹا نہیں تھا۔

اس کے چہرے پر ایک گہری سوچ کی لکیریں نمودار ہو گئیں، جیسے وہ کسی بھولے ہوئے سچ کو یاد کر رہا ہو۔

جیسے وہ اس انگوٹھی کے مالک کو یاد کر رہا ہو یکدم اس کی آنکھوں کے آگے ایک خیال آیا وہ خیالات کے جھونکوں میں ہی کھویا سا بولا "یہ انگوٹھی... یہ انجلینا چاچی کی ہے،"۔

چاند کی روشنی میں نہا کر، انگوٹھی کا ہیرا چمک رہا تھا، اور اس کی چمک میں ایک راز کی جھلک موجود تھی۔

راز طشت از بام ہو چکا تھا اور معراج کے چہرے پر حیرت کی ایک لہر دوڑ گئی تھی جیسے اس نے کسی بڑے راز کا پتہ لگا لیا ہو۔

اس کے ہاتھ کی انگلیاں انگوٹھی کو مضبوطی سے تھامے ہوئے تھیں، اور اس کے جسم میں ایک کپکپی سی دوڑ گئی۔

معراج نے گہری سوچ میں ڈوب کر انگوٹھی کو اپنی ہتھیلی پر تکتے ہوئے کہا، "اگر انجلینا چاچی سب جانتی ہیں تو وہ کچھ بتا کیوں نہیں رہیں؟ یعنی ان کی امی بیمار نہیں ہیں، وہ جان بوجھ کر پاکستان نہیں آ رہی ہیں کیونکہ وہ اس راز کو جان گئی ہیں کہ اس بڑھیا کو میں نے قتل کیا تھا۔ مگر وہ کسی کو کچھ بتا کیوں نہیں رہیں؟"۔

اس کے چہرے پر شکوک و شبہات کے سائے ناچ رہے تھے، آنکھوں میں سوالات کی چمک تھی، اور ماتھے پر بل پڑ گئے تھے۔

اس نے انگوٹھی کو مٹھی میں بھینچ لیا اور ہاتھ نیچے کرتے ہوئے بولا، "معراج، تیرے پاس وقت کم ہے۔"۔

اس کی آواز میں ایک عجیب سی بے چینی تھی، جیسے وقت کی ریت اس کی انگلیوں سے پھسل رہی ہو۔

اس نے اثبات میں سر ہلایا، اپنے خیالات کو جھٹکتے ہوئے قدم بڑھایا۔

اسے جواب مل گیا تھا، اور اب وہ جوابات کی تلاش میں آگے بڑھ رہا تھا۔

چاند کی چمک میں، جیسے جیسے وہ آگے بڑھتا گیا، اس کا وجود ایک ہیولیٰ کی صورت اختیار کرتا گیا۔ اس کے وجود کے چاروں طرف سے چاند کی چمک باہر نکل رہی تھی، جیسے وہ خود ایک روشنی کا مینار بن گیا ہو۔ معراج جیسے ہی آگے بڑھا، راز پیچھے ہوا میں لٹکتے رہے، اس کے قدموں کی آوازیں گونجتی رہیں، اور اس کے چہرے پر ایک عزم کی جھلک دکھائی دی، جیسے وہ کسی بڑے مقصد کے لیے تیار ہو رہا ہو۔

.....°°°.....

گزشتہ منظر کی بازگشت۔۔۔۔

بہزاد کے حادثے کے بعد تصور کی دنیا میں بہت کچھ بدل گیا تھا۔ وہ اپنے خیالات کی موجوں میں گم تھا، جبکہ وہ باغ کے ایک سرسبز کونے میں، ایک عظیم الشان درخت کی ٹھنڈی چھاؤں میں، لکڑی کے بینچ پر آرام سے بیٹھا تھا۔

اس کے سامنے ہریالی کی چادر بچھی ہوئی تھی اور فوارے کا پانی بلندی سے چھلانگ لگاتا ہوا نیچے گر رہا تھا۔

دو چڑیاں چشمے کے پانی میں کھیلتی اور نہاتی ہوئی ایک دلکش منظر پیش کر رہی تھیں۔

سورج کی کرنیں باغ کو روشن کر رہی تھیں، جیسے باغ روشنی کے غسل میں ہو۔

تصور نے آگے کو جھک کر اپنی ٹھوڑی کو دونوں ہاتھوں کی شہادت کی انگلیوں کے درمیان میں رکھا اور سوچوں کی گہرائیوں میں کھو گیا۔

چشمے کے پانی کی مدھر آواز ماحول کو سکون بخش رہی تھی، لیکن تصور کے دل و دماغ میں ایک طوفان برپا تھا۔

وہ سوچتے ہوئے بولا، "میں نے ٹیپ ریکارڈر درخت کے نیچے مٹی میں دفن کر تو دیا ہے تاکہ اگر معراج کو میری حقیقت کا علم ہو جائے تو وہ اسے چرا نہ سکے۔ اب مجھے یوسف صاحب کو سچائی بتانی ہے۔۔ میں گھر میں بات کر بھی کسے سکتا ہوں چنگیز صاحب سوگ میں ہیں، سکندر صاحب گھر پر نہیں ہیں، صرف یوسف صاحب ہی باقی ہیں۔" اس کی گہری سوچوں کا بوجھ اور چشمے کی پرسکون آواز مل کر ایک عجیب تضاد پیدا کر رہے تھے۔

چشمے کا پانی جب سورج کی روشنی میں چمکتا، تو اس کی جھلملاہٹ سے باغ کی خوبصورتی میں اضافہ ہو جاتا۔

چڑیاں پانی کے اندر اور باہر آتی جاتی، اور جب وہ پانی سے باہر آتیں تو ان کے پروں سے چھینٹے اڑتیں جو سورج کی روشنی میں چمکتے ہوئے باغ کو ایک جادوئی منظر بخشتے۔

اچانک، تصور نے موبائل اپنی پینٹ کی جیب سے نکالا اور بینچ سے کچھ پیچھے ہوتے ہوئے ٹیک لگائی۔

چڑیائیں اڑ کر درخت کی شاخ پر بیٹھیں اور اپنے پروں کو جھاڑ کر خشک کرنے لگیں۔ تصور نے موبائل کان سے لگایا اور کال پِک ہونے کا انتظار کرنے لگا۔ کال جلد ہی اٹینڈ ہو گئی۔ "ہیلو یوسف صاحب،" تصور نے کہا۔ "بولو تصور، خیریت ہے؟" یوسف کی آواز آئی۔ "خیریت نہیں ہے، یوسف صاحب، مجھے آپ سے ایک ضروری بات کرنی ہے۔ کیا آپ فری ہیں؟

تصور نے پریشانی سے کہا۔

ابھی تو میں مصروف ہوں، ایسا کرو، رات کو میرے پرسنل آفس میں آ جانا۔ بلیو ایریا، جو میٹرو کے ساتھ بلنڈ نگز ہیں، تم پہنچ کر مجھے کال کر دینا۔ بس آج ہی شفٹنگ کی ہے میں نے، تو ادھر ہی مصروف ہوں" یوسف نے مصروفیت سے کہا۔ "جی ٹھیک ہے تصور نے جواب دیا اور کال کاٹ دی۔ وہ گہرا سانس لے کر سامنے فاؤنٹن کے پانی کو دیکھنے لگا۔ وہ گہری سوچ میں تھا، اور سوچ اسے اندر ہی اندر کھا رہی تھی۔ "گناہ جانتے ہوئے خاموش رہنا بھی گناہ ہے۔

•••°°°•••

رات کی تاریکی میں سیونتھ ایونیو کی سڑک پر تصور کی موٹر سائیکل کی گھن گرجتی ہوئی آواز گونج رہی تھی۔

سڑک کے کنارے لگے روشنیوں سے جھلملاتے بجلی کے کھمبے اور دائیں جانب کا ویران گراؤنڈ، جو اب سناٹے کی چادر اوڑھے ہوئے تھا، تصور کے خاموش سفر کے رازدان بن گئے تھے۔

اس کی نگاہیں سامنے کی عمارت کی بلند و بالا دیواروں پر جمی ہوئی تھیں، جس کے پس منظر میں میٹرو کا سٹیشن اپنی موجودگی کا اعلان کر رہا تھا۔

یوسف صاحب کو حقیقت کا علم کرانے کے بعد، میں اس ریکارڈنگ کو سب کے سامنے پیش کروں گا۔ ابھی میری اولین ترجیح یوسف صاحب تک سچ پہنچانا ہے۔ "یقیناً وہ ٹیپ ریکارڈر اپنے ہمراہ نہیں لایا تھا۔۔۔

، اس کی بائیک سیونتھ ایونیو کی سڑک پر آگے بڑھ رہی تھی۔ سامنے کچھ دائیں جانب ہو کر عمارت تھی جہاں پلازہ اور نیچلی صف میں بینک کی فرنچائزیہ عمارت مصنوعی روشنیوں سے جگمگا رہی تھی جس روڈ پر تصور۔ تھا اس کے۔ درمیان میں فٹ پاتھ دائیں جانب ایک اور روڈ تھی موجودہ روڈ سے کچھ سیدھا جا کر تصور کو گول چکر لینا تھا، پھر دائیں جانب گھوم کر سامنے کی طرف بڑھنا تھا۔

یوسف کا آفس بالکل سامنے تھا، اور بائیں جانب کچھ دور کلثوم انٹرنیشنل اسپتال کی عمارت نظر آ رہی تھی، جس کی بلڈنگ کی مصنوعی روشنیاں رات کے اندھیرے میں چمک رہی تھیں۔

تصور کی بائیک کی آواز سنسان رات میں گونج رہی تھی، اور ہر موڑ پر اس کی بائیک کی روشنیاں نئے راستے کو روشن کر رہی تھیں۔ اسپتال کی عمارت کی روشنیاں دور سے ہی ایک مخصوص چمک دار پہچان بن چکی تھیں، جیسے رات کے سناٹے میں ایک رہنما ستارہ ہو۔

تصور کے دماغ میں سوچیں چکر کاٹ رہی تھیں کہ اچانک ایک تیز رفتار کار کی بھڑکتی ہوئی آواز نے اس کے خیالات کو منتشتت کر دیا۔

اس نے بائیں جانب دیکھا کار کی روشنی بند تھی تصور نے بائیک روکنے کی کوشش کی مگر دیر ہو چکی تھی کیونکہ کار کی آواز شدت اختیار کرتی گئی اور پھر ایک زوردار دھماکے کے ساتھ تصور کی موٹر سائیکل سے ٹکرا گئی۔

ممکن ہے کہ ڈرائیور مخمور ہو۔ گاڑی ویسے ہی گرجتے آگے بڑھ گئی اور موٹر سائیکل کی چیختی ہوئی آواز نے رات کے سکوت کو پار کر دیا، گویا زمین پر آسمانی بجلی گر گئی ہو۔

موٹر سائیکل ہوا میں اچھل کر دور جا گری، اور تصور بھی سڑک پر گر کر بے حال ہو گیا۔

اس کا ہیلمیٹ ٹوٹ گیا اور خون کا بہاؤ شروع ہو گیا۔

۔خون بہتا گیا اور روڈ کو لال مائع سے رنگتا گیا تصور کا چہرہ جو ٹوٹے ہوئے ہیلمیٹ سے کچھ جھلک رہا تھا اس کی ناک سے

خون بہہ رہا تھا اور وہ بے ہوش تھا۔

دور بائیں جانب کلثوم انٹر نیشنل اسپتال کا چوکیدار یہ منظر دیکھ رہا تھا۔ اس نے فوراً مدد کے لیے پکارا اور جگہ جگہ ہلچل مچ گئی۔

جس پلازا میں اسپتال تھا۔ ادھر موجود دکانوں سے لوگ باہر نکلنا شروع ہوئے

دائیں جانب کی عمارت کے ایک کمرے میں یوسف اپنے دفتر میں بیٹھا تھا، جہاں لیمپ کی مدھم روشنی میں کمرہ روشن تھا۔

شور سن کر وہ کھڑکی کی طرف بڑھا اور باہر دیکھا تو سامنے زمین پر ایک شخص کو پڑا ہوا پایا۔

یوسف کی آنکھیں حیرت سے پھٹی کی پھٹی رہ گئیں، "یہ تو تصور ہے!" وہ فوراً دفتر سے باہر نکلا اور حادثے کی جگہ پر پہنچ گیا۔

خوش قسمتی سے اسپتال قریب ہی تھا۔ یوسف اور دیگر لوگوں نے تصور کو سٹریچر پر لٹایا اور اسے فوراً اسپتال کی طرف لے گئے۔

.....°.....

۔"ماما کی کال آئی تھی کہہ رہی تھیں کہ انکو میرے بغیر اب اٹلی کاٹنے کو دوڑ رہا ہے مجھے وہ یاد کر رہی ہیں"۔۔۔

انجلینا، جو یوسف کے برابر بیٹھی تھی، اپنے ہاتھوں پر لوشن مل رہی تھی۔

اس کی سیاہ رنگ کی شورٹ قمیض اور پلازو نے اس کی شخصیت کو ایک سادگی بخشی تھی، جبکہ اس کے کھلے بال کمرے کی روشنی میں چمک رہے تھے۔

بائیں جانب کی بڑی کھڑکی سے باہر کا منظر نظر آ رہا تھا، جہاں رات کی تاریکی میں بھی شہر کی روشنیاں جگمگا رہی تھیں۔

یوسف، جو اخبار پڑھ رہا تھا، نے اثبات میں سر ہلایا۔ "بالکل تمہیں جانا چاہیے،" اس نے کہا، اس کے چہرے پر موبائل کی روشنی سے ایک نرم چمک تھی

مگر یوسف، میرا دل بہت عجیب ہے، یعنی گھر میں اتنا کچھ ہو رہا ہے، میرا دل نہیں مان رہا،" انجلینا، کی آواز میں ایک گہری افسردگی تھی۔

یوسف نے موبائل بند کر کے سائیڈ ٹیبل پر رکھ دیا اور انجلینا کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیا۔۔"

تم مرات کو اٹلی لے جاؤ، واقعی میں وہ بھی پریشان ہے، تمہارا اٹلی میں بھی گھر ہے، تمہاری ماما ہیں، میں کل ہی سب انتظام کر دوں گا۔۔"۔

انجلینا نے اثبات میں سر ہلایا۔ "اوکے، آپ ابرش کو بھی بولیں۔۔"۔

۔۔"ابرش کا مجھے پتا ہے، وہ ضدی ہے، وہ نہیں جائے گی، جب تک عفاف کا قاتل انجام کو نہ پہنچ جائے،"

یوسف، کے چہرے پر ایک سنجیدگی تھی۔

۔۔"خدا کرے کہ جبرائیل بے قصور ہو اور اصل قاتل کا جلد پتا چل جائے،"۔

انجلینا ، کی آواز میں امید کی ایک جھلک تھی۔

یوسف نے سر اثبات میں ہلایا۔"ہاں، آمین، آمین۔"وہ سیدھا ہوتے ہوئے سونے لگا۔۔۔

لائیٹ بند کر دو اور سو جاؤ، زیادہ مت سوچو۔بس دعا کرو سب ٹھیک ہو ہم سب بہت مشکل سے نارمل روٹین میں واپس آئے ہیں اب اور کوئی آفت ہم پر نہ ٹوٹے"۔

انجلینا مسکرائی"آمین اللہ کرے ایسا ہی ہو۔"۔

اس نے یوسف کی پیشانی پر بوسا دیا"آپ عفاف کو یاد کرتے ہیں"۔

وہ پیچھے ہوتے بولی. یوسف افسردہ مسکرایا اور اثبات میں سر ہلایا۔

عفاف جب بھی میرے خواب میں آتی ہے انجلینا وہ بہت خوش ہوتی ہے سفید لباس زیب تن کئے کھلے بالوں میں وہ آسمانوں کی حور لگتی ہے وہ بہت خوش ہے"انجلینا اپنی جگہ سے، اٹھی"وہ واقعی میں پری ہے ہماری حور ہے وہ اللہ کرے وہ خوش رہے"۔۔

اس نے، لائیٹ بند کی بس سامنے موجود اوپر دیوار پر لگا زیرو والٹ کا بلب جل رہا تھا جسے کمرہ نیم روشن تھا وہ سامنے موجود دروازے کی جانب بڑھی، جو غسل خانہ تھا۔ اس کے قدموں کی آہستہ آہستہ چاپ کمرے کی خاموشی میں گونج رہی تھی، جیسے رات کی سکونت کو برقرار رکھتے ہوئے

...°°°...

تین دن بعد

صبح کی پہلی کرنوں نے جب گھر کے عقب کو روشن کیا، انجلینا وہاں کھڑی تھی، جہاں درختوں کی قطار تھی۔

اس کی نظریں آلو بخاروں سے لدے درخت پر جمی ہوئی تھیں، جیسے وہ کسی خاص آلو بخارے کی تلاش میں ہو۔

اس نے بوٹل گرین رنگ کا ویسٹرن طرز کا لانگ فراک پہن رکھا تھا، جس کا بین گلا تھا ۔ فراک کے پف بازو تھے۔ اس کے سیاہ ہیلز اور کنڈل بال اس کی شخصیت کو مزید نکھار رہے تھے، اور اس کی شہادت کی انگلی میں چمکتا ہیرا وہ اٹلی جانے کے لیے تیار تھی۔۔

بس پانچ آلو بخارے توڑنا مجھے گاڑی میں کھانے ہیں۔۔،" اس نے آہستہ سے کہا،۔ جیسے۔

وہ خود سے بات کر رہی ہو۔ اس کی نظریں وقتاً فوقتاً درخت کے نیچے مٹی پر بھی جا رہی تھیں، جو تازہ کھود کر دوبارہ بھری گئی لگ رہی تھی، جیسے کوئی راز چھپا ہو۔

صبح کا سورج نکل رہا تھا، چڑیاں چہچہا رہی تھیں، اور آسمان نیلا تھا۔ اس خوبصورت منظر میں مرات آیا، "موم،" اس نے آہستہ سے کہا۔

انجلینا پلٹی، اس کے چہرے پر ایک مسکراہٹ تھی، "ہاں مرات، بولو۔

۔"۔ بابا بُلا رہے ہیں،" مرات نے کہا، اس کے چہرے پر افسردگی کی جھلک تھی۔

جو کچھ ان تمام وقت میں ہوا اسے وہ بہت افسردہ تھا

تم جاؤ، میں آ رہی ہوں،" انجلینا نے کہا، اور مرات نے اثبات میں سر ہلایا اور چل دیا۔ اطراف میں لگے مختلف پھلوں کے درخت سرسرا رہے تھے، اور ہوا کی سرسراہٹ پیدا کر رہے تھے۔

مرات کے جانے کے بعد، ملازم بھی درخت سے نیچے اتر آیا۔

"یہ اندر جا سمین صاحبہ کو دے دیں، وہ دھو دیں، میں آتی ہوں،" انجلینا نے اسے کہا اور ملازم نے اثبات میں سر ہلایا اور چل دیا۔ انجلینا نے ایک گہری سانس لی اور پھر سے درخت کی طرف دیکھا، جیسے وہ کسی سوچ میں گم ہو۔

انجلینا کی نظریں اس جگہ پر جمی ہوئی تھیں، جہاں مٹی کی تازہ پرت نے اس کے تجسس کو بھڑکا دیا تھا۔

تجسس، وہ چیز جو اکثر انسان کو ناخواستہ خطرات کی طرف دھکیل دیتی ہے۔

وہ اس جگہ کی طرف بڑھی، اور دوزانوں بیٹھ کر، ایک نوکدار لکڑی سے مٹی کھودنے لگی۔

اس کی شہادت کی انگلی سے ہیرے کی آنگوٹھی کب نکل کر گم ہوگئی، اسے خبر تک نہ ہوئی۔

مٹی کھودتے ہوئے، اسے ایک شاپر کا احساس ہوا۔ اس نے شاپر کو پکڑ کر باہر کھینچا، اور جیسے ہی شاپر باہر آیا، مٹی کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے بھی ساتھ آئے۔

انجلینا نے پیچھے ہٹ کر اپنے لباس سے مٹی جھاڑی، اور شاپر کو ہوا میں معلق دیکھا۔ اس شاپر میں موجود ٹیپ ریکارڈر دیکھ کر وہ چونکی۔ "یہ تو بہزاد کا ٹیپ ریکارڈر ہے، اسے یہاں کس نے چھپایا ہے اور کیوں؟" اس نے سوچا۔

انجلینا نے ٹیپ ریکارڈر کو شاپر سے نکالا اور اسے چلانے کی کوشش کی، لیکن ٹیپ ریکارڈر پر لال بتی جلی کہ بیٹری نہیں تھی۔

اسی لمحے، پیچھے سے یوسف کی آواز آئی، "انجلینا!" انجلینا چونک کر پلٹی اور بے اختیار ٹیپ ریکارڈر کو پیچھے چھپالیا۔

یوسف نے سوالیہ نظروں سے کہا، "فلائیٹ کا وقت قریب ہے، ائیرپورٹ جاتے بھی وقت لگے گا، چلو۔

انجلینا نے زبردستی مسکرا کر جواب دیا، "ہاں، ٹھیک ہے، چلو۔ اس کی ہچکچاہٹ کو یوسف نے دیکھا، لیکن شاید یہ سمجھ کر کہ وہ جانے کی وجہ سے پریشان ہے، مسکرا دیا اور چل دیا۔

انجلینا اس کے پیچھے چل دی، لیکن اس کا دل اب بھی اس ٹیپ ریکارڈر کے راز میں گم تھا خیر ان سوچوں کے قفس میں وہ چل دی اس بات سے بے خبر کہ ہیرے کی انگوٹھی انگلی سے نکل چکی ہے جو اس کے عقب میں نیچے زمین پر گری پڑی تھی۔۔۔

•••°°•••

مقام۔۔اٹلی

دارالحکومت۔روم

دلکش روم کے قدیمی شہر میں، انجلینا کا کمرہ ایک خاموش گواہ تھا جو ایک پرانے راز کو فاش کرنے والا تھا، ایک راز جو روم کی تاریخ کو نئی جہت دے سکتا تھا۔

کمرے کی سادگی اور کھڑکی سے جھانکتے ہوئے شہر کے منظر نے ایک پرسکون ماحول پیش کیا، جہاں لکڑی کے فرش اور معمولی فرنشننگ نے ایک مرصع ڈیزائن کی نمائش کی تھی۔

بڑی کھڑکی سے روم کے تاریخی فن تعمیر کا دلکش منظر نظر آتا تھا، جہاں ایک خاص گنبد والی عمارت اس کائی لائن میں نمایاں تھی، شاید روم کا ایک معروف نشان۔

آسمان کے نارنجی اور پیلے رنگ کے رنگوں نے طلوع آفتاب یا غروب کا اشارہ دیا، جس نے شہر کو گرم روشنی میں نہلایا اور اس کے بے عمر رغبت کو بڑھایا۔

انجلینا نے ٹیپ ریکارڈر کو مضبوطی سے تھام رکھا تھا جب وہ کوریڈور میں کھڑی تھی۔

درمیان میں لکڑی کا سٹوپر تھا، جو ریلینگ کا کام کر رہا تھا۔

اس کے سامنے قدیمی رومی عمارتیں تھیں، اور نیچے لوگ آجا رہے تھے۔

اس نے دھڑکتے دل سے ٹیپ ریکارڈر چلایا اور ایک ایک کر کے ریکارڈنگ آگے بڑھاتی گئی۔

یکدم، اس کے دل کی دھڑکن چھوٹ گئی، آنکھیں پھیل گئیں، اور منہ کھل گیا، جب معراج کی آواز نے ہوا کو چیرا۔

اس سے معصوم انسان کی ایسی خطرناک آواز نے اسے اچھنبے میں ڈال دیا۔ ریکارڈنگ میں آواز تھی، "کیا تم سو رہی ہو؟ میری نیند کو برباد کرنے کے باوجود... انسان کو سب کچھ کرنا چاہیے، لیکن انسان کو گدھے گھوڑے بیچ کر سونا نہیں چاہئے... کون جانتا ہے کہ کب اس کی نیند آخری نیند بن جائے... کب موت کا فرشتہ اس کے سر پر کھڑا ہو جائے... لیکن تجھے، تجھے تو پتا ہونا چاہیے تھا۔ ایک پاؤں کیلے کے چھلکے پر تھا دوسرا قبر میں... اب تو تیری قسمت پر مہر ثبت ہو گئی ہے۔"۔۔

ایک تیز تھپڑ کی آواز گونجی اور کچھ دیر بعد بڑی بی کی آواز سنائی دی

"تو"

انجلینا کی آنکھوں میں خوف اور حیرت کی جھلک تھی اس کے چہرے کے تاثرات نے اس کے دل کی دھڑکن کو تیز کر دیا تھا۔

.....°°°.....

روم کے دل میں اس گھر کے کمرے میں، انجلینا کی زندگی کا سب سے بڑا راز انکشاف ہو رہا تھا۔

اس کمرے کی دیواروں نے نہ جانے کتنی صدیوں کی کہانیاں سنی تھیں، اور آج ایک نئی داستان رقم ہونے جا رہی تھی۔

کمرے کی کھڑکی سے باہر کا منظر ایک پینٹنگ کی طرح تھا، جہاں روم کی عظیم تاریخی عمارتیں اور گنبد خاموشی سے اپنی قدامت کی داستان سنا رہے تھے۔۔۔

انجلینا کے ہاتھ کانپ رہے تھے، جیسے کسی نے اس کی روح کو چھو لیا ہو۔

ٹیپ ریکارڈر کی آواز نے کمرے کی خاموشی کو توڑ دیا،

۔"آخر کار وہ وقت آ گیا ہے، بڑھیا، جب میری نحوست تجھے بھی نگل لے گی۔"۔

انجلینا کا دل دھڑکنوں کی تیز رفتاری سے باہر آنے کو تھا، جیسے روم کا آسمان بھی اس راز کے کھلنے کی گواہی دے رہا ہو۔

"یہ میری ماں کو برا بھلا کہنے کے لیے ہے،"

ٹیپ ریکارڈر سے آواز آئی اور پھر مسلسل، تھپڑوں کی آوازیں۔

انجلینا کی آنکھوں سے آنسو جیسے روم کی تاریخی سڑکوں پر بہہ رہے تھے۔

تو نے، میری ماں کو جھوٹی روشنی میں ڈالا اسے اپنے بیٹے۔ کے۔ گناہوں کا زمہ دار ٹھہرایا"۔

انجلینا کا دل بند ہوتا محسوس ہوا

اس کی آنکھیں درد سے بھر گئیں،

مر تڑپ تڑپ کر مر، بڑھیا، کتے کی موت مر"۔

ٹیپ ریکارڈر کی آواز نے انجیلینا کو جھنجھوڑ دیا۔

ایک گہری سانس کی آواز کے بعد جو غالباً بڑی بی کی آخری سانس تھی۔

۔ معراج کی زہریلی آواز نے کمرے کو بھر دیا،

Have a delightful flight to hell, you wretched, pathetic, bloody old “
”.woman. Go enjoy the fiery fun

انجلینا کے ہاتھ سے ٹیپ ریکارڈر نیچے گر گیا، اور وہ دکھ سے بولی، “ایک حد سے اچھے انسان کو اس دنیا نے جانور بنا دیا۔۔۔

آنسو بے دریغ بہہ رہے تھے، جب اس نے ٹیپ ریکارڈر سے بہزاد کے قدموں اور سانسوں کی آواز سنی۔

انجلینا نے ٹیپ ریکارڈر اٹھایا، جب بہزاد کے رونے کی آواز آئی، وہ یکدم باہر بھاگا۔

انجلینا کو لگا اس کا سانس رک گیا ہے۔۔

اس نے نیچے جھک کر ٹیپ ریکارڈر اٹھایا اور وہ خوف میں بولی۔ کہیں معراج نے تو بہزاد کو قتل نہیں کیا؟ کیونکہ وہ یہ سب جان گیا تھا۔

کہیں معراج نے تو اس ٹیپ ریکارڈر کو یہاں نہیں چھپایا؟ یہ کیا ہو رہا ہے؟ کچھ سمجھ نہیں آ رہی۔

معراج اپنی ہی تباہی کو گھر میں کیوں چھپائے گا؟ یا یہ بہزاد نے چھپایا تھا؟ یہ سب کیا ہے؟۔

یکدم اگلی ریکارڈنگ چلی، جس میں تصور کی آواز تھی۔

انجلینا چکانی ہوئی، " یہ میں تصور ہوں۔ اگر کسی اچھے انسان کو یہ ریکارڈنگ ملے، جو بے داغ ہے، جس کا دل صاف ہے، تو اس کو بتا دوں، یہ ریکارڈر میں نے چھپایا تھا۔ نہ جانے کیوں، بس چھپایا تھا۔ میرا دل ایسا کہہ رہا تھا، جیسے ابھی میرا دل کہہ رہا ہے کہ میں، یہ ریکارڈنگ کروں۔

اگر مجھے کچھ ہو جائے، تو یہ ریکارڈنگ سننے والا معراج کا راز فاش کرے، کہ معراج بہزاد کا قاتل ہے، وہ دادی جان کا قاتل ہے،

معراج نے بہزاد کو چھت سے گرایا تھا۔"

انجلینا کی آنکھیں پھیل گئیں، اس نے اپنا سر ہاتھوں میں جکڑ لیا، اور روم کی پر اسرار فضا میں ایک افسردہ سناٹا چھا گیا۔

تاریخی عمارتیں اس کے گرد لرزتی محسوس ہوئیں، جیسے وہ بھی اس راز کی گہرائی کو محسوس کر رہی ہوں۔

انجلینا کے ہاتھوں کی کپکپاہٹ نے اس کے جسم کو بھی جکڑ لیا تھا۔

اس کے چہرے پر ناقابل یقین کی کیفیت تھی، جیسے وہ ایک بھیانک خواب دیکھ رہی ہو۔

اس کی آنکھوں میں خوف اور دہشت کی جھلک تھی، جیسے روم کی قدیم سڑکوں پر چلتے ہوئے اس نے کسی بھوت کو دیکھ لیا ہو۔

•••••••°°•••••••

حال۔۔

مقام اٹلی

روم کے قلب میں واقع، ٹریوی فاؤنٹین کی شانداری اپنے عروج پر تھی۔

لال رنگ کا شفون کے فیبرک کا لانگ فراک پہنے، وہ فاؤنٹین کے قریب کھڑی تھی، جس کی خوبصورتی اٹلی کے فیشن کی طرح لازوال تھی۔

اٹلی میں، فیشن صرف لباس نہیں، بلکہ زندگی کا ایک اہم حصہ ہے۔

یہاں کے لوگ، چاہے وہ بزرگ ہوں یا جوان، لباس کو اپنی شخصیت کا ایک اہم جزو سمجھتے ہیں۔۔۔

اس کے لمبے کنڈل بال، کانوں میں سیاہ ٹاپس، کلائی پر پتلی سی بریسلیٹ، اور لانگ ہیلز نے اس کی خوبصورتی کو چار چاند لگا دیے تھے۔

وہ نہ صرف خود بلکہ اٹلی کی اصلی خوبصورتی کی عکاس تھی۔

ٹریوی فاؤنٹین، جو دنیا کے مشہور ترین چشموں میں سے ایک ہے، نکولا سالوی کی ڈیزائن کردہ اور ۱۷۶۲ میں جوزپے پینینی کے ہاتھوں مکمل ہوئی، ایک باروک فن کا شاہکار ہے۔

اس کے وسیع ڈیزائن میں تمام پانیوں کے دیوتا، کو مرکز میں دکھایا گیا ہے، جبکہ اس کے

ارد گرد Oceanus ٹریٹن اور سمندری گھوڑے ہیں، جو سمندر کے مختلف مزاج کی نمائندگی کرتے ہیں۔

فوارے میں سکے پھینکنے کی روایت، قدیم رومن رواج سے ملتی ہے، جہاں یہ مانا جاتا تھا کہ اس عمل سے پانی کے دیوتاؤں کو راضی کیا جا سکتا ہے، اور محفوظ سفر یا گھر واپسی کو یقینی بنایا جا سکتا ہے۔

آج بھی، زائرین اپنے بائیں کندھے پر سکے پھینک کر روم واپسی کی امید کرتے ہیں۔ ایک سکہ واپسی کا وعدہ کرتا ہے، دو سکے نئے رومانوی زندگی کی امید جگاتے ہیں، اور تین سکے شادی یا طلاق کی پیشن گوئی کرتے ہیں۔

فوارے کے ارد گرد سیاحوں کی ہلچل، فوارے کی تعریف کرنے، خواہشات کرنے، یا منظر سے لطف اندوز ہونے کے لیے جمع تھے۔

ملحقہ عمارتیں، اپنے کلاسک رومن فن تعمیر کے ساتھ، فاؤنٹین کی شان کو پورا کرتی ہیں، جبکہ ایک پرانی گلی کا لیمپ منظر کو دلکش بنا دیتا ہے۔

اوپر آسمان جزوی طور پر ابر آلود لیکن روشن تھا، جو روم میں ایک جاندار دن کی تجویز کرتا ہے، اور اس مشہور سائٹ کو دیکھنے والوں کے خوابوں اور خواہشات سے بھرا ہوا ہے۔

فاؤنٹین کے آسمانی نیلے پانی میں عکس بنتے ہوئے، عمارت پر پانی کے دیوتا کا مجسمہ نظر آتا ہے، جب انجلینا کی ماں اس کے پاس آئی۔

لمبی عورت، جس کے چھوٹے سے باب کٹ میں بال تھے، سیاہ کراپ ٹاپ پہنے، جس سے اس کے جسم کا کچھ حصہ نظر آرہا تھا۔ اس کے بال سیاہ اور سفید تھے، بیچ میں سے بالوں کا سفید حصہ پیچھے تھا، باقی سیاہ بال۔

اس نے ڈینم جینس پہن رکھی تھی اور سیاہ سرمائی جالی دار شورٹ کفتان اس کراپ ٹاپ پر۔ سن گلاسز لگائے، ہیل کی ٹک ٹک ہر طرف سنائی دے رہی تھی۔

وہ اس کو دیکھ کر اطالوی، زبان میں بولی، "آخر، تمہیں ہوا کیا ہے، انجلینا؟ تم کیوں ایسے رد عمل کر رہی ہو؟" ان کے سامنے سے لوگ آتے جا رہے تھے، کوئی تصویریں بنا رہے تھے، گہما گہمی تھی۔۔۔

کوئی منتیں مانگنے میں مصروف لگ رہا تھا۔ یہ ایک الگ ہی دنیا تھی جہاں پوری دنیا سے لوگ آئے ہوئے تھے۔۔

ساتھ ہی سورج کی روشنی ٹریوی فاؤنٹین کے پانی کو چمکا رہی تھی، جب انجلینا اور اولیویا کی گفتگو جاری تھی۔

بچے کھیلتے ہوئے فوارے کے گرد دوڑ رہے تھے، ان کی ہنسی اور چیخیں گونج رہی تھیں۔

سیاحوں کی بھیڑ، فوٹو گرافرز کی کیمرے کی شٹر کی آوازیں، اور آس پاس کے فنکاروں کی موسیقی نے ماحول کو خوشگوار بنا دیا تھا۔

ماما، میرے دل میں کچھ بھی کرنے کی خواہش نہیں ہے، اندر سے ایک عجیب بے چینی محسوس ہو رہی ہے"، انجلینا نے کوفت زدہ چہرہ بنایا۔۔۔

ہوا میں گونجتی موسیقی پھیکی پڑ گئی

اولیویا نے انجلینا کی طرف دیکھا، ان کے چہرے پر فکر کی لکیریں صاف نظر آ رہی تھیں۔ میں نے سوچا تھا کہ اٹلی کی یہ سیر تمہیں خوش کر دے گی، لیکن تم تو یہاں آ کر اور بھی پریشان ہو گئی ہو۔

کیا جوسف سے کوئی ان بن ہو گئی ہے؟

اولیویا نے سوالیہ پوچھا فکر مندی کا انصر بھی واضح تھا۔۔

وہ یوسف کو جوسف کہتی تھی شائید یوسف نام کی ادائیگی مشکل تھی۔۔

انجلینا نے انکار میں سر ہلایا۔ "نہیں ماما، یوسف سے کوئی جھگڑا نہیں ہوا، ایسا کبھی نہیں ہو سکتا۔ میں بس... میں بس خود کو اچھا نہیں محسوس کر رہی"، اس نے کہا اور دور کہیں خالی نظروں سے دیکھنے لگی۔

اولیویا نے اپنی بیٹی کی طرف دوبارہ دیکھا اور پوچھا، "کیا بات ہے، انجلینا؟ تم مجھ سے کچھ چھپا رہی ہو۔"؟۔۔

انجلینا نے گہری سانس لی اور کہا، "ماما، جب کوئی اچھا انسان زمانے کی سختیوں کی وجہ سے برا بن جاتا ہے، اور کوئی گناہ کر بیٹھتا ہے جس سے دوسروں کو نقصان پہنچتا ہے، تو کیا اسس شخص کے حوالے سے اپنے خاندان کو بتانا چاہیے؟ میں ڈرتی ہوں کہ کہیں اس سے کسی کا دل نہ ٹوٹ جائے۔"۔۔

اولیویا نے انجلینا کی آنکھوں میں دیکھا، "جو چیز مہلک ہو، جو دوسروں کے لیے زہر کا کام کرے، اسے چھپانا نہیں چاہیے۔ دل تو وقت کے ساتھ پھر جڑ جاتے ہیں، لیکن زہر کا اثر بہت دیر تک رہتا ہے

اولیویا نے ایک تنبیہی نظر سے انجلینا کو۔ دیکھا۔

۔"حقیقت بتاتے وقت اپنی حفاظت کا خیال رکھنا بھی ضروری ہے۔" انہوں نے اس کی شانے کو تھپکا۔۔

انجلینا نے کچھ نہیں کہا، اس کی خاموشی سے اولیویا کو احساس ہوا کہ وہ کچھ بتانا نہیں چاہتی۔۔اور نہ ہی اولیویا نے زور دیا۔۔۔اولیویا نے کہا، "خیر اب تم گھر جاؤ پاکستان واپس ادھر بہت وقت ہو گیا تمہیں"۔

انجلینا نے اولیویا کو۔ ایک ناراض نظر سے دیکھا، "آپ نے ہی زور دیا تھا کہ میں اٹلی آؤں اب آپ ہی جانے کا کہہ رہی ہیں۔"۔

اولیویا نے ٹھسے سے کہا۔

"ہاں میں کہہ رہی ہوں میرا دل بھر گیا اب جاؤ بہت۔ وقت ہو گیا تمہیں ادھر۔ اسلام آباد کے پہاڑ تمہیں یاد کر رہے ہیں.."۔

انجلینا نے ایک نظر فاؤنٹین کی طرف دیکھا اور پھر بولی، "ٹھیک ہے پہلے اپنے گھر تو چلیں میں ادھر تھک چکی ہوں"۔۔۔۔

دفعتاً انکے سامنے سے کچھ بچے بھاگے تو اولیویا نے نفرت زدہ چہرہ بنایا۔"ایک تو یہ لوگ بچے پیدا کر کے چھوڑ دیتے ہیں۔

ان بچوں کو۔ تو ڈبے میں بند کر دینا چاہیئے پتا نہیں اٹلی کی حکومت بچوں پر پابندی کیوں نہیں لگا دیتی"۔۔

انجلینا نے ہنسی دبائی۔ "ماما بچوں پر پابندی لگ گئی تو اٹلی میں کچھ عرصے بعد روحوں کا ہی بسیرا ہو گا"۔۔

اولیویا جو ان بچوں کو نفرت سے دیکھ رہی تھی اس نے انجلینا کو دیکھا۔۔ "وہ ہمارا جونس وہ بھی تو ہے کتنا اچھا ہے بچپن سے۔۔" مرات لفظ کی ادائیگی خاصی مشکل محسوس ہو رہی تھی تب ہی اولیویا نے مرات کو جونس نام دے دیا۔۔ اس نے اپنا سر جھٹکا اور ادھورے مکالمے پر واپس آئی۔۔

"اچھا چلو گھر چلیں ویسے بھی رش بھڑ رہا ہے۔

برا منہ بناتے ناک چڑاتے اطراف کا جائزہ لیا گیا بعد ازاں۔

دونوں نے اپنے قدموں کو موڑا اور بھیڑ کو چیرتے ہوئے باہر کی طرف بڑھ گئیں ٹریوی فاؤنٹین کی خوبصورتی کو پیچھے چھوڑتے ہوئے۔

موسیقی کی آواز اب بھی ہوا میں سُر بھکیر رہی تھی مگر انجلینا کو یہ موسیقی بھی زہر لگ رہی تھی۔۔۔ اولیویا کی شخصیت میں اب بھی وہ فیشن کا جوہر تھا جو اٹلی کے لوگوں کے لیے اتنا اہم ہے۔ جتنا دل کی دھڑکن اور سانسیں زندہ رہنے کے لیے۔۔۔۔

•••°°°•••

انجلینا شیشے کے سامنے بیٹھی تھی اور ہیئر ڈرائیر کی گرم ہوا سے اپنے بال خشک کر رہی تھی۔

اس نے آسمانی نیلے رنگ کا ہلکا فیبرک کا فراک پہن رکھا تھا، جو گھریلو طرز کا تھا۔

اس کے چہرے پر سوچوں کی لکیریں نمایاں تھیں جیسے وہ کسی گہری سوچ میں گم تھی"۔

دل اور دماغ کی جنگ سب سے بڑی جنگ ہوتی ہے، دماغ جو سچ جانتا ہے اور دل جو۔

اسے دیکھنا نہیں چاہتا۔"۔وہ سامنے اپنا عکس دیکھ رہی تھی ہیئر ڈرائیر کی ہوا بالوں کو اڑا رہی تھی جب اچانک اس کا موبائل بج اٹھا۔

اس نے میز سے موبائل اٹھایا، نام دیکھ کر مسکرائی اور سوچوں سے باہر نکل آئی۔

اس نے کال اٹھائی، ڈرائیر ایک طرف رکھ دیا، بٹن بند کر دیا اور موبائل کان سے لگایا۔۔"ہیلو ابرش، کیسی ہو؟"۔

ابرش کی آواز آئی۔۔۔۔

میں تو ٹھیک ہوں، مگر آپ کچھ بھول تو نہیں رہیں؟"۔

انجلینا اپنی جگہ سے اٹھی اور چلتے ہوئے بڑی گلاس کی کھڑکی کے پاس موجود کرسی پر بیٹھ گئی۔

سامنے اندھیرا تھا اور قدیمی عمارتیں روشن تھیں وہ ٹانگ پر ٹانگ جمائے بیٹھی کہنی کرسی کی ہتھی پر رکھے تھی۔

۔انجلینا نے عجیب سا چہرہ بناتے ہوئے نہ سمجھی سے کہا، "کون سی چیز؟

ابرش کی آواز آئی، "بابا نے جو آپ کو فرسٹ اینیورسری پر ڈائیمینڈ رنگ دی تھی وہ"۔

۔انجلینا کی آنکھیں پھیل سی گئیں اور گلے کی گلٹی ابھری آنکھیں دائیں بائیں کرتے وہ سوچنے لگی۔۔جب۔

انجلینا کا دماغ دوڑنے لگا "کہیں مٹی کھودتے وقت تو نہیں انگوٹھی گر گئی؟ اور میرا اس سب پر دھیان کیوں نہیں گیا۔"۔

انجلینا نے فوراً کہا، "تمہیں انگوٹھی کس نے دی"۔۔

ابرش کی آواز آئی، "ماما مہمت نے شاید جب ہم اس کی گاڑی پر جا رہے تھے آئیر پورٹ، تب ہی گاڑی میں گر گئی ہو۔ آج اس نے پوری گاڑی کھلوا کر گاڑی کو ٹھیک کروایا تھا۔ شکر ہے کسی نے رنگ کو چرایا نہیں، مہمت کی سہی وقت پر نظر پڑ گئی۔"۔۔

انجلینا نے گہری سانس لی۔

ابرش تشویش میں بولی، "ماما، سب ٹھیک ہے۔ آپ کے ذہن میں یہ سب نہ رہا۔۔ اتنی قیمتی چیز کی غیر موجودگی کا احساس آپ کو ہوا تک نہیں۔۔سب سے بڑھ کر آپ بہت پریشان محسوس ہو رہی ہیں۔"۔۔

انجلینا نے خود کو کمپوز کیا اور اپنی آواز کو درست کیا۔"ہاں میری جان میں ٹھیک ہوں..۔"۔

۔۔۔ابرش کی آواز میں تجسس تھا جب اس نے پوچھا، "آپ اب تک واپس کیوں نہیں آئیں؟ کیا روم کی خوبصورتی نے آپ کو اس قدر موہ لیا ہے کہ اسلام آباد کی یادیں دھندلا گئی ہیں۔"۔

انجلینا کی مسکراہٹ میں ایک گہرا وعدہ چھپا تھا،

۔"میں جلد واپس آؤں گی۔ تم بے فکر رہو۔۔اب ماما ٹھیک ہو گئی ہیں تو اب آنا آسان ہو جائے گا۔۔"۔

شائید انجلینا نے فیصلہ کر لیا تھا حقیقت سب کو بتانے کا تب ہی واپسی کا اچانک ارادہ بن گیا تھا۔۔

کیونکہ انجلینا کی ماں کی بیماری تو ایک بہانہ تھا۔۔

ابرش نے ذرا سوچا، پھر ہولے سے بولی، "ماما میں آپ سے کچھ پوچھنا چاہتی ہوں۔

انجلینا نے حوصلہ افزائی کی، "ہاں بیٹا، کیا بات ہے؟

ابرش نے آہستہ سے کہا، "ماما، کیا میں مہمت کے رشتے کے لیے ہاں کر دوں؟ مجھے محسوس ہوتا ہے کہ معراج کے ساتھ۔۔

ابرش کی مکمل بات سننے کی تردد تک نہ کی

بغیر کسی توقف کے جواب دیا، اس کی آواز میں فکر مندی صاف ظاہر تھی،۔

۔"مہمت کے لیے ہاں کر دو۔ معراج کے لیے تمہارے دل میں جو جذبات تھے۔ ، وہ شاید محبت نہیں، بلکہ۔۔"

۔وہ رکی، پھر بولی، "وہ صرف ایک وہم تھا، ابرش۔اس حقیقت کو قبول کر لو۔۔"۔

ابرش نے اطمینان سے کہا۔ "آپ بالکل درست بول رہی ہیں۔بابا کہہ رہے تھے کہ اگر میں ہاں کہہ دوں تو وہ فوراً میرا نکاح مہمت سے کروادیں گے۔۔"۔

انجلینا نے مشورہ دیا، "وہ بہت اچھا کہہ رہے ہیں۔تم سب کے، سامنے جا کر اس پرپوزل کا جواب اثبات میں دو۔۔یہ ہی تمہارے لیے بہتر ہے۔

ابرش نے مطمئن ہو کر کہا، "ٹھیک ہے۔میں ابھی سب کو بتا دیتی ہوں۔

بس آپ جلدی واپس آئیں، آپ کی بہت یاد آتی ہے۔

انجلینا نے پیار سے کہا، "اوکے آجاؤں گی میں جلد ہی، اور کچھ ؟

دونوں کی بات چیت جاری رہی، اور اس دوران، شہر کی روشنیاں ان کی گفتگو کی گواہ بن گئیں، جیسے وہ ان کے دل کی باتوں کو روشن کر رہی ہوں۔۔

•••••°•••••

مقام: پاکستان

دارالحکومت: اسلام آباد

بحریہ ٹاؤن

اسفندیار وِلا

صبح کی پہلی کرنوں نے جب دارال طعام کو اپنی نرم و نازک روشنی سے بھر دیا، تو ابرش اور نازش نے میز پر برتن و خاصے سجانے شروع کر دیے۔

ان کی ہم آہنگی ایک خوبصورت رقص کی مانند تھی۔

جاسمین، جس کی حرکتیں نرم و نازک تھیں، ان کی مدد کر رہی تھی، اس کے چہرے پر ایک معمولی سی اداسی تھی، جیسے کوئی پرانی یاد دل کو چھو گئی ہو۔

مریم، جس کی آنکھوں میں ممتا کی چمک تھی، نے جبریل کے لیے ناشتہ بڑی محبت سے تیار کیا۔

وہ جبریل کو ٹوسٹ کھلاتے ہوئے جوس پلا رہی تھی، اور جبریل مسکراتے ہوئے اس کے ہاتھوں سے ناشتہ کر رہا تھا۔

مہمت، جو اپنی ٹوسٹ پر مکھن مل رہا تھا، اس کی حرکتیں سوچ سمجھ کر اور محتاط تھیں۔

اس کے ہاتھوں کی نرمی اور چھری کی مہارت سے مکھن کی تہہ برابر پھیلتی جا رہی تھی۔

ابرش، جس کا قد مستقیم اور حکمرانی کا انداز تھا، نے مجمع کا جائزہ لیا، اس کی آنکھوں میں عزم کی عکاسی تھی۔

اسی وقت ناشتہ پیش کر کے جاسمین چل دی۔

نازش اپنی جگہ پر بیٹھنے لگی، اور ابرش بھی اپنی جگہ پر بیٹھتے ہوئے، اس نے جان بوجھ کر اپنے گلے کو صاف کیا اور کمرے کی توجہ حاصل کی، اس کی آواز میں سنجیدگی کی گہرائی تھی،۔

۔"مجھے ایک اہم معاملے پر بات کرنی ہے

چمچوں کی چھنکار ایک دم بند ہو گئی، جیسے کسی اشارے پر، اور فضا توقعات سے بھر گئی۔

مرات آگے کو جھکا، اس کے بدن کی زبان میں جستجو اور حمایت کا ملاپ تھا اس نے اپنی بہن کو دیکھا۔

یوسف، جس کے چہرے پر حوصلہ افزائی کی لکیریں تھیں، نے ہلکا سا سر ہلا کر کہا، "بے شک، اپنی بات کہو۔"۔۔

ابرش نے گہری سانس لی اور اپنی نظریں مہت کی آنکھوں میں ڈال دیں، جو چائے کا کپ اپنے ہونٹوں سے لگائے بیٹھا تھا۔ مہت کی آنکھوں میں معمولی خبر کی توقع جھلک رہی تھی، لیکن ابرش کے لفظ "میں شادی کے لیے تیار ہوں" نے اسے بجلی کی طرح چونکا دیا۔

اچانک اس کی آنکھیں پھیل گئیں، یکدم اس کو پھندا لگا اس کی آنکھیں لال ہو گئیں اور کھارا پانی آنکھوں میں بھر گیا۔

۔اس نے گردن ایک طرف موڑی اور کھانسنے لگا اس کے منہ سے چائے چھینٹوں کی صورت باہر نکلی۔۔۔

مگر اس نے خود کو مستحکم کیا۔۔

مگر پھر بھی حیرت کی ایک جھلک اس کے چہرے پر نمایاں تھی۔کمرے کی سب نظریں اس پر جم گئیں۔

جب اس نے ہاتھوں کی پشت سے دونوں آنکھوں کو صاف کیا۔

۔نورین نے فوراً مداخلت کی اور اس کی آواز میں جلد بازی تھی،"۔یہ پیو، بیٹا۔"اس نے پانی کا گلاس تیزی سے جگ سے بھرا اور مہمت کو پکڑایا۔

مہمت نے پانی کا گلاس قبول کیا، اس کے چہرے پر حیرت اور شرمندگی کا ملاپ تھا۔

اس کا ہاتھ ہلکا سا کانپ رہا تھا جب وہ پانی پی رہا تھا۔

مریم نے ملازم کو آواز دی، شارخ"۔۔

شارخ ایک آواز پر ہی حاضر تھا"جی میڈم"۔

مریم نے اس جگہ پر اشارہ کیا جہاں مہمت کے منہ سے کچھ چائے گری تھی"یہ جگہ صاف کر دیں

۔۔ملازم نے اثبات میں سر ہلایا اور چل دیا۔

مریم نے نورین اور نازش کو کچھ مسکرا کر دیکھا پھر مسکرا کر ابرش کی طرف جواباً نازش اور نورین بھی مسکرا دیں۔

مریم نے جبریل کو ناشتہ کروانے کا کام دوبارہ شروع کیا۔

کچھ دیر بعد، ملازم ایک ڈبے کے ساتھ آیا جس میں پونچا تھا۔

ملازم نے چائے کے داغ کو فرتیلے انداز میں صاف کر دیا، جس سے حادثے کا کوئی نشان نہ رہا۔

یوسف کی آواز، جو مضبوط تھی لیکن جوش سے بھرپور تھی، نے خاموشی کو توڑا۔ "ٹھیک ہے، پھر چار دن بعد نکاح کی تیاری کرو۔"۔

ابرش، جس کے چہرے پر حیرت کا نقاب تھا، نے کمزوری سے پوچھا، "اتنی جلدی؟"۔

یوسف، جس کی آنکھوں میں ایک تشویش تھی، نے جواب دیا، "میں اس گھر میں کچھ خوشی لانا چاہتا ہوں۔۔دکھوں نے ہمیں ایسا گہرا ہے کہ ہم بھول ہی گئے ہیں کہ خوشیاں ہیں کیا۔۔انجلینا نکاح کے بعد ولیمے میں شامل ہو گی۔"۔

چنگیز نے مہمت کی طرف دیکھا، تصدیق کی تلاش میں،

۔"ہاں، بھائی مہمت، تمہیں کوئی مسئلہ تو نہیں؟"۔

مہمت، جس کا دل خوشی سے دھڑک رہا تھا، نے مسکراہٹ جما کر جواب دیا، "نہیں، ڈیڈ، کوئی مسئلہ نہیں ہے۔"۔۔

مہمت تو ہاں یقیناً بولے گا اس کی مثال کچھ ایسی ہی تھی کہ پیاسہ مسافر صحرا میں ہو اور اسکو پانی مل جائے جو خوشی اس مسافر کو ہو گی وہ ہی خوشی مہمت فلوقت محسوس کر رہا تھا۔۔

ابرش نے ایک نظر مہمت کو دیکھا پھر مدھم سے شانے اچکائے۔۔۔

کمرے میں راحت کی لہر دوڑ گئی، اور سکندر نے کباب کو کاٹتے ہوئے، بولا "پھر شادی کی تیاری کرو ہمارے پاس زیادہ وقت نہیں ہے۔ اب خوشیاں ہی ہم انشاء اللہ منائیں گے کیونکہ ماہر کہہ رہا تھا جلد ہی جبرائیل کی بے گناہی ثابت کرنے کے لیے ایک ثبوت مل جائے گا اب تو خوشیاں دگنی ہیں۔"۔

سب ہم آواز بولے "آمین"۔

یوسف نے حتمی انداز میں کہا، "بالکل، چلیں اب ناشتہ شروع کریں۔۔"۔۔

•••°°°•••

ہوا کا جھونکا تھا، گھاس نرم و نازک، درختوں کی چھاؤں میں پناہ گزین۔

ابرش، زمین پر آلتی پالتی کئے بیٹھی، تھی مٹی کو نرمی سے چھو رہی تھی، جیسے کسی خزانے کی تلاش میں ہو۔

جب اس نے مٹی کو کھودا، تو ایک نئی دنیا کی جھلک ملی۔

اس کے ہاتھ مٹی سے آلودہ تھے، لیکن اس کی لیمن کلر کی ٹی شرٹ اور سفید پٹیالہ شلوار میں ایک عجیب سی خوبصورتی تھی۔

اس کے بالوں کا ہلکا جوڑا اور کپڑوں پر مٹی کے دھبے اس کی محنت کی کہانی سنا رہے تھے۔

۔وہ پیچھے سے پھول اٹھانے کے لیے کھڑی ہوئی جو درخت کے سائے تلے تھے۔۔

جب وہ پلٹی، تو اچانک اس کے ہاتھ ایک مضبوط سینے سے ٹکرائے۔

اس کی نظریں اوپر اٹھیں، اور اس نے دیکھا کہ وہاں مہمت کھڑا تھا، جسکے کالون نے ہوا کو معطر کیا وہ اس قدر قریب تھے کہ وہ اس کے کالون کی خوشبو سونگ سکتی تھی۔

اس نے اوف وائیٹ شرٹ اور چار کول رنگ کی پینٹ پہن رکھی تھی، اور اس کی استینیں لپٹی ہوئی تھیں، جیسے وہ اپنی بازووں کی طاقت کو چھپا نہیں سکتا تھا۔

وہ مسکرا رہا تھا، اور اس کی نظریں ابرش پر

... جمی ہوئی تھیں، جیسے کوئی مصور اپنی تصویر کے حسین رنگوں میں کھویا ہو۔

ابرش نے نظریں اٹھائیں، اور ان کی نظریں ملیں تو ایک لمحے کے لیے وقت تھم سا گیا۔

اس کی آنکھوں میں شرارت بھری مسکان تھی، جیسے چاندنی رات میں کھلتا ہوا کمل۔۔

۔مگر ابرش ناراض لگ رہی تھی جب وہ تڑخ کر بولی جو مصنوعی تھا۔۔

یہ کیا بلیوں والی عادت ہے جو تم میرے پیچھے کھڑے ہو؟" کھڑے ہو پر اس نے مہمت کو دیکھا اور یہ آخری لفظ ہلکا سا بولا۔ جیسے ہوا کا ہلکا جھونکا۔۔

۔اس نے ہاتھ پیچھے کئے تو شرٹ نشان پکڑ چکی تھی جس پر ابرش کے ہاتھوں کے نشانات رہ گئے تھے

مہمت نے مسکرا کر جواب دیا، "میں تو بس تمہاری محنت کو سراہنے آیا تھا، لیکن اب لگتا ہے میری شرٹ بھی تمہاری محبت کا رنگ لے چکی ہے۔"۔

ابرش نے گال پھلائے، "شکر ہے تم آ گئے، تمہارے ان ٹھنڈی ڈائیلاگ بازی سے ماحول ٹھنڈا ہو گیا۔"۔وہ ناک

پھولا

کر راستہ بدلتے وہاں سے سامنے جانے لگی۔۔

مہمت نے اسے روکا، "بات سنو،"، اور ابرش رکی۔

مہمت چل کر اس کے قریب آیا، اور اس کے گال پر لگی مٹی کو اپنے انگوٹھے سے صاف کیا۔

۔"تم سے وابستہ ہر چیز میرے لیے خزانے سے زیادہ اہم ہے۔"۔

اس کے اس انداز نے ابرش کے دل کو چھو لیا، اور وہ مسکرا دی، جیسے صبح کی پہلی کرن نے کلی کو چھو کر خوشبو بکھیر دی ہو۔

ان کے ارد گرد لان کی ہریالی، پھولوں کی مہک، اور پرندوں کی چہچہاہٹ نے ایک خوابناک ماحول بنا دیا تھا۔۔

۔

مہمت نے نرمی سے کہا، "تمہاری ہاں نے میری زندگی کو روشن کر دیا ہے، جیسے صبح کی پہلی کرن۔ میرا صبر، میری دعائیں، سب کچھ تمہارے لیے تھا۔ اللہ کا شکر ہے کہ تم میری ہو جاؤ گی۔"۔

ابرش نے نظریں اٹھائیں، اور ان کی نظریں ملیں تو ایک لمحے کے لیے وقت تھم سا گیا۔ "مہمت، میں تم سے کچھ پوچھنا چاہتی ہوں۔"۔

تمہیں کبھی اجازت کی ضرورت نہیں، میری جان۔ پوچھو کیا پوچھنا ہے؟"مہمت نے جواب دیا۔

مہمت، عفاف میری جڑواں بہن تھی، اس کی شکل میری طرح تھی، بس وہ گوری تھی، نیلی آنکھیں... تم نے اسے پسند کیوں نہیں کیا؟"۔

مہمت نے مسکرا کر کہا، "ابرش، میری پسند کی بنیاد رنگت یا ظاہری خوبصورتی پر نہیں ہے۔ میں تمہاری روح سے محبت کرتا ہوں، تمہارے کردار سے، تمہاری مسکراہٹ سے۔"۔

ابرش نے گردن جھکائی۔۔وہ راستہ بناتے سامنے گئی اور پھر درخت کے نیچے سے دو شاپر اٹھائے، جن میں مٹی اور چمبیلی کے پھول تھے۔

مہمت قدم بڑھا کر اس کے پاس گیا اور وہ دو شاپر۔ بنا۔ اس کے جواب کے پکڑ لیے، "آؤ، ہم اپنی محبت کی نشانی کے طور پر یہ پھول لگائیں۔۔ہم دعا کریں گے کہ جیسے جیسے یہ پھول نشو نما پاتے جائیں ہماری زندگی بھی انکی تازگی سے بھر جائے۔"۔۔

۔وہ اس جگہ پر بڑھے جہاں مٹی کھدی پڑی تھی۔۔وہ دونوں ہمراہ دوزانوں بیٹھے۔۔

دونوں نے مل کر پھول کو مٹی میں دبایا، اور ایک ہلکی ہوا چلی، جس نے ابرش کے بالوں کو ہلکا سا چھوا۔

مہمت نے ابرش کو دیکھا، اور ان کی نظریں ملیں تو ایک خوبصورت خاموشی چھا گئی۔

"آئی لو یو، ابرش۔" مہمت نے کہا۔

ابرش نے ہنکارہ بھرا "ہمم، اوکے۔"۔

"تم جواب نہیں دو گی؟" مہمت نے پوچھا۔

"اگر محبت نہ ہوتی تو کیا میں شادی کے لیے ہاں کہتی؟" ابرش نے جواب دیا۔

دفعتاً دونوں نے مٹی کو ہموار کیا اور پانی کی بوتل سے پانی مٹی پر ڈالا۔۔۔۔

"مجھے پاکستان کے کپلز کی سمجھ نہیں آتی، ان میں زرا بھی انڈر سٹینڈنگ نہیں ہوتی، اور پھر بھی ان کے بچے ہوتے ہیں۔ میں ایسا بور نہیں بننا چاہتا۔" مہمت نے کہا۔۔

وہ دونوں ہمراہ کھڑے ہوئے۔۔ اور ابرش نے ہاتھوں کو جھاڑا۔۔ اس نے مہمت کے چہرے کو اپنے ہاتھوں کے پیالوں میں لیا۔۔ اور ڈھیروں محبت سموئے وہ محبت آمیز انداز میں اسے بولی۔۔

۔"مہمت"۔

مہمت بھی مسکرا کر محبت آمیز انداز میں بولا "میری توجہ تمہاری طرف ہے میری زندگی کی ٹھنڈک۔"۔

ابرش نے یکدم رومانس کا ستیاناس کیا، "سدھر جاؤ۔"۔۔

اس نے ہاتھ پیچھے کئے اور تیز نظروں سے اسے دیکھا اور پلٹتے وہاں سے جانے لگی

مہمت نے مسکرا کر اونچی آواز میں کہا کہ اس تک مہمت کی آواز پہنچ جائے "آپ کا حکم سر آنکھوں پر میڈم۔"۔۔

ابرش مسکرائی اور آگے بڑھ گئی، جبکہ مہمت نے ہاتھ جھاڑے اور گردن جھکا کر اس نے گردن نفی میں ہلائی کچھ سوچ کر وہ مسکرایا اور وہ وہاں سے چل دیا۔۔۔۔۔

••••••°°••••••

جیل کے اس سنسان کمرے میں، جہاں صرف ایک لکڑی کا بینچ اور ٹیبل تھا، جبرائیل اور مریم کی آنکھوں میں ایک دوسرے کے لیے پیار کی گہرائی تھی۔

کھڑکی سے آتی روشنی نے کمرے کو ایک نرم چمک دی تھی، جیسے امید کی کرن اندھیرے میں راہ دکھا رہی ہو۔

جبرائیل نے جبریل کو گود میں اٹھایا، اس کے نرم رخسار پر پیار بھرا بوسہ دیا، جیسے کوئی پھول شبنم کی بوند کو چھو لے۔

مریم کی آواز میں امید تھی، "ماہر کہہ رہا تھا ثبوت مل جائے گے جلد اور تم جیل سے رہا ہو جاؤ گے انشاء اللہ۔"

جبرائیل نے مریم کے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں لیا، ایک گرم جوشی سے بھرپور مضبوط گرفت، جیسے دو روحیں ایک دوسرے کو تھام لیں۔

"شکریہ مریم، فور ایوری تھنگ۔"

اس کی آواز میں شکر گزاری کی مٹھاس تھی، جیسے بارش کے بعد کی خوشبو۔

مریم کی مسکراہٹ میں شرم و حیا تھی، اور جب جبرائیل نے اس کے رخسار پر ہاتھ رکھا، تو اس کی سانسیں تھم گئیں، جیسے کوئی کہانی کا انتظار کر رہا ہو۔ "تم بہت اچھی ہو، شکریہ مجھے معاف کرنے کے لیے۔ مجھے اپنانے کے لیے"

اس کے لفظوں میں نرمی تھی، جیسے بادلوں کے پیچھے سے چاند نکل آیا ہو۔۔

مریم نے گردن جھکائی پھر گردن اٹھا کر جبرائیل کو دیکھا

اس کی آنکھیں بھیگ گئیں، جیسے دریا کے کنارے کوئی پھول مرجھا رہا ہو۔ "جبرائیل، کیا اللہ نے ہمیں معاف کر دیا ہے؟" اس کی آواز میں تھرتھراہٹ تھی، جیسے پتے کانپتے ہیں ہوا کے جھونکے سے۔

جبرائیل نے اثبات میں سر ہلایا، اس کی آنکھیں بھی گیلی تھیں، جیسے صحرا میں بارش کا پہلا قطرہ۔ "ہاں، مجھے اللہ پر یقین ہے کہ اس نے ہمارے اس گناہ کو معاف کر دیا ہے۔"

مریم نے جبرائیل کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھا، جیسے کوئی پرندہ اپنے ساتھی کے پر پر آرام کر رہا ہو۔

۔ "میں تم سے بہت محبت کرتی ہوں جبرائیل، میں ہمیشہ سے تم سے محبت کرتی آئی ہوں۔"

جبرائیل کی مسکراہٹ میں امید تھی، "انشاءاللہ اب یہ محبت ہماری قائم رہے گی، پاک و پاکیزہ۔"۔

جبریل نے گردن اٹھا کر دونوں کو دیکھا، "آپ دونوں رو کیوں رہے ہیں؟" اس کی معصومیت میں سوال تھا، جیسے کوئی کلی پوچھے کہ صبح کیوں روشن ہوتی ہے۔

جبرائیل نے آہستہ سے اپنے آنسو صاف کیے، اور نفی میں سر ہلاتے ہوئے جبریل کی طرف دیکھا،

۔"کچھ نہیں ہوا، میری جان۔ ہم رو نہیں رہے۔" اس کی آواز میں ایک مضبوطی تھی، جیسے کوئی درخت طوفان میں بھی سر اٹھا کر کھڑا ہو۔

جبریل کی معصوم نظروں نے جبرائیل کے دل کو چھو لیا، اور اس نے مریم کی طرف دیکھا، اپنے دل کی گہرائیوں سے بولا،

۔"۔جب بھی میں جبریل کو دیکھتا ہوں، مجھے معراج کی یاد آتی ہے۔ کاش ہم جیسے جبریل کو سپورٹ کر رہے ہیں ویسے معراج کو بھی سپورٹ کیا جاتا"۔

اس کی آواز میں ایک ندامت تھی، مگر لکیر پیٹنے کا کیا فائدہ جب چڑیا چک گئی کھیت۔

"تم جانتی ہو، مریم، معراج چھوٹا تھا جب سے اس کے ساتھ برائی کی گئی ہے۔ اسے برا بھلا کہا گیا، اور مجھے افسوس ہے کہ میں بھی اس میں شامل تھا۔ میری زبان نے تیر چلائے اس بات سے بے خبر کہ یہ کتنے خطرناک ہوں گے جو اس کے دل کو زخمی کریں گے۔۔ میں چاہتا ہوں کہ میں اپنے بھائی کو گلے لگاؤں، اسے معافی مانگوں۔"۔

جبرائیل کی آواز میں ایک گہری خود اعترافی تھی، جیسے کوئی دریا اپنے کناروں کو چھوڑ کر واپس لوٹ آیا ہو

مریم نے جبرائیل کی آنکھوں میں دیکھا، جہاں ایک سمندر کی طرح گہرائی تھی، "وہ گھر نہیں آتا، جبرائیل۔ وہ سب سے کٹ کر رہتا ہے۔۔۔ خیر جب تم رہا ہو گے تو تم اسے معافی مانگے لینا"۔

اس کی آواز میں ایک دکھ تھا، جیسے کوئی پھول خزاں میں بھی اپنی خوشبو برقرار رکھے۔

"بس ماہر کا شک شک ہی رہے جیسا وہ سوچ رہا ہے ویسا حقیقت نہ ہو"۔

مریم مزید بولی۔۔ اس کی آواز میں ایک ڈر تھا، جیسے کوئی شخص اپنے ہی سائے سے ڈر جائے۔

"اگر ایسا ہوا تو اس سب کے ذمہ دار ہماری تلخیاں ہوں گی، جس نے معراج کو ایسا بنا دیا۔ وہ فرشتہ ہماری وجہ سے ایسا بن گیا۔، مریم۔"۔

جبرائیل کی آواز میں ایک حسرت تھی، جیسے کوئی شاعر اپنی نظم میں کھو جائے۔۔

جبرائیل نے اپنے آنگوٹھے کی بند انگشت سے اپنا آنسو صاف کیا اتفاقاً نظریں جبریل پر پڑیں

جو جبرائیل کی گود میں سو چکا تھا، اس کے سینے سے لگ کر ایک معصوم نیند میں تھا۔ جبرائیل نے مسکرا کر کہا، "یہ کیسا ہے، کہیں بھی ایسے سو جاتا ہے۔"

مریم نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ جواب دیا، "یہ ایسا ہی ہے، کب سو گیا پتا ہی نہیں چلتا۔ ایک دن تو ٹیسٹ دیتے کلاس میں سو گیا تھا جب میں نے پوچھا اس نے ایسا کیوں کیا ہے تو کہتا ہے کہ میں بور ہو رہا تھا۔" اس کی مسکراہٹ میں ایک ماں کی محبت تھی، ۔ جبرائیل نے مسکرا کر جبریل کی پیشانی پر بوسا دیا۔۔ "میرا بچہ۔۔

.....°°°.....

رات کی چادر تلے، چاندنی کی روشنی میں نہایا ہوا لان، جہاں درختوں کی شاخوں پر قمقمے جیسے جگنوؤں کی محفل سجی ہوئی تھی، اور گھاس پر بکھرے لالٹینوں کی لو جیسے ستاروں کی جھلملاہٹ تھی۔

ہر طرف پھولوں سے سجا بڑا سا ٹیبل، جیسے کسی باغ کا دل تھا، اور اس کے اطراف میں کرسیاں، جیسے باغ کے پھولوں کی پنکھڑیاں۔

دور چشمے کی مدھر آواز، جیسے کوئی راگ چھیڑ رہا ہو، اور سموک مشین سے پھیلتا دھواں، جیسے کوئی خوابوں کا بادل۔

جھولے پر پھول اور قمقمے، جیسے رات کی رانی کی مہک۔

لکڑی کے بریج کو بھی خوبصورتی سے سجایا گیا تھا، جیسے کوئی قدیم کہانی کا پل۔۔۔

اس خوبصورت منظر میں چاند نے بھی اپنا جلوہ دیکھایا جب وہ دور اوپر افق پر، چمکتا لان کو ایک خوابیدہ حسن سے نواز رہا تھا۔

ابرش، جیسے کسی قصے کی شہزادی، لال رنگ کی شفون کی ساڑی میں ملبوس،۔اس کے بازوؤں پر فل سلیوس کی چمک دمک، اور لبوں پر لال لپسٹک کی جھلک نے اس کے حسن کو اور بھی نمایاں کر دیا تھا۔

مریم، بے بی پنک فراک میں، جس کے گہرے پر پھولوں کی نازک پنکھڑیاں تھیں، ایک نرمی اور معصومیت کا پیکر تھی۔

اس کے بال بھی کنڈل تھے جو اسے خوابوں کی دنیا کی مالکہ کا رنگ دے رہا تھا۔۔۔

جبریل، سیاہ قمیض شلوار میں، اپنی آستینیں لپٹے، ایک سنجیدہ لیکن خوبصورت تاثر کے ساتھ۔اپنے ڈیڈ جبرائیل کی جھلک محسوس ہو رہا تھا۔۔

سب باتوں میں مصروف تھے ٹیبل پر انکا خاصہ موجود تھا۔۔ جب "اسلام علیکم" کی آواز نے سب کو چونکا دیا، اور سب کی نظریں معراج کی طرف اٹھ گئیں، جس کے ہاتھوں میں تحائف سے بھرا شاپر تھا۔

وہ جبریل کی طرح سیاہ قمیض شلوار پہنے تھا وہ انتہائی وجہی لگ رہا تھا مگر ایسی وجاہت کا کیا فائیدہ کہ دل ہی بدصورت ہو جائے۔اس کے چہرے پر ایک معذرت خواہانہ مسکراہٹ تھی، جیسے وہ اپنی آمد کے لیے سب سے معافی مانگ رہا ہو۔

"دراصل مجھے ابرش نے کہا تھا، میں اس لیے آیا ہوں"۔

اس کی آواز میں ایک نرمی تھی، جیسے کوئی پرانی یاد تازہ ہو رہی ہو۔ ابرش، جو اب کھڑی ہو چکی تھی مسکرا کر بولی "تم نے واقعی مجھے شرف بخشا"۔

اس کی آواز میں ایک گرمجوشی تھی، جیسے کوئی دیرینہ دوستی کا اعتراف ہو۔

معراج مسکراتے اس کے پاس چلتا گیا اور اس نے شاپر اس کی طرف بڑھایا، "یہ تمہارے لیے"، اس کے چہرے پر ایک خوشگوار تبدیلی آئی، جیسے کوئی رشتہ نئی گہرائیوں کو چھو رہا ہو۔۔

تشکریہ نظروں کے ساتھ ابرش نے تحفہ قبول کیا"بہت شکریہ۔۔۔"

ابرش نے معراج کی طرف دیکھا، ایک مدعو کی طرح جو اپنے مہمان کو خوش آمدید کہتا ہے، "چلو بیٹھو"، اس کی آواز میں نرمی اور دعوت تھی۔

معراج نے ایک گہری سانس لی، اور احترام سے ابرش کے اشارے پر بیٹھ گیا، جیسے کوئی مسافر طویل سفر کے بعد آرام پاتا ہے۔

سکندر نے معراج کی طرف دیکھا، اس کی آنکھوں میں ایک نئی نرمی تھی، جیسے کوئی سخت دل پگھل رہا ہو،

۔ "بہت اچھا کیا تم نے کہ تم یہاں آئے۔"۔ معراج، جو اس نرمی کا عادی نہیں تھا، نے حیرانی سے سکندر کی طرف دیکھا، اور پھر نظریں جھکا لیں، جیسے کوئی شرمندہ ہو۔

معراج کی حیرانی کو سب نے دیکھا، لیکن کسی نے بھی کوئی تاثر نہیں دیا۔

جیسے وہ اس لمحے کی نزاکت کو سمجھ رہے ہوں۔

معراج نے بس سکندر کو دیکھا اور اثبات میں سر ہلایا، جیسے کوئی طالب علم اپنے استاد کی تعریف کو قبول کرتا ہے، لیکن کوئی جواب لفظوں میں نہ دیا، جیسے کوئی کتاب کا صفحہ خاموشی سے اپنی کہانی سنا رہا ہو۔

معراج نے مرات کی طرف دیکھا، ایک دوستانہ مسکراہٹ کے ساتھ، "کیسے ہو مرات؟ تمہارا اٹلی کا سفر کیسا رہا؟ اور انجلینا چاچی کیسی ہیں؟"۔

مرات نے ایک خفا نظر سے معراج کو دیکھا، جواب دینے کے بجائے اس نے اپنی نظریں پھیر لیں۔

معراج کی پیشانی پر حیرت کی شکنیں ابھر آئیں، جب یوسف نے نرمی سے کہا۔

"وہ تم سے ناراض ہے کہ تم نے اس کی کال نہیں اٹھائی، نہ تم اسے ملنے آئے، نہ تم نے کبھی اس سے خیریت لی۔"

معراج نے مسکرا کر مرات کی طرف دیکھا۔

"دراصل میرا موبائل میں نے بند کیا ہوا تھا، اور میں تم سے ملنے آنا چاہتا تھا مگر ایک کام کی وجہ سے مجھے پاکستان سے باہر جانا پڑا۔ آئی ایم سوری۔"۔

اس کی آواز میں معذرت تھی، اور اس نے مرات کی طرف ایک معذرت خواہانہ نظر ڈالی۔ مرات نے مسکرا کر جواب دیا، "اوکے۔" اور پھر دونوں گلے ملے، ایک گرمجوشی کے ساتھ جیسے پرانی رنجشیں دھل گئی ہوں۔

ابرش مسکراتے ہوئے ان دونوں کو دیکھ رہی تھی، جب مریم نے معراج سے پوچھا، "کیسے ہیں معراج بھائی آپ؟"۔

معراج نے اثبات میں سر ہلایا، "الحمد اللہ۔" مریم کی مسکراہٹ میں خوشی جھلک رہی تھی۔

نازش نے کہا، "آج تو چاچو اور بھتیجے نے ایک سا لباس پہن رکھا ہے۔"۔۔۔

معراج کے چہرے پر ایک تلخ مسکراہٹ آئی،۔۔

، "مجھے فضول کے رشتے بنانے کا شوق نہیں ہے، نہ وہ میرا بھتیجا ہے، نہ میں اس کا چاچو، نہ کبھی جبرائیل نے مجھے اپنا بھائی سمجھا ہے، نہ میں اس کو اپنا بھائی سمجھتا ہوں، وہ میرا دشمن ہے۔"۔

لیکن یہ صرف اس کے خیالات تھے، اس نے یہ باتیں زبان پر نہیں لائیں، کیونکہ وہ پارٹی خراب نہیں کرنا چاہتا تھا۔ وہ بس نازش کو دیکھ کر مسکرا دیا۔۔

•••••°°°•••••

سب لوگ گپ شپ میں مشغول تھے، جاسمین اور ولید انکی جانب چلتے آرہے تھے جب اچانک ولید اور جاسمین کی خوشگوار مسکراہٹوں نے سب کی توجہ اپنی طرف کھینچ لی۔

سکندر نے حیرانی سے پوچھا، "کیا بات ہے؟ ولید، کہیں جارہے ہو تم دونوں؟"۔

ولید کی مسکراہٹ میں ایک خوشخبری چھپی تھی، "جی سر، تصور کو ہوش آگیا ہے، وہ کومے سے باہر آگیا ہے۔"۔

معراج، جو اب تک زمین کی طرف دیکھ رہا تھا، اس خبر سے یکدم چونک اٹھا۔

اس نے آہستہ سے سر اٹھایا لیکن کوئی جذباتی رد عمل ظاہر نہ کیا۔

اس کی انگلیاں بے ساختہ اپنی شہادت کی انگلی میں پہنی سیاہ نگ والی انگوٹھی پر پھیرنے لگیں۔

ابرش نے خوشی سے کہا، "کیا واقعی؟"۔ جبکہ سب کے چہرے خوشی سے دمک اٹھے۔

جاسمین نے جواب دیا، "جی ہاں، ہم ابھی اسپتال جارہے ہیں۔"۔

معراج نے چپکے سے ایک مسکراہٹ بکھیری، گویا ایک اندرونی خوشی کا اظہار کر رہا ہو کہ عفاف سے ملاقات کا وقت قریب آرہا تھا۔

معراج کی چالاکی اسے کئی مشکلات سے نکال سکتی تھی، وہ اپنی حفاظت کے لیے بہت کچھ کر سکتا تھا، لیکن اس نے ایسا کوئی قدم نہیں اٹھایا۔۔

س کی خواہش تھی کہ وہ اس دنیا سے رخصت ہو جائے، کیونکہ اس کی آرزو تھی کہ وہ عفاف کے قریب ہو۔

چنگیز نے کہا، "جی، آپ لوگ جائیں، ہم بھی آ رہے ہیں کچھ وقت تک۔" مرات نے مسکراتے ہوئے کہا، "شکر ہے سب ٹھیک ہو گیا، بس جبرائیل بھائی بھی باہر آ جائیں۔"۔

اور پھر پیچھے سے آواز آئی، "جلد آ جائے گا۔" سب نے پلٹ کر دیکھا، ایک دل تھام لینے والے انتظار میں۔

مہمت کے ساتھ ماہر کی آمد پر، معراج کے چہرے پر ایک تلخ مسکراہٹ ابھری، جو اس نے دوسروں سے چھپا لی۔

سکندر، یوسف، اور چنگیز نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا، جبکہ مریم اور ابرش نے معنی خیز نظروں کا تبادلہ کیا بے خبر لوگ نئی موجودگی کو حیرت سے دیکھ رہے تھے۔

معراج، اپنی جگہ پر بیٹھا، انہیں دیکھ رہا تھا۔

ماہر نے مہمت کے ساتھ آتے ہوئے کہا، "اسلام علیکم ایوری ون، میں مہمت کا دوست ماہر ہوں۔"

سب نے سلام کا جواب دیا۔

پھر ماہر نے مرات کی طرف مخاطب ہو کر کہا، "تم دعا کرو، انشاء اللہ جبرائیل جلد باہر ہو گا۔"۔

ولید نے کہا، "آمین۔" جاسمین نے کہا، اچھا، ہم چلتے ہیں۔" اور وہ دونوں وہاں سے چلے گئے۔

ماہر کرسی پر بیٹھ گیا، اور مہمت نے معراج کی طرف دیکھتے ہوئے کہا، "معراج، کیسے ہو؟ اتنے وقت بعد نظر آئے ہو۔" معراج نے مسکرا کر جواب دیا، "بس آج تمہارا اور ابرش کا خاص دن تھا، اس لیے آ گیا۔"۔

مہمت نے مسکرا کر کہا، "شکریہ آنے کا۔"۔۔ معراج نے سر کو مدھم سا ہلایا

نازش نے کہا، "چلو، کھانا کھاؤ۔" سب نے پلیٹوں میں کھانا بھرتے ہوئے کھانا شروع کیا۔

ماہر کی نظریں بار بار معراج پر پڑتیں، جیسے وہ اس پر نظر رکھے ہوئے ہو، لیکن جب بھی معراج اس کی طرف دیکھتا، ماہر نظریں ہٹا لیتا۔

معراج نے دل میں سوچا، "یہ ماہر واقعی میں ماہر ہے۔"۔۔

ماہر نے جوس پیتے ہوئے گلاس نیچے رکھا اور معراج سے کہا، "ویسے میں نے آپ کے بارے میں بہت سنا ہے، لیکن آپ کو دیکھا نہیں تھا۔"

معراج نے مسکرا کر جواب دیا، "اگر مہمت سے میرے بارے میں سنا ہے تو کچھ برا ہی سنا ہو گا۔ اور جہاں نہ دیکھنے کی بات ہے، تو نظر تو انسان کو اپنی روح بھی نہیں آتی، مگر وہ ہوتی ہے ہم میں ہی کہیں۔"۔

۔۔سب معراج کی بات کو سمجھ نہیں سکے کیونکہ یہ بات ماہر کے سوال کا جواب نہیں تھا۔۔

سب معراج کو دیکھ رہے تھے کہ آخر اس کا مطلب کیا ہے۔۔

مہمت نے کہا، "معراج، میں اتنا بھی برا نہیں ہوں۔ ہاں، ماضی میں کچھ تلخیاں رہی ہیں ہم میں، اس کے لیے میں معذرت خواہ ہوں سب کے سامنے۔"۔

معراج نے تلخ مسکراہٹ کے ساتھ کہا، "باتیں جو ہوتی ہیں مہمت، ان کا اثر ہمیشہ رہتا ہے۔ معافی مانگنے سے وہ درد کم نہیں ہوتے۔ خیر، کوئی بات نہیں۔"۔

مہمت نے سر جھکا لیا اور نظریں پھیر لیں ابرش نے ایک نظر مہمت کو دیکھا پھر معراج کو

ماہر نے کہا، "ویسے معراج، آپ کو اپنوں پر بھروسا ہونا چاہیے۔"۔۔

معراج نے ہنس کر جواب دیا، "انسان کی سانسیں اپنی ہوتی ہیں، انسان ان پر بھروسہ نہیں کر سکتا، تو انسان پر بھروسہ کیسا؟"۔۔۔

معراج اپنی جگہ سے اٹھا اور کہا، "خیر، کھانا بہت اچھا تھا۔ میں فریش ہو کر آتا ہوں۔"۔

اس نے مسکرا کر ایک نظر سب کو دیکھا۔۔اور وہ وہاں سے چل دیا، اور سب کی نظریں اس کی پیٹھ پر جمی رہیں۔۔۔۔

ماہر آنکھوں کی پتلیاں سُکیڑے اس کو دیکھ رہا تھا جیسے کچھ سمجھنے، کی کوشش کر رہا ہو۔۔

ماہر نے یوسف اور سکندر ہما مہمت کو ایک اشارہ کیا۔۔ تو مہمت اپنی جگہ سے اٹھتے بولا۔۔ "ماہر آؤ میں تمہیں وہ فائل دیکھاتا ہوں جو تم کہہ رہے تھے"۔

۔ایک بہانہ تھا یہ۔۔ماہر بھی اپنی جگہ سے اٹھا۔۔ "ہاں ضرور چلو"۔۔

وہ لوگ۔ چل دیے تو سکندر اور یوسف کچھ وقت بعد بہانے بناتے اٹھے۔۔ "ہم بھی آتے ہیں۔۔"۔۔

وہ جانے لگے تو نازش انکی پشت کو دیکھتے بولی۔۔ "ان سب کو اچانک کیا ہو گیا ہے۔۔۔۔۔۔"۔

۔نازش نے ابرش کو دیکھا تو ابرش کانٹے میں سیکھ کباب پھنسائے لبوں کے، قریب لے کر جا رہی تھی جب اس نے شانے اچکائے۔۔

مریم کو بھی کچھ کھٹکا تھا۔۔ مگر وہ فوراً ردعمل سے پرہیز کر رہی تھی کہ کسی کو کوئی شک نہ ہو۔۔۔

•••••••°°°••••••

کمرہ مطالعہ کی ہلکی روشنی میں، ماہر کی سنجیدہ آنکھیں میز پر پڑے کاغذات پر جمی تھیں۔

اس کی پیشانی پر بل پڑے تھے، جیسے کوئی گہری پہیلی حل کرنے کی کوشش میں ہو۔

کمرے کی دیواروں پر کتابوں کی الماریاں اور کھڑکی کے باہر کا منظر، سب کچھ ایک خاموشی میں ڈوبا ہوا تھا۔

ہم لوگوں نے سی سی ٹی وی فوٹیج دوبارہ دیکھی تھی،" ماہر نے آہستہ سے کہا، اس کی۔۔ آواز میں ایک گہرائی تھی، جیسے کوئی راز کی بات کر رہا ہو۔

۔" وہ شخص، جس کا نام سیاہ زعیم ہے، جس نے شائننگ سٹار گروپ آف آرکیٹیکٹس کے سی ای او مسٹر مدثر اور ان کے کاروباری پارٹنر کو قتل کیا تھا، وہی عفاف کے قتل میں بھی شامل ہے۔ اور اس کا ایک پارٹنر ہے جو ابھی تک غیر واضح ہے"۔

یوسف، جو اب تک خاموش بیٹھا تھا، اچانک چونک کر بولا، "کیا؟ کسی کا عفاف سے کیا تعلق ہے؟"۔

ماہر نے کندھے اچکائے، ایک بے بسی کا اظہار کرتے ہوئے،۔" وہ مجھے نہیں پتا، مگر عفاف کا جب قتل ہوا تھا، روڈ کی طرف سے وہ جنگل میں داخل ہوا تھا۔ ہونا ہو، اس کا پارٹنر کوئی اور ہے۔ یہ چیز جبرائیل کو بچا سکتی ہے، مگر۔"۔

اس کے بعد ماہر نے غصے سے میز پر ہاتھ مارا، ایک تھپڑ کی آواز کمرے میں گونج اٹھی، جیسے کوئی بڑی بات کہہ دی گئی ہو۔ کمرے کی فضا میں ایک تناؤ پھیل گیا،

روشنی کی ایک لکیر کوریڈور کو منور کر رہی تھی، جہاں ایک لمبی چین کی صورت میں بلب لٹک رہے تھے۔

نیچے کارپٹ کا نرم احساس، آئینہ کی چمک، اور دروازے کے پیچھے معراج کی چھپی ہوئی موجودگی، سب کچھ ایک خاموش کہانی سنا رہے تھے۔

جب اس نے نظریں اٹھائیں، اس کے چہرے پر ایک زہریلی مسکراہٹ تھی، "کبھی نہیں پہنچ سکو گے تم سیاہ زعیم تک، کیونکہ وہ پاکستان میں ہی نہیں۔ ہیں"۔

گزشتہ منظر کی بازگشت

کراچی کے سمندر کی گہرائیوں میں، جہاں جہاز ڈول رہا تھا، معراج اور سیاہ زعیم کی آخری ملاقات کا منظر تھا۔

چاند کی چمک میں نہائے سمندر کی لہروں پر ان کی پرچھائیاں تھرتھرا رہی تھیں۔

ہوا کا ہلکا جھونکا، بادلوں کی ہلکی چادر، اور تاروں کی جھلملاہٹ نے اس منظر کو ایک خوابناک حسن بخشا تھا۔

معراج نے سیاہ زعیم کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا،

"آپ نے میرا بہت ساتھ دیا، مگر ہمارا ساتھ یہاں تک ہی ہے۔" سیاہ زعیم نے معراج کے ہاتھ کی پشت پر اپنا ہاتھ رکھا، "معراج، میں تجھے کبھی نہ چھوڑتا، مگر میرا خاندان..."۔

معراج نے مسکرا کر جواب دیا، "سیاہ زعیم، میں سمجھ سکتا ہوں۔ بس آپ آج بھاگ جائیں۔ میں نے اومان میں آپ کی ناشینیلٹی اور آپ کے گھر و نوکری کا انتظام کر دیا ہے۔ آپ وہاں عزت سے رہیں۔"۔

سیاہ زعیم نے مسکرا کر کہا، "معراج تیرا احسان میں کبھی نہیں بھول سکتا۔۔"۔

ان کی آنکھوں میں ایک عزم تھا، ایک وعدہ کی چمک تھی، جیسے وہ اپنے ملک کی عزت کو اپنی زندگی سے بھی بڑھ کر سمجھتے تھے۔

معراج نے وعدے کے لیے ہاتھ آگے بڑھایا، "آپ سے میری ایک منت ہے، آپ وہاں ایک عام شخص نہیں بلکہ پاکستانی بن کر جا رہے ہیں۔ آپ کے ہاتھ میں پاکستان کی عزت ہے۔ وہاں ایسا کوئی کام مت کرنا کہ آپ کو پچھتانا پڑے یا ہمارے ملک کی ناک کٹے۔"۔۔

سیاہ زعیم نے معراج کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھا، "وعدہ، میرے ملک کی عزت میرے سر آنکھوں پر۔"۔

ان کی آنکھوں میں ایک گہری سوچ تھی، جیسے وہ اپنے ملک کی عزت کو اپنی زندگی کا مقصد بنا چکے ہوں۔

۔۔دونوں مسکرائے اور ایک دوسرے سے گلے لگ گئے۔۔۔۔

•••°•••

حال

چاندنی رات میں، لان کی ہری بھری گھاس پر روشنی کی لہریں ناچ رہی تھیں، جو چشمے کی جھلملاہٹ سے عکس بند ہو رہی تھیں۔ جبریل اور مہمت کی کرکٹ کی گیند، ان روشنیوں میں ایک دمکتا ہوا نقطہ بن کر ابھری۔

مہمت نے جبریل کو گیند پھینکی، جسے جبریل نے مہارت سے ہٹ کیا، اور وہ گیند ہوا میں اڑتی ہوئی واپس مہمت کی طرف لوٹ آئی۔

دونوں کے چہروں پر خوشی کی ایک ہلکی سی جھلک تھی، جیسے وہ اس لمحے کو پوری طرح سے جی رہے ہوں۔

پھر اچانک، مہمت کے کانوں میں معراج کی آواز گونجی، "مہمت، کیا ہم بات کر سکتے ہیں؟"۔

مہمت نے پلٹ کر دیکھا، اور اس کے چہرے پر ایک مسکراہٹ تیر گئی۔

"ہاں معراج، بتاؤ کیا بات ہے؟"۔

معراج نے اپنے ہاتھوں کو آپس میں رگڑا، ایک اضطرابی حرکت جو اس کے چہرے پر بھی نمایاں تھی، "مجھے تم سے کچھ ضروری بات کرنی ہے۔

مہمت نے گیند جبریل کو دی، جس نے ایک نظر مہمت کی طرف ڈالی اور پھر مسکرا کر کہا، "ٹھیک ہے انکل، میں چلتا ہوں۔"۔

واقعی میں جبریل سمجھدار بچہ تھا۔

وہ چھوٹے قدموں سے چلتا ہوا لان کے کنارے کی طرف بڑھ گیا، جہاں روشنیاں اس کے قدموں کے نیچے جگمگا اٹھیں۔

معراج نے مہمت کی آنکھوں میں دیکھا، ایک گہری نظر جو کہانیاں سنا رہی تھیں "ماہر کب گیا؟"۔

مہمت نے جواب دیا، "ابھی کچھ دیر پہلے۔" معراج کے چہرے پر ایک شرارتی مسکراہٹ آئی، "تم اسے اپنا بطور دوست بنا کر کیوں لائے تھے، جبکہ وہ آئی ایس آئی کا ایجنٹ ہے؟"۔

مہمت کے چہرے پر حیرت کی لہر دوڑ گئی، "تمہیں یہ کیسے معلوم؟" معراج نے اپنی ایک ابرو اٹھائی، "کچھ باتیں راز میں ہی اچھی لگتی ہیں۔

معراج نے گہری سانس لی، اور اپنے جذبات کو قابو کرتے ہوئے کہا۔

"لیکن میں یہاں یہ بات کرنے نہیں آیا۔۔

مہمت نے انتظار کی نظر سے اسے دیکھا،

۔"میں سن رہا ہوں۔۔۔"۔

معراج نے آہستہ سے کہا، "میں جانتا ہوں تم مجھ سے ناراض تھے کیونکہ تمہیں لگتا تھا کہ ابرش مجھ سے محبت کرتی ہے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ ابرش ہمیشہ سے تمہیں چاہتی تھی۔ وہ مجھ پر صرف رحم کھاتی تھی۔ میں نے کبھی ابرش سے محبت نہیں کی، میری محبت ہمیشہ عفاف کے لیے تھی، اور رہے گی۔ وہ میری روح کی مالک ہیں۔ مہمت، میں تو بس ایک کھوکھلا انسان ہوں۔۔"۔

معراج کی آواز میں ایک دکھ بھری کشش تھی،

۔"لیکن میں یہاں یہ بات کرنے نہیں آیا۔ میری زندگی میں اتنے مسائل ہیں کہ مجھے خود بھی الجھن ہوتی ہے۔ میں بس چاہتا ہوں کہ تم ابرش کو خوش رکھو۔ وہ ایک بہت اچھی، سچی، اور دل کی صاف لڑکی ہے۔ وہ تمہارے لیے ہی بنی ہے۔ بس اس کی قدر کرنا۔ میری دعا ہے کہ اللہ تم دونوں کو خوش رکھے اور وفادار بنائے۔"۔

یہ کہتے ہوئے، معراج نے مسکرا کر مہمت کو دیکھا۔۔۔

اور قدم بڑھائے، لیکن مہمت کی آواز نے اسے روک دیا۔"معراج۔۔۔ "

معراج نے پلٹ کر دیکھا، اور اس کی نظریں مہمت کی دوڑتے ہوئے سایہ پر جم گئیں، جو اب اس کے قریب آ رہا تھا۔ ان کے گلے ملنے کی گرمجوشی میں ایک عجیب و غریب سکون تھا، جیسے برسوں کی دوریاں ایک لمحے میں ختم ہو گئی ہوں۔

یہ پہلی بار تھا جب کسی نے معراج کو اس طرح گلے لگایا تھا، وہ بھی اس کا اپنا بھائی۔

معراج کے دل کی دھڑکن تیز ہو گئی، ایک عجیب سی خوشی کی لہر اس کے وجود میں دوڑ گئی، جیسے کسی نے اس کے دل کے تاروں کو چھیڑ دیا ہو۔

اس کے باوجود، ایک افسردگی بھی تھی، جیسے اس خوشی کے پیچھے کوئی پرانا غم چھپا ہوا ہو۔

جب مہمت نے اسے گلے لگایا، تو معراج کے گلے کی گلٹی ابھر کر معدوم ہو گئی، جیسے کسی نے اس کے دل کے بوجھ کو ہلکا کر دیا ہو۔

معراج کی آنکھوں میں نمی جھلک رہی تھی، اور مہمت کے چہرے پر بھی وہی جذبات تھے، جیسے دونوں کے دلوں کی گہرائیوں میں ایک ہی کہانی چھپی ہو۔

اس لمحے میں، معراج نے محسوس کیا کہ بھائی کی محبت کی گرمی کسی بھی زخم کو بھر سکتی ہے، اور وہ پہلی بار اپنے دل کی گہرائیوں سے محبت کی گرمجوشی محسوس کر رہا تھا۔

۔"معراج، مجھے معاف کر دو، میں اور جبرائیل دونوں نے تمہارے ساتھ جو کیا، وہ معافی کے قابل نہیں۔ ہم واقعی میں بہت برے بن گئے تھے۔ "

معراج نے دل ہی دل میں سوچا۔

۔"معافی مانگ کر تم اپنی آخرت تو سنوار سکتے ہو، لیکن میرا کیا؟ جو برا بن گیا، اس کے پاس تو کوئی راستہ نہیں۔"۔

اور پھر اس نے سوچا کہ کیسے ایک اچھا انسان دوسروں کی تلخیوں کی وجہ سے برا بن جاتا ہے، اور جنہوں نے اس کے ساتھ برا کیا، وہ خود کو اچھا سمجھنے لگتے ہیں۔

اس کیفیت میں، معراج کو اپنے دل کی گہرائیوں میں ایک تلخی محسوس ہوئی، جیسے دنیا کی ناانصافیوں نے اسے ایک ایسے مقام پر لا کھڑا کیا ہو جہاں سے واپسی ممکن نہ ہو۔

معراج اور وہ گلے لگے رہے اور پھر معراج نے آہستہ سے پیچھے ہٹتے ہوئے کہا۔

۔ "تم دعا کرنا کہ اللہ مجھے بھی معاف کر دے، اور دیکھنا، میری اور جبرائیل کی ملاقات ہو گی، ایک یادگار ملاقات۔ اپنی دعاؤں میں یاد رکھنا..."۔

اس کے چہرے پر ایک پراسرار مسکراہٹ تھی، جیسے وہ کوئی راز دل میں چھپائے ہوئے ہو۔

مہمت نے معراج کی آنکھوں میں دیکھا، جو اب نم تھیں، اور اس کی باتوں کا مطلب سمجھنے کی کوشش کی۔

معراج نے آہستہ سے اپنے ہاتھ مہمت کے کندھے پر رکھا، ایک خاموش پیغام دیتے ہوئے، جیسے وہ کہہ رہا ہو کہ 'سب خوش ہو جائیں گے'۔

پھر وہ پلٹا اور چل دیا، اس کے قدموں کی آواز لان کی خاموشی میں گونجتی رہی۔

مہمت نے معراج کو جاتے ہوئے دیکھا، اس کی پشت چھوٹی ہوتی جا رہی تھی، اور آخر کار وہ گیٹ سے باہر نکل گیا اور آنکھوں سے اوجھل ہو گیا۔

مہمت کے دل میں ایک عجیب سی کشمکش تھی، اس کے ہاتھ خود بخود اپنے آنسو صاف کرنے لگے۔ "اسے کیا مطلب تھا معراج کا؟ وہ کیا کہنا چاہتا تھا؟"

مہمت نے خود سے سوال کیا، اور پھر ایک گہری سوچ میں ڈوبتے ہوئے، وہ گھر کی طرف چل دیا۔

اس کے قدموں کی آواز بھی اب لان کی خاموشی میں گم ہو گئی تھی۔

••°••

معراج کے کمرے میں اندھیرا چھایا ہوا تھا، صرف دائیں جانب کی بڑی کانچ کی کھڑکی سے مارگلہ ہلز کی خاموش سلوٹیں نظر آ رہی تھیں۔

کھمبے دور سے تاروں کی مانند چمک رہے تھے، اور مونال کی روشنیاں بھی دور سے جھلملاتی محسوس ہو رہی تھیں۔

مارگلہ ہلز کی روڈ پر گاڑیاں اوپر جاتی ہوئی ناگن کی مانند لگ رہی تھیں۔

معراج بیڈ پر بیٹھا تھا، سیاہ ٹی شرٹ اور سیاہ ٹراؤزر میں ملبوس، ہیڈ بورڈ سے ٹیک لگائے ہوئے۔

اس کے ہاتھ میں موبائل تھا جسے وہ سوائپ کر رہا تھا۔

اس نے موبائل پر نمبر ملایا اور یکدم موبائل کان سے لگا لیا۔ "ہاں خنجر استاد، میں نے تمہیں ایک بندے کی تصویر دی ہے۔ جب میں کہوں، جس وقت جس پل، اس کی کھوپڑی اڑا دو، ترس مت کھاؤ اس پر۔" معراج نے اثبات میں سر ہلایا۔ "میں نے تمہیں پیسے آن لائن ٹرانسفر کر دیے ہیں، بس جو کہہ رہا ہوں وہ کرو، سمجھ آئی؟ سوال مت کرو، اوکے۔

معراج نے موبائل کان سے ہٹایا اور کال کاٹ دی۔

اس نے موبائل کو ساتھ رکھا اور سامنے ایکویریم میں ازازیل کو دیکھتے ہوئے مسکرایا۔ "ایسا ہی ہے جبرائیل، تمہیں میں ایسا سرپرائز دوں گا کہ تم جیت کر بھی ہار جاؤ گے۔"۔

وہ زہریلا مسکرایا۔ "میری عفاف تمہاری وجہ سے مر گئی، تمہیں کیا لگتا ہے تم زندہ رہو گے؟ کبھی نہیں، تمہاری زندگی میں حرام کر دوں گا۔۔

معراج تلخ مسکرایا اور سیدھا ہوتا ہوا گردن اوپر کی۔ اس نے آنکھیں بند کیں اور تازگی کا احساس ہوا۔ "اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ"، اس نے دل ہی دل میں دعا کی۔.

--------کچھ وقت کے توقف کے بعد

معراج کو کچھ یاد آیا تو وہ فوراً سیدھا ہوا اس نے برابر سے دوبارہ موبائل اٹھایا اس کا عزم قابل دید تھا جب اس نے وکیل کا نمبر ڈائل کیا۔

اس کی کرنسی نے اعتماد کو روشن کیا، اور اس کی انگلیاں اسکرین پر ہلکے سے رقص کرتی تھیں، جو بے تابی کا اظہار کرتی تھیں۔

وکیل نے جواب دیا تو معراج کی امید بھری مسکراہٹ نے اس کے تاثرات کو نرم کر دیا۔ "ہیلو،"۔

اس نے اپنی آواز میں توقع شروع کی، "کیا آپ کل میرے گھر پر آسکتے ہیں؟"۔

۔وہ۔ مزید بولا "میں نے حال ہی میں اپنے دو ریستوراں فروخت کیے ہیں،" اس نے جاری رکھا، سنجیدگی جوش و خروش کے ساتھ مل گئی۔ "میں اپنے اثاثے، خاص طور پر پسماندہ ممالک اور یتیم خانوں کو عطیہ کرنا چاہتا ہوں۔" معراج کے بے ساختہ ہاتھ اس کے ارادوں کی شدت کو واضح کر رہے تھے۔ "انتظار کیوں؟" اس نے کچھ زور۔ دے کر کہا، اس کی آنکھوں میں چمک۔ تھی "اوکے کل ڈاکومنٹس لے آنا اللہ حافظ۔۔۔"۔

.....°.....

دوپہر کا سورج آسمان کی بلندیوں پر تھا، اور اس کی روشنی نے لان کو ایک جادوئی روپ دے دیا تھا۔

یہ منظر کسی خوابیدہ داستان سے کم نہ تھا، جہاں ہر شے میں ایک نفیسیت اور جمالیاتی حسن موجود تھا۔

مرکز میں ایک شاندار فانوس تھا، جس کے کرسٹل دھوپ کی شعاعوں کو اپنے اندر سمو کر ایک نرم چمک بکھیر رہے تھے۔

ایک سفید چھتری، جیسے کسی رومانوی کہانی کا ایک کردار، فضا میں معلق تھی، اور اس کے کپڑے ستونوں کے درمیان بہتا ہوا ایک خوبصورت پردہ بنا رہے تھے۔

ستونوں کو سرسبز بیلوں نے اپنے حصار میں لے رکھا تھا، جو قدرت کی خوبصورتی کو اس جشن میں شامل کر رہے تھے۔

چھتری کے نیچے، گول میزیں ایک دعوت نامے کی طرح مہمانوں کو اپنی جانب کھینچ رہی تھیں۔

ہر میز پر سفید دستر خوان کی لمبی چادریں بچھی ہوئی تھیں، جو زمین پر نرمی سے ٹکرا رہی تھیں، جیسے وہ جشن کے شور میں ایک سکون کا جزیرہ ہوں۔

میزوں کے اوپر پھولوں کے گلدستے ایک خوشگوار تضاد پیش کر رہے تھے، جو دوپہر کی ہوا میں ہلکے سے جھوم رہے تھے، ان کی پنکھڑیاں محبت کی نزاکت اور خوبصورتی کا ایک خاموش بیان تھیں۔

سٹیج پر دو سنہری کرسیاں محراب کے نیچے رکھی گئی تھیں، جو پھولوں کی ایک شاہکار تصویر کشی کر رہی تھیں۔ محراب کو آڑو، گلابی، اور سفید پھولوں کی پوت سے سجایا گیا تھا، جو زندگی اور قدرتی خوبصورتی کا ایک احساس دلا رہا تھا۔

اس کے اوپری کونوں سے جھرنے والا سفید ڈرپیری ترتیب کو نرمی اور نزاکت بخش رہا تھا، جو جوڑے کی محبت کی پاکیزگی اور گہرائی کو عکس کر رہا تھا۔

آسمان کی نیلگوں چھتری نے اس جشن کو ایک لامتناہی امکانات کی دنیا میں تبدیل کر دیا تھا، جہاں ہر نظر ایک نئی شروعات کا وعدہ کر رہی تھی۔

مہمان کرسیوں پر بیٹھے تھے، اور سٹیج کے قریب مہمت، اپنے دوستوں کے ساتھ کھڑا، ابرش کا انتظار کر رہا تھا، جیسے کوئی شہزادہ اپنی شہزادی کی آمد کی منتظر ہو۔

جوں ہی اسما الحسنا کی مقدس الفاظ فضا میں گونجیں، تیتلیوں کا رنگین بادل آسمان کی وسعتوں میں بکھر گیا، جیسے کہ کسی جنتی باغ کی روحیں آزاد ہو کر ناچ رہی ہوں۔

مہمانوں کی آنکھوں میں حیرت کی چمک تھی، اور ان کے دلوں سے خوشی کی سرگوشیاں بلند ہو رہی تھیں۔

دور سے ابرش کی آمد کا منظر کسی خواب کی طرح تھا، جیسے کہ وہ مریم، نورین، اور نازش کے ساتھ مل کر کسی داستانی کہانی سے نکل کر آ رہی ہوں۔

اس کا ہاتھ مرات اور جبریل نے محبت سے تھام رکھا تھا، جیسے کہ وہ اسے ایک نئی دنیا کی سیر کرا رہے ہوں۔

ابرش کا لباس لاوینڈر کے رنگ کا تھا، جیسے کہ وہ خود ایک خوابیدہ پھول ہو۔

بلاؤز کا گہرا گلا اس کی شخصیت کی گہرائیوں کو ظاہر کر رہا تھا، اور سلور تار کا کام اس پر جھلمل رہا تھا، جیسے کہ چاندنی رات میں تاروں کی جھلملاہٹ۔

اس کے لمبے بازوؤں پر چپکی سلیویس پر سلور چمکیلی تھی، اور اس کا لہنگا بھی اسی طرح خوبصورتی سے پھیلا ہوا تھا، جیسے کہ وہ کسی رقص کے لیے تیار ہو۔

ابرش نے گلے میں سلور رنگ کا ہلکا سا ہار پہن رکھا تھا، جیسے کہ وہ کسی نازک خواب کی زنجیر ہو۔ کلائیوں پر پتلے بریسلیٹ اور شہادت کی انگلیوں پر موٹی نگ والی انگوٹھیاں تھیں، جیسے کہ وہ محبت کی مہر ہوں۔

سر پر سلور رنگ کا سر بند اور اس میں سے نکلتا مانگ ٹیکا مانو چاند کی چمک زمین پر گر رہی ہو جیسے کہ وہ کسی ملکہ کا تاج ہو۔

کمر بند اور شفون کا لمبا دوپٹہ اس کی شان کو اور بھی بڑھا رہا تھا، جیسے کہ وہ کسی نازک بادل کا ٹکڑا ہو۔

مہمت، جس نے سفید قمیض شلوار اور کریم واسکٹ پہن رکھی تھی، ابرش کو دیکھ کر مسحور ہو گیا۔

اس کی برسوں کی خواہش آج پوری ہو رہی تھی۔

ابرش کی مسکراہٹ نے مہمت کے دل کو چھو لیا، اور جب وہ اس کے قریب آئی، تو دنیا کی تمام خوشیاں ان کے ارد گرد ناچنے لگیں، جیسے کہ وہ دونوں ہی کسی خواب کی حقیقت بن گئے ہوں۔

یوسف کے ہاتھوں نے نرمی سے ابرش کی پیشانی کو چوما اس کی آنکھوں کی نمی کو محسوس کیا۔

۔"میری بیٹی،" اس کی آواز میں جذبات کی گہرائی تھی۔،

۔"کاش عفاف بھی یہاں ہوتی..."۔

ابرش کی آنکھوں میں آنسوؤں کی جھلملاہٹ تھی، جیسے صبح کی پہلی کرنوں میں شبنم کی چمک۔ اس نے یوسف کو گلے لگایا، اور ان کے درمیان محبت کا ایک خاموش وعدہ بندھ گیا۔

۔"آئی لو یو بابا"۔

ابرش نے کہا، اور یوسف کی مسکراہٹ نے جواب دیا۔

۔"آئی لو یو ٹو۔"۔۔

یوسف نے پیچھے ہٹ کر ابرش کا ہاتھ مہمت کے حوالے کیا۔۔"مہمت، اس کا خیال رکھنا۔"مہمت کی آنکھوں میں عزم کی روشنی تھی،"میرا آپ سے وعدہ ہے چاچو۔"۔

ابرش کی مسکراہٹ نے ماحول کو ہلکا کر دیا۔

۔"اگر اس نے میرا خیال نہ رکھا تو میں اس کو بتاؤں گی۔ یہ مجھے اچھے سے جانتا ہے"۔

ان کی ہنسی نے فضا میں خوشی کی لہر دوڑا دی۔

مہمت اور ابرش سٹیج پر ہاتھ میں ہاتھ ڈالے چلے گئے، جیسے دو روحیں ایک دوسرے میں گھل مل گئی ہوں۔

مہمت نے سرگوشی میں کہا،"میں سوچتا تھا کہ پریاں کیسی ہوتی ہیں، آج دیکھ بھی لیا۔ تم پر خوبصورتی تمام ہے ابرش۔"۔

ابرش نے مسکرا کر جواب دیا،"اور تم پر میں۔"۔

ان کی نظریں ملیں، اور ان کی محبت نے وقت کو تھام لیا، جیسے دو ستارے آسمان پر ایک دوسرے کی روشنی میں گم ہو گئے ہوں۔

ان کی کرسیوں پر بیٹھتے ہی، ان کے درمیان کی خاموشی میں بھی محبت کے گیت گونج رہے تھے۔

•••°°°•••

معراج کمرے کی خاموشی میں صوفے پر بیٹھا تھا، اس کی آنکھوں کی گہرائیوں میں عفاف کی تصویر کو تکتے ہوئے، جیسے وقت کی روانی میں کہیں کھو گیا ہو۔

اس کے آنسو، جو عفاف کی تصویر پر گر رہے تھے، ایک خاموش داستان سنا رہے تھے۔

دائیں جانب کے کھڑکی سے آتی سورج کی روشنی نے کمرے کو ایک مدھم چمک دی تھی، لیکن معراج کے دل کی تاریکی کو روشن نہ کر سکی۔

۔"میں آپ کو یاد کرتا ہوں، عفاف،"

معراج نے سرگوشی میں کہا، "میری یاد آپ پر ختم ہے، آپ میرا خواب ہیں۔"۔اس کی آواز میں ایک گہری وفاداری اور درد کی ملاوٹ تھی۔

اس کی مسکراہٹ میں ایک کرب تھا، جیسے وہ اپنے دل کے زخموں کو چھپا رہا ہو۔

آج ابرش کی شادی ہو گئی، جبرائیل کو مریم مل گئی، اور میرا انتظار ابدیت کا بن گیا، جو میں نے خود بنایا۔"۔

اس کے آنسوؤں نے اس کے دل کی گہرائیوں کو بے نقاب کر دیا، جیسے وہ ایک بے آواز چیخ تھی۔

"میری روح کو سکون نہیں ہے، وہ افسردہ ہے، وہ سکون کی تلاش میں ہے..."۔

معراج کی آواز میں ایک ٹوٹا ہوا سرور تھا، جیسے وہ اپنے اندر کی خلش کو بیان کر رہا ہو۔

"زندہ رہ کر بھی بھٹک رہا ہوں، اور مر کر بھی بھٹکوں گا..."۔

اس کے آنسوؤں نے عفاف کی تصویر کو دھندلا دیا، جیسے وہ اپنے دل کی گہرائیوں سے ایک خاموش دعا کر رہا ہو۔

۔"مگر میں مرنا چاہتا ہوں..."۔

اس کی آواز میں ایک گہری تھکان تھی، جیسے وہ ایک لمبے سفر کے بعد اپنی منزل کی تلاش میں ہو۔

اکثر انسان جلد بازی میں اپنا ہی نقصان کر بیٹھتا ہے، اور معراج نے بھی کیا تھا...

اس کی آنکھوں میں ایک گہرا درد تھا، جیسے وہ اپنے اندر کی خالی جگہوں کو محسوس کر رہا ہو۔

•••°•••

اسپتال کے کمرے میں خاموشی کا ایک گہرا سمندر تھا، جسے صرف مشینوں کی بیپ کی آوازیں چیر رہی تھیں۔

دائیں جانب کی کھڑکی سے میٹرو بس کی گزرتی ہوئی جھلکیاں اور مصروف سڑکوں کا منظر نظر آ رہا تھا، لیکن اندر کا منظر اس سے بہت مختلف تھا۔

کمرہ سورج کی روشنی سے روشن تھا، لیکن تصور کی آنکھوں میں ایک گہری اداسی اور بے چینی کی چھاؤں تھی۔

نرس، جو ایک صوفے پر بیٹھی تھی، تصور کی طرف متوجہ ہوئی جب اس نے مدھم آواز میں کہا، "بات سنیں..."۔

اس کی آواز میں ایک گہری تھکان اور درد تھا، جیسے وہ کسی بھاری بوجھ کو اٹھائے ہوئے ہو۔

میری بات چنگیز صاحب سے کروائیں، مجھے ان سے بات کرنی ہے، اب یہ بوجھ مجھ سے برداشت نہیں ہوتا، یہ بہت بھاری ہے..."۔

تصور کی آواز میں ایک گہری بے بسی تھی، جیسے وہ کسی انتہائی اہم راز کو اپنے سینے میں چھپائے بیٹھا ہو۔

نرس نے اثبات میں سر ہلایا، "ہاں ٹھیک ہے، مگر ان کے ہاں شادی ہے، آپ کی فیملی بھی ادھر ہے، مگر میں کوشش کرتی ہوں..."۔

اس کے چہرے پر ایک تشویش کی لکیر تھی، جیسے وہ تصور کی حالت کی سنگینی کو سمجھ رہی ہو

تصور نے گہری سانس لی،

۔"پلیز..."۔

اس کی آواز میں ایک گہری التجا تھی، جیسے وہ اپنی زندگی کی آخری امید پر ٹکا ہوا ہو۔

مشین کی آواز اور تصور کی تکرار نے کمرے میں ایک گہری ٹینشن پیدا کر دی تھی، جیسے کوئی طوفان آنے والا ہو۔

•••°•••Δ••• ° •••

اسلام آباد ایئرپورٹ کی ہلچل میں انجلینا کی موجودگی ایک پراسرار سکون کی مانند تھی۔

اس کے قدموں کی آہٹ جیسے ہر شور کو خاموش کر دیتی تھی۔ وہ بھیڑ بھاڑ والے ہال سے باہر نکلی، جہاں ٹیکسیوں کی قطار انتظار میں کھڑی تھی۔

اس کے ہاتھ میں موجود ٹیپ ریکارڈر ایک بھاری راز کو چھپائے ہوئے تھا، جس کی گونج اس کے دل کی دھڑکنوں میں محسوس ہو رہی تھی۔

جیسے ہی وہ ٹیکسی میں بیٹھی، ڈرائیور نے گاڑی کو آگے بڑھایا۔ ٹیکسی کی رفتار کے ساتھ ہی اس کے دل کی دھڑکن بھی تیز ہوتی گئی۔

اسلام آباد کی سڑکوں پر گزرتے مناظر اس کی آنکھوں کے سامنے سے ہوتے ہوئے ایک دھندلی تصویر بن گئے، لیکن اس کی توجہ مکمل طور پر اس ٹیپ ریکارڈر پر مرکوز تھی، جیسے وہ اس کی قسمت کا فیصلہ کرنے والا ہو۔

.....

ماہر کا آفس، جیسے کسی راز کی گہرائیوں میں ڈوبا ہوا ایک جزیرہ تھا۔ کمرہ نیم روشن، لیمپ کی مدھم روشنی میں ڈوبا ہوا، جیسے کسی سوچ کی گہرائیوں میں کھویا ہوا۔

ٹیبل پر بکھرے سامان میں ایک موبائل کی روشنی نے جیسے کمرے کی خاموشی کو توڑ دیا۔

ماہر نے ابرش کے موبائل کو پاور اون کیا، اور اس کی سکرین پر زندگی کی روشنی دوڑ گئی۔

وقت کی سوئیاں جیسے تیزی سے چل پڑیں، راز کے پردہ فاش ہونے کی قریبی ساعتیں آ پہنچیں۔

ماہر نے وائی فائی کھولا، دونوں موبائلز کو جوڑا، لیکن کوئی فائدہ نہ ہوا۔

اس کے چہرے پر مایوسی کی لکیریں نمودار ہوئیں، جیسے کوئی محنت کار یگر کی ہار ہو۔

پھر اچانک، عفاف کے موبائل پر واٹس ایپ کی رنگ ٹون نے ماہر کو چونکا دیا۔

اس نے فوراً موبائل اٹھایا، واٹس ایپ کھولی، اور ابرش کے نمبر سے آیا ہوا ایک وائس نوٹ دیکھا اس نے دوسرے ہاتھ پر ابرش کا موبائل تھاما، اس کی انگلیاں تیزی سے واٹس ایپ کھولتی ہیں۔

اسکرین پر کوئی نیا میسج نہیں تھا، یہ بات واضح تھی کہ میسج کو 'ڈیلیٹ فار می' کر دیا گیا تھا۔ وائی فائی کی عدم موجودگی اور موبائل کی خرابی کی وجہ سے میسج نہیں پہنچا تھا۔

لیکن آج، جب موبائل چلا، تو وہ میسج ماہر کے سامنے تھا۔

ماہر کی نظریں تیزی سے اسکرین پر دوڑتی ہیں، اور اس کے چہرے پر ایک گہری توجہ کی لکیر نمودار ہوتی ہے۔

اس کے دل کی دھڑکن تیز ہوتی جا رہی ہے، جیسے کوئی بڑا راز ابھی کھلنے والا ہو۔

چہرے پر ہاتھ رکھ کر، وہ ایک گہری سانس لیتا ہے، اور پھر تیزی سے وہ عفاف کے موبائل کی طرف بڑھتا ہے۔

ماہر کے ماتھے پر شکنیں پڑ گئیں، جیسے کسی بڑے طوفان کی پہلی ہوا چہرے پر لگی ہو۔

آڈیو چلی، اور عفاف کی ڈری سہمی آواز نے کمرے کی خاموشی کو توڑ دیا۔

"ابرش، ابرش,"۔

وہ چیخ اٹھی، اس کی آواز میں دھوکے اور خوف کا مرکب تھا،

۔"جس شخص سے میں محبت کرتی تھی اس نے مجھے دھوکہ دیا ہے۔ اس کا کسی دوسری عورت سے بچہ ہے

۔"معراج میرے پیچھے ہے،"۔۔

۔"اس کے پاس ایک سرنج ہے، اور مجھے ڈر ہے کہ اس کے اندر زہریلا مواد ہے۔"۔

ماہر کا چہرہ کھل گیا، اس نے منہ پر ہاتھ رکھا، جیسے کسی بڑے راز کی گتھی سلجھ گئی ہو۔

۔"معراج عفاف کا قاتل تھا، یعنی میرا شک درست نکلا" اس کی آواز میں ایک گہری سنجیدگی تھی، جیسے کسی بڑے انکشاف کا وقت آ گیا ہو۔

ماہر نے فوراً اپنا موبائل پکڑا، مریم کو کال لگائی، اور جلدی سے بولا، "جلد از جلد، سب پولیس سٹیشن آؤ، سکندر، یوسف، تم، مہمت، اور چنگیز، سب اجاؤ جلدی، قاتل کا پتا چل چکا ہے۔"۔۔

کال بند کرتے ہی، ماہر نے کمرے سے باہر کی راہ لی، اور جیسے ہی وہ باہر نکلا، کمرہ اندھیرے میں ڈوب گیا، جیسے معراج کی زندگی کی روشنیاں ختم ہونے والی تھیں۔

اس کے قدموں کی آہٹ نے ایک گہری تجسس کی داستان کو جنم دیا، جیسے کسی بڑے انکشاف کی پہلی قدم کی چاپ تھی۔

.....°°°.....

حُب الممنوع کے آخری لمحات۔۔

قاتل کا انجام۔۔

گزشتہ منظر

عفاف جبرائیل کے سامنے آکر رکی اور التجا بھری نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔

اس نے بولنے کے لیے منہ کھولا مگر کوئی لفظ نہ نکلا۔

وہ کچھ بھی کہنے سے خوفزدہ اور گھبرائی ہوئی تھی۔

جبرائیل نے عفاف کی حالت دیکھی اور پریشانی کا احساس کیا۔ اس نے سوچا کہ اس کے ساتھ کیا غلط ہے، اور اگر اس کا اس سے کوئی تعلق ہے۔

اس نے اسے پرسکون کرنے کی کوشش کی،۔

۔"عفاف تم ٹھیک ہو؟" عفاف نے ڈرے ہوئے انداز، میں نفی میں سر کو جنبش دی۔

اس کے رد عمل سے اسے تکلیف کا احساس، ہوا۔ عفاف نے ایک گہرا سانس لیا" جبرائیل مجھے تم سے کچھ کہنا ہے کچھ ضروری بات ہے۔"۔

"جبرائیل نے سر ہلایا اور کہا" آگے بڑھو میں سن رہا ہوں۔۔ عفاف نے ہچکچاتے ہوئے کہا، "یہ ہماری شادی کی بات ہے۔"۔

۔جبرائیل نے خوف اور غصے کا ایک جھٹکا محسوس کیا۔ "مجھے بتاؤ کہ تم پیچھے ہٹ رہی ہو، مجھے مت بتاؤ کہ تم کسی اور سے شادی کر رہی ہو۔"۔

عفاف نے آنکھیں گھماتے ہوئے کہا

”تم سے یہ کس نے کہا؟۔

جبرائیل نے نظریں ہٹا کر کہ۔۔،”میں نے کل تمہیں چاچو سے بات کرتے ہوئے سنا، انہوں نے کہا کہ وہ تمہاری شادی معراج سے کر رہے ہیں، کہ معراج خوش ہو گا“۔ عفاف نے اس کے سر پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا”۔

جبرائیل تم نے غلط سنا ہے تم نے صرف آدھی گفتگو سنی ہے یہ بات نہیں ہے بات یہ ہے کہ میرے بابا نے ہماری شادی پر رضامندی ظاہر کی ہے۔

وہ دونوں بے خبری سے باتیں کر رہے تھے کہ کوئی خاموشی سے سن رہا ہے۔

ایک عظیم الشان مصنوعی چشمے کی دیوار کے پیچھے معراج چھپا ہوا تھا، توجہ سے ان کی باتوں کو جذب کر رہا تھا۔

پانی دیوار سے نیچے گرا، اندھیرے میں ایک مصنوعی دریا بنا، صرف چاند پانی پر اپنی چمک ڈال رہا تھا۔ معراج چھپا ہوا تھا، وہ دو اس کی۔ موجودگی سے غافل تھے۔

جبرائیل نے بے یقینی سے اس کی طرف دیکھا اور کہا

۔”””کیا؟ تم سنجیدہ ہو کیا یہ مذاق ہے؟۔

عفاف نے سر ہلاتے ہوئے کہا، "نہیں، جبرائیل، یہ کوئی مذاق نہیں ہے، یہ سچ ہے، میں نے بابا کو راضی کر لیا ہے کہ وہ مجھے تم سے شادی کرنے دیں میں نے انہیں بتایا کہ میں تم سے کتنی محبت کرتی ہوں، اور تم مجھ سے کتنی محبت کرتے ہو، وہ آخر کار سمجھ گئے اور ہمارے رشتے کو قبول کیا۔ انہوں نے کہا کہ وہ چاہتے ہیں کہ میں خوش رہوں، اور وہ صحیح فیصلہ کرنے کے لیے مجھ پر اعتماد کرتے ہیں۔"۔

جبرائیل بے آواز تھا۔ اسے یقین نہیں آرہا تھا کہ وہ کیا سن رہا ہے۔

اس نے، اپنا سر جھٹکا پھر نہ سمجھی سے عفاف کو دیکھا۔

۔"تو پھر تم پریشان، کیوں ہو"۔

عفاف نے اپنے خشک لبوں پر زبان پھیری اور اس کے، گلے کی گلٹی ابھر کر معدوم ہوئی۔

۔"جبرائیل معراج، آیا تھا وہ بدل چکا ہے شکل سے جسم سے وہ بدل چکا ہے اس کا انداز سب کچھ وہ جوش میں آچکا تھا وہ پاگل ہو گیا تھا"۔

جبرائیل چونکا ایسا لگ رہا تھا کہ کسی نے اس کے جسم سے خون خالی کر دیا ہو وہ چند ثانیے عفاف کو بے یقینی سے دیکھتا رہا۔

۔"یہ تم کیا کہہ رہی ہو اور اگر معراج آیا تھا تو چور انداز سے کیوں آیا تھا"۔

معراج کا جبڑا سخت ہو گیا اور اس نے زبردستی اپنے ہونٹ کاٹے۔۔۔

اس کا ہاتھ مایوسی سے چشمے کی دیوار سے ٹکرا گیا۔

اور مدھم سا، منمنایا "عفاف آپ نے وعدہ کیا تھا کہ آپ یہ بات کسی کے ساتھ شیئر نہیں کریں گیں"۔۔

عفاف کی آنکھوں میں آنسو آ گئے جب وہ رو رہی تھی۔، "جبرائیل، اس نے میرے کمرے میں خودکشی کی کوشش کی، لیکن میں نے مداخلت کی اور اسے روانہ کر دیا، ورنہ وہ خود کو مار ڈالتا۔ اس نے اصرار کیا کہ میں تم سے شادی نہ کروں وہ اپنے آپ کو نقصان پہنچانے کے دہانے پر تھا۔"۔

جبرائیل نے اپنے اوپر کفر کی لہر محسوس کی۔ بے یقینی فضا میں پھیلی ہوئی تھی۔ "یہ تم کیا کہہ رہی ہو؟"۔

عفاف نے ہاتھ کی پشت سے اپنے آنسو پونچھے۔ "اگر وہ اس سے گزر جاتا تو میری عزت کا کیا ہوتا؟ جبرائیل مجھے اس کی حرکتوں کی کوئی پرواہ نہیں، مجھے صرف تمہاری فکر ہے۔ میں نے کبھی معراج سے ایسے جذبات کا اظہار نہیں کیا۔"۔

لرزتی ہوئی آواز اور ٹوٹے ہوئے انداز کے ساتھ، اس نے بات جاری رکھی،۔ "مجھے سمجھ نہیں آتی کہ جب میری محبت تمہارے لیے مخصوص ہے تو وہ اپنے آپ کو مجھ پر کیوں مسلط کر رہا ہے۔"۔۔

ایک تنہا آنسو معراج کے گال کے نیچے اپنا راستہ تلاش کر رہا تھا، اس گہرے دکھ کا اشارہ کرتا تھا جس نے اس کے دل کو اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا، اسے دردناک ٹکڑوں میں بکھر کر رکھ دیا تھا۔ حالات کا بوجھ اُس پر اُلجھ گیا

جب عفاف نے جذبات سے مغلوب ہو کر ایسے الفاظ کہے جو ان کی حقیقت کے مشترکہ درد سے گونج رہے تھے۔

۔"میں نہیں دیکھ سکتا کہ کوئی آپ کو مجھ سے الگ کرے، اور نہ ہی میں آپ کو کسی اور میں بدلتے ہوئے دیکھ سکتا ہوں۔ میں آپ کی عزت اور وقار کا احترام کرتا ہوں،"۔

اس نے اعتراف کیا، اس کی آواز ان کے حالات کے دباؤ میں ٹوٹ رہی تھی۔

دل دہلا دینے والی کمزوری کے اس لمحے میں، معافی ایک ضرورت اور بوجھ بن گئی جسے اس نے خوشی سے اٹھایا۔

۔"مجھے معاف کر دیں عفاف۔ مجھے یہ کرنا ہے۔ مجھے معاف کر دیں۔ اگر آپ میری نہیں ہو سکتیں تو کسی اور کی بھی نہیں ہو سکتیں میرا انتظار ابدیت تک رہے بے شک آپ مجھے نہ ملیں مگر آپ جبرائیل کو بھی نہیں ملیں گیں"۔

وہ لرزتی ہوئی آواز میں بولا۔ معراج اپنے جذبات کی پیچیدگیوں سے کشتی لڑتا ہوا منظر سے ہٹ گیا۔

درختوں کی طرف سے ڈالے گئے سائے میں پناہ ڈھونڈتے ہوئے، اس نے استعاراتی طور پر دھندلاپن کے سکون کو گلے لگایا۔

سائے میں چھپنے کا عمل اس کی اندرونی جدوجہد کا ایک پُرجوش استعارہ بن گیا، تلخ حقیقت سے پیچھے ہٹ کر سائے کے آرام دہ پردے میں۔

خاموشی سے، وہ عفاف اور جبرائیل کے درمیان ہنگامہ خیز تبادلے کو پیچھے چھوڑ کر چلا گیا۔

سائے کے استعاراتی غلاف میں لپٹی اس رخصتی نے معراج کے درد کی گہرائی اور ناگزیر جدائی کے عالم میں اس تنہائی کو واضح کیا۔ ہر قدم پر نہ کہے گئے جذبات کا وزن تھا، جس پر ہاتھ اور جسم کی باریک حرکات ہوتی ہیں، اور چہرے کے تاثرات غم، عزم، اور جانے دینے کے درد کی آمیزش کی عکاسی کرتے ہیں۔۔۔۔۔

عفاف کو دیکھتے ہوئے، جبرائیل نے تسلی دینے والا ہاتھ بڑھایا اور اس کے آنسو پونچھے۔

۔، سر ہلا کر حوصلہ بڑھایا اور ہمت کے جسمانی اشارے کے ذریعے خاموش یقین دہانی کرائی۔

اس کے چہرے سے ہمدردی اور عزم دونوں جھلک رہے تھے، اس کے الفاظ کے جذبات سے ہم آہنگ "فکر مت کرو، میں ہر چیز کا خیال رکھوں گا۔۔ سب ٹھیک کر کے میں تمہیں کال کروں گا۔"۔

جیسے ہی عفاف نے آنسوؤں کا مقابلہ کیا، اس نے التجا کی، "پلیز، کچھ کرو۔ میں ڈر گئی ہوں اور تمہارے علاوہ کسی اور کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتی، جبرائیل، پلیز۔"۔

اس کے آنسو پونچھتے ہوئے جبرائیل نے اسے تسلی دی،۔ "تمہارا جبرائیل یہاں ہے عفاف۔ میں کچھ غلط نہیں ہونے دوں گا۔ تم مجھ سے شادی کرو گی۔ جاؤ آرام کرو اور خود کو پر سکون کرو۔ میں سب ٹھیک کر دوں گا۔"۔

عفاف نے اثبات میں سر ہلایا، روانگی سے پہلے ایک بھاری مسکراہٹ پیش کی۔ اس دوران جبرائیل نے گہرائی سے سوچا اب مجھے کچھ کرنا ہو گا"۔۔

____••••°••••____

ساعت رواں

آسمان کی وسعتوں میں شام کا اندھیرا چھا چکا تھا، اور ایک پر اسرار سکوت نے ماحول کو اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا۔

ایک تنہا درخت کے نیچے، جہاں چھاؤں اب محض ایک یاد بن کر رہ گئی تھی، ایک ٹیکسی کھڑی تھی۔

اس کے ڈرائیور کی نظریں اسفندیار اسٹیٹ کے بھاری گیٹ پر جمی ہوئی تھیں، جب ایک سیاہ ویگو کار باہر نکلی۔

انجلینا نے ڈرائیور کی طرف دیکھا، اس کی آنکھوں میں ایک عجیب سی بے چینی تھی، اور اس نے حکم دیا،

۔"اس گاڑی کا پیچھا کریں۔"۔

ٹیکسی کے انجن نے گرج کے ساتھ جواب دیا، اور وہ سیاہ ویگو کے پیچھے دھندلی سڑک پر دوڑ پڑی۔

آسمان پر لال بادلوں کا راج تھا، جیسے کسی نے آسمان کے تختے پر سرخ رنگ کی پھوار چھڑک دی ہو۔

بجلی کی کڑک نے ماحول کو مزید گھمبیر بنا دیا، گویا کسی نے زمین پر ناحق خون بہا دیا ہو،۔

یا کوئی قیامت کے دہانے پر کھڑا ہو۔

انجلینا کے چہرے پر ایک تیزی سے بدلتا ہوا تاثر تھا، اس کی آنکھیں سختی سے سڑک پر جمی ہوئی تھیں، اور اس کے ہاتھ مضبوطی سے ٹیکسی کی پچھلی سیٹ کو تھامے ہوئے تھے۔۔۔

•••••°•••••

دوسری جانب، معراج اپنے کمرے میں بیٹھا قرآن کی سورہ یاسین کی تلاوت میں مصروف تھا۔

اس کے دل میں ایک سکون کی لہر دوڑ رہی تھی، جیسے وہ اپنی روح کو تازگی بخش رہا ہو۔

تلاوت ختم کر کے اس نے قرآن کو ساتھ رکھا، اور اس کی نظریں کانچ کی کھڑکی سے باہر لال بادلوں سے بھرے آسمان پر جم گئیں، جہاں سوپر مون کی روشنی نے زمین کو قریب تر محسوس کرایا۔

آج کی ہوا میں ایک عجیب سی رنجیدگی تھی، جیسے آسمان خود بین کر رہا ہو، جیسے آسمان رو رہا ہو۔

معراج نے اپنی جگہ سے اٹھتے ہوئے ایک گہری سانس لی، اور اس کے قدم غسل خانے کی طرف بڑھ گئے، جیسے وہ کسی نئے مقصد کی تلاش میں ہو۔

.....°.....

کمرہ روشنی کی ایک مدھم لہر سے منور تھا، جیسے کسی قدیم چراغ کی لو ہوا کے جھونکے سے لرز رہی ہو۔

مرکز میں ایک میز تھی جس کے گرد کرسیاں ایک حلقہ بنا رہی تھیں، جیسے کسی رقص کے لیے تیار۔

یوسف، سکندر، چنگیز،، مریم، اور جبرائیل وہاں موجود تھے، ہر ایک کی نظریں میز پر مرکوز تھیں، جیسے کوئی نادیدہ شطرنج کی بساط بچھی ہو۔

ماہر نے ان سب کو ایک گہری نظر سے دیکھا اور کہا، "قاتل جبرائیل نہیں ہے بلکہ..."

اس کے لفظ ابھی ہوا میں معلق تھے کہ اچانک پیچھے کا دروازہ کھلا اور ایک سایہ نمودار ہوا۔

سب نے پلٹ کر دیکھا، ماہر کی آنکھیں بھی اس نئے مہمان کی طرف اٹھیں، اور یوسف نے ایک گہری سانس لیتے ہوئے اپنی جگہ سے اٹھا، "انجلینا، تم

انجلینا کے چہرے پر رنجیدگی کی ایک پرت تھی، جیسے کسی پرانی تصویر کی رنگت پھیکی پڑ گئی ہو۔، "اب اور مجھ سے نہیں ہوتا، یہ راز مجھے اندر ہی اندر کھا رہا ہے، یہ بوجھ بہت بھاری ہے..."۔

اس کے ہاتھ دروازے کی نوب کے کنارے پر مضبوطی سے جمے ہوئے تھے، جیسے کسی طوفان کے لیے سہارا تلاش کر رہے ہوں۔ کمرے میں موجود ہر شخص کے چہرے پر تشویش کی ایک لہر دوڑ گئی، اور نظروں کا تبادلہ ہوا، جیسے کوئی خاموش مکالمہ چل رہا ہو۔ پریشانی نے کمرے کی فضا کو گھیر لیا، جیسے کوئی نادیدہ دھند کمرے کو اپنے اندر سمو رہی ہو ۔

••••••°°••••••

مہمت کا کمرہ ایک خوابوں کی دنیا کی مانند تھا، جہاں سیاہ اور سرمئی رنگوں کا امتزاج ایک سحر انگیز ماحول پیدا کر رہا تھا۔

چھت پر نصب گول دائرے میں روشنیاں ایسے جگمگا رہی تھیں جیسے آسمان پر تارے چمک رہے ہوں۔

بستر کی سیاہ چادریں ایک راز کی مانند محسوس ہوتی تھیں، جیسے کوئی اندھیرے میں چھپی کہانی کو بیان کر رہی ہوں۔

کمرے کے دائیں جانب شیشے کا دروازہ، جو غسل خانے کی طرف جاتا تھا، ایک شفاف راستہ پیش کرتا تھا جیسے کوئی پراسرار دنیا کی طرف لے جا رہا ہو۔

مرات، کاؤچ پر بیٹھا، اپنے موبائل میں محوِ گیم تھا، اس کی انگلیاں اسکرین پر تیزی سے حرکت کر رہی تھیں جیسے وہ کسی ناقابل شکست دشمن سے لڑ رہا ہو۔

دائیں جانب کی کھڑکی سے آنے والی ہوا نے کمرے کے ماحول کو تازگی بخشی، لیکن اچانک موسم کا مزاج بدل گیا۔

ہوا کی سرسراہٹ نے ایک خوفناک سناٹا پیدا کر دیا، جیسے کوئی نادیدہ خطرہ قریب آ رہا ہو۔

درختوں کی شاخیں لرز رہی تھیں، جیسے وہ بھی کسی نامعلوم خوف سے کانپ رہے ہوں۔

مرات کے برابر پڑا مہت کا موبائل بجنے لگا، ایک بے نام کال جیسے کسی دور دراز عالم سے آ رہی ہو۔

پہلے تو اس نے اسے نظر انداز کیا، لیکن جب موبائل پر میسج آیا، تو اس نے بغیر کسی جلدی کہ مہت کا موبائل اٹھایا اس کا موبائل ویسے ہی پنڈولم کی مانند ہوا میں معلق اس کی گرفت میں تھا۔

میسج کا نوٹیفیکیشن اسکرین کے اوپری حصے میں تھا، جیسے کوئی خبر اس کا انتظار کر رہی ہو۔ "مہت میں جبرائیل ہوں، پولیس معراج کو گرفتار کرنے جا رہی ہے"۔

یہ پیغام پڑھ کر مرات کا دل دھڑکنا بھول گیا، اور اس کی سانسیں رکنے لگیں۔

غسل خانے سے قدموں کی آواز آئی، اور مرات نے موبائل کو ایک طرف رکھ دیا، جیسے وہ اب بھی گیم میں مصروف ہو۔

اس کی نظریں چوری چوری مہت کی طرف اٹھیں، جو اب سیاہ شرٹ اور پینٹ میں ملبوس، غسل خانے سے باہر آ رہا تھا۔

مرات نے خود کو سنبھالتے ہوئے کہا، "کسی کی کال آ رہی تھی مہمت بھائی آپ کو۔۔"۔

مہمت، جو آئینے کے سامنے کھڑا اپنے بال سنوار رہا تھا، نے آئینے میں مرات کی عکسی تصویر دیکھی اور کنگھی میز پر رکھ دی وہ چلتا مرات کے پاس گیا۔۔۔

اس نے شرارت سے مرات کی طرف دیکھا اور مسکراتے ہوئے کہا، "تمہاری بہن ہو گی شاید، اس کو جلدی ہے ریستوران جانے کی۔ آج ہماری پہلی ڈیٹ ہے نا، حلال ڈیٹ۔"۔

اس نے نظر اٹھا کر مرات کو آنکھ ماری تو مرات جبراً مسکرا دیا۔۔

مہمت مسکراتے موبائل کو سوائپ کر رہا تھا،

لیکن یکدم مہمت کا رنگ اڑ گیا، اور اس کے چہرے پر پریشانی کی لکیریں نمودار ہو گئیں۔ وہ میسج کو بغور دیکھتے ہوئے دل میں بولا۔ "یعنی ہمارا شک ٹھیک تھا۔۔"

اس نے پریشانی میں منہ پر ہاتھ پھیرا اور دائیں بائیں دیکھا۔

اس نے سامنے اپنے چمکتے شوز دیکھے، اور ان شوز کے جانب بڑھا۔

وہ ہڑبڑی میں شوز پہنتے مرات کو بولا، "مرات، تم ابرش کو کہنا میں کچھ دیر میں آ رہا ہوں۔"۔ مرات نے ایک نظر اٹھا کر دیکھا،

۔"اوکے، میں کہہ دوں گا"۔

اس کی آواز میں ایک معمولی لرزش تھی، جیسے وہ کسی بھاری بوجھ کو اٹھا رہا ہو۔

مہمت نے ایک گہری سانس لی،، اس نے اپنی جیب سے گاڑی کی چابیاں نکالیں۔

اس کے ہاتھ کانپ رہے تھے، جیسے وہ کسی نامعلوم خوف کا سامنا کر رہا ہو۔

باہر بجلی کڑکی، اور ایک دھماکے کی آواز نے کمرے کی خاموشی کو توڑ دیا۔

مہمت نے ایک نظر کھڑکی کی طرف ڈالی، جہاں بارش کی بوندیں شیشے پر بج رہی تھیں، اور اندھیرا گہرا ہوتا جا رہا تھا۔۔

۔"میں کچھ دیر تک واپس آجاؤں گا، اوکے ؟"مہمت نے کہا، اس کی آواز میں ایک عجیب سی بے چینی تھی۔

مرات نے اثبات میں سر ہلایا، "ہم ہم، اوکے۔"۔

اس کے دل کی دھڑکن تیز ہو رہی تھی، اور اس کی سانسیں بے ترتیب۔

جیسے ہی مہمت کمرے سے باہر نکلا، مرات اٹھ کھڑا ہوا اور کھڑکی کے پاس گیا۔

وہاں کھڑے ہو کر، اس نے بارش کی بوندوں کو دیکھا جو شیشے پر گر رہی تھیں، اور ان کی آواز نے اس کے دل میں ایک عجیب سی کیفیت پیدا کر دی۔

کمرے کی ہر چیز، چاہے وہ بستر کی سیاہ چادریں ہوں یا چھت پر جگمگاتی روشنیاں، ایک خاموش گواہ بن کر رہ گئی تھیں۔

مرات نے ایک گہری سانس لی، اور اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے، اس نے اپنے موبائل کی طرف دیکھا ۔اس کے دماغ میں صرف ایک ہی خیال گردش کر رہا تھا: "کیا واقعی پولیس معراج کو گرفتار کرنے جا رہی ہے؟"۔

اور اس خیال نے اس کے دل میں ایک گہری بے چینی پیدا کر دی۔

مرات نے اپنے آپ کو ایک بار پھر کاؤچ پر بٹھایا، اور اپنے ہاتھوں کو مضبوطی سے باندھ لیا، جیسے وہ کسی طوفان کا انتظار کر رہا ہو۔

کمرے کی ہر چیز اب ایک سنسنی خیز خاموشی میں ڈوب گئی تھی، اور مرات کے دل میں ایک ہی سوال گونج رہا تھا: "اب کیا ہو گا؟

۔۔اس نے موبائل دیکھا اور وہ اٹل انداز میں بولا۔ "مجھے معراج بھائی کو بتانا ہو گا۔۔"۔۔

••••••°°••••••

مہمت کی قدموں کی آہٹ کوریڈور میں گونج رہی تھی، جب وہ زینوں کی طرف بڑھ رہا تھا، اس کے ہاتھ میں کسی نامعلوم فکر کی گرفت تھی۔

ابرش، جو بائیں جانب سے آ رہی تھی، مہمت کے کمرے کی طرف متوجہ ہوئی، اس کی ہڑبڑاہٹ دیکھ کر اس کے دل میں تشویش کی لہر دوڑ گئی۔

اس کے چہرے پر فکر کی شکنیں عیاں تھیں، جیسے کوئی طوفان اندر ہی اندر اٹھ رہا ہو۔

اس کا سیاہ فراک، جس پر گولڈن موتیوں کی بارش ہو رہی تھی، ہوا میں لہرا رہا تھا، جیسے کسی رقص کرتی تیتلی کے پروں کی طرح۔ شفون کا دوپٹہ، فراک کی کلیوں کے ساتھ، ہوا میں اڑتا ہوا، ایک خوابیدہ تاثر پیش کر رہا تھا۔

اس کے لمبے کنڈل بال، جو اوپر سے سیدھے اور نیچے سے ٹوسٹ لیے ہوئے تھے، ہوا کے جھونکوں کے ساتھ ساتھ بہہ رہے تھے، جیسے کوئی نغمہ بہار کا۔

مہمت کے پیچھے، ابرش بلی کی مانند خاموش قدموں سے چلتی ہوئی، اس کی جاسوسی کر رہی تھی۔

اس کی نظریں مہمت پر جمی ہوئی تھیں، جیسے کوئی راز افشا ہونے والا ہو۔

مہمت کے تیزی سے زینے اترتے ہوئے، ابرش نے ایک دیوار کے پیچھے پناہ لی اور اس کی باتیں سننے لگی۔۔

"لیکن جبرائیل، معراج کو تم گرفتار کرنے کدھر جا رہے ہو؟" ابرش کا دل دھڑکنا بھول گیا، اس کی آنکھوں میں حیرت کی چمک تھی، جیسے کوئی بھید کھلنے والا ہو۔ معراج کو گرفتار کیوں؟" اس کے دل میں سوالوں کا طوفان اٹھ رہا تھا

مہمت نیچے چل دیا، اور ابرش بھی تیزی سے آگے بڑھی

••••••°••••••

اس کے فراک کی کلیاں ہوا میں اڑتی ہوئی، جیسے کوئی پرندہ پرواز کر رہا ہو۔

مہمت باہر نکل گیا اور گاڑی میں بیٹھ کر تیز ہو گیا، جبکہ بارش تھم چکی تھی اور بجلی کی چمک صرف وقتاً فوقتاً نظر آ رہی تھی۔

چاند، بادلوں کے اوپر سے، ایک سوپر مون کی طرح چمک رہا تھا، جو آہستہ آہستہ سرخ ہو رہا تھا، جیسے چاند گرہن کا منظر ہو۔

ابرش، فراک کی کلیاں پکڑے، گاڑی کے پاس بھاگ رہی تھی، اس کے بال ہوا میں اڑ رہے تھے، اور فراک کی کلیاں تیتلی کے پروں کی مانند لہرا رہی تھیں۔

مہمت کی گاڑی گیٹ سے پہلے ہی نکل گئی، تھی اور ابرش نے اپنی گاڑی کا دروازہ کھولا، فراک کی کلیاں نیچے ہو گئیں، جیسے تیتلی کے پر بند ہو گئے ہوں، اور اس کے دل میں ایک گہری بے چینی نے جنم لیا۔ اس کے دل کی دھڑکن تیز ہو گئی،۔۔وہ گاڑی میں جیسے ہی بیٹھی تیز طوفان کی آواز بند ہو گئی۔۔۔

ΔΔΔ••••ΔΔΔ

معراج کے کمرے کی خاموشی میں، موبائل کی رنگ ٹون ایک پراسرار سرگوشی کی طرح گونج رہی تھی، جیسے کوئی نادیدہ ہاتھ موت کے پیغام کو چھیڑ رہا ہو۔

کمرہ اندھیرے کی چادر اوڑھے بیٹھا تھا، صرف چاند کی لال چمک اس کی تنہائی کا ساتھ دے رہی تھی، جو دائیں جانب کی کھڑکی سے روشنی کی ایک کرن بن کر آ رہی تھی۔

بادلوں کی گرج کے ساتھ ہوا کے جھونکے کمرے کی فضا میں ایک سرد لہر دوڑا رہے تھے۔

میز پر پڑا موبائل، جیسے کسی انتظار کی گھڑی گن رہا ہو، اور اس میز پر ایکویریم میں ازازیل لکڑی پر لپٹا بے چینی سے پھن پھیلائے بیٹھا تھا۔

چاند کی چمک ایکویریم کے شیشے پر رقص کرتی تھی، جبکہ موبائل کا عکس ایکویریم کے شیشے پر ایک خاموش سایہ بن کر جم گیا تھا۔ موبائل کی سکرین پر "مائی بیسٹ برادر" کے الفاظ ایک دل کے ایموجی کے ساتھ نمودار ہو رہے تھے، جیسے کوئی نامعلوم رشتہ اپنی موجودگی کا احساس دلا رہا ہو۔

لیکن موبائل کی کال کا کوئی جواب دہندہ نہ تھا،

کیونکہ اس کا مالک غسل خانے میں آئینے کے سامنے ایک کرسی پر بیٹھا خوابوں کی دنیا میں کھویا ہوا تھا۔

غسل خانہ، جیسے کسی جنت کا ایک گوشہ ہو، گنگناہٹ کی آواز سے گونج رہا تھا۔

معراج، ہاتھوں پر عرق گلاب ملتے ہوئے، ایک دھیمی دھن گنگنا رہا تھا۔

اس نے عرق گلاب کو گردن پر لگایا، پھر چہرے پر، جیسے کوئی روحانی تجربہ کر رہا ہو۔

آئینے میں اپنی عکسی تصویر کو دیکھ کر وہ افسردہ سا مسکرا دیا، جیسے کوئی پر اسرار داستان اپنے انجام کو پہنچ رہی ہو۔

اور پھر، باہر بجلی کی کڑک نے غسل خانے کے منظر کو دھندلا دیا، جیسے کوئی قدرتی قوت اس کہانی کے اگلے باب کا آغاز کر رہی ہو۔

••••°••••

چنگیز نے اپنی گاڑی اسپتال کی پارکنگ میں روکی اور باہر نکلا۔ اچانک آسمان پر بادلوں کی گرج گونج اٹھی، اور چاند کی سرخ چمک نے زمین کو لال رنگ میں نہلا دیا۔

یہ منظر دیکھ کر دنیا حیران رہ گئی، گویا قیامت کی نشانی ہو۔ چنگیز کے قدموں میں تیزی تھی، اور اس کے چہرے پر غصہ صاف نظر آ رہا تھا، جیسے کوئی راز اس کے دل کو چیر رہا ہو

اسپتال کی عمارت اس کے سامنے کھڑی تھی، ایک خاموش چشمدید گواہ کی طرح۔

•••°•••

دوسری جانب، معراج کے غسل خانے کا دروازہ کھلا، اور اس کی آواز ہوا میں گونجی۔

ناولز حب ہر طرح کے ناول، کہانی، اور افسانہ کو شائع کرنے کے لیے کام کرتا ہے۔
اگر آپ ایک لکھاری ہیں یا اگر آپ لکھنا چاہتے ہیں تو ناولز حب آپ کو خوش آمدید کہتا ہے۔
ناولز حب کا کام صرف ویب سائٹ پر پبلش نہیں کیا جاتا بلکہ اس کے ساتھ ساتھ ناولز حب کے فیسبک گروپ، ناولز حب فارم کمیونٹی پر بھی شائع کیا جاتا ہے۔
لیکن یاد رہے ناولز حب کسی بھی قسم کی غیر اخلاقی تحریر اور بولڈ ناولز کو سپورٹ نہیں کرتا۔
اپنی تحریر کو ناولز حب کے کسی بھی ادارے پر ارسال کر سکتے ہیں یا پھر درج ذیل دیے گئے لنکس اور نمبر پر رابطہ کریں..!

SEND US YOUR NOVEL IN MS WORD FILE OR IN TEXT FORM WITH FOLLOWING DETAILS

- **STORY NAME :**
- **WRITER NAME:**
- **STORY THEME :**
- **STORY STATUS (COMPLETE OR ONGOING) :**
- **STORY DESCRIPTION (IN URDU) :**
- **INSTAGRAM ID (WITH SAME SPELLINGS):**

ON OUR EMAIL ADDRESS.
NOVELSHUB.PK@GMAIL.COM

EMAIL US YOUR NOVEL/EPISODE ON GIVEN ABOVE DETAILS.
ALL DETAILS ARE COMPULSORY TO SEND.

لکھاری اپنا کام فارم کمیونٹی اور فیسبک گروپ میں پوسٹ کر سکتے ہیں ۔

FACEBOOK GROUP LINK :

HTTPS://WWW.FACEBOOK.COM/GROUPS/303089327711821/

FORUM COMMUNITY LINK :

HTTPS://NOVELSHUB.PK/COMMUNITY/

کسی بھی قسم کی معلومات کے لئے دیئے گئے واٹس ایپ نمبر پر رابطہ کر سکتے ہیں

03205397046

منجانب

یا ہمارے انسٹاگرام پیج پر ہماری ٹیم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

معراج نڈھال سا لگ رہا تھا، جیسے اس کی روح کوئی چھین لے گیا ہو۔

اس نے دروازہ بند کیا، اور خالی نظروں سے اطراف کا جائزہ لیا۔ اس نے دروازے کے ساتھ ٹیک لگائی اور نوب گھما دیا۔

معراج نے گہرا سانس لیا، اور سامنے کی جانب دیکھا۔

•••°•••

اسپتال کے اندر، چنگیز سیڑھیاں چڑھتے ہوئے اوپر جا رہا تھا۔ اس کے قدموں میں جلدی تھی، اور وہ کوریڈور میں داخل ہو کر سیدھا چل دیا۔

معراج کی جانب واپس آئیں تو وہ نڈھال سا دائیں بائیں دیکھتے ہوئے ایکویریم کی جانب بڑھا۔

اس کے قدم بھاری تھے۔ اس نے ازازیل، کو اٹھایا اور اس کے سر کو چوما۔ "مجھے معاف کر دو، ازازیل۔" معراج نے کہا۔

پھر وہ بائیں جانب گیا، جہاں ایک الماری تھی۔

اس نے اندر سے ایک منی ایکویریم نکالا اور ازازیل کو اس میں ڈال دیا۔

ازازیل پریشان نظر آرہا تھا، جیسے موت کا احساس ہو۔

معراج نے ہینڈل پر لٹکتے ہینگر سے سفید رنگ کا عربی چوغا نکالا۔

وہ ہینگر پکڑ کر شیشے کے پاس گیا اور اپنی شرٹ کے بٹن کھولتے ہوئے شرٹ اتار دی۔

اس کی کسرتی کمر پر تلوار کا ٹیٹو نظر آرہا تھا۔

اس نے چوغا پہنا، اور یکدم بجلی کڑکی۔

اس نے سفید چادر اٹھائی اور اسے مردانہ انداز میں اپنے شانوں سے گزار کر گردن کے گرد لپیٹ لیا۔

وہ خوبصورت لگ رہا تھا، لیکن جس چیز کے لیے یہ تیاری تھی، وہاں خوبصورتی سے زیادہ اعمال کی ضرورت تھی۔

•••°°•••

چنگیز شیشے کے دروازے کی دہلیز پر ثابت قدم کھڑا تھا، اس کی نظریں بستر پر پڑی تصور کی معصوم سی شکل پر جمی ہوئی تھیں۔ کمرے کی دائیں جانب کی وسیع کھڑکی سے ایک قیامتی منظر باہر کا نظر آرہا تھا۔

آسمان پر لال بادل، لال چاند، ہوا کی سرسراہٹ اور بارش کی رم جھم۔

چنگیز کی پیشانی پر بل پڑے تھے، اور اس نے نرس کو حکم دیا۔ "باہر جایئے۔"

نرس، جو تصور کے برابر کھڑی تھی، ڈرپ بند کر کے کمرے سے باہر چلی گئی۔

چنگیز تصور کے قریب آیا، اور اس کے سامنے کھڑے ہو کر بولا۔ "تصور، سب کچھ بتاؤ۔"۔۔

اس کے لہجے میں ایک نرمی تھی، جیسے وہ تصور کو تسلی دے رہا ہو۔

کمرے میں مشینوں کی بیپ کی آوازیں گونج رہی تھیں۔

تصور نے ناک سے اوکسیجن ماسک ہٹایا اور چنگیز کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے گہری سانس لی، پھر کمزوری سے بولا، "میں نے آپ کو پہلے کیوں نہیں بتایا..."۔

اس کی کمزور سیاہ ہلکوں سے بھری آنکھوں میں درد تھا۔

اس کی پیلی جلد اس کے سفید لب اس کی حالت زار کی گواہی دے رہے تھے اس کی آواز میں درد تھا، جو مشکل سے نکل رہی تھی۔

چنگیز نے اپنا کان تصور کے منہ کے قریب کیا تا کہ وہ اس کی بات سن سکے۔ "بولو تصور، میں سن رہا ہوں، بیٹا بتاؤ کیا انجلینا بھابھی نے جو بتایا ہے، وہ صحیح ہے؟"۔

تصور نے گہری سانس لی اور کمزوری سے کہا، "آپ سب..."۔ گہری سانس لی گئی۔۔

۔"آپ سب مسٹر جبرائیل کو قتل کر رہے ہیں۔"۔

اس کے الفاظ میں ایک گہری پریشانی تھی، جیسے وہ کسی بھاری راز کو اپنے سینے میں چھپائے بیٹھا ہو۔

••••••°••••••

دوسری جانب، ایک گاڑی میں جو ایجنٹز استعمال کرتے ہیں، جبرائیل، انجلینا، سکندر، یوسف، ماہر وغیرہ موجود تھے۔

گاڑی روشن اور کشادہ تھی۔ جس میں جاسوسی میں استعمال ہونے والی مشینیں موجود تھیں، درمیان میں ایک ٹیبل اور اطراف میں کرسیاں تھیں، اور فرش پر کارپٹ بچھا ہوا تھا۔

وہ لوگ تصور کی آواز سن سکتے تھے، اور ساتھ ہی باہر بارش اور طوفان کی آوازیں بھی۔

اسپتال کے اندر، چنگیز نے تصور سے کہا، "مجھے بتاؤ، کیوں ہم جبرائیل کو قتل کر رہے ہیں؟"۔

سکندر، جو افسردہ نظر آ رہا تھا، اس کے چہرے پر ندامت تھی، کیونکہ کہیں نہ کہیں اس سب کا ذمہ دار وہ تھا۔

باقی سب بھی اس سب میں شامل تھے۔۔ جبرائیل نے سکندر کو دیکھا اور پلک جھپکی، جیسے کہہ رہا ہو، "صبر کریں۔

•••°•••

معراج کے ہاتھوں میں قید مِنی ایکویریم میں، ازازیل کی بے بسی کی جدوجہد جاری تھی۔

وہ کانچ کی دیواروں کو چھو کر آزادی کی تلاش میں سرگرداں تھا، لیکن ہر کوشش بے نتیجہ تھی۔

تیز ہوا کے جھونکوں نے معراج کے چوغے کو نیچے سے پھڑپھڑایا، اور اس کے بال بھی ہوا میں لہرا رہے تھے۔

دور ایک سیاہ بڑی گاڑی درختوں کے سائے میں چھپی ہوئی تھی، جس میں سکندر اور دیگر لوگ موجود تھے۔

ڈرائیور نے بلیوٹوتھ کان پر لگایا ہوا تھا، جب اس نے معراج کو گاڑی میں بیٹھتے دیکھا تو اس نے کہا، "وہ گاڑی میں بیٹھ رہا ہے۔۔"۔

ماہر، جو تصور کی آواز سن رہا تھا، اٹھ کر بولا، "جیسے ہی وہ نکل جائے، اس کا پیچھا کرو اور پولیس کو بھی خبر کر دو۔"۔

سب کی نظریں ماہر پر جمی تھیں، جب اچانک گاڑی نے گڑگڑاہٹ کے ساتھ رفتار پکڑی۔

••••••°••••••

اسپتال کے اندر، تصور نے گہری سانس لی اور بولا، "جب مجھے سچائی کا علم ہوا، میں آپ لوگوں کو بتانے آرہا تھا، جب اچانک میرے سامنے بہزاد چھت سے نیچے گرا۔ وہ حادثہ نہیں، قتل تھا۔"۔

چنگیز کو یہ بات چھری کی طرح لگی۔ تصور رک رک کر بول رہا تھا، جیسے ہر لفظ اس کے لیے ایک جدوجہد ہو۔

چنگیز نے دوبارہ اپنا کان تصور کی جانب کیا، "کون تھا وہ؟" تصور نے جواب دینے کی کوشش کی،

جب بجلی کڑکی اور زوردار دھماکے کے ساتھ آسمان روشن ہو گیا، جس نے کمرے کو بھی منور کر دیا۔

"مسٹر..."۔

تصور نے توقف کیا، پھر بولا، "مسٹر معراج..." یہ الفاظ چنگیز پر بجلی کی طرح گرے۔

گاڑی میں موجود سب نے حیرت سے منہ پر ہاتھ رکھ لیا، معراج کی بے رحمی پر ششدر رہ گئے کہ وہ ایک بچے کو قتل کر سکتا ہے۔ چنگیز پیچھے ہٹا، اس کے گلے کی گلٹی ابھر کر غائب ہو گئی، اور اس نے پریشانی سے دائیں بائیں دیکھا۔

.....°.....

اکثر جو نظر آتا ہے، وہ حقیقت نہیں ہوتا

ظاہر کی دھوکہ دہی میں، اصل چہرہ ہے چھپا ہوتا

جو خطا ہے نظر آتی ضروری نہیں دنیا کی نظر میں برا انسان، اسی خطا کے پیچھے ہوتا

مگر دنیا کی نظروں میں، وہ بدنام ہے ہوتا

بغیر سوچے سمجھے، الزام تھوپ دیتے ہیں

کہ برا جو ہے سمجھا، کہ برا وہ ہی ہوتا

اکثر نظر آتا بھی کبھی کبھی ہوتا ہے دھوکا۔

اکثر انسان جو دوسرے انسانوں کی نظروں کے سامنے ہے برا ہوتا

وہ ہر گناہ کے پیچھے نہیں ہوتا۔۔۔

۔۔۔۔۔

چنگیز کی صبح کی مصروفیت کا آغاز ہوا تھا، وہ اپنی بزنس میٹنگ کے لیے تیار ہو رہا تھا جب بہزاد نے اسے روکا۔

۔"بابا، مجھے آلو بخارے کھانے ہیں، کسی کو بول کر توڑوا دیں پلیز۔"۔

چنگیز نے محبت سے اس کی طرف دیکھا، "بہزاد، ابھی سب مصروف ہیں، میں خود آ کر توڑ دوں گا۔"۔

بہزاد کی معصوم آنکھوں میں مایوسی کی جھلک تھی، "بابا..."

چنگیز نے اسے گھورا، اور بہزاد نے نظریں جھکا لیں۔

۔"ابھی باہر جا کر کھیلو، میں آ کر توڑ دوں گا۔"۔

...°...

بہزاد لان میں بیٹھا، صبح کی شبنم نے گھاس کو نرم چمک دی تھی۔ اس کے سامنے ایک چھوٹی دنیا سجی ہوئی تھی، ٹرین کی پٹریاں اور کھلونا ٹرین، جو اس کے ریموٹ کنٹرول کے اشاروں پر چل رہی تھی۔

لان میں سکون تھا، لیکن جب معراج وہاں پہنچا، تو بہزاد کے چہرے پر خوف کی لہر دوڑ گئی۔

معراج نے زمین پر بیٹھتے ہوئے پوچھا، "کیا ہوا بہزاد؟ تم پریشان نظر آ رہے ہو۔"۔

بہزاد نے اپنی نظریں اٹھائیں، اور پھر جلدی سے ہٹا لیں۔ "میں آپ سے ناراض ہوں، آپ نے دادی کو ٹھپر مارے تھے۔"۔

معراج نے مسکرا کر جواب دیا، "یعنی میری زندگی اب میرے بھائی کے ہاتھوں میں ہے۔"۔

بہزاد نے کہا، "آپ اچھے ہیں معراج بھائی، میں کسی کو کچھ نہیں بتاؤں گا۔ مگر آپ ایسا برا انسان مت بنیں پلیز آپ اتنے اچھے ہیں آپ ایسا کیوں کر رہے ہیں"۔

معراج نے بہزاد کی پیشانی کو چوما، "وقت گزر گیا ہے میری جان، تم میرے بھائی ہو، میری زندگی، آئی لو یو۔ اگر تم کسی کو کچھ بتا بھی دو، تو کوئی بات نہیں۔"۔۔

بہزاد معراج سے گلے لگا اور رونے لگا۔۔

۔"میں اس رات بہت ڈر۔ گیا تھا آپ ایسے تو نہیں تھے۔۔" یہ بات معراج کے دل پر تیر بن کر گری۔۔ اس نے بھی بہزاد کو مضبوطی سے گلے لگا لیا "مجھے ایسا بننا پڑا ان انسانوں کی تلخیوں نے مجھے ایسا بنا دیا مجھے افسوس ہے۔۔"۔

اس نے بہزاد کے سر کے پشت کو چوما۔ "مگر میں اچھے لوگوں کے لیے وہ ہی معراج ہوں جو میں تھا بس گناہ یہ ہو گیا کہ ایک نہ حق قتل مجھ سے ہو گیا"۔

۔اس نے اپنی آواز کی لرزش پر قابو رکھا اور آنسو پی گیا۔۔ "جسکا مجھے افسوس ہے۔۔ تم دعا کرنا بہزاد کہ اللہ مجھے معاف کر دے میں برا انسان بن گیا ہوں۔۔"۔

کچھ وقت بعد معراج گھر کے عقب میں کھڑا تھا، جہاں وہ موبائل کی مدھم روشنی میں کچھ مطالعہ کر رہا تھا۔

اس نے اپنے فون کو کان سے لگا رکھا تھا، گویا کسی ضروری کال کی توقع میں تھا۔

اچانک، کسی حرکت نے اس کی توجہ اپنی جانب مبذول کرائی۔ اوپر کی جانب نظریں دوڑاتے ہوئے اس کا منہ کھل گیا اور اس نے موبائل کان سے ہٹاتے کال کاٹی اور اوپر ہی دیکھتے موبائل جیب میں ڈالا۔۔،

اس نے بہزاد کو آواز دی، جو چھت کے کنارے پر کچھ کام میں مصروف تھا۔ "بہزاد، تم اوپر کیا کر رہے ہو؟"۔

بہزاد نے جواب دیا، جبکہ وہ شیڈ کے کنارے پر کھڑا تھا، درخت کی شاخوں کے درمیان، جہاں آلو بخارے کے پھل لٹک رہے تھے۔۔ "میں آلو بخارے چن رہا ہوں.."۔

معراج نے فوراً جواب دیا۔۔،

۔ "بہزاد، واپس آ جاؤ، میں یہ کام کر لیتا ہوں؟"۔

بہزاد نے معراج کی جانب دیکھا اور کہا، "ٹھیک ہے، میں یہیں انتظار کرتا ہوں۔"۔

اس دوران، تصور ہاتھ میں ٹیپ ریکارڈر لیے قریب آ رہا تھا، اور معراج اس کی موجودگی سے بے خبر، وہاں سے غائب ہو گیا۔ معراج اب چھت پر تھا، جہاں سے بحریہ ٹاؤن کا خوبصورت منظر نظر آ رہا تھا۔

درختوں کے درمیان تصور کا کہیں پتہ نہیں تھا۔

جب معراج بہزاد کے قریب پہنچا، تو بہزاد شیڈ پر کھڑا آلو بخارے چن رہا تھا۔

۔ "بہزاد، میری طرف ہاتھ بڑھاؤ، میں تمہیں تھام لوں گا۔"۔

بہزاد نے معراج کی جانب دیکھا اور کہا، "لیکن آلو بخارے..."۔ معراج نے جواب دیا، "چھوڑو، میں انہیں چن لوں گا، ہاتھ دو۔"۔ معراج نے ہاتھ بڑھایا، اور بہزاد نے کچھ سوچتے ہوئے اسے ہاتھ دیا۔

اچانک، دھمبوڑیوں کا چھتا جو کچھ دور تھا، اس سے دھمبوڑیاں نکل آئیں، جنہیں دیکھ کر بہزاد پریشان ہو گیا اور معراج پیچھے ہٹ گیا۔ وہ دھمبوڑیوں کو بھگا رہا تھا، جب اچانک بہزاد کی چیخ کی آواز سنائی دی۔

معراج کی آنکھیں پھیل گئیں وہ آگے ہوا تو اس نے دیکھا کہ بہزاد نیچے گرا پڑا تھا، خون میں لت پت زمین خون سے گیلی ہو چکی ہے اور کھال کا کچھ حصہ لوہے کی سلاخوں سے لٹک رہا تھا بہزاد کا دماغ کا کچھ حصہ باہر کی طرف جھانک رہا ہے۔

معراج کی آنکھیں پھیل گئیں، اور اس نے ہانپ لیا۔

دھمبوڑیاں بھی غائب ہو گئیں، اور معراج کا سانس رک گیا۔۔ "بہزاد..."۔

وہ مدھم سا بولا۔ دور، درختوں کے نیچے تصور رک گیا، اس نے نیچے زمین پر بہزاد کو دیکھا، پھر اوپر معراج کو۔

اسے لگا کہ بہزاد کو معراج نے دھکا دیا ہے، کیونکہ بہزاد معراج کی سچائی جان گیا تھا۔

حقیقت یہ تھی کہ یہ قتل نہیں، حادثہ تھا۔ معراج کو وہ دن یاد آیا ، جب بہزاد بینچ سے نیچے گرا تھا، اور بنا معراج کی غلطی کے، معراج کو مارا گیا تھا۔

معراج کو لگا کہ وہ اب بھی نہ کردہ گناہ کی سزا میں ہو گا۔ وہ یکدم وہاں سے بھاگا، کہ کہیں اس کو اس نہ کردہ غلطی کا الزام نہ دیا جائے، جیسے پہلے دیا گیا تھا۔

اکثر بچپن کے حادثات جوانی میں بھی انسان کو ڈراتے ہیں، جو ابھی معراج کے ساتھ تھا۔

معراج، جس کا دل بھی روتا تھا،

قاتل کہلائے جانے کا داغ اس پر لگا تھا۔

مگر کیا وہ معصوم کی جان لے پاتا؟

اس خیال سے بھی وہ اور اس کا بدن کانپ جاتا۔

وہ جانتا تھا کہ زندگی کیا ہوتی ہے،

اور موت کا سناٹا کس قدر گہرا ہوتا ہے۔

وہ کسی کی زندگی چھین سکتا تھا، شاید،

لیکن ایک بچے کی زندگی؟ نہیں، اس قدر وحشی نہیں تھا وہ

مگر دنیا کی تلخیوں سے برا بن گیا تھا وہ

•••°•••

ساعت رواں

آسمان پر بادلوں کی گرج برس رہی تھی، جیسے کوئی طبلہ نواز اپنی پوری قوت سے طبلہ بجا رہا ہو۔

آسمان لال تھا، جیسے کسی مصور نے اپنے خون سے تختے پر رنگ بکھیر دیا ہو۔

چاند، جو قبرستان کو اپنی لال چمک سے روشن کر رہا تھا، اب ایک خوفناک منظر پیش کر رہا تھا، جیسے کوئی شیطانی آنکھ زمین کو گھور رہی ہو۔

طوفان سے تیزی سے مٹی اڑ رہی تھی، ہوا کی خوفناک آوازیں ہر طرف سے آ رہی تھیں، جیسے کوئی بھوتیا سرگوشیاں کر رہا ہو۔

معراج کی گاڑی پارکنگ میں رکی، اور دروازہ کھلا۔

اس کے ہاتھوں کی حرکت میں ایک سستی تھی، جیسے وہ کسی بھاری بوجھ کو اٹھا رہا ہو۔

اس کے چہرے پر ایک خالی پن تھا، جیسے کوئی مورتی بے جان ہو۔

اس کی آنکھیں ساکت تھیں، جیسے کوئی مشین بند ہو گئی ہو۔

اس نے دروازہ بند کیا اور گاڑی سے ٹیک لگا کر کھڑا ہو گیا۔

اس کی نظریں سامنے پھیلی قبروں پر تھیں، جن کے اوپر چاند کی لال چمک دور تک پھیلی ہوئی تھی۔

اس کی سانسیں اکھڑی اکھڑی تھیں، جیسے وہ کسی گہری سوچ میں ڈوبا ہوا ہو۔

اس کی نظریں خالی تھیں، جیسے وہ کسی دوسری دنیا میں کھویا ہوا ہو۔

پھر اس کی نظریں ایک خاص قبر پر جم گئیں، جو عفاف کی قبر تھی۔

اس قبر کے اوپر ایک درخت لرز رہا تھا، جیسے وہ بھی اس طوفان کی شدت کو محسوس کر رہا ہو۔

گاڑی میں موجود کیمرے کے ذریعے، وہ لوگ معراج کو دیکھ رہے تھے۔ "یہ ایسے نڈھال سا کیوں لگ رہا ہے؟" ماہر نے سوالیہ انداز میں پوچھا، جیسے وہ کسی گہرے راز کو سمجھنے کی کوشش کر رہا ہو۔

یوسف زخمی تھا، اور اس کے دل میں ایک گہرا زخم تھا، کیونکہ معراج اس کی بیٹی کا قاتل تھا۔

اس کے دل میں غصہ اور دکھ کا طوفان تھا، جیسے کوئی سمندر کی لہروں میں ڈوب رہا ہو۔

معراج کی آنکھوں کے آگے اس، رات کا جھونکا آیا جب اس کے خیال کی آواز، ہوا میں گونجیں۔۔

۔"کاش محبت حرام ہوتی تو میں اذیت ناک موت سے بچ جاتا۔"۔۔

خیال میں اس کی آوز کا آدھا حصہ گونج اٹھا جیسے موت کا اعلان جہاں

عفاف کا کمرہ ہلکی روشنی سے منور تھا، جیسے کسی پرانی یاد کو تازہ کر رہا ہو۔

وہ بیڈ پر بیٹھی ہوئی تھی، ایک کتاب کے صفحات کو الٹتی پلٹتی، جیسے ہر لفظ سے کوئی نئی دنیا کا دروازہ کھل رہا ہو۔

اچانک، اسے احساس ہوا کہ کوئی دروازے کے قریب ہے۔

اس کی نظریں دائیں جانب گئیں، جہاں دروازے کا نوب گھوم رہا تھا۔

دروازہ کھلا اور کوریڈور کی روشنی میں ایک ہیولیٰ نمودار ہوا، جیسے کوئی زخمی پرندہ اپنی آخری پرواز کے لیے تیار ہو۔

عفاف نے کتاب کو ایک طرف رکھ دیا اور کھڑی ہو گئی۔ "کون ہو تم؟" اس کی آواز میں تشویش تھی۔

شخص آگے بڑھا، اور لیمپ کی مدھم روشنی میں اس کا چہرہ چمک اٹھا۔ وہ خوبصورت تھا، سبز آنکھیں جیسے کسی جھیل کا صاف پانی، لمبی پلکیں جیسے کسی فنکار کی برش کی طرح نازک اور مہارت سے بنائی گئیں۔

عفاف نے اسے پہچاننے کی کوشش کی، اور پھر اس کی آنکھوں میں ایک شناسائی کی چمک آئی۔ "معراج، یہ تم ہو؟"۔

معراج نے دروازہ بند کیا اور قدم بڑھاتے ہوئے عفاف کے قریب آیا۔

اس کی نظریں عفاف کی آنکھوں میں گڑ گئیں، جیسے کوئی جادوگر اپنے سحر میں باندھ رہا ہو۔ "وہ ہی معراج، جس نے خود کو آپ کے لیے بدل دیا، جس نے خود کو عفاف کر دیا۔"۔

عفاف کے گلے کی گلٹی ابھری، اس کی سانسیں تیز ہو گئیں۔۔ "معراج، تم کہاں تھے؟"۔

معراج نے ایک قدم اور بڑھایا، اور اب وہ عفاف کے اتنے قریب تھا کہ اس کی سانسیں عفاف کے چہرے کو چھو رہی تھیں۔

۔ "خود کو بدلنے گیا تھا میں، جیسے آپ نے چاہا، مگر جب میں یہاں آیا، تو آپ ہی بدل گئیں۔"۔ قدم وہ بڑھاتا گیا اور عفاف پیچھے پیچھے ہوتی گئی ایک، وقت آیا کہ عفاف کی پشت۔ دیوار سے لگ گئی وہ ٹھٹکی خوف اتنا تھا کہ اس نے آنکھیں مینچ لیں عفاف کی آنکھوں میں خوف کی جھلک تھی۔ "معراج، تم ایسے کیوں دیکھ رہے ہو؟"۔

معراج نے دیوار پر اپنے دونوں ہاتھ رکھے اور عفاف کو ایک زہریلی نظر سے دیکھا۔ "کیوں عفاف، آپ کی شادی میرے سے ہو رہی تھی، مگر یہ جبرائیل بیچ میں کہاں سے آ گیا؟"۔۔۔۔۔ عفاف نے ہمت جمع کی اور معراج کی آنکھوں میں دیکھا۔ "میں جبرائیل سے محبت کرتی ہوں۔"

"اور میری محبت کا کیا؟" معراج نے پوچھا، اس کی آواز میں درد تھا۔ عفاف نے جواب۔ دیا، معراج، یہ یکطرفہ محبت ہے۔ تم اچھے انسان ہو، میری وجہ سے تم نے خود کو کیوں بدلہ؟ مجھے چہرے سے کچھ لینا دینا نہیں۔۔۔

معراج نے عفاف کو سختی سے دیکھا۔ "اچھا، جبرائیل کیوں؟ میں کیوں نہیں؟ کیونکہ وہ سفید ہے اور میں سیاہ رہ چکا ہوں؟ کیونکہ وہ خوش قامت ہے اور میں چھوٹا رہ چکا ہوں؟ کیونکہ وہ قدرتی خوبصورت ہے اور میں نکلی خوبصورت؟"۔

عفاف نے جواب دیا، "ایسا نہیں ہے، معراج۔ آپ کو جو پسند ہو، وہ جیسا بھی ہو، آپ کو اچھا لگتا ہے۔ اگر ایسا ہے تو تمہیں ابرش کیوں پسند نہیں؟ کیونکہ وہ سانولی ہے؟ مگر خوبصورت تو وہ بھی ہے، حسین، دلکش۔ تمہیں وہ کیوں پسند نہیں ہے؟"۔

معراج نے ایک قدم پیچھے ہٹایا، اور عفاف نے راحت کی سانس لی۔

معراج کی آنکھوں میں ایک گہری اداسی تھی جب اس نے کہا۔ "میری زندگی کا ہر لمحہ آپ کے نام تھا، بچپن سے ہی دادا جان اور چاچو کہتے آئے ہیں کہ آپ میری مقدر ہیں۔ آپ کی مسکراہٹ، آپ کی شفقت، مجھے یقین دلاتی رہی کہ شاید آپ بھی میرے لیے کچھ محسوس کرتی ہیں۔ ابرش کے ساتھ میری نوک جھونک، محض بچپن کی شرارتیں تھیں، میری دلچسپی تو ہمیشہ آپ میں رہی۔

عفاف نے معراج کی طرف دیکھا، اس کے چہرے پر حیرت اور تاسف کا ملا جلا اظہار تھا۔ "معراج، اس میں میرا کیا قصور؟ میں نے تو کبھی کوئی وعدہ نہیں کیا۔"۔

معراج نے عفاف کی طرف دیکھا، اس کے ہاتھوں کی مٹھیاں بند تھیں، جیسے وہ اپنے جذبات کو قابو کر رہا ہو۔ "عفاف، میری محبت کا کیا؟ کیا وہ محبت جو میں نے آپ کے لیے محسوس کی، کیا وہ سب بے معنی ہے؟"۔

عفاف نے معراج کی آنکھوں میں دیکھا، اس کے چہرے پر ایک سنجیدہ تاثر تھا۔ "محبت کا اظہار چہرے کی خوبصورتی سے نہیں، دل کی گہرائیوں سے ہوتا ہے۔"۔

معراج نے عفاف کی طرف دیکھا، اس کے چہرے پر ایک تلخی تھی۔ "تو پھر جبرائیل میں کیا خاص بات ہے؟ کیا وہ صرف اس لیے کہ وہ روشن چہرے والا ہے؟"۔

عفاف نے جواب دیا، اس کے چہرے پر ایک پرسکون تاثر تھا۔۔ "معراج، محبت کی کوئی رنگت نہیں ہوتی۔ جبرائیل کی روح میری روح سے ملتی ہے، اور یہی محبت کی اصل خوبصورتی ہے۔"۔

معراج نے عفاف کی آنکھوں میں دیکھا، اس کی آواز میں ایک گہری سنجیدگی تھی۔ "عفاف، جبرائیل آپ کے قابل نہیں ہے آپ اسے دستبردار ہو جائیں۔"۔

عفاف نے نرمی سے جواب دیا، اس کے چہرے پر ایک معصومیت تھی۔ "معراج، اگر میں نے جبرائیل کو چھوڑ دیا، تو وہ بکھر جائے گا۔"۔

...°...

حال

یوسف کی آنکھوں میں ایک گہرا درد تھا، جیسے کسی نے اس کے دل کو چھلنی کر دیا ہو۔

وہ اور سکندر دونوں ہی شکستہ حالت میں تھے، جیسے ان کی دنیا اجڑ چکی ہو۔

جبرائیل ان کے ساتھ تھا، ایک سایہ کی طرح، جو ان کے دکھ میں شریک تھا۔

ماہر نے پولیس اہلکاروں کو حکم دیا، "چاروں طرف گھیرا ڈالو، اسے بھاگنے نہ دو۔"۔

قبرستان کی سیڑھیوں سے نیچے اترتے ہوئے، یوسف کو چکر آنے لگے۔

اس نے اپنے سر پر ہاتھ رکھا، خود کو سنبھالنے کی کوشش کی۔ اس کے دل میں ایک تلخ حقیقت نے گھر کر لیا تھا: جسے وہ بیٹا سمجھتا تھا، وہی اس کی بیٹی کا قاتل تھا۔

جبرائیل نے یوسف کو سہارا دینے کی کوشش کی، لیکن یوسف نے ایک ہاتھ سے اسے روک دیا اور آگے بڑھ گیا۔

دور، معراج دوزانوں عفاف کی قبر کے سامنے بیٹھا تھا، اس کی پشت یوسف کو نظر آ رہی تھی، جیسے کوئی تنہا نقطہ۔

ایک بلند عمارت کی چھت پر، ایک سنائپر تھا، جس کی بندوق کی نال چاند کی لال چمک میں جگمگا رہی تھی۔

طوفان کی وجہ سے ہر چیز اڑ رہی تھی، بادلوں کی گرج گونج رہی تھی، اور سنائپر نے جبرائیل کو نشانہ بنا رکھا تھا۔

یوسف نے معراج کو دیکھا اور چیخ کر بولا، "معراج!" معراج لفظ بادل کی گرج کے ساتھ ہوا میں گونجا۔

پولیس اہلکاروں کا ایک دستہ جن کے ہاتھوں میں بندوقیں تھیں مہارت سے چاروں اطراف سے چھلانگ لگا کر باہر نکلے اور معراج کی جانب دوڑ پڑے یوسف اور جبرائیل بھی ان کے پیچھے تھے۔۔۔

اسی افراتفری کے دوران پارکنگ ایریا میں مہمت کی گاڑی رکی وہ اسے جلدی سے باہر نکلا ابرش، جو خفیہ طور پر مہمت کی تعاقب میں تھی، وہ۔ بھی اپنی گاڑی سے باہر آئی۔

مہمت جو آگے بڑھ رہا تھا یکدم رکا وہ پلٹا اور اس نے اسے دیکھ کر حیرت کا اظہار کیا، اور ابرش نے فوراً سوال کیا، "معراج کو پولیس کیوں گرفتار کر رہی ہے؟ اس سب سے معراج کا کیا تعلق ہے؟"۔

اسی لمحے، یوسف کی بلند آواز گونجی، "معراج، وہیں رک جاؤ!"۔

ابرش نے قبرستان کی جانب دیکھا، جہاں سب کی نظریں معراج پر جمی ہوئی تھیں اور سب دوڑ رہے تھے ایک حرکت میں، اس نے بائیں شانے سے دوپٹہ۔ اٹھایا اور اسکو سر پر پھیلا کر وہ بھی سیڑھیوں کی جانب دوڑ پڑی۔

مہمت نے اسے روکنے کی کوشش کی، "ابرش، رک جاؤ!" مگر اسے نہ رکتا پا کر وہ ابرش کے پیچھے دوڑنے لگا۔

یوسف، سکندر، جبرائیل، پولیس اہلکار، اور ماہر سب معراج کی جانب بھاگ رہے تھے۔

پیچھے، انجلینا اور مریم بھی دوڑتی ہوئی ان کے ساتھ شامل ہو گئیں، اور سب سے آخر میں ابرش اور مہمت تھے۔

معراج قبر کے پتھر پر کندہ عفاف فاطمہ کے نام کو گہری نظروں سے دیکھ رہا تھا، اس کے کانوں تک پیچھے سے آتی ہوئی آوازیں نہیں پہنچ رہی تھیں۔

اس کے ذہن میں صرف وہ خیالات گونج رہے تھے جو اس کی آنکھوں کے سامنے تھے، پیچھے سے لوگ اس کی جانب دوڑتے آرہے تھے اس بات سے وہ بے خبر تھا۔۔

خیال۔

معراج کی آنکھ سے ایک تنہا آنسو چھلک پڑا جبکہ عفاف نے ایک طرف دیکھا، جہاں خاموشی میں بندوق لوڈ ہونے کی آواز گونجی۔ عفاف کی رنگت پھیکی پڑ گئی جب اس نے سامنے دیکھا اور اس کا منہ حیرت سے کھل گیا۔

معراج نے بندوق اپنی گردن کے نیچے رکھی تھی، جو کنپٹی کی لکیر سے نیچے تھی۔ "جبرائیل بکھر سکتا ہے، لیکن معراج کا کیا ہمیشہ میں ہی کیوں؟ میرے ساتھ ہی ایسا کیوں ہوتا ہے؟ چاچو بے حس بن رہے ہیں بیٹی کی

خوشی کے لیے، لیکن معراج کی خوشی کا کیوں کوئی خیال نہیں رکھتا؟ اب آپ بتائیں، کیا آپ چاہتی ہیں کہ میں مر جاؤں؟ آپ اب بھی جبرائیل سے شادی کرنا چاہتی ہیں، کیا آپ کی اب بھی ہاں ہے...“۔

وہ مسکرایا، لیکن آواز میں درد تھا، ”اگر ہاں تو جانے دیں اس شخص کو جس نے خود سے آگے آپ کو رکھا، اپنا سب کچھ آپ کو سمجھا۔ جانے دیں مجھے۔“۔

عفاف کا سانس رک گیا، وہ دائیں بائیں دیکھتی، نفی میں گردن ہلاتی معراج کے قریب آئی اور بندوق تھامنے کی کوشش کی۔ معراج نے ہاتھ اٹھا کر اسے روک دیا، عفاف پیچھے ہٹ گئی۔۔ ”آپ بتائیں، کیا میں مر جاؤں؟“ عفاف نے انگلی کو دانتوں تلے دبایا، پھر انگلی باہر نکالی اور بولی، ”معراج، پلیز پاگل مت بنو، بے وُقوفی مت کرو۔“۔

معراج نے آنکھیں پھاڑیں، ہاں یاناں، میں آج یہاں آپ سے اپنی محبت کی بھیک مانگ رہا ہوں۔ اگر آپ مجھے نہ۔ ملی تو میں مر جاؤں گا۔“۔

عفاف نے آنکھیں میچیں اور بولی، ”ٹھیک ہے، میں جبرائیل سے دستبردار ہوتی ہوں۔ یہ بندوق نیچے رکھو، تم کل آکر بابا سے بات کرو، ہم شادی کر لیں گے۔“۔

معراج کو یہ بات سن کر یقین نہیں آیا، اس نے سوالیہ نظروں سے عفاف کو دیکھا۔ ”کیا واقعی؟“ عفاف نے اثبات میں سر ہلایا، ”ہاں، پلیز، پلیز، معراج، یہ بندوق پھینک دو، یہ بری بات ہے۔“ معراج نے آہستہ

آہستہ بندوق نیچے کی اور بے یقینی سے مسکرایا، ساتھ عفاف کی جانب دیکھا، پھر اس کے چہرے کو اپنے ہاتھوں میں لیا۔ "آپ نے میری محبت کی عزت رکھ لی، عفاف۔"۔ عفاف کے گال اس کے ہاتھوں میں پھول گئے جب وہ اسے ڈرتے دیکھ رہی تھی۔ عفاف پیچھے ہٹی، "اب تم جاؤ، پلیز، کوئی دیکھ لے گا"۔

معراج نے اثبات میں سر ہلایا، "میں چلا جاؤں گا، آپ اس حوالے سے کسی کو مت بتانا، وعدہ کریں۔"۔

عفاف نے سر ہلایا ہامی میں، "ہاں، ٹھیک ہے، وعدہ، اب تم جاؤ معراج مسکراتا ہوا، سر کی پشت کو ہاتھ پھیرا اور دروازے کی جانب قدم بڑھایا، اس کے چہرے پر ایک عجیب سی مسکراہٹ تھی، جیسے وہ اب بھی عفاف کے جواب پر یقین نہیں کر پا رہا تھا۔

اس نے پیچھے مڑ کر عفاف کی جانب دیکھا، جو اب بھی ساکت کھڑی تھی، اس کے چہرے پر خوف اور راحت کا ملا جلا اظہار تھا۔۔ "میں جا رہا ہوں، عفاف۔"۔ معراج نے آہستہ سے کہا، اور پھر وہ دروازے سے باہر نکل گیا۔

عفاف نے گہری سانس لی اور اپنے سینے پر ہاتھ رکھا، اس کی نظریں معراج کے جانے کے راستے پر جمی ہوئی تھیں۔ "مجھے جبرائیل کو بتانا ہو گا۔" اس نے خود سے کہا،

•••°•••

ساعت رواں

آسمان پر بجلی کی چمک نے رات کے پردے کو چیر دیا، جیسے کوئی آسمانی ستار بج رہا ہو۔

چاندنی کی ہلکی روشنی میں، آسمان کی سرخی نے ایک خوابناک منظر کا روپ دھارا۔

زمین پر، معراج اپنی محبوبہ کی قبر کے سامنے خاموش بیٹھا تھا، گویا وہ وقت کے سمندر میں ایک ٹھہرا ہوا جزیرہ ہو۔

اس کے چہرے پر پچھتاوے کی شکنیں تھیں، جو اس کے دل کی گہرائیوں کی کہانی سنا رہی تھیں۔

طوفان کی ہوا نے قبر کے اوپر کے درخت کو ایک طرف جھکا دیا تھا، جیسے وہ بھی معراج کے دکھ میں برابر کا شریک ہو۔

درخت کی شاخیں کانپ رہی تھیں، جیسے کسی پرانی یاد کو دہرا رہی ہوں۔ عقب میں وہ سب بھاگتے ہوئے نظر آ رہے تھے، لیکن معراج اپنی دنیا میں گم تھا، جیسے وہ اس دنیا کا حصہ نہ ہو۔

رات کی سیاہ چادر پر پولیس کی گاڑیوں کی نیلی بتیوں کی جھلملاہٹ نے ایک عجیب سنسنی پیدا کر دی تھی۔

ان کی سائرن کی گونج نے فضا میں ایک تناؤ کا ماحول بنا دیا تھا۔ جو پیچھے سے دوڑتے آ رہے تھے، اچانک ان کے قدم تھم گئے جب انہوں نے معراج کو اپنے سامنے بیٹھے پایا۔

معراج کی سانسیں گہری اور بوجھل تھیں، گویا وہ کسی نادیدہ بوجھ کے نیچے دبا ہوا تھا۔

سکندر کی آنکھوں میں ایک گہری اداسی چھائی ہوئی تھی، جیسے وہ اپنے بیٹے کی زندگی کے بکھرے خوابوں کو دیکھ رہا ہو۔

سکندر کے دل میں ایک درد کی لہر اٹھی، کاش وہ معراج کو اپناتا، اسے باپ کی محبت دیتا۔

اس کے دل کی دھڑکنیں تیز ہو گئیں، جیسے وہ اپنے گناہوں کی سزا محسوس کر رہا ہو۔

معراج کی حالت دیکھ کر اسے احساس ہوا کہ باپ چٹان کی طرح مضبوط ہوتا ہے، لیکن اگر باپ ہی کھوکلا ہو تو اولاد بکھر جاتی ہے۔ آج معراج کی حالت دیکھ کر سکندر کو اپنی ناکامیوں کا احساس ہو رہا تھا۔

دور ایک بلندی پر، سنائپر اپنے نشانے پر نظریں جمائے بیٹھا تھا۔ اس کی نظر کے مرکز میں وہ شخص تھا جو قبرستان میں بے خبر تھا۔

یا پھر باخبر تھا جبرائیل کی آنکھوں میں بھی ایک گہری اداسی تھی، وہ سب اداس تھے کیونکہ انہوں نے معراج کی زندگی کو تلخیوں سے بھر دیا تھا۔

آج وہ جو بھی تھا، انہی لوگوں کی وجہ سے تھا۔ وہ آج ایک مہرہ تھا، انہی لوگوں کی بدولت۔

قبروں کے درمیان پولیس کی چوکسی بڑھ گئی تھی، معراج پر نشانہ لے کر کہ وہ بھاگ نہ جائے۔

پورا قبرستان ایک گہری خاموشی میں ڈوب گیا تھا۔

پولیس اہلکاروں کی بھاری تعداد ایک شخص کے لیے موجود تھی۔ ماہر نے معراج کو دیکھتے ہوئے نفرت سے کہا، "تمہارا کھیل ختم ہوا معراج، تم ہر قتل کے پیچھے ہو، یہاں تک کہ ایک بچے کے قتل کے پیچھے۔"۔

معراج مسکرایا، لیکن یہ مسکراہٹ کوئی خوشی کی مسکراہٹ نہیں تھی۔

پیچھے، ابرش اور مہمت جو دوڑتے آ رہے تھے، اچانک ان کی رفتار تھم گئی۔

جیسے ہی ابرش کی رفتار رکی، وہ نڈھال سی ٹھہر گئی۔ جیسے اس کے پیروں میں جان نہ ہو یا روح نکلنے کے دہانے پر ہو۔۔

یوسف کی نگاہوں میں درد کی ایک گہری جھلک تھی، گویا وہ اپنے دل کی گہرائیوں سے کچھ بیان کرنے کو بے تاب ہو۔

اس نے معراج کی جانب دیکھا، جو قبر کے پاس بے زار بیٹھا تھا، جو انسے پیٹھ کئے تھا۔۔

یوسف اسے ہلکے سروں میں بولا، "میں نے تمہیں اپنا بیٹا جانا تھا۔"۔

اس کی آواز میں ایک شکستہ سلیقہ تھا، جیسے ہر لفظ اس کے دل کو مسل رہا ہو۔۔۔

یوسف نے ایک گہرا قدم اٹھایا، ہر قدم اس کے دل کی بھاری بوجھ کی طرح محسوس ہوتا تھا۔ "میں نے تمہیں اپنی اولاد سمجھا تھا..."۔

اس کی آواز میں درد کی ایک لہر دوڑ گئی، اتنی شدید کہ گویا پہاڑوں کو ہلا دے، زمین کو کانپنے پر مجبور کر دے۔

دنیا کی سخت حقیقت یہ ہے کہ اکثر وہی لوگ جن سے ہم محبت کرتے ہیں، جن کے لیے ہم نے خیر کی ہوتی ہے، وہی ہمیں سب سے زیادہ دکھ دیتے ہیں۔۔۔

معراج نے آنکھیں بند کیں اور آنسو۔ ٹپکا اس نے عفاف کی قبر کی مٹی پر اپنا ہاتھ رکھا اور مٹی کو مٹھیوں میں بھینچ لیا جیسے اس مٹی سے اسے طاقت و ہمت مل رہی ہو وہ لبوں میں کچھ منمناتا پڑھنے لگا۔۔

اس نے دوبارہ قدم بڑھایا "سب سے بڑھ کر تمہیں سمجھا تھا اور تم۔۔۔" وہ کچھ بولتا

آسمان پر بادل چھا گئے، اور ایک چمکیلی بجلی کی کوند و گرج نے زمین کو چھو لیا، جس سے قبر کے پتھر پر عفاف فاطمہ کا نام نمایاں ہو گیا جس پر یکدم خون کی چھینٹیں جا پڑیں۔

ایک سفید گلاب، جو مٹی سے نکل رہا تھا، خون کے قطروں سے سرخ ہو گیا، گویا وہ بھی اس غم میں برابر کا شریک ہو۔

یوسف کے قدم اچانک تھم گئے، جیسے زمین نے اسے جکڑ لیا ہو۔ اس نے آنکھیں بند کیں، اور مریم اور انجلینا کے چہرے حیرت سے بھر گئے۔

ماہر کی آنکھیں بھی حیرت زدہ ہو گئیں، اور پولیس نے اطراف میں نظریں دوڑائیں۔

دور ابرش نے ایک چیخ بھری اور زمین پر گر پڑی، اس کی سسکیاں ہوا میں گونج اٹھیں۔

معراج نے قبر پر ایک آخری نظر ڈالی، اور پھر اس پر اوندھے منہ گر پڑا، جیسے اس کی روح نے جسم کو ترک کر دیا ہو۔

اس نے کہا تھا کہ وہ عفاف کے بغیر نہیں جی سکتا، اور آج وہ اس کے لیے مر گیا۔

وہ عفاف کا وفادار تھا، اس کی مخلصی اس کی شناخت تھی، لیکن کبھی کبھی مخلصی بھی انسان کو تباہ کر دیتی ہے۔۔ اور اس کی مخلصی نے اسے تباہ کر دیا تھا۔

اس نے قسم کھائی تھی کہ عفاف صرف اس کی ہو گی، وہ اسے لے کر اس دنیا سے دور کہیں چلا جائے گا جہاں سے واپسی کا کوئی راستہ نہ ہو۔ اور وقت نے ثابت کیا کہ وہ اپنی بات کا پکا تھا، آج وہ اتنی دور نکل گیا کہ نہ وہ خود واپس آ سکتا ہے اور نہ ہی عفاف۔

معراج کا جسم قبر سے ٹکرا کر بائیں جانب گرا، اس کی آنکھیں بے نور ہو گئیں، اور منہ سے خون بہہ رہا تھا۔

بادلوں سے برستی بارش نے اسے دھو دیا، اور اس کی پیشانی پر خون کی ایک لکیر نیچے کو بہہ رہی تھی، جیسے وقت کی ریت میں اس کی یادیں دفن ہو رہی ہوں۔

شاید، عفاف کی قبر پر جو خون کے قطرے گرے، وہ اس کی روح کو سکون بخشیں، شاید وہ خون جو قبر کی مٹی نے جذب کیا، عفاف کے دل کو ٹھنڈک دے۔

عفاف کے قاتل کا انجام آ چکا تھا، اس نے عفاف سے محبت کی التجا کی تھی، لیکن عفاف نے اسے دھوکہ دیا۔

اس نے کہا تھا کہ وہ عفاف کے بغیر نہیں جی سکتا، اور اب وہ واقعی میں نہیں رہا۔

وہ پہلے ہی مر چکا تھا، ایک بار جب اسے اپنی ماں کے بارے میں پتا چلا، اور پھر جب عفاف نے اس کی بانہوں میں دم توڑا۔

وہ صرف ایک خالی جسم تھا، اور آج اس جسم سے روح کی پرواز ہو گئی، جسم ہلکا ہو گیا، اور وہ دنیا کی قید سے آزاد ہو گیا۔

معراج نے اچانک ایک گہری ہچکی لی، اس کا جسم ایک عجیب سی بے چینی میں کانپا۔ اس کے منہ سے خون کی ایک تیز دھار بہہ نکلی، جیسے کسی زخمی شیر کی زبان سے لہو ٹپک رہا ہو۔ ازازیل، جو اس کے وفادار ساتھی کی مانند تھا، اب اس کے منہ سے آدھ مرا سا باہر آ گیا۔

معراج کا چہرہ، جسم، سب کچھ نیلا ہو چکا تھا، جیسے موت کی سردی نے اسے اپنے رنگ میں رنگ دیا ہو۔ اس کی آنکھوں، منہ، کانوں سے خون کی روانی جاری تھی، جیسے زندگی کی ندیاں اس کے جسم سے بہہ نکلی ہوں۔

گزشتہ منظر

آسمان پر بادلوں کا راج تھا، بجلی کی چمک نے رات کو دن میں بدل دیا تھا۔ معراج کی گاڑی کی روشنیاں بھی بے اثر لگ رہی تھیں جب وہ طوفانی بارش میں چل رہا تھا۔ اچانک، ایک زور دار گرج کے ساتھ، اس نے گاڑی روک دی۔ گاڑی کی اچانک رکنے سے اس کے جسم کو جھٹکا لگا، اور وہ ایک لمحے کے لیے ساکت ہو گیا۔

اس کی نظریں بارش سے بھیگی ہوئی کھڑکی سے باہر جمی ہوئی تھیں، جہاں آسمان لال پیلا ہو رہا تھا۔ پھر اس نے سر جھٹک کر اپنے برابر والی سیٹ پر رکھے منی ایکویریم کی طرف دیکھا، جہاں ازازیل، اس کا پالتو سانپ، بے چینی سے رینگ رہا تھا۔ معراج کی آنکھوں میں درد کی ایک گہری پرت تھی، اور وہ افسردہ نظر آ رہا تھا۔ ایک آنسو اس کی آنکھ سے چھلک کر اس کے گال پر گرا، جیسے وہ بھی بارش کا حصہ بن گیا ہو۔

اس نے آہستہ سے ایکویریم کا ڈھکن کھولا اور ازازیل کو باہر نکالا۔ ازازیل کی کھال پر جامنی رنگ کی چمک تھی، جو چاند گرہن کی لال روشنی میں اور بھی نمایاں ہو رہی تھی۔ معراج کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے، اور اس نے ازازیل کو پیار سے چوما۔ ازازیل کی بے چینی اچانک ختم ہو گئی، اور وہ شانت ہو گیا۔

معراج نے اپنے ہاتھوں میں ازازیل کو تھامے ہوئے، نم آنکھوں سے کہا، "تم وہ ہو ازازیل، جس نے میرے سخت دنوں کو خوبصورت بنایا۔ تم نے میرے ہر لمحے میں میرا ساتھ دیا، تم وہ ہو جس نے مجھے خوشی دی۔ لوگ کہتے ہیں کہ سانپ انسان کو ڈستا ہے، لیکن وہ نہیں جانتے کہ اصلی زہر تو انسان کے دل میں ہوتا ہے۔ سانپ کی زہریلی فطرت کو تو ہم نے اپنا لیا ہے۔" اس نے ازازیل کو اپنے سینے سے لگایا، اور ازازیل کی زبان باہر نکل کر ہوا میں لہرانے لگی، جیسے وہ بھی معراج کے جذبات کو محسوس کر رہا ہو۔

لیکن اب جو کچھ ہونے والا تھا، وہ ایک کربناک حقیقت تھی، جس کا سامنا معراج کو کرنا تھا۔

معراج نے ازازیل کو پیچھے کیا جب ازازیل کی زبان، باہر ٹمٹمائی، جیسے وہ ہر چیلنج کے لیے تیار تھا۔ معراج نے اوپر دیکھا اور اپنا منہ کھول دیا۔ اس کے ہاتھوں نے بھی تیزی سے حرکت کی، اور ایک ہی جھٹکے میں ازازیل کو اپنے منہ میں ڈال کر نگل گیا۔۔۔ دفعتاً

رات کا سناٹا اچانک بجلی کی دہشتناک گرج سے چھٹ گیا۔ آسمان پر بادلوں کی گھمبیر آوازیں گونج اٹھیں، جیسے وہ کسی پرانے دکھ کا ماتم کر رہے ہوں۔ ہوا کا تیز جھونکا چلتا ہے، اور یکایک سڑک پر موجود گرد بھری ہوا میں اڑنے لگتی ہے۔ بادلوں کے اوپر، چاند کی سرخی میں ڈوبی ہوئی روشنی نظر آتی ہے، جیسے کسی نے آسمان کے کینوس پر لال رنگ کی چھٹا بکھیر دی ہو۔ اچانک، بجلی کی ایک تیز کوند چاند کے عقب میں نمودار ہوتی ہے، اور ایک دھماکہ خیز آواز کے ساتھ، پورا منظر ایک لمحے کے لیے روشن ہو جاتا ہے۔ بجلی کی لال کوند، آسمان کو چیرتی ہوئی، جیسے کوئی عظیم قوت زمین پر اپنا غضب نازل کر رہی ہو۔۔ اسی لمحہ

اس نے سیدھا ہو کر، بڑی مشکل سے ازازیل کو نگلنا شروع کیا۔ ایک دم سے، ایک تیز حرکت میں، اس نے ازازیل کو پوری طرح نگل لیا۔ معراج نے گہری سانس لی، اس کا چہرہ سرخ ہو گیا، اور آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ اس کی سانسیں تیز ہو گئیں، اور ایک جھرجھری کے ساتھ، آنسو اس کے چہرے پر بکھر گئے۔

معراج کی سانسیں تیز تھیں، اور جب اس نے اپنا چہرہ نیچے کیا، تو اس کے منہ سے تھوک کی ایک لکیر باہر آ گئی۔ اس کے حلق سے نکلتی ہوئی عجیب و غریب آوازیں اس کی بے چینی کو ظاہر کر رہی تھیں۔ اس کی آنکھوں میں آنسو تھے، جو اس کے چہرے پر بہہ رہے تھے۔ اچانک، اس کے معدے سے ایک عجیب سی آواز آئی، جیسے کچھ اندر ہی اندر کلبلا رہا ہو۔ اس نے جس گاڑی کی سیٹ پر بیٹھا تھا، اسے مضبوطی سے پکڑ لیا، اور اس کے ناخنوں کی پیوستگی سے لیدر کی سیٹ پھٹ گئی۔ معراج نے اچانک کھانسی شروع کر دی اور زور زور سے سانس لینے لگا۔ لیکن پھر بھی، ایک مسکراہٹ اس کے چہرے پر آ گئی۔ ایک لرزتی ہوئی آواز میں، جیسے کسی مقابلے کی گرمی میں، اس نے کہا،

آپ میری دنیا تھی، میری زندگی کی روشنی، جس کے بغیر میرا وجود اندھیرے میں گم ہوتا۔۔"

میں آپ کا چاند تھا، آپ کی محبت کی کرنوں سے چمکتا، آپ کی خوشیوں میں جھلملاتا۔

لیکن جب چاند نے دنیا کو زخم دیے، جب آپ کے دل کو دکھ پہنچا،

تو چاند کیسے بے فکر رہ سکتا تھا؟ کیسے سکون کی نیند سو سکتا تھا؟

آپ کے دکھ میں میرا دل بھی کراہتا ہے، آپ کے آنسو میرے چہرے پر بہتے ہیں۔

آپ کی خوشی میری خوشی، آپ کا غم میرا غم، ہماری روحیں ایک دوسرے میں بازگشت کرتی ہیں۔

جب آپ کا نقصان ہوا، تو معراج کا بھی سب کچھ کھو گیا۔

جب عفاف نہیں، تو معراج کیسے باقی رہ سکتا ہے؟

معراج بھی آپ کے پاس آرہا ہے، آپ کی یاد میں، آپ کی محبت میں۔"۔

معراج کے گلے میں ایک گلٹی ابھری اور پھر غائب ہو گئی، جیسے کچھ اندر ہی اندر ٹوٹ رہا ہو۔ اس نے اچانک کھانسی شروع کی، اور یکدم لال مائع کا فوارا اس کے منہ سے پھوٹا جو گاڑی کے سامنے اور نیچے بہہ گیا۔ اس کی ناک اور کان سے بھی وہی لال مائع رس رہا تھا۔ وہ زور زور سے کھانس رہا تھا، اس کی سانسیں بے ترتیب تھیں، اور اس کے چہرے پر پریشانی کی لکیریں نمایاں تھیں۔ اس نے اپنا چہرہ صاف کیا، اور خود کو سنبھالنے کی کوشش کی، لیکن اس کے باوجود بھی، مائع کی روانی جاری رہی۔ اس کی آنکھوں میں ایک اداسی تھی، جیسے وہ کسی بڑے غم سے دوچار ہو۔

معراج نے خود کو سنبھالا اور ڈیش بورڈ کھولا اور ایک کپڑا نکالا اس نے اپنا۔ چہرہ صاف کیا۔۔ کچھ وقت بعد۔ جب اس نے گاڑی کا دروازہ کھولا، تو تازہ ہوا کا ایک جھونکا اس کے چہرے پر پڑا، جیسے وہ اس کی پریشانیوں کو دور کر رہا ہو۔ دور کیمرے کی نظر میں، جو معراج کو دیکھ رہا تھا، ماہر نے حیرت سے کہا، "یہ ایسے نڈھال سا کیوں لگ رہا ہے؟" اس کے لہجے میں تشویش اور حیرت کا ملا جلا جذبہ تھا۔

ساعت رواں

حاضرین کے دل دہل گئے، ان کے منہ حیرت سے کھلے رہ گئے، اور ان کے جسم لرز اٹھے۔ ابرش، جو اب تک اپنی جھولی میں ہاتھ ڈالے ہچکیوں کے ساتھ رو رہی تھی، اس منظر کو دیکھ کر بے حال ہو گئی۔ معراج کا وفادار ازازیل، جو آج تک اس کے ساتھ تھا، آج اس کے ساتھ ہی مر گیا۔ ایک وفاداری کا انجام، جو موت کے ساتھ تمام ہوا۔

معراج کے چوغہ اس کے سینے کی جانب ، لال رنگ سے نقش کچھ الفاظ تھے۔ "میں نے ان دو کو بچا لیا(جبرائیل اور مہمت)، جنہیں دنیا نے پیار کیا۔ ہاں، میں برا تھا، لیکن کوئی بھی انسان پیدائشی برا نہیں ہوتا۔ حالات اسے برا بنا دیتے ہیں۔ میں برا تھا، اور آج اسی دکھ کے ساتھ میں مر گیا۔ میری دعا ہے کہ دنیا کی تلخیاں کسی کو بھی سیاہی میں نہ دھکیل دیں۔" چاند گرہن، جو اب مدھم پڑ رہا تھا، اس بات کا گواہ تھا۔ چاند کی سفیدی میں وہ لالی معراج کی موت کی گواہی دے رہی تھی۔ سب اس لکھے کو پڑھ کر آنسو بہانے لگے۔ معراج کا منہ آدھا کھلا تھا، اور آنکھیں پھیلی ہوئی تھیں، جو سکندر پر جمی تھیں۔ سکندر صدمے سے معراج کو دیکھ رہا تھا، گویا معراج کی آنکھوں میں شکوے تھے، جو وہ کبھی بیان نہ کر سکا۔ آج مر کر، اس کی ساکت آنکھوں نے وہ سب کچھ بیان کر دیا۔ سکندر پہلی بار معراج کو گلے لگانا چاہتا تھا، لیکن اب سب ختم ہو چکا تھا۔ وہ یکدم زمین پر دوزانوں گرا، جیسے اس کی جان نکل گئی ہو۔ معراج کے چہرے پر بارش پڑ رہی تھی، اور چاند اب بھی اس کے نیلے چہرے کو روشن کر رہا تھا۔ جو آیا ہے وہ جائے گا، لیکن اپنے ساتھ تلخی لے جانے والے۔ انسان کی روح گردش کرتی رہتی ہے۔۔۔

دور افق پر، بلنڈنگ کی چھاؤں میں، سنائپر نے اپنا قدم پیچھے کھینچا۔ اس کے ہاتھوں میں موبائل کی روشنی نے ایک سرد سایہ ڈالا، جس میں معراج کی تصویر نمایاں تھی۔۔

ایک تصویر جو اس کی اپنی ہی تھی۔ یہ معراج کی اپنی موت کی سپاری تھی، ایک ایسا فیصلہ جو اس نے دنیا کی بے رحمی سے تنگ آ کر کیا تھا۔ وہ پہلا شخص تھا جس نے اپنی موت کا معاہدہ خود سے کیا تھا، لیکن اسے دنیا اور دنیا والوں کی تلخ حقیقت نے ایسا کرنے پر مجبور کیا تھا۔

سنائپر نے اپنی گن کو بیگ میں سمویا، اس کی انگلیاں بیگ کے پٹے کو مضبوطی سے تھامے ہوئے تھیں۔ اس نے بیگ کو کندھے پر لٹکایا، اور اس کی پشت پر بوجھ کی طرح لادا۔ پھر وہ سایوں میں گم ہوتا چلا گیا، جیسے کوئی بھوت اپنے راز کے ساتھ رات کی تاریکی میں غائب ہو جائے۔

یوسف کی آنکھوں میں نمی چمک اٹھی، جب اس نے معراج کی بے جان جسم کو دیکھا۔ اس کے دل کی گہرائیوں سے ایک آہ نکلی، اور وہ معراج کے الفاظ کو یاد کرتے ہوئے رو پڑا۔

میں، جینا نہیں چاہتا ہوں چاچو میری زندگی میں درخت تو ہیں مگر سائہ دار کوئی نہیں ہے۔ میں اکیلا محسوس کرتا ہوں مجھے ڈر لگتا ہے میں برا بن جاؤں گا میں دنیا کو نہیں بدل سکوں گا مگر دنیا مجھے بدل دے گی میں برا نہیں بننا چاہتا ہوں چاچو مجھے اللہ سے ڈر لگتا ہے مجھے اللہ کے عذاب سے ڈر لگتا ہے میں نہیں چاہتا کہ میری دنیا

عذاب ہے تو آخرت بھی عذاب میں مبتلا ہو جائے میں خود کو شیطان کے وسوسوں سے بچانا چاہتا ہوں میں برا نہیں بننا چاہتا۔ میں جب بھی خودکشی کے بارے میں سوچتا ہوں تو یہ سوچ کر رک جاتا ہوں کہ کیا فائیدہ دنیا کی زندگی تو کچھ وقت کی ہے اس دنیا کا عذاب کچھ وقت کا ہے اگر خودکشی کر کے مر گیا تو جہنم کا نہ ختم ہونے والا عذاب سہنا پڑے گا۔۔ میں بے بس محسوس کر رہا ہوں چاچو میرا مددگار کوئی نہیں ہے میں کیسے خود کو ان جزبات سے بچاؤں میں کیسے خود کو ان احساسات سے چھٹکارا دلوا سکتا ہوں سوال بہت ہیں مگر جواب کوئی نہیں ہے۔۔ جیسے کوئی گناہ گار قبر میں ہو اور اسے سوال دو فرشتے کر رہے ہوں اور اس میت کے پاس کوئی جواب نہ ہو۔ میں بھی اس مردہ سا۔ محسوس کر رہا ہوں مجھے یہ سوالات کھا لیں گے یہ جزبات یہ دکھ مجھے کھا لیں گے اور میں ایک دن مر جاؤں گا

۔۔۔اور وہ مر گیا تھا۔۔ اسکو جس چیز کا ڈر تھا وہ، ہو گیا تھا

یوسف کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے، جیسے وقت کی ریت سے ایک ایک قطرہ گر رہا ہو۔ اس کے چہرے پر درد کی ایک لکیر نمایاں تھی، جیسے کسی نے اس کے دل کو چیر دیا ہو۔

•••••°•••••

قبرستان کی خاموشی میں چاند چمک رہا تھا، جیسے کسی نے زمین پر چاندی کی چادر بچھا دی ہو۔

لیکن وقت کی رفتار سے چاند دھیرے دھیرے سورج میں تبدیل ہوتا گیا، اور رات کا سناٹا دن کی روشنی میں گم ہو گیا۔

پھر ایک پل میں ہی سورج چاند بن گیا، اور دن کی چمک دوبارہ رات کے سکون میں بدل گئی۔

جب منظر فیصل مسجد کی طرف بدلا، تو وہاں سورج کی کرنیں میناروں کو سنہری روشنی سے نہلا رہی تھیں۔ مسجد کے اطراف کے پہاڑ، جو پہلے گہرے نظر آ رہے تھے، اب سبزے سے ڈھکے ہوئے تھے اور بادلوں کی گرج سے گونج رہے تھے۔ دور بلندی پر ہوا سے پھڑ پھڑاتا پاکستان کا جھنڈا شان سے لہرا رہا تھا اس کے پھڑ پھڑانے کی آواز ہوا میں تھی۔ مسجد کے برآمدے میں، سنگ مرمر کی سلیپ پر ایک جنازہ رکھا ہوا تھا، جس پر سبز کپڑا بچھا تھا اور چاروں قل کی نقاشی کی گئی تھی۔

بارش کی بوندیں اس سبز کپڑے پر گر رہی تھیں، جیسے آسمان بھی اس غم میں شریک ہو۔

دور کھڑی عورتیں، جن کے چہرے غم سے نم تھے، رو رہی تھیں۔ ان کی سسکیاں ہوا میں گونج رہی تھیں، اور ہر آنکھ سے آنسو بہہ رہے تھے۔

ابرش، جو ایک بینچ پر بیٹھی تھی، اس منظر کو ساکت نظروں سے دیکھ رہی تھی۔

جبرائیل، یوسف، چنگیز، مہمت، اور باقی افراد جنازے کے سامنے کھڑے تھے، اور امام نماز جنازہ پڑھا رہا تھا سب نے نماز جنازے کے لیے ہاتھ کھڑے کئے اور کانوں پر ہاتھ لگائے۔

جب معراج کی آواز ہوا میں گونجی،

۔" نفرت کی گہرائیاں اکثر محبت کے انتظار کو لامحدود بنا دیتی ہیں۔ بے چینی وہ آفت ہے جو انسان کو ندامتوں کی دلدل میں دھکیل دیتی ہے۔

وہ لڑکی جو کسی کمزور پل کی مہربانی تھی، میری زندگی میں موسم بہار کی مانند آئی اور پتجھڑ کی طرح زرد پڑ گئی۔

جس کے حصول کے لیے میں نے اپنی زندگی کی بازی، اپنی دنیا کی خوشیاں، اپنی آخرت کی امیدیں، اپنے عمل کی پاکیزگی، اپنے ایمان کی سچائی کو خطرے میں ڈال دیا۔

محبت کا وہ جذبہ جو دل کو بے چین کر دے، جو ایمان کی بنیادوں کو ہلا دے، وہ عشق نہیں، وہ فتنہ ہے۔ جب محبت انسان کو راہِ راست سے بھٹکا دے، جب وہ عشق انسان کو خود سے بھی جدا کر دے، تو وہ محبت نہیں، وہ ایک آزمائش ہے۔ ایسی محبت جو دل کو سکون نہ دے، جو روح کو تڑپا دے، وہ محبت نہیں، وہ ایک غلطی ہے۔ اور جب محبت ایمان کو کمزور کر دے، تو وہ محبت نہیں، وہ ایک خطرہ ہے۔۔۔

آسمان کی گرج سے معراج کی آواز دب گئی، اور ایک گہری خاموشی چھا گئی۔

بادلوں کی گرجتی ہوئی آوازیں آہستہ آہستہ کم ہوتی گئیں، اور پھر ایک سناٹا سب پر طاری ہو گیا۔

معراج کے جنازے کو کندھوں پر اٹھا کر زینوں سے نیچے اتارا جا رہا تھا، جہاں سامنے ایک سیاہ بس کھڑی تھی۔ درختوں کی شاخیں ہوا میں سرسرا رہی تھیں، اور پس منظر میں مرگلہ کے پہاڑوں کی موجودگی نے منظر کو ایک عجیب سکون بخشا تھا۔

جنازے کو اب بس میں رکھا جا رہا تھا، اور جبرائیل کے چہرے پر خالی تاثرات تھے، جو ندامت کی گہرائی کو ظاہر کر رہے تھے۔ مہمت کا چہرہ اترا ہوا تھا، جیسے پشیمانی نے اس کی روح کو چھو لیا ہو۔

لیکن اب پچھتانے کا کیا فائدہ، جب وقت ہاتھ سے نکل چکا تھا۔ جب معراج زندہ تھا، تو اس کی قدر کسی نے نہ کی، لیکن جب وہ مر گیا، تو سب کو اس کی قدر کا احساس ہو گیا۔

وہ مر چکا تھا، وہ جا چکا تھا۔ اب اس کو ان سب چیزوں کی ضرورت نہیں تھی

زندگی کے اس موڑ پر، جہاں معراج کی روح کو اب اس دنیا کی ضروریات سے کوئی سروکار نہیں رہا، وہاں ہر شخص کی آنکھوں میں ندامت کی چمک تھی۔

وہ، جو کبھی اس دنیا کا حصہ تھا، اب ایک یاد بن کر رہ گیا تھا۔ جب وہ زندہ تھا، تو اس کی قدر کسی نے نہ کی، اسے دھتکارا گیا، اس کی زندگی کو تلخیوں سے بھر دیا گیا۔

اب، جب وہ اس دنیا سے رخصت ہو چکا تھا، تو اس کی اہمیت کا احساس سب کو ہوا۔

اس کی موت نے ان سب کو آئینہ دکھایا، جنہوں نے اس کی زندگی کو نظر انداز کیا تھا۔

بس چل پڑی، اور وہ منظر سے دور ہو گیا، جیسے کوئی خواب بکھر کر ریت کی طرح ہواؤں میں اڑ گیا ہو۔

اس کی روح کی پرواز نے ایک خالی پن چھوڑ دیا، جو شاید کبھی پر نہ ہو۔

...°...

اسپتال کے کمرے کی نیم روشنی میں، مشینوں کی بے زبان گونج سنائی دے رہی تھی۔

کمرہ اپنی وسعت اور خوبصورتی کے باوجود، ایک عجیب سناٹے میں ڈوبا ہوا تھا۔

کانچ کا دروازہ، جیسے کسی دوسری دنیا کا راستہ ہو، باہر کی دنیا سے بے خبر، صرف اندر کی کہانی کو بیان کر رہا تھا۔

سکندر، جو بیڈ پر پڑا تھا، اس کی نظریں خالی، جیسے کسی دور دراز خیال میں کھوئی ہوئی ہوں۔

حادثے کی شدت نے اس کے دل کو چھو لیا تھا، اور اس کے اپنے ہی کیے کا بوجھ اس کے دل پر بھاری پڑ گیا تھا۔

وہ گناہ جو اس نے کیا، وہ معافی جو اسے مانگنی چاہیے تھی، وہ سب اس کے دل کی دھڑکنوں میں گونج رہا تھا۔

انسانوں کے ڈر سے، وہ اللہ کو بھول گیا تھا، وہ بھول گیا تھا کہ ایک ذات ہے جو سب دیکھ رہی ہے۔ اس کی پشیمانی اس کے چہرے پر نقش تھی، جیسے کسی نے اس کے دل کی گہرائیوں کو چہرے پر لکھ دیا ہو۔ سفید

مریضاں کی وردی اور سفید چادر اس کی پاکیزگی کی طرف اشارہ کر رہی تھی، لیکن اس کی آنکھوں میں جمی نظر کہیں دور، اس کے گناہوں کی تاریکی میں کھوئی ہوئی تھی۔

...°...

چند سال بعد

زندگی کے اس پیچیدہ سفر میں، جہاں حادثات کی تاریکی نے روشنی کو چھپا دیا تھا، وقت نے آہستہ آہستہ ان کے دلوں کو خوشیوں کی راہ دکھائی۔

بدلتے سالوں کے ساتھ، انہوں نے خوشی کی نئی زبان سیکھی، اور گھر کی دہلیز پر دستک دینے والی نئی خوشیوں نے ان کے دلوں کو گرما دیا۔

گھر میں نئی کلکاریوں اور نئے مہمانوں کی آمد نے ایک نئی امید کی کرن جگائی۔

کہتے ہیں کہ زندگی کا دھارا بہتا رہتا ہے، پرانے پتے جھڑتے ہیں تو نئے کونپل پھوٹتے ہیں۔۔

ایسا ہی کچھ ان کی زندگی میں بھی ہوا۔ سب کچھ بدل گیا، مگر دل کے کسی کونے میں وہ درد اب بھی باقی تھا، ندامتوں اور پشیمانیوں کا ایک سمندر جو کبھی خشک نہیں ہوتا۔

سرسبز میدانوں کی ہریالی میں، جہاں پہاڑوں کی چوٹیوں سے نیچے ابشار کی روانی تھی، ایک خوبصورت منظر پیش کر رہی تھی۔

ہوا کی ملائم سرسراہٹ میں، پانچ سالہ بچہ، مہمت کا بھائی بہزاد، خوشی سے بھاگتا ہوا نظر آیا، اور اس کے پیچھے اکس سالہ مرات، جو جوانی کی دہلیز پر قدم رکھ چکا تھا، اس کے تعاقب میں تھا۔

مرات نے بہزاد کو پکڑ لیا اور اسے گلے لگا لیا، جیسے کہ وہ اس کی خوشیوں کو اپنے سینے سے لگا رہا ہو۔

ہوا کی ہلکی پھوار میں، سبز گھاس لہرا رہی تھی، اور دور چھوٹے سے گھوڑے گھاس چر رہے تھے۔ ابرش اور مریم، جو بہار کی مانند آ رہی تھیں، ان کے بال ہوا میں اڑ رہے تھے۔ ابرش نے بوٹل گرین شفون کا فراک پہن رکھا تھا، جو ہوا میں اڑتے ہوئے اس کی خوبصورتی کو اور بھی نکھار رہا تھا، اور مریم کا پرنٹڈ فراک اس کی معصومیت کو بیان کر رہا تھا۔

جبریل، جو اپنے بابا جبرائیل کے ساتھ کھیل رہا تھا، اور اس کی بہن عفاف کے ساتھ مستی میں مصروف تھا، ان کی ہنسی میدانوں میں گونج رہی تھی۔

جبرائیل کی سیاہ قمیض شلوار اس کی شخصیت کو جاذب نظر بنا رہی تھی، اور وہ اپنے بچوں کی خوشی میں خود بھی خوش تھا۔ مہمت، سفید قمیض شلوار پہنے تھا جو اپنے تین سالہ بیٹے کے ساتھ کھیل رہا تھا، اس کی گندمی رنگت اور خوبصورتی میں ابرش کی جھلک نظر آ رہی تھی۔

ابرش نے مسکراتے ہوئے معراج کو بلایا، "معراج ادھر آؤ میرے پاس"، اور مہمت نے مسکرا کر معراج کو ابرش کی طرف بڑھایا۔ معراج کی چھوٹی سی شکایت پر ابرش نے پیار سے کہا، "ہاں کتنا تیز ہے، ماما کے پاس آ کر رو رہا ہے۔"۔

مہمت نے معراج کو مسکراتے تھاما اور اس کو ہوا میں اوپر کیا، اور اس کی ہنسی نے سب کو خوش کر دیا۔

جبرائیل نے مریم کو گلے لگایا، مریم نے جبریل کے شانے پر ہاتھ رکھا ہوا تھا اور اس نے اپنی بیٹی کو پیار کیا، اور سب خوش نظر آئے۔

اس خوبصورت منظر میں، سب کھیلنے لگے، جیسے کہ وہ سب ایک دوسرے کی خوشیوں کا جشن منا رہے ہوں۔

...°...

دنیا کی نظروں میں شاید معراج اور عفاف کا ملنا ممنوع تھا، موت کے بعد بھی ان کی محبت کی گواہی دینے والی قبریں ایک دوسرے سے دور تھیں۔

معراج نے اپنی آخری سانس اپنی محبت کی قبر پر لی، جبکہ عفاف کی قبر اس کے بغیر تھی۔

عفاف کی قبر پر موجود پتے، ہوا کے جھونکے سے اڑے تھے اوپری درخت سے پتے جھڑ کر ایک شاور کی مانند برس رہے تھے، جیسے آسمان سے خزاں کی بارش ہو رہی ہو۔

ایک شاہین، عفاف کی قبر کے اوپر سے اڑتا ہوا آسمان کی بلندیوں کو چھوتا ہے، اور پھر جھرنے کے اندر سے ہو کر گزرتا ہے، جیسے وہ معراج کی روح کو آزادی کی پرواز دے رہا ہو۔

اطراف میں سرسبز پہاڑوں سے پانی کی روانی جاری تھی، جیسے زندگی کی ندیاں بہہ رہی ہوں۔

معراج کی قبر کے اوپر چیری بلوسم کے پتے ہوا میں گرتے ہوئے اس کی قبر کو ایک خوبصورت چادر سے ڈھک رہے تھے، جیسے قدرت اس کی زندگی کی کمی کو پورا کر رہی ہو۔

ہوا میں پرندے چکر لگاتے ہوئے اڑ رہے تھے، جیسے وہ معراج کی روح کے ساتھ رقص کر رہے ہوں۔

معراج کی قبر کا میدان، جو ایک دریا کے کنارے تھا، اب ایک خوبصورت منظر پیش کر رہا تھا۔

دریا کی لہریں پہاڑوں سے گرتی ہوئی اس کی قبر کے گرد ایک محبت بھرا چکر لگا رہی تھیں۔

ہوا کی آواز ہر جگہ موجود تھی، پتے گرتے تھے، گھاس لہرا رہی تھی، اور اس کی قبر کی خوبصورتی میں ایک عجیب سکون تھا۔

مگر اس کی زندگی کی خوبصورتی نہ سہی، مرنے کے بعد اس کی قبر کی خوبصورتی نے اس کی محبت کی داستان کو ابدیت کا رنگ دے دیا تھا۔

اس کی محبت اسے نگل گئی، لیکن اس کی قبر کی خوبصورتی نے اس کی محبت کو امر کر دیا۔۔۔

بشریت کی روح میں بسی، ہے ایک خوبصورتی انمول،

دل کی گہرائیوں میں چھپی، ہے جوت سچ کی بے مثل۔

رنگت کا فرق نہیں، نہ قد کی ہے کوئی بندش،

اللہ کی محبت میں ہیں، سب رنگ ایک جیسے خوبصورت و بے خطا۔

دل کی صفائی میں ہے، عکس تیرا روشن ورعنا،

محبت کی کرنوں سے ہو، جہاں تیرا ہمیشہ منور۔

محنت سے سجا دل، بن جائے گا جنت کا پیغام،

ایمان کی مضبوطی سے، ہو گی ہر راہ آسان۔

اگر دل میں ہو زنگ، تو دنیا بھی لگے گی بے رنگ،

نیکی کی راہ پر چل، تو آخرت بھی ہو گی خوبصورت۔

دنیا کی کڑواہٹ کو، دل سے نہ کر قبول،

خود پر یقین رکھ، اللہ پر بھروسہ کر، ہو گا سب کچھ معمول۔

برائی سے کر دوری، بنا لے آخرت کو حسین،

چہرے کی چمک دمک، پھر ہو گی تیرے پاس

سمجھ لے یہ بات اے نادان، ہر انسان ہے خاص،

ہمارے اندر بسی ہے، ایک دنیا جو ہے رنگین و خوبصورت۔

فخر کر اپنی نسل پر، تو ہے پہلے انسان،

یاد رکھ، ہم سب ہیں ایک، چاہے ہوں چہرے کتنے بھی مختلف۔

مختلف چہرے، مختلف رنگ، لیکن ہم سب کی جڑ ہے ایک،

آدم و حوا، ہم سب کی ہے یہ پہچان۔

دنیا کی خوبصورتی میں، ہمارا ہے ایک اہم کردار،

سمجھ اس بات کو اے نادان،

دل کی خوبصورتی اور اعمال کا ہے اعلیٰ مقام

ختم شد